اِنَّ مِنَ الْبَیَانِ لَسِحْرًا (الحدیث)



خطباتِ شاہینِ ختمِ نبوت



تحقیق و تخریج

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی

مرتب

مولانا محمد بلال

فاضل جامعہ اسلامیہ باب العلوم کہروڑ پکا

عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت ملتان

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ!

فہرست

☆☆☆☆☆

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

پیش لفظ

تمام تعریفات اس خدائے بزرگ و برتر کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔ جس نے نسل آدم خاکی کو اپنی کتاب کے نزول سے ہدایت عطا فرمائی اور نبی آخرالزمان خاتم الانبیاء ﷺ کو مبعوث فرما کرامت محمدیہ پر، آپ ﷺ کی حکمت وجوامع الکلم کے ذریعے رحمت تامہ فرمائی اور آپ ﷺ کے متبعین میں اہل بیتؓ و اصحابؓ رسول ﷺ کو بلند و برتر فرمایا۔

لاکھوں درود وسلام ہوں آپ ﷺ پر، آپ ﷺ کے اہل بیتؓ پر، صحابہ کرامؓ پر اور تمام ائمہ، فقہاء، محدثین ومجتہدین رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین پر اور رحمتیں نازل ہوں اکابرین علماء اہل سنت والجماعت دیوبند پر کہ جب بھی کسی شرپسند نے دین اسلام میں نقب لگانے کی کوشش کی تو ہمارے اکابرین علماء دیوبند نے انتہائی بیدار مغزی کا ثبوت دیتے ہوئے جرأت وحکمت کے ساتھ ان کی کوشش کو ناکام بنایا۔

ان شرپسند فتنوں میں سب سے زیادہ خطرناک فتنہ، قادیانیت کا فتنہ ہے۔ قادیانیت ایک مار آستین کی مانند ہے جس کی زہرناکیوں نے اسلام کو بے حد نقصان پہنچایا اور اسلام میں شکوک وشبہات پیدا کرنے کی ناپاک جسارت کی۔ جس وقت اس فتنہ نے سر اٹھایا تو علماء کرام اس کے تعاقب کے لئے میدان میں آئے۔ کسی نے اس کا تعاقب قلمی طور پر کیا تو کسی نے خطابت کے میدان میں، کسی نے جھوٹے مدعی نبوت مرزا غلام احمد قادیانی کے اخلاق وعادات کو امت کے سامنے آشکارا کیا تو کسی نے مرزا قادیانی کی ذاتی زندگی کی خامیوں اور زبان درازیوں پر اس کی اپنی تحریروں سے اس کے لئے پھندا تیار کیا۔ جس سے آج تک مرزا قادیانی کی ذریت بھی نہیں نکل سکی اور پوری دنیا میں رسوائی کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوا۔

الغرض! امت مسلمہ کواس فتنہ کے تعاقب کے لئے اور سرور کائنات ﷺ کی ختم نبوت کے تحفظ کی خاطر اگر جان کا نذرانہ بھی پیش کرنا پڑا تو انہوں نے اس سے بھی دریغ نہیں کیا اور مشن صدیق اکبرؓ کو زندہ رکھا۔ خاتم الانبیاء ﷺ کے ساتھ والہانہ عقیدت ومحبت ہی باعث فخرو باعث نجات ہے۔ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ ۱۹۵۳ء کی تحریک میں رہائی کے بعد ایک مجلس میں تشریف فرما تھے۔ ایک آدمی آیا۔ آ کر شاہ جی رحمۃ اللہ علیہ سے طنزیہ طور پر کہنے لگا کہ: ''آپ کی تحریک ختم نبوت کا کیا بنا؟''

تو شاہ جی رحمۃ اللہ علیہ نے شیر کی طرح دیکھا اور فرمایا: ''میاں! اگر تم ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت کے شہداء کی بات کرتے ہو تو اس تحریک میں جتنے بھی شہید ہوئے۔ ان سب کا خون سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی گردن پر ہے۔ اگر حضرت ابوبکر صدیقؓ نے امت کا سب سے قیمتی اثاثہ حضرات صحابہ کرامؓ کو ختم نبوت کے مسئلہ کے لئے شہید کرایا تھا تو یہ دس ہزار آدمی بھی میں نے صدیق اکبرؓ کی سنت پر عمل کرتے ہوئے شہید کرائے ہیں۔''

اکابرین کی اس جدوجہد اور محنت کے نتیجہ میں آج اس فتنہء قادیانیت کے اندر کوئی دم نہیں رہا۔ جو جدوجہد اکابرین نے قادیانیت کے تعاقب اور عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے شروع کی تھی۔ آج تک الحمدللہ! برابر جاری ہے۔

ان مجاہدین ختم نبوت کے سلسلہ کی ایک کڑی شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب دامت برکاتہم ہیں جنہیں اللہ رب العزت نے بے پناہ کمالات اور اعزازات سے نوازا اور کمال درجہ کی ذہانت بخشی ہے۔ زبان میں ایسی تاثیر کہ جو بات کرتے ہیں وہ ''نقش کالحجر'' ہو جاتی ہے اور سامعین کو مسحور کر دیتی ہے۔

حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے محاذ کے جرنیل اور قادیانیت کے خلاف درہ عمرؓ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ردقادیانیت میں آپ صرف تجربہ کار ہی نہیں بلکہ صاحب بصیرت امام مانے جاتے ہیں۔ حضرت مولانا نے ردقادیانیت پر بہت سی

کتابیں تصنیف فرمائیں۔ جنہیں عام وخاص میں قبولیت حاصل ہے اور تحریرات جو کہ باریک بینی سے پڑھنے کے قابل اور دل کو چھونے والی ہوتی ہیں۔ آپ سادہ اور درویش صفت شخصیت کے حامل ہیں۔ آپ دور حاضر کے مسائل پر اور ملکی صورت حال پر بھی احسن انداز میں گفتگو کرتے ہیں۔ آپ کی پوری زندگی مجلس تحفظ ختم نبوت کی خدمات کے لئے وقف ہے۔ حضرت مولانا بہت زیادہ انس ومحبت اور شفقت کرنے والے بزرگ ہیں۔ چھوٹوں سے شفقت ان کا خاصہ ہے۔ ہر آدمی سے آپ بڑی خندہ پیشانی سے ملتے ہیں۔ خواہ اجنبی ہو یا کوئی پہچان والا۔

بندہ کو عرصہ چھ سال سے آپ کی خدمت کی سعادت حاصل ہے۔ آپ بندہ سے بھی اپنی اولاد کی طرح الفت رکھتے ہیں۔ اسی محبت میں گرویدہ ہوکر دل میں شوق پیدا ہوا کہ شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب مدظلہ کے خطبات کو اکٹھا کیا جائے۔

جب اس بات کا تذکرہ حضرت صاحبزادہ مولانا محمد انس صاحب مدظلہ سے کیا تو انہوں نے خوب دلجوئی کی اور فرمایا کہ اگر آپ نے حضرت باباجی مدظلہ کے خطبات کو جمع کرنے کا ارادہ کیا ہے تو یہ بہت زیادہ خوشی اور باعث اعزاز ہے۔ اس لئے کہ حضرت باباجی مدظلہ کے خطبات کو کتابی شکل میں لایا جائے تو معلومات کا بہت بڑا حصہ ہماری نسل نو کے لئے محفوظ ہوجائے گا۔

جب بیانات کو اکٹھا کرنے کے لئے کمربستہ ہوا تو بڑی دشواریاں پیش آئیں کہ جمع کس طرح کیا جائے۔ پورے پاکستان میں جماعتی ساتھیوں سے رابطے کئے تو کیسٹوں اور سی ڈیز کی شکل میں بہت سا مواد جمع ہوگیا۔ جب لکھنا شروع کیا تو یہ ایک مشکل کام محسوس ہونے لگا۔ تاہم بارگاہ الٰہی میں بار بار التجاء کی اور اس طرح یہ مشکل ترین کام محض رب ذوالجلال کے کرم سے پایہ تکمیل کو پہنچا۔

اللہ رب العزت جزائے خیر دے برادر مکرم مولانا محمد وسیم اسلم کو جنہوں نے

ترتیب و تحسین میں ممکنہ حد تک علمی و تزئینی معاونت فرمائی، اور مدرسہ عربیہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر کے شیخ الحدیث حضرت مولانا غلام رسول دین پوری مدظلہ کو جنھوں نے تقاریر کے عنوانات قائم کئے، نوک پلک سنوارے، اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے امیر، استاذ الحدیث مرشد العلماء والصلحاء حضرت مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ صاحب مدظلہ کو کہ جنھوں نے نہ صرف فائنل پروف پڑھا بلکہ قرآن و حدیث اور مرزا قادیانی کی کتب کے حوالہ جات اوران کی تخریج بھی کر دی۔

آخر میں میں شکر گزار ہوں جناب عدنان منظور کا جنھوں نے اپنی گونا گوں دفتری مصروفیات کے باوجود کمپوزنگ کے مراحل بڑی سرعت کے ساتھ طے کرادیئے۔

قارئین! بندہ عاجز کو اپنی کوتاہ علمی کا بخوبی احساس ہے۔ ’’خطبات شاہین ختم نبوت‘‘ میں جو خوبیاں اور اچھائیاں ہیں وہ اللہ رب العزت کا فضل و کرم، اساتذہ کرام کی محنت اور علمائے حق کے اکرام واحترام کا صلہ ہے اور جو غلطیاں ہیں وہ میری حماقت اور خطاؤں کا نتیجہ۔ حتی الوسع کوشش کی کہ اغلاط باقی نہ رہیں۔ لیکن خطا اور غلطی سے پاک صرف رب کریم کی ذات ہے۔ باوجود اس کے، اگر کوئی دوست کہیں سقم پائیں تو تنقید و تنقیص کی بجائے بندہ کو مطلع فرمائیں۔ تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اصلاح ہو سکے۔

دعا گو ہوں کہ پروردگار عالم اپنے فضل و کرم سے بزرگان ملت کی خدمت کے طفیل بندہ کی اس ادنیٰ سی محنت کو قبول فرمائے اور میرے والدین، عزیز و اقارب اور اساتذہ کرام کے لئے ذریعہ مغفرت و سامان آخرت بنائے۔ آمین!

حسبنا اللہ ونعم الوکیل

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین!

خاک پائے اکابر دیوبند

(مولانا) محمد بلال

فاضل جامعہ اسلامیہ باب العلوم کہروڑ پکا

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

صاحب خطبات کا مختصر تعارف

مخدومی المکرّم شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب مدظلہ مجھ سے جماعت میں دس سال قدیم ہیں۔ راقم نے کریما، نام حق شروع کی اور مولانا جماعت میں لائل پور (فیصل آباد) میں مبلغ کی حیثیت سے مقرر ہوئے۔ فیصل آباد میں آپ کو مجاہد تحریک ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمود رحمۃ اللہ علیہ جیسا محسن و مربی نصیب ہوا۔ جن کی تربیت سے آپ کو مضمون نویسی اور حروف خوانی کی مہارت نصیب ہوئی۔

قادیانیت سے متعلق آپ نے مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اختر رحمۃ اللہ علیہ، فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیات رحمۃ اللہ علیہ سے تربیت حاصل کی۔ اس زمانے میں مجلس کا پورے ملک میں طوطی بولتا تھا۔ مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی جالندھری رحمۃ اللہ علیہ مجلس کے روح رواں اور امیر تھے۔ حضرت جالندھری رحمۃ اللہ علیہ کی رفاقت نے مولانا اللہ وسایا صاحب کو کُندن بنا دیا۔ آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے علاقہ کی عظیم شخصیت مولانا حافظ اللہ بخش گرواں رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی۔ جامعہ قاسم العلوم ملتان میں بھی پڑھا۔ دورہ حدیث شریف جامعہ مخزن العلوم خان پور سے کیا۔ جہاں حافظ الحدیث والقرآن حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا واحد بخش رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا محمد ابراہیم تونسوی رحمۃ اللہ علیہ جیسی جبال العلم شخصیات سے قرآن وحدیث کے فیوض وبرکات حاصل کئے۔

قرآن وحدیث میں حضرت درخواستی رحمۃ اللہ علیہ استاد، خطابت میں حضرت مولانا جالندھری رحمۃ اللہ علیہ کی تربیت، مناظرہ میں حضرت مولانا لال حسین اختر رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا محمد حیات رحمۃ اللہ علیہ کے تلمذ نے آپ کو ہمت، جرأت اور مقبولیت سے سرفراز فرمایا۔

ربوہ (موجودہ چناب نگر) کو جب کھلا شہر قرار دیا گیا تو ریلوے اسٹیشن پر جامع

مسجد محمدیہ کی تعمیر ہوئی جس میں ایک عرصہ تک حضرت مولانا خدابخش رحمۃ اللہ علیہ خطیب رہے۔ پھر مولانا اللہ وسایا صاحب فیصل آباد سے چناب نگر (ربوہ) تبدیل کردیئے گئے۔ جس نے آپ کی شہرت کو چار چاند لگادیئے۔ حضرت مولانا محمد علی جالندھری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا لال حسین اختر رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا محمد حیات رحمۃ اللہ علیہ، محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ، خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ، حکیم العصر حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر دامت برکاتہم کی قیادت میں آپ کو نصف صدی سے ختم نبوت کی چوکیداری کی سعادت حاصل ہے۔

آپ نے تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء، تحریک ختم نبوت ۱۹۸۴ء، پاسپورٹ میں مذہب کے خانے کی بحالی اور ناموس رسالت کے تحفظ کی تحریکوں میں پروانہ وار حصہ لیا اور جانبازانہ کردار ادا کیا۔

تصنیفی خدمات

آپ کی تصنیفی خدمات میں سب سے پہلی تصنیف ''قادیانیت کے خلاف قلمی جہاد کی سرگزشت'' ہے جس میں ایک ہزار کتب پر مختصر تبصرہ ہے۔ پھر آپ نے ''تذکرہ مجاہدین ختم نبوت'' کے نام سے مجاہدین تحریک ختم نبوت ومحافظین ناموس رسالت کی خدمات کا جائزہ پیش کیا ہے۔ جسے پڑھ کر رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں اور ایمان کو تقویت نصیب ہوتی ہے۔ چند سال قبل انڈیا کے دورہ پر گئے۔ واپسی پر رپورٹ لکھی جس کا نام ''ایک ہفتہ حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کے دیس میں'' جو عوام وخواص میں مقبول ہوئی۔ ''احتساب قادیانیت'' کے نام سے سینکڑوں مصنفین کے سینکڑوں سے متجاوز رسائل کی تتبع وتلاش، تخریج وتسوید مولانا کا وہ لازوال کارنامہ ہے جو رہتی دنیا تک یادگار رہے گا۔ مولانا انتھک، محنتی آدمی ہیں۔ پینسٹھ سال سے زائد عمر کے باوجود نوجوانوں سے زیادہ متحرک ہیں۔ جیسے مولانا خود متحرک ہیں، میرے جیسے کاہل اور سست آدمیوں سمیت سب کو متحرک دیکھنا چاہتے ہیں۔

اصلاحی تعلق

مولانا کا اصلاحی تعلق قطب الارشاد حضرت مولانا عبد العزیز رائپوری رحمۃ اللہ علیہ (حضرت گیارہ والے) سے رہا۔ حضرت کی وفات کے بعد حضرت سید نفیس الحسینی رحمۃ اللہ علیہ سے رہا اور خلافت سے بھی نوازے گئے۔ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی آپ کو اعزازی خلافت سے نوازا۔

بایں ہمہ آپ خانقاہی نظم کے بجائے تصنیف وتالیف، دعوت وتبلیغ اور مناظرہ کے میدان کے شہسوار ہیں۔ کئی ایک قادیانیوں کو شکست فاش سے دو چار کر چکے ہیں۔ جناب محمد متین خالد صاحب نے آپ کے مناظرے جمع کیے۔ جس کے کئی ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔

بین الاقوامی مبلغ

مولانا سادہ اور پر مغز خطاب فرماتے ہیں جو ’’از دل خیزد بر دل ریزد‘‘ کا مصداق ہوتا ہے۔ آپ تقریباً ہر سال برطانیہ تشریف لے جاتے رہے ہیں اور برمنگھم میں منعقد ہونے والی عالمی ختم نبوت کانفرنس کے روح رواں ہوتے ہیں۔ نیز چناب نگر کانفرنس کے انتظام وانصرام میں آپ کا خاصا عمل دخل ہوتا ہے۔

تصنع سے مبرا

مندرجہ بالا مشائخ عظام سے روحانی تعلق نے آپ کو کئی ایک روحانی امراض سے بچایا ہوا ہے۔ بندہ نے چالیس سالہ رفاقت میں جو کچھ محسوس کیا۔ ان میں سے ایک یہ کہ آپ کی مجالس میں غیبت نہیں ہوتی۔ نہ کسی کی غیبت کرتے ہیں اور نہ ہی سنتے ہیں۔ لہجہ میں اگر کبھی تلخی آ جائے تو وہ تا دیر نہیں رہتی۔ زبان کے سخت مگر دل کے نرم ہیں۔ اللہ پاک نے آپ کو بزرگان تحریک ختم نبوت کی روایات کا امین بننے کا شرف نصیب فرمایا ہے۔

چناب نگر مدرسہ کی تعمیرات

چناب نگر مدرسہ کی جدید تعمیرات آپ کی مرہون منت ہیں۔ مسجد و مدرسہ کی عمارت کی توسیع اور دیگر امور کی بذات خود نگرانی کرنا۔ مستری اور مزدوروں کے ساتھ مل کر کام کرنا، اس عمر میں بھی آپ پر بس ہے۔

انداز گفتگو

انداز گفتگو اگرچہ شوخ نہیں لیکن موثر ہوتا ہے۔ جارحیت پر اتر آئیں تو جارحانہ گفتگو پر مہارت کاملہ رکھتے ہیں۔ ان کی جارحیت قادیانیت اور دیگر باطل قوتوں کے خلاف ہوتی ہے۔ اگرچہ مولانا کا موضوع متعین ہے۔ لیکن دیگر دینی موضوعات پر بھی سیر حاصل گفتگو فرماتے ہیں۔ بات سے بات نکالنا اور اپنی بات منوانے کا انہیں ڈھنگ حاصل ہے۔ حضرت سید نفیس الحسینی رحمۃ اللہ علیہ سے اصلاحی تعلق کی وجہ سے اہل بیت اطہارؓ اور اصحاب رسول ﷺ کی تعریف وتوصیف پر سیر حاصل گفتگو کرتے ہیں۔ نیز یزیدیت کو آڑے ہاتھوں لیتے ہیں۔

عزیزی مولانا محمد بلال سلمہ، جو جامعہ اسلامیہ باب العلوم کہروڑ پکا کے فاضل اور مجلس کے شعبہ مالیات سے منسلک ہیں۔ انہوں نے کیسٹوں اور سی ڈیز سے آپ کے کئی ایک بیان اتارے اور کتابی شکل دے چکے ہیں۔ ان کی فرمائش پر چند ایک بے ربط باتیں تحریر کردی ہیں۔ آپ کی خطابت اور انداز بیان پر تو خطیب ہی تبصرہ کرسکتا ہے یا کوئی ادیب۔ سالہاسال کی رفاقت سے جو کچھ سمجھ میں آیا، لکھ دیا۔ اللہ پاک صاحب خطبات کے علم وعمل اور عمر میں برکت نصیب فرمائیں۔ آمین!

(مولانا) محمد اسماعیل شجاع آبادی
ناظم تبلیغ: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان
۱۲ر ربیع الاوّل ۱۴۳۸ھ/۱۲ر دسمبر ۲۰۱۶ء

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ!

تقریظ

حضرت اقدس مولانا صاحبزادہ خواجہ عزیز احمد صاحب مدظلہ

نائب امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

الحمد للہ و سلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ ۰ اما بعد!

اللہ رب العزت کے بعض مقبول بندوں کا وجود اس دنیا میں ایک انجمن کی حیثیت رکھتا ہے۔ وہ ہوتے تو فرد واحد ہیں لیکن رب کائنات ان سے اس دنیا میں اتنا کام لے لیتے ہیں جو بظاہر دیکھنے میں ایک انجمن یا ادارہ کا کام ہے۔

ہمارے بزرگوں میں سے حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ کا وجود بھی ایک انجمن کی مثال تھا۔ اللہ کریم نے اتنا ذرخیز دماغ ان کو دیا تھا کہ آج تک مجلس کا جو مضبوط ڈھانچہ موجود ہے، یہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اور آپ کی ان تھک مخلصانہ کاوشوں کی بدولت موجود ہے۔ زمانہ قریب میں حضرت مولانا مفتی جمیل خان شہیدؒ کو لے لیجئے! جن سے اللہ رب العزت نے اقراء روضۃ الاطفال کی صورت میں اتنا عظیم کام لیا ہے کہ ان کے بعد اگر کوئی چاہے بھی تو اتنا بڑا کام کرنا اس کے لئے ممکن نہیں ہے۔

اسی سلسلہ ذہب کی ایک کڑی ہمارے بزرگ شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب مدظلہ ہیں۔ بزرگوں کی تربیت، مزاج شناسی اور ہمہ وقت کی محنت سے اللہ رب العزت نے آپ سے اتنا کام لیا ہے جس کے کرنے کے لئے انجمن کی ضرورت ہے۔ تبلیغی پروگرام، اندرون اور بیرون ممالک کے اسفار، دن کہیں، رات کہیں، صبح کہیں اور شام کہیں۔ ان تمام تر تھکا دینے والی مصروفیات کے باوجود:

☆ ...... احتساب قادیانیت کی مرتبہ ہزاروں صفحات پر مشتمل (۶۰) جلدیں۔
☆ ...... وفاق المدارس کے نصاب میں شامل آئینہ قادیانیت۔
☆ ...... چمنستان ختم نبوت کے گلہائے رنگارنگ۔
☆ ...... ایک ہفتہ شیخ الہندؒ کے دیس میں۔

☆ ...... محاسبہ قادیانیت کا جاری سلسلہ۔
☆ ...... قومی اسمبلی کی مصدقہ رپورٹ۔
☆ ...... قادیانی شبہات کے جوابات۔
☆ ...... فراق یاراں اور یاد دلبراں۔
☆ ...... تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء۔
☆ ...... تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء۔
☆ ...... قومی تاریخی دستاویز۔

ودیگر کئی کتب کے علاوہ ماہنامہ لولاک کا سالہا سال سے چلنے والا دلچسپ ومنفرد اداریہ اور تحفظ ختم نبوت کے لئے گرانقدر خدمات بھی موجود ہیں۔

حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب کا تعارف ہی ختم نبوت ہے۔ آئندہ کئی صدیوں تک اس محاذ پر کام کرنے والے آپ کے کئے ہوئے کام کے محتاج رہیں گے۔ کئی نسلوں تک ان لازوال خدمات کو یاد رکھا جائے گا۔ ان شاءاللہ تعالیٰ!

آپ کی ساری زندگی چونکہ تحفظ ختم نبوت کے محاذ پر کام کرتے گزری ہے اس لئے اس بات کی اشد ضرورت تھی کہ اس تحریکی دور میں کی جانے والی آپ کی منفرد اور دل لبھانے والی علمی تقاریر کو جمع کر کے کتابی شکل میں شائع کیا جائے۔ عزیزم مولوی محمد بلال نے دو، تین سال کی لگاتار محنت سے اس اہم کام کو سرانجام دے کر اس محاذ پر کام کرنے والوں کے لئے بہت ہی بہترین تیار شدہ مواد سامنے رکھ دیا ہے۔ جس پر وہ ہم سب کی طرف سے ڈھیروں مبارک باد کے مستحق ہیں۔

بندہ نے اس کتاب کو پڑھا نہیں ہے مگر مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ صاحب کی رائے مبارک سے سو فی صد متفق ہے اور دعا گو ہے کہ اللہ رب العزت، صاحب خطبات اور مجلس کے تمام ساتھیوں کو بروز محشر اپنے بڑوں کے سامنے سرخرو فرمائیں۔

عزیزم حافظ محمد انس سلمہ کے شدید اصرار پر انہیں کے قلم سے یہ چند سطریں لکھوا دیں۔ اللہ رب العزت ہم سب کا حامی وناصر ہو۔ وما ذالک علی اللہ بعزیز!

عزیز احمد
خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف میانوالی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ!

تقریظ

حضرت مولانا اعجاز مصطفیٰ صاحب مدظلہ

الحمدللہ و سلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

دین اسلام اللہ تبارک وتعالیٰ کا آخری دین، حضور اکرم ﷺ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی اور قرآن کریم اللہ تبارک وتعالیٰ کی آخری کتاب ہے۔ اس دین کی حفاظت کا ذمہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے خود لیا ہے۔

اس دین متین کی حفاظت کا کام اسباب کے درجہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے آخری نبی کی اس آخری امت کے منتخب بندوں سے لیا ہے۔ ان منتخب اور چنیدہ بندوں اور ہستیوں میں ایک نام محترم ومکرم، بزرگوں کے صحبت یافتہ، ان کے مشن، ان کی فکروکاز، ان کے انداز واطوار سے متصف اوران کے سو فیصد مزاج شناس ہمارے مخدوم حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب دامت برکاتہم العالیہ ہیں۔ جن کی ساری زندگی حضور اکرم ﷺ کی ختم نبوت کے تحفظ اور چوکیداری میں گزری ہے۔ منکرین ختم نبوت کے مقابلہ میں تقریر کا میدان ہو یا تحریر کا، تعلیم کا میدان ہو یا تنظیم کا، مناظرہ کا میدان ہو یا مباہلہ کا۔ ہر میدان میں حضرت مولانا دامت فیوضہم نے اپنے حریف اور مقابل کو نہ صرف یہ کہ شکست فاش دی بلکہ اسے چاروں شانے چت کیا ہے۔

اس کتاب میں شاہین ختم نبوت کے متنوع شعبہ ہائے علمی میں سے صرف ایک

شعبہ تقریر کے چند خطبات مثلاً: سیرت محمد مصطفیٰ ﷺ، کمالات اسم محمد ﷺ، ختم نبوت کی اہمیت، امام الانبیاء ﷺ کی فضیلتیں، مقام نبوت، تحفظ ناموس رسالت، تحفظ ختم نبوت، آیت خاتم النبیین ﷺ کی تفسیر، عظمت صحابہؓ و اہل بیتؓ، حیات عیسیٰ علیہ السلام (حصہ اول، دوم)، ظہور امام مہدی علیہ الرضوان، تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء، تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء، امتناع قادیانیت آرڈی نینس، حقائق بولتے ہیں، مرزائیت کا تعاقب، قادیانیت کا زوال اور علمائے دیوبند کی قربانیاں کو بطور نمونہ پیش کیا جارہا ہے۔ جو منکرین ختم نبوت کے محاذ پر کام کرنے والوں کے لئے اپنی جگہ ایک مکمل دستاویز اور انسائیکلو پیڈیا ہے۔

راقم الحروف نے اس کتاب کو مکمل از اول تا آخر پڑھا ہے۔ حضرت دامت برکاتہم نے جہاں جہاں قرآن کریم، احادیث طیبہ یا کسی کتاب کا نام لیا ہے، کتاب مع جلد اور صفحہ نمبر سب کی مکمل تخریج کی گئی ہے۔ اس اعتبار سے یہ کتاب مزید مستند اور معتمد بن گئی ہے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ حضرت دامت برکاتہم کو صحت، عافیت اور ایمان کی سلامتی کے ساتھ لمبی زندگی عطا فرمائے اور آپ کا سایہ تادیر ہمارے سروں پر قائم و دائم رکھے۔ آمین بجاہ سید المرسلین!

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقه سیدنا محمد و آله و صحبه اجمعین.

(مولانا) محمد اعجاز مصطفیٰ

۷؍رجب المرجب ۱۴۳۸ھ

سیرت محمد مصطفیٰ ﷺ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى سَيِّدِ الرُّسُلِ وَخَاتَمِ الْاَنْبِيَاءِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهِ الَّذِيْنَ هُمْ خُلَاصَةُ الْعَرَبِ الْعَرْبَاءِ وَخَيْرُ الْخَلَائِقِ بَعْدَ الْاَنْبِيَاءِ. اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قال اللہ تعالیٰ : وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ (الانبیاء: ۱۰۷)

و قال النبی ﷺ: اِنَّ اللّٰهَ بَعَثَنِیْ لِتَمَامِ مَكَارِمِ الْاَخْلَاقِ وَكَمَالِ مَحَاسِنِ الْاَفْعَالِ. (مشکوٰۃ شریف، باب الفضائل سید المرسلین: ص ۵۱۴)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ سَيِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ وَصَلِّ كَذَالِكَ عَلٰى جَمِيْعِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلَى الْمَلَائِكَةِ الْمُقَرَّبِيْنَ وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ اَجْمَعِيْنَ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ.

تمہید

آپ حضرات نے بیانات سنے، میرے بھائی حضرت مولانا قاسم گجر صاحب تشریف لائے ہیں۔لیکن ان کے آنے پر میں بڑی تسلی کے ساتھ براجمان ہوگیا ہوں۔اس لئے کہ جتنا انہوں نے انتظار کروایا ہے۔اب وہ اتنا انتظار خود کریں۔(نعرہ لگا) نعرہ تکبیر......اللہ اکبر!

میرے بھائیو! یہ ربیع الثانی کا مہینہ ہےاور ربیع الثانی میں عموماً حضور کریم ﷺ کی سیرت طیبہ کے حوالے سے گفتگو ہوتی ہے۔میرا آپ حضرات سے وعدہ رہا بہت ہی اختصار کے ساتھ چند منٹوں میں آج کی مجلس میں صرف حضور ﷺ کے رخ انور کے فضائل و برکات سے متعلق چند گزارشات عرض کروں گا:

سب سے بڑی نیکی حضور ﷺ کا دیدار ہے

میرے بھائیو! آپ حضرات علماء کرام سے مسئلہ پوچھیں۔ دنیا میں ایمان کے بعد سب سے بڑی نیکی کون سی ہے؟

☆ ...... نماز پڑھنا بہت بڑی نیکی ہے......لیکن سب سے بڑی نیکی نہیں۔

☆ ...... تبلیغ کرنا بہت بڑی نیکی ہے......لیکن سب سے بڑی نیکی نہیں۔

☆ ...... جہاد کرنا بہت بڑی نیکی ہے......لیکن سب سے بڑی نیکی نہیں۔

بھائیو! دنیا میں ایمان کے بعد سب سے بڑی نیکی نبوت کے چہرے کا دیدار ہوا کرتی ہے۔ یہ اتنی بڑی نیکی ہے کہ دنیا کی کوئی نیکی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ اس وقت دنیا میں ایک ارب ستاون کروڑ مسلمان رہتے ہیں۔ ایک ارب ستاون کروڑ مسلمانوں میں آپ اور ہم سب ہیں۔ اگر اللہ ہم سب کو کروڑ سال کی زندگی دے دے اور وہ آپ کا میرا کروڑ سال بیت اللہ میں گزرے، جہاں پر ایک نیکی کے بدلے لاکھ نیکیوں کا ثواب ملتا ہے۔ ایک ارب ستاون کروڑ مسلمانوں کی کروڑ سال کی بیت اللہ کی عبادت ایک طرف اور ایک صحابی کا پلک جھپکتے حضور ﷺ کو دیکھنا ایک طرف۔ پھر بھی دیدار نبوی ﷺ کا ثواب زیادہ ہے۔ یہ اتنی بڑی نیکی ہے۔

حضور ﷺ کے چہرے کا تذکرہ

بھائیو! حضور ﷺ کے چہرۂ انور کے متعلق گفتگو کروں گا۔ میں نے آغاز کیا ہے شمائل ترمذی کی ایک روایت سے جو حضور ﷺ کے متعلق حضرت ابن عباسؓ نے بیان کی ہے: ''عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَفْلَجَ الثَّنِيَّتَيْنِ اِذَا تَكَلَّمَ رُأِىَ كَالنُّوْرِ يَخْرُجُ مِنْ بَيْنِ ثَنَايَاهُ'' (مشکوٰۃ شریف: ۵۱۸)

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کے جو دندان مبارک تھے۔ وہ نہ ایسے کہ ان میں فاصلہ ہو اور نہ ہی ایسے کہ ایک دوسرے کے اوپر چڑھے ہوئے ہوں۔ آپ ﷺ کے جتنے دانت مبارک تھے۔ اپنی اپنی جگہ ایسے فٹ تھے جیسے نگینہ اور موتی فٹ ہوتا ہے۔ آپس میں ایک دوسرے کے اوپر چڑھے ہوئے بھی نہیں تھے اور ان کے درمیان

فاصلہ بھی نہیں تھا۔ معمولی معمولی درمیان میں خلا تھا۔ سیدہ عائشہؓ فرماتی ہیں حضور ﷺ اگر گفتگو کے دوران کسی بات پر مسکراتے تھے تو آپ ﷺ کی مسکراہٹ کی وجہ سے ان دندان مبارک سے ایسی دلفریب روشنی نکلتی تھی کہ اگر اس کا پرتو دیوار پر پڑتا تھا تو اللہ تعالیٰ دیوار کو بھی روشن کر دیتے تھے۔'' سبحان اللہ!

حضرت سیدنا انسؓ سے بھی روایت ہے اور وہ بھی شمائل ترمذی میں مذکور ہے۔ فرماتے ہیں: ''فَنَظَرْتُ اِلٰی وَجْهِهٖ كَاَنَّهٗ وَرْقَةُ مُصْحَفٍ ...... الخ''

(شمائل ترمذی، باب ما جاء فی وفاة رسول ﷺ: ٢٦)

فرماتے ہیں لوگو! ''ایک دن میں نے حضور ﷺ کے چہرے مبارک کی طرف دیکھا۔ مجھے بالکل ایسا لگا جیسے قرآن کا ورق کھلا ہوا ہو۔''

حضور ﷺ کی داڑھی مبارک میں سفید بالوں کی تحقیق

میرے بھائیو! حضور ﷺ اقدس کے چہرہ انور کا تذکرہ شروع ہوا ہے تو میں ایک اور بات عرض کرتا ہوں۔ ہمارے ہاں ایک مستقل بحث ہے کہ حضور ﷺ کی ڈاڑھی مبارک میں سفید بال کتنے تھے۔ مثلاً ایک روایت میں پانچ ہیں تو دوسری روایت میں دس ہیں۔ تیسری میں ہیں کہ پندرہ۔ وہ دیکھو جو حدیث کا منکر تھا، کھڑا ہوا، اس نے آنکھیں بھی نکالیں...... چیخا بھی...... چلایا بھی......شور بھی کرنا شروع کیا۔ حد ہو گئی کہ حضور ﷺ کے چہرہ کا بیان ہے۔ صحابہ کرامؓ روایت کرنے والے ہیں۔ ایک کہتا ہے حضور ﷺ کی داڑھی مبارک میں سفید بال پانچ تھے۔ ایک کہتے ہیں پندرہ تھے۔ انیس، بیس کا فرق ہوتا تو بات سمجھ میں آ سکتی تھی۔ کہاں پانچ اور کہاں پندرہ۔ یہ زمین و آسمان کے قلابے کون ملائے۔ حدیثوں کا اعتبار کوئی نہیں۔ اس منکر حدیث نے یہ اعتراض کیا۔ ہمارے محدثین حضرات میں ایک بڑا نام ہے علامہ کرمانی رحمۃ اللہ علیہ کا۔ وہ کھڑے ہوئے، انہوں نے کہا ٹھہر جاؤ۔ میں چیک کرتا ہوں کہ روایتوں میں کوئی کمزور تو نہیں۔ اگر کچھ کمزور ہیں تو انہیں ترک کر دیں گے۔ جو صحیح ہیں، اسے معیار بنا کر فیصلہ کریں گے کہ سفید بال کتنے تھے۔ انہوں نے احادیث مبارکہ کو چیک کیا۔ سندوں کو ناپا، تولا۔ فرمانے لگے: روایتیں تو ساری صحیح ہیں۔ پھر

یہ حضرت! فرق کیوں؟ انہوں نے تھوڑی دیر غور وفکر کی۔ مسکرا اٹھے۔ فرمایا: حضرت کیا ہوا؟ فرمایا: روایتیں ساری صحیح ہیں۔ ان میں کوئی اختلاف نہیں۔ حضرت! اختلاف تو ہے۔ کہاں پانچ اور کہاں پندرہ؟ فرمایا: کوئی اختلاف نہیں۔ دراصل ہوا یہ کہ ایک آدمی حضور ﷺ کی خدمت میں آج آیا۔ اس نے دیکھا سفید بال پانچ ہیں۔ اس نے پانچ بیان کئے۔ ایک آیا چھ مہینے کے بعد۔ اس نے دیکھا کہ حضور ﷺ کی داڑھی میں سفید بال دس ہیں۔ اس نے دس بیان کر دیئے۔ ایک آیا سال بعد، اس نے دیکھا سفید بال پندرہ ہیں، اس نے پندرہ بیان کر دیئے۔ جس نے جتنے دیکھے، اتنے بیان کئے۔ تو روایات میں اختلاف نہیں۔

علامہ کرمانی رحمۃ اللہ علیہ نے بڑی خوبصورت بات کہی۔ لیکن پھر کھڑے ہوئے مولانا انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ، انہوں نے فرمایا: علامہ کرمانی رحمۃ اللہ علیہ سے۔ حضرت! آپ نے اپنی کہی، ذرا میری بھی سنو! مولانا آپ فرمائیں! آپ کیا کہتے ہیں؟ مولانا انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

☆...... آپ نے بھی روایتوں کو دیکھا۔
☆...... روایتوں کو میں نے بھی دیکھا۔
☆...... آپ کے نزدیک بھی روایتیں صحیح۔
☆...... میرے نزدیک بھی روایتیں درست۔

پھر حضرت! یہ فرق کیوں؟۔ فرمایا: حضرت! فرق نہیں۔ حضرت! کیوں؟ مولانا انور کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: آپ فرماتے ہیں کہ فرق اس لئے نہیں کہ یہ واقعہ کا فرق نہیں، مواقع کا فرق ہے۔ آج، کل، پرسوں یہ مواقع کے فرق کی وجہ سے روایات میں اختلاف ہوا۔ واقعہ میں کوئی فرق نہیں لیکن میرے نزدیک تو ایک اور وجہ بھی ہے۔ حضرت! فرمائیں: آپ کے نزدیک کون سی وجہ ہے؟۔ مولانا انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میرے نزدیک اس کی وجہ یہ ہے دراصل حضور اقدس ﷺ کے چہرۂ انور پر رب کریم کے انعامات کی، رب کریم کی رحمتوں کی اتنی بارش ہوتی تھی کہ کوئی آدمی نظر ٹکا کر نبوت کے چہرے کو دیکھ نہیں سکتا تھا۔ سبحان اللہ! وہ ساری اندازے کی باتیں ہیں۔ اندازہ زیادہ بھی ہوسکتا ہے، اندازہ تھوڑا بھی، گنے کسی نے نہیں تھے۔ وہ صرف اندازے کی بات ہے۔

میرے بھائیو! ذرا اور آگے چلتے ہیں۔ میں درخواست کرتا ہوں کہ ایک حدیث شریف کی کتاب ہے۔ اس کا نام ''مستدرک الحاکم (ج۲،ص۵۷۱، کتاب التاریخ باب ذکر یوسف علیہ السلام)'' ہے۔اس کے اندر ایک روایت ہے:

''اَنَّہٗ اُعْطِیَ نِصْفَ الْحُسْنِ وَقُسِمَ النِّصْفُ الْاٰخَرَ بَیْنَ النَّاسِ''

حضور ﷺ فرماتے ہیں: اللہ رب العزت نے جس وقت خوبصورتی کو پیدا کیا تو اس کے دو حصے کئے:

☆...... ایک حصہ اللہ نے حضرت یوسف علیہ السلام کو دیا۔

☆...... ایک حصہ اللہ نے کل کائنات میں تقسیم کیا۔ (حوالہ مذکورہ بالا)

میرے بھائیو! اب اندازہ کریں سیدنا آدم علیہ السلام کے زمانے سے لے کر آج تک۔ آج سے لے کر قیامت تک، جتنے بھی دنیا میں:

☆...... چہرے ہیں۔

☆...... پھول ہیں۔

☆...... خوبصورتی ہے۔

یہ سارے ایک طرف۔ مقابلے میں اکیلے سیدنا یوسف علیہ السلام کی خوبصورتی ایک طرف۔تو اندازہ خود کریں کہ حضرت سیدنا یوسف علیہ السلام کتنے خوبصورت ہوں گے؟ کروڑوں رحمتیں نازل ہوں سیدہ عائشہؓ پر، انہوں نے مسئلہ اس طرح حل کیا، فرمایا: سیدنا یوسف علیہ السلام بڑے حسین تھے۔لیکن جن عورتوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھا، انہوں نے اپنی انگلیاں کاٹیں۔ جنہوں نے محمد عربی ﷺ کا حسن دیکھا انہوں نے اپنی گردنیں کٹوادیں۔

میرے بھائیو! حضور ﷺ نے فرمایا کہ: اللہ رب العزت نے جب حسن کو پیدا کیا اس کے دو حصے کئے۔ ایک حصہ اکیلے یوسف علیہ السلام کو دیا۔ایک حصہ اللہ نے کل کائنات میں تقسیم کیا۔ یہ روایت پڑھی۔

☆...... محدثین نے تعجب سے دیکھا۔

☆...... انہوں نے قلمیں نیچے رکھ دیں۔

☆ ...... اپنی انگلی کو پکڑا۔

☆ ...... دانتوں کے نیچے رکھ کر دبایا۔

☆ ...... حیران و پریشان ہو بیٹھے۔

حضرت! کیا ہوا؟ فرمایا: یہ روایت آگے نہیں چلنے دے رہی۔ حضرت! وہ کیوں؟ اس لئے کہ پریشانی کی بات یہ ہے کہ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ: اللہ نے ایک حصے کو کل کائنات میں تقسیم کیا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ جتنا سب کو حسن ملا، اتنا ہی حضور ﷺ کو ملا۔ روایت سمجھ میں نہیں آ رہی۔ وہ دیکھو! یہی محدث دو منٹ کے بعد کہتے ہیں: ذرا اٹھہر جاؤ۔ روایت سمجھ آ گئی۔ حضرت! وہ کیسے؟ فرمایا! میں نے روایت کو دیکھا تو مجھے یہ بات سمجھ میں آئی کہ اس روایت میں حضور ﷺ نے سیدنا یوسف علیہ السلام اور کائنات کا ذکر کیا ہے۔ اپنی ذات کا ذکر نہیں کیا۔ اب بھائیو! یہاں سے ایک مسئلہ سنیں۔ وہ مسئلہ یہ کہ نبی خوبصورت ہوتا ہے اپنے زمانے میں۔ جس زمانے میں نبی آئے، وہ اتنا خوبصورت ہوتا ہے کہ اس زمانے کے سارے لوگ مل کر اس نبی کی شان کا، اس نبی کے حسن کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔

☆ ...... حسب و نسب کے اعتبار سے۔

☆ ...... چہرے مہرے کے اعتبار سے۔

☆ ...... حسن و خوبصورتی کے اعتبار سے۔

☆ ...... درجہ و امتیاز کے اعتبار سے۔

☆ ...... ہر اعتبار سے نبی اعلیٰ ہوتا ہے۔

تصویر کا دوسرا رخ

بھائیو! اب مسئلے کو آگے لے چلنے سے پہلے بہت مناسب ہوگا کہ آپ آج کی مجلس میں اعلان کریں اپنے عقیدے کا اور وہ یہ کہ:

☆ ...... نبی خوبصورت ہوتا ہے۔

☆ ...... نبی حسین ہوتا ہے۔

کہہ دو میرے ساتھ کہ نبی؟...... خوبصورت ہوتا ہے۔

☆ ...... کوجھا ہو۔

☆ ...... بدشکلا ہو۔

☆ ...... منہ نہ متھا، جن پہاڑوں لتھا۔

یہ الو کا چرخہ کچھ بھی ہوسکتا ہے لیکن مل کے کہہ دو کہ اللہ کا نبی؟......نہیں ہوسکتا۔

تمہیں کیا ہو گیا ہے؟ میں کہتا ہوں زور سے بولو۔ تم آہستہ بولتے ہو۔ وہ ایک آدمی تھا اس کی خیر سے بیگم صاحبہ دریا کے اندر ڈوب گئی۔ جدھر سے پانی آ رہا تھا، ادھر کو چل پڑے۔ کسی نے کہا کیا ہوا؟ کہنے لگے میری عورت ڈوب گئی، تلاش کرنے جا رہا ہوں۔ انہوں نے کہا: رب کے ولی! جدھر کو پانی جا رہا ہے ادھر کو جائیں۔ وہ ادھر گئی ہوگی۔ انہوں نے کہا: نہیں! وہ سارے کام الٹے کرتی تھی۔ میں کہتا آج روٹی کی ضرورت نہیں، خیر سے وہ ڈھیر ساری پکا کر رکھ دیتی تھی۔ میں کہوں کہ آج بہت بھوک لگی ہے۔ وہ ایک چپاتی بھی نہیں دیتی تھی۔ وہ الٹے کام کرتی تھی۔ یہ جو ڈوبی ہے، سارے اس طرف جاتے ہیں جدھر پانی جاتا ہے۔ یہ الٹی گئی ہوگی، جدھر سے پانی آ رہا ہے۔ تم بھی ایسے بن گئے ہو۔ شریفو! کیا کرتے ہو، میں نے کہا زور سے کہو: جو بدصورت ہو، یہ کچھ بھی ہوسکتا ہے۔

☆ ...... یہ اللہ کا نبی؟......نہیں ہوسکتا۔

☆ ...... ذرا زور سے؟......نہیں ہوسکتا۔

☆ ...... یہ اللہ کا نبی؟......نہیں ہوسکتا۔

☆ ...... یہ اللہ کا نبی؟......نہیں ہوسکتا۔

افریقہ میں ایک قادیانی نے خیر سے اپنے گھر میں ایک رسالہ منگوایا اور وہ قادیانی جماعت نے چھاپا تھا۔ اس کے اوپر مرزا غلام احمد قادیانی کا فوٹو۔ اس کی شکل بالکل سکھوں جیسی۔ اللہ معاف کرے، اس کے اوپر تصویر لگی ہوئی مرزا قادیانی کی۔ اس کا بیٹا تھا، یونیورسٹی میں سائیکالوجی نفسیات کا مضمون پڑھ رہا تھا۔ خود لڑکا پڑھنے والا۔ وہ بھی قادیانی، یونیورسٹی میں پڑھتا ہے۔ دوپہر کو یونیورسٹی سے پڑھ کر گھر آیا۔ گاڑی گیراج میں کھڑی کی۔ کتابیں اٹھا کر آیا۔ ان کو میز پر رکھا۔ کپڑے تبدیل کرنے لگا۔ اچانک اس کی میز پر نظر پڑی۔ تازہ انگریزی کا رسالہ، یوں کر کے دیکھا، باپ سے پوچھتا ہے یہ کس کا فوٹو ہے؟

انہوں نے کہا: تجھے معلوم نہیں۔ یہ تو ہمارے (Prophet) نبی جناب مرزا غلام احمد قادیانی کا فوٹو ہے۔ اس نے یوں کر کے دیکھا، رسالہ کو اٹھایا، یوں کر کے پھینکا، پھر باپ کو کہا: یہ کسی سکھ کا فوٹو ہوسکتا ہے۔ اللہ کے نبی کا فوٹو نہیں ہوسکتا۔

جملہ انبیاء کرام علیہم السلام کا گلدستہ

میرے بھائیو! میں درخواست کرتا ہوں آپ دوستوں سے۔ نبی حسین ہوتا ہے۔ اب یہ دیکھو اب اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو کتنی خوبصورتی دی۔ اب اس کو یوں سمجھیں۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام تک ایک لاکھ چوبیس ہزار کم وبیش انبیاء کرام علیہم السلام آئے۔ (مشکوٰۃ: باب الانبیاء علیہم السلام: ۵۱۱)

ہر نبی کے چہرے کو حسن کا پھول سمجھیں۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرام علیہم السلام کے حسن کے ایک لاکھ چوبیس ہزار پھول اکٹھے کریں۔ ان کو اکٹھا کر کے ان کا بنائیں گلدستہ، اس گلدستے کا نام تھا، محمد ﷺ۔

آپ ﷺ کا چہرہ انور چودھویں رات کے چاند سے زیادہ چمکدار

میرے بھائیو! اب میں درخواست کرتا ہوں۔ ذرا آگے چلیں، حضور سرور کائنات ﷺ کے چہرہ اقدس کا بیان، وہ دیکھو!

☆ ...... آج چودھویں کی رات۔

☆ ...... شہر مدینہ طیبہ۔

☆ ...... جگہ مسجد نبوی۔

☆ ...... ذات محمد عربی ﷺ کی۔

ایک صحابیؓ کو عشاء کی نماز کے بعد کیا خیال مبارک آیا۔ مسجد نبوی میں آپ ﷺ لیٹے ہوئے ہیں۔ ”وَعَلَيْهِ حُلَّةٌ حَمْرَاءُ فَإِذَا هُوَ اَحْسَنُ عِنْدِىْ مِنَ الْقَمَرِ“

(مشکوۃ شریف: ۵۱۸)

حضور ﷺ نے ایک یمن کی بنی ہوئی سرخ دھاریوں والی چادر پاؤں مبارک سے لے کر سینہ مبارک تک اپنے اوپر اوڑھ رکھی ہے۔ حضور ﷺ چت لیٹے ہوئے ہیں۔

آپ ﷺ کا چہرہ اقدس کھلا ہے۔ وہ دیکھو ایک صحابی رسول حضرت جابرؓ چلے ہیں۔ گھر سے آئے، مسجد نبوی میں، دیکھا محمد عربی ﷺ کو، ان کے دل میں معلوم نہیں کیا خیال آیا۔ آئے حضور ﷺ کے قدموں میں کھڑے ہوگئے۔ اب مسئلہ یاد رکھو! نبی کی معراج یہ ہے کہ رب تعالیٰ کے حضور پہنچے۔ امتی کی معراج یہ ہے کہ اپنے نبی کے قدموں میں پہنچے۔ اس صحابی کے مقدر کو دیکھو حضور ﷺ کے قدموں میں کھڑے ہیں۔ فرماتے ہیں: میرے دل میں خیال آیا۔ آج چودھویں رات کا چاند آسمانوں پر مسکراتا ہے۔

☆ ...... محمد عربی ﷺ کا چہرہ بھی میرے سامنے۔

☆ ...... چودھویں رات کا چاند بھی میرے سامنے۔

مجھے فیصلہ کرنا چاہئے کہ حضور ﷺ زیادہ خوبصورت ہیں یا چاند۔ وہ فرماتے ہیں: میں کبھی حضور ﷺ کے چہرے کو دیکھتا، کبھی چاند کو دیکھتا تھا۔

☆ ...... چاند سے نظر ہٹتی ہے، حضور ﷺ کے چہرے پر پڑتی ہے۔

☆ ...... حضور ﷺ کے چہرے سے ہٹتی ہے، چاند پر پڑتی ہے۔

بار بار دیکھنے کے بعد میرے دل نے گواہی دی کہ خدا کے بندے کس چکر میں پڑ گئے؟ ایک چاند نہیں، کئی چاند بھی اکٹھے ہوں، تو بھی آمنہ کے لال ﷺ کے چہرے کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔

آپ ﷺ کا پسینہ مبارک

میرے بھائیو! میں درخواست کرتا ہوں۔ وہ دیکھو! آج رحمت عالم ﷺ: ’’اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ کَانَ یَاْتِیهَا فَیَقِیْلُ عِنْدَهَا فَتَبْسُطُ نَطْعاً فَیَقِیْلُ عَلَیْهِ...... الخ‘‘

(مشکوٰۃ شریف، باب اسماء النبی ﷺ و صفاتہ: ص ۵۱۷)

دوپہر کے وقت گھر میں لیٹے ہیں۔ گرمی کا موسم ہے۔ آپ ﷺ کے جبین اقدس پر، آپ کی پیشانی مبارک پر گرمی کے موسم کی وجہ سے پسینے کے قطرات ہیں۔ موتیوں کی مانند یہاں پر نمودار، ایک صحابیہ ام سلیمؓ ہیں حضور ﷺ کی قریبی عزیزہ۔ یہ آئیں۔ انہوں نے دیکھا۔ حضور ﷺ کی پیشانی مبارک پر پسینے کے قطرات کو۔ نامعلوم کہ ان کے دل میں

کیا خیال آیا۔ ادھر سے اٹھائی شیشی۔ کھولا ڈھکنا، ادھر لے لی روئی۔ آئیں، حضور ﷺ کی جبین اقدس پر پھیری روئی، آپ ﷺ کے پیشانی مبارک پر وہ جو پسینے کے قطرات تھے۔ ان کو جذب کیا۔ روئی کو اس شیشی میں نچوڑا۔ دوبارہ روئی پھیرنے لگی ہیں آپ ﷺ کے جبیں اطہر پر۔ رحمت عالم ﷺ نے آپ کو دیکھا، فرمایا! اے بی بی اماں! کیا کر رہی ہو؟ انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! آپ کو معلوم ہے کہ عرب کی عورتیں اپنی بچیوں کو جہیز میں خوشبو دیتی ہیں۔ میں غریب عورت ہوں۔ بی بی! دنیا کے اعتبار سے تو غریب ہوگی۔ لیکن مقدر کی اتنی دھنی ہے کہ ساری کائنات کی ملکہ ہیں۔ تیرے مقدر پر قربان کہ آج تو یہ عمل کیا کر رہی ہے؟ تو انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! معلوم ہے آپ کو۔ عرب کی عورتیں اپنی بچیوں کے جہیز میں خوشبو دیتی ہیں۔ میرے پاس خوشبو تو ہے نہیں۔ باقی عورتیں اپنی بچیوں کے جہیز میں خوشبو دیں گی۔ میں آپ کی نبوت کا پسینہ پیش کروں گی۔

مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ نے سیرت مصطفیٰ ﷺ میں زرقانی کے حوالے سے لکھا ہے کہ جس بچی کے جہیز میں حضور ﷺ کا پسینہ پیش کیا گیا۔ جس بچی نے رحمت عالم ﷺ کے پسینہ مبارک کو استعمال کیا۔ اس بچی کی تین نسلوں میں حضور ﷺ کے پسینے کی خوشبو آیا کرتی تھی۔

مدینہ طیبہ کا تذکرہ

میرے بھائیو! میں درخواست کرتا ہوں، حضور ﷺ کے پسینہ کا تذکرہ ہوا۔ چلو حضور ﷺ کے مدینے کا تذکرہ ہو جائے۔ ذرا توجہ کرو! آج دوپہر کا وقت ہے۔ گرمی کا موسم۔ حضور ﷺ مدینہ طیبہ سے باہر تشریف لائے۔ اس زمانے میں مدینہ تھا کتنا، اتنا سا تو شہر تھا۔ باہر بالکل مدینہ طیبہ کے مضافات میں وہاں پہنچے۔ ایک درخت ہے گھنا سایہ۔ نامعلوم کہ آپ ﷺ کے دل مبارک میں کیا خیال آیا کہ اس کے سائے میں حضور ﷺ اکیلے لیٹ گئے۔ ادھر حضور ﷺ لیٹے ہیں۔ ایک یہودی جس کے ہاتھ میں تلوار تھی، اس نے دیکھا کہ رحمت عالم ﷺ لیٹے ہوئے ہیں۔ اب اس نے سوچا:

☆ ...... حضور ﷺ سوئے ہوئے ہیں۔

☆ ...... میں جاگ رہا ہوں۔

☆ ...... حضور ﷺ بے خبر ہیں۔

☆ ...... میں چوکنا ہوں۔

☆ ...... حضور ﷺ کے ہاتھ میں کچھ نہیں۔

☆ ...... میرے ہاتھ میں تو تلوار بھی ہے۔

☆ ...... اس نے تلوار کو نیام سے نکالا۔

☆ ...... پھر گھمایا فضا میں۔

لگائی دوڑ آ کر کھڑا ہوا محمد عربی ﷺ کے سینے کے برابر۔ ادھر آنکھ کھلی حضور ﷺ کی۔ کہہ دو سبحان اللہ...... سبحان اللہ۔

نبی اور امتی کی نیند میں فرق

بھائیو! اب ایک مسئلہ عرض کرتا ہوں کہ:

☆ ...... نبی کی نیند میں اور امتی کی نیند میں بھی فرق ہے۔

☆ ...... نبی کی موت میں اور امتی کی موت میں بھی فرق ہے۔

شریعت کہتی ہے آپ باوضو سوئیں۔ آنکھ لگ جائے تو شریعت کہتی ہے جب اٹھو دوبارہ وضو کرو۔ نیند کی وجہ سے تمہارا وضو جاتا رہا۔ تمہاری نیند ناقض وضو ہے۔ نبی وضو سے سو گئے۔ جب اٹھے شریعت کہتی ہے نبی کو وضو کرنے کی ضرورت نہیں۔ یہ مسئلہ سمجھ میں نہیں آتا۔ وہ بھی سوئے، یہ بھی سوئے۔ وہ سوئے تو شریعت نے کہا وضو ٹوٹ گیا۔ یہ سوئے تو شریعت نے کہا وضو نہیں ٹوٹا۔ یہ فرق کیوں؟ شریعت نے کہا: میاں! عام آدمی جس وقت سوتا ہے۔ اس کی آنکھ بھی سوتی ہے۔ اس کا دل بھی سوتا ہے: ''اِنَّ الْعَیْنَ نَائِمَۃٌ وَ الْقَلْبُ یَقْظَانِ'' (مشکوٰۃ شریف، باب الاعتصام بالکتاب و السنۃ: ص۲۷)

جب رب کا نبی سوتا ہے۔ اس کی آنکھ نیند کرتی ہے۔ نبی کا دل خدا کو یاد کرتا ہے۔ عام آدمی سوئے گا، وضو چلا جائے گا۔ نبی سوئے گا، اس کے وضو پر کوئی اثر نہیں پڑے گا: ''اِنَّ الْعَیْنَ نَائِمَۃٌ وَ الْقَلْبُ یَقْظَانِ''

نبی اور امتی کی موت میں فرق

اسی طرح نبی کی موت میں اور امتی کی موت میں بھی فرق ہے۔ آپ کے اور میرے پاس موت کا فرشتہ اچانک آئے گا:

☆...... نہ آؤ پوچھے گا، نہ تاؤ۔
☆...... یہاں گردن پر رکھا انگوٹھا۔
☆...... گلا دبایا۔
☆...... نکالی روح۔
☆...... یہ جا، وہ جا۔

اور جب نبی کے پاس آئے فرشتہ تو اچانک نہیں آتا۔ بلکہ:

☆...... دروازہ کھٹکھٹا کے۔
☆...... کنڈی ہلا کے۔
☆...... گردن جھکا کے۔
☆...... اجازت مانگ کے۔

سلام کر کے نبی کی خدمت میں فرشتہ آتا ہے۔ چلنے سے پہلے۔ انتقال سے پہلے نبی کو تسکین دی جاتی ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے: ”قَالَ جِبْرَئِیْلُ ھٰذَا مَلَکُ الْمَوْتِ یَسْتَاْذِنُ عَلَیْکَ مَا اِسْتَاْذَنَ عَلٰی اٰدَمِیٍّ قَبْلَکَ وَلَا یَسْتَاْذِنُ عَلٰی اٰدَمِیٍّ بَعْدَکَ قَالَ اِئْذَنْ لَهٗ فَاَذِنَ لَهٗ فَسَلَّمَ عَلَیْهِ“ (مشکوۃ، وفات النبی ﷺ: ص ۵۴۹)

اہل سنت کے ہاں یہ مسلم مسئلہ ہے کہ نبی سے پوچھا جاتا ہے، تم اس دنیا میں رہنا چاہتے ہو یا رب کے حضور جانا چاہتے ہو۔ آگے چلنے سے پہلے پھر ایک دفعہ مسئلہ سنو!

☆...... نبی کے پاس فرشتہ آئے۔
☆...... دروازہ کھٹکھٹا کے۔
☆...... کنڈی ہلا کے۔
☆...... گردن جھکا کے۔

☆...... اجازت مانگ کے۔

سلام کر کے آتا ہے۔اجازت نہ ملے۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: میں اپنے قانون میں تبدیلی کر دوں گا۔لیکن بغیر اجازت فرشتے کو بھی میرے نبی کے گھر میں قدم رکھنے کی اجازت نہیں۔

مرزا قادیانی کی موت کا واقعہ

بھائیو! پھر مسئلہ سمجھو: سچے نبی کے پاس فرشتہ آئے، اجازتیں لے کر آتا ہے۔ کنڈی کھٹکھٹا کے سلام پیش کرتا ہے۔جھوٹے نبی کے پاس آئے فرشتہ ''ٹٹی سے باہر نئیں نکلن دیندا'' (مرزے پہ لعنت بے شمار)

قادیانی خود لکھتا ہے: مرزا قادیانی کا بیٹا اپنی ماں سے جو مرزے کی بیوی تھی، اس سے نقل کرتا ہے، بیان کرنے والی ''نصرت جہاں'' اپنے خاوند مرزا غلام احمد کے متعلق اپنے بیٹے کو بتاتی ہے کہ: ''بیٹا! بیٹے کا نام بشیر احمد ہے، کہتی ہے بشیر احمد، جو تمہارے ڈیڈی تھے۔ کھانا کھاتے وقت اسے دست آیا۔'' (سیرت المہدی، ص ۱۱)

جانتے ہو دست کسے کہتے ہیں؟

☆...... اوپر سے کھائے جا رہے ہیں۔

☆...... نیچے سے نکالے جا رہے ہیں۔

یہ ڈبل بیرل خان۔ یہ کہو میاں! جو اس قسم کا آدمی ہو، یہ الو کا چرخہ...... حرام خور...... کچھ بھی ہو سکتا ہے۔اللہ کا نبی؟...... نہیں ہو سکتا۔ ذرا زور سے بولو کہ: اللہ کا نبی؟...... نہیں ہو سکتا۔

مرزائیوں کو چیلنج

اچھا بھائیو! میں درخواست کرتا ہوں آپ دوستوں کی خدمت میں۔ کئی دفعہ مرزائیوں سے ہمارے مناظرے ہوئے۔ہم نے مناظروں میں قادیانیوں کو کہا کہ قادیانیو! ہم دعا کرتے ہیں: یا اللہ! جو تو نے ہمارے نبی کو موت دی۔

☆...... ہمیں بھی وہی موت نصیب فرما...... آمین۔

☆...... ہمارے ماں باپ کو وہی موت نصیب فرما......آمین۔
☆...... ہماری آل اولاد کو وہی موت نصیب فرما......آمین۔
☆...... ہمارے دوستوں، بھائیوں کو وہی موت نصیب فرما......آمین۔
☆...... ہمارے اساتذہ اور مشائخ کو وہی موت نصیب فرما......آمین۔

آئیں! قادیانیوں کو کہا تم بھی دعا کرو کہ جو مرزے کو موت آئی تھی۔ تمہیں بھی خیر سے وہ نصیب ہو۔ قادیانی آئیں بائیں کر کے، ادھر ادھر کر کے ٹال جاتے ہیں۔ وہ آمین نہیں کہتے۔ انہیں بھی پتہ ہے کہ ادھر آمین کہا نہیں اور ادھر کام شروع ہوا نہیں۔

اچھا دوسرا مسئلہ سنو۔ مرزا قادیانی مرا لاہور میں۔ کس جگہ؟ ٹٹی خانے میں۔ او شریفو! مرزا قادیانی مرا لاہور میں اور دفن ہوا قادیان میں۔

نبی کی تدفین کی جگہ

حضور ﷺ کا وصال ہوا تو مختلف آراء آئیں آپ کی تدفین کے بارہ میں:

☆...... کسی کی رائے جنت البقیع میں۔
☆...... کسی نے کہا مکہ مکرمہ میں۔
☆...... کسی نے کہا مسجد نبوی کے صحن میں۔
☆...... کسی نے کہا فلاں جگہ۔
☆...... کسی نے کہا فلاں جگہ۔

تو تشریف لائے سیدنا صدیق اکبرؓ۔ مشکوۃ شریف کے اندر روایت ہے سیدنا صدیق اکبرؓ نے فرمایا: لوگو! میں نے حضور ﷺ سے سنا، حضور ﷺ فرماتے تھے۔ جہاں نبی کی وفات ہوتی ہے، وہیں پر تدفین ہوتی ہے۔ لیکن بھائیو! ایک اور روایت ہے، وہ بھی حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ سے، وہ بھی مشکوۃ شریف کی۔ اس روایت میں تو کمال ہو گیا۔ اس کے الفاظ یہ ہیں: ’’عَنْ عَائِشَةَؓ قَالَتْ : لَمَا قُبِضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِخْتَلَفُوْا فِيْ دَفْنِهٖ فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍؓ : سَمِعْتُ مِنْ رَّسُوْلِ ا للّٰهِ ﷺ شَيْئاً قَالَ: مَا قَبَضَ اللّٰهُ نَبِيًا

اِلَّا فِی الْمَوْضِعِ الَّذِیْ یُحِبُّ اَنْ یُدْفَنَ فِیْهِ اَدْفِنُوْهُ فِیْ مَوْضِعِ فِرَاشِهٖ“

(مشکوٰۃ شریف، وفات النبی ﷺ: ص ۵۴۷)

سیدنا صدیق اکبرؓ فرماتے ہیں: میں نے حضور ﷺ سے سنا کہ اللہ تعالیٰ جہاں اپنے نبی کی تدفین چاہتے ہیں وہاں اپنے نبی کی موت واقع کرتے ہیں۔

میں نے قادیانیوں سے پوچھا کہ مرزا مرا لاہور میں، دفن ہوا قادیان میں۔ اگر قادیانیوں کے نزدیک مرزا سچا تھا، اسے کہاں دفن ہونا چاہئے تھا؟۔ (لیٹرین میں) تو بھائیو! میں درخواست کرتا ہوں:

☆...... مرزا جمیا تے کانڑاں۔ (یعنی پیدا ہوا تو کانا)

☆...... مریا تے ٹٹی خانہ۔

☆...... ماں دا نام گھسیٹی۔

☆...... فرشتے دا نام ٹیچی۔

یہ کہتے ہیں کہ نبی تھا۔ یہ الو کا چرخہ کچھ بھی تھا۔ مگر مل کے کہہ دو کہ اللہ کا نبی؟...... نہیں تھا۔ میں نے یہ جان بوجھ کے خوش طبعی کی باتیں آج مجلس میں کیں۔ جان بوجھ کے کہہ رہا ہوں، تاکہ آپ دوست سمجھیں کہ ہر آدمی کی رعایت ہوسکتی ہے۔ مل کے کہہ دو: اللہ کے نبی کے دشمن سے......؟ رعایت نہیں ہوسکتی۔

نبی بہادر ہوتا ہے

بھائیو! مسئلہ سمجھو، جس طرح حضور ﷺ سے محبت کرنا ایمان کی نشانی ہے۔ اسی طرح حضور ﷺ کے دشمن کے ساتھ بغض رکھنا یہ بھی ایمان کی نشانی ہے۔

بھائیو! توجہ کرو۔ میں اپنی بات کو لمبا نہیں کروں گا۔ وعدہ کیا تھا۔ تو بھائیو! اب میں عرض کرتا ہوں۔ حضور ﷺ لیٹے ہیں۔ وہ دشمن اس نے لگائی چھلانگ۔ ہاتھ میں تلوار لہراتا ہوا، للکارتا ہوا آ کر کھڑا ہوا حضور ﷺ کے سینے کے برابر۔ ادھر کھلی نگاہ حضور ﷺ کی۔ اس نے آگے سے پکارا کہ: اے محمد عربی ﷺ! ذرا زور سے کہہ دو: صلی اللہ علیہ وسلم۔

☆...... یہاں کی اینٹ۔

☆...... یہاں کا ذرہ ذرہ۔

☆...... یہاں کے بازار۔

☆...... یہاں کے درودیوار۔

آپ کے میرے ایمان کی گواہی دیں گے۔ کہہ دو زور سے۔ ﷺ۔ کھلی نگاہ حضور ﷺ کی، دشمن نے کہا: اے محمد عربی ﷺ! بتاؤ آپ ﷺ کو مجھ سے کون بچائے گا؟ حضور ﷺ نے لیٹے لیٹے اس کی بات کو جس وقت سنا۔

☆...... آپ ﷺ کی آواز میں کوئی لرزہ پیدا نہیں ہوا۔

☆...... آپ ﷺ کے جسم پر کوئی گھبراہٹ کے اثرات نہیں۔

☆...... چہرے مبارک پر کوئی پریشانی کا عالم نہیں۔

اب میں کیسے سمجھاؤں کہ نبی کتنا بہادر ہوتا ہے؟ بھائیو! ذرا توجہ کرو۔ سیدنا علی المرتضیٰؓ، سیدنا خالد بن ولیدؓ جیسے بہادر، جن کے امتی تھے، اس نبی کی بہادری کا کیا عالم ہوگا؟

☆...... کہہ دو نا کہ نبی...... بہادر ہوتا ہے۔

☆...... زور سے کہہ دو کہ نبی...... بہادر ہوتا ہے۔

بھائیو! اسی پر تو میں نے مسئلہ سمجھانا ہے کہ نبی بہادر ہوتا ہے۔ زور سے کہہ دو نبی؟...... بہادر ہوتا ہے۔ اسی کے ساتھ مسئلہ یہ کہ جو بزدل ہو، یہ الو کا چرخہ کچھ بھی ہوسکتا ہے۔ مل کے کہہ دو کہ اللہ کا نبی؟...... نہیں ہوسکتا۔ قادیانیوں کی کتاب، کتاب کا نام ہے ''تذکرہ''۔ اب میں کیا کروں۔ جس وقت میں پڑھتا ہوں قادیانی ملعون کے حوالے میرے پاؤں کی زنجیر بن کے میرا سفر روک دیتے ہیں تو مرزے قادیانی کی کتاب'' تذکرہ'' اس میں کہتا ہے کہ:

''ایک دن میں نے دیکھا میرے پاس کبوتر ہیں۔ میں نے کبوتر کو پکڑ رکھا ہے۔ آگے مجھے نظر آتی ہے بلی۔ کبوتر کو اٹھا کر کے اپنی بغل میں ڈال کے اوپر سے چادر ڈال کے بوکل بنالی کہ بلی کبوتر پر حملہ آور نہ ہو جائے۔'' (تذکرہ، ص۴۸۳ طبع چہارم)

بھائیو! میں نے قادیانیوں سے کہا کہ جو بلی سے ڈرے، یہ الو کا پٹھا کچھ بھی ہوسکتا ہے۔ مل کے کہہ دو کہ اللہ کا نبی نہیں ہوسکتا۔ بولو کہ اللہ کا نبی......؟ نہیں ہوسکتا۔ اچھا پھر اس

کے دجل کو دیکھو۔ اچانک وہ نظارہ بدلہ۔ کہتا ہے: میں نے خواب میں مرغی کی طرف دیکھا وہ میرے ساتھ گفتگو کرنے لگی۔ بھائی کیا گفتگو کی؟ کہتا ہے، اس مرغی نے کہا کہ: ’’وان کنتم مسلمین‘‘ (یعنی اگر تم مسلمان ہو) (تذکرہ، ص۵۸۰)

میں نے کہا: ماشاء اللہ! وہ مرغی بھی کہتی تھی کہ الو کا پٹھا تو کافر ہے، مسلمان نہیں۔

خیر بھائیو! مل کے کہہ: دو نبی بہادر ہوتا ہے۔ اب اس دشمن نے اپنی تلوار کو لہرایا۔ لہرا کے حضور ﷺ سے پوچھتا ہے: اے محمد عربی (ﷺ)! آپ کو مجھ سے کون بچائے گا؟۔ حضور ﷺ اسی طرح لیٹے لیٹے اس کی طرف دیکھ کے مسکرائے۔ اس نے کہا کون بچائے گا؟ حضور ﷺ مسکرا کے فرماتے ہیں میرا اللہ!۔ اب ذرا توجہ کرو، نام خدا کا، بول مصطفیٰ ﷺ کا۔ کیا جلال کا عالم ہوگا۔ بزرگوں کی مجلس میں جائیں۔ جہاں:

☆ ...... ذکر وفکر کی محفلیں ہوتی ہیں۔
☆ ...... مجلسیں لگتی ہیں۔
☆ ...... جس وقت اللہ اللہ کی ضربیں لگتی ہیں۔
☆ ...... اللہ ہو کی تسبیح چلتی ہے۔

اس طرح معلوم ہوتا ہے جس طرح در و دیوار بھی ساتھ ہی ذکر اللہ میں مشغول ہوں۔ اگر آپ کے چودھویں صدی کے ایک بزرگ کی مجلس ذکر کی برکات کا یہ عالم ہے تو محمد عربی ﷺ کی زبان اقدس کا کیا عالم ہوگا؟ ادھر حضور ﷺ نے فرمایا: ’’اللہ‘‘۔

آپ سب میرے ساتھ مل کے کہہ دیں کہ:

☆ ...... بچانے والا کون؟...... اللہ۔
☆ ...... زور سے بولو کون؟...... اللہ۔
☆ ...... رزق دینے والا کون؟...... اللہ۔
☆ ...... موت وحیات کا مالک کون؟...... اللہ۔
☆ ...... عزت وذلت کا مالک کون؟...... اللہ۔

شریفو! اللہ کے نام کو بلند کرو گے تو اللہ تمہیں دنیا وآخرت میں بلند کریں گے۔ آج نہ بولے تو پھر کب بولو گے؟ اچھا مجھ کو مسئلہ بتاؤ! کیا خیال ہے آپ دوستوں کا کہ دین

ختم ہوجائے گا، یا رہے گا؟ جو کہتے ہیں دین رہے گا۔ وہ مل کے بولیں کہ:

☆...... دین؟......رہے گا۔

☆...... زور سے بولیں دین؟......رہے گا۔

☆...... بلند آواز سے بولیں دین؟......رہے گا۔

ہمارے ایک بزرگ تھے عارف باللہ۔ میرے استاد بھی تھے۔ حضرت مولانا عبداللہ درخواستی رحمۃ اللہ علیہ۔ پرانے لوگوں میں سے بہت ساروں نے آپ کو دیکھا ہوگا۔ بہت مجذوب ٹائپ بزرگ تھے۔ کبھی کبھی وجد میں آ کر فرماتے تھے:

☆...... مٹ گئے دین کو مٹانے والے۔

☆...... مٹ جائیں گے دین کو مٹانے والے۔

☆...... نہیں گارنٹی اس بات کی کہ آپ رہیں گے۔

☆...... نہیں گارنٹی اس بات کی کہ علماء رہیں گے۔

☆...... نہیں گارنٹی اس بات کی کہ میں رہوں گا۔

☆...... لیکن اس بات کی گارنٹی ہے کہ دین رہے گا۔

میرے بھائیو! حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لیٹے ہیں۔ اس نے پوچھا: اے محمد عربی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! آپ کو مجھ سے کون بچائے گا؟ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بڑے اعتماد کے ساتھ۔ اعتماد بھی ایسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گویا رب کی رحمت کی ڈھیری پر ہاتھ رکھ کر فرمایا: ''میرا اللہ''۔

زور سے بولو بچانے والا کون؟ میرا اللہ۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب لیا نام اللہ کا۔ اس حالت میں بھائیو! اس کے اثرات کو دیکھو، وہ جو دشمن ہے:

☆...... بوٹی بوٹی اس کی کانپنے لگی۔

☆...... ہڈی ہڈی درد کرنے لگی۔

☆...... نہیں سنبھال پا رہا اپنے پاؤں کو۔

☆...... دانت بھی ساتھ بج رہے ہیں۔

لرزے کی کیفیت ہے۔ ادھر اس کے ہاتھ سے نیچے گری تلوار۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لیٹے لیٹے اب تلوار کو اٹھایا۔ اپنے ہاتھ میں لیا۔ اس کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: ''اب تو بتا تجھے

کون بچائے گا؟ ''بزدل تھا''فَرَعَدَ رَعُدًا شَدِيُدًا'' گھبراہٹ اس پر طاری ہوئی۔ وہ کہتا ہے یارسول اللہ ﷺ! کوئی بھی نہیں بچا سکتا۔ حضور ﷺ نے تلوار نیچے رکھ دی فرمایا: جا تجھے اللہ کے نام پر معاف کیا۔ (مشکوٰۃ، باب التوکل والصبر: ص ۴۵۳)

دعاوی مرزا

میرے بھائیو! اتنا وعظ کا حصہ میں نے حضرت مولانا قاری اقبال (راوی روڈ لاہور) کے کہنے پر عرض کیا۔ اب آخری بات کہتا ہوں دو، تین منٹوں میں۔ مرزا قادیانی ملعون نے بہت سارے دعوے کئے۔

☆...... خدا ہونے کا۔ ☆...... نبی ہونے کا۔
☆...... مہدی ہونے کا۔ ☆...... کرشن ہونے کا۔
☆...... مرد ہونے کا۔ ☆...... عورت ہونے کا۔

اس گدھے سے کوئی پوچھے۔ میری طرف دیکھو۔

☆...... اتنا بڑا پگڑ۔ ☆...... اتنی بڑی داڑھی۔

اور کہتا ہے میں زنانی ہوں۔ ایسی زنانی تم نے دیکھی ہے داڑھی والی؟ نہیں۔ یہ زنانی صرف مرزا قادیانی ہے۔ او گدھے کہیں کے! نہ دین کے نہ دنیا کے: ''خَسِرُ الدُّنُيَا وَالُاٰخِرَةِ'' قادیانیوں کے مقدر کو دیکھو! چھوڑنے پر آئے تو محمد عربی ﷺ کو چھوڑا۔ ماننے پر آئے تو کس بدنصیب کے پلے پڑ گئے۔

میرے بھائیو! جس کے پاس

☆...... نہ علم...... نہ عمل۔
☆...... نہ حیا...... نہ شرم۔
☆...... نہ عقل...... نہ شکل۔
☆...... نہ اخلاق نام کی کوئی چیز۔
☆...... پرلے درجے کا بیہودہ۔
☆...... انسان کہنا انسانیت کی توہین۔

مرزا قادیانی گستاخ اعظم

میرے بھائیو! میں درخواست کرتا ہوں آپ دوستوں کی خدمت میں۔ یہاں پر اپنے قلب وجگر سے اللہ رب العزت کو گواہ بناتا ہوں۔ جو کچھ کہہ رہا ہوں، یہ اخلاص پر مبنی ہے۔ واقعتاً اس حوالے پر پہنچ کر مجھ مسکین کے دل ودماغ کی جو کیفیت ہوتی ہے، میں اس درد کو کیسے منتقل کروں، اپنے دوستوں کے قلب وجگر میں؟

میرے بھائیو! آج:

☆...... سیدنا صدیق اکبرؓ ہمیں کہہ دیں: میں محمد ہوں، کیا ہم مان لیں گے؟

☆...... سیدنا ابراہیم علیہ السلام ہمیں کہہ دیں: میں محمد ہوں، کیا ہم مان لیں گے؟

نہیں! ہرگز نہیں۔ اس مرزے ملعون کو دیکھو۔ اس ملعون قادیان نے یہ جو کیفیت اختیار کی۔ کہتا ہے کہ: ’’محمد عربی ﷺ نے دنیا میں دو دفعہ آنا تھا‘‘

(تحفہ گولڑویہ ص۹۴، خزائن ج۱۷ ص۲۴۹)

’’اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ، نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ ذٰلِکَ‘‘ اس کمینے سے کوئی پوچھے کہ میرے رب کے خزانے میں بھی محمد عربی ﷺ صرف ایک ہیں۔ محمد عربی ﷺ وہ گوہر نایاب ہیں کہ حضور ﷺ کی مثال میرے رب کے خزانے میں بھی نہیں۔ حضور ﷺ صرف ایک ہیں۔ یہ ملعون قادیان، مرزا کہتا ہے کہ: ’’محمد عربی ﷺ نے دنیا میں دو دفعہ آنا تھا۔‘‘

پہلی دفعہ مکہ میں حضرت عبداللہ کے گھر میں محمد عربی ﷺ آئے۔ دوسری دفعہ وہی محمد عربی ﷺ قادیان میں غلام احمد کی شکل میں آئے ہیں۔ (مرزے پہ لعنت بے شمار)

قادیانیت نام ہے محمد عربی ﷺ سے بغاوت کا

بھائیو! ختم ہوا میرا وعظ۔ خدا کے لئے میں اس بنیاد پر عرض کرتا ہوں کہ قادیانیت کسی بھی مذہب کا نام نہیں۔ قادیانیت نام ہے محمد عربی ﷺ کی ذات اقدس سے بغاوت کا۔ اس سے بچنا اور پوری امت کو بچانا ہم سب کا فریضہ ہے۔ صرف ملعون قادیان نے یہ نہیں کہا کہ میں محمد ہوں۔ بلکہ یہ کہا کہ: ’’وہ جو حضور ﷺ مکہ میں آئے تھے۔ ان کی مثال پہلی رات کے چاند کی اور یہ محمد (غلام احمد) جو قادیان میں آیا، اس کی مثال چودھویں رات

کے چاند کی ہے۔“ (خطبہ الہامیہ ص۱۸۴، خزائن ج۱۶، ص۲۷۵)

”استغفر اللہ“ اور کہا کہ: ”محمد عربی کے معجزات تین ہزار تھے۔“

(تحفہ گولڑویہ ص۱۰۱، خزائن ج۱۷ص۲۶۳)

اور اپنے متعلق کہتا ہے کہ: ”میرے نشان دس لاکھ سے بھی زیادہ ہیں۔“

(براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۵۶، خزائن ج۲۱ص۷۲)

بھائیو! اس ملعون قادیان نے، محمد عربی ﷺ سے اپنے آپ کو افضل کہا۔ میں آپ سے پوچھتا ہوں۔ آپ میں سے کوئی میرے باپ کو گالی دے۔ اگر ہے ہمت، ہے غیرت نام کی کوئی چیز، تو میں ذبح ہو جاؤں گا، باپ کو گالی دینے والے کو برداشت نہیں کروں گا۔ آپ کے والد گرامی کو کوئی گالی دے، جذبات آپ کے بھی یہی ہوں گے۔ یہاں پر ایک سوال ہے مجھ مسکین مسافر کا۔ بھائیو! آپ کے، میرے باپ کے تو وارث موجود ہیں۔ کیا محمد عربی ﷺ کا دنیا میں کوئی وارث نہیں رہا؟

عقیدہ ختم نبوت کے بغیر کوئی نیکی قبول نہیں

بھائیو! میں درخواست کرتا ہوں آپ تمام دوستوں سے

☆...... نماز پڑھیں۔ ☆...... روزے رکھیں۔

☆...... حج کریں۔ ☆...... زکوٰۃ دیں۔

☆...... تبلیغ کریں۔ ☆...... جہاد کریں۔

ساری دنیا کی نیکیاں ہاتھ میں ہوں۔ اس کے باوجود اگر کسی قادیانی کے ساتھ ملنا ہے تو یقین رکھیں کہ قیامت کے دن ساری نیکیوں کا گٹھڑ بنا کے منہ پر مار دیا جائے گا۔ جس کا قادیانی سے ملنا ہے، قیامت کے دن اس کی نحوست یہ پڑے گی کہ اس کی آنکھیں، محمد عربی ﷺ کا دیدار نہیں کر سکیں گی۔ آپ نے آسان سمجھ لیا ہے مسلمان ہونا۔ مجھے یہ بات سمجھ نہیں آتی! نمازی، متقی، پرہیز گار، بظاہر داڑھی رکھی ہوئی لیکن قادیانیوں کے ہاں ان کا آنا جانا۔

بھائیو! تمہارا یہ قادیانیوں کے ساتھ تعلق رکھنا براہ راست محمد عربی ﷺ کو تکلیف دینے کے مترادف ہے۔

☆...... نماز پڑھنا ☆...... روزہ رکھنا۔
☆...... حج کرنا۔ ☆...... زکوٰۃ ادا کرنا۔
☆...... تبلیغ کرنا۔ ☆...... جہاد کرنا۔
☆...... مسجد بنانا۔ ☆...... مدرسہ بنانا۔

غرض جتنے یہ نیکی کے کام ہیں یہ فرائض۔

☆...... ان کو ماننا فرض۔
☆...... ان پر عمل کرنا نجات۔

لیکن شریف آدمی تو بھول نہیں رہا؟ کیا ہو گیا تجھے؟ کہ یہ جتنے فرائض ہیں ان سب کا تعلق حضور ﷺ کے اعمال کے ساتھ ہے۔ اور ختم نبوت کا تعلق محمد عربی ﷺ کی ذات کے ساتھ ہے۔ اب نماز، روزے، حج، زکوٰۃ کی اگر کوئی تبلیغ کرتا ہے۔ یہ دین کی خدمت ہے اور اگر کوئی ختم نبوت کی تبلیغ کرتا ہے۔ یہ براہ راست محمد عربی ﷺ کی خدمت ہے۔ میں کیا توقع رکھوں یہاں سے جانے کے بعد کہ آپ قادیانیوں کا بائیکاٹ کریں گے؟ جو کہتے ہیں کریں گے۔ وہ زور سے کہیں ”کریں گے“۔ اللہ آپ کو اور مجھے توفیق دے: کہہ دو ”کریں گے“۔

”وما علینا الا البلاغ المبین“

کمالات اسم محمد ﷺ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی سَیِّدِ الرُّسُلِ وَخَاتَمِ الْاَنْبِیَاءِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہِ الَّذِیْنَ ھُمْ خُلَاصَۃُ الْعَرَبِ الْعَرْبَاءِ وَخَیْرُ الْخَلَائِقِ بَعْدَ الْاَنْبِیَاءِ. اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ.

و قال اللہ تعالیٰ: مَّا کَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِکُمْ وَلَکِن رَّسُولَ اللَّہِ وَخَاتَمَ النَّبِیِّیْنَ وَکَانَ اللَّہُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْماً (الاحزاب: ۴۰)

وقال اللہ تعالیٰ فی مقام اٰخر: ذٰلِکَ مَثَلُھُمْ فِی التَّوْرَاۃِ وَمَثَلُھُمْ فِی الْاِنْجِیْلِ (الفتح: ۲۹)

”قال النبی ﷺ: اَنَا خَاتَمَ النَّبِیِّیْنَ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ (ترمذی: ج۲ ص۴۵)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَ مَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ سَیِّدِنَا وَ مَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَسَلِّمْ وَ صَلِّ کَذَالِکَ عَلٰی جَمِیْعِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلَی الْمَلَائِکَۃِ الْمُقَرَّبِیْنَ وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ اَجْمَعِیْنَ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ.

تمہید

خدام اہل سنت والجماعت کے زیر اہتمام ہر سال یہاں پر سیرت کے عنوان سے اجتماع منعقد ہوتا ہے۔ صبح سے یہ آپ کا اجلاس شروع ہے۔ اللہ رب العزت کو منظور ہوا تو ان شاء اللہ رات گئے تک یہ جاری رہے گا۔ بہت سارے علماء کرام کے آپ حضرات نے بیانات سنے۔ بہت سارے نعت خواں حضرات کا نعتیہ کلام بھی سنا۔ تلاوتیں بھی ہوئیں۔ بہت سارے مہمانوں کے بیانات ابھی باقی ہیں۔ مجھ سے پہلے سرگودھا کے ممتاز عالم دین حضرت مولانا مفتی شاہد مسعود دامت برکاتہم بیان فرما رہے تھے۔ اب مجھے بھی آپ دوستوں کی خدمت میں کچھ باتیں عرض کرنی ہیں۔

نام محمد، مقام محمد، کام محمد ﷺ

میرے واجب الاحترام دوستو! میں نے اس وقت جو آیت آپ حضرات کے سامنے تلاوت کی۔ دیگر خصوصیات میں سے اس آیت کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس آیت مبارکہ میں حضور ﷺ کے نام کا بھی ذکر ہے۔ حضور ﷺ کے کام کا بھی ذکر ہے۔ حضور ﷺ کے مقام کا بھی ذکر ہے۔

☆...... ''مَا كَانَ مُحَمَّدٌ'' میں حضور ﷺ کے نام کا ذکر ہے۔

☆...... ''وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ'' میں حضور ﷺ کے کام کا ذکر ہے۔

☆...... اور ''خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ'' میں حضور ﷺ کے مقام کا ذکر ہے۔

آج کی مجلس میں مجھ مسکین کے لئے آپ ﷺ کے کام اور مقام کا ذکر تو ممکن نہیں۔ صرف آپ ﷺ کے نام مبارک کے حوالے سے اپنی گفتگو کا آغاز کرتا ہوں۔

آپ ﷺ کی ذات، بات و جماعت کا ذکر

میرے بھائیو! توجہ فرمائیں۔ حضور ﷺ کے بہت سارے صفاتی نام ہیں۔ آپ ﷺ کے دو ذاتی نام ہیں۔ ایک آپ ﷺ کا ذاتی نام محمد ہے اور دوسرا احمد۔

قرآن مجید کی دوسری آیت ''مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ'' (الفتح: ۲۹)

سابقہ آیت میں حضور ﷺ کے نام کا ذکر، کام کا ذکر اور مقام کا ذکر تھا۔ اس آیت مبارکہ میں:

☆...... حضور ﷺ کی ذات کا بھی ذکر ہے۔

☆...... حضور ﷺ کی بات کا بھی ذکر ہے۔

☆...... اور حضور ﷺ کی جماعت کا بھی ذکر ہے۔

ان دونوں آیات مبارکہ میں حضور ﷺ کے ذاتی اسم گرامی لفظ محمد کا تذکرہ ہے اور سورۃ الصّف میں حضرت سیدنا مسیح علیہ السلام کی زبانی جو اعلان ہوا ''وَمُبَشِّرًاۢ بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗۤ اَحْمَدُ'' (الصف:۶) اس کو دیکھیں تو یہاں پر حضور ﷺ کے دوسرے ذاتی اسم گرامی احمد کا ذکر ہے۔

میرے بھائیو! زمین پہ حضور ﷺ کے نام، محمد ﷺ کے تذکرے ہیں تو آسمانوں پہ نام احمد کے تذکرے ہیں۔ اللہ کی کروڑ رحمتیں حضرات مفسرین پر انہوں نے ان کی خوبصورت توجیہہ یہ کی کہ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں کو رونق بخشی حضور ﷺ کے نام احمد کے ساتھ۔ زمینوں کو رونق بخشی نام محمد کے ساتھ۔

بھائیو! قرآن مجید میں حضور سرور کائنات ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کرامؓ کے بارے میں فرمایا گیا: ''ذٰلِکَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْإِنجِيلِ'' اسی طرح دوسری جگہ فرمایا گیا: ''مَكْتُوبًا عِندَهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَالْإِنجِيلِ'' (الاعراف:۱۵۷)

برادران! تیسری آیت میں ہے کہ ''يَعْرِفُونَهُ كَمَا يَعْرِفُونَ أَبْنَاءَهُمْ'' (البقرۃ: ۱۴۶) کہ وہ لوگ یعنی مسیحی اور یہودی کرم فرما اپنی کتابوں کی بنیاد پر محمد عربی کو اس طرح پہچانتے تھے۔ جس طرح کوئی اپنے بیٹے کو پہچانتا ہے۔ ایک کروڑ کا اجتماع ہو، ایک عمر کے بچے ہوں، ان بچوں میں کسی کے بیٹے کو کھڑا کردو جونہی باپ کی نظر اپنے بچے پر پڑے گی، ایک سیکنڈ لگائے بغیر اپنے بیٹے کے سر پر ہاتھ رکھ دے گا کہ یہ میرا بیٹا ہے۔

بحیراء راہب اور ختم نبوت

میرے بھائیو! میں آج کی مجلس میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ توجہ کریں اس امر پر کہ قرآن مجید کا یہ کہنا کہ رحمت عالم ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کرامؓ کے تذکرے آپ ﷺ کے اسماء گرامی کے ساتھ پہلی آسمانی کتابوں کے اندر موجود تھے۔

بھائیو! من وجہ اس بات کا میرے موضوع کے ساتھ تعلق ہے اور من وجہ یہ بالکل جدا موضوع ہے۔ اپنی بات کو آگے چلانے کے لئے ایک بات عرض کرتا ہوں کہ ترمذی، ابواب المناقب ج۲، ص۲۰۳ پر ہے کہ حضور ﷺ کا سفر ہوا جناب ابوطالب کے ساتھ۔ بحیرہ راہب نامی ایک یہود کا متبحر عالم تھا۔ اس بندہ خدا نے مکہ مکرمہ سے شام کو اور شام سے جو مکہ کا راستہ جاتا تھا اس پر ایک جھونپڑی بنا رکھی تھی۔ ادھر قافلہ پہنچا، ادھر وہ آیا۔ پورے قافلے میں اس نے نظر دوڑائی حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، ابھی حالانکہ آپ ﷺ کی نوعمری کا دور تھا۔

بھائیو! اس نے رحمت عالم ﷺ کو سر کے بالوں سے لے کر پاؤں کے ناخنوں تک اور پھر پاؤں کے ناخنوں سے لے کر سر کے بالوں تک دیکھا۔ نظروں نظروں میں جانچا، تولا، پرکھا اور پھر پوچھا: ان کے کفیل کون ہیں؟ ابوطالب نے عرض کی: میں! انہوں نے کہا: ان کا نام؟ انہوں نے نام بتایا۔ قوم؟ وہ بتائی۔ ساری تفصیلات سننے کے بعد فرمایا کہ: آپ صحیح صحیح بتائیں۔ آپ ان کے والد نہیں۔ چچا باپ کے مرتبہ میں ہوتا ہے۔ حضور ﷺ اس وقت تھے ہی ان کی کفالت میں۔ اگر انہوں نے اپنا بیٹا کہہ دیا تو یہ کوئی خلاف واقعہ بات نہیں تھی۔ یہ ایک انہوں نے عرف کی بات کہہ دی۔ اب وہ راہب اصرار کرتا ہے کہ تم صحیح بتاؤ کہ تم اس کے والد ہو یا نہیں؟ یہ کہتے ہیں کہ میں ان کا باپ ہوں۔ وہ کہتے ہیں بالکل آپ غلط کہہ رہے ہیں۔ آپ ان کے باپ نہیں۔ جب تکرار اور اصرار جانبین سے بڑھا تو سمجھوتا اس بات پر ہوا کہ ابوطالب بات صحیح بتادیں۔ راز میں بتادیتا ہوں کہ میں کیوں انکار کررہا ہوں؟ ابوطالب نے کہا کہ آپ صحیح کہتے ہیں کہ یہ میرے برادر زادہ ہیں۔ میرے بھتیجا ہیں۔ ان کے والد گرامی کا ان کی پیدائش سے پہلے ہی وصال ہوگیا تھا اور ان کا نام تھا عبداللہ۔

میرے بھائیو! برسات کی طرح اس راہب کی آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی لگی۔ وہ ابوطالب کو کہتا ہے کہ اب آپ نے ٹھیک بات کہی۔ اب پوچھو: میں نے انکار کیوں کیا؟ ہماری کتابوں میں لکھا ہے کہ نبی آخرالزمان پیدا ہوں گے تو:

☆...... زمین وآسمان میں یہ تغیر آئیں گے۔

☆...... ماحول کے اندر یہ تغیر آئیں گے۔

میں اپنی کتابوں کو بھی پڑھتا تھا اور ماحول کو بھی دیکھتا تھا۔ آج سے سالہا سال پہلے مجھے یقین ہوا کہ نبی آخرالزمان اس علاقہ میں پیدا ہوں گے۔ ہماری کتابوں میں یہ بھی لکھا تھا کہ وہ نوعمری میں اس راستے سے سفر کریں گے۔ میں تو ان کی زیارت کے لئے یہاں پہ ڈیرا لگا کے بیٹھ گیا تھا۔ ہماری کتابوں میں لکھا ہے: جس وقت وہ پیدا ہوں گے، یتیم ہوں گے۔ آپ نے کہا کہ میں ان کا باپ ہوں۔ میں اپنی کتابوں کو بھی دیکھتا تھا اور آپ کی بات کو بھی دیکھتا تھا۔ باربار مطالعہ کے بعد میرے دل نے گواہی دی کہ ساری علامتیں پوری

ہو گئیں تو اس میں آپ صحیح نہیں کہہ رہے۔ ہماری کتابیں صحیح ہیں۔تمہارا بیان صحیح نہیں۔اس لئے میں اصرار کر رہا تھا کہ صحیح بتاؤ۔

میرے بھائیو! اس ضمن میں ایک اور............!

(تقریر کا کچھ حصہ ریکارڈنگ خراب ہونے کی وجہ سے حذف ہو گیا ہے)

اس نے کہا سب قافلے والوں کی دعوت ہے مگر سامان کے پاس بھی تو کسی کو بٹھانا ہے۔ ورنہ کچھ بھی ہوسکتا ہے۔ قافلے میں نوعمر حضور ﷺ کی ذات اقدس تھی۔ سب نے کہا: آپ ﷺ قافلے کے پاس بیٹھیں، سامان کی نگرانی کریں، ہم جا رہے ہیں۔

☆ ...... دسترخوان لگا۔

☆ ...... تمام مہمان آئے۔

☆ ...... ادھر میزبان آیا۔

☆ ...... یوں نظر دوڑائی۔

پوچھا: وہ جوان کہاں ہے؟ انہوں نے کہا انہیں تو سامان کے پاس چھوڑ کر آئے ہیں۔ میزبان نے کہا: شریفو! ہر سال تمہارا ادھر سے قافلہ جاتا بھی ہے اور آتا بھی ہے۔ میں نے تم سے کبھی پانی کا بھی نہیں پوچھا۔ یہ میں نے تمہاری وجہ سے دعوت نہیں کی۔ بلکہ ان کے صدقے میں تمہاری دعوت کی ہے۔ (سبحان اللہ!)

جن کے صدقے میں تمہاری دعوت کی۔ ان کو تو تم چھوڑ آئے۔

☆ ...... طفیلی تو آ گئے۔　☆ ...... اصل نہیں آئے۔

ایسے نہیں چلے گا۔ تم میں سے کوئی آدمی سامان کی نگرانی کے لئے چلا جائے اور آپ تشریف لے آئیں۔ کھانا تب ہی لگے گا، جب چیف گیسٹ آئے گا۔

میرے بھائیو! اس موقع پر جو سردار ساتھ تھے، انہوں نے ابوطالب کو مبارک باد دی کہ ان کا بھتیجا برکتوں والا ہے کہ آج انہیں کے صدقے ہمیں روٹی مل رہی ہے۔ اس پر ابوطالب نے کہا کہ آج تم بات کرتے ہو کہ ان کے صدقے میں روٹی مل رہی ہے۔ دیکھ لینا ایک وقت آئے گا کہ خدا ان کے چہرے کے صدقے بارشیں دے گا۔ اس کو کہتے ہیں ’’یَجِدُوْنَهٗ مَکْتُوْباً عِنْدَهُمْ فِی التَّوْرَاةِ وَالْاِنْجِیْلِ‘‘

سیدنا صدیق اکبرؓ کا خواب

میرے بھائیو! اب میں درخواست کرتا ہوں، ہمارے دارالعلوم دیوبند کے مہتمم بانی رہنما حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک کتاب ہے۔ اس کا نام ہے ''اجوبہ اربعین'' اس کے صفحہ ۶۸ پر ہے، حضرت فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کے اعلان نبوت سے پہلے بالکل قریب قریب میں سیدنا صدیق اکبرؓ نے سفر کیا۔ راستے میں ایک خواب دیکھا۔ یہودیوں کے ایک عالم دین کے پاس گئے۔ جا کر اسی شام کے سفر میں ان سے پوچھا کہ میں نے یہ خواب دیکھا۔ اس کی تعبیر۔ انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ خواب سننے کے بعد تعبیر بتانی چاہئے تھی۔ لیکن تعبیر بتانے کی بجائے وہ لگا پوچھنے صدیق اکبرؓ سے کہ:

☆ ...... آپ کا نام؟...... انہوں نے بتایا۔

☆ ...... پھر پوچھا، آپ کے والد کا نام؟...... انہوں نے بتایا۔

☆ ...... پھر پوچھا، آپ کی قوم؟...... انہوں نے بتائی۔

☆ ...... پھر پوچھا، کہاں سے آئے؟...... انہوں نے بتایا۔

☆ ...... پھر پوچھا، کیوں آئے؟...... انہوں نے بتایا۔

یہ سننے کے بعد راہب نے سیدنا صدیق اکبرؓ سے کہا کہ آپ ایک دفعہ کھڑے ہو جائیں۔ آپ کھڑے ہوئے۔ راہب

☆ ...... سر سے لے کر پاؤں تک ☆ ...... پاؤں سے لے کر سر تک

صدیق اکبرؓ کا بھی مطالعہ کرتا ہے اور اپنی کتاب کو بھی تلاوت کرتا ہے۔ دیکھنے کے بعد کہا، بیٹھ جائیں۔ پھر مسلسل زاروقطار رویا اور رونے کا حق ادا کیا کہ اتنا رویا کہ چیخیں نکل گئیں۔ اس کے بعد فرمایا: ابوبکرؓ! تمہارے خواب کی تعبیر یہ ہے کہ نبی آخرالزمان اب اعلان نبوت کرنے والے ہیں۔ جب وہ نبوت کا اعلان کریں گے۔ آپ سب سے پہلے ان پر ایمان لائیں گے۔ جب تک وہ زندہ رہیں گے۔ آپ ان کے وزیر ہوں گے۔ جب ان کا انتقال ہوگا آپ ان کے خلیفہ بنائے جائیں گے۔ (الریاض النضرہ: ج۱، ص۷۰ بحوالہ فضائلی) قرآن نے اس کو کہا: ''ذٰلِکَ مَثَلُھُمْ فِی التَّوْرَاةِ وَمَثَلُھُمْ فِی الْاِنجِیْلِ''

سیدنا فاروق اعظمؓ اور رقعہ کا واقعہ

برادران اسلام! میں آپ حضرات سے درخواست کرتا ہوں۔ آج سیدنا فاروق اعظمؓ نے مسند خلافت سنبھالی، چار دن نہیں گزرے کہ ایک آدمی آیا، اس نے جیب میں ہاتھ ڈالا، رقعہ نکالا، سیدنا فاروق اعظمؓ کو پکڑایا۔ اس رقعے پہ نظر پڑی تو فاروق اعظمؓ نے اس کو پڑھنے کے ساتھ ہی رونا شروع کیا۔ جتنے موجود حاضرین تھے، سارے پریشان تھے کہ ہوا کیا؟۔ اب اس آدمی کی طرف دیکھتے ہیں۔ اسے جانتے ہیں، نہ پہچانتے ہیں۔ وہ اجنبی باہر کا آدمی مسافر، رقعے میں کیا لکھا تھا۔ فاروق اعظمؓ کیوں رو رہے ہیں؟ سب ہی کے لئے معمہ۔ سیدنا فاروق اعظمؓ نے تھوڑی دیر کے بعد جب کچھ طبیعت سنبھلی تو فرمایا: میاں! حضور ﷺ کے اعلان نبوت سے پہلے میں ایک دفعہ ان کے علاقے میں سفر کے لئے گیا تھا۔ اس وقت:

☆...... نہ آپ ﷺ نے اعلان نبوت کیا تھا۔

☆...... نہ میں نے آپ ﷺ کی بیعت کی تھی۔

☆...... نہ میں نے صحابیت کا شرف پایا تھا۔

یہ اس سے پہلے کی بات ہے۔ میری جوانی کا دور تھا۔ میں ایک کلیسا کے اندر گیا۔ اس زمانے میں جتنی عبادت گاہیں ہوا کرتی تھیں، مسافروں کے وہاں رہنے کے لئے علیحدہ کمرے بنادیئے جاتے تھے۔ چھوٹی چھوٹی آبادیاں ہوا کرتی تھیں۔ لمبا سفر ہوا کرتا تھا۔ درمیان میں کوئی شہر نہیں۔ چلو یہاں رات گزاریں گے۔ وہ میزبانی بھی کرتے تھے۔ رات گزارنے کے لئے بستر بھی دیتے تھے اور سواری کو دانہ پانی بھی ڈالتے تھے۔

سیدنا فاروق اعظمؓ فرماتے ہیں کہ میں دوپہر کے وقت پہنچا۔ میں نے ایک عبادت گاہ کے متولی سے کہا کہ میں نے یہاں پر رہنا ہے۔ اس نے میری طرف دیکھا۔ ایک کدال پڑی تھی، وہ اٹھائی۔ میرے سامنے رکھی اور کہنے لگا کہ: زمین کی کھدائی کرو۔ میں واپس آتا ہوں۔ میرے واپس آنے تک جتنا ایریا کھودنے کا میں نے کہا ہے اگر اتنا ایریا آپ نے کھود کے تیار نہ کیا تو میں تمہاری گردن اڑادوں گا۔

سیدنا فاروق اعظمؓ فرماتے ہیں کہ وہ تالا لگا کے چلا گیا۔ خداوندا! کروں کیا؟ جانا چاہوں، راستہ کوئی نہیں۔ اس ظالم کے پاس میں آیا تھا کہ آرام کے لئے جگہ ملے گی، کھانے پینے کو سامان ملے گا۔ لیکن یہ تو مجھے قتل کی دھمکی دے کر چلا گیا۔ فرماتے ہیں کہ میں نے بھی سوچ لیا اچھا اگر اسے اپنے یہاں کا رہائشی ہونے پر ناز ہے تو میں بھی طاقت میں اس سے کم نہیں۔ میں بڑے اطمینان کے ساتھ دیوار کے ساتھ لگ کے بیٹھ گیا۔ خوب ستایا، اب وقت گزرنے پر وہ آیا، بڑے غصے سے دیکھا کہ اس بندہ خدا نے تو کدال کو ہاتھ بھی نہیں لگایا۔ جگہ کھودنے کا سوال ہی نہیں۔ اس نے تلوار نکالی۔ فرماتے ہیں: اس کے وار کرنے سے پہلے میں نے ماری تلوار، اس کا سر اتار دیا۔ اپنی سواری لی، یہ جا وہ جا۔ میں کافی سفر کر کے دور گیا۔ وہاں ایک اور عبادت گاہ تھی۔ وہاں پر میں اس کے متولی کو ملا۔ اس آدمی نے مجھے دیکھا۔ سب سے پہلے مہمان خانہ کھولا۔

☆ ...... میرے لئے بستر بچھایا۔
☆ ...... میری جوتی کو سیدھا کیا۔
☆ ...... میری سواری کو باندھا۔
☆ ...... اسے پانی پلایا۔
☆ ...... اسے دانا ڈالا۔
☆ ...... واپس آکر مجھے کھانا کھلایا۔

میں لیٹا تو وہ ساری رات میرے اوپر پنکھا کرتا رہا۔ صبح ہوئی، میں نے سفر کا ارادہ کیا۔ اس نے مجھ سے درخواست کی کہ حضرت! آپ مجھے لکھ کر دے دیں گے کہ یہ جو اس عبادت گاہ کی قرب وجوار کی زمینیں ہیں، میری اور میرے خاندان کی۔ ان سب کا ٹیکس معاف۔

بھائیو! میں آپ سے درخواست کرتا ہوں۔ سیدنا فاروق اعظمؓ فرماتے ہیں کہ میں اس وقت سمجھا کہ یہ بے چارہ بھلا آدمی ہے۔ یہ مجھے تحصیلدار سمجھتا ہے۔ میں تو ایک عام آدمی ہوں۔ میں نے کیا ٹیکس معاف کرنے ہیں۔ لیکن جب اس کا اصرار بڑھا تو میں نے رقعہ لکھ کر دے دیا تھا۔ آج وہی رقعہ یہ میرے پاس لے آیا ہے۔

میرے بھائیو! اس آدمی نے یہ پہچان لیا۔ حضرت عمرؓ کے چہرے مہرے سے، قد کاٹھ سے اس نے یہ اندازہ لگالیا تھا کہ یہ نبی آخرالزمان کے دوسرے خلیفہ ہیں۔ ایک وقت آئے گا کہ ان کے وقت میں یہ ہمارا علاقہ فتح ہوگا۔ ان کو اللہ تعالیٰ اختیار دیں گے۔ جن کو چاہیں، معاف کریں۔ جو چاہیں، عطاء کریں۔ تو پیشگی اس نے یہ انتظام کیا۔ قرآن مجید اس کو کہتا ہے: ’’ذٰلِکَ مَثَلُھُمْ فِی التَّوْرَاۃِ وَمَثَلُھُمْ فِی الْاِنْجِیْلِ‘‘

دنیا میں پسندیدہ نام محمد ﷺ

میرے بھائیو! میں آپ حضرات سے درخواست کرتا ہوں آپ دوست توجہ کریں اس امر پر کہ صرف حضور ﷺ کا تذکرہ نہیں۔ بلکہ حضور ﷺ کا تذکرہ، حضور ﷺ کی بات کا تذکرہ اور حضور ﷺ کی جماعت کا بھی تذکرہ اللہ نے پہلے آسمانی صحیفوں میں بھی کیا اور قرآن مجید کے اندر بھی کیا۔ اب میں درخواست کرتا ہوں کہ آپ لوگوں کے پاکستان میں آج سے دس پندرہ دن پہلے پاکستانی اخبارات میں یہ خبر چھپی ہے۔ باہر کی دنیا کا مزاج یہ ہے کہ وہ سروے کرتے رہتے ہیں کہ پوری دنیا کے اندر:

☆...... کل آبادی کتنی ہے۔
☆...... مسلمان کتنے ہیں۔
☆...... کافر کتنے ہیں۔
☆...... ہندو کتنے ہیں۔
☆...... یہودی کتنے ہیں۔
☆...... ڈاکٹرز کتنے ہیں۔
☆...... انجینئرز کتنے ہیں۔
☆...... سائنسدان کتنے ہیں۔
☆...... حفاظ کتنے ہیں۔
☆...... نابینے کتنے ہیں۔

وہ اعداد و شمار جمع کرتے ہیں۔ اس دفعہ انہوں نے سروے کیا اس امر پہ کہ مشرق سے لے کر مغرب تک آج اس وقت روئے زمین پر سب سے زیادہ پسندیدہ نام کون سا ہے؟ جو کثرت کے ساتھ نام رکھا جاتا ہو۔ پوری دنیا کا سروے کرنے کے بعد انہوں نے کہا کہ دنیا میں نام محمد ایسا ہے جو سب سے زیادہ رکھا جاتا ہے۔ (سبحان اللہ)

محمد نام کے ائمہ حضرات

میرے بھائیو! میں درخواست کرتا ہوں، آپ دوستوں کی خدمت میں ذرا توجہ

کریں مجھ مسکین کی طرف، میں ان شاء اللہ! بہت ہی مختصر گفتگو کروں گا۔ آدمی دس مسئلے بیان کرے۔ واپس جائے کوئی یاد نہ ہو تو اس کی بجائے اچھا ہے کہ آدمی ایک مسئلہ بیان کرے لیکن اس تفصیل کے ساتھ کہ جب آپ جائیں تو آپ کو یاد رہے۔

بھائیو! میں یہ تو نہیں کہتا کہ آپ دوستوں کے لئے سمندر سے موتی نکال کر لاؤں گا۔ آپ کے لئے آسمانوں سے ستارے توڑ کر لاؤں گا۔ لیکن اتنی بات ضرور عرض کرتا ہوں کہ آپ دوستوں نے اگر مجھ مسکین کی باتوں پر توجہ رکھی تو جانے کے بعد میری باتیں اس حیثیت سے آپ کو یاد رہیں گی کہ اگر بھلانا بھی چاہو گے تو نہیں بھولیں گی۔

میرے بھائیو! میں درخواست کرتا ہوں۔ شیعہ حضرات کے ہاں چار کتابیں ایسی ہیں جنہیں وہ صحاح اربعہ کہتے ہیں۔ اہل سنت کے ہاں چھ کتابیں ایسی ہیں جنہیں ہم صحاح ستہ کہتے ہیں۔ یہ جو ہماری صحاح ستہ ہے۔ ان میں سب سے زیادہ معتبر اَصَحُّ الْکُتُبِ بَعْدَ کِتَابِ اللّٰہِ ہے اس کو ہم بخاری شریف کہتے ہیں۔ دنیا یہ بات جانتی بھی ہے اور مانتی بھی ہے کہ بخاری کے جامع کا نام محمد تھا۔ آپ حضرات یہ بات مانتے بھی ہیں اور جانتے بھی ہیں کہ فقہ کے بہت سارے امام ہیں۔ لیکن ان میں چار بہت زیادہ مشہور ہیں۔ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ۔ ان میں سب سے زیادہ جنہیں امام اعظم کا خطاب ملا۔ وہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے ہزاروں شاگرد تھے اور ان میں سے دو شاگرد نامور ہیں۔ ایک کا نام امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے کا نام امام محمد رحمۃ اللہ علیہ تھا۔ اب میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات نہیں کرتا ان کے نام کی بات کر رہا ہوں۔ میں حدیث کی خدمت کرنے والا دیکھوں تو اس میں بھی مجھے نام محمد نظر آتا ہے۔ میں فقہاء میں نظر دوڑاؤں تو ممتاز نام بھی مجھے محمد ہی نظر آتا ہے۔

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ

میرے بھائیو! آپ کا یہ ضلع اس کا نام چکوال ہے۔ کسی زمانے میں یہ جہلم کا حصہ تھا۔ کل کی بات ہے۔ اس جہلم کے اندر آج سے دو سو سال پہلے ایک عالم دین

گزرے ہیں۔ان کا نام مولانا فقیر محمد جہلمی تھا۔حدائق حنفیہ کے نام پر ایک کتاب لکھی۔ اس میں انہوں نے ایک ہزار حنفی علماء کرام کے حالات لکھے ہیں۔اس میں امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے انہوں نے دو واقعات لکھے ہیں۔ایک ایک منٹ میں عرض کر دیتا ہوں۔مولانا فقیر محمد جہلمی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نوعمری میں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آئے کہ مجھے فقہ پڑھا دیں۔امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ پہلے قرآن مجید یاد کر کے آئیں۔امام محمد رحمۃ اللہ علیہ گئے۔چند دنوں میں قرآن مجید یاد کر کے آ گئے۔

دوسرا واقعہ لکھا کہ: ''یہ جو امام محمد رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ یہ اٹھتی جوانی میں اتنے خوبصورت تھے۔کیا تیز نقش نین، چہرہ، قد کاٹھ، ان کا وجود، رنگ، ان کی چال ڈھال اتنے خوبصورت تھے کہ جو آدمی ان کو دیکھتا، دیکھتا ہی رہ جاتا۔ایک مستشرق نے امام محمد کو دیکھا۔اب آپ کہیں گے کہ مستشرق کسے کہتے ہیں۔ جتنے دین کے علوم ایک عالم دین کو جاننا ضروری ہیں ایک مفتی کے لئے جتنا دین کا علم پڑھنا ضروری ہے، مغربی ممالک کے لوگ پورے دین کا مطالعہ کرتے ہیں۔علوم حاصل کرتے ہیں۔ پورے دین کا ان کے پاس علم ہوتا ہے۔لیکن وہ مسلمان نہیں ہوتے۔دین کو علم سمجھ کر پڑھتے ہیں۔دین کو دین سمجھ کر نہیں پڑھتے۔ایسے لوگ جو دین کو تو جانتے ہوں۔لیکن مسلمان نہ ہوں۔ان کو مستشرق کہتے ہیں۔ایک مستشرق نے اٹھتی جوانی میں حضرت امام محمد کو دیکھا اور اپنے ساتھی کو کہنی مار کے کہنے لگا: اس جوان کا نام کیا ہے؟۔اس نے کہا: جی اس کا نام محمد۔روایت کے الفاظ یہ ہیں: چلایا، سخت زور سے چلا کے کہتا ہے کہ اگر چھوٹا محمد اتنا خوبصورت ہے تو بڑا محمد کتنا خوبصورت ہوگا۔'' (حدائق الحنفیہ، ص ۱۵۴)

شام میں مقبرۃ المحمدیون

میرے بھائیو! شام کے اندر ایک قبرستان ہے۔صدیوں پہلے بنا اس وقت تک موجود ہے۔اس قبرستان کو مقبرۃ محمدیون کہتے ہیں۔اس قبرستان کی خوبی یہ ہے کہ اس میں صرف محمد نام والے لوگ دفن ہوتے ہیں۔ایسا آدمی جس کا نام محمد نہ ہو، وہ اس قبرستان میں دفن نہیں ہو سکتا۔ذرا اندازہ لگائیں! دنیا کے قبرستانوں کو بھی دیکھیں۔اس قبرستان کو بھی

دیکھیں کہ محمد ہی محمد اٹھیں گے۔

میرے بھائیو! ذرا توجہ کریں۔ ہمارے حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مجاز اور ہمارے مخدوم سید نفیس الحسینی شاہ رحمۃ اللہ علیہ تشریف لے گئے سمرقند، بخارا۔ ان کے سفر نامے کے اندر یہ بات موجود ہے۔ واپس آئے تو فرمایا کہ: وہاں پر ایک قبرستان دیکھا۔ چار سو سے زیادہ اس کے اندر قبریں ہیں۔ ان قبور مبارکہ میں صرف وہ لوگ دفن ہیں جو اپنے زمانے کے محدث بھی تھے اور نام بھی محمد تھا۔ محدث ہے اور نام محمد نہیں تو دفن نہیں ہوسکتا۔ نام محمد ہے۔ لیکن محدث نہیں تو دفن نہیں ہوسکتا۔ یہاں وہ دفن ہوگا جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کام کا بھی پاس رکھتا ہو اور نام کا بھی پاس رکھتا ہو۔

کتب اسماء الرجال میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام

میرے بھائیو! اسماء الرجال کا فن من وجہ یہ حدیث سے تعلق رکھتا ہے اور من وجہ یہ فن تاریخ سے تعلق رکھتا ہے۔ اس کے اندر رواۃ حدیث سے بحث ہوتی ہے۔ ان کے حالات لکھے جاتے ہیں۔ فلاں آدمی جس کا یہ نام تھا۔ فلاں کا بیٹا۔ فلاں سن میں اسلام قبول کیا۔ فلاں سے اس نے روایت بیان کی۔ یہ اس میں بحث ہوتی ہے۔ اسماء الرجال کی کتابیں مرتب ہوتی ہیں۔ پہلے وہ نام رکھے جاتے ہیں، جن کا نام ''الف'' سے شروع ہوتا ہے۔ پھر وہ جن کا نام ''باء'' سے۔ پھر وہ جن کا نام ''تاء'' سے۔

☆...... الف کے نام پہ چالیس صفحے کام آئے۔

☆...... باء کے لئے بیس صفحے کام آئے۔

☆...... تاء کے لئے پچاس صفحے کام آئے۔

☆...... عین کے لئے سو صفحے کام آئے۔

لیکن جب یہ چلتے چلتے لفظ محمد پر پہنچتے ہیں۔ اسماء الرجال میں محمدیّون کی پٹی پر پانچ پانچ جلدیں تو میں نے صرف محمدیّون پر دیکھی ہیں۔　سبحان اللہ!

قاری محمد طیب کا لکھا ہوا واقعہ

میرے بھائیو! ہمارے شیخ الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب رحمۃ اللہ علیہ نے جو

دارالعلوم دیو بند کے ساٹھ سال تک مہتمم بھی رہے اور نائب مہتمم بھی۔ ان کے خطبات چھپے ہیں خطبات حکیم الاسلام کے نام سے۔ اس کی دوسری جلد کے اندر یہ واقعہ ہے کہ قاری صاحب فرماتے ہیں کہ کل قیامت کے دن میدان محشر میں سیدنا آدم سے لے کر قیامت کی صبح تک کی ساری مخلوق جمع ہوگی۔ توجہ کریں! آپ ہزار دو ہزار ساتھی یہاں جمع ہیں۔ یہاں پاؤں رکھنے کی جگہ نہیں۔ رائے ونڈ کا اجتماع ہوتا ہے دو مرحلوں میں ہوتا ہے۔ ایک مرحلے میں کئی لاکھ آدمیوں کا ہجوم ہوتا ہے۔ ادھر دیکھیں انسان ہی انسان۔ خدا آپ کو حج پہ لے جائے۔ تمہاری آمین کا یہی حال رہا تو تم جہلم سے آگے نہیں جاسکتے۔ شریفو! آمین تو زور سے کہو۔

آپ کہتے ہوں گے کہ مولوی صاحبان کہتے ہیں کہ آمین آہستہ کہنی چاہئے۔ آپ کہتے ہیں کہ زور سے کہو۔ شریفو! وہ آمین جو آہستہ کہنی ہے وہ نماز کی آمین ہے۔ یہ باہر کی آمین ہے۔ اس میں گنجائش ہے۔ ہماری حنفیت اتنی کمزور نہیں کہ زور سے آمین کہیں تو حنفیت کا بینے لگ جائے۔ ہم تگڑے ہیں۔ اللہ آپ سب کو مکہ کی زیارت کرائے۔ آمین کہہ دو۔ اس کریم کے خزانے میں کیا کمی ہے۔

میرے بھائیو! میں عرض کر رہا تھا کہ حج کے موقع پر پچیس تیس لاکھ آدمی جس وقت مکہ میں جمع ہوتے ہیں۔ سعودی عرب کی ہزار کوششوں اور کاوشوں کے باوجود تمام تر اس کی وسعت اور توسعات کے باوجود صرف حرم شریف کا احاطہ نہیں۔ چاروں طرف دو دو تین تین کلومیٹر تک سر ہی سر نظر آتے ہیں۔ میدان محشر میں حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر قیامت کی صبح تک کی ساری خلق خدا، گونجے گا نام مصطفیٰ ﷺ! سبحان اللہ! حضرت قاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کل قیامت کے دن میدان محشر میں ساری خلق خدا جمع ہوگی۔

ادھر میرے رب کی اجازت سے فرشتہ اعلان کرے گا۔ محمد ﷺ! (سبحان اللہ) زور سے کہو: سبحان اللہ! میاں مسئلہ آ گیا ہے۔ اس کے بغیر چارہ نہیں کہ دنیا میں ہر نیک کام کے متعلق دو احتمال ہیں۔ اللہ چاہے قبول کرے، اللہ چاہے رد کرے۔ میں نماز پڑھوں۔ اس کی مرضی قبول کرے یا نہ کرے۔ میں اس ذات باری تعالیٰ سے پوچھ نہیں

سکتا۔ صدقہ کرو، خیرات کرو، ہر نیکی کے متعلق دو احتمال ہیں۔ قبول کرے تو اس کا کرم اور اگر رد کردے تو وہ بے نیاز۔

درود شریف مقبول عمل جورد نہیں کیا جاتا

میرے بھائیو! دنیا کے اندر ایک عمل ایسا ہے جس کے متعلق میرے رب نے وعدہ کر رکھا ہے۔ جب کبھی کوئی کائنات کے کسی حصے میں کوئی شخص کسی وقت جب بھی اس عمل کو کرے گا، اس کو قبول کروں گا۔ اس کو کبھی رد نہیں کروں گا اور وہ کام ہے حضور ﷺ کی ذات پر درود شریف پڑھنا۔

میرے بھائیو! توجہ کرو۔ اللہ رب العزت نے فرشتوں کی ایک جماعت پیدا کی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے بے شمار فرشتے ہیں۔ اتنی مخلوق، اتنی خلق خدا۔ ستر ہزار فرشتہ حضور ﷺ کی ذات پر درود پڑھنے کے لئے صبح آتا ہے۔ ستر ہزار فرشتہ شام کو آتا ہے۔ اتنی کثیر تعداد ہے جو پہلی دفعہ آیا، پھر قیامت کی صبح تک وہ فرشتہ نہیں آئے گا۔ ایک جماعت اللہ نے فرشتوں کی پیدا کی جن کا کام ہی یہ ہے کہ ساری دنیا میں پھرتے رہو۔ عاشقوں کی طرح جہاں کوئی تمہیں حضور ﷺ کے نام پہ درود پڑھنے والا ملے، وہ درود شریف لے جا کر حضرت محمد ﷺ کی خدمت میں پہنچا دو۔ بھائی محمد بلال بیٹے خادم حسین کے، بیٹھے درود شریف پڑھنے کے لئے، ارادہ ہے کہ ایک تسبیح پڑھوں گا۔ فرشتہ انتظار نہیں کرتا کہ یہ سودانے کرے۔ میں پھر جاؤں گا۔ ادھر دانا گرا، ادھر فرشتہ چلا، لائن لگ گئی ہے حضور ﷺ کے روضہ طیبہ تک اور فرشتہ جاتے جاتے اعلان کرتا ہے۔ محمد بلال جو بیٹا ہے خادم حسین کا، چکوال کی مدنی مسجد میں بیٹھ کے حضور ﷺ کی ذات پہ درود اس نے پڑھا ہے، لے کر میں جا رہا ہوں۔ تم حضور ﷺ کا نام تو لو۔ اللہ تمہارے نام کو دنیا میں گونجا دے۔ فرشتہ حضور ﷺ کی خدمت میں جا کر کہتا ہے: آقا ﷺ! آپ کا فلاں امتی جس کا نام محمد بلال بیٹا خادم حسین کا۔

شریفو! میرے وعظ کو بھی نہ دیکھو، اپنے مزاج کو بھی نہ دیکھو، اب صرف دماغ کے اندر یہ تصور کرو کہ ایک دفعہ بھی آپ کا اور میرا نام حضور ﷺ کے سامنے ذکر کیا جائے۔ حضور ﷺ اپنے کانوں سے آپ کا میرا نام سن لیں، اس سے بڑھ کر میری اور آپ کی

سعادت کیا ہوسکتی ہے؟ سنو! نبی کی معراج یہ ہے کہ رب کے حضور پہنچے، امتی کی معراج یہ ہے کہ نبوت کے قدموں میں جگہ مل جائے۔

کثرت سے پڑھا جانے والا درود شریف

میرے دوستو! دنیا میں جو کثرت کے ساتھ درود پڑھا گیا، وہ یہ چھوٹا درود ’’صَلَی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمُ ‘‘ ہے اور اس درود شریف کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں صلوٰۃ بھی ہے اور سلام بھی ہے۔ اس کے صدقے کل قیامت کے دن رب کی طرف سے نجات ملے گی اور حضور ﷺ کی طرف سے شفاعت ملے گی۔ کہہ دوناں! بلند آواز سے ’’صَلَی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمُ‘‘

بھائیو! جتنی محبت سے حضور ﷺ کی ذات اقدس پہ درود شریف پڑھو گے۔ اتنا زیادہ قیامت کے دن حضور ﷺ کا قرب بھی نصیب ہوگا اور دیدار بھی نصیب ہوگا۔

اب کھڑی ہے ساری خلق خدا میدان محشر میں

ذرا اندازہ تو کرو، دربار خدا کا، نام مصطفیٰ کا، فرشتہ اعلان کرے گا: محمد ﷺ! علماء مجھے معاف کریں، مجھے تو لگتا ہے یہ قیامت کا اجتماع بھی حضور ﷺ کے نام کو بلند کرنے کا بہانہ ہے۔ دیوانگی میں کہہ رہا ہوں۔ دیوانگی کی حالت میں باتیں ویسے بھی معاف ہوتی ہیں۔ فرشتہ کہے گا: محمد ﷺ! جتنے میدان محشر میں نام محمد والے ہوں گے۔ سارے کھڑے ہوجائیں گے۔ کوئی یہاں، کوئی وہاں، اس کو دیکھو، اس کو بھی دیکھو۔ بہار آئے گی نام محمد کی، میرے رب کی طرف سے اعلان ہوگا: لوگو! ہم نے تو نبی امی کو بلایا تھا۔ مکی، مدنی، مطلبی، ہاشمی، ہم نے تو آپ ﷺ کو بلایا تھا کہ حساب وکتاب شروع ہو۔

بھائیو! یہ قاری محمد طیب رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے، فرماتے ہیں کہ: ہم نے تو ان کو بلایا تھا کہ وہ تشریف لے آئیں۔ حساب وکتاب شروع ہو۔ لیکن اعلان ہوتے ہی محمد نام کے تمام لوگ کھڑے ہوگئے۔ میرے رب کی طرف سے اعلان ہوگا کہ محمد نام کے لوگ ہماری دربار میں آئیں بھی اور کچھ دیئے بغیر خالی ان کو بٹھا دیں یہ ہماری شان رحیمی کے خلاف ہے۔ نام بھی محمد ہو، اور ملے بھی کچھ نہ۔ چلو! یوں کرتے ہیں کہ محمد نام کے جتنے لوگ ہو، تم تو جاؤنا بغیر

حساب وکتاب کے جنت میں۔ باقیوں کا حساب پھر شروع کریں گے۔

بھائیو! اللہ کی کروڑہا رحمتیں نازل ہوں حضرت قاری محمد طیب رحمۃ اللہ علیہ پر۔ جب یہاں پر پہنچے تو بے ساختہ انہوں نے ایک جملہ لکھا۔ آج میں نے ساری تقریر اس جملے کو سنانے کے لئے کی۔ وہ یہاں پر پہنچ کر فرماتے ہیں: لوگو! اگر نام محمد ﷺ کی برکات کا یہ عالم ہے تو ذات محمد ﷺ کی برکات کا کیا عالم ہوگا۔

حضور ﷺ کے امتی ہونے پر اللہ کا شکر

بھائیو! توجہ کریں۔ اللہ نے مجھے اور آپ کو دیا نبی حضرت محمد عربی ﷺ جیسا، محمد عربی ﷺ وہ گوہر نایاب ہیں کہ میرے رب کے خزانے میں بھی ان کی کوئی مثال نہیں۔ میرا اللہ اپنی توحید میں وحدہ لاشریک، محمد عربی ﷺ اپنی نبوت میں وحدہ لاشریک۔

☆...... شریک خدا کا بھی کوئی نہیں۔

☆...... مثال مصطفیٰ ﷺ کی بھی کوئی نہیں۔

اب میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ اللہ نے مجھے اور آپ کو حضور ﷺ جیسا نبی دیا۔ لوگو! اللہ تو اس پر بھی قادر تھا کہ مجھے اور آپ کو پیدا ہی نہ کرتا۔ اللہ اس پر بھی قادر تھا کہ انسان کی بجائے کوئی اور مخلوق بنا دیتا۔ اللہ نے پیدا کیا، پھر پیدا کر کے حضرت انسان بنایا۔ ذرا سوچیں! انسان بنانے کے بعد ایسے ہزاروں لوگ موجود ہیں کہ انسان ہیں، لیکن ایمان نہیں۔ انسان بناتا، لیکن ایمان نہ دیتا، اس پر بھی تو قادر تھا۔

☆...... اس نے پیدا بھی کیا۔

☆...... اس نے انسان بھی بنایا۔

☆...... اس نے ایمان بھی دیا۔

آپ ﷺ کے بعد کسی کی ضرورت نہیں

بھائیو! ذرا توجہ کریں اس امر پر کہ ایمان تو دیا لیکن تب بھی اس پر تو قادر تھا کہ آپ کو اور مجھے:

☆...... آدم علیہ السلام کے زمانے میں پیدا کر دیتا۔

☆...... نوح علیہ السلام کے زمانے میں پیدا کر دیتا۔

☆...... ابراہیم علیہ السلام کے زمانے میں پیدا کر دیتا۔

☆...... داؤد علیہ السلام کے زمانے میں پیدا کر دیتا۔

☆...... شیث علیہ السلام کے زمانے میں پیدا کر دیتا۔

☆...... یوسف علیہ السلام کے زمانے میں پیدا کر دیتا۔

اس کریم کے کرم کو دیکھیں! پیدا بھی کیا، انسان بھی بنایا، ایمان بھی دیا اور محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسا نبی بھی دیا۔ محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات وہ چیز ہے جو اللہ کے خزانے میں بھی ایک ہے۔ گوہر نایاب، در یکتا۔ اب میں آپ حضرات سے پوچھتا ہوں۔ اللہ جنہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسا نبی دے، انہیں کسی اور نبوت کی ضرورت ہے؟ میں اب اپنے مشن پہ آیا ہوں اور تم ڈھیلے پڑ گئے۔ کہتے ہیں: مزدور کو مزدوری آخر میں ملتی ہے۔ مجھے مزدوری تو دو۔

تاج وتخت ختم نبوت......زندہ باد

اللہ نے مجھے اور آپ کو امتی بنایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کے ہوتے ہوئے ہمیں کسی اور چیز کی ضرورت نہیں۔ اسی کو تو کہتے ہیں: ''رَضِیْتُ بِاللّٰہِ رَبًّا وَبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَبِمُحَمَّدٍ نَبِیًّا''

☆...... ہمیں خدا بھی کافی۔ ☆...... مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی کافی۔

☆...... ہمیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہوتے ہوئے یمامہ کے ''مسیلمہ کذاب'' ملعون کی ضرورت ہے؟......نہیں۔

☆...... ہمیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہوتے ہوئے صنعا کے ''اسود عنسی'' ملعون کی ضرورت ہے؟......نہیں۔

☆...... ہمیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کے ہوتے ہوئے ایران کے ''بہاء اللہ'' ملعون کی ضرورت ہے؟......نہیں۔

☆...... ہمیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کے ہوئے ہوئے قادیان کے ''مرزا غلام قادیانی'' ملعون کی نام نہاد وجعلی نبوت کی ضرورت ہے؟......نہیں۔

مرتے دم تک ختم نبوت کا تحفظ ہوگا

بھائیو! پوری امت کی ڈیڑھ سو سالہ جدوجہد کے بعد میں اس رب کریم کا کس زبان سے شکرادا کروں کہ آج قادیانیوں کی گردن ہمارے پاؤں کے نیچے ہے۔

میں سروقد کھڑا ہوں
جھکنے نہیں دیتا سہارا تیرا

میرے کان میں آواز سنائی دیتی ہے اس صاحب کی جو کہتا ہے (عمران خان پی ٹی آئی والے) میں برسر اقتدار آیا تو میں فلاں قادیانی کو پاکستان کا وزیر خزانہ بناؤں گا۔ میاں! تم ذرا ہوش کرو، کیا کہہ رہے ہو۔ تمہیں غلط فہمی ہوگئی کہ تم ان قادیانیوں کو دوبارہ ہمارے سروں پر مسلط کرو۔ تم نہیں، تمہارا باپ بھی یہ نہیں کرسکتا۔ جو کہتے ہیں: نہیں ہوسکتا۔ وہ زور کے ساتھ کہیں: نہیں ہوسکتا۔ تم نے حضور ﷺ کی ختم نبوت کے مسئلے کو لاوارث سمجھ لیا۔ یہ سیدنا صدیق اکبرؓ کی جماعت موجود ہے۔ ان شاء اللہ!

نعرہ......خلافت راشدہ......حق چار یار

ایک اور بولا (پرویز مشرف) جو امریکہ گیا ہوا ہے۔ اگر میں برسر اقتدار آیا تو مدارس کو ختم کردوں گا۔ تم کیا، تمہارے باپ برطانیہ اور امریکہ ختم نہیں کر سکے۔ تم کس باغ کی مولی ہو؟ مدارس کو ختم کرنے والے ختم ہو جائیں گے، مدارس ختم نہیں ہوں گے۔ ان شاء اللہ!

کیوں تم اس طرح اوباشانہ باتیں کر کے اپنا منہ کالا کر رہے ہو۔ کیوں اپنی آخرت خراب کررہے ہو۔ محمد عربی ﷺ کی امت بھی زندہ ہے اور دین کے خادم بھی زندہ ہیں۔ ان شاء اللہ! جب تک جان میں جان باقی ہے، حضور ﷺ کی عزت کا تحفظ کیا جائے گا۔ جو کہتے ہیں، کیا جائے گا۔ پوری توانائی کے ساتھ ہاتھ لہرا کر کہو، کیا جائے گا۔

”وما علینا الا البلاغ المبین“

ختم نبوت کی اہمیت

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ وَکَفیٰ وَسَلامٌ عَلیٰ سَیِّدِ الرُّسُلِ وَخَاتَمِ الْاَنْبِیَاءِ وَعَلیٰ اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہِ الَّذِیْنَ ھُمْ خُلاَصَۃُ الْعَرَبِ الْعَرْبَاءِ وَخَیْرُ الْخَلائِقِ بَعْدَ الْاَنْبِیَاءِ. اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ.

و قال اللہ تعالیٰ: وَلاَ تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوا فِی سَبِیْلِ اللّٰہِ أَمْوَاتاً بَلْ أَحْیَاءٌ عِندَ رَبِّھِمْ یُرْزَقُونَ (سورۃ اٰل عمران ۱۶۹)

قال النبی ﷺ: اَنَا اٰخِرُ الْاَنْبِیَاءِ وَاَنْتُمْ اٰخِرُ الْاُمَمِ (ابن ماجہ:۲۹۷)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنا مُحَمَّدٍ وَّعَلیٰ آلِ سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ وَصَلِّ کَذَالِکَ عَلیٰ جَمِیْعِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلیٰ الْمَلائِکَۃِ الْمُقَرَّبِیْنَ وَعَلیٰ عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ اَجْمَعِیْنَ اِلیٰ یَوْمِ الدِّیْنِ.

تمہید

حضرات علماء کرام وسامعین گرامی! آپ نے مجھ سے پہلے متعدد حضرات کے ایمان پرور، حقائق افروز خطابات سنے۔ ہمارے مخدوم اور مخدوم زادہ حضرت سید سلمان گیلانی کی ایمان پرور نعتیں بھی آپ حضرات نے سماعت کیں۔ میرے مخدوم، آپ کے خطیب حضرت مولانا حبیب الرحمٰن (گلاسگو برطانیہ) کی جاندار آپ نے گفتگو سنی۔ کویت سے تشریف لانے والے ہمارے مہمان ڈاکٹر مولانا احمد علی صاحب کا آپ نے بیان سنا۔ ابھی ان شاءاللہ! آخری بیان ہمارے مخدوم یادگار اسلاف حضرت مولانا علامہ خالد محمود کا ہو گا۔ حضرت مولانا احمد علی سراج صاحب نے جہاں پر اپنی گفتگو کو چھوڑا، وہاں سے میں اپنی گفتگو کا آغاز کرنا چاہتا ہوں:

عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت وعظمت

برادران عزیز! توجہ کریں اس امر پر کہ شریعت میں آپ ﷺ کی ختم نبوت کے مسئلہ کی اہمیت کتنی ہے۔ اللہ نے ختم نبوت کے مسئلہ کو قرآن میں ۱۰۰ بار بیان کیا۔ رحمت عالم ﷺ نے ختم نبوت کے مسئلہ کو اپنی احادیث میں ۲۱۰ بار بیان کیا۔ صحابہ کرامؓ میں سے نمونے کے طور پر ایک صحابی رسول کا واقعہ عرض کرتا ہوں۔ رحمت عالم ﷺ کے آخری زمانہ حیات میں ''مسیلمہ کذاب'' نے نبوت کا دعویٰ کیا جو یمامہ کا رہنے والا تھا۔ آپ ﷺ کے پاس اس بدنصیب نے خط لکھا۔ آپ ﷺ نے جو جواب دینا تھا، سو دیا۔ اس کے احوال کی تفتیش کے لئے اپنے ایک صحابیؓ جن کا نام سیدنا حبیب بن زید انصاریؓ ہے۔ ان کو بھیجا۔

یہ سیدنا حبیب بن زید انصاریؓ گئے اس کے علاقے میں۔ اسے پتہ چلا، ہزاروں آدمی اس نے مرتد کر لئے تھے۔ اس خیر القرون کے زمانے میں ہزاروں آدمیوں کا مرتد ہو جانا، اس زمانے کا سب سے بڑا حادثہ تھا۔ لیکن اس کے باوجود میں آپ دوستوں سے کہتا ہوں کہ اس زمانے میں جب صحابہؓ کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار تھی۔ اس وقت مسیلمہ کذاب کے ماننے والوں کی تعداد ایک لاکھ تھی۔ گویا مسلمانوں کے برابر، صرف انیس بیس کا فرق تھا۔ لیکن آج پوری دنیا میں تلاش کرنے کے باوجود مسیلمہ کی پارٹی کا کوئی آدمی نظر نہیں آتا۔ تو آپ دیکھیں گے کہ ایک وقت آئے گا کہ مسیلمہ کذاب کی طرح مسیلمہ قادیان کی پارٹی کا بھی ان شاء اللہ! ایک آدمی نہیں رہے گا۔

جھوٹے مدعیان نبوت کی دہشت گردی

میں عرض کرتا ہوں آپ دوستوں سے کہ حضرت سیدنا حبیب بن زید انصاریؓ تشریف لے گئے۔ مسیلمہ کذاب کو پتہ چلا۔ اس نے موقع ضائع کئے بغیر ان کو گرفتار کیا۔ اپنی مجلس میں لایا۔ مجھے نہیں معلوم آپ دوستوں کا رحمت عالم ﷺ کی ختم نبوت کے مسئلے پر کیا ذوق ہے:

☆...... میں آپ کی اور اپنی بات نہیں کر رہا۔

☆...... میں نوجوانوں اور بوڑھوں کی بات نہیں کر رہا۔

☆...... میں امام اور مقتدی کی بات نہیں کر رہا۔
☆...... میں خطیب اور خطباء کی بات نہیں کر رہا۔

میں رحمت عالم ﷺ کے صحابہ کرام کی بات کر رہا ہوں کہ ان کو مسئلہ ختم نبوت سے متعلق دلچسپی کیا تھی۔ چنانچہ سیدنا حبیب بن زیدؓ گئے۔ مسیلمہ نے ان کو گرفتار کرایا اور اپنی مجلس میں لایا۔ میں عرض کرتا ہوں دنیا میں جو سب سے زیادہ دہشت گرد طبقہ ہے تو وہ جھوٹے مدعیان نبوت کا طبقہ ہے، امت مسلمہ کے لئے۔ یہی کام مسلمانوں کو گرفتار کرنا، الٹا لٹکانا، ان کے ٹکڑے کرنا، مسیلمہ کذاب نے کیا تھا۔

بھائیو! ہم دیکھتے ہیں تاریخ اپنے آپ کو دہراتی ہے۔ یہی کرتوت قادیان میں مرزا غلام احمد قادیانی کے ماننے والوں نے کیئے کہ ہمارے امرتسر کے مستری محمد امین تھے۔ ان کو بھی قادیان میں اسی طرح قتل کیا گیا اور ان کے ٹکڑے کیئے گئے۔ یہ سب سے بڑا دہشت گردوں کا ٹولہ جو سرور کائنات ﷺ کی امت کے ایمان پر ڈاکہ ڈالتے ہیں اور ان کی جان پر بھی ڈاکہ ڈالتے ہیں۔

حضرت حبیب بن زیدؓ کی شہادت

بھائیو! میں عرض کرتا ہوں آپ دوستوں سے حضرت سیدنا حبیب بن زید انصاریؓ گئے۔ مسیلمہ کذاب نے ان کو گرفتار کرایا۔ دست بستہ مسیلمہ کی مجلس میں لائے گئے۔ مسیلمہ کذاب نے ان سے سوال کیا۔ دیکھتے ہی، چھوٹتے ہی، پہلی بات یہ کہی:

”اَتَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدً رَّسُوْلُ اللّٰہِ“ ﴿کیا تم اس بات پر گواہی دیتے ہو کہ محمد عربی ﷺ اللہ کے رسول ہیں؟﴾

حضرت سیدنا حبیبؓ نے اپنے دین ویقین کی تمام صلاحیتوں کو جمع کر کے بڑے اعتماد کے ساتھ، سینہ تان کے میرے رب کی رحمت کی ڈھیری پر ہاتھ رکھ کر بلند آواز سے کہا:

”اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدً رَّسُوْلُ اللّٰہِ“ ﴿میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد عربی ﷺ اللہ کے رسول ہیں﴾

آپ بھی کہہ دیں کہ محمد عربی ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ اتنا بڑا اجتماع، بولنا چاہئے

محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ آپ بھی کہہ دیں کہ محمد عربی ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ میں عرض کرتا ہوں کہ حضور ﷺ کی نبوت کی گواہی ہے۔ آپ فرش پر بولیں گے، حاضری عرش پر لگے گی۔ کیا معلوم آپ کا اور میرا بولنا اس ماحول میں کل قیامت کے دن حضور ﷺ کی شفاعت کا ذریعہ بن جائے۔ مل کر کہہ دو: حضور ﷺ اللہ کے نبی ہیں۔ جب حضرت سیدنا حبیبؓ نے یہ نعرہ بلند کیا، مسیلمہ نے ان سے دوسرا سوال کیا:

"اَتَشْهَدُ اِنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ" ﴿ کیا تم اس بات کی گواہی دیتے ہو کہ میں مسیلمہ بھی اللہ کا رسول ہوں؟۔﴾

ممکن ہے آپ حضرات میں سے کوئی دوست میرے جیسا فقہیہ، مصلحت پسند کوئی ہوتا تو وہ:

☆ ...... ہاں یا ناں میں جواب دیتا۔
☆ ...... اپنا سر ہلا دیتا۔
☆ ...... فقہ کا سہارا لیتا۔
☆ ...... ادھر ادھر تاویل کی قینچی چلاتا۔
☆ ...... استعارہ کے رنگ میں خود کو بچانے کی کوشش کرتا۔

مگر سامنے تھے نا! سیدنا حبیبؓ۔ جب مسیلمہ نے کہا کہ "تم اس بات کی گواہی دیتے ہو کہ میں مسیلمہ بھی اللہ کا رسول ہوں؟" سیدنا حبیبؓ نے جواب میں فرمایا: "اَنَا اَصَمُّ لَا اَسْمَعُ مَا تَقُوْلُ" ﴿میں بہرہ ہوں، مجھے نہیں پتہ تو کیا بک رہا ہے۔﴾

حضور ﷺ کے بعد کوئی نبی ہوسکتا ہے، یہ سننے کے لئے میرے کان آمادہ نہیں۔ آپ بھی کہہ دیں کہ حضور ﷺ کے بعد کوئی نبی ہوسکتا ہے، یہ سننے کے لئے ہم آمادہ نہیں۔ میں آپ دوستوں سے عرض کرتا ہوں کہ مسیلمہ کذاب نے غصے میں کہا:

"اَتَسْمَعُ هٰذَا وَلَا تَسْمَعُ هٰذَا" ﴿حضور ﷺ کی نبوت کی بات آتی ہے وہ تم سن لیتے ہو۔ میری نبوت کی بات آتی ہے تو وہ تم نہیں سن سکتے۔﴾

یہ کہہ کر اس نے اشارہ کیا۔ ہماری تاریخ الکامل سے لے کر تاریخ الطبری تک۔ طبری سے لے کر ابن خلدون تک۔ امہات الکتب میں سے خواہ اسماء الرجال کی ہوں یا

تاریخ کی۔ کوئی ایسی کتاب نہیں جس میں سیدنا حبیب بن زیدؓ کے حالات کے ضمن میں یہ واقعہ مذکور نہ ہو۔ مسیلمہ نے کہا: تم حضور ﷺ کی نبوت کی بات سن لیتے ہو۔ میری نبوت کی بات آتی ہے تو تم نہیں سن سکتے۔ یہ کہا اور اشارہ کیا جلاد کو۔ اس نے تلوار ماری۔ دہشت گردی دیکھو! اس جھوٹے مدعی نبوت کی، تلوار مار کے اس نے حضرت حبیب بن زیدؓ کے ایک بازو کو کاٹا۔ پھر یہی سوال کیا۔ نہ سوال میں ترمیم ہوئی، نہ جواب میں کمی۔ وہی الفاظ دوبارہ سیدنا حبیبؓ نے فرمائے۔ اس نے اشارہ کر کے ان کا دوسرا بازو کٹوایا۔

☆ ...... دونوں ہاتھ کٹ گئے۔

☆ ...... پاؤں کاٹے گئے۔

☆ ...... دونوں ٹانگیں کاٹی گئیں۔

☆ ...... قبلہ! جسم کٹتا رہا۔

☆ ...... عضو گرتے رہے۔

وہ صحابی رسول ﷺ جب تک جان میں جان باقی رہی۔ ایک ہی بات کہتے رہے کہ ''حضور ﷺ کے بعد کوئی نبی ہو۔ یہ بات سننے کے لئے میرے کان آمادہ نہیں ہو سکتے۔'' کہہ دو: کان آمادہ نہیں۔ یہ تھا صحابہ کرامؓ کا ذوق۔ (اسد الغابہ، ج۱، ص۳۶۹)

حضرت ابو مسلم خولانی رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ

آؤ! میں آپ کو لے کر چلتا ہوں تابعین کے دروازے پر۔ یہ کون ہیں؟ یہ جلیل القدر تابعی سیدنا ابو مسلم خولانی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ انہوں نے نبوت کا زمانہ پایا ہے۔ لیکن حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر نہیں ہو سکے۔ دور دراز دیہات کے رہنے والے تھے۔ ان کے علاقے میں ایک جھوٹا مدعی نبوت تھا۔ اس کا نام تھا: اسود عنسی۔ اس نے کیا جھوٹا نبوت کا دعویٰ۔ حضرت ابو مسلم خولانی رحمۃ اللہ علیہ جنہیں عبداللہ الثوب بھی کہتے ہیں۔ ان کی والدہ کا نام ام عمارہ ہے۔ یہ وہاں تشریف لے گئے۔ اسود عنسی نے دیکھا کہ مسیلمہ کذاب نے صحابی رسول ﷺ کے ساتھ یہ زیادتی کی تھی۔ انہوں نے جان دے دی۔ لیکن مسیلمہ کے قابو میں نہیں آئے۔ کچھ پوچھنے کے بجائے اس نے نہ آؤ دیکھا نہ تاؤ۔ حضرت سیدنا ابو مسلم

خولانی رحمۃ اللہ علیہ کے لئے آگ کی بھٹی تیار کروائی۔ جب اس کا ایندھن ڈھیروں جمع ہو گیا۔ اسے آگ لگائی۔ اس کے شعلے آسمان سے باتیں کرنے لگے۔ حضرت ابومسلم خولانی رحمۃ اللہ علیہ کو اس نے پکڑا اور پنگھوڑے میں ڈالا۔ یہ دوسرا جھوٹا مدعی نبوت تھا جس نے اتنی بڑی دہشت گردی کا مظاہرہ کیا۔ تابعی رسول کو اس نے آگ میں ڈالا۔

برادران عزیز! میں آپ لوگوں سے عرض کرتا ہوں۔ آپ حیران ہوں گے کہ آگ نے ان پر کیا اثر کیا؟۔

☆...... جاؤ مسند احمد کو اٹھا کر دیکھو۔

☆...... کنز العمال کو اٹھا کر دیکھو۔

☆...... مولانا بدر عالم کی کتاب ترجمان السنہ کو اٹھا کر دیکھو۔

☆...... حلیۃ الاولیاء کو اٹھا کر دیکھو۔

جہاں دیکھو گے یہی واقعہ ملے گا۔ اردو پڑھنے کا شوق ہے تو ہمارے مولانا مفتی تقی عثمانی مدظلہ نے ''جہاں دیدہ'' کتاب لکھی ہے۔ اس میں بھی یہ واقعہ موجود ہے۔ جب ان کو آگ میں ڈالا گیا۔ آگ ان پر اس طرح ٹھنڈی ہو گئی جس طرح محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والد سیدنا ابراہیم علیہ السلام پر اللہ نے آگ کو ٹھنڈا کیا تھا۔ آج آپ دوست کہیں گے، یہ باتیں سمجھ میں نہیں آتیں۔ سو میں آپ دوستوں سے درخواست کرتا ہوں۔ آپ کے علاقے میں، آپ کی حکومتیں آپ کے لئے سائنس والے جیکٹ تیار کرتے ہیں۔ بلٹ پروف ہوتی ہیں۔ اس کے اوپر گولی اثر نہیں کرتی۔ بعض جیکٹس فائر پروف ہوتی ہیں۔ ان پر آگ اثر نہیں کرتی۔ آپ حضرات کے ہاتھوں میں گھڑی ہے۔ یہ واٹر پروف ہے۔ اس پر پانی اثر نہیں کرتا۔ لیکن میں آپ حضرات کی خدمت میں عرض کرتا ہوں۔ لوگو! جہاں پر انسانی طاقت کی انتہا ہوتی ہے، وہاں سے میرے رب کی قدرت کی ابتداء ہوتی ہے۔ آپ اگر کسی چیز کو پانی سے بچا سکتے ہیں، فائر سے بچا سکتے ہیں تو میرا اللہ آگ سے بھی بچا سکتا ہے۔ مل کر بولو کہ: اللہ آگ سے بچانے کا انتظام کر سکتے ہیں۔

سیدنا ابومسلم خولانی رحمۃ اللہ علیہ نے فاتحانہ انداز میں شاید آپ مسجد میں شانہ بہ شانہ کیا چلتے ہوں گے۔ جس طرح یہ آگ کو فتح کر کے آئے۔ دیکھنے والوں نے دیکھا۔ جاننے

والوں نے جانا کہ اسود عنسی سے اور تو کچھ نہ ہو سکا۔ اس نے حضرت ابو مسلم خولانی رحمۃ اللہ علیہ کو ملک بدر کیا۔ بھائی کوئی اور ملک بدر ہو تو کہیں اور رخ کرے گا۔ حضور ﷺ کا غلام ملک بدر ہو تو وہ مدینے کا رخ کرے گا۔ حضرت ابو مسلم خولانی رحمۃ اللہ علیہ عبداللہ الثوب، ام عمارہ کے بیٹے یہ چلتے ہیں۔ ایک آپ ہیں۔ ایک ان کے ساتھ اہلیہ ہے۔ چھوٹے بچے ہیں۔ ایک اونٹنی چار افراد کا قافلہ مدینہ طیبہ میں پہنچے۔ رب کی شان کو دیکھو۔ صنعاء سے چلے تھے مدینہ تک۔ پہنچتے پہنچتے کئی دن گزر گئے۔ اس دوران میرے رب کے کرم کو دیکھو رحمت عالم ﷺ کا وصال بھی ہو گیا۔ اسود عنسی بھی اپنے انجام کو پہنچ گیا۔ حضرت ابو مسلم خولانی رحمۃ اللہ علیہ مدینہ طیبہ پہنچتے ہیں۔ سیدنا صدیق اکبرؓ کا دور حکومت ہے۔ ظہر کا وقت ہے۔ تمام صحابہ کرامؓ نماز پڑھ کر گھروں کو جا رہے ہیں۔ ذرا توجہ کریں! بہت ہی نفع ہوگا۔ میں عرض کرتا ہوں: حضرت سیدنا ابو مسلم خولانی رحمۃ اللہ علیہ وہاں پر پہنچے۔ صحابہ نماز پڑھ کر جا چکے ہیں۔ مدینہ طیبہ مسجد نبوی میں اکیلے سیدنا فاروق اعظمؓ مسجد کے اندر نماز پڑھنے کے بعد تسبیح پڑھ رہے ہیں۔ سیدنا ابو مسلم خولانی رحمۃ اللہ علیہ گئے، جا کر مسجد کے قریب کھجور کے جھنڈ کے ساتھ اپنی سواری کو باندھا۔ پندرہ بیس دن کے بعد سفر کر کے پہنچے تھے۔ مسجد نبوی میں داخل ہوئے۔ زور سے کہا: السلام علیکم! سیدنا فاروق اعظمؓ نے یوں کر کے دیکھا۔ سیدنا فاروق اعظمؓ کے جواب دینے سے پہلے ہی ابو مسلم خولانی رحمۃ اللہ علیہ جہاں کھڑے تھے ”اللہ اکبر“ کہہ کر نماز شروع کر دی۔

حدیث شریف میں آتا ہے: ”رُبَّ اَشْعَثَ مَدْفُوْعٍ بِالْاَبْوَابِ لَوْ اَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَاَبَرَّه“ (مشکوٰۃ، باب فضل الفقراء وما کان من عیش النبی ﷺ: ۴۴۶)

بسا اوقات بکھرے ہوئے بال، پراگندہ چہرہ، پھٹے ہوئے کپڑے، گرد آلود منہ لیکن وہ اتنے قیمتی ہوتا ہے کہ اگر وہ کوئی قسم اٹھا دے تو اللہ ان کی قسم کو جھوٹا نہیں ہونے دیتا۔ ان کی اس شکل کو دیکھا سیدنا فاروق اعظمؓ نے۔ پہچان گئے کہ ہے تو کوئی موتی گودڑی میں چھپا ہوا۔ وہ آئے حضرت ابو مسلم خولانی رحمۃ اللہ علیہ نماز پڑھ رہے ہیں۔ سیدنا فاروق اعظمؓ، ابو مسلم خولانی رحمۃ اللہ علیہ کے چہرے کو پڑھ رہے ہیں۔ یہ بیٹھے التحیات میں سیدنا فاروق اعظمؓ آ کر بیٹھے ان کے قریب۔ انہوں نے سلام پھیرا۔ سیدنا فاروق اعظمؓ نے فرمایا: ”میاں جوان! کہاں سے آئے ہو؟۔“

عرض کی: حضرت! ’’صنعاء سے‘‘ وہاں صنعاء سے پہلے خبر پہنچ چکی تھی۔ فرمایا: سنا ہے، وہاں پر ایک آدمی نے جھوٹا نبوت کا دعویٰ کیا۔ کیا تم اس کو جانتے ہو؟ عرض کی حضرت! ’’جانتا ہوں۔‘‘ فرمایا: سنا ہے اس نے ہمارے ایک ساتھی کو گرفتار کیا۔ آگ میں ڈالا۔ یہ بھی تم نے سنا ہے؟۔ انہوں نے کہا: حضرت! ’’یہ بھی سنا ہے۔‘‘ فرمایا: ہم نے سنا ہے جس ساتھی کو آگ میں ڈالا گیا۔ آگ نے اس پر اثر نہیں کیا۔ کیا یہ بھی صحیح ہے؟۔ اس نے کہا: حضرت! ’’صحیح ہے۔‘‘

برادران عزیز! ذرا میرے ساتھ تعاون کریں۔ فرمایا: کہاں سے آئے۔ جہاں اسود نے نبوت کا دعویٰ کیا؟ حضرت! ’’کیا ہے۔‘‘ سنا ہے اس نے ہمارے ساتھی کو گرفتار کیا؟ حضرت! ’’بالکل صحیح سنا ہے۔‘‘ اس نے ہمارے ساتھی کو آگ میں ڈالا؟۔ حضرت! ’’بالکل صحیح سنا ہے۔‘‘ سنا ہے ہمارے ساتھی پر آگ نے اثر نہیں کیا۔ حضرت! ’’بالکل صحیح سنا ہے۔‘‘ فرمایا: میاں تم نے اس جوان آدمی کو دیکھا ہے جسے آگ میں ڈالا گیا اور اس کے اوپر آگ نے اثر نہیں کیا؟۔ ذرا توجہ کریں۔ اس نے کہا: حضرت دیکھا ہے۔ سیدنا فاروق اعظمؓ نے ہاتھ اٹھایا۔ اس کے کندھے پر رکھ کر فرمایا: ’’میاں مجھے تو وہ تم معلوم ہوتے ہو۔‘‘ عمرؓ غلطی تو نہیں کر رہا؟ وہ رو پڑے۔ آنکھوں سے آنسو برسنے لگے۔ سیدنا فاروق اعظمؓ خود اٹھ کھڑے ہوئے۔

☆...... ان کو بھی اٹھایا۔

☆...... سینے سے لگایا۔

☆...... آسمان کی طرف دیکھا۔

فرمایا: ’’اللہ تیرا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ عمرؓ کو مرنے سے پہلے اس آدمی کی زیارت کرادی جس پر تو نے اس طرح احسان کیا ہے۔ جس طرح محمد عربی ﷺ کے والد سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام پر تو نے احسان کیا تھا۔‘‘ (حلیۃ الاولیاء لابی نعیم، ج۲ص۱۲۹)

عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت اور قادیانی کفر کی سنگینی

بھائی! میں عرض کرتا ہوں: میرے اللہ نے ختم نبوت کے مسئلے کو قرآن میں سمجھایا

۱۰۰ دفعہ۔ محمد عربی ﷺ نے حدیث میں بیان کیا ۲۱۰ دفعہ۔ صحابہ کرامؓ نے کرائے اس کے لئے اپنی جان کے ٹوٹے۔ تابعین نے اس مسئلے کے لئے آگ کو سلام کئے۔ اب میں آنا چاہتا ہوں حضرات ائمہ کی طرف۔ آپ بھی میرے ساتھ رہیں، ائمہ حضرات سے پوچھتے ہیں، تمہارے نزدیک مسئلے کی اہمیت کیا ہے؟ سراج الائمہ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا، جو کہ شرح فقہ اکبر میں موجود ہے کہ:

”وَدَعْوی النُّبُوَّةِ بَعْدَ نَبِيِّنَا ﷺ كُفْرٌ بِالْاِجْمَاعِ“ (شرح فقہ اکبر: ۲۰۲)

﴿جو حضور ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرے وہ بالاجماع کافر ہے۔﴾

بولو! کون ہے؟ تم آہستہ بولتے ہو یا میں اونچا سنتا ہوں۔ حضور ﷺ کے بعد جو نبوت کا دعویٰ کرے، وہ کون ہے؟...... کافر۔ میں آپ دوستوں سے عرض کرتا ہوں: مسائل بیان کئے جائیں تو اعتقاد بنتا ہے۔ اگر واقعات بیان کئے جائیں تو نظریہ بنتا ہے۔ ذہن سازی ہوتی ہے۔ اس وقت عقیدہ کی بات ضرور کر رہا ہوں۔ لیکن میں اس وقت آپ دوستوں کی ذہن سازی کرنا چاہتا ہوں۔ نہیں لڑائی ہماری قادیانیوں کے ساتھ۔ نہ کوئی ذاتی، نہ کوئی جائیداد کی۔ صرف اتنی بات ہے کہ ہم نے ان سے کہا: جو حضور ﷺ کا نہیں۔ وہ ہمارا نہیں۔ جو رحمت عالم ﷺ کا نہیں۔ وہ ہمارا نہیں۔

☆ ...... جب تم نے اپنا نبی علیحدہ بنالیا۔
☆ ...... تم نے مذہب اپنا علیحدہ بنالیا۔
☆ ...... تم نے صحابہ اپنے علیحدہ بنالئے۔
☆ ...... تم نے امہات المؤمنین اپنی علیحدہ بنالیں۔

بجائے سیدنا صدیق اکبرؓ کے جن کے آپ تذکرے سن رہے تھے، ان کی مسند پر ”نورالدین“ کو بٹھادیا۔ محمد عربی ﷺ کی مسند پر ”مرزا قادیانی“ کو بٹھادیا۔ ہم کہنے میں حق بجانب ہیں کہ جو حضور ﷺ کا نہیں۔ وہ ہمارا نہیں۔ میں کہنا چاہتا ہوں قادیانیوں سے کہ تمہاری ایک تحریک ہے۔ ہم مسکینوں کی بھی ایک تحریک ہے۔ بھائی بات لڑائی کی نہیں، جھگڑے کی نہیں۔ آؤ تم ہمارے ساتھ حساب کرو۔ ۲۳ مارچ ۱۸۸۹ء کو مرزا قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔ اس وقت ایک سو سال ہوا چاہتے ہیں اس بات کو۔ آؤ! ہمارے ساتھ

حساب کرو۔ تم نے کیا کھویا، کیا پایا؟ مرزا غلام احمد نے قادیانی جماعت کی بنیاد رکھی۔ وہاں لدھیانہ میں تین علماء تھے۔

☆...... مولانا عبداللہ لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ۔

☆...... مولانا عبدالعزیز لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ۔

☆...... مولانا محمد لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ۔

یہ حضرات وہاں پر کھڑے ہوئے۔ انہوں نے کہا: جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد نبوت کا دعویٰ کرے، وہ کون ہے؟...... کافر۔ مرزا قادیانی اور اس کی پارٹی نے کہا: ہم ان علماء کے فتوے کو کچھ نہیں جانتے۔ تاریخ اپنے آپ کو دہراتی ہے۔ ہم دیکھتے ہیں ایک وقت آتا ہے دارالعلوم دیوبند کے بزرگ اٹھتے ہیں۔ ان کا نام مولانا سہول خان رحمۃ اللہ علیہ ہے۔ وہ فتویٰ مرتب کرتے ہیں ۲۰۰ علماء اس پر دستخط کرتے ہیں۔ وہ دیکھو مولانا محمد حسین بٹالوی رحمۃ اللہ علیہ اٹھے ۲۰۰ علماء کے انہوں نے دستخط کرائے۔ پہلے تین نے کہا: مرزا کافر ہے۔ اب پورے ہندوستان نے کہا۔ وہ دیکھو!

☆...... دہلی سے لے کر کراچی تک۔

☆...... کابل سے لے کر بنگلور تک۔

دنیا کی عدالتوں نے قادیانیوں کے کفر کا فیصلہ دیا

پورے ملک نے کہا: مرزا قادیانی اور اس کے ماننے والے کون؟...... کافر۔

میرے بھائیو! قادیانیوں نے کہا: ہم اس کو بھی نہیں مانتے۔ قادیانی گئے بہاولپور کی عدالت میں۔ افریقی عدالتوں میں۔ قادیانی قادیانیت کی مردہ لاش کو لے کر پھرتے رہے۔ کبھی ان کے در۔ کبھی ان کے در۔ کبھی دربدر۔ جس عدالت میں گئے، ان کو منہ کی کھانی پڑی۔

بھائیو! میں عرض کرنا چاہتا ہوں: بہاولپور مقدمہ کے بارے میں۔ وہاں پر مرزا غلام احمد قادیانی کا کیس پیش ہوا۔ اس زمانے میں نواب آف بہاولپور کی حکومت تھی۔ فیصلہ دینے والے جج کا نام محمد اکبر تھا۔ آپ حضرات کے برطانیہ میں اس وقت وائسرائے کی

میٹنگ ہوا کرتی تھی۔ ساری دنیا کے وائسرائے ادھر ادھر کے جتنے ہمارے علاقے بہاول پور کے نواب تھے، اکٹھے ہو کر آپ کے یہاں لندن کے دارالعوام میں وائسرائے کی دعوت پر سلامی کے لئے سال کے بعد آیا کرتے تھے۔ یہاں پر ان کو کہا گیا تھا: قادیانی جو ہیں ان کا کیس ہے، اس پر خیال رکھنا۔ تو نواب آف بہاولپور نے وائسرائے سے کہا: جناب وائسرائے! آپ نے ہماری جائیدادیں تو لے لیں۔ ایک ایمان رہ گیا ہے۔ محمد عربی ﷺ رہ گئے ہیں۔ اس کو میں چھوڑنے کے لئے تیار نہیں۔ ہماری عدالت جو فیصلہ دے گی، ہمیں منظور ہے۔ تاریخ اپنے آپ کو دہراتی ہے۔ قادیانی قیادت بھی آئی۔ محمد عربی ﷺ کے غلام بھی آئے۔ قبلہ! ان قادیانیوں کو اپنی طاقت پر ناز تھا۔ محمد عربی ﷺ کے امتیوں کو محمد عربی ﷺ کی غلامی پر ناز تھا۔ ادھر قادیانی قیادت آئی، ادھر اکابرین علماء کرام آئے۔ بہاولپور کی عدالت ہے۔ وہاں پر کسی کا کوئی قانون نہیں چل سکتا۔ چنانچہ برطانیہ گورنمنٹ کا زمانہ تھا۔ بہاولپور کی عدالت میں کیس کی سماعت ہوئی۔ دونوں طرف سے دلائل دیئے گئے۔ جب دلائل کو دیکھا، بہاولپور عدالت کے جج نے کہا: قبلہ! پہلے علماء نے کہا تھا، آج عدالت کے جج نے کہا: مرزا قادیانی اور اس کے ماننے والے...... کافر۔

قادیانیوں سے عرض کرتا ہوں: بات جھگڑے کی نہیں ہے۔ دنیا میں فیصلہ کرنے کے لئے مختلف فورم ہوا کرتے ہیں۔ پنچایت ہے۔ تھانہ ہے۔

☆...... تم نے مقامی دوستوں کے فیصلوں کو نہ مانا۔

☆...... تم نے لدھیانے کی بات نہ مانی۔

☆...... تم نے دیوبند اور دہلی کی بات نہ مانی۔

☆...... تم نے علماء کی بات نہ مانی۔

قبلہ! اب اس کے بعد پنچایت کی بات نہ مانی۔ علماء کی تو تم نے نہ مانی۔ یہ تو جج ہے۔ جج نے کہا: مرزا قادیانی اور اس کے ماننے والے...... کافر۔

بھائیو! میں عرض کرتا ہوں۔ ہم یہاں کی حکومت سے اپنا حق مانگتے ہیں۔ آج ان کا کوئی جج فیصلہ کرے۔ ہمارے جج ان کے فیصلے کا احترام کریں گے۔ کوئی یہاں فیصلہ کرے، گورنمنٹ اس کا احترام کرے گی۔ قبلہ! ہمارے بھی ججوں نے فیصلے کئے ہیں۔ ہائی

کورٹ کے ججوں کے فیصلے ہیں۔ سپریم کورٹ کے ججوں کے فیصلے ہیں۔ اگر تمہاری کوئی نیشنل اسمبلی فیصلہ کرے۔ وہ ملک کے لئے قانون ہوتا ہے۔ ہماری بھی تو آخر اسمبلیاں ہیں۔ انہوں نے فیصلہ کیا کہ قادیانیوں کا مسلمانوں کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ بہت ہی ادب کے ساتھ کہوں گا، آپ کی گورنمنٹ سے۔ وہ بھی اس مسئلہ پر سوچیں کہ ہمارا کل بھی ایمان تھا اور آج بھی ایمان ہے۔ کل بھی ہماری درخواست تھی، آج بھی ہمارا مطالبہ ہے کہ: جو حضور ﷺ کا نہیں، وہ ہمارا نہیں۔ تمہارے یہاں پر ایک طبقہ ہے۔ یہاں کا ایک فرقہ وہ علی الاعلان اپنے آپ کو کہتا ہے کہ ہم مسیحی ہیں۔ لیکن یہاں کی مسیحی برادری کہتی ہے کہ یہ جھوٹ بولتے ہیں۔ ہمارا حصہ نہیں۔ میں اسی ضمن میں عرض کرنا چاہتا ہوں۔ آپ کے پولیس والے کی وردی ہے۔ وہ وردی کوئی غیر پولیس والا پہن کے آ جائے تو تم کہو گے: اس نے جعل سازی کی۔ قبلہ! اگر تم دنیا کے معاملے میں جعل سازی برداشت نہیں کر سکتے تو مسلمان بھی محمد عربی ﷺ کی مسند پر جھوٹے مدعی نبوت مرزا غلام احمد قادیانی کو برداشت نہیں کر سکتے۔ مل کر کہو: یہ ہمارے ایمان کا حصہ ہے۔

بھائیو! میں عرض کرنا چاہتا ہوں: قادیانیوں نے اس فیصلے کو نہ مانا۔ عدالتوں میں گئے۔ ایک وقت آیا ۱۹۷۴ء کی نیشنل اسمبلی نے جناب ذوالفقار علی بھٹو کی حکومت میں، معاف رکھنا! وہ ہمارے قومی رہنما تھے۔ بڑی قدآور شخصیت تھی۔ مولویوں کی اسمبلی نہیں تھی۔

☆ ...... اس میں ولی خان تھا۔

☆ ...... اس میں اصغر خان تھا۔

☆ ...... خورشید محمود قصوری تھا۔

☆ ...... اس میں عبدالقیوم تھا۔

☆ ...... عبدالحفیظ پیرزادہ تھا۔

☆ ...... ان میں کوئی مولوی نہیں۔

بڑی بھرپور اسمبلی۔ اس زمانے کی اسمبلی نے ۱۱؍دن اس مسئلہ پر بحث کی۔ قادیانی جماعت کا معمولی آدمی نہیں، بلکہ ان کا خلیفہ جس کا نام مرزا ناصر تھا۔ لاہوری

گروپ کا مرزا صدر الدین تھا۔ دونوں پیش ہوئے۔ ۱۱ر دن اس پر جرح ہوئی۔ میرے رب کریم! تیری عطاؤں پر قربان۔ محمد عربی ﷺ تیری اداؤں پر قربان۔ وہ دیکھو نا! آج رحمت عالم ﷺ کی ختم نبوت کا مسئلہ گیا قومی اسمبلی میں، تو پوری اسمبلی بولی: مرزا قادیانی اور اس کے ماننے والے کون؟...... کافر۔

بھائیو! ایک وقت آیا تو سول حکومت اس نے تو کام دکھایا۔ اب فوج والے کیوں محروم رہیں؟۔ اس کے بعد آیا وقت جناب جنرل ضیاء الحق کا۔ وہ فوجی حکمران تھا۔ اس نے ۱۹۸۴ء میں فتویٰ دیا۔ دس سال کا وقفہ ہے۔ تاریخ چل رہی ہے۔ زمانے کی رفتار کو تھامنے والے توجہ کرو۔ دنیا قادیانیت کے متعلق کیا فتویٰ دے رہی ہے۔ پہلے سول نے کہا۔ اب فوج نے کہا کہ: مرزا قادیانی اور اس کے ماننے والے کون؟...... کافر۔ قادیانیوں نے کہا: ہم اس کو نہیں مانتے۔

☆...... قادیانی سپریم کورٹ میں گئے۔
☆...... لاہور ہائی کورٹ گئے۔
☆...... کوئٹہ ہائی کورٹ میں گئے۔
☆...... پشاور ہائی کورٹ میں گئے۔
☆...... کراچی ہائی کورٹ میں گئے۔

وہاں سے بھاگے قادیانی جوہانسبرگ کی عدالت تک گئے۔ وہاں پر عیسائی جج ہے۔ قادیانیوں کا یہودی وکیل ہے۔ قادیانی خود کیس کرنے والے۔ قادیانی کفر سے سامنا ہوا۔ لیکن کہتے ہیں: حق کو اللہ کبھی سرنگوں نہیں ہونے دیتے۔ دشمن کی عدالت تھی۔ کفر سے سامنا ہوگا۔ کفر نے تثلیث کی شکل اختیار کرلی۔ قادیانی کیس کرنے والا۔ یہودی کیس لڑنے والا۔ جج عیسائیوں کا۔ اس عدالت نے بھی کہا کہ: مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے ماننے والے کون؟...... کافر۔

میرے بھائیو، سنو! دنیا جہاں کا کوئی ایسا فورم نہیں، جس پر قادیانیت کا مسئلہ پیش ہوا ہو اور امت کے لوگوں نے قادیانیت کے خلاف فیصلہ نہ دیا ہو۔ آج ضرورت اس امر کی ہے۔ بہت ہی ادب کے ساتھ علماء کی موجودگی میں کاسۂ گدائی پھیلا کے رسول اللہ ﷺ کے

نام پر حضور ﷺ کی عظمت کے نام پر میں آپ سے خیرات مانگتا ہوں۔ امت نے محنت کر کے اس عقیدہ کو ہم تک پہنچایا۔ ہمارا فرض بنتا ہے کہ آنے والی نسلوں تک اس عقیدہ کو پہنچائیں۔ مل کر کہہ دو: مرزا قادیانی اور اس کے ماننے والے کون؟...... کافر۔ اور میاں! جو بوڑھے بیٹھے ہیں میری عمر کے، جن کی قبر کی تیاری ہے۔ میں ان سے بھی عرض کرتا ہوں اپنی اولاد کو سمجھاؤ، گلی کوچہ آواز لگاؤ۔

☆...... بچیوں تک۔ ☆...... بیٹیوں تک۔

☆...... مردوں تک۔ ☆...... عورتوں تک۔

ہر ایک تک یہ آواز پہنچنی چاہئے۔ میں کس کس کے سامنے کاسہ گدائی پھیلاؤں۔ کس سے درخواست کروں کہ آج قادیانی جھوٹے نبی کی جھوٹی تبلیغ کے لئے شب و روز کوشش کرتے ہیں۔ سچے نبی کے سچے امتیو! سچ کی خاطر تم محنت نہیں کرتے۔ یہاں گلاسکو میں قادیانیوں نے اپنا مرکز قائم کیا۔ اپنی نام نہاد مسجد بنائی، عبادت گاہ بنائی۔ مسلمان نماز پڑھنے جا رہے ہیں۔ خدا کے بندو!

☆...... اگر ہندو کے پیچھے کوئی مسلمان نماز نہیں پڑھتا۔

☆...... اگر سکھ کے پیچھے کوئی مسلمان نماز نہیں پڑھتا۔

تو قادیانی، ہندو اور سکھ سے بھی بڑے کافر ہیں۔ ان کے پیچھے کیسے نماز پڑھتے ہو؟ تمہاری اولاد قرآن پڑھنے کے لئے ان کے پاس جائے۔ ایک آدمی بھی اگر قادیانی ہو گیا۔ یہاں گلاسکو میں تو پوری امت مسلمہ سے سوال کیا جائے گا۔ قیامت کے دن رحمت عالم ﷺ اللہ کے حضور ہمارے خلاف کیس دائر کریں گے کہ یا اللہ! کفر نے اس میرے امتی کے ایمان پر ڈاکہ ڈالا تھا۔ مسلمانوں نے اس کا ایمان بچانے کی فکر نہیں کی تھی۔ دنیا جہاں کا کوئی قانون نہیں جو تمہیں اس بات سے روکے کہ ہم اپنے اس عقیدے کا بھی اظہار نہ کر سکیں۔

ساری دنیا کا قانون ہمیں حق دیتا ہے کہ ہم ڈنکے کی چوٹ پر اعلان کریں گے۔ قبلہ! کل بھی مسئلہ یہ ہے آج بھی مسئلہ یہ ہے۔ قبلہ! ہم رہیں یا نہ رہیں۔ آنے والی نسلیں دیکھیں گی۔ کل بھی مسئلہ یہ تھا۔ آج بھی مسئلہ یہ ہے۔ آئندہ کل بھی مسئلہ یہ ہوگا کہ:

جو حضور ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرے، وہ کافر ہے۔

☆...... وہ لاہور کا ہو یا قادیان کا۔

☆...... وہ ایران کا ہو یا ہندوستان کا۔

☆...... وہ غلام احمد قادیانی ہو یا مسیلمہ کذاب۔

حضور ﷺ کے بعد جو نبوت کا دعویٰ کرے، وہ کون؟...... کافر۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی کتابوں میں کہا کہ: ''سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا سچا رسول بھیجا۔'' (دافع البلاء ص۱۱، خزائن ج۱۸ ص۲۳۱)

اس نے رسالت کا دعویٰ کیا۔ اس کی ایک کتاب ہے۔ کتاب کا نام حقیقت الوحی ہے۔ کہتا ہے کہ: ''۱۴۰۰ سال میں کسی اور کو نبوت نہیں ملی۔ نبوت کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا ہوں۔'' (حقیقت الوحی ۳۹۱، خزائن ۲۲، ص۴۰۶)

اس کے ملفوظات میں ہے کہ: ''ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم نبی اور رسول ہیں۔''

(ملفوظات ج۵ ص۴۴۷)

ڈنکے کی چوٹ پر قادیان کا دہقان اغیار کے کہنے پر امت مسلمہ کے سامنے ہمیں للکار کر کہتا ہے ''میں نبی ہوں'' تم جواب میں کہہ دو کہ: حضور ﷺ کے بعد جو نبوت کا دعویٰ کرے، وہ کافر ہے۔ پہنچاؤ اپنے پیغام کو کہ جو حضور ﷺ کا نہیں، وہ ہمارا نہیں۔

میرے ساتھ عہد کر کے جاؤ

دوستو! میں آپ سے عرض کرتا ہوں کہ: مرزا غلام احمد قادیانی کی بات اگر یہاں تک ہوتی تو شاید میں چپ ہو جاتا۔ لیکن کیا کروں، مرزا قادیانی نے صرف:

☆...... نبوت کا دعویٰ نہیں کیا۔

☆...... رسالت کا دعویٰ نہیں کیا۔

بلکہ اس کا کہنا یہ ہے کہ: ''میں محمد رسول اللہ ہوں۔'' لوگو! میں عرض کرنا چاہتا ہوں: آج میرے جیسا آدمی یہاں پر بیٹھ کر کہے: میرا نام حبیب الرحمٰن ہے۔ میں مولانا حبیب الرحمٰن کا ظل اور بروز ہوں۔ ان کی جگہ میں تمہارا خطیب ہوں۔ تم کہو گے: مولوی

صاحب! سفید داڑھی کا احترام اپنی جگہ۔ تم ہمارے مہمان، یہ اپنی جگہ۔ لیکن جعلسازی نہیں چلے گی۔ قبلہ! اگر ایک عالم دین کے مسئلہ پر تم جعلسازی برداشت نہیں کر سکتے۔ مجھے کہنے کی اجازت بخشو: ساری کائنات کی عظمتیں قربان محمد عربی ﷺ کی نعلین مبارک پر۔ آپ اور میں امام کے مسئلہ میں، حکومتیں اپنے ملازم کے مسئلہ میں۔ سربراہ مملکت اپنی صدارتوں کے چکر میں۔ اگر جعلسازی برداشت نہیں کر سکتے۔ تو خدا کے بندو! تم بھی کہہ دو کہ: ہم بھی جعلسازی برداشت نہیں کر سکتے۔ یہ ہمارا آئینی حق ہے۔ آپ یہاں سے جائیں تو ختم نبوت کے مبلغ بن کے جائیں۔ داعی بن کے جائیں۔ دوست اور دشمن کو بتائیں بڑے آرام کے ساتھ، پیار کے ساتھ اور محبت کے ساتھ۔ ہر ایک تک گونج لگنی چاہئے۔ تم چار دن اس کی مشق کرو۔ جو مسلمان ملے، اسے کہو کہ: حضور ﷺ آخری نبی ہیں۔ جو مسلمان ملے، اسے کہو کہ: حضور ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ جو کرے، وہ کافر ہے۔ جو مسلمان ملے، اسے کہو: غلام احمد اور اس کے ماننے والے کافر ہیں۔ چار دن کی محنت کروان شاء اللہ! تمہیں قادیانیت میدان میں نظر نہیں آئے گی۔

جو دوست کہتے ہیں: یہاں سے جانے کے بعد ہم ختم نبوت کا کام کریں گے۔

☆...... در و دیوار میں۔ ☆...... کوچہ و بازار میں۔

محمد عربی ﷺ کی محبت سے سرشار ہو کر ختم نبوت کے ترانے گائیں گے۔ جو کہتے ہیں: ختم نبوت کے کام کو، رحمت عالم ﷺ کی عزت و ناموس کے کام کو، ہم مسلمانوں تک پہنچائیں گے۔ اپنی نسلوں تک پہنچائیں گے۔ بچوں، بیٹیوں تک پہنچائیں گے۔ کیا توقع رکھوں آپ دوستوں سے کہ آپ یہ کام کریں گے، مجاہدوں کی طرح؟

بھائیو! دشمنوں کو پتا چلنا چاہئے کہ حضور ﷺ کے غلام زندہ ہیں۔ حضور ﷺ کے بعد جو نبوت کا دعویٰ کرے، وہ کافر ہے۔ اس پیغام کو آگے پھیلاؤ۔ اس کام کو لے کر آگے چلو۔ میں تم سے عرض کرتا ہوں: خدا کے لئے کھڑے ہو کر ذرا ماحول کو تو دیکھو۔ کام کو لے کر تم آگے چلو۔ دنیا میں رب کی رحمت آپ کے ساتھ ہوگی۔ قیامت کے دن حضور ﷺ کی شفاعت آپ پر سایہ فگن ہوگی۔ مل کر کہہ دو: جو حضور ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرے، وہ کون ہے؟...... کافر۔ ”وما علینا الا البلاغ المبین“

امام الانبیاء ﷺ کی فضیلتیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفیٰ وَسَلامٌ عَلیٰ سَیِّدِ الرُّسُلِ وَخَاتَمِ الْاَنْبِیَاءِ وَعَلیٰ اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ الَّذِیْنَ ھُمْ خُلاصَۃُ الْعَرَبِ الْعَرْبَاءِ وَخَیْرُ الْخَلائِقِ بَعْدَ الْاَنْبِیَاءِ. اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم.

و قال اللہ تعالیٰ: ”مَّا کَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِکُمْ وَلَکِن رَّسُولَ اللَّہِ وَخَاتَمَ النَّبِیِّیْنَ وَکَانَ اللَّہُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْماً“ (الاحزاب:۴۰)

قَالَ النَّبِیُّ ﷺ: فُضِّلْتُ عَلَی الْاَنْبِیَاءِ بِسِتٍّ، اُعْطِیْتُ جَوَامِعَ الْکَلِمِ، وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ، وَ اُحِلَّتْ لِیَ الْغَنَائِمُ، وَ جُعِلَتْ لِیَ الْاَرْضُ مَسْجِدًا وَ طَھُوْرًا، وَ اُرْسِلْتُ اِلَی الْخَلْقِ کَافَّۃً، وَ خُتِمَ بِیَ النَّبِیُّوْنَ. (مسلم ج۱، ص۱۹۹)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ سَیِّدِنَا وَ مَوْلٰنا مُحَمَّدٍ وَّعَلیٰ آلِ سَیِّدِنَا وَ مَوْلٰنا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَسَلِّمْ وَ صَلِّ کَذَالِکَ عَلیٰ جَمِیْعِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلیٰ الْمَلائِکَۃِ الْمُقَرَّبِیْنَ وَعَلیٰ عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ اَجْمَعِیْنَ اِلیٰ یَوْمِ الدِّیْنِ.

تمہید

پہلی دفعہ آپ حضرات کے ہاں (تتہ پانی آزادکشمیر) حاضر ہونے کا اتفاق ہوا ہے۔ اللہ رب العزت کی توفیق سے، رحمت عالم ﷺ کے گنبد خضریٰ کے صدقے، کچھ دین کی باتیں عرض کرنے کی کوشش کروں گا۔ دعا فرمائیں کہ حق تعالیٰ شانہ مجھے حق بیان کرنے کی، آپ کو سننے کی اور ہم سب کو اس پر عمل کرنے کی توفیق عطاء فرمائے:

میرے واجب الاحترام بھائیو! میں نے آج کی اس مجلس کے لئے اپنی گفتگو کے شروع میں بطور برکت قرآن مجید اور حدیث شریف کا انتخاب کیا ہے۔ حضرت قبلہ پروفیسر

صاحب فرمارہے تھے، یہاں تقریباً اٹھانوے فیصد عوام اہل سنت سے تعلق رکھتے ہیں۔اہل حق کا یہ علاقہ ہے۔حضرت پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمات کے متعلق بیان کرنے کا بھی ذکر فرمارہے تھے۔

حضور ﷺ کی عظمت کا پوری کائنات مقابلہ نہیں کرسکتی

میرے واجب الاحترام دوستو، بھائیو! آپ کا، پورے عالم اسلام کا یہ متفقہ عقیدہ ہے کہ ساری کائنات مل کر حضور ﷺ کی شان کا مقابلہ نہیں کرسکتی۔ **سبحان اللہ!**

☆...... مشرق والے۔ ☆...... مغرب والے۔
☆...... شمال والے۔ ☆...... جنوب والے۔
☆...... تحت الثریٰ والے۔ ☆...... عرش معلیٰ والے۔
☆...... تورات والے۔ ☆...... زبور والے۔
☆...... انجیل والے۔ ☆...... قرآن والے۔

ساری کائنات ایک طرف، آمنہ کا لعل ایک طرف۔ساری کائنات حضور ﷺ کی شان کا مقابلہ نہیں کرسکتی۔

بھائی! ہمارا تو یہ عقیدہ ہے کہ مخلوق دو قسم کی ہے۔ایک ہے: ذوی العقول اور دوسری ہے: غیر ذوی العقول۔ذوی العقول کی تین قسمیں ہیں:

۱...... جن ۲...... فرشتے ۳...... انسان

ان کو عقل والی مخلوق کہتے ہیں۔علماء اہل سنت نے بھی اس مسئلے کی اپنی کتابوں میں تصریح کی ہے کہ: اگر ساری کائنات کے جن، فرشتے اور انسان مل کر کاتب بن جائیں۔

☆...... ساری دنیا کے درختوں کو قلم کے طور پر استعمال کریں۔
☆...... ساری کائنات کے پانی کو سیاہی کے طور پر استعمال کریں۔
☆...... زمین اور آسمان کو کاغذ کے طور پر استعمال کریں۔
☆...... تینوں مخلوق مل کر لکھنا شروع کردیں۔
☆...... لکھنے والوں کے ہاتھ تھک جائیں گے۔

☆ ...... قلمیں گھس جائیں گی۔

☆ ...... سیاہی ختم ہوجائے گی۔

☆ ...... زمین وآسمان کی وسعت جواب دے جائے گی۔

مگر حضور ﷺ کی سیرت کا ایک باب بھی مکمل نہیں ہوگا۔ اللہ رب العزت نے رحمت عالم ﷺ کو جوشان عنایت فرمائی، میں کس کس فضیلت کا ذکر کروں۔ دوپہر کا وقت ہے۔ رحمت عالم ﷺ مسجد نبوی میں تشریف فرما ہیں۔ حضرت ام سلیمؓ تشریف لائیں۔ گرمی کا موسم، عرب کی گرمی، پہاڑوں کا علاقہ، دوپہر کا وقت۔ اینٹ سرہانے رکھے شہنشاہ لولاک ﷺ آرام فرمارہے ہیں۔ یوں رحمت عالم ﷺ لیٹے ہوئے ہیں۔ آپ ﷺ کی پیشانی مبارک کے اوپر پسینے کے آثار ہیں۔ وہ مائی صاحبہ آئیں۔ ان کے پاس روئی تھی۔ اس روئی کے ساتھ حضور ﷺ کے پسینہ کو اکٹھا کر کے شیشی میں ڈالتی رہیں۔ حضور ﷺ کی آنکھ مبارک کھلی تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''اماں! یہ کیا کر رہی ہو؟۔'' جواب آیا: ''آقا! عرب کی عورتوں کا رواج ہے کہ جس وقت ان کی بچیوں کی رخصتی ہوتی ہے، شادی ہوتی ہے، وہ اپنی بچیوں کے جہیز میں خوشبو پیش کرتی ہیں۔ میں غریب عورت ہوں۔ میرے پاس خوشبو نہیں ہے اور عرب کی عورتیں اپنی بچیوں کے جہیز میں خوشبو پیش کریں گی اور میں محمد عربی ﷺ کی نبوت کا پسینہ پیش کروں گی۔'' (مشکوٰۃ، باب اسماء النبی ﷺ وصفاته: ص: ۵۱۷)

تاریخ گواہ ہے کہ سیرت مصطفیٰ ﷺ میں حضرت کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی لکھا ہے کہ جس بچی کے جہیز میں نبوت کا پسینہ پیش ہوا، اس بچی کی تین نسلوں میں محمد عربی ﷺ کے پسینے کی خوشبو آتی رہی۔ میں حضور ﷺ کی کس کس بات کا آپ دوستوں کے سامنے تذکرہ کروں؟۔ میں آپ کے مکہ کا تذکرہ کروں یا آپ ﷺ کے مدینہ کا تذکرہ کروں؟۔ وہ دیکھو! ایک جنگ ہے۔ ایک جنگ سے حضور ﷺ اپنے صحابہ کرامؓ کے ہمراہ واپس تشریف لا رہے ہیں۔

☆ ...... کچھ صحابہ کرامؓ پیدل ہیں۔

☆ ...... کوئی گھوڑوں پر سوار۔

☆ ...... ایک جم غفیر ہے۔

☆ ...... لشکر موجود ہے۔

☆ ...... جنگ سے واپس آ رہے ہیں۔

☆ ...... گردوغبار اڑ رہی ہے۔

☆ ...... ہوا چل رہی ہے۔

کچھ صحابہ کرامؓ نے اپنے چہروں کو کپڑوں سے ڈھانپا ہوا ہے۔حضور ﷺ کی نگاہ مبارک اٹھی۔آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:''صحابہ یہ کیا؟''۔عرض کی:''یا رسول اللہ ﷺ! مٹی سے بچنے کے لئے، یہ کہ مٹی اگر ناک میں جائے نزلہ، منہ میں جائے کھانسی۔اس لئے منہ پر کپڑا ڈال لیا ہے، تاکہ بیماری سے بچ جائیں۔''حضور ﷺ نے مسکرا کر فرمایا:''صحابہ! تمہیں مسئلہ کا نہیں پتا۔وہ دنیا کی مٹی ہے جس میں اللہ نے بیماری رکھی ہے۔لیکن یہ مدینہ کی مٹی ہے، اس میں اللہ نے شفاء رکھی ہے۔ (بخاری، باب المدینه طابة: ج ۱، ص ۲۵۲)

نعرہ تکبیر...... اللہ اکبر۔نعرہ رسالت...... محمد رسول اللہ ﷺ۔

اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ ساری کائنات مل کر حضور ﷺ کی شان کا مقابلہ نہیں کرسکتی۔میں نے جن احادیث مبارک کا انتخاب کیا آج کے موضوع کے لئے:

چوں بشانش نگاہ موسیٰ کرد　شدن از امتش تمنا کرد

جب موسیٰ علیہ السلام نے تورات میں حضور ﷺ کی شان پڑھی۔اللہ رب العزت سے درخواست کی:''یا اللہ! مجھے حضور ﷺ کا امتی بنا دے۔''انبیاء کرام علیہم السلام حضور ﷺ کے امتی بننے کی تمنا اور آرزو کیا کرتے تھے۔کسی نے کیا خوب کہا کہ ہمارا خدا بھی کریم اور ہمارا نبی بھی کریم۔

بھائیو! مجھے خوشی ہے اس بات کی کہ آج آپ کے علاقے کی پوری دینی قیادت یہاں پر جمع ہے۔میں ان حضرات کی موجودگی میں ان کے رضا کار اور ان کے

خادم ہونے کے ناطے میں انتہائی دیانتداری سے کہتا ہوں۔ باوضو مسجد کے اندر بیٹھا ہوں۔ میں تو ان حضرات کے علم کی جوز کوٰۃ ہے، وہ لے کر آپ حضرات کے سامنے بول رہا ہوں۔ میرے پاس کچھ نہیں، ان حضرات کی نظر کرم ہے۔ مسئلہ سمجھو! کل قیامت کے دن سے پہلے جس وقت:

☆...... حضرت مہدی علیہ الرضوان جامع مسجد دمشق کے اندر ہوں گے۔

☆...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائیں گے۔

☆...... حضرت مہدی علیہ الرضوان مصلیٰ چھوڑ دیں گے۔

☆...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے درخواست کریں گے۔

''تَعَالْ! صَلِّ بِنَا'' حضرت تشریف لائیں۔ نماز پڑھائیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بجائے مصلیٰ پر آنے کے حضرت مہدی علیہ الرضوان کا کندھا پکڑ کر حضرت مہدی علیہ الرضوان کو مصلے پر کھڑا کریں گے۔ اور فرمائیں گے ''تَکْرِمَةً اللّٰهِ لِهٰذِهِ الْاُمَّةِ'' (الحاوی للفتاوی ۲: ۶۴) ''وَاِمَامُکُمْ مِنْکُمْ'' (بخاری ۱: ۴۹۰) مہدی علیہ الرضوان! آپ نماز پڑھائیں۔ میں آپ کے پیچھے نماز پڑھنا چاہتا ہوں۔ تاکہ دنیا دیکھ لے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی شریعت چلانے کے لئے نہیں آیا۔ محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غلامی کرنے کے لئے آیا ہے۔ ساری کائنات ایک طرف لیکن آمنہ کا لعل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک طرف۔ ساری کائنات مل کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان کا مقابلہ نہیں کرسکتی۔ بلند آواز سے کہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان کا مقابلہ......؟ نہیں کرسکتی۔ بھائیو!

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انبیاء علیہم السلام پر چھ خصوصیتیں

☆...... ایک حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف وہ ہے جو خدا کرے۔

☆...... ایک وہ ہے جو آپ کے پیرومرشد کریں۔

☆...... ایک یہ ہے کہ حضرات علماء کرام بیان کریں۔

مگر اس حدیث شریف میں خود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے متعلق چھ فضیلتوں کا بیان فرمایا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”فُضِّلْتُ عَلَى الْاَنْبِيَاءِ بِسِتٍّ“ ﴿اللہ نے مجھے چھ چیزوں کے ساتھ انبیاء پر فضیلت دی۔﴾ (مشکوٰۃ، باب فضائل سید المرسلین ﷺ: ص ۵۱۲)

جن چھ چیزوں کے ساتھ مجھ کو وہ فضیلت دی، مجھ سے پہلے کسی کو نہیں دی۔ ان میں پہلی چیز یہ دی کہ:

۱ ......”اُعْطِيْتُ جَوَامِعَ الْكَلِمِ“ ﴿اللہ نے مجھے جامع کلمات دیئے﴾

جامع کلمات اس کو کہتے ہیں کہ بات مختصر ہو۔ الفاظ کے اعتبار سے تو مختصر ہو مگر مفہوم اور معنی کے اعتبار سے اتنی جامع ہو کہ جو لوگ سالوں میں بیان کریں، وہ نبوت منٹوں میں بیان کر دے۔ اس کو کہتے ہیں ”اُعْطِيْتُ جَوَامِعَ الْكَلِمِ“ میں نے اپنی ان گنہگار آنکھوں کے ساتھ کئی حدیث شریف کی کتابوں کو دیکھا کہ ایک حدیث کی تشریح پر دوسو صفحے کی کتاب لکھی گئی۔ حضور ﷺ نے جو بات دوسطروں میں بیان کی، اس کی تفسیر کرنے والوں نے دوسو صفحے لکھے۔ حق یہ ہے کہ حق پھر بھی ادا نہیں ہوا۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں: دوسری چیز اللہ نے مجھے یہ دی کہ:

۲......”وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ“ ﴿اللہ نے رعب کے ساتھ میری مدد کی﴾

اس پر میں ایک مثال عرض کرتا ہوں۔ علماء بیٹھے ہیں۔ خیبر کے علاقہ کا ایک یہودی۔ مکہ میں ابوجہل کے ساتھ اس کا سودا ہوا۔ اس نے ابوجہل سے پیسے لینے تھے۔ تاریخ آ گئی، وعدہ آ گیا۔ وہ آدمی خیبر سے چل کر ابوجہل کے پاس آیا اور آ کر کہتا ہے: مجھے پیسے دو۔ ابوجہل نے اسے جواب میں کہا: میاں! پیسے نہیں ملتے، دوڑ جاؤ خیبر۔ یہ آدمی پریشانی کے عالم میں ہے۔ مکہ میں کوئی آدمی اس کا واقف نہیں۔ ادھر دیکھ، ادھر دیکھ۔ وہ سامنے دیکھا چوک میں آگ جل رہی ہے۔ چار آدمی بیٹھے ہیں، ان کے پاس گیا۔ کہتا ہے: مہربانی کرو! میں نے ابوجہل سے پیسے لینے تھے۔ میں اس کے پاس گیا ہوں۔ ابوجہل نے پیسے دینے سے انکار کر دیا ہے۔ تم مہربانی کرو! اگر تم میں سے کوئی آدمی میرے ساتھ چلے۔ میری سفارش کر دے تو مجھے پیسے مل جائیں گے۔ ان آدمیوں کو مذاق سوجھی۔ انہوں نے اس کے ساتھ مذاق کیا کہ میاں! مکہ میں صرف ایک شخص ہے، جس کا ابوجہل اکرام کرتا ہے۔ وہ آدمی تمہاری بات نہیں مانے گا۔ اگر اس کو تم اپنے ساتھ لے جاؤ اور وہ تمہارے

ساتھ روانہ ہو پڑے تو تمہیں پیسے مل جائیں گے۔اس نے پوچھا: وہ کون؟ انہوں نے کہا: اس کا نام ہے ''محمد (ﷺ)''۔ان کے ابوجہل کے ساتھ بڑے اچھے تعلقات ہیں۔اگر وہ تمہارے ساتھ چل پڑے تو تمہیں قرضہ مل جائے گا۔ یہ ضرورت مند تھا۔ضرورت مند آدمی دیوانہ ہوتا ہے۔اسے کیا پتا کہ یہ میرے ساتھ مذاق کر رہے ہیں۔ یہ آدمی دوڑتا ہوا حضور ﷺ کے پاس آیا۔اس نے درخواست کی۔آپ ﷺ بات سمجھ گئے۔کہ اس کے ساتھ مذاق کی گئی ہے۔ورنہ ساری دنیا کو پتا ہے کہ رحمت عالم ﷺ کے ابوجہل کے ساتھ تعلقات خوشگوار نہیں تھے۔اس نے کہانی بیان کی۔حضور ﷺ بات کی تہہ تک پہنچ گئے۔

ختم نبوت کے پروانو! آپ سے بھی اجازت چاہتا ہوں۔آپ کے علماء کرام سے بھی۔مجھے اس کی یہ تعبیر کرنے کی اجازت دیں کہ کوئی حضور ﷺ کے دروازے پر آئے اور خالی واپس چلا جائے۔یہ حضور ﷺ کے رحمتہ للعالمین ہونے کے خلاف ہے۔حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کی: ''آقا! مہربانی فرمائیں! میرے ساتھ چلیں۔''

یہاں پر ایک اور بات عرض کرتا ہوں۔ یہ جو حاتم طائی تھا۔اس نے حضور ﷺ کی نبوت کا زمانہ نہیں پایا۔عرب کا معروف سخی تھا۔حضور ﷺ کے مبعوث ہونے سے پہلے اس کا انتقال ہو گیا تھا۔اس کی اولاد نے حضور ﷺ کا زمانہ پایا ہے۔اس کی بیٹی اپنے علاقے کی فرمانروا تھی۔فوج لے کر صحابہ کرامؓ اور حضور ﷺ سے مقابلہ کرنے کے لئے میدان جنگ میں آئی تھی۔لڑائی ہوئی۔جتنے اس کے فوجی تھے سارے گرفتار کئے گئے۔مال اس کا غنیمت بنا لیا گیا۔اور اس بچی کو بھی گرفتار کیا گیا۔قبلہ مفتی صاحب! رحمت عالم ﷺ تشریف فرما ہیں۔صحابہ کرامؓ بھی بیٹھے ہیں۔حضور ﷺ نے چہرہ پھیر کر دیکھا نا! یوں۔صحابہ کرامؓ سے پوچھا ''وہ کیا؟'' صحابہ کرامؓ نے عرض کی:

''یا رسول اللہ ﷺ! حاتم طائی کی بیٹی ہے۔آپ ﷺ نے اپنی چادر مبارک صحابہ کرامؓ کو دی۔فرمایا: جاؤ اس بچی کے سر پر ڈالو۔چادر وہ جس کی عظمت کی قسمیں خدا قرآن میں اٹھاتا ہے۔چادر وہ جس کے متعلق مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے: اگر حضور ﷺ کی چادریں کر کے جہنم کی طرف پھیر دی جائے۔محمد عربی ﷺ کی چادر کے صدقے خدا جہنم کو بھی ٹھنڈا کر دے گا۔اور یہ بات مبالغہ کی نہیں۔آج بیٹھے ہیں صحابہ

کرامؓ۔ کھانا کھانے کے لئے۔ قبلہ میزبان نے دستر خوان بچھایا۔ کپڑے کا دستر خوان۔ ایک ساتھی نے کہہ دیا: بے تکلفی کے عالم میں کہ میاں! تمہارا دستر خوان بھی صاف نہیں۔ اس نے کھانا اٹھا کر ایک طرف کیا اور وہ دستر خوان اٹھایا۔ انہوں نے کہا ''یہ کیا؟''۔ اس نے کہا'' آپ نے کہا: دستر خوان صاف نہیں۔'' پہلے اسے دھوئیں گے۔ پھر کھانا کھائیں گے۔ انہوں نے کہا: تیرے دستر خوان دھونے تک، اس کے خشک ہونے تک کھانا ٹھنڈا ہو جائے گا۔ اب گزارہ کرو، اس نے کہا: نہیں! آج کے جدید دور کے مطابق، اس نے کہا نئی ڈرائی مشین کا میرے گھر کے اندر انتظام ہے، ایک منٹ لگے گا کپڑا صاف نہ ہو اس کی کیا مجال ہے۔ انہوں نے دستر خوان کو اٹھایا۔ چشم فلک نے یہ بھی نظارہ دیکھا۔ وہ سامنے تندور جل رہا ہے۔ کپڑے کا دستر خوان جا کر تندور کے اندر ڈالا۔ دو منٹ کے بعد لکڑی ماری۔ کپڑا تازہ استری ہو کر باہر آ گیا۔

میل جل چکی ہے۔ کپڑا واپس لا کر دستر خوان بچھایا۔ کھانا لگایا۔ کہا: شروع کرو۔ انہوں نے کہا: حضرت کھانا بعد میں شروع کریں گے۔ پہلے بتاؤ! کپڑا اور اس پر آگ اثر نہ کرے۔ اس میں راز کیا ہے؟۔ انہوں نے کہا: راز کی کیا بات ہے؟۔ ایک دن حضور ﷺ میرے گھر تشریف لائے تھے۔ آپ ﷺ نے ہاتھ مبارک دھوئے تھے۔ یہی کپڑا ہاتھ صاف کرنے کے لئے میں نے نبوت کی خدمت میں پیش کیا تھا۔ حضور ﷺ کے اس کو ہاتھ لگ گئے۔ حضور ﷺ کے ہاتھ مبارک جس کو لگ گئے، میرا ایمان یہ ہے کہ دنیا کی آگ تو درکنار، جہنم کی آگ بھی اثر نہیں کر سکتی۔ جب میلا ہوتا ہے تو تندور میں ڈال دیتا ہوں۔ میل جل جاتی ہے۔ محمد عربی ﷺ کے مبارک ہاتھوں سے لگا کپڑا میرے سپرد کر دیتی ہے۔

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''لے جاؤ چادر۔'' صحابیؓ رسول ﷺ نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! کافر کی بیٹی ہے، کافر کی۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''بیٹی کافر کی ہے۔ لیکن دربار تو محمد عربی ﷺ کا ہے۔'' یہاں جو آئے گا عزت پائے گا۔ وہ بچی آئی ہے حضور ﷺ کی خدمت میں، ایک سائیڈ پر ہو کر بیٹھ گئی۔ حضور ﷺ نے اس کی طرف دیکھا نہیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''بیٹی!'' تیرا میرے متعلق کیا خیال ہے؟۔ اس نے درخواست کی کہ: آقا! میں سخی کی بیٹی ہوں۔ سخی کے دربار میں آئی ہوں۔ آج میں نے دیکھنا

یہ ہے کہ آپ ﷺ میرے ساتھ کیا سخاوت کرتے ہیں۔'' آ ئی لڑائی لڑنے کے لئے ہے۔ لیکن مانگنے کا انداز دیکھو۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''بیٹی! اگر تو میری سخاوت کا امتحان لینا چاہتی ہے تو پھر مانگ کیا مانگتی ہے؟۔'' اس نے کہا: ''آقا! میں مانگوں، آپ دیں؟۔'' یہ آپ کی سخاوت کے خلاف ہے۔ میں نے دیکھنا یہ ہے کہ آپ ﷺ مجھے بن مانگے کیا دیتے ہیں؟۔

ابھی حضور ﷺ جواب دینا چاہتے تھے کہ اسی اثناء میں ایک صحابیؓ آگے بڑھے۔ بچی کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگے۔ ''بیٹی! یہ جو تو کہتی ہے کہ میرا باپ بڑا سخی تھا۔ بھلا بتا کتنا بڑا سخی تھا؟۔'' کہا: ''میرے باپ حاتم طائی کی بات کرتے ہو۔ اس کے خزانے کے چالیس دروازے تھے۔ ایک سائل اگر میرے باپ کے دروازے پر سوال کرتا۔ میرا باپ اس کو پیسے دیتا۔ پھر وہی سائل دوسرے، تیسرے، چوتھے، پانچویں حتیٰ کہ چالیس دروازوں کا چکر لگاتا۔ میرے باپ نے اسے اگر:

☆...... پہلی دفعہ پانچ دیئے، تو چالیس دفعہ پانچ دیتا تھا۔
☆...... پہلی دفعہ دس دیئے، تو چالیس دفعہ دس دیتا تھا۔
☆...... پہلی دفعہ بیس دیئے، تو چالیس دفعہ بیس دیتا تھا۔

نہ پیسوں کے اندر کمی کرتا تھا اور نہ یہ کہتا تھا کہ پہلے مانگ کر گئے ہو، پھر کیوں آ گئے ہو، اتنا بڑا سخی تھا۔

صحابی رسول ﷺ مسکرا کر کہنے لگے: ''بیٹی! تمہارے باپ کی سخاوت سمجھ گئے کہ جو سائل ایک مرتبہ تیرے باپ کے دروازے پر آتا تھا۔ اس کو

☆...... ایک کے بعد دوسرے دروازے کا منہ دیکھنا پڑتا تھا۔
☆...... دوسرے کے بعد تیسرے دروازے پر جانا پڑتا تھا۔
☆...... تیسرے کے بعد چوتھے دروازے پر جانا پڑتا تھا۔
☆...... چوتھے کے بعد پانچویں دروازے پر جانا پڑتا تھا۔
☆...... حتیٰ کہ اس کو چالیس دروازوں کا منہ دیکھنا پڑتا تھا۔

لیکن دربار رسالت ﷺ۔ جو حضور ﷺ کے دروازے پر آ جائے، اس کو کسی

دوسرے دروازے پر جانے کی ضرورت نہیں پڑتی۔ سبحان اللہ!

بھائیو! یہ آدمی چل کر آیا ہے کہ مہربانی کریں، میرے ساتھ چلیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا: ''بہت اچھا۔'' آپ اس کے ساتھ چلے، ابوجہل کے دروازے پر گئے۔ دروازہ کھٹکھٹایا۔ اندر بیٹھے ہی اس نے کہا کون؟۔ دروازے پر حضور ﷺ کھڑے ہیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''محمد رسول اللہ (ﷺ)!'' اس نے چار پائی سے ماری چھلانگ۔ ننگے سر، ننگے پاؤں، کھولا دروازہ، حضور ﷺ کے چہرے پر نظر پڑی۔ ہاتھ باندھ کر کہتا ہے ''آقا! حکم؟۔'' حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس آدمی کو جانتے ہو؟۔ عرض کیا: جانتا ہوں۔ اس کے پیسے دینے ہیں؟۔ جی دینے ہیں۔ تو کیا خیال ہے؟۔ کہنے لگا: دینے ہیں۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''ادائیگی کرو۔'' گھر گیا۔ پیسے لے کر آیا۔ اس آدمی کو دے دیئے۔ وہ آدمی اپنے گھر اور حضور ﷺ بھی چلے اپنے گھر۔

میرے بھائیو! وہ جو مکہ کے چودھری تھے، وہ اکٹھے ہوئے۔ ابوجہل کے پاس آئے اور کہنے لگے۔ تیرا بیڑا غرق ہو، حضور (ﷺ) کے کہنے پر تو نے قرضہ ادا کر دیا۔ یہ آدمی اپنے علاقے میں جائے گا اور کہے گا کہ محمد عربی ﷺ بہترین شخصیت ہیں۔ جو ہر کسی سے نرمی کا معاملہ فرماتے ہیں۔ ابوجہل نے جواب میں کہا ''لوگو! دل میرا بھی یہی چاہتا تھا کہ حضور (ﷺ) کے کہنے پر قرضہ واپس نہ کروں۔ لیکن کیا کروں کہ جب حضور (ﷺ) نے میرا دروازہ کھٹکھٹایا۔ میں نے پوچھا کون؟۔ حضور (ﷺ) نے ارشاد فرمایا: ''محمد رسول اللہ (ﷺ)۔'' تو آپ کے ان الفاظ میں اتنا رعب اور کڑک تھی کہ سنتے ہی میرے جسم پر کپکپی طاری ہوگئی۔ میں نے دروازہ کھولا۔ دیکھتا ہوں کہ آپ کے دونوں جانب دو شیر ہیں۔ شیر میری آنکھوں میں آنکھیں ملا کر کہہ رہے ہیں ''ابوجہل! حضور ﷺ تیرے دروازے پر آئے ہیں۔ خبردار! خالی واپس نہ کرنا، ورنہ تیرا تکہ بوٹی کر دیا جائے گا۔'' اس کو کہتے ہیں: ''وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ''۔

حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ ''رب نے میری رعب کے ساتھ مدد کی۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں: ''میں یہاں۔ میرا دشمن ایک مہینے کی مسافت پر دور۔ میں یہاں پر فقر و فاقہ کی زندگی گزارتا ہوں۔ وہ محلات میں رہتا ہے۔ وہ اپنے علاقے کا بادشاہ، لیکن حضور ﷺ

فرماتے ہیں: میرے رعب کا یہ عالم ہے کہ میرا نام سن کر اسے اپنے گھر میں چین نہیں آتا۔ ہزاروں میل دور بیٹھ کر، سینکڑوں میل دور بیٹھ کر اسے نام سن کر کپکپی طاری ہے۔"اس کو کہتے ہیں: "وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ"۔

نبی اور امتی کی نیند میں فرق

محترم دوستو! آج گرمی کا دن ہے۔ دوپہر کا وقت ہے۔ چلتے چلتے ایک درخت کا گھنا سایہ تھا حضور ﷺ اس کے نیچے لیٹ گئے۔

بھائیو! آج ایک مسئلہ آپ دوستوں کی خدمت میں عرض کرتا ہوں۔ تیری میری نیند میں اور حضور ﷺ کی نیند میں فرق ہے۔ تم اور میں سوتے ہیں تو دل بھی سوتا ہے اور آنکھیں بھی سوتی ہیں۔ لیکن نبی جب سوتا ہے تو اس کی آنکھ سوتی ہے لیکن دل خدا کو یاد کرتا ہے۔ حضور ﷺ آرام فرما رہے ہیں۔ دوپہر کا وقت، گرمی کا موسم، ایک دشمن آتا ہے۔

☆ ...... اس کے ہاتھ میں تلوار...... حضور ﷺ لیٹے ہوئے ہیں۔

☆ ...... وہ تیاری کر کے کھڑا ہے...... آپ ﷺ کا دھیان نہیں۔

☆ ...... وہ مسلح کھڑا ہے...... آپ ﷺ خالی ہاتھ ہیں۔

☆ ...... اس کی نیت بد ہے...... آپ ﷺ بے فکر لیٹے ہوئے ہیں۔

آپ ﷺ کے سینے کے برابر کھڑے ہو کر کہتا ہے: آپ کو کون بچائے گا؟۔ تلوار اس کے ہاتھ میں ہے۔ بتائیے آپ کو کون بچائے گا؟ حضور ﷺ لیٹے ہوئے مسکرا کے جواب دیتے ہیں کہ "میرا اللہ!" "نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ." حضور ﷺ نے فرمایا: "اللہ"۔ دشمن کے ہاتھ سے تلوار گر گئی۔ آپ ﷺ نے لیٹے لیٹے تلوار ہاتھ میں پکڑ کر فرمایا: "اب تو بتا تجھے کون بچائے گا؟"۔

تیسری چیز جو مجھ سے پہلے اللہ نے کسی نبی کو نہیں دی وہ یہ ہے کہ:

۳...... "وَاُحِلَّتْ لِیَ الْغَنَائِمُ" ﴿میرے لئے غنیمت کا مال حلال کر دیا گیا﴾

پہلے قومیں جنگ لڑتی تھیں کفار کے ساتھ۔ اس جنگ میں جو کافروں کا مال مل جائے، اس کو استعمال کرنے کی اجازت نہیں تھی۔

☆...... پڑا ہے آگ لگ جائے۔

☆...... بارش برسے، ضائع ہو جائے۔

☆...... چاہے کچھ بھی ہو جائے۔

لیکن استعمال نہیں کر سکتے۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں: جس وقت میں آیا، میرے صدقے اللہ تعالیٰ نے میری امت پر یہ بھی احسان کر دیا کہ کافروں کے ساتھ اگر ہماری لڑائی ہو، جنگ ہو، ان کا ہمیں مال مل جائے تو ”وَاُحِلَّتْ لِیَ الْغَنَائِمُ“ ہمیں اس کے استعمال کی اجازت مل گئی۔

چوتھی چیز حضور ﷺ فرماتے ہیں وہ یہ ہے کہ:

۴...... ”وَجُعِلَتْ لِیَ الْاَرْضُ مَسْجِدًا وَطَهُوْرًا“ ﴿میرے لئے ساری زمین کو سجدہ گاہ بنا دیا گیا ہے۔﴾

پہلے نبی اور ان کی امتیں سوائے اپنی عبادت گاہ کے کسی اور جگہ ان کو عبادت کرنے کی اجازت نہیں تھی۔ آج کا یہودی بھی اگر عبادت کرنا چاہے تو وہ پابند ہے اس بات کا کہ وہ اپنے کنیسہ میں جائے۔ سوائے کنیسہ کے اس کی عبادت قبول نہیں ہو سکتی۔ اگر عیسائی نے عبادت کرنی ہے تو وہ پابند ہے کہ اپنے گرجے کے اندر جائے۔ جب تک گرجے میں جا کر عبادت نہیں کرے گا، اس کی عبادت قبول نہیں ہو سکتی۔ اگر کسی سکھ نے عبادت کرنی ہے تو وہ پابند ہے کہ وہ اپنے گردوارے میں جائے۔ اس کے علاوہ کہیں اس کی عبادت نہیں ہو سکتی۔ ہندو نے عبادت کرنی ہے تو وہ پابند ہے کہ وہ اپنے مندر میں جائے، ورنہ اس کی عبادت نہیں ہو سکتی۔

پہلے نبی اور ان کی امتیں جہاں نماز کا وقت ہو جاتا تھا، ان کو حکم تھا، دوڑ لگاؤ، جلدی کرو، مسجد میں پہنچو۔ باہر نماز نہیں پڑھ سکتے۔ اگر نماز پڑھنی ہے تو مسجد بناؤ تو پھر نماز پڑھو۔ اگر مسجد بنانے کی پوزیشن میں نہیں تو قضاء کر لو۔ لیکن عبادت خانے کے اندر جا کر تمہاری عبادت ہوگی۔ باہر تم عبادت نہیں کر سکتے۔ اسی لئے حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ: جب میں آیا، میرے رب کریم نے میری امت کے لئے یہ آسانی کر دی کہ ”وَجُعِلَتْ لِیَ الْاَرْضُ مَسْجِدًا وَطَهُوْرًا“ ساری کائنات کی دھرتی کو میرے رب نے میری

امت کے لئے سجدہ گاہ بنا دیا۔ وقت ہو گیا نماز کا، میرا امتی مسجد میں نہیں آ سکتا۔ امتی ہمت کر، میری نبوت کا نعرہ لگا، وضو کر، قبلہ رخ کھڑے ہو کر سجدہ کرنا تیرا کام ہے۔ اس جگہ کو مسجد بنا دینا، میرے خدا کا کام ہے۔

حضور ﷺ نے فرمایا پانچویں چیز جو پہلے کسی نبی کو میرے رب نے نہیں دی:

۵...... ’’وَاُرْسِلْتُ اِلَی الْخَلْقِ کَافَّۃً‘‘

﴿مجھے تمام مخلوقوں کی طرف بھیجا گیا ہے۔﴾ مجھ سے پہلے جتنے نبی تھے

☆...... کوئی ایک علاقے کا نبی۔
☆...... کوئی ایک خاندان کا نبی۔
☆...... کوئی ایک قبیلے کا نبی۔
☆...... کوئی کشمیریوں کا نبی۔
☆...... کوئی پنجابیوں کا نبی۔
☆...... کوئی ہندیوں کا نبی۔
☆...... کوئی سندھیوں کا نبی۔
☆...... میر پور والوں کا علیحدہ نبی۔
☆...... سرینگر والوں کا علیحدہ نبی۔
☆...... ہر ایک نبی کا علاقہ مخصوص۔
☆...... ہر ایک نبی کی قوم مخصوص۔
☆...... ہر ایک کی نبوت کا پرمٹ مخصوص۔

لیکن حضور ﷺ فرماتے ہیں: جب میں آیا، میرے رب نے ساری کائنات کی حدوں اور سرحدوں کو ختم کر کے ساری کائنات کو میرے لئے ون یونٹ بنا دیا۔ حکم ہوا کہ محمد ﷺ!

☆...... جہاں جہاں تک خدا کی خدائی ہے۔
☆...... وہاں وہاں تک محمد ﷺ کی مصطفائی ہے۔
☆...... نہ خدا کی خدائی کی کوئی انتہاء ہے۔

☆...... نہ محمد ﷺ کی نبوت کی کوئی انتہا ہے۔

"وَاُرْسِلْتُ اِلَی الْخَلْقِ کَافَّةً" حضور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

"لوگو! علماء کرام نے یہاں سے ایک مسئلہ لکھا ہے۔ کلمہ کے دو جز ہیں۔ ایک ہے "لَااِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" دوسرا ہے "مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ"

قبلہ مفتی صاحب! پڑھنے میں "لَااِلٰــــهَ اِلَّا اللّٰـــهُ" پہلے ہے اور ماننے میں "مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ" پہلے ہے۔

☆...... خدا اپنی توحید میں "وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ"

☆...... میرا نبی اپنی نبوت میں "وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ"

☆...... شریک خدا کا بھی کوئی نہیں۔

☆...... مثال میرے محمد ﷺ کی بھی کوئی نہیں۔

☆...... جو خدا کا شریک بنائے، وہ بھی کافر۔

☆...... جو محمد عربی ﷺ کا شریک بنائے، وہ بھی کافر۔

☆...... بولو، بولو، اونچی آواز سے وہ کون؟...... کافر۔

بولو تتہ پانی کے لوگو! نام تتہ پانی اور ہو تم سارے ٹھنڈے پانی کے۔ جو خدا کا شریک بنائے، وہ بھی کافر۔ بولو بولو! ذرا زور سے بولو۔ جو محمد عربی ﷺ کا شریک بنائے، وہ بھی؟...... کافر۔ (نعرۂ تکبیر: اللہ اکبر ...... نعرۂ رسالت: محمد رسول اللہ ﷺ)

حضور ﷺ فرماتے ہیں: "اُرْسِلْتُ اِلَی الْخَلْقِ کَافَّةً"

☆...... جہاں جہاں تک خدا کی خدائی۔

☆...... وہاں تک میری نبوت۔

☆...... نہ خدا کی خدائی میں انتہاء۔

☆...... نہ میری نبوت کی کوئی انتہاء۔

حضور ﷺ فرماتے ہیں: چھٹی چیز جو پہلے کسی نبی کو میرے رب نے نہیں دی:

٦...... "وَخُتِمَ بِیَ النَّبِيُّوْنَ" ﴿میرے اوپر نبیوں کا سلسلہ مکمل کیا گیا۔﴾

اللہ نے میرے آنے پر ساری حدیں ختم کیں۔ مجھے عالمگیر۔ بلکہ معافی چاہتا

ہوں، یہ عالمگیر کا لفظ بھی محدود ہے۔ اور آگے چلو۔ اور آگے چلو۔ میں اس کی تعبیر نہیں کر سکتا۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں: ایک نبی آئے۔ ان کے بعد جب دوسرے آئے تو پہلے کی بات ختم۔ شریعت بھی ختم۔ امت بھی ختم۔ اب اس کی کوئی بات نہیں۔

☆ ...... جب دوسرے آئے تو پہلے کی بات ختم۔

☆ ...... جب تیسرے آئے تو پہلے دو کی بات ختم۔

☆ ...... جب چوتھے آئے تو پہلے تین کی بات ختم۔

☆ ...... جب پانچویں آئے تو پہلے چار کی بات ختم۔

☆ ...... جب سو والا آیا تو ننانوے والے کی بات ختم۔

حضور ﷺ فرماتے ہیں: جتنے نبی آئے تو جب وہ گئے، اس کی نبوت بھی اس کے ساتھ گئی۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں جب میں آیا ”خُتِمَ بِیَ النَّبِیُّوْنَ“ اللہ نے میرے اوپر نبوت کے سلسلے کی انتہاء کر دی۔ اس طرح مجھے خاتم النّبیین بنا کر بھیجا کہ اب قیامت کی صبح تک محمد عربی ﷺ کی نبوت کا سورج چمکے گا۔ حتیٰ کہ کل قیامت کے دن جب سب نبی اٹھیں گے تو محمد عربی ﷺ کی نبوت کے زیر سایہ اٹھیں گے۔

حضور ﷺ کو اپنی امت کی فکر

حضور ﷺ فرماتے ہیں ”خُتِمَ بِیَ النَّبِیُّوْنَ“ اللہ نے میرے اوپر نبیوں کا سلسلہ ختم کیا۔ تتہ پانی کے مسلمانو! میرے ماں باپ قربان امت کے مقدر پر۔ میاں مسئلہ سمجھو۔ ماں! اپنی اولاد پہ اتنی مہربان نہیں ہوتی، جتنا نبی اپنی امت پہ مہربان ہوا کرتا ہے۔ باقی نبی صرف رحمت تھے۔ محمد عربی ﷺ رحمتہ للعالمین ہیں۔

بھائیو! قرآن مجید کی آیت مبارکہ ہے کہ:

”وَلَسَوْفَ یُعْطِیْکَ رَبُّکَ فَتَرْضٰی“ (الضحیٰ: ۵) جس کا معنی یہ ہے کہ محمد عربی ﷺ! آپ کو آپ کا رب اتنا دے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے۔

☆ ...... ساری دنیا کے نبی۔

☆ ...... ساری دنیا کے ولی۔

☆...... ساری دنیا کے غوث۔

☆...... ساری دنیا کے قطب۔

☆...... ساری دنیا کے ابدال۔

☆...... ساری کائنات رب کی رضا تلاش کرے۔

اور خود خدا مصطفیٰ کو راضی فرمائے۔ (نعرۂ تکبیر......اللہ اکبر۔)

”وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى“ آپ کو آپ کا رب اتنا دے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے۔ جبرائیل نے پڑھی آیت۔ حضور ﷺ نے جبرئیل کا ہاتھ پکڑا۔ جبرئیل نے حضور ﷺ کی طرف دیکھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا: جبرئیل! کیا میرا رب مجھے راضی کرے گا۔ فرمایا: ”آقا!“ آپ کو آپ کا رب راضی کرے گا:

”اِنَّا سَنُرْضِيكَ فِيْ اُمَّتِكَ وَلَا نَسُوْءُكَ“

(مشکوٰۃ، باب الحوض الشفاعة: ۴۸۹)

حضور ﷺ نے فرمایا: ”جبرئیل!“ اگر میرے رب نے مجھے راضی کرنا ہے تو اس راضی کرنے والے رب کی قسم۔ میں اس وقت تک راضی نہیں ہوں گا جب تک میرا اللہ میری امت کے آخری گناہ گار کی بخشش کا فیصلہ نہیں کر دے گا۔ (تفسیر ابن جریر: ج۱۵،ص۲۳۲)

اللہ کا فضل ہے۔ رب کا دین ہے۔ محمد عربی ﷺ کے گنبد خضریٰ کے صدقے۔ مولانا شاہ احمد نورانی ہوں یا مفتی محمود۔ جناب ساجد میر ہوں یا ساجد علی نقوی ہوں یا جناب پروفیسر طاہر القادری۔ ختم نبوت کے مسئلے میں پوری امت کا ہمیں اعتماد حاصل ہے۔ ہمیں لڑانے والو! تم مٹ جاؤ گے، محمد عربی ﷺ کے غلام ختم نبوت کے مسئلے میں کبھی مصلحت کا شکار نہیں ہوں گے۔ یہ مسجدیں ہماری مسجدیں ہیں۔ میں نے تونسہ کی خانقاہ میں وعظ کیا۔ مجھے گولڑہ شریف والوں کی بھی سرپرستی حاصل ہے۔ الحمدللہ!

☆...... تو کرے میرے نبی کی بغاوت۔

☆...... تو کرے میرے حضور ﷺ کا مقابلہ۔

اور ہم کریں تیری رعایت؟ مل کر کہو: یہ نہیں ہو سکتا۔ وہ دن گئے جب خلیل خان فاختے اڑایا کرتے تھے۔ یہاں تو مرزا قادیانی کی نبوت کے جھنڈے لہرانا چاہتا ہے۔ ہم

مرزا قادیانی کو ان شاء اللہ! ان پہاڑوں پر گالی بنا کے چھوڑیں گے۔

قادیانیت نام ہے حضور ﷺ سے دشمنی کا

مسلمانو! مسئلہ بتاؤ مجھے۔ آپ دوستوں کا کیا خیال ہے؟۔ جتنی دیر میرا وعظ ہوا ہے۔ کیا نتیجہ نکالا ہے آپ دوستوں نے؟۔ کیا کوئی آدمی حضور ﷺ کی شان کا مقابلہ کر سکتا ہے؟۔ نہیں۔ کوئی شخص حضور ﷺ کی شان کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ میں آپ دوستوں سے پوچھتا ہوں۔ جو شخص یہ کہے کہ: حضور ﷺ کی شان کا مقابلہ ہو سکتا ہے، وہ کون؟......
’’کافر‘‘۔ بلند آواز سے بولو، کون؟...... کافر۔

’’نقل کفر کفر نہ باشد‘‘ مرزا قادیانی کے بیٹے مرزا محمود نے کہا کہ:

’’ہر شخص ترقی کر سکتا ہے۔ بڑے سے بڑا درجہ پا سکتا ہے حتیٰ کہ محمد رسول اللہ ﷺ سے بڑھ سکتا ہے۔‘‘ (الفضل قادیان: ج۱۰، نمبر۵، ص۵ مورخہ ۱۷ جولائی ۱۹۲۲ء)

بھائیو! میں آپ دوستوں سے یہ پوچھتا ہوں جن کا یہ عقیدہ ہو، وہ کون؟......
’’کافر‘‘۔ آواز آنی چاہئے، وہ کون؟...... ’’کافر‘‘۔ کوئی رعایت نہیں محمد عربی ﷺ کے دشمن کے ساتھ۔ گونج کے کہو: جو محمد عربی ﷺ کی توہین کرے، وہ کون؟...... کافر۔

تو اگر محمد عربی ﷺ کے نعلین مبارک کو میلی نگاہ سے دیکھے گا۔ خدا کی قسم! تیری آنکھیں نکالنے کا انتظام کیا جائے گا۔ میں آپ دوستوں سے مسئلہ پوچھتا ہوں اور میاں بتاؤ! مسلمانوں کا کیا عقیدہ ہے کہ حضور ﷺ جو چیزیں استعمال فرمایا کرتے تھے۔ وہ پلید ہوا کرتی تھیں یا پاک؟۔ آہستہ نہ بولو۔ زور سے بولو۔ جن لوگوں کا عقیدہ ہے کہ حضور ﷺ کی ہر چیز پاک، بلند آواز سے کہیں کہ حضور ﷺ کی ہر چیز؟...... ’’پاک۔‘‘ یہاں تک آواز آنی چاہئے، ہر چیز؟ ...... ’’پاک۔‘‘ یہ جو پہاڑ ہیں، کل قیامت کے دن ان کا ایک ایک پتھر ہمارے ایمان کی گواہی دے۔ ہمارا عقیدہ ہے کہ حضور ﷺ جو چیزیں استعمال فرمایا کرتے تھے، وہ کیا تھیں؟...... ’’پاک، پاک۔‘‘

☆ ...... حضور ﷺ کا اٹھنا پاک۔

☆ ...... آپ ﷺ کا بیٹھنا پاک۔

☆...... آپ ﷺ کا چلنا پاک۔
☆...... آپ ﷺ کا پھرنا پاک۔
☆...... آپ ﷺ کی شادی پاک۔
☆...... آپ ﷺ کے صحابہ کرامؓ پاک۔
☆...... آپ ﷺ کے اہل بیتؓ پاک۔
☆...... حضور ﷺ فرش پہ ہوں تو بھی پاک۔
☆...... حضور ﷺ عرش پہ جائیں تو بھی پاک۔

میاں! ہمارا تو عقیدہ ہے کہ مکہ کا موچی جوتی بنائے۔ حضور ﷺ کے قدموں میں آئے۔ عرش تک ساتھ جائے۔ اب میں آپ سے یہ پوچھتا ہوں، جو شخص یہ کہے کہ: حضور ﷺ ناپاک چیزیں استعمال کرتے تھے۔ تم بتاؤ وہ کون؟...... ''کافر''۔ آواز آنی چاہیے وہ کون؟...... ''کافر''۔ نقل کفر، کفر نہ باشد۔

مرزے قادیانی بدمعاش نے لکھا ہے کہ: ''حضور ﷺ عیسائیوں کے ہاتھ کا بنا پنیر کھالیا کرتے تھے اور مشہور تھا کہ اس میں سور کی چربی اس میں پڑتی ہے۔''

(الفضل قادیان: ج۱۱، نمبر۶۶، ص۹، ۲۲ فروری ۱۹۲۴ء)

میں آپ دوستوں سے پوچھتا ہوں، جن لوگوں کا یہ عقیدہ ہو، وہ کون؟...... ''کافر'' اس کے ماننے والے کون؟ ...... ''کافر'' ان کی رعایت کرنے والے کون؟...... ''کافر'' ان کے لئے اپنے دلوں میں نرم گوشہ رکھنے والے کون؟...... ''کافر'' حضور ﷺ کا جو دشمن ہے، وہ کون؟...... ''کافر'' زور سے بولو...... ''کافر''

سیدہ فاطمۃ الزہراءؓ کا مقام

بھائیو! میرے ماں، باپ حضور ﷺ پر قربان۔ میری اماں فاطمہؓ کے بارہ میں رحمت عالم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: ''فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے۔''

(مشکوٰۃ، باب مناقب اهل بيت النبى ﷺ: ۵۶۸)

میری اماں فاطمہؓ کے متعلق روایت میں آتا ہے کہ: جس وقت آپ کی وفات کا

وقت آیا۔ آپ نے حضرت علی المرتضیٰؓ کو بلایا اور وصیت کی علیؓ! میرا جنازہ رات کو اٹھایا جائے۔ حضرت علی المرتضیٰؓ شیر خدا نے ارشاد فرمایا: فاطمہؓ! حضور ﷺ ہم سے تشریف لے جا چکے ہیں۔ حضور ﷺ کے بعد آپ تمام صحابہ کرامؓ کی نگاہ میں عزت واحترام سے دیکھی جاتی تھیں۔ آپ کا جنازہ معمولی جنازہ نہیں۔

☆...... خاتون جنت کا جنازہ ہے۔

☆...... حسنؓ کی اماں کا جنازہ ہے۔

☆...... حسینؓ کی اماں کا جنازہ ہے۔

☆...... علیؓ کی گھر والی کا جنازہ ہے۔

☆...... نبی ﷺ کی صاحبزادی کا جنازہ ہے۔

آپ کے جنازہ میں صحابہؓ آئیں گے۔ اہل بیتؓ کے لوگ آئیں گے۔ چھوٹے بڑے حضور ﷺ کی ساری امت آئے گی۔ خاتون جنت کا جنازہ ہے۔ فاطمہؓ! اگر آپ کا جنازہ رات کو اٹھایا گیا تو صحابہؓ کو تکلیف ہوگی۔ حضرت فاطمہؓ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ فرمایا: علیؓ! تجھے صحابہؓ کی فکر ہے۔ مجھے کل قیامت کے دن کی فکر ہے۔ آج تک میرے چہرے پہ خدا کی نگاہ پڑی ہے یا مصطفیٰ ﷺ کی۔ یا پھر مرتضیٰؓ کی۔ آج تک مجھے کسی غیر محرم نے نہیں دیکھا۔ میرا دل یہ چاہتا ہے کہ میرا جنازہ بھی رات کو اٹھایا جائے۔ تاکہ میرے جنازے پر بھی کسی غیر محرم کی نگاہ نہ پڑے۔ کون میری اماں فاطمہؓ؟...... جس کے متعلق حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے۔ شاہ صاحب فرماتے ہیں: لوگو!

☆...... کل قیامت کا دن ہوگا۔

☆...... خدا کی عدالت ہوگی۔

☆...... محمد مصطفیٰ ﷺ کی وکالت ہوگی۔

وہ دیکھو، فرشتہ کھڑے ہو کر اعلان کر رہا ہے۔

”لوگو!...... نبیو!...... ولیو!...... غوث!...... قطب!...... ابدال!...... جن!...... فرشتے!...... انسان!...... چھوٹے!...... بڑے! سارے پردہ کرلو۔“

لوگ حیران ہوں گے۔ پردے کا کیوں حکم دیا جا رہا ہے۔ اعلان ہوگا:

"یَا اَهْلَ الْجَمْعِ! غُضُّوا اَبْصَارَکُمْ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ مُحَمَّدٍ ﷺ حَتّٰی تَمُرَّ" (مستدرک حاکم: ج۳، ۱۵۳) لوگو! پل صراط سے سیدہ فاطمۃ الزہراءؓ کی سواری گزرنے والی ہے۔ تم پردہ کرو، تاکہ کسی غیر محرم کی نظر نہ پڑ جائے۔ کون میری اماں فاطمہؓ؟

☆ ...... محمد عربی ﷺ کی لخت جگر فاطمہؓ۔

☆ ...... علی المرتضیٰؓ کی گھر والی فاطمہؓ۔

☆ ...... حسنؓ و حسینؓ کی والدہ فاطمہؓ۔

☆ ...... خاتون جنت حضرت فاطمہؓ۔

سیدہ فاطمۃ الزہراءؓ کے متعلق مرزا قادیانی کی گستاخی

"نقل کفر کفر نہ باشد" ان کے متعلق مرزا قادیانی، بدبخت نے لکھا ہے کتاب کا نام ہے "آئینہ کمالات اسلام ص۵۴۹، خزائن ج۵ ص ایضاً" پر مرزا قادیانی کہتا ہے:

"کنت ذات یوم فرغت من فریضة ...... الخ" مرزا قادیانی کہتا ہے: "ایک رات عشاء کی نماز کے بعد میں گھر میں لیٹا ہوا تھا۔ نہ مجھے نیند تھی نہ اونگھ تھی۔ عین بیداری کی حالت میں "وما کنت من النائمین...... الخ" کہتا ہے: "عین بیداری کی حالت میں، میں کیا دیکھتا ہوں کہ میرا کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا ہے۔ میں نے دروازہ کھولا تو کیا دیکھتا ہوں کہ حسنؓ و حسینؓ اپنی اماں فاطمہؓ کو لے کر میرے دروازے پر قادیان آئے ہوئے ہیں۔" اس پر بس نہیں کی، آگے وہ شیطان کہتا ہے: مرزا قادیانی شیطان ابلیس بکواس کرتا ہے۔ کہتا ہے کہ: "علی المرتضیٰؓ اپنی گھر والی فاطمہؓ کو لے کر میرے دروازے پر قادیان آئے ہوئے ہیں۔"

مسلمانو! اس پر بس نہیں، آگے بکواس کرتا ہے۔ مرزا قادیانی بدبخت کہتا ہے کہ حضور ﷺ اپنی بیٹی کو لے کر میرے دروازے پر آئے ہیں۔ مسلمانو! اس پر بس نہیں، "نقل کفر کفر نہ باشد۔" آگے بکواس کرتا ہے کہ: "میں نے دیکھا کہ فاطمہؓ نے میرا سر پکڑ کر اپنی ران کے اوپر رکھ دیا۔" (ایک غلطی کا ازالہ ص۹، خزائن ج۱۸، ص۲۱۳)

مسلمانو! میں تمہاری دینی غیرت سے سوال کرتا ہوں کہ کوئی شخص میری بیٹی، بچی

کی توہین کرے، میں برداشت کروں گا؟......نہیں۔ ذرا زور سے بولو! میں برداشت کروں گا؟......نہیں۔کوئی شخص آپ کی بہو بیٹی کی توہین کرے، آپ برداشت کریں گے؟...... نہیں۔

ساری کائنات کی بچیوں، بیٹیوں کی عزتیں قربان، سیدہ فاطمہؓ کے دوپٹہ پر۔ اگر آپ اور میں اپنی بیٹی کی توہین برداشت نہیں کر سکتے۔ مسلمانو! میں تم سے پوچھتا ہوں کہ کیا کوئی مسلمان سیدہ فاطمہؓ کی توہین برداشت کرسکتا ہے؟۔ بولو، ذرا زور سے بولو۔ جو کہتا ہے کہ ہم سیدہ فاطمہؓ کی توہین برداشت نہیں کر سکتے۔ وہ زور سے بولے......توہین برداشت نہیں کر سکتے۔ بھائیو! یہاں بحث

☆...... دیوبندی بریلوی کی نہیں۔

☆...... شیعہ سنی کی نہیں۔

☆...... مقلد غیر مقلد کی نہیں۔

یہاں تو محمد عربی ﷺ کے غلاموں کی بات ہے۔ سیدہ فاطمہؓ کی عزت ناموس کی بات ہے۔ مل کر کہہ دو کہ: جو قادیانی شیطان، سیدہ فاطمہؓ کی توہین کا ارتکاب کرے۔ ہم سب کچھ برداشت کر سکتے ہیں۔ لیکن مرزے قادیانی اور اس کے ماننے والوں کو برداشت نہیں کر سکتے۔ زور سے بولو...... برداشت نہیں کر سکتے۔

بھائیو! میں تم سے پوچھتا ہوں۔ کوئی شخص تمہارے باپ کی توہین کرے، میرے باپ کی توہین کرے۔ ہم برداشت کریں گے؟......نہیں۔ میں اپنے باپ کی توہین برداشت نہیں کرسکتا۔ آپ اپنے باپ کی توہین برداشت نہیں کر سکتے۔ تتہ پانی والو! مجھے یہ کہنے کی اجازت دو کہ آپ اپنے باپ کے مسئلہ میں اور میں اپنے باپ کے مسئلہ میں حساس ہوں۔ تو ساری کائنات کے رشتے قربان محمد عربی ﷺ کی جوتی مبارک پہ۔ اپنے باپ کی عزت کا لحاظ کرنے والو! تم نے محمد عربی ﷺ کی عزت کا بھی لحاظ کیا ہوتا۔ جو کہتے ہیں کہ آج کے بعد قادیانیوں کا بائیکاٹ ہوگا۔ وہ بلند آواز سے بولیں۔ آج کے بعد قادیانیوں کا بائیکاٹ ہو گا۔ بلند آواز سے ہاتھ اٹھا کر بتاؤ کہ آج کے بعد کیا ہوگا؟ قادیانیوں کا بائیکاٹ ہوگا۔

مسلمان کبھی حضور ﷺ کے دشمن سے محبت نہیں کر سکتے

مسئلہ سمجھو! جس طرح دل کے اندر محمد عربی ﷺ کی محبت رکھنا ایمان کی نشانی ہے۔اسی طرح محمد عربی ﷺ کے دشمن کے ساتھ دل میں بغض رکھنا بھی ایمان کی نشانی ہے۔ حضور ﷺ کی محبت اور حضور ﷺ کے دشمن کی محبت ایک دل میں جمع نہیں ہوسکتی۔اگر تو محمد عربی ﷺ کی محبت کا بھی دعویٰ کرتا ہے اور رسول اللہ ﷺ کے دشمنوں کے ساتھ بھی ملتا ہے۔مسلمان! پھر تو اپنے ایمان کی فکر کر۔پھر تو تماشہ بنائے ہوئے ہے۔تیرے اندر ایمان نہیں ہے۔پوچھ جس مفتی صاحب سے مسئلہ پوچھنا چاہتا ہے۔کوئی ہو دنیا کا مفتی، لے جا مجھے اس کے دروازے پر۔میں اپنی داڑھی سے اس کا دروازہ صاف کرنے کے لئے تیار ہوں۔کوئی دنیا کا مفتی مجھے مسئلہ بتادے کہ محمد عربی ﷺ کی محبت اور حضور ﷺ کے دشمن کی محبت ایک دل میں جمع ہوسکتی ہے؟......(نہیں ہوسکتی)

☆ ...... کبھی حلال اور حرام جمع ہوئے ہیں؟......نہیں۔

☆ ...... کبھی دن اور رات جمع ہوئے ہیں؟......نہیں۔

☆ ...... کبھی روشنی اور اندھیرا جمع ہوئے ہیں؟......نہیں۔

جب حلال اور حرام۔دن اور رات۔روشنی اور اندھیرا کبھی جمع نہیں ہو سکتے تو محمد عربی ﷺ کے غلام مرزائیوں کا احترام نہیں کر سکتے۔تو کرے میرے محمد ﷺ سے بغاوت۔ اور میں تمہیں کردوں معاف۔ایسا نہیں ہوسکتا۔اس شخص کی

☆ ...... نہ عقل، نہ شکل۔ ☆ ...... نہ صورت، نہ سیرت۔

☆ ...... نہ علم، نہ عمل۔ ☆ ...... نہ شرم، نہ حیا۔

اور وہ دعویٰ کرے کہ میں محمد عربی ﷺ سے افضل ہوں۔کیا کوئی مسلمان یہ برداشت کرسکتا ہے؟......نہیں۔معاف رکھنا!

☆ ...... میں کوئی منطق نہیں بیان کررہا۔

☆ ...... میں فلسفے کے مسئلے نہیں بیان کررہا۔

☆ ...... میں توجیہات نہیں بیان کررہا۔

☆...... میں کوئی تطبیقیں نہیں بیان کر رہا۔

ہاں میں تو دو اور دو چار کی طرح بات کرتا ہوں کہ تم بتاؤ! جو شخص محمد عربی ﷺ کی توہین کا ارتکاب کرے۔ اس کے ساتھ رعایت ہو سکتی ہے؟۔ بولو! تم فتویٰ دو؟......رعایت نہیں ہو سکتی۔ مسئلہ سمجھو، قبلہ! اگر حرام کا مسئلہ ہو تو مفتی صاحب سے پوچھ۔ نکاح، طلاق کی بات ہو تو قبلہ مفتی صاحب کے پاس آ۔ بیع وشرا کا مسئلہ ہو تو قبلہ! خطیب کے پاس حاضر ہو۔ حلال اور حرام کی بات ہو تو حضرت قبلہ! مولوی کے پاس آ، اگر محمد عربی ﷺ کے عشق کی بات ہے تو کسی سے مسئلہ نہ پوچھ، بلکہ اپنے دل سے پوچھ۔

غازی علم الدین رحمۃ اللہ علیہ کی آخری رات

غازی علم الدین رحمۃ اللہ علیہ تھا۔ اللہ! اس کی قبر پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے۔ آمین! گرفتار ہوا۔ شاتم رسول ﷺ کو قتل کیا۔ میانوالی جیل میں گیا۔ پھانسی لگ گئی۔ مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادی رحمۃ اللہ علیہ اسی جیل میں گئے۔ اس جیل کی کوٹھڑی کے اندر تھے۔ جیل کا سپریڈنٹ ہندو تھا۔ اس نے کہا: قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے کہ: ''بڑے خوش نصیب ہو۔ تم سے پہلے بھی ایک شخص یہاں آیا تھا۔ بڑا عاشق رسول تھا۔ وہ تمہارے دھرم کا آدمی تھا۔'' قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کیا نام تھا اس کا؟ اس نے کہا: ''علم الدین'' قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ چونکے۔ فرمایا: اس کی کوئی بات؟ کہتا ہے کہ بات کیا بتاؤں، جب آخری رات تھی، صبح اس نے پھانسی لگنا تھا۔ رات کو میں دیکھتا کہ اس کا کمرہ روشن ہو جاتا تھا۔ میں اس کے پاس آتا۔ اسے جگاتا۔ میں اس سے پوچھتا کہ ''تیرے پاس کوئی ٹارچ، کوئی روشنی، کوئی بجلی؟۔ یہ کیا ہو جاتا ہے؟۔ وہ مجھے کہہ دیتا کہ کچھ نہیں۔ ایک دفعہ، دو دفعہ، تین دفعہ بار بار ایسے ہوا۔ میں نے اس کا دروازہ کھولا۔ میں اس کے قدموں میں گر گیا۔ میں نے کہا: علم الدین خدا کے لئے مجھے بتا: یہ کیا ہے؟۔ اس نے کہا: میاں! تم ہندو ہو۔ تمہیں کیا پتہ۔ آپ کو پتہ ہے میں نے کل پھانسی لگنا ہے۔ یہ میری زندگی کی آخری رات ہے۔ اس نے کہا: جی! مجھے پتہ ہے۔ اس نے کہا جس وقت میری آنکھ لگتی ہے، آقا ﷺ! میرے پاس تشریف لاتے ہیں۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ علم الدین!

☆ ...... پریشان نہ ہونا۔
☆ ...... روزہ رکھ کے آنا۔
افطاری ان شاءاللہ! حوض کوثر پر اکٹھے کریں گے۔

حاجی مانک رحمۃ اللہ علیہ کا عشق رسول

برادران! میں آپ کو مسئلہ سمجھاتا ہوں۔ میاں! ایک تھا قادیانی بدبخت۔ وہ سندھ کے علاقے میں رہتا تھا۔ اس قادیانی کا نام عبدالحق تھا۔ مولانا لال حسین رحمۃ اللہ علیہ بات کر رہے تھے۔ اس نے حضور ﷺ کی توہین کا ارتکاب کیا۔ ہمارے ایک حاجی صاحب تھے۔ حاجی مانک رحمۃ اللہ علیہ، انہوں نے اس قادیانی کو ٹھکانے لگا دیا۔ تھانے کے اندر پیش ہو گئے۔ تھانیدار سید تھا۔ انہوں نے اقرار کر لیا کہ اس نے حضور ﷺ کی توہین کا ارتکاب کیا ہے۔ میں نے اس کو ٹھکانے لگا دیا ہے۔ حاجی صاحب کو تھانے میں بند کر دیا۔ تھانیدار بھی سید تھا اور اس کی بیوی بھی سیدزادی تھی۔ رات کو اس سیدزادی کو حضور ﷺ کی زیارت ہوئی۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں، بیٹی! تیرے گھر میں میرا مہمان آیا ہے۔ اس کا کھانا تیرے ذمہ ہے۔ وہ بے چاری پریشان ہو کر اٹھتی ہے۔ اپنے خاوند کو جگاتی ہے۔ اور معاملہ پوچھتی ہے۔

ان کا کیس چلا۔ یہ آپ کے ''غوث علی شاہ'' جو بعد میں صوبہ سندھ کے وزیر اعلیٰ بھی رہے اور نواز شریف کے زمانے میں یہ آپ کے وزیر دفاع بھی رہے ہیں۔ غوث علی شاہ یہ ہماری ختم نبوت کا وکیل تھا۔ اس نے حاجی مانک رحمۃ اللہ علیہ کا کیس لڑا تھا۔ راجہ ظفر الحق نے اسلم قریشی کا کیس لڑا تھا۔ تمہارے اس علاقے کے رہنے والے میجر ایوب صاحب، اس نے محمد عربی ﷺ کی ختم نبوت کا مسئلہ کشمیر اسمبلی کے اندر پیش کیا تھا۔ لوگو! مولانا عبدالستار خان نیازی رحمۃ اللہ علیہ نے محمد عربی ﷺ کی عزت کی خاطر پھانسی کے پھندے کو قبول کیا تھا۔ میں دیانتداری سے کہتا ہوں: جس آدمی نے ختم نبوت کا کام کیا۔ اللہ نے دنیا کے اندر بھی عزت دی اور آخرت میں بھی عزت دی۔ سبحان اللہ!

جس نے حضور ﷺ کے ساتھ بے وفائی کی۔ نہ دین کا رہے گا نہ دنیا کا رہے گا۔

(بے شک) میں آپ لوگوں سے پوچھتا ہوں: حضور ﷺ کے ساتھ وفا کرو گے؟۔ بولو! ذرا زور کے ساتھ۔ حضور ﷺ کے ساتھ وفا کا تقاضا ہے کہ حضور ﷺ کے دشمنوں کا بائیکاٹ کرو۔ قادیانی بدمعاش دندناتے پھریں یہاں۔ ان کو پوچھنے والا کوئی نہ ہو۔ ان کی گردنوں کے اندر سریا لگا ہوا ہے۔ ہو میرے حضور۔ﷺ کے بعد۔ کرے نبوت کا دعویٰ۔ آئے حضور ﷺ کے مقابلے میں۔ چلائے اپنی جعلی اور فراڈ یہ نبوت کو۔ کرے حضور ﷺ کے بعد دعویٰ نبوت کا۔ پھرے بازاروں میں۔ حاجی مانک رحمۃ اللہ علیہ پیش ہوا عدالت میں۔ مولانا محمد علی جالندھری رحمۃ اللہ علیہ گئے کیس کے لئے۔ وکیل نے مولانا محمد علی جالندھری رحمۃ اللہ علیہ کو کہا کہ: حاجی مانک رحمۃ اللہ علیہ کو کہہ دو: بیان بدل دے، بچ جائے گا۔ موقع کا گواہ کوئی نہیں۔ مولانا آئے۔ کہا: حاجی صاحب! وکیلوں کی یہ رائے ہے۔ حاجی مانک رحمۃ اللہ علیہ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ اس نے کہا مولانا کوئی اور ہوتا تو میں نہ بتاتا۔ آپ نے پوچھا: میں عرض کرتا ہوں۔

☆...... میں نے حج کئے ہیں۔
☆...... کئی عمرے کئے۔
☆...... بارہا طواف کئے۔
☆...... گنبد خضریٰ پر حاضری دی۔
☆...... وظیفے پڑھے۔
☆...... خیراتیں کیں۔
☆...... علماء کے پاس گیا۔

میں ایک ایک سے پوچھتا تھا خدا کے لئے مجھے کوئی ایسی چیز بتادو جس سے مجھے خواب میں حضور ﷺ کی زیارت ہو جائے۔ آج تک مجھے حضور ﷺ کی خواب کے اندر زیارت نہیں ہوئی۔ جس دن سے میں نے اس بدبخت کو ٹھکانے لگایا ہے۔ میری کوئی رات خالی نہیں جاتی۔

پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ اور مرزا قادیانی کا تعاقب

پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ، یہ گئے حجاز مقدس۔ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات

ہوئی۔ پہلی ملاقات میں بیعت بھی کیا اور خلافت بھی دی۔ فرمایا: پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ! واپس جاؤ۔ ہندوستان میں فتنہ اٹھنے والا ہے۔ خدا تم سے اس فتنے کے خلاف کام لے گا۔ پیر صاحب کہتے ہیں کہ: میں واپس آیا۔ مرزے نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ میری اس طرف توجہ نہ گئی۔ ایک رات پیر صاحب فرماتے ہیں: مجھے حضور ﷺ کی زیارت ہوئی۔ حضور ﷺ نے مجھے خواب میں فرمایا:

”مہر علی شاہ! مرزا قادیانی بمقراض الحاد احادیث من را پارہ پارہ مے کرد وتو خاموش نشستہ ای“ ﴿مہر علی شاہ! مرزا قادیانی بے دینی کی قینچی سے میرے دین اور احادیث کے ٹکڑے کر رہا ہے۔ تو خاموش بیٹھا ہے۔﴾

مرزے کو مناظرے کا چیلنج دیا۔ مناظرے کی تاریخ طے ہوگئی۔ لاہور شہر میں شاہی مسجد کا مقام طے ہوا۔ مناظرے کا چیلنج ہے مرزے کو۔ پیر صاحب کے ساتھ علماء تھے۔ مرزے قادیانی نے پیر صاحب کو خط لکھا کہ آپ کے ساتھ پٹھان آرہے ہیں، مجھے ان سے ڈر لگتا ہے۔ میں آپ دوستوں سے پوچھتا ہوں: نبی دنیا سے ڈرنے کے لئے آتا ہے یا دنیا کو ڈرانے کے لئے آتا ہے؟ (ڈرانے کے لئے) ہو نبی، کیا وہ دنیا سے ڈرے؟ وہ پٹھان آرہے ہیں۔ مجھے ان سے ڈر لگتا ہے۔ ظالم اتنا ڈرپوک تھا تو نبوت کا دعویٰ کیوں کیا تھا؟ نبوت ڈرا نہیں کرتی۔ بزدلی اور نبوت کا آپس میں کوئی جوڑ نہیں ہے۔ ہو اللہ کا نبی، ہو بزدل۔

سچے نبی کی اللہ خود حفاظت کرتا ہے

محترم دوستو! میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان۔ ایک دفعہ حضرات صحابہ کرامؓ نے حضور ﷺ کے متعلق فیصلہ کیا کہ آپ کے دشمنوں نے آپ ﷺ کو قتل کرنے کا ارادہ کیا ہے۔ حضور ﷺ کی ذات کا خیال کرو۔ رات کو پہرا دیا کرو۔ صحابہ کرامؓ نے فیصلہ کیا۔ ادھر قرآن مجید کی آیت نازل ہوئی ”وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ“ (المائدہ:٦٧)

حضور ﷺ کی نگاہ مبارک کھلی، حضور ﷺ نے صحابہ سے پوچھا صحابہؓ! یہ کیا؟ عرض کی یارسول اللہ ﷺ! ہم نے پہرے کا پروگرام بنایا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: صحابہؓ! سو جاؤ۔ نبوت کا اگر امت پہرا دے پھر وہ نبی کیا ہوا؟۔ تم سو جاؤ۔ تم میرا پہرا نہ دو۔ محمد عربی ﷺ کا پہرہ خدا کی رحمت دیا کرتی ہے۔ (مستدرک حاکم، کتاب التفسیر: ج ۲، ص ۳۱۳)

پیر صاحب! مجھے ڈر لگتا ہے کہ آپ کے ساتھ پٹھان آ رہے ہیں۔ (مرزا تھا تو سچا بے چارہ، سچا اس اعتبار سے کہ دو، تین قادیانی اکٹھے ہوئے پشاور تبلیغ کے لئے چلے گئے۔ اللہ فضل کرے پٹھان حضرات نے پکڑ کر...... بس میں آ گے تفسیر نہیں کرتا)

ذرا جھوٹے نبی کو دیکھیں

مرزائیو! تگڑے ہو جاؤ تگڑے! تم نے کیا ہے محمد عربی ﷺ کے غلاموں کو مناظرے کا چیلنج۔ تو بھی تیاری کر۔ ہم بھی تیاری کریں گے۔ تو اپنی طاقت کو ساتھ لے کر آ۔ ہم محمد عربی ﷺ کی صداقت کو ساتھ لے کر آئیں گے۔

☆ ...... محمد عربی ﷺ کے غلام آ رہے ہیں۔

☆ ...... پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے وارث آ رہے ہیں۔

☆ ...... سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے وارث آ رہے ہیں۔

ان شاء اللہ! بازار کل لگے گا۔ پتہ کل چلے گا۔ سچا کون ہے، جھوٹا کون؟ مولانا پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو کہا: پیر صاحب! مجھے ڈر لگتا ہے۔ فرمایا: ڈرو نہیں۔ میں بھی آ رہا ہوں تو بھی آ رہا ہے۔ تیری حفاظت بھی مجھ فقیر کے ذمہ، تو بس آ۔ مرزے قادیانی نے کہا یوں نہیں گھر بیٹھ جائیں۔ میں اپنی تفسیر لکھتا ہوں۔ تم اپنی تفسیر لکھو۔ کسی کو دکھائیں گے۔ جس کی تفسیر اچھی ہو، وہ سچا۔ پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: مرزے! اچھی تفسیر لکھنے سے انسان مفسر ہو سکتا ہے، نبی نہیں ہو سکتا۔ نبی قلم کا نہیں ہوا کرتا۔ نبی رہتا تو اس دھرتی پر ہے۔ لیکن تربیت اس کی خدا کرتا ہے۔ نبی کسی کا شاگرد نہیں ہوتا۔ مرزا قادیانی پڑھتا تھا سکول میں۔ استاد مرغا بنا کر جوتے مارتا تھا۔ تڑا، تڑا۔ یہ نبی صاحب ہیں۔ ماشاء اللہ!

ایک دن آیا سکول سے پڑھ کر۔ آ کر کہتا ہے: اماں! (کتاب کا نام ہے ”سیرۃ المہدی“ اس میں حوالہ لکھا ہے) کہتا ہے: اماں! اس نے کہا: ”جی کا نٹریاں“ یہ حوالہ ہے، میں نہیں کہتا۔ ایک دن مرزائی اکٹھے ہوئے۔ آ کر کہتے ہیں مرزے قادیانی کو کہ: حضرت صاحب! ”ہم نے آپ کا فوٹو لینا ہے۔ مہربانی کرنا اپنی دونوں آنکھیں کھول کر رکھنا۔“ اگر فوٹو خراب آئی تو مولویوں کو پتہ لگ جائے گا۔ تو الگا دیں گے، آنکھیں کھول کے رکھنا۔ کہتا ہے بالکل ٹھیک ہے۔ اب مرزا قادیانی گیا گھر تیاری کرنے کے لئے۔ جوتی پہننے لگا۔ ”سجا پیر کھبے وچ تے کھبا سجے وچ۔“

یہ نبوت کی تیاری ہو رہی ہے۔ مرزا کی کتاب میں لکھا ہے کہ حضرت صاحب کے پاس اتنی چابیاں تھیں اور وہ اپنی شلوار کے ازار بند کے ساتھ باندھ لیتے تھے جب چلتے تھے تو چھن چھن کرتی تھیں۔ (سیرت المہدی حصہ اول: ص ۵۵، روایت ۶۵)

یہ نبی آ رہا ہے۔ استغفر اللہ!

ظالمو! تم نے نبوت کے منصب کو بھی نہیں سمجھا ”لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ“ حضرت صاحب کو دن میں سو، سو دفعہ پیشاب آتا تھا۔ (ضمیمہ اربعین نمبر ۴: ص ۴، خزائن ۱۷، ص ۴۷۰)

جس کو دن میں سو دفعہ پیشاب آئے۔ وہ ٹوٹا ہوا لوٹا ہے یا نبی؟ استغفر اللہ!

کوئی ماں کا لعل قادیانی، کرے حوالہ سے انکار۔ حوالہ نہ ہو رب محمد ﷺ کی قسم! جو چور کی سزا وہ ہماری سزا۔ اگر حوالے تمہاری کتابوں میں لکھے ہیں تو چیں چیں نہ کرنا کہ مولوی صاحب آیا تھا سخت بیانی کرتا تھا۔ اوئے تو حضور ﷺ کا مقابلہ کرے۔ میں تیرے بارے میں نرم الفاظ استعمال کروں۔

☆...... تو میرے نبی کو بھونکے گا۔

☆...... میں تیرے دانت توڑ دوں گا۔

☆...... تو حضور ﷺ کے خلاف آواز اٹھائے گا۔

☆...... میں تیری آنت میں سیسہ ڈالوں گا۔
☆...... تو آگے بڑھنے کی کوشش کرے گا۔
☆...... میں تیرے رستے میں رکاوٹ کھڑی کروں گا۔

حضور ﷺ کے دشمن کو سرعام پھرنے کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔مل کر کہو کہ حضور ﷺ کے دشمن کو کھلے عام پھرنے کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔ مسلمانو، سنو! مومن کے دل میں سوائے خدا کے خوف کے کسی کا خوف نہیں ہوا کرتا۔ہم تو محمد عربی ﷺ کے نام پر ایک ہو چکے۔ہمیں ڈراتا ہے۔مرزا قادیانی اب تیاری کر کے ''سجا کھبے اور کھبا سجے میں'' مرزے قادیانی کے متعلق لکھا ہے: حضرت صاحب کبھی قمیص کا نیچے والا بٹن اوپر والے کاج میں لگالیا کرتے تھے۔ (سیرت المہدی حصہ دوم:۵۸)

یہ نبی ہے۔اوئے یہ نبی ہے یا کارٹون؟......استغفر اللہ! یہ نبوت ہے۔

مرزے قادیانی کے متعلق مرزائیو! کرو اس حوالے سے انکار، ہے ہمت کر کے دکھائیں اور نبوت تو دور کی بات ہے رب محمد ﷺ کی قسم! تو ہمارے سامنے آ کر مرزے کو شریف انسان ہی ثابت نہیں کرسکتا۔

مرزا قادیانی کے متعلق اس کی بیوی کہتی ہے۔مرزے کی دو بیویاں تھیں۔ایک کا نام تھا پھجے کی ماں، دوسری بیوی کا نام تھا نصرت، نصو۔مرزا کی اپنی کتاب ہے۔

حضرت قبلہ! میں مرزائیوں کی حدیث بیان کر رہا ہوں۔ ناراض کیوں ہوتے ہو؟۔اپنی کتابوں کو آگ لگاؤ، اگر ناراضگی ہے تو۔مرزے قادیانی کی قبر پر جوتے مارو۔تو میرے نبی کا نام لے۔میں تیرا منہ چومنے کے لئے تیار ہوں۔اگر میں تیرے نبی کی حدیث پڑھتا ہوں تو تجھے تکلیف کیوں ہوتی ہے؟۔اوئے حضرت صاحب کو دن میں سو دفعہ پیشاب آتا تھا۔

ارے بھائی! نبی مسکرائے تو جنت میں بہار آئے۔ نبی کو غصہ آئے تو اللہ کے فرشتے تھر تھر کانپنے لگ جائیں۔صحابہ کرامؓ فرماتے ہیں کہ: حضور ﷺ اگر ہماری مجلس سے

اٹھ کر کہیں تشریف لے جاتے تھے۔کسی صحابیؓ کو بعد میں تلاش کرنے کی ضرورت پیش آتی تھی۔صحابہ کرامؓ کو پوچھنے کی ضرورت نہیں ہوتی تھی۔باہر جب نکلتے تھے تلاش کرنے کے لئے صحابہؓ، مکہ ومدینہ کی گلیوں کی ہوائیں، فضائیں بتادیتی تھیں کہ یہاں یہاں سے گزرہوا۔ گویا حضور ﷺ جہاں سے گزرے، خوشبو بول پڑی۔

اور یہ حضرت! ''جتھوں گزردا گیا، شاں شاں۔'' یہ نبی ہے بے ایمان سوراں دا سور۔مل کر کہہ دو: رب محمد ﷺ کی قسم!

☆...... جس طرح شیطان کسی رعایت کا مستحق نہیں۔
☆...... جس طرح ابوجہل کسی رعایت کا مستحق نہیں۔
☆...... جس طرح فرعون کسی رعایت کا مستحق نہیں۔
☆...... اسی طرح مرزا قادیانی بھی کسی رعایت کا مستحق نہیں۔

میں نے جان بوجھ کر کہا۔رب کی قدرت کو گواہ بنا کے کہتا ہوں۔مولا! میرے پاس کوئی عمل نہیں ہے سوائے اس کے کہ محمد عربی ﷺ کے دشمنوں کے سر پر ڈانگ ماروں۔ زور سے بولو! محمد عربی ﷺ کے دشمن کی کوئی رعایت؟......نہیں ہوسکتی۔

''اب مرزا سج دھج کے ان کے پاس آیا فوٹو بنوانے کے لئے۔انہوں نے کہا: ون، ٹو، تھری تو ریڈی ہوجانا۔اس نے کہا: ون، مرزا کہتا ہے: ون۔اس نے کہا: ٹو، مرزا نے کہا: ٹو۔اس نے کہا: تھری، مرزے نے کہا: تھری۔اس نے کہا: ریڈی، حضرت نے کہا: ریڈی۔اس نے کہا: مرزا صاحب آنکھ کھولو۔اس نے آنکھیں پھاڑیں، اس نے مارا فلش مرزے کی آنکھ بند ہوگئی۔فوٹو آیا تو آنکھ بند تھی۔'' اوہی کانڑاں دا کانڑاں۔

(سیرت المہدی حصہ دوم:۷۷)

''وما علینا الا البلاغ المبین''

مقام نبوت

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُللهِ وَكَفٰى وَسَلامٌ عَلٰى سَيّدِ الرُّسُلِ وَخَاتَمِ الْاَنْبِيَاءِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهِ الَّذِيْنَ هُمْ خُلاصَةُ الْعَرَبِ الْعَرْبَاءِ وَخَيْرُ الْخَلائِقِ بَعْدَ الْاَنْبِيَاءِ. اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ.

و قال الله تعالیٰ: لَعَمْرُكَ إِنَّهُمْ لَفِيْ سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُوْن (الحجر: ٧٢)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَ مَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ سَيِّدِنَا وَ مَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِكْ وَسَلِّمْ وَ صَلِّ كَذَالِكَ عَلٰى جَمِيْعِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلَى الْمَلائِكَةِ الْمُقَرَّبِيْنَ وَعَلٰى عِبَادِ اللهِ الصَّالِحِيْنَ اَجْمَعِيْنَ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ.

تمہید

میرے بھائیو! جو دوست بخاری شریف پڑھ چکے ہیں، انہیں معلوم ہوگا کہ جو بدری صحابہ کرامؓ ہیں۔ بدر میں بدری صحابہ کرامؓ کی جہاں تک عظمت کی بات ہے وہ تو قرآن مجید میں آج ان کے تذکرے موجود ہیں۔ بدری صحابہ کرامؓ وہ ہیں کہ صحابہ کرامؓ خود ان کی زیارت کرنے کے لئے جایا کرتے تھے۔

دنیا کے تین قبرستان

میرے بھائیو! بدری صحابہ کرامؓ کی عظمت کے حوالہ سے بخاری شریف کے علاوہ علامہ کرمانی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کی شروحات کو بھی دیکھ لیں۔ آپ دوستوں کو وہاں پر یہ بات ملے گی کہ جنگ بدر میں جو صحابہ کرامؓ شہید ہوئے، بڑی مشکل کے ساتھ ان کی تعداد ۱۳ یا ۱۴ بنتی ہے لیکن ختم نبوت کی پہلی جنگ میں جو صحابہ کرامؓ شہید ہوئے۔ ان میں ۷۰ بدری صحابہ کرامؓ شامل تھے۔

دنیا کے اندر تین قبرستان ایسے ہیں جہاں پر سب سے زیادہ حضرات صحابہ کرامؓ مدفون ہیں۔ پہلے نمبر پر مدینہ طیبہ کا جنت البقیع کہ وہاں پر بہت سارے حضرات صحابہ کرامؓ مدفون ہیں۔ دنیا جہاں کے کسی قبرستان میں اتنے مدفون نہیں جتنے جنت البقیع میں۔ دوسرے نمبر پر مکہ المکرّمہ کا قبرستان، مدینہ طیبہ کے بعد سب سے زیادہ تعداد صحابہ کرامؓ کی اس قبرستان میں ہے۔

میرے بھائیو! وہ میدان جہاں ۱۲۰۰ صحابہ کرامؓ و تابعین رحمۃ اللہ علیہ ان میں ۷۰۰ قرآن مجید کے حافظ و قاری۔ حافظ بھی وہ جنہوں نے حضور ﷺ کی خدمت میں حفظ کیا۔ یہ یمامہ کے اس میدان میں ان حضرات کی قبور مبارکہ، ان حضرات کی مزارات مبارکہ ہیں۔ رب کریم کی رحمتوں کے سایہ میں یہاں پر آرام کر رہے ہیں۔ مزارات مبارکہ یا قبور مبارکہ سمجھانے کے لئے میں نے عرض کیا، ورنہ تو وہاں پر اس وقت میدان ہے اور کچھ اس میں چند روڈ رکھے ہیں اور کچھ نہیں۔

سینکڑوں برس بعد بھی لاش تر و تازہ

میرے بھائیو! ہمارے مولانا مفتی حسن صاحب، وہ فرماتے ہیں کہ میں یمامہ کے میدان میں گیا، تو دوستوں نے مجھے کہا کہ فلاں کونے سے فلاں کونے تک۔ اس کونے سے اس کونے تک۔ یہ وہ میدان ہے جہاں پر جنگ ہوئی تھی۔ وہاں پر ہم کھڑے کھڑے باتیں کر رہے تھے، اندازے اور تخمینے سے۔ دور ایک بدو جو بکریاں چرا رہا تھا، وہاں سے چلا اور دوڑا ہوا ہمارے پاس آیا۔ اس سے علیک سلیک کے بعد ہم نے اس سے پوچھا کہ: آپ اس میدان کی رہنمائی کر سکتے ہیں۔ تو اس نے کہا جی ”سَمِعْتُ اَباً عَنْ جَدٍّ“ میں نے اپنے باپ سے سنا اور انہوں نے میرے دادے سے۔ اس نے کہا یہ روایت ہمارے اباؤ جداد سے چلی آ رہی ہے۔ یہ کونہ، وہ کونہ، یہ جگہ، وہ جگہ، یہ میدان فلاں فلاں جگہ ہے، جہاں پر جنگ ہوئی تھی۔

مفتی صاحب فرماتے ہیں: میں نے اس سے کہا: میاں! یہاں کی بابت تو کوئی

انوکھی بات بھی بتا سکتے ہو اپنے تجربے کی؟۔اس نے کہا: یہ جو سامنے کی سڑک ہے، جس سے اتر کر آپ کی گاڑی اس میدان میں آئی۔اس سڑک کی چالیس سال پہلے تعمیر ہو رہی تھی۔ اس وقت کرینیں لگیں، جنھوں نے سڑک کے قرب وجوار سے مٹی اکٹھی کر کے یہاں پر سٹاک کرنا تھا۔سڑک کی تعمیر کے لئے تو کرینیں ادھر ادھر سے مٹی لے کر وہاں پر جاتی تھیں۔ایک دفعہ ایسا بھی ہوا کہ ایک کرین پر بعض لاشیں بھی اوپر آ گئیں۔جن خوش نصیب لوگوں نے ان لاشوں کی زیارت کی۔ میں بھی ان میں شریک تھا اور میں نے اپنی آنکھوں کے ساتھ دیکھا کہ ان کے ابھی کفن بھی میلے نہیں ہوئے تھے اور ان کے چہروں کی تروتازگی میں بھی کوئی فرق نظر نہیں آیا تھا۔ بھائیو! اب اس آدمی کے اور میرے درمیان میں اس روایت کے درمیان میں صرف ایک واسطہ ہے اور وہ مفتی محمد حسن صاحب ہیں۔

مسئلہ ختم نبوت پر سمجھوتہ قبول نہیں

بھائیو! میں آپ دوستوں کی خدمت میں درخواست کرتا ہوں، پوری امت مل کر ہم ایک صحابی رسول ﷺ کی شان کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔لیکن ختم نبوت کے مسئلے پر:

☆...... میرے ماں باپ قربان۔

☆...... میری آل اولاد قربان۔

☆...... میرا جسم وروح قربان۔

پورے دین کے تحفظ اور بقاء کے لئے دور نبوت میں صحابہ کرامؓ نے اتنی قربانی نہیں دیں، جتنی قربانی سیدنا صدیق اکبرؓ نے یمامہ کے میدان میں اس کثرت کے ساتھ صحابہ کرامؓ کو شہید کرا کے امت کو پیغام دیا کہ: اے امت کے لوگو! جس وقت اس مسئلہ پر نازک وقت آ جائے۔اس وقت سب سے قیمتی اثاثہ، گرانقدر سرمایہ امت کا وہ قربان کیا جا سکتا ہے۔لیکن اس مسئلے پر سمجھوتہ نہیں کیا جا سکتا۔

کیا کیا جائے اس امر کا کہ آپ میں سے بعض لوگ ایسے ہیں جو بالکل میرے سامنے بیٹھے ہیں اور سو بھی رہے ہیں۔اور کیا کیا جائے اس امر کا کہ مردوں کے لئے شریعت

میں سونا حرام ہے۔ میرے دل کے کسی کونے میں یہ بات نہیں کہ میں آپ کی کوئی علمی خدمت کرسکوں۔ میں تو صرف آپ دوستوں کی زیارت کے لئے جو بزرگوں سے سنا، رٹی رٹائی باتیں آپ دوستوں کی خدمت میں عرض کردوں گا۔ میں تو اس نسبت کو قائم کرنے کے لئے آپ دوستوں کے پاس حاضر ہوا اور آپ حضرات میرے سامنے بیٹھ کر خیر سے سونا شروع کردیں اور مجھ سے یہ توقع کریں کہ میں اس کو ٹھنڈے پیٹ ہضم کرلوں گا۔ بھائیو! یہ میرے لئے مشکل ہے۔ اب اگر کسی نے خیر سے نیند کی اور مجھے یہ نشاندہی کرنا پڑی کہ فلاں صاحب سورہے ہیں۔ پھر یہ نہ کہنا کہ گڑبڑ ہوگئی۔ پھر اس کی تمام تر ذمہ داری بصد آداب آپ دوستوں پر ہوگی۔

تمام فرائض پر حضور ﷺ کی عزت کا مسئلہ مقدم

میرے بھائیو! میں درخواست کرتا ہوں نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج یہ تمام تر فرائض ہیں۔ لیکن ان تمام کا تعلق رحمت عالم ﷺ کے اعمال کے ساتھ ہے۔ یہ آپ کے لئے بھی فرض ہیں اور رحمت عالم ﷺ کی ذات کے لئے بھی۔ لیکن ان کی ادائیگی کا تعلق حضور ﷺ کے اعمال کے ساتھ ہے کہ آپ نے نماز یوں پڑھی۔ آپ ﷺ نے روزہ یوں رکھا۔ آپ ﷺ نے حج یوں ادا کیا۔ یہ ہیں تو فرائض۔ لیکن ان کا تعلق حضور ﷺ کے اعمال کے ساتھ ہے۔ نہ بھولئے اس حقیقت کو کہ اعمال کی بجاآوری کے لئے جوارح حرکت کرتے ہیں۔ جس طرح جوارح پر جان مقدم ہوتی ہے۔ اس طرح تمام فرائض پہ حضور ﷺ کی عزت کا مسئلہ مقدم ہے۔ یہی معنی ہے بخاری شریف کی اس روایت: ”لَایُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ“ کا۔

(مشکوٰۃ، کتاب الایمان: ص ۱۲)

ختم نبوت صرف حضور ﷺ کی خصوصیت

میرے بھائیو! آپ توجہ کریں اس امر پر۔ میں ایک بات اور عرض کرتا ہوں۔ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ ان تمام فرائض کا تعلق حضور ﷺ کے اعمال کے ساتھ ہے۔ ختم نبوت

کا تعلق رحمت عالم ﷺ کی ذات کے ساتھ ہے۔ آپ حضرات نے یہ سنا اور پڑھا ہو گا کہ خصوصیت اس کو کہتے ہیں:

”خَاصَةُ الشَّيْئِ يُوْجَدُ فِيْهِ وَلَا يُوْجَدُ فِيْ غَيْرِهٖ“ ﴿خصوصیت وہ ہوتی ہے جو اسی میں پائی جائے، اس کے غیر میں نہ پائی جائے﴾

برادران! میری بات سمجھئے۔ خاتم النّبیین ہونا محمد عربی ﷺ کی وہ خصوصیت ہے کہ میرے رب کی ساری مخلوق میں، اس خصوصیت میں محمد عربی ﷺ کا کوئی شریک نہیں۔ یہ مسئلہ براہ راست محمد عربی ﷺ کی ذات کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ میرے خیال میں اب ہم اس مرحلے پر آ گئے کہ میں اس کی ایک تعبیر یوں کروں۔ برادران!

☆...... آپ نماز کی بات کریں، کہا جائے گا کہ دین کی خدمت ہے۔

☆...... آپ روزہ کی بات کریں، کہا جائے گا کہ دین کی خدمت ہے۔

☆...... آپ حج کی بات کریں، کہا جائے گا کہ دین کی خدمت ہے۔

☆...... آپ زکوٰۃ کی بات کریں، کہا جائے گا کہ دین کی خدمت ہے۔

☆...... آپ تبلیغ کی بات کریں، کہا جائے گا کہ دین کی خدمت ہے۔

لیکن جب آپ ختم نبوت کا کام کریں گے تو اس کی تعبیر ہو گی کہ براہ راست رحمت عالم ﷺ کی خدمت کا فریضہ سرانجام دیا جا رہا ہے۔ آپ دوست مجھ مسکین کی ان ٹوٹی پھوٹی معروضات کے بعد توجہ کریں کہ ختم نبوت کا مسئلہ، یہ دین کے اندر کتنی اہمیت رکھتا ہے۔ اس وضاحت اور صراحت کے بعد اب آپ آ جائیں اس مسئلے کی طرف کہ یہی وجہ ہے کہ چودہ سو سال سے رحمت عالم ﷺ کی امت کا اس امر پر اتفاق ہے۔ جب کبھی کسی شخص نے کسی اسلامی مملکت میں نبوت کا دعویٰ کیا۔ ایک منٹ ضائع کئے بغیر چودہ سو سالہ اسلام کی تاریخ گواہ ہے کہ کائنات کے کسی حصے میں جب بھی کسی شخص نے جھوٹی نبوت کا دعویٰ کیا۔ امت نے ایک منٹ ضائع کئے بغیر اس کے متعلق یہ مؤقف اختیار کیا کہ حضور ﷺ

کے بعد جو شخص نبوت کا دعویٰ کرے، وہ اور اس کے ماننے والے مسلمان نہیں۔اب میں امت کا ایک فرد بشر، یعنی:

☆ ...... دیوبندی اور بریلوی کی۔
☆ ...... مقلد اور غیر مقلد کی۔
☆ ...... شیعہ اور سنی کی۔
☆ ...... حنفی اور شافعی کی۔
☆ ...... حنبلی اور مالکی کی۔
☆ ...... سہروردی اور چشتی کی۔
☆ ...... نقشبندی اور قادری کی۔
☆ ...... عربی اور عجمی کی۔
☆ ...... امریکی اور افریقی کی۔
☆ ...... ہندی اور سندھی کی۔
☆ ...... گورے اور کالے کی۔

ان تمام کی تقسیم سے بالکل بالاتر ہو کر پوری امت کا مؤقف آپ حضرات کے سامنے رکھ رہا ہوں۔اس میں کسی کی کوئی تمیز نہیں کہ پوری امت کا اس امر پر اتفاق ہے۔ صرف اتفاق نہیں بلکہ چودہ سوسالہ تعامل بھی ہے۔امت کا تعامل یہ مستقل ایک حیثیت رکھتا ہے۔چودہ سو سال سے حضور ﷺ کی امت کا تعامل چلا آ رہا ہے اس بات پر کہ حضور ﷺ کے بعد جو شخص نبوت کا دعویٰ کرے، وہ اور اس کے ماننے والے مسلمان نہیں۔آپ بھی کہہ دیں کہ: آپ ﷺ کے بعد نبوت کا دعویدار اور اس کے ماننے والے...... مسلمان نہیں۔

مرزا قادیانی کا سن پیدائش

میرے بھائیو! آپ حضرات کے اس برصغیر میں اس پاک و ہند میں انگریز کے زمانہ میں ایک شخص نے جھوٹی نبوت کا دعویٰ کیا جس کا نام مرزا غلام احمد قادیانی تھا۔غلام احمد

قادیانی کے باپ کا نام غلام مرتضٰی تھا۔ یہ اس وقت ہندوستان کا ایک ضلع جس کا نام گورداسپور ہے، اس گورداس پور کی ایک تحصیل ہے بٹالہ، بٹالہ کے ایک گاؤں کا نام ہے قادیان، یہ مرزا قادیانی اسی قادیان میں حکیم غلام مرتضٰی کے گھر میں پیدا ہوا۔ اب میں آپ دوستوں سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ سمجھیں۔ ایک زمانہ میں تقسیم سے پہلے آپ حضرات کے پاکستان کی ایک تحصیل ہے، جس کا نام ہے شکرگڑھ۔ اس وقت یہ سیالکوٹ یا نارووال کی تحصیل ہے۔ تقسیم سے پہلے یہ گورداس پور کی تحصیل تھی۔ اب آپ نے جانا ہو لاہور سے انڈیا تو لاہور کے راستے میں جو پہلا بارڈر ہے اس کو کہتے ہیں واہگہ۔ ہمارے ہاں گاؤں کا نام جس کے پاس سرحد واقع ہے۔ اس کا نام ہے: واہگہ۔ یہ ہماری سرحد ہے جس پر چوکی بنی ہوئی ہے اس حد کو کراس کریں گے تو آگے انڈیا کی سرحد اور چوکی بنی ہوئی ہے۔ اس کا نام ہے: اٹاری۔ یعنی ہماری سرحد کے قریب ہندوستان کا جو گاؤں لگتا ہے۔ اس کا نام ہے: اٹاری۔ ہمارے طرف سے جو گاؤں لگتا ہے اس کا نام ہے: واہگہ۔ درمیان میں صرف وہ پٹی جو سرحد کی ہے۔ ایک تو جائیں واہگہ سے اٹاری اور اٹاری سے امرتسر اور امرتسر سے دہلی جارہے ہیں۔ اور اگر آپ دوست جائیں اٹاری سے بٹالے کی جانب تو بیس، پچیس قوس کے فاصلے پر آگے قادیان ہے۔

یہ وہ قادیان ہے جس میں مرزا پیدا ہوا، ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء میں۔ اب مجھے یہاں پر آپ کے پانچ، سات منٹ لینے ہیں۔ اگر آپ توجہ کریں۔ میں نے ایک لفظ بولا کہ مرزا پیدا ہوا سن ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء میں۔ (کتاب البریہ:۱۵۹، خزائن ۱۳: ۱۷۷)

اس کا یہ معنی نہیں ہے کہ پیدا ہوتے ہوتے اس نے دو سال لگا دیئے۔ ان کی کتابوں میں یہی لکھا ہے۔ ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء میں پیدا ہوا۔ میں نے ان کی عبارت نقل کی اور یہ عبارت ہے خود غلام احمد قادیانی کی۔ لیکن آج پوری دنیا کی قادیانیت نے کمر باندھ لی ہے جھوٹ پر۔ پوری قادیانیت مل کر مرزا قادیانی کے جھوٹ کو سچ ثابت کرنے کے درپے ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ: ''مرزا قادیانی ۱۸۳۵ء میں پیدا ہوا تھا۔'' (سیرت المہدی حصہ سوم: ص ۷۲)

مرزا قادیانی کہتا ہے کہ میں ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء میں پیدا ہوا۔لیکن قادیانی کہتے ہیں: نہیں جی! آپ ۱۸۳۵ء میں پیدا ہوئے۔اب آپ دوست پوچھیں کہ قادیانیوں کو یہ ضرورت کیوں پیش آئی؟ میں ایک حساس مسئلہ کی جانب آپ کی توجہ مبذول کرا رہا ہوں۔ مرزا قادیانی نے اپنی مختلف کتابوں میں کرارا، مرارا، لیلا و نہارا دن رات، صبح شام بتکرار باصرار یہی کہا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے ساتھ وعدہ کیا کہ ہم تمہیں ۸۰ سال کی عمر دیں گے۔مرزے قادیانی کی پیشینگوئیوں میں سے ایک پیشینگوئی یہ بھی تھی کہ:

''اللہ تعالیٰ نے میرے ساتھ وعدہ کیا ۸۰ سال عمر ہوگی۔۱،۲،۳،۴،۵،۶ سال زیادہ یا ۱،۲،۳،۴،۵،۶ سال کم۔'' (اربعین نمبر۳ص۸۰،خزائن ۱۷ص۴۲۲)

میں پوچھتا ہوں یہ پیشینگوئی ہے یا موم کا ناک کہ جتنا چاہو اسے کھینچتے چلے جاؤ۔ بھائیو! ابھی میں نے آغاز کیا ہے، قادیانیت کا کیس سمجھانے کے لئے۔آپ دوست سمجھیں پہلے مرحلے میں قادیانیت کس عیاری کا نام ہے۔اگر آپ دوست جاگ رہے ہیں تو میں آپ سے عرض کرتا ہوں: قرآن مجید کی نص قطعی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جس کے متعلق جو لکھ دیا، ایک لمحہ نہ زیادہ ہوسکتا ہے اور نہ کم۔اب مرزا کہتا ہے کہ خدا نے میرے ساتھ وعدہ کیا کہ تیری عمر ۸۰ سال ہوگی۔۵،۶ سال کم یا ۵،۶ سال زیادہ۔اب دیکھئے! حضور ﷺ کی صداقت کو۔آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اِنَّهُ سَيَكُوْنُ فِي اُمَّتِي ثَلاثُوْنَ كَذَّابُوْنَ وَ فِي رِوَايَةٍ دَجَّالُوْنَ'' (ترمذی، باب ما جاء تقوم الساعة حتی یخرج کذابون: ج ۲، ص ۴۵)

﴿میرے بعد جو جھوٹی نبوت کا دعویٰ کریں گے وہ دجال اور کذاب ہوں گے﴾

آپ جانتے ہیں اس بات کو کہ یہ ''دجال'' اور ''کذاب'' مبالغے کے صیغے ہیں۔ ان کی ہر بات کے اندر کذب اور دجل ہوگا۔کوئی ان کی بات کذب بیانی سے، دھوکے دہی سے، دجل سے خالی نہیں ہوگی۔کہتے ہیں کہ دریائے دجلہ کو دجلہ اس لئے کہا جاتا ہے کہ باقی دریاؤں کا پانی نتھر جاتا ہے۔دجلہ کے پانی میں مٹی کی آمیزش اس طرح پانی کے جزو ہوجاتی ہے کہ نتھارنا چاہو تو نتھر نہیں سکتا۔یہ دجال اور کذاب کے صیغے اس لئے استعمال کئے گئے کہ

اس کی ہر بات کے اندر کذب اور دجل ہوگا۔

اب میں آپ دوستوں سے درخواست کرتا ہوں کہ میں نے اس کی پہلی عبارت آپ کے سامنے رکھی کہ میرے ساتھ خدا نے وعدہ کیا ہے کہ تیری عمر ۸۰ سال یا ۵،۶ سال زیادہ یا ۵،۶ سال کم۔ ایک سانس میں اس نے ۱۲ سال کا فرق ڈال دیا۔ ۸۰ سے چھ سال کم کریں تو ۷۴ سال بنتے ہیں۔ ۸۰ سے ۶ سال زیادہ کریں تو ۸۶ سال بنتے ہیں۔ کیا معنی کہ ۷۴ سال سے ۸۶ سال کے عرصہ میں جب بھی مرزا قادیانی مرے تو پیشینگوئی پوری ہو جائے۔

مرزا قادیانی کو خدا نے ہر بات میں جھوٹا کیا

برادران! توجہ کریں۔ میں اب یہاں ایک بات کہتا ہوں اور اپنے تجربے کی بناء پر کہتا ہوں۔ آپ میں سے جو دوست تجربہ کرنا چاہیں، ان شاءاللہ! آپ تجربہ کے بعد مجھ مسکین کا ساتھ دیں گے کہ مرزا قادیانی جس تحدی کے ساتھ دعویٰ کرتا تھا، اس سے کہیں زیادہ شدت سے میرے رب کی قدرت اس کو جھوٹا کر دیتی تھی۔

اب اس نے کرارا، مرارا، لیلاو نہارا بار بار اس بات کا اصرار کیا کہ میری عمر اتنی ہوگی۔ کریم کے کرم کو دیکھیں کہ مرزا قادیانی پیدا ہوا ۳۹/۱۸۳۹ء یا ۴۰ء میں اور مرا ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو۔ اب ۱۹۰۸ء میں سے نکالیں ۱۸۳۹ء کو یا ۴۰ کو بڑی مشکل کے ساتھ ۶۸ یا ۶۹ سال بنتے ہیں۔ ۷۴ سال تو درکنار، خدا نے ۷۰ کی دہائی کو بھی نہیں پہنچنے دیا۔

میرے بھائیو! ایک بات عرض کرتا ہوں قرآن مجید کی نص قطعی تو رہی اپنی جگہ ''عَلَى الرَّاْسِ وَالْعَيْنِ'' یہ تو ایمان کا حصہ۔ لیکن میں تو اور نیچے اتر کر ایک بات اور عرض کرتا ہوں: خدا کسی کے متعلق کہے کہ یہ فلاں وقت مرے گا۔ ساری دنیا بچانے پر آئے، نہیں بچا سکتی۔ میاں دلائل کے بیان کرنے سے یقین میں اضافہ ہوتا ہے۔ واقعات کے بیان کرنے سے ذہن سازی ہوتی ہے۔ مجھے دونوں کام سرانجام دینے ہیں۔ یہاں پر ایک واقعہ عرض کرتا ہوں:

اپنے اکابر کو بدنام نہ کریں

ہمارے حضرت مولانا مفکر اسلام مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ یہ جناب ذوالفقار علی بھٹو کے ساتھ، مفتی صاحب قائد حزب اختلاف تھے اور جناب بھٹو صاحب قائد ایوان۔ وہ پرائم منسٹر اور یہ قائد حزب اختلاف۔ جناب شاہ فیصل مرحوم شہید ہوئے۔ گورنمنٹ کی جانب سے وفد جانا تھا ان کے جنازے میں۔ حضرت مفتی صاحب کو بھی بھٹو صاحب نے کہا: حضرت! آپ ساتھ چلیں۔ تاکہ اپوزیشن اور گورنمنٹ یعنی پورے پاکستان کی قوم کی نمائندگی ہو جائے۔ حضرت مفتی صاحب کے ساتھ بیٹھ گئے جناب بھٹو صاحب، اور انہوں نے مفتی صاحب سے باتوں باتوں میں کہا، مفتی صاحب! آپ نے ہٹلر کی تاریخ پڑھی ہے؟۔ اب بھٹو صاحب نے پتہ نہیں یہ سوال کیوں کیا؟ میں عرض کئے دیتا ہوں کہ برادران ہٹلر اپنے دشمنوں کو چن چن کر ہلاک کرتا تھا۔ بھٹو صاحب کی اپوزیشن مفتی صاحب۔ وہ دراصل پیغام دے رہے تھے کہ جس طرح ہٹلر اپنے دشمنوں کے ساتھ کرتا تھا۔ میرا بھی مزاج وہی ہے۔ بھٹو صاحب دراصل مفتی صاحب پر دباؤ ڈالنا چاہتے تھے۔ مرعوب کرنا چاہتے تھے۔ آگے حضرت مفتی محمود زیر لب مسکرائے اور فرمایا: بھٹو صاحب! میں نے صرف ہٹلر کی تاریخ پڑھی ہی نہیں۔ بلکہ میں نے اس کے انجام کو بھی پڑھا ہے اور پھر اس کے بعد مفتی صاحب نے اپنا ہاتھ اٹھایا اور رکھا بھٹو صاحب کی کلائی پر اور مفتی صاحب نے اپنی سیٹ پر پوزیشن سنبھالی۔ آنکھوں میں آنکھیں ملائیں۔

ارے! میاں تم جن کے وارث ہو، میں ان کی بات کر رہا ہوں۔ آج اگر آپ کے اور میرے طرز عمل میں فرق آ گیا ہے تو کوئی حق نہیں ہمیں دیوبندی کہلوانے کا۔ نہ کریں بدنام اپنے ان اکابر کو۔ حضرت مفتی صاحب نے ایک منٹ ضائع کئے بغیر جناب بھٹو جو اتنی بڑی رعونت رکھتا تھا۔ اپنے مزاج میں انٹرنیشنل فیم کا آدمی، پرائم منسٹر اور ادھر درویش منش عالم دین۔ آنکھوں میں آنکھیں ملائیں۔ بھٹو صاحب سے کہا: بھٹو صاحب! اللہ نے جو رات قبر میں لکھی ہے، ساری میری سنگت، دوست مل کر بچانا چاہیں تو وہ مجھے اس

سے بچا نہیں سکتے۔ وہ رات قبر میں ہی آئے گی۔ اور جو رات باہر لکھی ہے، ساری دنیا کے میرے مخالف اکٹھے ہو کر وہ رات میری قبر میں لانا چاہیں تو ایسا نہیں ہوگا۔ جو رات لکھی ہے، اسی رات جانا ہے۔ نہ بچانے والے بچا سکتے ہیں اور نہ لے جانے والے اس سے پہلے لے جا سکتے ہیں۔

خدا کا حکم اور فیصلہ اٹل

میرے بھائیو! میں آپ دوستوں سے درخواست کرتا ہوں: اللہ تعالیٰ آپ میں اور مجھ میں یہی اعتماد پیدا فرما دیں، بڑی بہادری کی بات ہے۔ بڑی بہادری اور جرأت کی بات ہے۔ سیدنا علی المرتضیٰؓ سے بھی یہی قول منقول ہے کہ سیدنا علی المرتضیٰؓ نے ارشاد فرمایا کہ: انسان کی اس دھرتی پر سب سے بڑی محافظ اس کی موت ہے کہ اس نے وقت سے پہلے کبھی نہیں آنا۔ خدا کسی کے متعلق فرمائے کہ یہ مرے گا۔ پھر خدا یہ کہے کہ: ”یا یہ یا یہ“

خدا ”یا یہ یا یہ“ نہیں کرتا۔ جب وقت اجل آ جائے تو وہ وقت نہ پہلے ہو سکتا ہے، نہ پیچھے ہو سکتا ہے۔ اب کیا کیا جائے مرزے قادیانی کا؟ بدنصیب ملعون باتیں اپنی طرف سے کرتا ہے اور منسوب اللہ کی طرف کرتا ہے کہ خدا نے مجھے یہ کہا کہ تیری عمر ۸۰ سال ہوگی یا زیادہ یا کم۔ گدھا کہیں کا۔ یہ خدائی وعدہ ہے؟۔

سچے نبی کی سچی پیشینگوئی

میرے بھائیو! میں اب مرزے کے خدائی وعدے کی بات نہیں کرتا۔ اب مصطفائی اشارے کی بات کرتا ہوں۔ آج جنگ ہو رہی ہے۔ وہی بدر کی عصر کے وقت دشمن پہلے پہنچا۔ اس نے اپنے لئے پسندیدہ جگہ کا انتخاب کر لیا۔ رحمت عالم ﷺ رفقاء سمیت پہنچے تاخیر سے۔ یہ دوسری جگہ۔ برادران! اب شام کا وقت ہوا:

☆...... کسی نے خیمے کھڑے کئے۔

☆...... کسی نے آگ جلائی۔

☆...... کسی نے روٹی پکائی۔

☆ ...... کوئی جانوروں کے پانی کا انتظام کر رہا ہے۔

☆ ...... کوئی جگہ بنا رہا ہے سونے کی۔

سارے اپنے اپنے کاموں میں لگے ہیں۔ ادھر رحمت عالم ﷺ نے سیدنا صدیق اکبرؓ اور دوسرے رفقاء سے فرمایا: مجھے وہاں لے چلو، جہاں کل جنگ ہونی ہے۔ یہ ایک، دو صحابہؓ رحمت عالم ﷺ کو لئے، رحمت عالم ﷺ چلے ہیں میدان کی جانب۔

☆ ...... آپ کے ہاتھ میں لکڑی۔

☆ ...... چلتے چلتے ایک جگہ رکے حضور ﷺ۔

☆ ...... اپنے اس عصاء مبارک سے نشان لگایا۔

☆ ...... کہ کل یہاں پر ابو جہل تڑپے گا۔

☆ ...... چار قدم آگے چلے ایک اور نشان لگایا۔

☆ ...... کہ کل یہاں پر عتبہ تڑپے گا۔

☆ ...... آگے چلے ایک اور نشان لگایا۔

☆ ...... کہ یہاں کل ابولہب پھڑکے گا۔

صحابہ کرامؓ کہتے ہیں: دوسرے دن ہوئی جنگ۔ شام کو دیکھنے والے چشم فلک نے نظارہ کیا: جہاں نبوت نے نشان لگایا تھا، وہ وہیں پر تڑپا جہاں حضور ﷺ نے فرما دیا تھا۔ ایسے ہی نہیں کہ مرے تو ہوں، مگر عتبہ کے نشان پر ابو جہل اور ابو جہل کے نشان پر ابولہب۔ ایسے بھی نہیں۔ ہر فرد وہیں گرا، جہاں حضور ﷺ نے فرمایا تھا۔ اسی نشان پر نہ آگے نہ پیچھے۔

(صحیح مسلم، باب غزوۃ بدر: ج۲، ص۱۰۲)

قبلہ! نبوت کی پیشنگوئی یوں ہوا کرتی ہے۔ نبی اس وقت تک نہیں بولتا جب تک خدا بلوائے نا! جب نبی بول پڑے۔ میرے اللہ نے ذمہ لے رکھا ہے اس بات کا کہ میں نے اپنے نبی کی بات کو جھوٹا نہیں ہونے دینا۔ مثلاً: آپ نے کہا: مغرب ہونے سے پہلے یہ کام ہوگا۔ فلاں لشکر آئے گا، فلاں قافلہ آئے گا۔ مکہ میں مغرب کا وقت ہوا چاہتا ہے۔

قافلے والوں کو کوئی رکاوٹ پڑ گئی، نہیں پہنچے۔ میرا رب کہے گا سورج کو کہ: رک جا۔ تو نہیں غروب ہوسکتا جب تک قافلہ مکہ میں نہ آ جائے۔ نبوت ہے مذاق تو نہیں۔

مرزا قادیانی کی کتابیں اس کے الہام کی طرح جھوٹی

بھائیو! کہاں یاد آئے مجھے سرسید۔ سرسید کے بھی الٹے پلٹے عقائد تھے۔ آپ دوستوں کو بھی معلوم ہے، جانتے بھی ہو اور مانتے بھی۔ لیکن سرسید سے کسی نے پوچھا کہ مرزے قادیانی کی کتابوں کے بارے میں آپ کی رائے کیا ہے؟ تو سرسید نے جواب دیا: مرزا قادیانی کی کتابیں بھی اس کے الہام کی طرح ہیں۔ نہ دین کے کام کی نہ دنیا کے کام کی۔ سرسید نے ایک اور بات بھی کہی۔ جاگ رہے ہو۔ اس نے کہا: بدنصیب مرزے قادیانی کو پتہ بھی نہیں تھا کہ نبی کیا ہوتا ہے۔ اگر نبوت کے منصب کا اس کو پتہ ہوتا یا کسی قادیانی کو نبوت کے منصب کا پتہ ہوتا تو کبھی وہ نبوت کا دعویٰ نہ کرتا۔ یا یہ بدنصیب اس کو نبی نہ مانتے۔

قبلہ! نبوت مسکرائے تو جنت میں بہار آتی ہے۔ اب میں کیا کروں کہ کثرت ہجوم کی وجہ سے انتخاب کرنا مشکل ہو رہا ہے کہ کس بات کو چھوڑوں اور کس بات کو لوں۔

خدا کہے کسی کے متعلق یہ اس وقت مرے گا اور وہ اس وقت نہ مرے۔ خدا کہے کسی کے متعلق کہ اس کی اتنی عمر ہوگی اور اس کی اتنی عمر نہ ہو۔ میں آپ سے پوچھتا ہوں: کیا یہ ممکن ہے؟۔ نہیں۔ لیکن کیا کیا جائے اس امر کا کہ پوری قادیانیت آج ایک نیا علم الکلام ہمیں دینا چاہتی ہے۔ وہ کہتی ہے کہ تسلیم کر لو اس بات کو کہ اللہ کی بات بھی غلط ہوسکتی ہے۔ میں نے جواب میں کہا: اللہ کی بات نہیں، وہ تو نبی کی بات بھی غلط نہیں ہوتی۔ تم خدا کی بات کرتے ہو۔ میں تو مصطفیٰ کی بات کر رہا ہوں۔

بھائیو! مرزے قادیانی نے کہا: میری عمر ۸۰ سال یا ۸۶ سال یا ۷۴ سال ہوگی۔ پیدا ہوا ۱۸۳۹ء میں ۱۸۴۰ء میں۔ مرا ۲۶ رمئی ۱۹۰۸ء میں۔ شاید پھر اس بات کا تذکرہ آئے یا نہ

آئے ابھی عرض کئے دیتا ہوں۔ مرزا قادیانی مرا کس شان سے؟ توبہ، الامان والحفیظ۔ تیری حکمتوں پر خداوند میرے ماں، باپ بھی قربان۔ اس حالت میں مرا کہ منہ سے قے اور پچھلے راستے سے غلاظت۔ اس حالت میں مرا جس کی یہ حالت ہو۔ دوستو! وہ کچھ بھی ہو سکتا ہے۔ لیکن مل کر کہہ دو: کہ وہ اللہ کا نبی......؟ نہیں ہو سکتا۔

نبی کو بوقت وفات اختیار

دوستو! آپ تصور بھی کر سکتے ہیں اس بات کا کہ ایک امتی اور نبی کی موت میں کتنا فرق ہوتا ہے۔ آپ کے اور میرے جب مرنے کا وقت آئے گا تو فرشتہ آئے گا۔ یہاں رکھا انگوٹھا، نکالی جان۔ یہ جا، وہ جا۔ رہے نبی تو انتقال سے پہلے انہیں اختیار دیا جاتا ہے کہ اس دنیا میں رہنا چاہتے ہو یا رب کے حضور چلنا چاہتے ہو؟ یہ ایک اور بات ہے کہ آج تک کسی نبی نے یہ نہیں کہا کہ: مجھے یہاں رہنا ہے۔ سب نے یہی کہا: چلتے ہیں۔

میرے بھائیو! (مشکوٰۃ، باب بدالخلق وذکرالانبیاء: ص۵۰۷ پر) ایک روایت ہے کہ:

سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئے ملک الموت، حضرت چلیں تیاری کریں۔ اب وہ انسانی شکل میں۔ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کہتے ہیں: یہ کون ہے جو مجھے کہتے ہیں کہ: حضرت! چلیں کیا؟ ملک الموت گیا رب کے حضور۔ پوچھا کیا ہوا؟۔ فرمایا: یا اللہ! جان لینے گیا تھا، آنکھ دے کر آیا ہوں۔ میرے رب نے کمیشن نہیں بٹھایا۔ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو شوکاز نوٹس جاری نہیں کیا۔ سیدنا موسیٰ علیہ السلام پر قدغن نہیں لگایا۔ فرشتے کو کہا: میں اپنی قدرت سے تیری آنکھ ٹھیک کر دیتا ہوں۔ پر میں نے اپنے نبی سے نہیں پوچھنا کہ تو نے کیا کیا؟ پھر اس فرشتے کو کہا: پھر جاؤ۔ جب جانا، سلام کر کے جانا۔ اجازت مانگ کے جانا۔ ان سے کہنا رب پروردگار عالم فرماتے ہیں کہ اس دنیا میں رہنا چاہتے ہو یا چلنا چاہتے ہو؟ اگر آپ اس دنیا میں رہنا چاہیں تو یہی اپنا ہاتھ مبارک کسی بالوں والے جانور کی پشت کے اوپر رکھ دیں۔ جتنے بال آپ کے ہاتھ کے نیچے، اتنے سال آپ زندہ رہ سکتے ہیں۔ سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا:

اس کے بعد؟ دو ہزار بال آ گئے تو دو ہزار سال زندہ رہوں گا؟۔ پھر اس کے بعد؟۔ فرشتے نے کہا: جی آخر چلنا تو ہے۔ فرمایا: پھر ابھی چلتے ہیں۔ نبی کی موت اور عام آدمی کی موت میں فرق ہے۔ نبی کو انتقال سے پہلے تخییر دی جاتی ہے۔ لیکن یہ سچے نبی کی بات ہے۔ سچے نبی کے پاس فرشتہ آئے تو اجازتیں لے کر آتا ہے۔ جھوٹے نبی کے پاس فرشتہ آئے تو واش روم سے باہر نہیں نکلنے دیتا۔ ڈبل بیرل خان۔ اوپر سے بھی جاری پیچھے سے بھی جاری، لئے پھرتے ہیں نبوت کو۔

حضور ﷺ کا مقام

بھائیو! صحابہ کرامؓ فرماتے ہیں کہ رحمت عالم ﷺ ہمارے ہاتھ کے ساتھ مصافحہ کرتے تھے۔ پندرہ پندرہ دن تک ہمارے ہاتھوں میں نبوت کے ہاتھ کی ملائمت کے، نرمی کے اثرات باقی رہتے تھے۔ وہ کہتے ہیں: ہم حضور ﷺ سے مصافحہ کرتے تھے تو پندرہ، پندہ دن تک ہاتھوں سے خوشبو نہیں جایا کرتی تھی۔ وہ فرماتے ہیں کہ: مجلس سے اٹھ کر گئے کسی کو تلاش کرنے کی ضرورت ہوتی کہ رحمت عالم ﷺ کس طرف تشریف لے گئے، پوچھنے کی ضرورت نہیں ہوتی تھی۔ گلیوں کی فضائیں خود بتاتی تھیں، ادھر ادھر سے گزر کر گئے۔

ادھر اس کا یہ عالم، غلیظ کہیں کا۔ نہ دین کا نہ دنیا کا خَسِرَ الدُّنیَا وَالْآخِرَۃ اُس نے کہا تھا کہ مجھے ۸۰ سال کی عمر ملے گی یا ۸۶ سال یا ۷۴ سال۔ دجل یہ کیا کہ اتنا فرق ڈال دو کہ اس عرصے میں جب بھی مروں پیشینگوئی پوری ہو جائے۔ چلو اقل مدت تک پہنچ جاتا۔ ۷۴ سال تک ہی پہنچ جاتا سوری کا۔ اللہ پروردگار عالم نے ۶۸، ۶۹ سال میں ٹنٹنا بند کر دیا۔ چل بچو!

میرے بھائیو! پوچھتا ہوں آپ حضرات سے کہ مرزے کی پیشینگوئی سچی ثابت ہوئی یا جھوٹی؟ اب قادیانیوں نے مرزے قادیانی کے مرنے کے بعد پوری قادیانیت ”مِنْ اَوَّلِہٖ اِلٰی آخِرِہٖ“ درپے ہوئی اس امر کے۔

☆...... چھوٹے سے بڑے تک۔

☆...... صحیح سے سقیم تک۔

☆...... کالے سے گورے تک۔

☆...... ایشیاء سے یورپ تک۔

پورے قادیانی جمع ہوئے اس امر پر کہ کسی طرح مرزے قادیانی کو سچا ثابت کریں۔ گدھے کہیں کے۔ نبوت کے راستوں سے، نبوت کے قدموں سے امت سچائیاں تلاش کرتی ہے۔ یہ امت اکٹھی ہوکر نبی کو سچا کرنے کے درپے ہے۔ پیدا ہوا ۳۹ء یا ۴۰ء میں مرا ۲۶؍مئی ۱۹۰۸ء میں، مشکل کے ساتھ اس کی عمر ہوئی ساری ۶۸، ۶۹ سال۔ پیشینگوئی پوری نہیں ہوئی۔

سارے قادیانیوں نے مل کر اب یہ فیصلہ کیا کہ مرزے قادیانی کی وفات کو تو ہم آگے لے جاسکتے نہیں کہ ۱۹۰۸ء کے بجائے ۱۹۱۲ء میں مرا تھا۔ اس طرح کرتے ہیں کہ اس کی تاریخ پیدائش کو پیچھے لے جاتے ہیں۔ اس نے کہا: میں ۳۹ء میں پیدا ہوا۔ انہوں نے کہا: نہیں جی! ۳۵ء میں پیدا ہوا۔ کیا معنی کہ ۶۸ میں ۶ شامل کر کے کسی طرح ۷۴ تک پہنچ جائے۔ تم نے ۷۴ تک کیا پہنچنا ہے کہ رب نے ۱۹۷۴ء کو ہی ان کو کافر قرار دے دیا۔ اسی پر اکتفا کرتے ہیں۔

”وما علینا الا البلاغ المبین“

تحفظ ناموس رسالت ﷺ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ وَكَفىٰ وَسَلامٌ عَلىٰ سَيِّدِ الرُّسُلِ وَخَاتَمِ الْاَنْبِيَاءِ وَعَلىٰ اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهِ الَّذِيْنَ هُمْ خُلاصَةُ الْعَرَبِ الْعَرْبَاءِ وَخَيْرُ الْخَلائِقِ بَعْدَ الْاَنْبِيَاءِ. اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ.

و قال اللہ تعالىٰ: وَالْعَصْرِ إِنَّ الْإِنسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ إِلَّا الَّذِيْنَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ (العصر)

قال النبی ﷺ: لَايُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ. (مشکوٰۃ: ص ۱۲)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلىٰ سَيِّدِنَا وَ مَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلىٰ آلِ سَيِّدِنَا وَ مَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِكْ وَسَلِّمْ وَ صَلِّ كَذَالِكَ عَلىٰ جَمِيْعِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلىٰ الْمَلائِكَةِ الْمُقَرَّبِيْنَ وَعَلىٰ عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ اَجْمَعِيْنَ اِلىٰ يَوْمِ الدِّيْنِ.

تمہید

میرے انتہائی واجب الاحترام دوستو، بزرگو اور بھائیو! آپ حضرات کے اس قائم کردہ مرکز کے حوالے سے بارہا یہاں پر حاضری کی اللہ پاک نے توفیق عنایت فرمائی۔ البتہ گفتگو کے حوالے سے یہ پہلی مجلس ہے۔اس مجلس میں میرے ذمہ جو عنوان لگایا گیا ہے وہ یہ ہے کہ ہمیں رحمت عالم ﷺ کی عزت و ناموس کے تحفظ کے حوالے سے اپنے کام کا آغاز قرآن اور سنت کی روشنی میں کس طرح کرنا چاہیئے۔اس لئے میں نے آج کی اس مجلس کی گفتگو کے لئے اس سورۂ مبارکہ کا انتخاب کیا:

سورۃ کی جامعیت

برادران عزیز! عالم اسلام کے ممتاز رہنما و امام، حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ: اگر پورے قرآن مجید میں کچھ اور نازل نہ ہوتا۔ صرف یہ چھوٹی سی سورۃ جو تین آیات پر مشتمل ہے، اگر یہی سورۃ نازل ہوتی تو اس ایک سورۃ میں پوری انسانیت کے لئے قیامت کی صبح تک کے لئے دستور عمل موجود ہے۔

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: یہ عمارت ہے جو آپ حضرات کو نظر آرہی ہے۔ یہ نظر آنے سے پہلے اس کا وجود تھا، جو بنانے والے کے اپنے ذہن میں تھا۔ دل میں خواہش ظاہر کی، دماغ میں اس کا خاکہ تیار کیا۔ اس خاکے کے تیار ہونے کے بعد پھر یہ بلڈنگ تیار ہوئی۔ دل خواہش کا احترام کرے اور دماغ اس کے لئے خاکہ بنائے۔ آپ اس کو ایمان کے ساتھ تعبیر کر سکتے ہیں۔ پھر عملی طور پر جس وقت وہ کوئی چیز ظاہر ہو جائے۔ آپ اس کو عمل کے ساتھ تعبیر کر سکتے ہیں۔ پھر اس عمل کو بڑھانے کے لئے مسلسل آپ نے یہ کام کیا ہے تو اس کی یہ انفرادی حیثیت سامنے آئی ہے۔ اس کو اور لوگوں کے ساتھ اٹیچ کرنا چاہئے اور اس کی ایسی صورت بنی چاہئے وہ مرحلہ آئے گا۔ ''وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ'' یہ کام بہت مشکل ہے۔ اس کام کو کرنے کے لئے راستے میں مصائب اور تکالیف آئیں گی تو اس کے لئے ''وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ'' پر عمل کرنا ہے۔

سورۃ میں بیان کردہ دفعات اربعہ

بھائیو! میں درخواست کرتا ہوں آپ حضرات سے کہ: کسی بھی کام کو کرنے کے لئے سب سے پہلے منصوبہ بندی، پھر عملی کارروائی، پھر اس کی طرف دوستوں کو متوجہ کرنا اور پھر اس کے کام کے لئے آگے بڑھنا۔ اس جمعیت کو ساتھ لے کر آگے بڑھنا اور اس راستے میں کوئی تکلیف آئے تو پھر تحمل، برداشت اور اسے جھیلنے کا ہمیں جذبہ ہونا چاہئے۔ یہ چار وہ دفعات ہیں۔ آپ دینی کام کرنا چاہیں تب۔ دنیوی کام کرنا چاہیں تب۔ یہ چار ایسی دفعات ہیں کوئی بھی کام کرنے کے لئے ان کے بغیر آپ کو چارہ نہیں۔

میرے واجب الاحترام دوستو! اس سورہ عصر کی چار دفعات کے تذکرے کے

بعد آج کی مجلس میں آپ کو اور مجھ کو سوچنا چاہئے اس امر پر کہ رحمت عالم ﷺ کی عزت و ناموس کے تحفظ کے حوالے سے کام کو بڑھائیں گے تو اسی نہج پر۔ لیکن اس کے کرنے کے لئے کوئی بھی آپ کام کرنا چاہیں۔ سب سے پہلے اپنے دل کو آمادہ کریں گے۔ دل اور دماغ جب اس کی اہمیت سمجھیں گے۔ تب وہ اس کی طرف متوجہ ہوں گے۔ ایک کام آپ اپنے ملازم سے بطور جبر کے تو کرا سکتے ہیں۔ وہ اس کی مجبوری ہے۔ لیکن اگر آپ چاہیں کہ وہ ملازم دل و دماغ کی تمام تر توانائی خوشی کے ساتھ صرف کرے تو پہلے اس کام کی اہمیت اس کے دل و دماغ میں بٹھانی چاہئے۔ پھر وہ بڑی خوشی کے ساتھ اپنی ساری صلاحیتیں اس کام کے لئے صرف کرے گا اور کام کو کام سمجھ کر وہ اس میں جت جائے گا۔

بعثت نبوی اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا احسان

میرے واجب الاحترام بھائیو! مجھے آپ حضرات سے درخواست کرنا ہے کہ حضور ﷺ کی تشریف آوری کے ضمن میں اللہ تعالیٰ نے:

☆...... چاند اور ستارے بنائے۔

☆...... پھل اور پھول پیدا کئے۔

☆...... مشرق اور مغرب کی سمتیں متعین کیں۔

☆...... شمال اور جنوب کی سمتیں متعین کیں۔

☆...... ہواؤں اور فضاؤں کو پیدا کیا۔

☆...... آپ کو اور مجھے پیدا کیا۔

☆...... ہماری آل اور اولاد کو پیدا کیا۔

کسی بھی بڑی سے بڑی نعمت دے کر اللہ نے اس پر احسان نہیں جتلایا۔ لیکن جس وقت محمد عربی ﷺ کی باری آئی تو حق تعالیٰ نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا:

”لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلاً“ (ال عمران:۱۶۴)

یہ میرا تم پر احسان ہے کہ میں نے اپنے خزانۂ قدرت کی سب سے قیمتی چیز تمہیں عنایت کی۔

تحفظ ناموس رسالت کس قدر اہم کام

☆...... ایک کام کی اہمیت میرے نزدیک ہے۔

☆...... ایک کام کی اہمیت آپ کے نزدیک ہے۔

ہر ایک کی اپنی اپنی ترجیحات ہوتی ہیں۔حضور ﷺ کی ذات اقدس کے حوالے سے رب کا قرآن، حضور ﷺ کی عزت وناموس کے حوالے سے کلام اللہ کا اسلوب بیان یہ بتاتا ہے کہ حق تعالیٰ کی قدرت کاملہ اس مسئلے میں کتنی حساس ہے۔ پھر ایک بات اور آپ سے عرض کرتا ہوں، وہ یہ کہ دنیا میں جو چیز جتنی زیادہ قیمتی ہوگی، اس کی اتنی زیادہ حفاظت کی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔

☆...... آپ کے گھر میں چینی پڑی ہے۔

☆...... گھر میں نمک پڑا ہے۔

آپ نمک کی اتنی حفاظت نہیں کریں گے، جتنی چینی کی حفاظت کریں گے۔

☆...... گھر میں ضرورت کی اشیاء موجود ہیں۔

☆...... گھر میں سونا، چاندی اور نقدی موجود ہے۔

آپ باقی اشیاء کی اتنی حفاظت نہیں کریں گے جتنی سونا، چاندی اور نقدی کی کریں گے۔اس سے آگے مثالوں کو پھیلاتے جائیں۔ جو چیز جتنی قیمتی ہوگی، وہ اتنی زیادہ قیمت والی ہوگی۔جتنی زیادہ قیمت والی ہوگی، اتنی زیادہ ضرورت ہے۔اس کا حق بنتا ہے کہ اس کی حفاظت کی جائے۔

☆...... آپ حضرات اپنی چیک بک کی حفاظت کرتے ہیں۔

☆...... جو نقدی پاس ہے، اس کی بھی حفاظت کرتے ہیں۔

☆...... سونا گھر میں موجود ہے، اس کی بھی حفاظت کرتے ہیں۔

☆...... چاندی گھر میں موجود ہے، اس کی بھی حفاظت کرتے ہیں۔

☆...... جواہرات گھر میں موجود ہیں، ان کی بھی حفاظت کرتے ہیں۔

لیکن ہر چیز کے لئے آپ کے دل ودماغ میں ترجیحات ہیں۔ جو چیز جتنی زیادہ

قیمتی ہوگی، وہ اتنی زیادہ حفاظت کی طالب ہوگی۔

دوستو! مال ایک قیمتی چیز ہے۔ آپ اور میں بلکہ دنیا کا ہر آدمی رزق حلال کی کوشش اور اس کی کاوش یعنی اس کو وصول کرنے کے لئے کوشش کرتا ہے۔ اور کرنی بھی چاہیئے۔ کیونکہ رزق حلال عبادت ہے۔ نیکی کا کام ہے۔ کوئی عیب کی بات نہیں۔ بسا اوقات اس مال کو حاصل کرنے کی خاطر پہلے اس نے محلے کے اندر دکان کھولی۔

☆...... پھر اللہ نے کرم کیا، مارکیٹ کے اندر چلا گیا۔

☆...... پھر اللہ نے وسعت دی تو شہر میں کافی پراپرٹیاں بن گئیں۔

☆...... پھر اللہ کے فضل سے اس نے فیکٹری لگائی۔

☆...... صوبے کی حد تک مال کی سپلائی شروع ہوگئی۔

☆...... اللہ نے کرم کیا، باہر کی دنیا میں برآمد ودرآمد کا سلسلہ شروع ہوگیا۔

کیونکہ مال ایک ایسی چیز ہے کہ آدمی اس کے حصول کے لئے وقت بھی لگاتا ہے۔ اس کے حصول کے لئے اپنی جان کو بھی کھپاتا ہے۔ لیکن یہی مال کمانے والا آدمی صبح شام، دن رات ایک کر کے اس محنت پر لگا ہوا تھا، اگر اس آدمی کی جان کو کوئی تکلیف پہنچ جائے تو پھر سارا مال لگا دے گا اور کوشش کرے گا کہ کسی طرح میری جان بچ جائے۔ یہ کوئی منطق اور فلسفہ نہیں۔ یہ ایک عام سی بات ہے۔

اس سے اتنی بات تو بہرحال ثابت ہوگئی کہ مال ایک قیمتی چیز ہے۔ لیکن جان اس سے بھی زیادہ قیمتی چیز ہے۔ یہی جان جو وہ بچانے کے لئے اپنا سب کچھ قربان کرنے کے لئے تیار ہے۔ اگر اس آدمی کی عزت وناموس پر حملہ ہوجائے تو یہ آدمی پھر مال بھی حتیٰ کہ اپنی جان بھی قربان کر کے اپنی عزت کو بچائے گا۔ اس سے یہ بات ثابت ہوئی کہ مال قیمتی چیز ہے اور جان اس سے بھی زیادہ قیمتی چیز ہے۔ مگر عزت اور ناموس اس سے بھی زیادہ قیمتی چیز ہے۔

میرے واجب الاحترام دوستو! بعینہٖ:

☆...... اولیاء کرام رحمتہ اللہ علیہم انتہائی قیمتی چیز ہیں۔

☆...... صحابہ کرامؓ ان سے بھی زیادہ قیمتی ہیں۔

☆...... پھر انبیاء علیہم السلام ان سے بھی زیادہ قیمتی ہیں۔

☆...... لیکن خاتم الانبیاء ﷺ ان سب سے زیادہ قیمتی ہیں۔

میرے واجب الاحترام دوستو! حدیث شریف میں کہا گیا ہے کہ:

''لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ'' (مشکوٰۃ:۱۲) ﴿تم میں سے کوئی آدمی اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ وہ میرے ساتھ، اپنے ماں باپ، آل اولاد اور تمام لوگوں سے بھی زیادہ محبت کا معاملہ نہ کرے۔﴾

تو حضور سرور کائنات ﷺ کی عزت و ناموس، آپ ﷺ کے ساتھ محبت رکھنا، ماں باپ، اولاد حتیٰ کہ اپنی جان سے بھی زیادہ الفت رکھنا، اسلام اس کا ہم سے مطالبہ کرتا ہے۔ اسلام کی یہ ڈیمانڈ ہے کہ یہ چیز دو گے، تب تم اس دائرے میں داخل ہوسکو گے۔

تحفظ ناموس رسالت ﷺ اور حضرات صحابہ کرامؓ

میرے واجب الاحترام دوستو! آپ کی مجلس میں اس ساری گفتگو کو لے کر چلتے ہیں۔ صحابہ کرامؓ کے طرز عمل کی طرف جو تشریحات اور گفتگو آپ اور میں اسلام کے اس عنوان کے حوالے سے کر رہے ہیں۔ یہ بہر حال حضرات صحابہ کرامؓ کے دل و دماغ میں بھی تھیں۔ دین اسی تعامل کا نام ہے اور اسی ورثے کا نام ہے تو ہمیں سب سے پہلے انہی کے دروازے پر چلنا چاہئے، ان سے پوچھنا چاہئے کہ آپ حضرات اس مسئلے میں کیا فرماتے ہیں۔ میں درخواست کرتا ہوں آپ دوستوں سے کہ سرور کائنات ﷺ کے وصال کے بعد صحابہ کرامؓ کا سو سال سے زائد پیریڈ چلتا ہے۔ ایک سو دس ہجری تک آخری صحابی کا انتقال ہوا۔

بہر حال سو سال تک صحابہ کرامؓ پھر تابعینؒ کا دور شروع ہوتا ہے یعنی صحابہ کرامؓ کا دور ختم ہوا پھر تابعینؒ کا دور شروع ہوتا ہے۔ آج کی مجلس میں معاذ اللہ! میں کوئی اپنی علمی تفوق کی وجہ سے نہیں۔ بلکہ میں آپ کا خادم اور رضا کار ہوں۔ اللہ تعالیٰ محفوظ فرمائے ریا کاری سے۔ میں ریا کاری نہیں کرتا۔ میں اپنے دل میں اللہ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں آپ

دوستوں کی جوتیاں اٹھاؤں پھر بھی آپ حضرات کا حق ادا نہیں کر سکتا۔ میں اس قابل نہیں کہ میں دعویٰ کروں۔ لیکن میں آپ حضرات کو اس طرف ضرور متوجہ کروں گا کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ کرامؓ ہیں۔ اور یہ میرے رب کی تقسیم سمجھیں۔ میرے رب کی حکمت بالغہ سمجھیں، اس کو حسن اتفاق کہیں، کوئی بھی تعبیر کریں، وہ آپ حضرات کی مرضی کہ رب کریم کے انبیاء کی تعداد بھی ایک لاکھ چوبیس ہزار، محمد عربی ﷺ کے صحابہ کرامؓ کی تعداد بھی ایک لاکھ چوبیس ہزار ہے۔

ایک لاکھ چوبیس ہزار میں سے ایک مثال آپ حضرات ایسی پیش نہیں کر سکتے کہ کسی صحابیؓ کے سامنے کسی دشمن نے معمولی طور پر بھی اشارے اور کنائے سے آپ ﷺ کی توہین کی ہو اور کسی ایک صحابیؓ نے اس کو برداشت کر لیا ہو۔ پوری اسلام کی تاریخ میں اس کی ایک مثال بھی پیش نہیں کی جا سکتی۔ حتیٰ کہ اگر باپ نے کوئی توہین کا ارتکاب کیا اور بیٹا صحابیؓ تھا تو وہ جس طرح ایک آدمی حقیقتاً انگاروں پر لوٹ جاتا ہے۔ اس صحابیؓ کی اسی طرح کیفیت ہو گئی۔ وہ اپنے باپ کو سبق سکھانے کے درپے ہو گیا کہ آپ کا اور میرا باپ بیٹے کا رشتہ اپنی جگہ، نبوت کے ساتھ ایک امتی کا جو رشتہ ہے، اس رشتے کے ساتھ یہ رشتہ مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اگر تم نے نبوت کے معاملے میں زبان کھولنے کی جرأت کی یا میرے کان نہیں رہیں گے یا پھر آپ کی زبان نہیں رہے گی۔ یہ حضرات صحابہ کرامؓ کا طرز عمل تھا۔ اتنی گفتگو تو میں نے جنرل طور پر کی۔ اب آپ کو اور مجھے چلنا چاہئے اور سوچنا چاہئے حضور ﷺ کی عزت وناموس کے حوالے سے، ختم نبوت کے عنوان سے۔

دور نبوت میں جھوٹے مدعیان نبوت کا وجود

میرے واجب الاحترام دوستو! حضور ﷺ کے آخری زمانہ حیات میں تین افراد نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔

☆...... ان میں ایک مسیلمہ کذاب تھا۔

☆...... ان میں ایک اسود عنسی تھا۔

☆...... ان میں ایک طلیحہ اسدی تھا۔

دورخلافت صدیق اکبرؓ میں اہم امور کی سرانجامی

میرے واجب الاحترام دوستو، بزرگو اور بھائیو! حضور ﷺ کے وصال کے بعد سیدنا صدیق اکبرؓ خلیفہ بنے۔ سیدنا صدیق اکبرؓ کے سامنے خلافت کا منصب سنبھالنے کے بعد دو، تین اہم کام تھے۔ جنہیں مہمات امور میں سے کہا جاتا ہے۔

پہلا کام یہ تھا کہ رحمت عالم ﷺ نے اپنے وصال سے پہلے اپنے ایک صحابی سیدنا اسامہؓ کو ایک لشکر دے کر رومیوں کی طرف روانہ کیا تھا۔ عرب کا مزاج یہ تھا کہ جب کبھی کوئی سفر درپیش ہوتا، شہر سے نکل کر بالکل حدود عبور کرتے ہی پہلے دن وہاں پڑاؤ کر لیتے اور اس کا فائدہ یہ ہوتا تھا کہ اگر کسی ساتھی کو کوئی ضرورت ہے، کوئی کام رہ گیا، کوئی بات پوچھنی تھی۔ کسی سامان کی ضرورت تھی، وہ دوڑ کر شہر سے لے آئے، تاکہ تیاری مکمل ہو جائے۔ اگلے دن صبح نماز پڑھتے ہی سفر شروع کر دیتے تھے۔ جب واپس آتے تھے تو پھر آ کر پڑاؤ کرتے تھے کہ اتنے دنوں کے بعد آئے ہیں۔ (طبقات ابن سعد: ج۲، ص۱۸۹ تا ۱۹۲)

☆ ...... کوئی فوت ہوا۔

☆ ...... کوئی بیمار ہے۔

☆ ...... کسی کی تعزیت کرنی ہے۔

☆ ...... کسی کا جھگڑا ہے تو صلح کرانی ہے۔

☆ ...... کوئی بچہ پیدا ہوا تو اس کو مبارکباد دینی ہے۔

شہر کے حالات سے باخبر ہو جائے۔ اگلے دن تازہ دم ہو کر نکلتے تھے۔ ان کا یہ مزاج تھا۔ رحمت عالم ﷺ نے سیدنا اسامہؓ کو روانہ کیا۔ اس لشکر نے اپنی روٹین کے مطابق باہر جا کر پڑاؤ کیا۔ آپ ﷺ کی طبیعت مبارک ٹھیک نہیں تھی۔ چنانچہ پیغام بھیج کر پتہ کرایا گیا کہ آپ ﷺ کی طبیعت اور زیادہ خراب ہو گئی ہے۔ انہوں نے ایک دن کے لئے سفر اور ملتوی کیا۔ دوسرے دن پیغام ملا کہ آپ ﷺ کی طبیعت اور زیادہ خراب ہو گئی ہے۔ انہوں نے سفر کو روک دیا۔ حتیٰ کہ آپ ﷺ کا وصال ہوا تو یہ سارا لشکر بعینہٖ مدینہ طیبہ واپس آ گیا۔ انہوں نے آگے سفر نہیں کیا۔

سیدنا صدیق اکبرؓ مسند آراء خلافت ہوئے تو سب سے پہلے یہ مسئلہ درپیش آیا کہ اس لشکر کو روانہ کیا جائے یا نہ کیا جائے۔ جب کہ حضرت سیدنا اسامہؓ کی اپنی رائے یہ تھی۔

حضرت اسامہؓ کا تعارف

اب میں آپ حضرات کو کس طرح عرض کروں کہ یہ اسامہؓ کون ہیں؟۔ حضور ﷺ کے والد گرامی سیدنا عبداللہ کی ایک باندی تھی۔ ان کا نام تھا ام ایمنؓ۔ آپ ﷺ کے والد گرامی کا وصال ہوا۔ اس کے بعد حضور ﷺ کی پیدائش ہوئی۔ یہ ام ایمنؓ خدمت کرتی تھیں حضرت سیدہ آمنہؓ کی۔ ام ایمنؓ کو یہ شرف حاصل ہے کہ جن عورتوں نے حضور رحمت عالم ﷺ کو دودھ پلایا ہے، ان میں حضرت ام ایمنؓ بھی شریک ہیں۔ یہ ام ایمنؓ وہ ہیں جو حضور ﷺ کی والدہ کے ساتھ حضور ﷺ کو مکہ مکرمہ سے مدینہ طیبہ لے کر گئی تھیں۔ یہ ام ایمنؓ وہ ہیں جس وقت واپس آئے ابواء کے مقام پر پہنچے تو آپ ﷺ کی والدہ کا وصال ہوا۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں: میں اس وقت ۶ سال کا تھا۔ والد کا سایہ پہلے سر سے اٹھ چکا تھا۔ غریب الوطنی کی حالت میں۔

☆...... نہ نھیال میں ہیں، نہ ددھیال میں۔

☆...... نہ مکہ مکرمہ میں ہیں، نہ مدینہ منورہ میں۔

درمیان میں ابواء کے مقام پر والدہ محترمہ کا انتقال ہوا۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ: ام ایمنؓ اور میں نے مل کر اپنی والدہ کی تکفین اور تدفین کا انتظام کیا۔ اگر اللہ نے آپ کے اور میرے سینے میں پتھر نہیں رکھے، دل رکھا ہے تو میں آج پھر آپ کے اور اپنے دل سے اپیل کروں گا کہ ذرا نبوت کے اس طرز عمل کو بھی سمجھنا چاہئے کہ آج ۶ سال کی عمر میں حضور ﷺ اپنی والدہ کو حق تعالیٰ کے سپرد کرتے ہیں۔ پھر ایک وقت یہ بھی آیا کہ دس ہزار قدسیوں کو لیکر رحمت عالم ﷺ نے مکہ مکرمہ کو فتح کیا۔

(بخاری: باب غزوۃ الفتح فی رمضان: ج۲، ص۶۱۳)

لیکن نبوت کی تاریخ گواہ ہے، بڑے کھلے دل کے ساتھ سیرت کا مطالعہ کریں کہ جب کبھی اس روڈ سے حضور ﷺ کا سفر ہوا ہے، کبھی ایسا نہیں ہوا کہ والدہ کی قبر پر

حاضری نہ دی ہو اور کبھی ایسے نہیں ہوا کہ حضور ﷺ نے حاضری دی ہو اور آپ ﷺ کی آنکھیں آنسو نہ بہا رہی ہوں۔

اس حال میں آپ ﷺ حاضری دیتے تھے کہ آنکھوں سے پانی کے چشمے جاری ہوتے تھے اور زبان پہ دعاؤں کے کلمات جاری ہوتے تھے۔ اس حالت میں آپ ﷺ اپنی والدہ محترمہ کی قبر پر حاضری دیا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اور مجھے بھی والدین کا احترام کرنے کی توفیق فرمائے۔ یہی ام ایمنؓ ہیں کہ ایک دن حضور ﷺ تشریف فرما ہیں مدینہ طیبہ میں۔ حضرت عائشہؓ بھی بیٹھی ہیں۔ اسی اثناء میں ایک مائی صاحبہ آئیں۔ حضور ﷺ نے بیٹھنے کا فرمایا۔ حضور ﷺ کے قریب پانی کا بڑا برتن تھا۔ حضور ﷺ اپنی ضرورت کے لئے اس سے پانی لینے لگے۔ وہ مائی صاحبہ وہاں بیٹھی ہیں۔ انہوں نے بھی بیٹھے بیٹھے کہہ دیا کہ فارغ ہو کر مجھے بھی پانی عنایت فرمائیں گے۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں: مجھے حیرت ہوئی، کون عورت ہے کہ جو حضور ﷺ کو حکم کرتی ہے کہ مجھے پانی پلاؤ۔ حضور ﷺ نے میری اس حیرت کو بھانپا، پانی لیا اور پینے کے بعد اس مائی صاحبہ کی خدمت میں پیش کیا۔ فرمایا: عائشہؓ! اس میں حیرت کی کون سی بات ہے۔ تمہیں نہیں معلوم یہ وہ عورت ہے کہ والدہ کے انتقال کے بعد سب سے زیادہ والدہ والی محبت مجھے اس مائی صاحبہ کے گھرانے سے ملی ہے۔ یہ ہیں ام ایمنؓ اور ان کا نکاح حضرت زیدؓ سے ہوا تھا۔

علماء بیٹھے ہیں، اہل علم حضرات بیٹھے ہیں۔ پورے قرآن مجید میں اگر کسی صحابیؓ کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ ان کا بائی نیم قرآن نے تذکرہ کیا ہو تو وہ حضرت زیدؓ ہیں۔ حضرت زیدؓ وہ ہیں کہ جن کا قرآن مجید میں اللہ نے نام لیکر تذکرہ کیا۔ مائی صاحبہ یہ ہیں کہ جن کے لئے حضور سرور کائنات ﷺ دیدۂ دل ہوتے تھے، وہ حضرت اُم ایمنؓ ہیں۔ انہی کے بطن مبارک سے حضرت اسامہؓ پیدا ہوئے۔

حضرت اسامہؓ کو یہ اعزاز اور شرف حاصل ہے کہ نبوت کے آخری جرنیل یہ حضرت اسامہؓ ہیں۔ اس وقت بالکل روم کی یہ کیفیت تھی جو اس وقت امریکہ کی پوزیشن ہے۔ اس وقت سب سے زیادہ سپر پاور جو عیسائیوں کے نزدیک تھی، وہ روم کی تھی۔ اس کو

بھی للکارنے کے لئے آپ ﷺ نے اسامہؓ کو بھیجا تھا اور اگر آپ حضرات اجازت دیں تو میں یہ بھی کہہ دوں کہ تاریخ اپنے آپ کو دہراتی ہے کہ آج اگر عیسائی کے کفر کے مقابلے میں جو آدمی کھڑا ہے۔ نام اس کا بھی اسامہ ہے۔

خیر! یہ جو بات میں آپ دوستوں سے عرض کرنا چاہتا تھا۔ وہ یہ ہے کہ: سیدنا صدیق اکبرؓ مسند آراء خلافت ہوئے۔ سب سے پہلا مسئلہ یہ پیش ہوا کہ جناب اس لشکر کا کیا کرنا ہے۔ خود حضرت اسامہؓ نے آ کر سیدنا فاروق اعظمؓ سے درخواست کی کہ حضرت! حالات ٹھیک نہیں۔ ایک گھر کے بڑے آدمی کا وصال ہو جائے تو بعد میں گھر والوں کو اتنے مسائل پیش آتے ہیں کہ ان کو سنبھالتے سنبھالتے وقت درکار ہوتا ہے۔ چہ جائیکہ رحمت عالم ﷺ کا وصال مبارک ہو۔ آپ ﷺ نے مجھ پر اعتماد فرمایا تھا، شفقت کی تھی۔ وہ اور بات تھی۔ اب وہ حالات نہیں ہیں۔ صحابہ کرامؓ میں جرنیلی کے اعتبار سے سب سے زیادہ کم عمر میں ہوں۔ نوعمر ہوں۔ پہلے تو میری درخواست یہ ہے کہ مدینہ طیبہ کے دفاع کا تقاضا یہ ہے کہ ہمیں سرے سے لشکر کو بھیجنا ہی نہیں چاہئے اور اگر سیدنا صدیق اکبرؓ لشکر کو بھیجنا ہی چاہتے ہیں تو پھر میری جگہ کسی اور آدمی کو جرنیل بنا دیا جائے۔ میں بہرحال نوعمر ہوں۔ کسی تجربہ کار کو آپ جرنیل بنا دیں۔ رضا کارانہ میں بھی اس کے ساتھ جانے کو تیار ہوں۔

چنانچہ سیدنا فاروق اعظمؓ یہ تجویز لے کر سیدنا صدیق اکبرؓ کے پاس آئے اور آ کر ان سے درخواست کی کہ حضرت! پہلے تو مدینہ کے دفاع کا تقاضا یہ ہے کہ آپ لشکر نہ بھیجیں۔ اگر لشکر بھیجنا چاہتے ہیں تو سیدنا اسامہؓ کی بجائے کسی اور کو جرنیل بنا دیں۔ سیدنا صدیق اکبرؓ نے ایک جملہ کہا۔ علماء بیٹھے ہیں، علماء اس پر توجہ کریں گے۔ پوری امت میں سے یہ جملہ سیدنا صدیق اکبرؓ ہی سیدنا فاروق اعظمؓ کو کہہ سکتے ہیں اور کسی کو کہنے کا حق حاصل نہیں۔ فرمایا: ”اَجَبَّارٌ فِی الْجَاهِلِيَّةِ وَخَوَّارٌ فِیْ لِاِسْلَامِ عُمَرَ“ ﴿عمرؓ! جاہلیت میں تو تم بہادر تھے، آج مصلحت کی باتیں کرتے ہو۔﴾ (مشکوٰۃ: باب مناقب ابی بکر: ۵۵۶)

آپ کا کیا خیال ہے کہ حضور ﷺ ایک لشکر کو روانہ کریں اور ابوبکرؓ اس لشکر کی روانگی کو موقوف کر دیں۔ حضور ﷺ ایک جرنیل کو مقرر کریں اور ابوبکرؓ اس جرنیل کو معزول کر دیں۔ جرنیل کو معزول کرنا یا لشکر کی روانگی کو موقوف کرنا تو درکنار، اگر آج آپ مجھے کہیں کہ

حضور ﷺ نے جو اسامہؓ کو جھنڈا دیا تھا۔ تم اس جھنڈے کو تبدیل کر دو، ابوبکر اس جھنڈے کے کپڑے کو بھی تبدیل کرنے کے لئے روادار نہیں۔

میرا صرف اس سے استدلال یہ ہے کہ رحمت عالم ﷺ کے وصال کے بعد ایک قضیہ سیدنا صدیق اکبرؓ کے سامنے آیا۔ اس کے اندر امت کی دو رائے ہوئیں۔ سیدنا عمر فاروقؓ نے ایک رائے دی، سیدنا صدیق اکبرؓ نے دوسری۔ سیدنا صدیق اکبرؓ کی بات مانی گئی۔ لیکن رائے دو تھیں۔

ایک اور مرحلہ پیش آیا کہ اطلاع ملی کہ فلاں فلاں علاقے کے لوگوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا ہے۔ اب کیا کرنا چاہئے؟ سیدنا صدیق اکبرؓ نے فرمایا! جہاد ہوگا۔ حضرت فاروق اعظمؓ پھر آئے۔ فرمایا: حضرت! کمال کرتے ہیں، ابھی تو آپ نے ایک لشکر حضرت اسامہؓ کی سربراہی میں بھیجا ہے۔ اگر آج دوسرا لشکر بھیج دیتے ہیں تو مدینہ طیبہ خالی ہو جائے گا۔ دشمن تاک میں بیٹھا ہے۔ وہ اگر مدینہ طیبہ کی طرف چڑھ دوڑا تو پھر مدینہ کو بچانا ہمارے لئے ممکن نہیں رہے گا۔ یہ کون لوگ ہیں۔ یہ نہیں! ان کے بڑے بھی زکوٰۃ دیں گے۔ آج نہیں، کل معاملہ ذرا سیٹ ہو جائے، مستحکم ہو جائے۔ ان کے خلاف بھی کام کریں گے۔ سیدنا صدیق اکبرؓ نے اس موقع پر بھی ایک جملہ فرمایا: عمرؓ! کیا کرتے ہیں؟:

”قَدْ اِنْقَطَعَ الْوَحْيُ وَ تَمَّ الدِّيْنُ“ (مشکوٰۃ، باب مناقب ابی بکرؓ: ۵۵۶)

﴿وحی منقطع ہوگئی اور دین مکمل ہوگیا﴾

جو حضور ﷺ کے جیتے جی زکوٰۃ میں اونٹنی دیتے تھے اور ساتھ میں رسی بھی دیتے تھے تو آج اگر کہیں کہ اونٹنی لے لو، رسی نہیں دیتے، رسی دینے سے انکار کر دیں تو میں اس رسی کے حصول کے لئے بھی جنگ لڑوں گا۔ اور یہ کہتے تھے کہ اگر اس زمانے میں کوئی بکری دیتا تھا اور اس کے ساتھ بکری کا بچہ بھی دیتا تھا۔ آج اگر کہے کہ بکری کا بچہ نہیں دیتا تو میں اس بچے کے حصول کے لئے بھی ان کے ساتھ جنگ لڑوں گا۔

ایک اور بات کی طرف آپ دوستوں کی توجہ دلاتا ہوں وہ یہ کہ سیدنا صدیق اکبرؓ نے آگے بڑھ کے سیدنا فاروق اعظمؓ کے سینے کے اوپر ہاتھ رکھا، سختی کے ساتھ ان کو جھٹکا دیا۔ فرمایا: عمرؓ! اگر تم بوڑھے ابوبکرؓ کا ساتھ نہیں دے سکتے تو رکاوٹ تو نہ بنو۔

معافی چاہتا ہوں ایک اور جملہ ہے اس کا، یہ بہتر ترجمہ ہے۔ فرمایا: ''اگر میرے گلے کا ہار نہیں بن سکتے تو میرے پاؤں کی زنجیر تو نہ بنو۔'' میرا راستہ چھوڑ دو۔ میں اکیلا ان کے ساتھ لڑوں گا۔ جس وقت یہ کیفیت ہوئی تو بعد میں سیدنا فاروق اعظمؓ فرمایا کرتے تھے لوگو! تمہیں کیا معلوم کہ اس دن سیدنا صدیق اکبرؓ نے میرے سینے پر کیا ہاتھ رکھا۔ ان کے ہاتھ رکھنے کے صدقے اللہ نے میرے سینے کو کھول دیا۔ حضرت عمر فاروقؓ فرماتے ہیں: تم کیا سمجھتے ہو کہ اس دن سیدنا صدیق اکبرؓ بول رہے تھے۔ نہیں! بلکہ زبان صدیق اکبرؓ کی بول رہی تھی اور روح محمد عربی ﷺ کی کام کررہی تھی۔

یہ صدیق اکبرؓ تھے جنہوں نے پوری امت کو ایک لائن میں لگا دیا اور ایک انچ بھی امت کو ادھر ادھر نہیں ہونے دیا۔ اگر اس دن ہم کوئی ترمیم کرتے تو پتہ نہیں دین کا کس طرح حلیہ بگاڑ دیا جاتا۔ تو میں اس حدیث سے صرف اتنا استدلال کرنا چاہتا ہوں کہ زکوٰۃ کے مسئلے پر بھی دو رائے ہوئیں۔ ایک سیدنا صدیق اکبرؓ کی اور ایک سیدنا فاروق اعظمؓ کی۔ لیکن صدیق اکبرؓ کی رائے مانی گئی۔

تیسرا مرحلہ جو پیش آیا۔ اب اطلاع ملی کہ یمامہ کے علاقے میں مسیلمہ کذاب نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ ایک لاکھ آدمی اس کی جماعت میں شریک ہوگیا ہے اور وہ تیاری کررہا ہے ہمارے ساتھ لڑنے کی۔ باقاعدہ ہمارے ساتھ لڑنے کی منصوبہ بندی کررہا ہے۔

میرے واجب الاحترام دوستو! میں نے آپ دوستوں کا بہت وقت لیا اس مسئلہ تک پہنچنے کے لئے۔ اب میں آپ حضرات سے درخواست کرتا ہوں کہ اسلام کی پوری امہات الکتب جو ہیں تاریخ کی، وہ آپ اٹھا کر دیکھ لیں۔ ان دونوں مراحل میں اسامہؓ کی روانگی اور زکوٰۃ کے مسئلہ کی ادائیگی تاریخ میں دونوں قسم کے اختلافات موجود ہیں۔ جب مسیلمہ کذاب کا مسئلہ آیا، جس نے جھوٹا نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔ یہی سیدنا فاروق اعظمؓ جو دونوں مسائل پر اپنا اختلافی نوٹ دے چکے تھے۔ سب سے پہلے یہ کھڑے ہوئے۔ انہوں نے کہا کہ مسیلمہ کذاب کے مقابلے میں جانا ہے۔ سب سے پہلے سیدنا فاروق اعظمؓ کھڑے ہوئے اور درخواست پیش کی کہ:

☆...... حضرت! میرا نام لکھیں۔

☆...... حضرت! میرے بیٹے کا نام لکھیں۔

☆...... حضرت! میرے بھائی کا نام لکھیں۔

اللہ کی شان کہ لشکر روانہ ہوا۔

☆...... سب سے پہلا لشکر حضرت عکرمہؓ کی سربراہی میں۔

☆...... دوسرا لشکر حضرت شرحبیل بن حسنہؓ کی قیادت میں روانہ ہوا۔

نبوت کی ۲۳ سالہ تاریخ میں اسلام کی خاطر جتنی جنگیں لڑی گئیں۔ ان تمام جنگوں میں شہید ہونے والے خواہ وہ جنگ

☆...... بدر کی ہو یا احد کی۔

☆...... خیبر کی ہو یا حنین کی۔

☆...... خندق کی ہو یا تبوک کی۔

☆...... چھوٹی جنگیں ہوں یا بڑی۔

ان تمام جنگوں میں حضور ﷺ کے دور نبوت میں کل جو صحابہ کرامؓ شہید ہوئے ان کی تعداد ۲۵۹ ہے اور رحمت عالم ﷺ کے وصال کے بعد سب سے پہلی جو ختم نبوت کی خاطر جنگ لڑی گئی، اس ایک جنگ میں شہید ہونے والے صحابہ کرامؓ اور تابعینؒ کی تعداد ۱۲۰۰ ہے۔ جن میں ۷۰۰ قرآن مجید کے حافظ وقاری تھے۔

جن میں وہ بدری صحابہ کرامؓ بھی تھے جن کی عظمت کی قسمیں قرآن کھاتا ہے۔ وہ بدری صحابہ کرامؓ جن کی زیارت کے لئے صحابہ کرامؓ جایا کرتے تھے۔ میں ایک بات اور عرض کرتا ہوں۔ بجائے دس مسائل بیان کرنے کے، میری عادت ہے کہ جس موضوع پر بات کی جائے۔ اس کا کوئی پہلو ادھورا نہ رہ جائے۔ میں نے جنگ کی تفصیلات آپ حضرات کی وجہ سے بہت ساری چھوڑ دی ہیں۔ ایک بات کہے بغیر کوئی چارہ نہیں۔ علماء سے ایک مسئلہ پوچھیں کہ دنیا میں ایمان کے بعد سب سے بڑی نیکی کون سی ہے؟

☆...... نماز پڑھنا بہت بڑی نیکی ہے، لیکن سب سے بڑی نیکی نہیں۔

☆...... تبلیغ کرنا بہت بڑی نیکی ہے، لیکن سب سے بڑی نیکی نہیں۔

☆...... والدین کی خدمت نیکی ہے، لیکن سب سے بڑی نیکی نہیں۔

☆…… شہید ہونا بہت بڑی نیکی ہے، لیکن سب سے بڑی نیکی نہیں۔

☆…… عالم بننا بہت بڑی نیکی ہے، لیکن سب سے بڑی نیکی نہیں۔

واجب الاحترام دوستو! دنیا میں ایمان کے بعد سب سے بڑی نیکی نبوت کا دیدار ہوا کرتا ہے۔ یہ اتنی بڑی نیکی ہے کہ کائنات کی کوئی بڑی سے بڑی نیکی اس کا مقابلہ نہیں کرسکتی۔

اس وقت مسلمانوں کی تعداد دنیا میں ایک ارب ستاون کروڑ ہے۔ آپ سب ایک ارب ستاون کروڑ مسلمان، سب بن جاؤ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ یا امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، پھر اللہ دے تم سب کو کروڑ سال کی زندگی، وہ کروڑ سال بھی تمہارے گزریں بیت اللہ میں، جہاں ایک کے بدلے لاکھ ملتا ہے، ایک ارب ستاون کروڑ مسلمانوں کی کروڑوں سال کی عبادت ایک طرف، ایک صحابیؓ کا پلک جھپکتے حضور ﷺ کو دیکھنا ایک طرف۔ یہ زیادہ افضل ہے۔

قبلہ! اگر نبوت کے چہرے کو دیکھنا اتنا بڑا اعزاز ہے تو نبوت کا اپنا کیا مقام ہوگا۔ یہی تو میں نے آپ کو مسئلہ سمجھایا کہ میرے اللہ فرماتے ہیں:

"لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ إِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلاً" (ال عمران:۱۶۴)

جس کا مفہوم یہ ہے کہ میرے اللہ کے خزانے میں، خزانہ بھی وہ کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

☆…… مشرق سے لے کر مغرب تک۔

☆…… شمال سے لے کر جنوب تک۔

ہر آدمی کھڑا ہوکر مجھ سے مانگنا شروع کردے۔ وہ بھی اپنی مرضی کے مطابق۔ ایک آدمی مطالبہ کرے کہ زمین آسمان کے درمیان جو خلاء ہے۔ مجھ کو وہ غلے سے بھر کردے دیا جائے۔ دوسرا کہے کہ مجھ کو سونے سے بھر کردے دیا جائے۔ ہر آدمی مانگتا جائے۔ میں اس کی ضرورتوں کو پورا کرتا جاؤں۔ کل کائنات کی ضرورتوں کو پورا کرنے کے باوجود مچھر کے پر کے برابر میرے خزانے میں کمی واقع نہیں ہوگی۔ یہ خزانہ میرے رب کا، اس خزانے کا حاصل، اصل الاصول، اس خزانے کا سب سے قیمتی اثاثہ، سب سے گرانقدر سرمایہ جو ہے وہ

حضور ﷺ کی ذات اقدس ہے۔

میرے واجب الاحترام دوستو!

☆...... میں آپ دوستوں کے ذوق کی بات نہیں کر رہا۔

☆...... میں اپنے ذوق کی بات نہیں کر رہا۔

☆...... میں صحابہؓ کے ذوق کی بات کر رہا ہوں۔

میں اس سے استدلال یہ کرنا چاہتا ہوں کہ صحابہ کرامؓ کو اس کثرت کے ساتھ پورے دین کے تحفظ اور بقاء کے لئے اتنی قربانی نہیں دینی پڑی، جتنی ختم نبوت کے مسئلہ کے لئے صحابہ کرامؓ کو قربانی دینی پڑی۔

میں ایک بات اور آپ دوستوں کی خدمت میں عرض کرتا ہوں۔ توجہ فرمائیں! یہی جنگ ہے یمامہ کی۔ جس جنگ کے بعد باقاعدہ صحابہ کرامؓ کی کمیٹی بیٹھی۔

(مشکوٰۃ، کتاب فضائل القرآن: ص۱۹۳)

سیدنا صدیق اکبرؓ کے عہد خلافت میں مشورہ کیا گیا اس مسئلہ پر کہ حضرت آپ ارشاد فرمائیں کہ شب و روز اس طرح جنگیں ہوتی رہیں اور اس طرح حفاظ اور قراء شہید ہوتے رہے تو قرآن مجید کا کیا بنے گا؟۔ آج سیدنا صدیق اکبرؓ نے کمیٹی بنا کر فرمایا کہ: یہ چند آدمی اس کام کے لئے فارغ ہو جائیں۔ پورا قرآن مجید محفوظ تھا۔ اس کی جمع اور ترتیب کا کام تھا۔ فرمایا: یہ کمیٹی آج کام دے گی۔

ہمارے ہاں مشہور ہے کہ حضرت عثمانؓ نے قرآن مجید کو جمع کیا تھا، ایسے نہیں۔ قرآن مجید کو حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ نے جمع کیا تھا۔ اس ختم نبوت کی جنگ کے بعد جمع کیا گیا۔ حضرت سیدنا عثمانؓ کے زمانے میں اس قرآن مجید کے نسخے دنیا کے اندر پھیلائے گئے۔ (مشکوٰۃ: ۱۹۳) گویا کہ:

☆...... جامع قرآن حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ ہیں۔

☆...... ناشر قرآن حضرت سیدنا عثمان ذوالنورینؓ ہیں۔

میرے واجب الاحترام دوستو! اگر آپ حضرات مجھے اجازت دیں تو ایک بات اسی قرآن کے عنوان سے اور عرض کئے دیتا ہوں، اور وہ یہ کہ آپ حضرات کہتے ہیں کہ دنیا

چاند پر پہنچ گئی ہے۔ مجھے اتفاق ہے۔ اگر کہتے ہیں سورج پر پہنچ گئی ہے تو میں اسے بھی مان لوں گا کہ دنیا فلاں سیارے پر چلی گئی ہے۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ آپ حضرات چاند پر چلے جائیں۔ وہاں جا کر دنیا کی حساس ترین دوربین لے کر پوری کائنات کا الٹرا ساؤنڈ کریں تو اس کا نتیجہ مرتب کریں۔ ساری دنیا میں تلاش کرنے کے باوجود حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک کسی نبی کی کوئی وحی آپ کو محفوظ نہیں ملے گی۔ جو ملے گی وہ تغیر وتبدل کا شکار ہے۔ ایک بات اور یاد رکھیں، کوئی اللہ کا نبی ایسا نہیں جسے کوئی معجزہ نہ دیا گیا ہو۔ کوئی اللہ کا نبی ایسا نہیں کہ جسے معراج نہ ہوئی ہو۔ یہ ایک اور بات ہے کہ:

☆...... تمام انبیاء علیہم السلام کو معراج فرش پر ہوئی۔

☆...... اور خاتم الانبیاء ﷺ کو معراج عرش پر ہوئی۔

کوئی نبی ایسا نہیں ملے گا جس پر وحی نہ کی گئی ہو۔ لیکن آپ سروے کریں پوری دنیا میں۔ کسی نبی کی وحی آپ کو محفوظ نہیں ملے گی۔ پھر سر جوڑ کر بیٹھ جائیں اور اس پر نتیجہ بھی مرتب کریں۔ اگر ایکسرے کئے ہیں تو مہربانی کر کے اس کا نتیجہ بھی آپ مرتب کریں۔ پہلے انبیاء کی تعلیمات میں سے کوئی تعلیم جوں کی توں محفوظ نہیں اور محمد عربی ﷺ کی تعلیمات سب سے پہلا وہ قرآن مجید کا نسخہ جو سیدنا صدیق اکبرؓ کے زمانے میں تیار ہوا۔ حضرت عثمانؓ کے زمانے میں جس کی نقلیں تیار کر کے ساری دنیا کے اندر بھیجی گئیں۔ جہاں جہاں اس وقت ممکن تھا۔ وہ پہلا نسخہ حضرت عثمانؓ کے زیر تلاوت تھا جس وقت آپؓ شہید ہوئے، وہ نسخہ آج بھی استنبول کی لائبریری میں موجود ہے۔

اللہ آپ کو توفیق بخشے، جا کر اس نسخے کا اپنے مرکز کے اس نسخے کے ساتھ موازنہ کریں، مقابلہ کریں۔ آپ کو ایک آیت کا بھی فرق نظر نہیں آئے گا۔ بڑے میاں! میں اس سے بھی آگے اور بات کرتا ہوں۔ قرآن مجید رہا اپنی جگہ میں۔ اس سے اور اگلی بات کرتا ہوں کہ اگر کسی بات کو سمجھانے کے لئے آج سے ۱۴۰۰ سال پہلے رحمت عالم ﷺ نے کوئی اشارہ اور کنایہ کر دیا تھا تو میرے اللہ نے حضور ﷺ کے اشاروں اور کنایوں کو بھی شریعت کے اندر محفوظ کر دیا ہے۔ میں معافی چاہتا ہوں وقت کی قلت کی وجہ سے اس پر مثالیں اور دلائل نہیں دے سکتا۔ میں نے آگے سفر کرنا ہے اپنے موضوع کی طرف۔ کبھی آپ دوستوں

نے اس پر بات بھی توجہ دی کہ پہلے انبیاء کرام علیہم السلام کی تعلیمات میں سے کوئی تعلیم محفوظ نہیں۔حضور ﷺ کی تعلیمات میں سے کوئی چیز غیر محفوظ نہیں۔آ خر اس کی وجہ؟۔

بھائی! اگر آپ تھوڑی سی توجہ کریں گے تو اس نتیجہ پر پہنچیں گے کہ تمام انبیاء علیہم السلام محدود وقت اور محدود پروگرام کے لئے آئے تھے۔جس وقت وہ گئے تو ان کی شریعت بھی ان کے ساتھ گئی۔ جب حضور ﷺ تشریف لائے تو قرآن مجید نے جہاں ربوبیت کے لئے اعلان کیا:’’اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ‘‘ (الفاتحہ: ۱)

وہاں حضور ﷺ کی نبوت کے لئے بھی اعلان کیا: ’’وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ‘‘ (الانبیاء: ۱۰۷)

☆...... پہلے کوئی اس علاقے کا نبی۔
☆...... کوئی اس علاقے کا نبی۔
☆...... کوئی اس خطے کا نبی۔
☆...... کوئی اس خطے کا نبی۔

جب حضور ﷺ تشریف لائے تو اللہ نے ساری حدوں اور سرحدوں کو ختم کر کے کل کائنات کو محمد عربی ﷺ کے لئے ون یونٹ بنا دیا؟۔فرما دیا گیا کہ محمد عربی ﷺ! جس طرح کائنات کا کوئی چپہ رب کریم کی ربوبیت سے خالی نہیں، اسی طرح کائنات کا کوئی چپہ محمد عربی ﷺ کی نبوت سے خالی نہیں۔

میرے واجب الاحترام دوستو! اگر آپ دوست اس نقطہ نظر سے سوچنے کی کوشش کریں گے تو سیدنا عثمانؓ کے اس پڑھنے والے قرآن مجید کے نسخے سے لے کر اس موجودہ قرآن مجید کے نسخے تک ہر قرآن آپ کو حضور ﷺ کی ختم نبوت کی گواہی کے طور پر ملے گا۔پھر جب پہلے انبیاء کی تعلیمات محفوظ نہیں۔ان کے صحائف محفوظ ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔لیکن حضور ﷺ کی تعلیمات کا یہ عالم ہے کہ:

☆...... دنیا کے کسی براعظم میں چلے جائیں۔
☆...... کسی اسلامی ملک میں چلے جائیں۔
☆...... کسی اسلامی ملک کے محلے میں چلے جائیں۔

تو آپ کو قرآن مجید کے حافظ نظر آئیں گے۔ اگر اس نقطہ نظر سے دیکھیں تو وہ اصحاب صفہؓ سے لے کر آپ کے اس مرکز میں قرآن کا پڑھنے والا ہر بچہ مجھے حضور ﷺ کی ختم نبوت کی دلیل نظر آتا ہے۔ ذرا اور آگے چلیں، ہمارے قریب ترین زمانہ ہے حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا۔ عیسیٰ علیہ السلام کی امت کو دیکھیں:

☆...... آج وہ ایک گرجا گھر بنائیں گے۔
☆...... ایک عبادت گاہ بنائیں گے۔
☆...... چار دن عبادت کو آئیں گے۔
☆...... چند دن اس میں پوجا پاٹ رہے گی۔
☆...... اس میں صلیب لٹکی رہے گی۔
☆...... ہر سنڈے کو وہاں لیکچر ہوگا۔

لیکن چار دن کے بعد جب رونق ختم ہوگی۔ سیل پہ لگا دیں گے۔ وہاں پر کپڑے کی دکان بن جائے گی۔ وہ دکان نہیں چل سکی تو اگلے دن اسے شراب خانہ بنا دیں گے۔ دن رات کے اندر تبدیلیاں کر سکتے ہیں۔

جہاں تک مسجد کا مسئلہ ہے۔ یہ کہہ دیا گیا جہاں پر مسجد بن جائے۔ قیامت کی صبح تک اس کو کسی اور مقصد کے لئے استعمال نہیں کر سکتے۔ باقی انبیاء کی عبادت گاہوں میں تبدیلی قبول، مسجد میں نہ قبول، کیوں؟ اس لئے کہ وہ انبیاء محدود وقت کے لئے آئے تھے۔ ان کی عبادت گاہیں بھی محدود وقت کے لئے۔ محمد عربی ﷺ تا ابدالآباد اور آپ کی مسجد بھی، آپ کی امت کی بنائی ہوئی مسجدیں بھی تا ابدالآباد۔ اس نقطہ نظر سے دیکھیں گے تو مسجد نبوی سے لے کر آپ حضرات کے اس محلّہ کی مسجد تک، ہر مسجد خود محمد عربی ﷺ کی ختم نبوت کی دلیل نظر آئے گی۔

میرے واجب الاحترام بھائیو! حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ کے زمانہ میں یہ تو تھی اجتماعی جدوجہد۔ اب ذرا انفرادی جدوجہد کی طرف بھی چلتے ہیں۔ اسی مسیلمہ کذاب کا جس نے جھوٹا نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔ اسی مسیلمہ کذاب کے احوال کی تصدیق کرنے کے لئے حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ نے اپنے صحابیؓ کو بھیجا۔ اس صحابیؓ کا نام ہے حضرت سیدنا حبیب

ابن زید انصاریؓ۔ وہ گئے، مسیلمہ کذاب کو پتہ چلا۔ اس نے آؤ دیکھا نہ تاؤ۔ ان کو گرفتار کر کے مسیلمہ کی مجلس میں لائے۔ وہ اس مجلس کا فضل نشین ہے۔ مسیلمہ کذاب کی پارٹی ساری اس کے سامنے بیٹھی ہے۔ یہ صحابی رسول ﷺ آئے۔ ان کو کٹہرے میں کھڑا کر دیا گیا۔ مسیلمہ نے پوچھا کہ:

''اَتَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدً رَّسُوْلَ اللّٰهِ'' ﴿کیا تم اس بات کی گواہی دیتے ہو کہ محمد عربی ﷺ اللہ کے رسول ہیں؟﴾

انہوں نے دل ودماغ کی تمام تر توانائیوں کو جمع کر کے بڑے اہتمام کے ساتھ، رب کریم کی رحمت کی گٹھڑی پر بڑے اطمینان کے ساتھ ہاتھ رکھ کر ارشاد فرمایا:

''اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدً رَّسُوْلُ اللّٰهِ'' ﴿میں گواہی دیتا ہوں جس طرح اللہ وحدہ لاشریک ہے۔ اسی طرح محمد عربی ﷺ بھی اللہ کے رسول ہیں۔﴾

☆...... لوگو! شریک خدا کا کوئی نہیں۔
☆...... مثال حضور ﷺ کی کوئی نہیں۔
☆...... میرا اللہ اپنی توحید میں وحدہ لاشریک۔
☆...... محمد عربی ﷺ اپنی نبوت میں وحدہ لاشریک۔
☆...... ثانی ان کا بھی کوئی نہیں۔
☆...... مثال ان کی بھی کوئی نہیں۔
☆...... جو رب کی توحید میں کسی کو شریک کرے، مسلمان یہ بھی نہیں۔
☆...... جو حضور ﷺ کی نبوت میں کسی کو شریک کرے، مسلمان وہ بھی نہیں۔

مل کر کہہ دو: مسلمان یہ بھی نہیں...... مسلمان یہ بھی نہیں۔ یہ ایمان کی بات ہے۔

مسیلمہ کذاب نے حضرت حبیبؓ سے کہا:

''اَتَشْهَدُ اِنِّی رَسُوْلُ اللّٰهِ'' ﴿اس بات کی گواہی دیتے ہو کہ میں بھی اللہ کا رسول ہوں؟﴾

آپ لوگ پہرہ پنچایت کے لوگ ہیں۔ آپ لوگ عدالتوں اور کچہریوں میں

جاتے ہیں۔ ایک آدمی سے ایک بات پوچھی جاتی ہے کہ ہاں یا نہ میں جواب دے، یا گول کر جائے۔ ہاں یا ناں کے بجائے انہوں نے ایک ایسا انداز اختیار کیا کہ فرمایا:

"اَنَا اَصَمٌّ وَلَا اَسْمَعُ مَا تَقُوْلُ" اس کا عام مفہوم یہ ہے کہ مجھے پتہ نہیں کہ تم کیا بک رہے ہو۔ حضور ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوسکتا۔ یہ بات سننے کے لئے میرے کان آمادہ نہیں۔ میں یہ نہیں سن سکتا کہ حضور ﷺ کے بعد بھی کوئی نبی ہوسکتا ہے۔ مسیلمہ کذاب غصے میں آ کر کہتا ہے:

"اَتَسْمَعُ هٰذَا وَلَا تَسْمَعُ هٰذَا" حضور ﷺ کی نبوت کی گواہی کی بات آتی ہے، وہ تو سن لیتے ہو۔ میری نبوت کی گواہی کی بات آتی ہے نہیں سن سکتے۔ اس نے آرڈر کیا "وَقُتِل" ٹکڑے ٹکڑے کر کے آپ کو شہید کر دیا گیا۔ (اسد الغابہ: ج۱، ۳۶۹)

انہوں نے اپنے جسم و جان کا قیمہ کروا لیا لیکن حضور ﷺ کے بعد کوئی نبی ہوسکتا ہے۔ یہ سننے کے لئے اپنے کان آمادہ نہیں کر سکے۔ قبلہ! صحابہ کرامؓ کا تھا یہ انداز۔

☆...... میں آپ کی بات نہیں کر رہا۔

☆...... میں اپنی بات نہیں کر رہا۔

☆...... میں معاشرے اور ماحول کی بات نہیں کر رہا۔

☆...... میں خیر القرون کی بات کر رہا ہوں۔

کہ حضور ﷺ کی عزت و ناموس کے تحفظ کے لئے اگر ضرورت پڑتی ہے اجتماعی قربانی کی تو حضور ﷺ کی امت کا سب سے قیمتی اثاثہ سیدنا صدیق اکبرؓ اس جان فشانی کے ساتھ اس مسئلے کو حل کرتے ہیں اور اگر انفرادی طور پر ضرورت پڑتی ہے تو انفرادی طور پر صحابہ کرامؓ کا ایک ایک جوڑ کاٹا گیا۔ ایک ایک عضو کاٹا گیا۔

☆...... ایک ہاتھ کاٹا گیا، دوسرا ہاتھ کاٹا گیا۔

☆...... ایک ٹانگ کاٹی گئی، دوسری ٹانگ کاٹی گئی۔

شہادت قبول کر لی۔ لیکن نبی ﷺ کے بعد کوئی نبی ہوسکتا ہے، یہ بات سننے کے لئے اپنے کان آمادہ نہیں کر سکے۔ اور آگے چلیں، یہ تو بات ہے صحابہ کرامؓ کی۔ اب آیئے! تابعین اور ائمہ کے دروازے پر۔ ائمہ سے پوچھتے ہیں حضور ﷺ کی عزت و ناموس کے

حوالے سے:

☆...... قرآن مجید اتنا حساس ہے۔

☆...... صحابہ کرامؓ کا یہ طرز عمل ہے۔

☆...... تابعین کا یہ طریقہ کار ہے۔

تحفظ ختم نبوت اور محدثین وائمہ مجتہدین

آپ ارشاد فرمائیں کہ ائمہ آپ کا کیا خیال ہے۔ میں درخواست کرتا ہوں آپ دوستوں سے کہ بخاری شریف سے لے کر مشکوٰۃ شریف تک، وہ دیکھو!

☆...... امام ابوحنیفہؒ سے لے کر امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ تک۔

☆...... امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے لے کر امام مالک رحمۃ اللہ علیہ تک۔

☆...... امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے لے کر امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ تک۔

تمام تر ائمہ حدیث کے ہوں یا فقہ کے، ان سب کا اتفاق ہے اس بات پر کہ:

''وَدَعْوَی النُّبُوَّةِ بَعْدَ نَبِیِّنَا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم كُفْرٌ بِالْاِ جْمَاعِ'' (شرح فقه اکبر:۲۰۲)

﴿جو شخص حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد نبوت کا دعویٰ کرے، اس کا اور اس کے ماننے والوں کا اسلام اور اہل اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔﴾

یہ امت کی وہ شاہراہ ہے پہلے دن سے لے کر آج تک بار بار اس کے اوپر گاڑی چلتی آ رہی ہے۔ بھائیو! آپ حضرات توجہ کریں ٹھنڈے دل و دماغ کے ساتھ۔ اگر آپ مجھے یہ کہیں کہ مولوی صاحب! اس اپنی پوری گفتگو کو آپ ایک حصے میں بیان کر دیں۔ وہ جملہ میں اس طرح بیان کروں گا۔

ختم نبوت کا تحفظ کرنے والے کا مقام

ساتھیو! ہمت کرو، آگے بڑھو۔ وہ دیکھو رب کریم کی رحمت بھی آپ کا انتظار کر رہی ہے۔ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت بھی آپ کا انتظار کر رہی ہے۔ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت و ناموس کا کام کرنا، دراصل اپنے آپ کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سکیورٹی گارڈز میں شامل کرانے کے مترادف ہے۔

بھائیو! میں آپ دوستوں سے درخواست کرتا ہوں۔ آج آپ پرویز مشرف سے جا کر پوچھیں کہ آپ کے نزدیک ایک فوج کا حصہ وہ ہے جو جی ایچ کیو میں بیٹھا ہے۔ ایک حصہ وہ ہے جو ورکشاپ میں کام کر رہا ہے۔ ایک حصہ وہ ہے جو فلاں فیکٹری میں کام کر رہا ہے۔ ایک محاذ پر کھڑے ہیں۔ ایک نقشہ تیار کر رہے ہیں مختلف سکیموں پر فلاں فلاں جگہ کام ہو رہا ہے۔ لیکن آپ ان سے پوچھیں کہ آپ کے نزدیک سب سے زیادہ قابل اعتماد دستہ کون سا ہے؟ وہ یہی کہے گا کہ میرا سکیورٹی گارڈ دستہ۔ یہ جتنے دین کے شعبے ہیں:

☆ ...... تبلیغ کا ہو، میں اس کی اہمیت کا انکار نہیں کرتا۔

☆ ...... تعلیم کا ہو، میں اس کی اہمیت کا انکار نہیں کرتا۔

☆ ...... جہاد کا ہو، میں اس کی اہمیت کا انکار نہیں کرتا۔

دین کے سارے شعبے ہیں۔ جو جہاں کام کر رہا ہے، اللہ مزید ان کو اخلاص کے ساتھ وہاں پر کام کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ لیکن رحمت عالم ﷺ کی ختم نبوت کا کام کرنا، یہ حضور ﷺ کے سکیورٹی گارڈ میں اپنا نام لکھوانا ہے۔

بھائیو! عہدے کے اعتبار سے ہمارے ملک کے انتظامی امور کے حوالے سے دو بڑے عہدے ہیں: ایک وزیراعظم کا اور دوسرا صدر کا۔ پریذیڈنٹ منصب کے اعتبار سے اور زیادہ قابل اعتبار ہوتا ہے۔ لیکن انتظامی امور کے اعتبار سے ذمہ داری سب سے زیادہ پرائم منسٹر پر ہوتی ہے۔ پریذیڈنٹ کے بعد اگر نیکسٹ ٹو پریذیڈنٹ ہیں تو وہ وزیر اعظم۔ لیکن وزیر اعظم بھی شب و روز بادشاہ کی خدمت میں اتنی ملاقات کے لئے نہیں جا سکتے جتنا کہ:

☆ ...... بادشاہ کو پانی پلانے والا۔

☆ ...... اس کے سامنے فائل رکھنے والا۔

☆ ...... اس کے لئے گیٹ کھولنے والا۔

☆...... اس کی گاڑی صاف کرنے والا۔

وہ دن میں دس مرتبہ اپنے بادشاہ کو دیکھ لیتا ہے۔ پرائم منسٹر منصب کے اعتبار سے وہ سب سے زیادہ قریب ہے پریذیڈنٹ کے۔ لیکن اس کے لئے ہفتے یا مہینے کے بعد ملاقات ہوتی ہوگی۔ یہ ہے تو اس کا نوکر اور چاکر، اس کا خادم لیکن دس دفعہ بادشاہ کی زیارت کرتا ہے۔

☆...... ولی ہو یا غوث۔

☆...... قطب ہو یا ابدال۔

ان کے جتنے منصب ہیں، میں ان کے منصب سے انکار نہیں کر رہا۔ ان سارے منصب کو ماننا میرے ایمان اور عقیدے کا حصہ ہے۔ ان کے احترام میں میری گردن جھک جاتی ہے۔ لیکن اگر سب سے زیادہ حضوری کا شرف حاصل کرنا چاہتے ہو تو حضور ﷺ کی عزت و ناموس کے تحفظ کے لئے کام کرو۔ اسی صدقے میں حضوری کا مقام حاصل ہو جائے گا۔ عزیز دوستو! ”من نه کر دم، شما حذر بکنید“

☆...... جتنے زیادہ احترام کے ساتھ۔

☆...... جتنے زیادہ اخلاص کے ساتھ۔

☆...... جتنی زیادہ تڑپ کے ساتھ۔

جتنے زیادہ اس کام کو اپنے ایمان اور عقیدے کا حصہ سمجھ کر آگے بڑھیں گے تو جس طرح سونے کو پالش کر دیا جائے۔ جوں جوں پالش کرتے جاؤ گے، توں توں وہ چمکتا جاتا ہے۔ جس طرح اخلاص کے ساتھ اس کے لئے بڑھو گے۔ انشاءاللہ آپ کو اخلاص نصیب فرمائے گا۔ اللہ آپ کو بھی توفیق عطاء فرمائے۔ اللہ مجھے بھی توفیق عطاء فرمائے۔ اٰمین! اسی پر اکتفا کرتا ہوں:

”وما علینا الا البلاغ المبین“

تحفظ ختم نبوت

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى سَيِّدِ الرُّسُلِ وَخَاتَمِ الْاَنْبِيَاءِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهِ الَّذِيْنَ هُمْ خُلَاصَةُ الْعَرَبِ الْعَرْبَاءِ وَخَيْرُ الْخَلَائِقِ بَعْدَ الْاَنْبِيَاءِ. اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْم. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم.

و قال الله تعالیٰ: وَإِذْ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ يَا بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ إِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ إِلَيْكُم مُّصَدِّقاً لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرَاةِ وَمُبَشِّراً بِرَسُوْلٍ يَأْتِيْ مِن بَعْدِيْ اسْمُهُ أَحْمَدُ. (سورة الصف ٦)

قال النبی ﷺ: اِنَّهُ سَيَكُوْنُ فِيْ اُمَّتِيْ كَذَّابُوْنَ ثَلَاثُوْنَ وَ فِيْ رِوَايَةٍ دَجَّالُوْنَ(مسنداحمد) كُلُّهُمْ يَزْعَمُ اَنَّهُ نَبِيٌّ وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ لَانَبِيَّ بَعْدِيْ. (ترمذی)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَ مَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ سَيِّدِنَا وَ مَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِكْ وَسَلِّمْ وَ صَلِّ كَذَالِكَ عَلٰى جَمِيْعِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلَى الْمَلَائِكَةِ الْمُقَرَّبِيْنَ وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ اَجْمَعِيْنَ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ.

تمہید

میرے انتہائی واجب الاحترام دوستو، بزرگو اور بھائیو! آج کی مجلس میں مسئلہ ختم نبوت سے متعلق قرآن وسنت کے حوالے سے چند باتیں آپ دوستوں کی خدمت میں عرض کرتا ہوں۔

ہر چیز کی ابتداء وانتہاء

پہلے تو آپ حضرات توجہ فرمائیں کہ دنیا کا کوئی کام ایسا نہیں، جس کام کی ابتداء ہو اور انتہا نہ ہو۔ ہر وہ کام جو شروع کیا جائے گا۔ ایک دن اختتام پذیر ہوگا۔ ابتداء اور انتہاء

کی قید سے صرف میرے اللہ کی ذات مستثنیٰ ہے۔ باقی ہر چیز کی ابتداء بھی ہے اور انتہا بھی۔ آپ حضرات قرآن مجید کی تلاوت کریں۔ الحمد اس کی ابتدا ہے اور والناس اس کی انتہاء۔ نماز پڑھیں، تکبیر تحریمہ کہیں، یہ نماز کی ابتداء ہے۔ جب سلام پھیریں گے تو وہ اس کی انتہاء ہے۔

تین آسمانی مذاہب

میرے واجب الاحترام بھائیو! جب یہ طے ہے کہ ہر وہ چیز جس کی ابتداء ہوگی، اس کی انتہا بھی ہوگی۔ پھر ہمیں آج کی مجلس میں سوچنا چاہئے کہ آیا رب العزت نے کہیں سے نبوت کی ابتداء کی؟۔ اگر اتنی بات ثابت ہو جائے کہ اللہ نے کہیں سے نبوت کی ابتداء کی تو پھر عقل سلیم کا تقاضا ہے کہ کہیں کسی کی ذات پر اس کی انتہا بھی ہونی چاہئے۔

بھائیو! ہم دیکھتے ہیں کہ تین آسمانی مذاہب اس وقت دنیا میں چل رہے ہیں۔

۱...... یہودیت ۲...... مسیحیت ۳...... اسلام

ان تینوں مذاہب کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبوت کی ابتداء حضرت سیدنا آدم علیہ السلام سے کی تھی۔ جب اتنی بات متعین ہے کہ اللہ نے نبوت کی ابتداء حضرت آدم علیہ السلام سے کی تو پھر عقل کا تقاضا یہ ہے کہ اب کہیں کسی کی ذات پر اس کی انتہاء بھی ہونی چاہئے۔ ایک بات تو یہ ہے۔

قرآن مجید کا اسلوب بیان

دوسری بات میں یہ عرض کرتا ہوں: جس وقت حضرت سیدنا آدم علیہ السلام اس دنیا میں تشریف لائے۔ ان کی تشریف آوری پر جو اعلان ہوا تھا، اس کا قرآن مجید نے تذکرہ کیا۔ ہمارے ہاں تفسیر کی کتابوں میں مستقل بحث ہے۔ مستقل موضوع ہے۔ جسے حکایت عن الماضی کہتے ہیں کہ ماضی کی باتیں قرآن مجید چلتے چلتے بیان کرتا ہے۔ ایک بات یہ بیان کی کہ جب حضرت آدم علیہ السلام تشریف لائے تو اللہ تعالیٰ نے اعلان کیا تھا۔ قرآن میں اس کا تذکرہ ہے۔ وہ اعلان یہ ہے کہ:

’’یَا بَنِیْ آدَمَ اِمَّا یَأْتِیَنَّکُمْ رُسُلٌ مِّنْکُمْ‘‘ (الاعراف: ۳۵) ﴿اے بنی آدم!

تمہارے پاس بہت سارے نبی آئیں گے ﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا سیدنا آدم علیہ السلام سے کہ آپ اعلان کردیں ہماری طرف سے کہ ”اے بنی آدم! تمہارے پاس بہت سارے نبی آئیں گے۔“

☆ ...... کوئی قید نہیں بیان کی۔

☆ ...... کوئی تعیین نہیں کی۔

☆ ...... کوئی حد مقرر نہیں کی۔

بلکہ فرمایا: ”رسل“ جمع کا صیغہ لاکر فرمایا کہ بہت سارے رسل آئیں گے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ جلیل القدر انبیاء اور رسل میں سے ایک حضرت سیدنا نوح علیہ السلام ہیں۔ جنہیں ”آدم ثانی“ کہا جاتا ہے اور ایک حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام ہیں جنہیں ”جد الانبیاء“ کہا جاتا ہے۔ ان دونوں نبیوں کی آمد پر قرآن مجید نے جو اعلان کیا تھا یا جو ضابطہ تھا، وہ قرآن نے ذکر کیا اور قرآن نے کہا کہ: ”وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحاً وَإِبْرَاهِيمَ وَجَعَلْنَا فِيْ ذُرِّيَّتِهِمَا النُّبُوَّةَ“ (الحدید: ۲۶) ﴿ہم نے نوح علیہ السلام اور ابراہیم علیہ السلام دونوں کی نسلوں میں نبوت کے سلسلے کو جاری رکھا﴾

آگے چل کر جلیل القدر پیغمبر اور رسول ہیں۔ حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام جب ان کا زمانہ آتا ہے تو قرآن مجید ان کی آمد کے موقع پر جو اعلان ہوا تھا، اس کا تذکرہ کرکے کہتا ہے:

”وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ وَقَفَّيْنَا مِن بَعْدِهِ بِالرُّسُلِ“ (البقرہ: ۸۷)

﴿حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد بھی لگاتار متواتر پے در پے، یکے بعد دیگرے ہم نے رسولوں کے بھیجنے کے سلسلے کو جاری رکھا۔﴾

اب دوستو! ان آیات کی روشنی میں اتنی بات متعین ہوئی کہ حضرت آدم علیہ السلام تشریف لائے تو اللہ نے اعلان کیا کہ ان کے بعد بہت سارے رسول آئیں گے۔ سیدنا نوح علیہ السلام تشریف لائے تو بھی اعلان ہوا کہ ان کے بعد بہت سارے رسول آئیں گے۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام تشریف لائے تو بھی اعلان ہوا کہ ان کے بعد بہت سارے رسول آئیں گے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد پھر ایک اور صاحب کتاب نبی کا دور آتا

ہے اور وہ دور ہے حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا۔ قرآن مجید ان کے دور کا ذکر کرتے ہوئے کہتا ہے کہ جس طرح ہر نبی کے زمانے میں ہم نے اعلان کیا تھا کہ ان کے بعد بہت سارے رسول آئیں گے۔ اسی طرح ہم نے عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں بھی ایک اعلان کیا۔ اس کا بھی قرآن مجید کے اندر تذکرہ ہے۔ لیکن جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اعلان پر قرآن مجید پہنچتا ہے تو قرآن مجید کا انداز بیان بھی بدل جاتا ہے اور اسلوب اعلان بھی بدل جاتا ہے۔ جس اللہ رب العزت نے تمام نبیوں کی زبانی اعلان کرایا تھا کہ ''اب میرے بعد بہت سارے رسول آئیں گے'' وہی رب قرآن میں فرماتا ہے کہ ہم نے عیسیٰ سے کہا کہ اب آپ یہ اعلان کریں ''مُبَشِّراً بِرَسُوْلٍ'' کہ اب میرے بعد صرف ایک آئے گا۔ فقط ایک اور ان کے نام کا بھی تعین کر دیا کہ:

''وَمُبَشِّراً بِرَسُولٍ یَّأْتِیْ مِن بَعْدِیْ اسْمُهُ أَحْمَدُ'' (الصف:۶)

﴿بشارت دینے والا ہوں ایک ایسے رسول کی جو میرے بعد آنے والے ہیں، ان کا نام احمد ہوگا۔﴾

میرے بھائیو! میں آپ دوستوں کی خدمت میں عرض کرتا ہوں۔ جس وقت آپ ﷺ آئے تو انہوں نے آکر اعلان کیا: لوگو! ''اَنَا بشَارَةُ عِیسٰی'' (مشکوٰۃ:۵۱۳)

﴿میں سیدنا عیسیٰ کی بشارت بن کر آیا ہوں۔﴾

جب محمد عربی ﷺ کی ذات گرامی تشریف لائی، تو قرآن نے یہ اعلان کیا:

''مَّا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَكِن رَّسُولَ اللهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ'' (الاحزاب:۴۰) ﴿نہیں ہیں محمد (ﷺ) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ لیکن اللہ کے رسول ہیں اور تمام انبیاء کے ختم کرنے والے ہیں۔ اور اللہ ہی ہر چیز کا جاننے والا ہے۔﴾

قرآن مجید کے اس اسلوب بیان نے اتنی بات متعین کر دی کہ حق تعالیٰ نے نبوت کی ابتداء حضرت آدم علیہ السلام سے کی تھی اور اس کی انتہاء محمد عربی ﷺ کی ذات پر کی۔ یہاں پر ایک مسئلہ اور عرض کرتا ہوں۔ یہ میری جتنی گفتگو ہے:

☆ ...... افصح العرب ﷺ۔

☆...... افصح الانبیاء ﷺ۔

☆...... خاتم الانبیاء ﷺ۔

☆...... رحمت عالم ﷺ۔

نے اسے ایک جملے میں یوں مکمل فرمایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: لوگو!

''اَوَّلَ الرُّسُلُ آدَمُ وَ آخِرُ هُمْ مُحَمَّدٌ'' (کنز العمال: ج ۱۱، ص ۴۸۰)

﴿سب سے پہلے رسول حضرت آدم علیہ السلام اور سب سے آخری نبی محمد (ﷺ) ہیں﴾

قرآن مجید میں آپ ﷺ کے بعد کسی پر وحی کا ذکر نہیں

بھائیو! اب میں یہاں پر ایک بات آپ دوستوں کی خدمت میں اور عرض کرتا ہوں۔ الحمد سے لے کر والناس تک، آپ حضرات پورا قرآن پڑھ جائیں۔ قرآن مجید میں آپ کو یہ تو ضرور ملے گا کہ مسلمان مومن وہ ہے جو ایمان لائے اس وحی پر جو آپ ﷺ سے پہلے ہوئی اور اس پر جو وحی آپ ﷺ کی ذات اقدس پر ہوئی:

''والَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِمَا اُنْزِلَ اِلَیْکَ وَمَا اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِکَ'' (البقرہ:۴)

﴿اور وہ لوگ جو ایمان رکھتے ہیں اس کتاب پر جو آپ پر نازل ہوئی اور ان کتابوں پر جو آپ سے پہلے نازل ہوچکیں۔﴾

پورے قرآن مجید میں یہ صراحت ہے۔ ایک نہیں، پچیس نہیں، تیس نہیں، اس سے بھی زیادہ آیتیں ہیں جہاں مومن کی نشانی بیان کرتے ہوئے یا وحی کا تذکرہ کرتے ہوئے اللہ نے کہا: اے محمد عربی ﷺ! ''وحی وہ ہے جو آپ سے پہلے بھیجی اور آپ ﷺ پر بھیجی۔'' الحمد سے لے کر والناس تک پورے قرآن مجید میں ایک جگہ پر بھی یہ ذکر نہیں ہے کہ:

☆...... آپ ﷺ کے بعد بھی کوئی وحی آئے گی۔

☆...... آپ ﷺ کے بعد بھی کوئی رسول آئے گا۔

☆...... آپ ﷺ کے بعد بھی کوئی کتاب آئے گی۔

الحمد سے لے کر والناس تک اس کی ایک مثال بھی نہیں ملتی۔ بھائیو! اگر

حضور ﷺ کے بعد کسی پر وحی ہونا ہوتی، نبوت ملنا ہوتی تو پہلی وحی کی نسبت امت کو تو واسطہ پڑنا تھا آنے والی وحی کے ساتھ، اس کا تذکرہ زیادہ ضروری تھا۔ لیکن قربان جائیں اس بات پر کہ قرآن مجید نے پہلے انبیاء کا تو تذکرہ کیا، لیکن مابعد کا ذکر نہیں کیا۔ یہ بات اتنی متعین ہے کہ جتنے نبی بننے تھے، بن چکے۔ حضور ﷺ کے بعد اب کوئی اور نہیں بنے گا۔

آپ ﷺ کی نبوت جملہ عالم کے لئے

اسی کے ساتھ ایک اور بات عرض کرتا ہوں: رحمت عالم ﷺ سے پہلے جتنے انبیاء تشریف لائے تو:

☆...... کوئی ایک خطے کا نبی۔
☆...... کوئی ایک علاقے کا نبی۔
☆...... کوئی ایک قوم کا نبی۔
☆...... کوئی ایک برادری کا نبی۔
☆...... کوئی مخصوص وقت کے لئے۔
☆...... کوئی مخصوص ٹائم کے لئے۔
☆...... کوئی مخصوص قوم کے لئے۔
☆...... کوئی مخصوص خطے کے لئے۔

آخر میں جو نبی تشریف لائے، وہ سلسلہ موسویہ کے نبی حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔ ان کے متعلق بھی صراحت ہے کہ:

”وَرَسُولاً إِلَى بَنِي إِسْرَائِيلَ“ (آل عمران: ۴۹) ﴿وہ صرف بنی اسرائیل کی طرف رسول تھے۔﴾

میرے واجب الاحترام بھائیو! میں استدعا کرتا ہوں آپ دوستوں سے، جب رحمت عالم ﷺ تشریف لائے، اللہ تعالیٰ نے تمام حدوں اور سرحدوں کو ختم کر کے اعلان کیا محمد عربی ﷺ! جہاں جہاں تک میری خدائی ہے۔ وہاں وہاں تک آپ ﷺ کی نبوت۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کے متعلق ارشاد فرمایا:

"اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ" (الفاتحہ:۱) ﴿تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے لائق ہیں جو تمام جہانوں کا خالق ہے۔﴾
اور حضور ﷺ کے متعلق ارشاد فرمایا: "وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِیْنَ" (الانبیاء:۱۰۷) ﴿اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو مگر تمام جہان والوں کے لئے رحمت بنا کر۔﴾

دوستو! جس طرح کائنات کا کوئی پتہ میرے رب کی ربوبیت سے خالی نہیں، اسی طرح کائنات کا کوئی چپہ محمد عربی ﷺ کی نبوت سے خالی نہیں۔

☆ ...... مشرق و مغرب۔
☆ ...... تحت الثریٰ۔
☆ ...... عرش معلیٰ۔

کوئی حصہ خالی نہیں۔ میں اپنی محدود معلومات کی بنیاد پر اس کی حدود بیان کر رہا ہوں۔ جہاں جہاں تک خداوند کریم کی خدائی، وہاں تک محمد عربی ﷺ کی نبوت۔ یہ تین اسلوب بیان کئے۔

آپ ﷺ کے بعد دعویٰ نبوت حماقت

اب میں ایک بات اور بھی عرض کرتا ہوں کہ قرآن مجید میں حضور ﷺ کے متعلق ایک اور بھی اعلان ہوا کہ آپ ﷺ چمکتا دمکتا سورج ہیں۔ کبھی آپ توجہ فرمائیں آپ اور میں دنیا کا ہر آدمی رات کے اندھیرے سے بچنے کے لئے روشنی کا انتظام کرتا ہے۔

☆ ...... کوئی چراغ جلاتا ہے۔
☆ ...... کوئی دیا سلائی جلاتا ہے۔
☆ ...... کوئی موم بتی جلاتا ہے۔
☆ ...... کوئی لیمپ جلاتا ہے۔
☆ ...... کوئی گیس جلاتا ہے۔

غرض اپنے اپنے طریقوں سے تمام لوگ انتظام کرتے ہیں۔ لیکن یہ سارے

انتظامات اس وقت تک ہیں، جب تک سورج طلوع نہ ہو۔ جب سورج طلوع ہو جائے، پھران روشنیوں کی ضرورت نہیں رہتی۔

دوستو! تمام روشنیوں کی انتہاء سورج پہ ہوتی ہے۔ تمام نبوتوں کی انتہاء آپ محمد ﷺ کی ذات پر ہوتی ہے۔ سورج کی روشنی میں جہاں دن دہاڑے دھوپ پڑ رہی ہے، روشنی ہے۔ اس روشنی میں، اس دھوپ میں، دن دہاڑے اگر کوئی میدان میں چراغ جلائے گا۔ دنیا اسے احمق کہے گی۔ حضور ﷺ کی نبوت کے ہوتے ہوئے اگر کوئی نبوت کا دعویٰ کرے گا تو شریعت اس کو کافر کہے گی۔

آپ ﷺ کی نبوت مخصوص قوم کے لئے نہیں

میرے بھائی! میں آپ دوستوں کی خدمت میں بہت ہی ادب کے ساتھ عرض کرتا ہوں کہ یہ تین چار صراحتیں ہیں اس ضمن کی۔ اگر آیات کو تلاش کرنا چاہیں گے جیسے حضور ﷺ کے متعلق فرمایا گیا کہ:

”لِيَكُونَ لِلعَالَمِينَ نَذِيرًا“ (الفرقان: ۱) ﴿تمام جہانوں کے ڈرانے والے﴾

تمام انبیاء آئے۔ ہر نبی نے یہ کہا کہ: یا قوم، یا قوم، اپنی اپنی قوم کو خطاب کیا۔ لیکن جب محمد عربی ﷺ آئے تو فرمایا:

”يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللّٰهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا“ (الاعراف: ۱۵۸) ﴿اے لوگو! بلاشبہ میں تم تمام لوگوں کے لئے اللہ کا رسول ہوں۔﴾

☆ ...... اس میں کالے گورے کی۔
☆ ...... اس میں سیاہ سفید کی۔
☆ ...... عربی عجمی کی۔
☆ ...... امریکی افریقی کی۔
☆ ...... ایشیائی غیر ایشیائی کی۔

کوئی بحث نہیں۔ کل بنی آدم کی طرف میں رسول بن کے آیا ہوں۔ یہ محمد عربی ﷺ نے اعلان کیا۔ ایک اور حدیث شریف میں بھی آتا ہے۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں:

"اِنِّی اُرْسِلْتُ اِلَی الْخَلْقِ کَافَّةً" (مسلم:۱۹۹) ﴿تمام مخلوق کی طرف نبی بنا کر بھیجا گیا ہوں۔﴾

اور آگے اس کی وضاحت فرمادی: "وَ خُتِمَ بِیَ النَّبِیُّوْنَ" (مشکوٰۃ:۵۱۲) ﴿اور تمام انبیاء کا سلسلہ مجھ پر ختم کر دیا گیا۔﴾

یہ بہت ساری تصریحات ہیں۔ان عنوانات پر بالخصوص میرے مخدوم علماء کرام! میں ان حضرات کی خدمت میں عرض کرتا ہوں۔ اگر وہ اس حوالے سے ان آیات پر غور کریں گے۔رحمت عالم ﷺ کی جامعیت کے حوالے سے،قوم کے حوالے سے یا انبیاء ما سبق کے حوالے سے اور باعتبار مابعد کے پچھلی وحی اور بعد کی وحی کا تذکرے نہ ہونے کے۔اور اس سے متعلق تکمیل دین کے اعتبار سے۔ اگر اس پر غور کریں گے تو ایک سو(۱۰۰) آیات کریمہ ہیں، جو محمد عربی ﷺ کی ختم نبوت پر دلالت کرتی ہیں۔

آپ ﷺ کے بعد صدیق اکبرؓ نبی نہ بنے

اب آنا چاہتے ہیں حدیث کی طرف۔آپ دوستوں کی خدمت میں مثالوں کے ساتھ عرض کرتا ہوں۔ سمجھیں آپ دوست اس بات کو، حضور ﷺ کے بعد پوری امت میں۔تمام انبیاء کی امتوں میں حضور ﷺ کی امت افضل۔حضور ﷺ کی امت سے صحابہ کرامؓ افضل اور صحابہ کرامؓ میں سب سے زیادہ افضل واعلیٰ، اللہ نے بنایا سیدنا صدیق اکبرؓ کو۔سیدنا صدیق اکبرؓ تمام انبیاء کے بعد، میرے رب کی مخلوق میں انسانوں میں سب سے افضل واعلیٰ ہم دیکھتے ہیں سیدنا صدیق اکبرؓ کو۔حضور ﷺ کے وصال کے بعد آپ ﷺ کے ممبر مبارک کی چار سیڑھیاں تھیں۔ سیدنا صدیق اکبرؓ اس سیڑھی پر نہیں بیٹھے جس پر حضور ﷺ بیٹھتے تھے۔سیدنا صدیق اکبرؓ وہاں بیٹھے جہاں حضور ﷺ کے قدم لگتے تھے۔اگر سیدنا صدیق اکبرؓ جیسا شخص رحمت عالم ﷺ کے منصب نبوت پر قدم نہیں رکھ سکتا تو یہ دلیل ہے اس بات کی کہ اب حضور ﷺ کے بعد منصب نبوت پر قدم رکھنے کی کسی کو اجازت نہیں۔میں دیکھتا ہوں کہ سیدنا فاروق اعظمؓ کو۔

ہمارے علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ یہ خوب بزرگ گزرے ہیں۔آٹھ سو سے

زیادہ ان کی کتابیں ہیں اور یہ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ ان کو ابن الکتب بھی کہا جاتا ہے۔ بعض حضرات نے کہا: کتابیں انہوں نے بہت زیادہ لکھی تھیں۔ اس لئے ان کو ابن الکتب کہا جاتا ہے۔ لیکن اللہ کے بندو! اگر کتابیں زیادہ لکھنے سے کوئی ہوتے تو ابوالکتب کہنا چاہئے تھا، ابن الکتب نہیں، لیکن ان کا نام ابن الکتب ہے۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے والد محترم بھی بہت بڑے عالم فاضل آدمی تھے اور بہت بڑا کتب خانہ تھا۔ دور تھا کام کرنے کا، بیٹھے ذوق وشوق سے کام کر رہے ہیں۔ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ کو کہا کہ میرے کتب خانے کی فلاں الماری، فلاں سلف کی، فلاں سائیڈ پر، فلاں کتاب رکھی ہے، وہ اٹھا لاؤ۔ مائی صاحبہ ان دنوں امید سے تھیں۔ کتاب اٹھانے کے لئے گئیں۔ وہاں تکلیف ہوئی، وہیں پر لیٹیں تو کتب خانے میں جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش ہوئی۔ اس لئے ان کو ابن الکتب کہا جاتا ہے۔

یہ ہمارے جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک روایت کے مطابق ۸۰۰، ایک کے مطابق ۵۰۰ کتابیں لکھیں۔ چھوٹے رسائل کو بھی شامل کیا جائے تو پھر ۸۰۰، اگر صرف بڑی کتابوں کو لیں تو ۵۰۰ کے قریب کتابیں ہیں جو انہوں نے لکھیں اور کتابیں بھی ایسی ایسی کہ میرے خیال میں دنیا کا کوئی ایسا فن نہیں جس پر جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب نہ لکھی ہو۔ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر کے اندر ایک بحث اٹھائی ہے، جسے کہتے ہیں موافقات عمرؓ۔ کتنی آیات ہیں جو زمین پر سیدنا عمر فاروقؓ نے کہا اور اللہ نے سیدنا عمرؓ کی رائے کے مطابق آسمان سے قرآن بنا کر نازل کر دیا:

”مَنْ كَانَ رَأْيُهُ مُوَافِقًا بِالْكِتَابِ“ ﴿جو رائے قرآن کے موافق تھیں۔﴾

یہ وہ واحد آدمی ہیں حضرت سیدنا فاروق اعظمؓ جو کہہ دیتے تھے، اللہ ان کی بات کو قرآن بنا دیتے تھے۔

☆...... ایک نہیں، تین نہیں، چار نہیں۔

☆...... بعض حضرات نے اٹھارہ کہیں۔

☆...... بعض حضرات نے بائیس کہیں۔

بہرحال ان کی رائے کے مطابق اللہ تعالیٰ نے یہ آیات اتاریں۔ ان کی ہمارے

ہاں تفسیر کی کتابوں میں مستقل بحث ہے۔علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو علیحدہ بھی نقل کیا ہے۔ یہ حضرت سیدنا فاروق اعظمؓ۔ان کے متعلق رحمت عالم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ: لوگو! یہ وہ شخص ہیں:

”لَوْ كَانَ بَعْدِىْ نَبِىٌّ لَكَانَ عُمَرُ“ (ترمذی،ابواب المناقب: ج۲،ص ۲۰۹)

﴿اگر میرے بعد نبی بننا ہوتا تو عمرؓ ہوتے۔﴾

بھائیو، دوستو! میں درخواست کرتا ہوں آپ دوستوں سے کہ خدا کے لئے توجہ فرمائیں۔سیدنا فاروق اعظمؓ جیسا شخص جن کے متعلق ہمارے حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ کسی نے پوچھا ان سے سیدہ خدیجہؓ اور سیدہ عائشہؓ میں کیا فرق ہے۔ فرمایا: سیدہ خدیجہؓ کا نکاح ہوا محمد بن عبداللہ سے اور سیدہ عائشہؓ کا نکاح ہوا محمد رسول اللہ ﷺ سے۔کسی نے کہا حضرت! سیدنا عمرؓ اور سیدنا علیؓ میں کیا فرق ہے۔حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ”ازالۃ الخفاء“ کے اندر لکھا ہے۔فرمایا: ”سیدنا علیؓ مرید مصطفیٰ ﷺ تھے اور سیدنا عمرؓ مراد مصطفیٰ ﷺ تھے۔“ سیدنا عمرؓ وہ شخصیت ہیں جن کے لئے نبوت جھولیاں پھیلا پھیلا کر رب کے حضور درخواست کرتی ہے کہ یا اللہ! اگر دین اسلام کو نصرت دینی ہے تو عمرؓ کو مسلمان فرمادے۔سیدنا عمرؓ مراد پیغمبر ہیں۔سیدنا فاروق اعظمؓ ان کے فضائل کو بیان کرنا یہ میرے موضوع کے متعلق نہیں۔اہمیت دلانے کے لئے چند باتیں ضرور عرض کیں۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ:

”میرے بعد اگر کوئی نبی ہوتے تو عمرؓ ہوتے۔“

خدا کے لئے میرے بھائی! ہم مسکینوں کے اس کیس پر توجہ کرو۔اگر رحمت عالم ﷺ کے بعد سیدنا فاروق اعظمؓ نبی نہیں ہوسکتے تو کوئی اور شخص کیسے نبی ہوسکتا ہے؟ یہ سیدنا فاروق اعظمؓ تھے جن کے متعلق حضور ﷺ خود فرماتے ہیں کہ ان میں نبوت والی استعداد موجود ہے۔

☆...... استعداد ہونے کے باوجود۔

☆...... سند ہونے کے باوجود۔

☆...... صلاحیت ہونے کے باوجود۔

چونکہ ویکنسی خالی نہیں، لہٰذا عمرؓ بھی نبی نہیں۔ اگر سیدنا فاروق اعظمؓ جیسے آدمی جن کی رائے کو آسمانوں پر پذیرائی ملی۔ اگر رحمت عالم ﷺ کے بعد وہ نبی نہیں ہو سکتے تو یہ دلیل ہے صراحت کے ساتھ اس بات کی کہ حضور ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔

آپ ﷺ کے بعد علیؓ نبی نہیں تو مرزا قادیانی کیسے

میرے بھائی! ہم سیدنا علی المرتضیٰؓ کو دیکھتے ہیں کہ رب کریم کی طرف سے ان کو اللہ تعالیٰ نے یہ موقع دیا تھا کہ جس وقت سیدنا علی المرتضیٰؓ کی پیدائش ہوئی، والدہ کے بعد سب سے پہلے ان کی نگاہ محمد عربی ﷺ کے چہرے پر پڑی۔

☆ ...... حضرت علی المرتضیٰؓ کا بچپن۔
☆ ...... حضرت علی المرتضیٰؓ کی جوانی۔
☆ ...... حضرت علی المرتضیٰؓ کا صحابی ہونا۔
☆ ...... حضرت علی المرتضیٰؓ کا جوان ہونا۔
☆ ...... حضرت علی المرتضیٰؓ کی شادی۔

آپ ﷺ کے وصال مبارک تک، سیدنا علی المرتضیٰؓ پوری امت میں سے واحد آدمی ہیں جن کے شب وروز کا ہر لمحہ نبوت کی گود میں گزرا ہے۔ ان کے متعلق ہم دیکھتے ہیں کہ غزوۂ تبوک کے موقع پر رحمت عالم ﷺ تشریف لے جا رہے ہیں تو غزوۂ تبوک میں جاتے ہوئے آپ ﷺ نے سیدنا علی المرتضیٰؓ سے فرمایا: علیؓ! میری عدم موجودگی میں مدینہ طیبہ کے آپ انچارج ہوں گے۔

حضور ﷺ کی عادت مبارک تھی جب کبھی تشریف لے جاتے تھے کسی غزوۂ کے لئے۔ اس دوران سترہ دفعہ مختلف حضرات کو رحمت عالم ﷺ نے اپنا مدینہ طیبہ میں جانشین بنایا ہے۔ سیدنا عبداللہ ابن مکتومؓ جو ہیں، جن کے بارے میں سورۃ عبس نازل ہوئی۔ تین دفعہ حضور ﷺ نے ان کو مدینہ طیبہ میں اپنا جانشین مقرر کیا ہے۔ کبھی کسی کو، کبھی کسی کو۔ آج بلایا سیدنا علیؓ کو۔ فرمایا: علیؓ! میری عدم موجودگی میں:

☆ ...... یہاں مسجد نبوی ہے۔

☆ ...... یہاں منبر و محراب ہے۔

☆ ...... یہاں مدینہ طیبہ ہے۔

☆ ...... یہاں کے درو دیوار ہیں۔

☆ ...... یہاں کے کوچہ و بازار ہیں۔

☆ ...... یہاں کے معاملات۔

☆ ...... یہاں کی لڑائی جھگڑے۔

☆ ...... یہاں کی صلح صفائی۔

ان سارے کاموں کے آپ انچارج، ہم جنگ پہ جا رہے ہیں۔ سیدنا علی المرتضیٰؓ کے دل میں خیال آیا اور کچھ دشمنوں نے بھی اس بات کو اڑایا کہ خوب بھائی، جتنے بہادر لوگ ہیں وہ رحمت عالم ﷺ کے ساتھ ہیں۔ لیکن سیدنا علیؓ شیر خدا مدینہ طیبہ میں جہاں لولے، لنگڑے، بیمار، اپاہج، بچے اور عورتیں ہیں۔ سیدنا علی المرتضیٰؓ کے دل میں خیال آیا کہ رحمت عالم ﷺ مجھے بھی ساتھ لے جاتے، میں بھی اس سعادت سے محروم نہ رہتا۔ حضور ﷺ کو خبر ہوئی، تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بھائی علیؓ! آپ یہ سوچتے ہیں کہ آپ کو بیمار، کمزوروں میں چھوڑے جا رہا ہوں۔ تم یہ خیال نہیں کرتے کہ:

”اَنْتَ مِنِّی بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُّوْسٰی“ (مسلم: ج۲، ۲۷۸) ﴿تمہاری تو میرے ہاں وہ حیثیت ہے جو سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے ہاں ہارون علیہ السلام کی تھی﴾

حضرت موسیٰ علیہ السلام گئے تھے طور پر تو قوم کا جانشین اپنے بھائی ہارون علیہ السلام کو بنا کے گئے تھے۔ آج میں محمد (ﷺ) اپنے بھائی علیؓ کو اپنا جانشین بنا کر جا رہا ہوں۔

”اَنْتَ مِنِّی بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُّوْسٰی“ ﴿تم میرے اسی طرح جانشین ہو، جس طرح موسیٰ علیہ السلام کے حضرت ہارون علیہ السلام تھے۔﴾

یہاں پر بھائی ایک سوال پیدا ہوتا تھا۔ اگر آپ توجہ کریں گے تو احسان ہوگا اور وہ یہ کہ حضور ﷺ نے اپنے آپ کو تشبیہ دی حضرت موسیٰ علیہ السلام سے، حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی نبی، حضرت محمد عربی ﷺ بھی نبی۔ سیدنا علی المرتضیٰؓ کو تشبیہ دی حضرت ہارون علیہ السلام سے۔ حضرت ہارون علیہ السلام بھی نبی۔ گمان ہوسکتا تھا کہ سیدنا علیؓ بھی نبی ہوں۔ لیکن میرے ماں

باپ قربان ہوں محمد عربی ﷺ کی ختم نبوت کے مسئلہ پر۔ شبہ ہوسکتا تھا کہ شاید حضرت ہارون علیہ السلام کی طرح سیدنا علیؓ بھی نبی ہوں۔ فوراً حضور ﷺ نے فرمایا:

﴿"اَنْتَ مِنِّی بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُّوْسٰی اِلَّا اَنَّهُ لَا نَبِیَّ بَعْدِی"﴾ بھائی علیؓ! آپ میرے اسی طرح جانشین ہو، جس طرح موسیٰ علیہ السلام کے جانشین حضرت ہارون علیہ السلام تھے۔ لیکن خیال رہے وہ نبی تھے، محمد عربی ﷺ کے بعد نبی کوئی نہیں۔﴾

میرے واجب الاحترام بھائیو! رحمت عالم ﷺ کے بعد اگر

☆...... سیدنا صدیق اکبرؓ نبی نہیں ہوسکتے۔

☆...... سیدنا فاروق اعظمؓ نبی نہیں ہوسکتے۔

☆...... سیدنا علی المرتضیٰؓ نبی نہیں ہوسکتے۔

حضور ﷺ کے بعد کوئی شخص کیسے نبی ہوسکتا ہے

یہاں پر ایک بات اور بھی عرض کرتا ہوں: حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام تشریعی نبی تھے۔ صاحب شریعت نبی تھے۔ حضرت ہارون علیہ السلام تشریعی نبی نہیں تھے۔ ان کو حکم تھا کہ تم موسیٰ علیہ السلام کی شریعت کی تبلیغ کرو۔ وہ غیر تشریعی نبی تھے۔ حضور ﷺ نے سیدنا علیؓ کو حضرت ہارون علیہ السلام کے ساتھ تشبیہ دے کر فرمایا: میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ میرے بعد تشریعی نبی بھی کوئی نہیں۔ میرے بعد غیر تشریعی بھی کوئی نبی نہیں۔ یہ اس لئے فرمایا، تاکہ کل کوئی کائنات کے کسی حصے سے کھڑا ہوکر یہ نہ کہہ دے کہ: حضور ﷺ کے بعد شریعت والا نبی تو نہیں آسکتا۔ لیکن بغیر شریعت والا کوئی نبی آسکتا ہے۔ رحمت عالم ﷺ کی شفقتوں پر قربان کہ اس کا بھی دروازہ آپ ﷺ نے بند فرمادیا کہ میرے بعد تشریعی نبی بھی کوئی نہیں۔ میرے بعد غیر تشریعی نبی بھی کوئی نہیں۔

آپ ﷺ تورات پڑھنے پر خفا ہوئے

بھائی! حضرت موسیٰ علیہ السلام کا تذکرہ آیا ہے تو ایک بات عرض کئے دیتا ہوں: وہ دیکھو! آج رحمت عالم ﷺ تشریف فرما ہیں۔ آپ ﷺ کے پہلو میں سیدنا صدیق اکبرؓ تشریف رکھتے ہیں۔ دروازہ کھلا، سامنے سے سیدنا فاروق اعظمؓ آئے:

''اَتٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ بِنُسْخَۃٍ مِنَ التَّوْرَاۃِ'' (مشکوٰۃ: ۳۲)
﴿سیدنا فاروق اعظمؓ کے پاس کتاب تورات کا ایک نسخہ تھا۔﴾

حضور ﷺ کی خدمت میں سلام عرض کیا۔ آپ ﷺ نے جواب دیا۔ عرض کی کہ: آقا ﷺ! یہ تورات کا نسخہ ہے۔ حضور ﷺ کی مرضی، منشاء اور اجازت معلوم ہونے سے پہلے خوشی خوشی سے آلتی پالتی ماری اور بیٹھ کر تلاوت شروع کر دی۔ اتنی انہاک کے ساتھ تلاوت کر رہے ہیں۔ بھائی! میں تعبیر اس کی یہ کرتا ہوں کہ سیدنا فاروق اعظمؓ تورات کی تلاوت کر رہے ہیں۔ سیدنا صدیق اکبرؓ محمد عربی ﷺ کے چہرے کی تلاوت کر رہے ہیں اور حضور ﷺ کی نظر سیدنا عمرؓ کے چہرے کی طرف ہے۔

آپ حضرات سر کی ان آنکھوں سے نہیں، اپنے ایمان اور دل کی کیفیات کی نظروں کے ساتھ اس منظر کو ذرا خیال میں لائیں کہ صرف تین حضرات۔ مستدرک حاکم کی روایت ہے۔ علماء حضرات سے پوچھ سکتے ہیں کہ جس وقت رحمت عالم ﷺ مسجد نبوی میں تشریف لاتے تھے۔ تمام صحابہ کرامؓ مارے احترام کے گردنیں جھکا لیتے تھے۔ مستدرک والے نے لکھا ہے کہ صرف سیدنا ابوبکرؓ اور سیدنا عمرؓ سر اٹھا کر حضور ﷺ کو دیکھ کر مسکراتے تھے اور حضور ﷺ ان کے چہروں کو پڑھ کر مسکراتے تھے۔ آج کی مجلس کا کچھ سماں یوں ہے: مطالعہ ان کا بھی جاری، مطالعہ ان کا بھی جاری۔ سیدنا صدیق اکبرؓ نے جب دیکھا کہ سیدنا فاروق اعظمؓ کا تورات کی تلاوت کرنا رحمت عالم ﷺ کو پسند نہیں تو سیدنا صدیق اکبرؓ آگے ہوئے، اس طرح کر کے ہاتھ اٹھایا اور سیدنا عمرؓ سے فرمایا:

''مَا تَرٰی مَا بِوَجْہِ رَسُوْلُ اللّٰہِ'' (مشکوٰۃ: ۳۲) ﴿کیا رسول اللہ ﷺ کے چہرے کو نہیں دیکھتے؟﴾

ایک روایت میں ہے ''ثَکِلَتْکَ الثَّوَاکِل'' (مشکوٰۃ: ۳۲) ایک روایت میں ہے ''ویحک یاعمر'' (مجمع الزوائد: جزء۹، ص۵۸۴) اور یہ جملے ایسے ہیں علماء جانتے ہیں کہ پوری امت میں صرف سیدنا صدیق اکبرؓ ہی سیدنا فاروق اعظمؓ کو کہہ سکتے ہیں اور کسی کو کہنے کی اجازت نہیں۔

فرمایا: بھائی عمرؓ! کیا کرتے ہو؟ کیا کرتے ہو؟ حضور ﷺ کے چہرے کو نہیں

دیکھتے؟ سیدنا فاروق اعظمؓ نے حضور ﷺ کے چہرے کو دیکھا۔ یوں کر کے کتاب کو بند کیا، ہاتھ باندھے، متوجہ ہوئے، تین جملے کہے۔

تین جملے پڑھنے پر خداتعالیٰ کی رضا

میرے بھائیو! خدا کی قسم! بے ساختہ قربان ہونے کو دل کرتا ہے۔ فاروق اعظمؓ کے اخلاص پر، کہ نامعلوم کس اخلاص کے ساتھ وہ تین جملے کہے کہ وہ سنتے ہی فرش پر مصطفیٰ راضی ہوگئے، عرش پر خدا راضی ہوگئے۔ سیدنا فاروق اعظمؓ نے تین جملے کہے:

''رَضِیْتُ بِاللّٰہِ رَبًّا، وَبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا، وَبِمُحَمَّدٍ نَبِیًّا''

حضور ﷺ کی ایک حدیث شریف ہے کہ: (میں خشک ملا ہوں۔ تعویز وغیرہ مجھے نہیں آتے۔ یہ تو حضرات علماء کرام سے آپ حضرات پوچھیں گے۔ میں تسبیح ودانے کا آدمی نہیں۔ حدیث کی بات ہے، وہ ضرور عرض کئے دیتا ہوں) حضور ﷺ نے فرمایا: جو آدمی صبح کی نماز کے بعد یہ تین جملے کہہ لے اور شام تک فوت ہوجائے۔ شام کو کہے اور صبح تک فوت ہوجائے۔ مقصد یہ ہے کہ صبح وشام کہنے کی عادت ڈالو۔ جس دن مرنا ہے، اس دن بھی اگر نصیب ہوگئے تو زہے نصیب!

حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ یہ جملے جس نے پڑھنے کی عادت ڈال لی اور پڑھ کر فوت ہوا۔ وہ اس حالت میں فوت ہوگا کہ خدا بھی راضی ہوگا: ''رَضِیْتُ بِاللّٰہِ رَبًّا، وَبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا، وَبِمُحَمَّدٍ نَبِیًّا'' (مشکوٰۃ شریف:۲۱۰)

(حاضرین...... سبحان اللہ!) یہ جملے بھی مختصر ہیں۔

جب سیدنا فاروق اعظمؓ نے یہ جملے پڑھے تو حضور ﷺ مسکرائے۔

میرے واجب الاحترام بھائیو! اب میں کیا عرض کروں؟ آپ دوستوں سے کہ نبوت کا مسکرانا کیا ہوتا ہے۔ نبوت مسکرائے تو جنت میں بہار آتی ہے۔ نبی کو غصہ ہو تو رب کے فرشتے بھی تھر تھر کانپنے لگ جاتے ہیں۔ سیدنا فاروق اعظمؓ کی اس بات پر حضور علیہ السلام مسکرائے۔ آپ متوجہ ہوئے، فرمایا: بھائی! تم تورات کی بات کرتے ہو، تورات نہیں:

''وَلَوْ کَانَ حَیًّا وَ اَدْرَکَ نُبُوَّتِیْ لَاتَّبَعَنِیْ'' اور ''وَلَوْ کَانَ مُوْسٰی حَیًّا مَا

وَسِعَهٗ اِلَّا اِتِّبَاعِي“ (مشکوٰۃ،باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ:۳۰)

﴿تم تورات کی بات کرتے ہو، تورات نہیں۔ آج صاحب تورات موسیٰ علیہ السلام بھی زندہ ہوتے، ان کو بھی میری اتباع کے سوا اور کوئی چارہ کار نہ ہوتا۔﴾

حضور ﷺ کی نبوت کے ہوتے ہوئے کسی اور کی نبوت نہیں چل سکتی

میرے بھائی! توجہ کریں اس امر پر کہ حضور ﷺ کی نبوت کے ہوتے ہوئے سیدنا موسیٰ علیہ السلام جیسے جلیل القدر اللہ کے پیغمبر اور رسول کی نبوت و رسالت نہیں چل سکتی تو کیا کسی اور کی چل سکتی ہے؟...... نہیں اور ہرگز نہیں۔

☆...... وہ صنعاء کا ہو یا یمامہ کا۔

☆...... ایران کا ہو یا قادیان کا۔

حضور ﷺ کے بعد جو نبوت کا دعویٰ کرے گا۔ اگر موسیٰ علیہ السلام کی نبوت نہیں چل سکتی تو کسی اور جھوٹے کی کیسے چل سکتی ہے؟ بھائی! چھوڑیے اس بات کو یہاں پر۔ میں ایک اور مسئلے کی طرف لے چلتا ہوں آپ دوستوں کو۔ وہ دیکھو نا! معراج کی رات ہے۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء علیہم السلام کھڑے ہیں۔ محمد عربی ﷺ کا انتظار ہو رہا ہے۔ رحمت عالم ﷺ تشریف لائے۔ سیدنا جبرئیل امین علیہ السلام نے حضور ﷺ کو مصلیٰ پر کھڑا کیا۔ فرمایا: رحمت عالم ﷺ! آپ نماز پڑھا دیں۔ ہم نے دیکھا ہے کتابوں میں لکھا ہے۔ آپ بھی جانتے ہیں۔ اب ان نظروں کے ساتھ نہیں، ان نظروں کے ساتھ ذرا دیکھو نا اس منظر کو کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک جتنے نبی تھے، آج محمد عربی ﷺ کے پیچھے کھڑے ہیں۔ سب معراج کی رات کھڑے ہیں۔

میرے بھائی! ہم نے مناظروں میں بارہا قادیانیوں کو کہا کہ جتنے انبیاء کرام علیہم السلام تھے۔ معراج کی رات اللہ نے سب کا اجلاس بلایا۔ محمد عربی ﷺ سے صدارت کرائی۔ اس میں غلام احمد کو تم دکھا دو، ہم مان لیں گے۔ اگر وہ وہاں نہیں تو پھر یہاں کہیں بھی نہیں۔ ساری کائنات کے قادیانی مل جائیں۔ ظاہر ہے کہ اس رات کو ابھی تو قادیانی کا ساتواں، آٹھواں دادا پردادا بھی پیدا نہیں ہوا تھا۔ وہاں ہونا تو خیر کیا تھا؟

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول اور اس امت کا اعزاز

میرے بھائی! میں علماء کی موجودگی میں ایک استدلال کرتا ہوں کہ آج معراج کی رات ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرام علیہم السلام نے رحمت عالم ﷺ کے پیچھے نماز پڑھ کے، آپ ﷺ کی اقتداء کر کے انبیاء علیہم السلام نے اجماع منعقد کیا اس بات پر کہ حضور ﷺ کے ہوتے ہوئے اب کسی اور کی نبوت نہیں چل سکتی ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ رحمت عالم ﷺ نے قیامت کی دس علامات، بعض روایات میں پندرہ علامات بیان فرمائیں۔ کچھ علامات صغریٰ ہیں، کچھ کبریٰ ہیں۔ علامات کبریٰ پر ترمذی شریف کے اندر مستقل باب قائم کیا گیا ہے۔ ان میں سے ایک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول بھی ہے۔ اب عیسیٰ علیہ السلام آئیں گے۔ حدیث شریف میں آتا ہے حضرت سیدنا مہدی علیہ الرضوان۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کہیں گے تشریف لائیں: "تَعَالُ صَلِّ بِنَا" (مشکوٰۃ، باب نزول عیسی علیہ السلام: ۴۸۰) ﴿آگے بڑھیں اور ہمیں نماز پڑھائیں﴾

حدیث شریف میں آتا ہے کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام، حضرت مہدی علیہ الرضوان کے کندھوں پر ہاتھ رکھیں گے۔ مصلے پر کھڑا کریں گے۔ فرمائیں گے حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت مہدی علیہ الرضوان سے کہ مہدی! یہ نماز آپ پڑھائیں۔ میں آپ کے پیچھے نماز پڑھنا چاہتا ہوں۔

حدیث شریف میں تین قسم کے الفاظ آئے ہیں:

"تَكْرِمَةَ اللّٰهِ لِهٰذِهِ الْاُمَّةِ" (مشکوٰۃ، باب نزول عیسی علیہ السلام: ۴۸۰)

"اِمَامَكُمْ مِنْكُمْ" (مشکوٰۃ، باب نزول عیسی علیہ السلام: ۴۸۰)

"فَاِنَّهَا لَكَ اُقِيْمَتْ" (ابن ماجه، باب فتنة الدجال و خروج عیسی علیہ السلام: ۲۹۸)

خلاصہ سب کا یہ ہے کہ: مہدی! آپ نماز پڑھائیں، میں آپ کے پیچھے نماز پڑھنا چاہتا ہوں۔ تاکہ دنیا دیکھ لے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی شریعت چلانے کے لئے نہیں آئے۔ محمد عربی ﷺ کے دین کی غلامی کرنے کے لئے آئے ہیں۔

میرے بھائیو! سیدنا عیسیٰ علیہ السلام جیسے جلیل القدر رسول اور نبی، اللہ کے عابد وزاہد مظلوم نبی، اگر حضور ﷺ کی نبوت کے ہوتے ہوئے ان کی نبوت نہیں چل سکتی تو مسیلمہ قادیان کی کیسی چل سکتی ہے؟

بھائیو! میں یہاں ایک اور بات بھی عرض کئے دیتا ہوں۔ جو فضائل کے ضمن میں ہے۔ وہ یہ کہ کل قیامت کے دن ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرام علیہم السلام موجود ہوں گے۔ ان تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی موجودگی میں حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ ہر نبی کے پاس جھنڈا ہوگا۔ اس کی امت اس کے جھنڈے کے نیچے ہوگی۔ سب سے بلند وبالا جھنڈا احمد عربی ﷺ کا جھنڈا ہوگا۔

یہ اتنی روایات میں نے عرض کیں میں نے آپ دوستوں کی خدمت میں حدیث کے حوالے سے، قرآن کے حوالے سے ختم نبوت کا مسئلہ بیان کیا۔

لفظ خاتم النّبیین قرآنی لغت میں

میرے بھائیو! اب میں آنا چاہتا ہوں اس کی لغت کی طرف۔ قرآن مجید میں ایک لفظ ہے ”خاتم النّبیین“ البتہ ”خ، ت، م“ کے مادہ کا لفظ قرآن مجید میں سات مقامات پر استعمال ہوا ہے:

۱...... ”خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ“ (البقرہ:۷) ﴿مہر کردی اللہ نے ان کے دلوں پر۔﴾

۲...... ”خَتَمَ عَلٰی قُلُوْبِكُمْ“ (الانعام:۴۶) ﴿مہر کردی تمہارے دلوں پر۔﴾

۳...... ”خَتَمَ عَلٰی سَمْعِهٖ وَ قَلْبِهٖ“ (الجاثیہ:۲۳) ﴿مہر کردی اس کے کان پر اور اس کے دل پر۔﴾

۴...... ”اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰی اَفْوَاهِهِمْ“ (یٰسین:۶۵) ﴿آج ہم مہر لگادیں گے ان کے منہ پر۔﴾

۵...... ”فَاِنْ يَّشَاِ اللّٰهُ يَخْتِمْ عَلٰی قَلْبِكَ“ (الشوریٰ:۲۴) ﴿سو اگر اللہ چاہے مہر کر دے تیرے دل پر۔﴾

۶...... ”رَحِیقٍ مَّخْتُومٍ“ (المطففین:۲۵) ﴿مہر لگی ہوئی۔﴾

۷...... ”خِتَامُهُ مِسْكٌ“ (المطففین:۲۶) ﴿جس کی مہر جمتی ہے مشک پر۔﴾

ان ساتوں مقامات کو آپ دیکھ لیں، قرآن کا اسلوب بیان یہ ہے کہ ”ختم“ کہتے ہیں کسی چیز کو ایسے طور پر بند کرنا، ایسے طور پر سر بمہر کرنا، بند کرنا کہ باہر سے کوئی چیز اس میں ڈالی نہ جاسکے۔ جو کچھ اس کے اندر ہے، اسے نکالا نہ جاسکے۔ وہاں قرآن ”ختم“ کا لفظ استعمال کر رہا ہے ساتوں مقامات پر۔ یہ قدر مشترک ترجمہ ہے۔

اب آپ آئیں! دیکھیں نا! ”خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰی قُلُوْبِهِم“ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ہم نے ان کے دلوں پر مہر لگا دی ہے۔ ان کے دلوں پر ہم نے بندش کر دی ہے۔ کیا معنی؟ کہ کفر، ان کے دلوں سے باہر نہیں نکل سکتا۔ باہر سے ایمان ان کے دلوں میں داخل نہیں ہوسکتا۔ وہاں پر ”ختم“ کا لفظ استعمال ہوا۔ اب آپ آئیں ”خاتم النبیین“ کی طرف، کہ اس کا بھی یہ معنی ہوگا کہ رحمت عالم ﷺ کی تشریف آوری پر اللہ نے نبوت کے سلسلے پر ایسے طور پر بندش کر دی کہ حضور ﷺ کے بعد پہلے انبیاء علیہم السلام میں سے کسی کو سلسلہ نبوت سے نکالا نہیں جاسکتا۔ حضور ﷺ کے بعد کسی نئے آدمی کو سلسلہ نبوت میں داخل نہیں کیا جاسکتا۔ اس کو کہتے ہیں ”خاتم النبیین“۔

لفظ خاتم النّبیین حدیث کی رو سے

میرے بھائی! یہ تو تھا قرآن کے حوالے سے، حدیث نے بھی تو اس کا ترجمہ کیا ہے نا! فرمایا:

”اَنَا خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ“ (مشکوٰۃ، کتاب الفتن: ۴۶۵)

لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ کے ساتھ محمد عربی ﷺ نے اس کی تعبیر اور تشریح کی۔

لفظ خاتم النّبیین قدیم لغت کی رو سے

میں عرض کرنا چاہتا ہوں: دیکھیں! اہل لغت ہیں۔ قدیم شراح عرب ہیں۔ دنیا جہاں کی قدیم لغت کی کتابیں موجود ہیں۔ ان سب کو دیکھیں۔ جہاں پر ”ختم“ کے معنی آئے ہیں:

☆ ...... یہ انگشتری (انگوٹھی) کے معنی میں بھی آتا ہے۔
☆ ...... انگشتری کے نگینہ کے معنی میں بھی آتا ہے۔
☆ ...... حلقے کے معنی میں بھی آتا ہے۔
☆ ...... یہ ختم کرنے کے معنی میں بھی آتا ہے۔

لیکن میں ساری لغت کو گواہ بنا کر کہتا ہوں اس بات پر کہ جب ''خاتم'' کا لفظ جمع کی طرف مضاف ہوگا۔ اس کا معنی سوائے آخری کے (کائنات کی کسی لغت کی کتاب میں) اور ہو ہی نہیں سکتا۔ یہ لفظ ''خاتم النّبیین'' نبیوں کا آخری، لفظ ہو خاتم کا۔ مضاف ہو جمع کی طرف۔ اس کا معنی سوائے آخری کے کائنات کی کسی لغت کی کتاب میں اور کوئی ترجمہ نہیں ہوسکتا۔

لفظ خاتم النّبیین اور مرزا قادیانی

دور کیوں جاتے ہو۔ چھوڑیئے دور کو۔ خود مرزا قادیانی کی عبارت کو میں لیتا ہوں۔ مرزا غلام احمد قادیانی کی کتاب ہے ''ازالہ اوہام'' اس میں مرزا غلام احمد قادیانی نے ''خاتم النبیین'' لکھ کر اس کا ترجمہ کیا ہے کہ:

''ختم کرنے والا نبیوں کا۔'' (ازالہ اوہام ص ۴۳۱، خزائن ج ۳، ص ۴۳۱)

اس کے علاوہ مختلف کتابوں میں ''خاتم'' کا لفظ استعمال کیا اور ہر مقام پر اس کا معنی آخری سے کرتا ہے۔ جب تک خود کو نبی بننے کا شوق نہیں تھا تو یہی ترجمہ کرتا رہا۔ جب نبی بننے کا شوق دامنگیر ہوا تو پھر تحریف کے در پے ہوگیا۔ میں اس بات کو بھی چھوڑتا ہوں۔ دوسری بات عرض کرتا ہوں: وہ یہ کہ مرزا غلام احمد قادیانی ایک جگہ اپنی پیدائش کا تذکرہ کرتے ہوئے اپنی کتاب ''تریاق القلوب'' میں لکھتا ہے کہ:

''میرے ساتھ ایک لڑکی پیدا ہوئی تھی جس کا نام جنت تھا اور پہلے وہ لڑکی پیٹ میں سے نکلی تھی اور بعد اس کے میں نکلا تھا اور میرے بعد میرے والدین کے گھر میں اور کوئی لڑکی یا لڑکا نہیں ہوا۔ میں ان کے لئے خاتم الاولاد تھا۔''

(تریاق القلوب، ص ۱۵۷، خزائن ج ۱۵، ص ۴۷۹)

مرزا قادیانی کی سلطان القلمی

میرے بھائی! میرے خیال میں یہ کائنات میں ایک نئے عجوبے کی دریافت ہے کہ کوئی آدمی اپنی پیدائش کے واقعہ کو لکھے کہ میں ایسے پیدا ہوا تھا۔ دنیا میں اس کی کوئی نظیر نہیں پائی جاسکتی۔ لیکن چھوڑ دیجئے اس بحث کو۔ مجھے نہیں ہے اس میں مغز خوری کرنے کی ضرورت۔ مرزا غلام احمد قادیانی کہتا ہے کہ:

''پہلے میری ماں کے پیٹ سے جنت بی بی نکلی، پھر میں نکلا''

قادیانیوں کو کل یہ پراپیگنڈا نہیں کرنا چاہئے کہ مولوی صاحب نے منافرت کی بات کی۔ یہ نہ کہیں کہ اخلاق سے گری ہوئی بات کی۔ بھائی! تم میرے نبی کا نام لو، میں تمہارا منہ چومنے کے لئے تیار۔ تم میرے نبی کی حدیث پڑھو، میں گردن جھکانے کے لئے تیار۔ یہ میں تمہارے نبی کی حدیث تلاوت کررہا ہوں۔ کتاب کا نام ہے ''تریاق القلوب'' خود اس میں لکھتا ہے کہ ''پہلے میری ماں کے پیٹ سے جنت بی بی نکلی، پھر میں نکلا۔''

یہ ''نکلی، نکلا'' کے الفاظ کو بھی دیکھئے اور غلام احمد قادیانی کے دعوے کو بھی دیکھئے۔ کہتا ہے کہ اللہ نے مجھے ''سلطان القلم'' بنا کر بھیجا ہے۔ (تذکرہ: ص ۳۷)

اگر ''سلطان القلم'' بنا کر بھیجا ہے، اگر سلطان القلم پیدائش کے واقعہ کو ''نکلا، نکلی'' کے ساتھ تعبیر کررہا ہے اور وہ بھی اپنی ماں کے متعلق، تو پھر ادب کو تو دنیا میں سر پیٹ کے رہ جانا چاہئے۔ خیر! یہ میرا موضوع نہیں۔ میں اشارے کررہا ہوں۔ کہتا ہے: پہلے وہ نکلی پھر میں نکلا اور اس کے پاؤں کے ساتھ میرا سر جڑا ہوا تھا۔ مجھے اس سے بھی بحث نہیں کہ کیا کہہ رہا ہے۔ یہ اس کا اپنا قضیہ ہے۔ اس کی ''پرائیویٹ لائف'' ہے۔ مجھے اس میں دخل دینے کی ضرورت نہیں۔ آگے جو لفظ وہ استعمال کررہا ہے، یہ ہیں کہ ''وہ نکلی میں نکلا'' میری پیدائش ایسے طور پر ہوئی کہ میں اپنے والدین کے ہاں ''خاتم الاولاد'' ہوں۔ میری پیدائش کے بعد میرے والدین کے ہاں کوئی لڑکی یا لڑکا پیدا نہیں ہوا۔

بھائیو! ”خاتم النّبیین“ کے اندر ”خاتم“ کا لفظ ”النّبیین“ جمع کی طرف مضاف ہے۔ یہاں بھی ”خاتم الاولاد“ میں ”خاتم“ کا لفظ ”اولاد“ جمع کی طرف مضاف ہے۔ غلام احمد قادیانی جو کہتا ہے کہ میں اپنے ماں باپ کے ہاں ”خاتم الاولاد“ تھا۔ میرے بعد:

☆...... لڑکی نہ لڑکا۔

☆...... تندرست نہ بیمار۔

☆...... چھوٹا نہ بڑا۔

کوئی بھی پیدا نہیں ہوا۔ تو پھر ”خاتم النّبیین“ کا بھی یہی ترجمہ ہوگا کہ: محمد عربی ﷺ کے بعد ظلی و بروزی، مستقل و غیر مستقل کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔

عقیدہ ختم نبوت اور امت مسلمہ

میں نے قرآن کریم کے حوالے عرض کیے، حدیث کی مثال دی، لغت کو پیش کیا۔ غلام احمد قادیانی کو پیش کیا اور اب امت کے عقیدے کی بات کرتا ہوں۔ چودہ سو سال سے آپ ﷺ کی امت کا ایک فرد بشر ایسا نہیں جو یہ کہتا ہو کہ حضور ﷺ کے بعد اور کوئی شخص نبی ہے۔ قابل ذکر ایک آدمی پوری امت میں ایسا کوئی نہیں۔ پہلی صدی سے لے کر آج کی صدی تک پندرہ سو سال ہوا چاہتے ہیں (ساڑھے چودہ) آج تک امت کے اندر ایک فرد ایسا پیدا نہیں ہوا، جس نے یہ کہا ہو کہ حضور ﷺ کے بعد کوئی اور نبی ہو سکتا ہے۔ ہاں البتہ یہ تو ہوا کہ امت میں جب کبھی کسی شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا تو امت نے اس کے مقابلے میں ایک ہی صدا لگائی کہ حضور ﷺ کے بعد جو نبوت کا دعویٰ کرے، وہ امت مسلمہ کا حصہ نہیں۔ یہ ہماری ”شرح فقہ اکبر“ کے اندر مسئلہ لکھا ہوا ہے کہ:

”وَدَعْوَی النُّبُوَّةِ بَعْدَ نَبِیِّنَا ﷺ کُفْرٌ بِالْاِجْمَاعِ“ (شرح فقہ اکبر: ۲۰۲)

﴿حضور ﷺ کے بعد جو شخص نبوت کا دعویٰ کرے، بالاجماع وہ کافر ہے۔﴾

قادیانیت، دنیا کی عدالت میں

اس گفتگو کے بعد مسیلمہ کذاب سے لے کر مسیلمہ قادیان تک اسلام کی چودہ سو سال کی تاریخ گواہ ہے کہ حضور ﷺ کے بعد جب کسی نے نبوت کا دعویٰ کیا، امت نے انگڑائی لی۔ اس کے مقابلے میں کھڑے ہوئے، انہوں نے کہا: ''صاحب بہادر، تم اور تمہارے ماننے والے مسلمانوں کا حصہ نہیں اور دنیا کا کوئی قانون، دنیا کا کوئی اصول اس بات پر قدغن نہیں لگاتا'' ہم علی الاعلان کہتے ہیں کہ یہ آدمی ہم میں سے نہیں ہے۔ کونسا قانون ہے جو مجھے پابند کرے کہ نہیں، تم اس بات کو تسلیم کرو۔ دور کیوں جاتے ہو! وہ دیکھو نا افریقہ کی ایک عدالت ہے، وہاں پر ایک کیس پیش ہوا۔ ہمارے ایک بزرگ تھے ''غیاث الدین'' وہ ہمارے پاکستان کے ''اٹارنی جنرل'' رہے ہیں۔ وہ بھی اس میں گئے تھے۔

- ☆...... جناب ریاض الحسن بھی گئے۔
- ☆...... مولانا مفتی زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ بھی گئے۔
- ☆...... مولانا عبدالرحیم اشعر رحمۃ اللہ علیہ بھی گئے۔
- ☆...... مولانا منظور احمد رحمۃ اللہ علیہ بھی گئے۔
- ☆...... مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ بھی گئے۔
- ☆...... مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ بھی گئے۔
- ☆...... علامہ ڈاکٹر خالد محمود مدظلہ بھی گئے۔

غرض ہماری بہت ساری دینی قیادت وہاں گئی ''جوہانسبرگ'' کی عدالت میں کیس تھا، چلتا رہا۔ وہاں پر کیس کرنے والے قادیانی تھے۔ لاہوری گروپ کیس کرنے والا تھا۔ جج عیسائی اور وہ بھی عورت اور وکیل قادیانیوں کا ایک یہودی تھا۔ یہودی وکیل ہے۔ جج عیسائی، کیس کرنے والے قادیانی ہیں۔ سہ (تین) آتشہ ہوگیا کفر اسلام کے مقابلے

میں۔ یہودی، عیسائی، قادیانی تینوں اکٹھے ہو کر کھڑے ہیں اور اس نے کیس یہ دائر کیا کہ جناب! میں قادیانی ہوں۔ مسلمانوں کی مسجد میں جاتا ہوں نماز پڑھنے کے لئے۔ مسلمان مجھے نماز پڑھنے کی اجازت نہیں دیتے۔ میں مر گیا تو کل کو مجھے اپنے قبرستان میں دفن نہیں ہونے دیں گے۔ افریقہ کی بات کرتا ہوں تو آپ مہربانی کر کے مسلمانوں کو پابند کریں کہ وہ مجھے اپنی مسجد میں نماز پڑھنے کی بھی اجازت دیں اور اپنے قبرستان میں دفن ہونے کی بھی، تو جنوبی افریقہ کی عدالت میں کیس چلا۔ جب مقامی عدالت میں کیس چل رہا تھا تو وہاں پر ہمارے جناب ''غیاث الدین'' نے ایک حوالہ پیش کیا کہ غلام احمد قادیانی نے لکھا ہے ''انجام آتھم'' میں کہ:

''سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی تین دادیاں اور تین نانیاں زنا کار اور کسبی عورتیں تھیں۔''

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۷، خزائن ج ۱۱، ص ۲۹۱)

جب یہ حوالہ پڑھا تو عیسائی جج نے فوراً انگڑائی لی۔ ہمارے وکیل کی طرف متوجہ ہوئے اور انہوں نے ہمارے وکیل کو کہا: صاحب! آپ یہ حوالہ پیش کر کے میرے جذبات کو مشتعل کر رہے ہیں۔ آپ کو پتہ ہے کہ میں مسیحی ہوں۔ آپ میرے جذبات کو مشتعل کر کے فریق مخالف کے خلاف فیصلہ لینا چاہتے ہیں تو آپ کو حوالہ پیش کرنے اور بیان کی اجازت نہیں ہے اور یہ آپ کا دیا ہوا فوٹو اسٹیٹ میں نے واپس کر دیا کہ یہ مقدمہ کے ساتھ فائل نہیں ہوگا۔ ہمارے وکیل نے عدالت سے کہا کہ: محترمہ! میں آپ کے جذبات کو مشتعل نہیں کر رہا۔ میں ایک مسئلہ کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ سیدنا آدم علیہ السلام سے لے کر سیدنا عیسیٰ علیہ السلام تک طریقہ یہ چلا آیا ہے کہ ہر نبی نے اپنے سے پہلے نبی کی تصدیق کی۔ بعد میں آنے والے نبی کی خوشخبری دی۔ کسی سچے نبی نے دوسرے سچے نبی کی توہین نہیں کی۔ تو یہ طے شدہ ہے کہ ہمارے نزدیک سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے سچے نبی تھے۔ سچے نبی سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے بعد غلام احمد قادیانی اگر سچا ہوتا تو سچے نبی سیدنا مسیح علیہ السلام کی توہین کا

ارتکاب نہ کرتا۔ غلام احمد قادیانی کا، مسیح علیہ السلام کی توہین کرنا یہ دلیل ہے اس بات کی کہ غلام احمد خود سچا نہیں تھا۔

اس نے کہا ہاں! میں اس کی تائید کرتی ہوں۔ آپ نے بہت اچھا پوائنٹ اٹھایا۔ اس نے حوالہ فائل کر دیا۔ اس نے فیصلہ لکھا کہ: یہ مسلمانوں کے گھر کی بات ہے کہ کون کافر ہے؟ کون مسلمان؟ یہ ان کو وہاں سے فیصلہ لینا چاہئے۔ ہم مجاز نہیں اس بات کے کہ قادیانی مسلمان ہیں یا کون ہیں؟ قادیانی جانیں، ان کا کام جانے۔ ان کو قبرستان میں جانے اور میت دفن کرنے کی اجازت! یہ فیصلہ ہمارے خلاف ہو گیا۔ اب اگلی عدالت میں چلے گئے۔ جس وقت گئے وہاں پر ہمارے وکیل پیش ہوئے۔ اب انہوں نے سابقہ سارے مواد کو دیکھنا تھا۔ دیکھ کر جوہانسبرگ کی سپریم کورٹ نے فیصلہ میں لکھا کہ ’’ہم ماتحت عدالت کی اس بات کے ساتھ اتفاق کرتے ہیں کہ غیر مسلم عدالت کو قطعاً یہ حق حاصل نہیں کہ وہ یہ فیصلہ کریں کہ کون مسلمان، کون غیر مسلم، لیکن اگر مسلمانوں کی اکثریت یہ کہتی ہے کہ فلاں چند افراد ہمارا حصہ نہیں تو عدالت کو بھی یہ حق حاصل نہیں کہ ہم کہیں کہ ضرور تم ان کا حصہ ہو تو جب

☆...... پاکستان کے مسلمان۔

☆...... ہندوستان کے مسلمان۔

☆...... رابطہ عالم اسلامی کے مسلمان۔

☆...... پوری دنیا کے مسلمان۔

اکثریت یہ کہتی ہے کہ قادیانی ہمارا حصہ نہیں تو عدالت کو بھی یہ حق نہیں کہ ہم کہیں، نہیں! یہ تمہارا حصہ ہیں۔ ہم ان کی رائے کو احترام دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ قادیانی واقعتاً مسلمانوں کا حصہ نہیں۔ کوئی قادیانی مسلمانوں کی مسجد میں بھی نماز نہیں پڑھ سکتا اور فوت ہو جانے کے بعد مسلمانوں کے قبرستان میں بھی دفن نہیں ہو سکتا میں آپ دوستوں کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ یہ کیس ہے کہ جس پر عدالتی سطح پر بھی دنیا ہمارے ساتھ ہے کہ قادیانی

افراد، مسلمانوں کا حصہ نہیں۔ آپ حضرات کے ملک میں خود عیسائی حضرات کا ایک ایسا طبقہ ہے اور شاید وہ آپ حضرات کے اس ہی علاقہ کے اندر پایا جاتا ہے، وہ اپنے آپ کو مسیحی کہتے ہیں۔ دعوے کے ساتھ کہتے ہیں کہ ہم مسیحی ہیں۔ لیکن مسیحی حضرات خود کہتے ہیں کہ تم ہمارا حصہ نہیں ہو۔

اسلام کے مدمقابل فریق کا ایک خاص نشان

میرے بھائی! آج آپ حضرات دیکھیں کہ ہمارے جتنے پادری صاحبان، پوپ صاحبان ہیں۔ ان کے لئے خاص قسم کی صلیب ایک قسم کی ڈیزائن کی گئی ہے۔ وہ اپنے گلے میں لٹکاتے ہیں، کوئی غیر پادری (جو پادری نہ ہو) اگر وہ ہو بھی مسیحی۔ ایک دفعہ نہیں ۱۰۰ جان سے وہ انجیل پر فدا ہو۔ وہ سیدنا مسیح علیہ السلام کے ترانے گاتا ہو۔ پکا ٹھکا سکہ بند خاندانی طور پر مسیحی ہو۔ لیکن اس کو اس ڈیزائن کی وہ صلیب استعمال کرنے کی اجازت نہیں۔ وہ شعار ہے کہ صرف پادری کو پہنائی جائیں گی۔ صرف پوپ کو پہنائی جائیں گی۔ یہاں اگر یہ صلیب کا خاص نشان پادریوں کے لئے مخصوص ہے تو پھر ہمیں یہ کہنے کی اجازت بخشی جائے کہ کوئی غیر اس کو استعمال کرے گا تو فراڈ ہوگا۔ ہم بھی یہی کہنا چاہتے ہیں کہ محمد عربی ﷺ کے بعد اگر کوئی شخص نبوت کا دعویٰ کرے گا۔ اپنے آپ کو اسلام کے طور پر پیش کرے گا تو یہ فراڈ کے ضمن میں آئے گا۔ مسلمان وہی ہوگا جو حضور ﷺ کو خاتم النّبیین مانے گا۔

قادیانی انکار ختم نبوت کی وجہ سے کافر

میرے بھائیو! اس کے ساتھ میں یہ عرض کرتا ہوں کہ ایک دفعہ قادیانیوں کے ساتھ گفتگو ہو رہی تھی۔ ایک قادیانی نے کہا: مولوی صاحب!

☆ ...... میں نماز پڑھتا ہوں۔

☆ ...... میں روزہ رکھتا ہوں۔

☆ ...... میں حج کرتا ہوں۔

آپ مجھے کافر کیوں کہتے ہیں؟ میں نے کہا: بھائی! آپ کو غلط فہمی ہوئی۔ کب ہم نے کہا کہ:

☆...... نماز پڑھنے کی وجہ سے کافر ہو گئے۔

☆...... روزہ رکھنے کی وجہ سے تم کافر ہو گئے۔

نماز، روزہ کی وجہ سے تو کوئی کافر نہیں ہوتا۔ ہم تو کہتے ہیں کہ غلام احمد قادیانی کو ماننے کی وجہ سے تم کافر ہو۔ تم اس کا نام کیوں نہیں لیتے؟ حضور ﷺ کے بعد کسی شخص کو بطور نبی ماننے کی وجہ سے کافر ہو۔ میں غلام احمد قادیانی کی وجہ سے تمہیں کافر کہہ رہا ہوں۔ تم نماز، روزہ کی بحث لے آئے۔ نماز، روزہ کی تو یہاں بحث ہی نہیں۔

قادیانیت کسی مذہب کا نام نہیں

میرے واجب الاحترام بھائیو! میں استدعا کرتا ہوں آپ دوستوں سے کہ قادیانیت کسی مذہب اور عقیدے کا نام نہیں۔ قادیانیت براہ راست تصادم ہے محمد عربی ﷺ کی ذات اقدس کے ساتھ۔ آج غلام احمد قادیانی کو حضور سرور کائنات ﷺ کی مسند پر بٹھایا جارہا ہے۔

☆...... میرے ماں باپ قربان۔

☆...... روح وجسم قربان۔

☆...... آل اولاد قربان۔

کہ قرآن مجید نے جو اعزاز اور اکرام رحمت عالم ﷺ کے لئے مختص کئے تھے، ایک ایک کر کے قادیانی، حضور ﷺ کے اعزازات کو مرزا غلام احمد قادیانی کے لئے الاٹ کرتے جارہے ہیں۔ آج میں نے مولانا سے درخواست کی تھی کہ ''تذکرہ'' نامی کتاب ہے قادیانیوں کی، منگوا دی جائے۔ یہاں پر نہیں مل سکی۔ مجھے ''لندن'' نہیں جانا ہوا کہ ساتھ لے آتا۔ قرآن مجید میں ہے کہ:

''وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ'' (الانبیاء:۱۰۷)

﴿اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو مگر تمام جہان والوں کے لئے رحمت بنا کر﴾

غلام احمد قادیانی نے کہا کہ:

''اللہ نے مجھے کہا کہ تو رحمۃ للعالمین ہے۔'' (تذکرہ:۸۱ طبع چہارم)

قرآن مجید میں ہے ''یٰسٓ • وَالْقُرْآنِ الْحَکِیْمِ'' (یٰسین:۱،۲)

مرزا قادیانی کہتا ہے کہ: یہ آیت میرے اوپر نازل ہوئی، مجھے اللہ نے کہا کہ: مرزا تو ''یٰس • والقرآن الحکیم'' ہے۔ (تذکرہ:۴۷۹ طبع چہارم)

قرآن مجید میں ہے: ''یَاأَیُّھَا الْمُدَّثِّرُ'' (المدثر:۱)

مرزا غلام کہتا ہے کہ یہ آیت میرے اوپر نازل ہوئی۔ (تذکرہ:۵۱)

قرآن مجید میں ہے کہ:

''مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ مَعَهُ أَشِدَّاء عَلَى الْکُفَّارِ'' ﴿محمد اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ کفار پر سخت ہیں﴾ (الفتح:۲۹)

مرزا قادیانی کہتا ہے کہ: ''میری نسبت یہ وحی اللہ ہے۔ اس وحی الٰہی میں میرا نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی۔'' (ایک غلطی کا ازالہ ص ا، خزائن ج ۱۸، ص ۲۰۷)

قادیانیت کو اسلام کے نام پر پیش کرنا غداری ہے

خدا کے بندو! اے امت محمدیہ کے افراد! برطانیہ میں رہنے والے میرے واجب الاحترام بھائیو! ہر چیز کی کوئی حد ہوا کرتی ہے۔ ایک آدمی اٹھتا ہے اور وہ بے رحمانہ طریقہ سے رحمت عالم ﷺ کے تمام تر اعزازات کو، آپ ﷺ کے تاج کو، آپ ﷺ کی نشانیوں کو ایک ایک کر کے آپ ﷺ کے سینے مبارک سے اتار کر وہ اپنے سینے پر سجائے جاتا ہے اور ہم جواب میں کہتے ہیں کہ رواداری بھی کوئی چیز ہوتی ہے۔ رواداری کا درس دینے والی دنیا کبھی سوچے اس بات پر کہ میرے سر کی پگڑی کوئی اٹھائے گا تو میں تڑپ جاؤں گا۔ حضور ﷺ سرور کائنات ہی ایسے لاوارث ہیں کہ جو چاہے ان کے اعزازوں کو قادیان کا دہقان، دشمن کے کہنے پر بے دریغ ان کو استعمال کرتا جائے اور کوئی اللہ کا بندہ اس پر صدا بلند کرے تو

جواب میں کہا جائے کہ جی! رواداری بھی کوئی چیز ہوا کرتی ہے۔

بھائی! رواداری سر آنکھوں پر، ہر مسئلہ میں رواداری ہے۔ بھلے وہ قادیانیت کو قادیانیت کے نام پر پیش کرے۔ ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔

☆...... ساری دنیا میں پیش کرے۔

☆...... علی الاعلان پیش کرے۔

☆...... ڈنکے کی چوٹ پر پیش کرے۔

☆...... وہ جانے، اس کا رب جانے۔

☆...... وہ جانے، اس کے ماننے والے جانیں۔

☆...... ہمیں اس سے کوئی غرض نہیں۔

☆...... مریخ پر چلے جائیں، ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں۔

ہاں! اگر

☆...... قادیانیت کو اسلام کے نام پر وہ پیش کریں گے۔

☆...... مرزا قادیانی کو محمد رسول اللہ ﷺ کے طور پر پیش کریں گے۔

☆...... مرزا کے دیکھنے والوں کو صحابہ کے حوالے سے پیش کریں گے۔

تو پھر یہ بات وجہ اشتعال بھی ہے اور وجہ پریشانی بھی۔ اور اس پریشانی کا باعث قادیانی جماعت بن رہی ہے۔ نہیں کوئی بحث اس بات سے کہ کون کیا کہتا ہے؟:

آج کی مجلس میں:

☆...... قرآن کے حوالے سے۔

☆...... سنت رسول ﷺ کے حوالے سے۔

☆...... اجماع امت کے حوالے سے۔

☆...... تاریخ کے حوالے سے۔

میں نے جتنی باتیں آپ دوستوں کی خدمت میں عرض کیں، اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ ان پر عمل کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین!

”وما علینا الا البلاغ المبین“

آیت خاتم النّبیین کی تفسیر

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُلِلّٰہِ وَ کَفیٰ وَسَلامٌ عَلیٰ سَیِّدِ الرُّسُلِ وَخَاتَمِ الۡاَنۡبِیَاءِ وَعَلیٰ اٰلِہٖ وَاَصۡحَابِہِ الَّذِیۡنَ ھُمۡ خُلاصَۃُ الۡعَرَبِ الۡعَرۡبَاءِ وَخَیۡرُ الۡخَلائِقِ بَعۡدَ الۡاَنۡبِیَاءِ. اَمَّا بَعۡدُ! فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ. بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ.

و قال اللہ تعالیٰ: مَّا کَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِکُمۡ وَلَکِن رَّسُولَ اللَّہِ وَخَاتَمَ النَّبِیِّیۡنَ وَکَانَ اللَّہُ بِکُلِّ شَیۡءٍ عَلِیۡماً. (الاحزاب: ۴۰)

قال النبی ﷺ: اِنَّ الرِّسَالَۃَ وَالنُّبُوَّۃَ قَدِ انۡقَطَعَتۡ فَلارَسُوۡلَ بَعۡدِیۡ وَ لَا نَبِیَّ. (ترمذی ج۲، ص۵۳)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ سَیِّدِنَا وَ مَوۡلٰنا مُحَمَّدٍ وَّعَلیٰ آلِ سَیِّدِنَا وَ مَوۡلٰنا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکۡ وَسَلِّمۡ وَ صَلِّ کَذَالِکَ عَلیٰ جَمِیۡعِ الۡاَنۡبِیَاءِ وَالۡمُرۡسَلِیۡنَ وَعَلیٰ الۡمَلائِکَۃِ الۡمُقَرَّبِیۡنَ وَعَلیٰ عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیۡنَ اَجۡمَعِیۡنَ اِلیٰ یَوۡمِ الدِّیۡنِ.

تمہید

میرے واجب الاحترام بھائیو! آپ نے مختلف علماء کرام کے گرم اور نرم بیانات سنے، ابھی تھوڑی دیر بعد ہمارے ملک کے نامور عالم دین اور ہماری مذہبی اور سیاسی جماعت ’’جمعیت علماء اسلام‘‘ کے روح رواں حضرت مولانا زاہد الراشدی دامت برکاتہم بھی تشریف لا چکے ہیں۔ ان کا اور دوسرے علماء کرام کا بیان سنیں گے۔ حضرت اقدس خواجہ خان محمد صاحب بھی تشریف لا چکے ہیں۔ تھوڑی دیر کے بعد حضرت آپ کے پاس تشریف لانے والے ہیں۔ آج کی مجلس میں مسئلہ ختم نبوت کے متعلق آپ دوستوں کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں۔ میری آپ سب دوستوں سے درخواست ہے کہ شاید جوش و جذبہ کے اعتبار سے تو میں آپ کی توقعات پر پورا نہ اتر سکوں۔ تاہم مسئلہ سمجھانے کی اپنی طرف سے

کوشش کروں گا۔ آپ حضرات دعا کریں، میرے ساتھ تعاون کریں اور توجہ فرمائیں۔ اللہ رب العزت مجھے مسئلہ سمجھانے کی توفیق عطاء فرمائیں۔ آمین، بلند آواز سے کہہ دیں:

قرآن مجید کا نزول ۲۳ سال میں

برادران عزیز! یہ جو میں نے آیت کریمہ تلات کی ہے، اس آیت میں اللہ پاک پروردگار عالم نے حضور ﷺ کی ختم نبوت کے مسئلے کو بیان کیا ہے۔ حضرات علماء کرام تشریف فرما ہیں۔ آپ علماء سے تفصیلات پوچھیں۔ میں ان کا بھی خادم ہوں۔ قرآن مجید، الحمدللہ سے لے کر والناس تک یہ جو تیس پارے ہیں۔ یہ یک بارگی، حضور ﷺ کی ذات اقدس پر نہیں اترا بلکہ جب کبھی کسی مسئلے کی ضرورت ہوتی تھی:

☆...... کوئی مسئلہ آپ ﷺ سے پوچھا جاتا۔ ...... یا
☆...... کوئی واقعہ رونما ہوتا تھا۔ ...... یا
☆...... کہیں پر کوئی قضیہ پیش آتا تھا۔ ...... یا
☆...... کہیں کوئی کیس حضور ﷺ کی خدمت میں آیا کرتا تھا۔

تو اس کے متعلق جتنی ضرورت ہوتی تھی، اللہ پاک پروردگار عالم اتنا حضور اقدس ﷺ پر قرآن مجید نازل فرماتے تھے اور یہ ۲۳ سالہ دور نبوت میں حضور ﷺ پر قرآن مجید مکمل ہوا ہے۔

شانِ نزول کا مطلب

باقاعدہ الحمدللہ سے لے کر والناس تک پورے قرآن مجید کی تفسیریں لکھی گئی ہیں۔ ان کے اندر ایک عنوان اور بحث موجود ہے کہ یہ آیت کیوں نازل ہوئی؟۔ اس آیت کے نازل ہونے کا سبب کیا ہے؟۔ حضرات علماء کرام کے ہاں اس کو شانِ نزول کہا جاتا ہے کہ اس آیت کریمہ کے نازل ہونے کا سبب کیا ہے۔

آیت خاتم النّبیین کا شان نزول

یہ جو میں نے آپ حضرات کے سامنے آیت تلاوت کی ہے، اس آیت کریمہ

کے نازل ہونے کا سبب یہ ہے کہ حضور ﷺ کے ایک صحابی تھے حضرت زیدؓ، وہ بچپن میں اپنے والدین سے جدا ہوئے، انہیں اغواء کرلیا گیا۔فروخت کردیا گیا۔بکتے بکاتے مکہ کے بازار میں آئے۔حضرت خدیجہؓ کے پاس، کبھی ادھر، کبھی ادھر۔بالآخر وہ حضور ﷺ کے پاس ان کی خدمت کے لئے بطور غلام آئے۔حضرت زیدؓ کے والدین ان کی تلاش میں تھے۔عرصہ بیت گیا، نہ ملے۔ان کے علاقے کا ایک وفد موسم حج کے موقع پر مکہ آیا۔انہوں نے حضرت زیدؓ کو حضور ﷺ کے پاس دیکھا تو ان کے والدین کو جا کر اطلاع دی۔آج حضرت زیدؓ کے والد ان کے ماموں اور چچا ودیگر عزیز و اقارب۔ان کا وفد اکٹھا ہو کر حضرت زیدؓ کا قضیہ لے کر آیا۔حضور ﷺ تشریف رکھتے ہیں، حضرت زیدؓ ساتھ بیٹھے ہیں پہلو میں۔حضرت زیدؓ کا دروازے کی طرف رخ ہے۔وفد دروازے کی طرف سے آ رہا ہے۔یہ ان کی طرف آنے کو دیکھ رہے ہیں۔ان کی آنکھیں چار ہوئیں۔

☆...... حضرت زیدؓ پہلے بچے تھے، آج جوان ہوگئے۔

☆...... باپ تب جوان تھا، آج بوڑھا ہوگیا ہے۔

☆...... بھائی جو حضرت زیدؓ سے بڑے تھے، آج وہ اولاد والے ہوگئے۔

☆...... اتنا لمبا عرصہ بیت گیا۔

☆...... حضرت زیدؓ نے ان کو نہیں دیکھا۔

☆...... انہوں نے حضرت زیدؓ کو نہیں دیکھا۔

☆...... ان کو ان کا پتہ نہیں۔

☆...... اور ان کو ان کا پتہ نہیں۔

☆...... ایک دوسرے کی شکل سے آشنا نہیں۔

اتنے طویل عرصے کے باوجود حضرت زیدؓ فرماتے ہیں: جس وقت میرے والد صاحب اور چچا مسجد میں داخل ہوئے، ہرچند کہ طویل ترین عرصے سے:

☆...... نہ میں نے ان کو دیکھا تھا۔

☆...... نہ انہوں نے مجھے دیکھا تھا۔

لیکن جیسے ہی ان کی مجھ پر نظر پڑی، میں نے ان کو پہچان لیا اور انہوں نے بھی

مجھے دیکھ کر پہچان لیا۔ اس لئے کہ خون تعارف کا محتاج نہیں، اپنی پہچان خود کراتا ہے۔ حضرت زیدؓ نے ان کو دیکھا اور دیکھتے ہی رونا شروع کر دیا۔ حضرت زیدؓ کے والد آئے، انہوں نے آ کر حضور ﷺ سے مصافحہ کیا۔

☆...... چچا ملے...... ماموں ملے...... عزیز ملے۔

حضرت زیدؓ کا ادب

حضور ﷺ نے حضرت زیدؓ کی طرف دیکھا تو حضرت زیدؓ رو رہے ہیں۔ جب وفد کی طرف دیکھا تو وفد بھی پورے کا پورا رو رہا ہے۔ آپ کو نہیں پتہ کہ معاملہ کیا ہے۔ فرمایا! زیدؓ خیریت تو ہے؟ عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! یہ میرے والد ہیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا! اگر یہ تیرے والد ہیں تو تم اٹھ کر انہیں ملے نہیں؟ عرض کی آقا! مجھے حیاء آتی ہے کہ حضور ﷺ کی مجلس میں اٹھ کر میں کسی اور کو سلام کروں، چاہے میرا باپ ہی کیوں نہ ہو۔ مجھے اس سے حیاء آتی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا! میں آپ کو حکم دیتا ہوں۔ آخر حضرت زیدؓ اٹھے، والد کو ملے۔ دونوں طرف سے خوب روئے، جتنا درد تھا، جتنا صدمہ تھا۔ کلیجہ ٹھنڈا ہوا۔ بڑی دیر بعد صبر آیا۔ حضور ﷺ کی خدمت میں بیٹھ گئے۔ اب وفد کے ارکان نے گفتگو شروع کی کہ جی یہ اس طرح بچہ تھا۔ گم ہو گیا، ہمیں اطلاع ملی، آئے ہیں۔ آپ ﷺ مہربانی فرمائیں، جتنے پیسے لینا چاہتے ہیں، لے لیں۔ حضرت زیدؓ ہمارے سپرد فرما دیں۔

متوجہ ہو میاں! جتنے پیسے لینا چاہتے ہیں لے لیں۔ منہ مانگی قیمت:

☆...... درہم...... دینار...... سونا...... چاندی...... ودیگر مال

جو فرمائیں، لے لیں۔ تولنا چاہیں، تول لیں۔ ایک طرف حضرت زیدؓ دوسری طرف سونا، منہ مانگی قیمت دینے کے لئے تیار ہیں۔ ہماری صرف اتنی درخواست ہے کہ منہ مانگی قیمت لے لیں۔ لیکن زید کو ہمارے سپرد کر دیں۔

حضرت زیدؓ کا حضور ﷺ کو والدین پر ترجیح دینا

اسلام آباد کے ساتھیو! ساری کائنات کی سخاوتیں قربان محمد عربی ﷺ کی جوتی

پر، ان کی اتنی بڑی پیش کش۔ حضور ﷺ نے جو جواب میں ارشاد فرمایا: وہ صرف اتنا کہ میاں زید نے میری بڑی خدمت کی ہے۔ میں اس سے راضی ہوں۔ میں پیسے لے کر اسے آپ کے سپرد کروں، یہ مناسب نہیں۔ میری طرف سے اجازت ہے کہ زید اگر تمہارے ساتھ جانا چاہے، ایک سکہ دیئے بغیر اسے اپنے ساتھ لے جا سکتے ہو۔ ہاں البتہ آپ لوگ اسلام قبول کر لیں۔ انہوں نے گردن جھکائی، قلب و جگر سے شکریہ ادا کیا۔ حضرت زیدؓ کی طرف متوجہ ہوئے۔ وفد والے ابھی کچھ کہنا چاہتے تھے۔ حضرت زیدؓ نے گفتگو شروع کر دی۔ حضرت زیدؓ نے ارشاد فرمایا: ابو جان! میں آپ کے ساتھ نہیں جاؤں گا۔ سارا وفد حیران و پریشان اس فیصلے پر۔ کچھ کہنا چاہتے ہیں، کچھ کہنے کی جرأت نہیں۔ وہ کہنے کی پوزیشن میں تھے یا نہیں، از خود حضرت زیدؓ نے فرمایا: ابا جان! آپ مجھے یہی کہیں گے کہ:

☆...... یہ مسافری ہے، وہاں میرا وطن ہے۔
☆...... یہاں اکیلا رہتا ہوں، وہاں بہن، بھائی ہیں۔
☆...... یہاں کوئی نہیں، وہاں والدین ہوں گے۔
☆...... یہاں کسی کے گھر کی کھاتا ہوں، وہاں میرا اپنا گھر ہے۔
☆...... یہاں اکیلا رہتا ہوں، وہاں میری شادی ہوگی۔
☆...... یہاں مجھے مزدوری کرنی پڑتی ہے، وہاں میرا اپنا کاروبار ہوگا۔
☆...... یہ ٹھیک ہے کہ میں اتنے عرصے سے آیا کہ آپ بوڑھے ہو گئے۔
☆...... یہ ٹھیک ہے کہ میری والدہ کی آنکھوں کی بینائی ختم ہوگئی ہوگی۔
☆...... یہ ٹھیک ہے کہ میری چھوٹی بہنیں جوان ہوگئی ہوں گی۔
☆...... یہ ٹھیک ہے کہ یہاں غلام ہوں، وہاں مجھے آزادی ملے گی۔

میں مانتا ہوں کہ یہ ساری باتیں اپنی جگہ ٹھیک ہیں۔ لیکن:

☆...... میں والدین کو چھوڑ سکتا ہوں۔
☆...... کاروبار کو چھوڑ سکتا ہوں۔
☆...... بہن بھائیوں کو چھوڑ سکتا ہوں۔
☆...... اپنی آزادی کو قربان کر سکتا ہوں۔

لیکن محمد رسول اللہ ﷺ کی صحبت کو نہیں چھوڑ سکتا۔ کچھ ہو جائے، میں نبوت کی خدمت میں رہوں گا۔ مل کر کہو: کیا کروں گا؟ حضور ﷺ کی صحبت کو نہیں چھوڑوں گا۔ ذرا زور سے میاں! کیا نہیں کروں گا؟ حضور ﷺ کی خدمت کو نہیں چھوڑوں گا۔ ساری کائنات کو چھوڑ سکتا ہوں، نبوت کی خدمت کو نہیں چھوڑ سکتا۔ اب حضرت زیدؓ کے والد آخر وہ بھی عرب کے لوگ تھے۔ انہوں نے فوراً گفتگو کا پینترا بدلا، زاویہ تبدیل کیا۔ ایک اور نقطہ نظر سے گفتگو شروع کی اور انہوں نے حضور ﷺ کی خدمت میں یہ درخواست کی کہ آقا ﷺ آپ حضرت زیدؓ کو حکم فرمائیں کہ یہ ہمارے ساتھ چلیں۔ ہمارے کہنے پر تیار نہیں۔ آپ ﷺ حکم فرمائیں کہ یہ ہمارے ساتھ چلے۔ اس پر ان کو حضور ﷺ نے جواب دیا کہ میاں! میں تم سے پیسے لے کر زیدؓ تمہارے سپرد کروں، یہ تمہارے ساتھ زیادتی ہے۔ زیدؓ تم سب کو چھوڑ کر یہ میرے ساتھ رہنا چاہے اور میں اسے کہوں: یہاں نہ رہو، چلے جاؤ تو یہ زیدؓ کے ساتھ زیادتی ہے۔ نبوت کا کام زیادتی کرنا نہیں۔ جانا چاہے، اجازت ہے۔ رہنا چاہے تو یہ اس کا گھر ہے۔ قصہ مختصر بالآخر طے ہوا کہ زید والدین کے ہاں جائیں گے، چکر لگائیں گے، واپس آئیں گے، مستقل طور پر حضور ﷺ کی خدمت میں رہیں گے۔

حضور ﷺ کا زیدؓ کو منہ بولا بیٹا بنانا

اسلام آباد کے ساتھیو! میرے ماں باپ، میرا روح و جسم آپ ﷺ پر قربان۔ حضرت زیدؓ کے اس انقلابی فیصلے پر حضور ﷺ اتنے خوش ہوئے کہ آپ ﷺ نے حضرت زیدؓ کو مخاطب کر کے فرمایا: زید! آج سے پہلے تم میرے گھر میں اس طرح رہا کرتے تھے، جس طرح غلام اپنے آقا کے گھر میں رہتا ہے۔ آج کے بعد تمہاری میرے گھر کے اندر وہ پوزیشن ہوگی جو بیٹے کی باپ کے گھر میں ہوا کرتی ہے۔ حضرت زیدؓ کو یہ شرف حاصل ہے کہ حضرت زیدؓ کا نام لے کر میرے رب نے عرش سے قرآن مجید کے اندر تذکرہ کیا ہے: ”فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا“ (الاحزاب: ۳۷)

حضرت زیدؓ کا نکاح

حضور ﷺ نے فرمایا: زید! تم میرے بیٹے متبنیٰ، لے پالک۔ صرف یہ نہیں بلکہ

حضور ﷺ کی پھوپھی زاد بہن تھی حضرت زینبؓ۔ حضور ﷺ نے حضرت زیدؓ کا نکاح اپنی پھوپھی زاد بہن سے کر دیا۔ آپ بھی بچیوں، بیٹوں والے ہیں اور میں بھی۔ ہر آدمی سوچ سمجھ کر رشتہ کرتا ہے۔ لیکن یہ مقدر کی بات ہے کہ کبھی کوئی رشتہ کامیاب ہوتا ہے، کبھی ناکام ہوتا ہے۔ اللہ آپ کے میرے بچوں، بیٹیوں کو اچھے رشتے عطا کریں۔ اتفاق یہ کہ آگے چل کر حضرت زیدؓ اور حضرت زینبؓ کا آپس میں نباہ نہ ہوسکا اور ان کی طلاق واقع ہوگئی۔ طلاق واقع ہوئی تو حضرت زینبؓ کو صرف صدمہ تھا اس بات کا کہ نبوت نے میرا نکاح پڑھایا۔ رحمت عالم ﷺ کے ارشاد گرامی سے میری شادی ہوئی۔ میں آج اس طرح دن گزار رہی ہوں کہ مطلقہ گھر بیٹھی ہوں۔ کافی لمبا عرصہ گزرنے کے بعد حضرت زینبؓ کے رونے دھونے اور ان کی مظلومیت کو اللہ پاک پروردگار عالم نے عرش پر قبول فرمایا۔ حضرت زینبؓ کی دعا فرش پر تھی، قبول عرش پر ہوئی۔ اللہ رب العزت نے عرش سے حضرت رحمت عالم ﷺ کی ذات اقدس پر وحی کے ذریعے اطلاع دی کہ حضرت زینبؓ کا ہم نے آپ کے ساتھ نکاح کر دیا ہے۔ حضرت زینبؓ حضور ﷺ کی واحد زوجہ محترمہ ہیں۔ آپ کی اور میری ماں۔ اس اعتبار سے وہ واحد خوش نصیب ہیں کہ دنیا کے اندر ان کا نکاح نہیں پڑھایا گیا۔ چنانچہ حضرت زینبؓ، حضور ﷺ کی باقی ازواج کے ساتھ بیٹھ کر خوش طبعی کے طور پر کبھی فرمایا کرتی تھیں کہ تم میرا کس طرح مقابلہ کرتی ہو کہ:

☆...... تمہارے نکاح حضور ﷺ کے ساتھ تمہارے رشتہ داروں نے کئے۔

☆...... میرا نکاح حضور ﷺ کے ساتھ میرے رب کریم نے کیا ہے۔

☆...... تمہارے نکاح حضور ﷺ کے ساتھ فرش پر ہوئے ہیں۔

☆...... میرا نکاح حضور ﷺ کے ساتھ عرش پر ہوا ہے۔

تم میرا مقابلہ کرسکتی ہو حضور ﷺ کے ساتھ نکاح کا؟۔ رحمت عالم ﷺ کے نکاح مبارک کے بعد۔ مکہ مکرمہ کے لوگوں کا رواج یہ تھا کہ جس آدمی کو وہ اپنا منہ بولا بیٹا، لے پالک بیٹا بنا لیتے تھے، وہ اسے:

☆...... وراثت وجائیداد میں۔

☆...... نکاح اور طلاق میں۔

رسم جاہلیت کا ازالہ

تمام تر مسائل میں وہی احکام دیتے تھے، جو سگے بیٹے کے احکام ہوتے ہیں۔ سگا بیٹا باپ کی جائیداد میں وارث ہے۔ سگے بیٹے کی بیوی کے ساتھ مطلقہ ہو یا بیوہ، اس کے ساتھ اس کا باپ شادی نہیں کرسکتا۔ وہ اس کی بہو لگتی ہے، اس کے ساتھ نکاح نہیں کرسکتا۔ لے پالک اور متبنی بیٹے کے بھی ان کے ہاں یہی احکام تھے۔ حضور ﷺ نے حضرت زیدؓ کو اپنا بیٹا بنایا۔ پھر حضرت زیدؓ کی مطلقہ بیوی حضرت زینبؓ کے ساتھ نکاح کیا۔ نکاح ہوا تو مکہ مکرمہ میں مشرکین مکہ نے پراپیگنڈا شروع کیا کہ دیکھئے! نعوذ باللہ! حضور ﷺ نے اپنے بیٹے کی بیوی کے ساتھ یعنی اپنی بہو کے ساتھ نکاح کرلیا ہے۔ یہ جب انہوں نے پراپیگنڈا شروع کیا تو ان کے اس پراپیگنڈے کا جواب اللہ رب العزت نے قرآن مجید کی اس آیت کریمہ میں دیا کہ: ”مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ“ ﴿لوگو! محمد عربی ﷺ تم میں سے کسی جوان مرد کے باپ نہیں ہیں۔﴾

جب آپ کا جوان بیٹا کوئی نہیں تو بہو کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ یہ کتنی بیہودہ بات ہے کہ تم حضور ﷺ کی طرف ایک ایسی بات منسوب کررہے ہو کہ اپنی بہو کے ساتھ نکاح کرلیا۔ بہو تو تب ہوتی کہ آپ ﷺ کا کوئی جوان بیٹا ہوتا۔ آپ کا تو جوان بیٹا ہی کوئی نہیں۔ قرآن مجید نے اس کی تردید کی۔ باقی رہے حضرت زیدؓ۔ ان کے متعلق دوسرا حکم ہے کہ: خبردار!

”اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ“ (الاحزاب:۵) ﴿یہ جو لے پالک بیٹے ہیں (ان کو زید ابن محمد نہ کہو، زید ابن حارثہ کہو) ان کی ان کے باپ کی طرف نسبت کرو۔﴾ یہ دو حکم قرآن مجید کے اندر دیئے گئے۔

ایک اشکال اور اس کا جواب

یہاں پر ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ حضور ﷺ کے صاحبزادے کتنے تھے؟ مختلف روایات ہیں۔ ایک روایت کے مطابق حضور ﷺ کے چار بیٹے تھے۔ آپ ﷺ کے چاروں بیٹوں کا بچپن میں انتقال ہوا۔ حضور ﷺ کے ایک بیٹے ہیں: حضرت ابراہیم باقی

تینوں صاحبزادے حضرت خدیجہؓ سے ہیں۔ بیٹیاں ساری حضرت خدیجہؓ سے ہیں۔ صرف ایک صاحبزادہ حضرت ماریہ قبطیہؓ سے ہوا، حضرت ابراہیم حضور ﷺ کے چھوٹے صاحبزادے ہیں۔ ان کا بھی بچپن میں انتقال ہوا۔

بخاری شریف (ج۱،ص۱۷۴) کی روایت ہے کہ حضرت ابراہیم حضور ﷺ کی گود مبارک میں تھے۔ نزع کا عالم طاری ہوا، ان کی روح نے جسد عنصری سے پرواز کی۔ حضور ﷺ کے آنسو مبارک گرے۔ حضرت ابراہیم کے رخسار پر پڑے۔ آپ ﷺ کے آنسو مبارک گرے، ایک صحابیؓ قریب بیٹھے تھے، انہوں نے حضور ﷺ کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا: ''اَوَاَنْتَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ'' ﴿آقا! آپ ﷺ بھی روتے ہیں؟﴾

حضور ﷺ نے بعد میں ارشاد فرمایا: ''اِنَّا بِفِرَاقِکَ یَا اِبْرَاھِیْمُ لَمَحْزُوْنُ'' ﴿ابراہیم تیری جدائی نے آج محمد ﷺ کو بھی پریشان کردیا ہے﴾

اور فرمایا: کوئی عزیز جدا ہو، دل صدمہ کرے، آنکھ آنسو بہائے، میں نے تمہیں کبھی منع نہیں کیا۔ جزع، فزع اور رونے دھونے، بین کرنے سے میں نے منع کیا ہے۔ باقی یہ آنسو بہنا، دل میں صدمہ ہونا یہ تو ایک فطری عمل ہے۔ آپ ﷺ گھر تشریف لائے۔ حضرت ماریہ قبطیہؓ رو رہی ہیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: صبر کرو۔ دوسرے دن تشریف لائے۔ ماریہ پھر رو رہی ہیں۔ فرمایا، ماریہ صبر کرو۔ تیسرے دن پھر تشریف لائے، ماریہ پھر رو رہی ہیں۔ حضور ﷺ کی رحمت کا دریا جوش میں آیا۔ مل کر کہو کہ حضور ﷺ کی رحمت کا دریا؟...... جوش میں آیا۔ ماریہ قبطیہؓ کو مخاطب کرکے فرمایا: ماریہؓ! میں نے تمہیں ایک دن کہا، دوسرے دن کہا، تیسرے دن کہا، تجھ سے صبر نہیں ہوگا۔ اگر تو اس طرح صبر نہیں کرتی تو آج میں اللہ سے دعا کروں کہ:

☆...... اللہ آسمانوں کے پردے ہٹادے۔
☆...... جنت تیرے سامنے کردی جائے۔
☆...... اور تو اپنی آنکھوں کے ساتھ دیکھے۔
☆...... تیرا بیٹا جنت میں حوروں کے پاس پرورش پا رہا ہے۔

کیا پھر تجھے تسلی ہوجائے گی؟ حضرت ماریہ قبطیہؓ نے دست بستہ فرمایا: یارسول

اللہ ﷺ! میری تسلی ہو گئی۔ آئندہ بے صبری نہیں ہو گی۔ حضور ﷺ تشریف لے گئے۔ عرب کی عورتوں کو پتہ چلا۔ ماریہ قبطیہؓ کے پاس آئیں۔ آ کر کہنے لگیں: ماریہؓ! تیرے مقدر کو کیا ہوا؟

☆...... حضور ﷺ کی رحمت کا دریا جوش میں تھا۔
☆...... آپ ﷺ اپنے رب سے دعا کرتے۔
☆...... آپ ﷺ کے رب فضل کرتے۔
☆...... آسمانوں کے پردے ہٹا دیئے جاتے۔
☆...... جنت تیرے سامنے کر دی جاتی۔
☆...... تو دنیا کے اندر واحد خوش نصیب عورت ہوتی۔
☆...... کہ دنیا کے اندر بیٹھ کر تو جنت کا نظارہ کرتی۔

حضور ﷺ کی رحمت کے دریائے رحمت سے تو نے فائدہ نہیں اٹھایا۔ جواب میں حضرت ماریہؓ نے ایمان پرور جواب دیا، فرمایا: دیکھو! اگر حضور ﷺ دعا کرتے، میں ہاں کرتی، حضور ﷺ دعا کرتے، اللہ قبول کرتے، پردے ہٹتے، جنت سامنے آتی اور میں اپنے بیٹے کو دیکھتی، تو اس کا معنی یہ تھا کہ ماریہؓ نے اپنی نگاہوں پر اعتبار کیا ہے۔ محمد عربی ﷺ کی زبان پر اعتبار نہیں کیا۔ حالانکہ ماریہؓ کی نگاہ خطا کر سکتی ہے، محمد عربی ﷺ کی زبان جھوٹ نہیں بول سکتی۔ یہاں پر ایک سوال پیدا ہوتا ہے۔ حضرات علماء کرام بیٹھے ہیں۔ ان علماء کرام سے اس کی تفصیلات پوچھیں۔ حضرت قبلہ طوفانی صاحب! بخاری شریف کی روایت ہے حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے تو باقاعدہ اس کے اوپر ایک باب باندھا ہے۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ حضور ﷺ کے تمام تر صاحبزادوں کا بچپن میں کیوں انتقال ہوا؟ وہ جوان کیوں نہیں ہوئے؟ اس کا حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی جواب دیا ہے۔

دیکھئے توجہ فرمائیے۔ اگر حضور ﷺ کا بیٹا ہوتا جوان۔ تو صورتیں تھیں دو کہ ان کو نبوت ملتی یا نہ ملتی۔ اگر نبوت ملتی تو حضور ﷺ آخری نبی نہ رہتے۔ اگر نبوت نہ ملتی تو سوال پیدا ہوتا کہ:

☆...... ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے اسماعیل علیہ السلام نبی۔

☆...... ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے اسحاق علیہ السلام نبی۔

☆...... اسحاق علیہ السلام کے بیٹے یعقوب علیہ السلام نبی۔

☆...... یعقوب علیہ السلام کے بیٹے یوسف علیہ السلام نبی۔

تو سوال ہوتا کہ حضور ﷺ کا بیٹا نبی کیوں نہیں؟۔ نبوت نہ ملتی تو نبوت کی ذات پر اعتراض ہوتا۔ نبوت ملتی تو ختم نبوت کے مسئلے پر اعتراض ہوتا۔ اللہ نے حضور ﷺ کے صاحبزادوں کا بچپن میں انتقال کر دیا کہ نبی کی ذات پر بھی کوئی اعتراض نہ آئے اور ختم نبوت کے مسئلے پر بھی اعتراض نہ آئے۔ یہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے باقاعدہ باب باندھا ہے اور اس کے تحت یہ حدیث لائے ہیں کہ: ”لَوْ قُضِيَ اَنْ يَّكُوْنَ بَعْدَ مُحَمَّدٍ ﷺ نَبِيٌّ عَاشَ اِبْنُهٗ وَلٰكِنْ لَانَبِيَّ بَعْدَهٗ.“ (بخاری: ج۲،ص۹۱۴)

آپ ﷺ کی امت آپ ﷺ کی روحانی اولاد

حضور ﷺ کے صاحبزادوں کا بچپن میں انتقال ہوا تو قرآن نے کہا کہ:

”مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُم“ اس پر مشرکین مکہ نے کہا کہ بہت اچھا! انسان کی نسل چلتی ہے، اس کی نرینہ اولاد سے۔ حضور ﷺ کی جب نرینہ اولاد نہیں رہی تو آپ کی نسل نہیں چلے گی۔ تو آپ کا نام کون زندہ رکھے گا؟ قرآن مجید نے ارشاد فرمایا: ”وَلٰكِنْ رَّسُوْلُ اللّٰهِ“ ﴿محمد عربی ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔﴾

اور نبی اپنی امت کا روحانی باپ ہوتا ہے۔ محمد عربی ﷺ کی امت آپ کی اولاد ہے۔ یہ آپ کے نام کو زندہ رکھے گی۔ نبی کی امت باقی ہے تو اس کا نام بھی باقی ہے۔ ایک نبی آئے، وہ چلے گئے۔ ان کے بعد:

☆...... جب دوسرے آئے تو پہلے کی بات ختم۔

☆...... جب تیسرے آئے تو دوسرے کی بات ختم۔

☆...... جب چوتھے آئے تو تیسرے کی بات ختم۔

☆...... جب پانچویں آئے تو چاروں کی بات ختم۔

حضور ﷺ کے بعد جو نبی آئے گا تو حضور ﷺ کی بات ختم ہو جائے گی۔ کئی نبی

ایسے تھے جن کا آج ہم نام نہیں جانتے۔ وقت آئے گا تو حضور ﷺ کا نام بھی کوئی نہیں جانے گا۔ مشرکین مکہ نے یہ سوچا۔ جواب میں قرآن مجید نے کہا:

”وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ“ تم یہ کہتے ہو کہ آپ کے بعد جو نبی آئے گا تو حضور ﷺ کا نام نعوذ باللہ! ختم ہو جائے گا۔ یہ بات ہے؟

لفظ خاتم النّبیین کا مفہوم

قرآن کا اعلان سنو! محمد عربی ﷺ اللہ کے آخری رسول ہیں۔ یہ ایسے رسول ہیں کہ اب قیامت بھی حضور ﷺ کے پیریڈ نبوت کے اندر واقع ہوگی، حتیٰ کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی اور ان کی امتیں بھی قیامت کے دن حضور ﷺ کی نبوت کے سائے میں اٹھائے جائیں گے۔ آپ ﷺ کی نبوت کا دائرہ قیامت تک ”وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ“ میں نے یہ طویل ترین ساری گفتگو اس عنوان کے لئے کی تھی۔ میں اپنی بحث کو سمیٹتا ہوں۔ مقررین تشریف لائیں گے۔ اس لفظ ”خاتم النّبیین“ پر ہمارا اور مرزائیوں کا اختلاف ہوا۔ انہوں نے کہا: اس کا ترجمہ یہ ہے۔ ہم نے کہا اس کا ترجمہ یہ ہے۔ مرزائیوں نے ہمارے ترجمہ کو نہ مانا۔ آج آپ دوست جو یہاں بیٹھے ہیں۔ میں آپ کی خدمت میں امت کا کیس پیش کرتا ہوں۔ میں ان کی طرف سے آپ حضرات کی خدمت میں اپنا کیس اپنی گواہی پیش کرتا ہوں۔ آپ دوست فیصلہ کرنے والے ہیں۔ ہمارے جج ہیں۔ آپ حضرات میری گفتگو سننے کے بعد جو چاہے فیصلہ کر دیں، ہمیں قبول ہوگا۔

مرزائیوں نے کہا ”خاتم النّبیین“ خاتم کا معنی مہر کا اور ہم نے کہا ”خاتم النّبیین“ کا معنی آخری کا۔ مرزائیوں نے کہا: آخری کے ترجمہ کو ہم ماننے کے لئے تیار نہیں۔ ہم نے مرزائیوں کو کہا کہ قرآن مجید نازل کیا ہے خدا نے۔ آپ کو اور ہمیں سب کو مل کر خدا کے دروازے پر جانا چاہئے جو خدا ”خاتم النّبیین“ کا ترجمہ کر دے، وہ تم بھی مان لو، ہم بھی مان لیں گے۔ میں آپ حضرات سے پوچھتا ہوں: یہ ہمارا فیصلہ انصاف کا ہے یا بے انصافی کا؟ قرآن مجید کس نے نازل کیا؟ ذرا جلدی کرو اور ہمت کرو، کس نے نازل کیا......؟ خدا نے۔ تو اللہ سے پوچھنا چاہئے کہ اے خداوند کریم! تو اس کتاب کو نازل کرنے والا ہے تو ہی

ارشاد فرما کہ اس کا معنی کیا ہے؟ جو معنی خدا کر دے، وہ ہم بھی مان لیں گے اور مرزائی بھی مان لیں۔ انصاف کی بات ہے یا نہیں؟ مرزائیوں کا مقدر ایسا کہ انہوں نے اعلان کر دیا کہ ہم خدا کے ترجمے کو ماننے کے لئے تیار نہیں۔ ہم نے مرزائیوں کو کہا بہت اچھا۔ اگر تم خدا کے ترجمے کو نہیں مانتے تو قرآن نازل ہوا ہے حضور ﷺ کی ذات اقدس پر۔ حضور ﷺ سے اس کا ترجمہ پوچھ لیتے ہیں۔ حضور ﷺ اس کا جو ترجمہ کریں۔ وہ تم بھی مان لو، ہم بھی مان لیتے ہیں۔ مرزائیوں نے کہا: ہم حضور ﷺ کے ترجمے کو نہیں مانیں گے۔ ہم نے مرزائیوں سے کہا: سب سے پہلے اولین مخاطب تھے صحابہ کرامؓ۔ صحابہ کرامؓ سے پوچھ لیتے ہیں جو صحابہ کرامؓ ترجمہ کر دیں، وہ تم بھی مان لو: ہم بھی مان لیں گے۔ مرزائی ایسے مقدروں والے ہیں کہ وہ صحابہ کرامؓ کے ترجمہ کو ماننے کے لئے بھی تیار نہیں۔ ہم نے پھر ایک آخری شکل پیش کی مرزائیوں کو، مرزا قادیانی سے اس کا ترجمہ پوچھ لیتے ہیں جو وہ ترجمہ کر دے وہ تم بھی مان لو، ہم بھی مان لیتے ہیں لیکن مرزائیوں کا مقدر ایسا ہے کہ نہ وہ خدا کو مانتے ہیں، نہ مصطفیٰ ﷺ کو، نہ صحابہ کو۔ اور حد دیکھئے! خدا اور مصطفیٰ ﷺ کو چھوڑا تھا مرزے کی خاطر، جب قابو ہونے میں آئے ہیں تو پھر مرزے کو بھی نہیں مانتے۔

اب آیئے! آپ حضرات خدا کے دروازے پر، پوچھیں کہ مولا کریم! لفظ ''خاتم النّبیین'' پر ہوا اختلاف۔ مہربانی کریں! اس میں کسی کانڑیں دجال کو داخل کریں، تو قرآن نے کہا: اس کو داخل کرنا قرآن کے خلاف۔ ہم نے کہا: تم خدا کے ترجمہ کو نہیں مانتے تو حضور ﷺ کے ترجمے کو مانو۔ علماء بیٹھے ہیں۔ میں تفصیل میں نہیں جاتا۔ دو سو سے زائد احادیث ہیں۔ جن میں حضور ﷺ نے کھڑے ہو کر ایک مقام پر نہیں۔ دو سو سے زائد مقامات پر اعلان کیا کہ لوگو! میں آخری نبی و رسول ہوں۔

میرے ماں باپ قربان آپ ﷺ پر۔ کبھی مسئلہ سمجھانے کے لئے فرمایا: لوگو!

''اَنَا آخِرُ الْاَنْبِیَاءِ وَاَنْتُمْ آخِرُ الْاُمَمِ'' (ابن ماجه، باب فتنة الدجال: ۲۹۷)

﴿میں نبیوں میں سے آخری، تم امتوں میں سے آخری۔﴾

کبھی سمجھانے کے لئے ارشاد فرمایا: لوگو!

''اَنَا حَظُّکُمْ مِنَ الْاَنْبِیَاءِ وَاَنْتُمْ حَظِّیْ مِنَ الْاُمَمِ'' ﴿نبیوں میں سے

میں محمد ﷺ تمہارے حصے میں آیا ہوں اور امتوں میں سے تم میرے حصے میں آئے ہو۔

(مجمع الزوائد: جزء۱۰، ص۵۶)

کبھی کسی انداز میں سمجھایا، کبھی کسی انداز میں۔ مرزائیوں نے کہا: ہم اس ترجمے کو بھی نہیں مانتے۔ ہم نے مرزائیوں کو کہا کہ حضرات صحابہ کرامؓ سے ترجمہ پوچھتے ہیں۔

(حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے۔۔۔۔۔۔نعرہ تکبیر۔۔۔۔۔۔اللہ اکبر)

حضرت بھی تشریف لائے ہیں۔ جمعیت علماء اسلام کے روح رواں اور آپ کے اور میرے مخدوم حضرت مولانا زاہد الراشدی دامت برکاتہم بھی تشریف لائے ہیں۔ بیان تو انہی کا ہونا ہے۔ میں اپنی بات مختصر کرتا ہوں۔

آیئے! حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ کے دروازے پر۔ حضور ﷺ کے آخری زمانہ نبوت میں مسیلمہ کذاب نے نبوت کا دعویٰ کر دیا تھا۔ حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ کے زمانے میں آپ کی خلافت میں جس وقت یہ مسئلہ پیش ہوا، آپ ﷺ کی پوری امت نے بالاتفاق سب سے پہلے قرارداد پیش کی، اجماع منعقد ہوا حضور ﷺ کے صحابہ کرامؓ کا، سب سے پہلی قانون سازی اسی ختم نبوت کے مسئلے پر ہوئی۔ حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ کے زمانے میں۔ انہوں نے ارشاد فرمایا کہ: حضور ﷺ کے بعد جو شخص نبوت کا دعویٰ کرے، وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ اب میں مرزے کا ترجمہ نہیں سناتا، مرزائی اسے بھی نہیں مانتے۔

ختم نبوت کا مسئلہ سمجھو

بھائیو! چار آدمی تھے، چار، ان چار آدمیوں نے حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کا زمانہ پایا۔ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی نبوت کا اقرار کیا، یہ یہودی ہو گئے۔ ان چار میں سے تین آدمیوں نے مثال کے طور پر سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا زمانہ پایا۔ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت پر یہ لوگ ایمان لائے۔ جونہی سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت اور رسالت کا ان لوگوں نے اقرار کیا یہ یہودیت سے نکل کر عیسائیت میں داخل ہو گئے۔ جب انہوں نے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو مانا، سیدنا موسیٰ علیہ السلام کا انکار نہیں کیا۔ لیکن سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے بعد جونہی ایک اور نئے نبی کو مانا یہ پہلے نبی کی امت میں نہ رہے، دوسرے نبی کی امت میں ہو گئے۔ ان تین میں سے دو

آدمیوں نے حضور ﷺ کا زمانہ پایا، یہ عیسائی تھے۔ان عیسائیوں نے حضور ﷺ کی نبوت کا اقرار کیا، اب یہ دونوں حضور ﷺ کو مانتے ہی عیسائیت سے نکل کر کس کے اندر داخل ہو جائیں گے؟......اسلام میں۔

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت کا انکار کیا ہے؟۔انکار نہیں کیا۔لیکن سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے بعد جونہی ایک اور نبی کو مانا یہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی امت میں نہیں رہے۔

میرے بھائیو! خدا نہ کرے کہ حضور ﷺ کے بعد بھی کسی شخص نے نبی بننا ہو۔ان دو میں سے ایک آدمی حضور ﷺ کے بعد کسی اور کو نبی مان لے چاہے وہ حضور ﷺ کی نبوت کا انکار نہ کرے۔لیکن حضور ﷺ کے بعد جب کسی اور کو نبی مانے گا یہ حضور ﷺ کی امت میں نہیں رہے گا۔ یہ اس کی امت میں چلا جائے گا۔ دیکھئے اللہ تعالیٰ آپ سب دوستوں کو جزائے خیر دے۔آپ سب میرے ساتھ مل کر کہیں کہ آپ کا اور میرا کیا عقیدہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک جتنے نبی تھے، ان کو ماننا آپ کے اور میرے ایمان کا حصہ ہے یا نہیں؟...... حصہ ہے۔

آپ سب نبیوں کو مانتے ہیں، سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو نبی مانتے ہیں؟۔جی! مانتے ہیں۔کیا آپ یہودی ہیں؟۔نہیں۔حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مانتے ہیں۔لیکن یہودی نہیں۔ عیسیٰ علیہ السلام کو نبی مانتے ہیں۔لیکن عیسائی نہیں ہیں۔حضور ﷺ کو مانتے ہیں۔حضور ﷺ کی امت میں ہیں۔موسیٰ علیہ السلام کو بھی مانتے ہیں اور حضور ﷺ کی امت میں ہیں، لیکن ماننے میں فرق ہے۔ ہمارا عقیدہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ کے نبی تھے اور حضور ﷺ اللہ کے نبی ہیں۔سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو بھی مانتے ہیں ان کو ماننا بھی ہمارے ایمان کا حصہ ہے۔ کوئی آدمی اگر سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت کا انکار کرے گا تو کافر ہو جائے گا۔لیکن ماننے کا معنی یہ ہے کہ ہمارا عقیدہ ہے کہ:

☆ ...... سیدنا موسیٰ علیہ السلام اللہ کے نبی تھے۔

☆ ...... سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے نبی تھے۔

☆ ...... اور حضور ﷺ اللہ کے نبی ہیں۔

اب اگر کوئی شخص حضور ﷺ کے بعد کسی کو نبی مان لے۔تو نعوذ باللہ! اس کا معنی

یہ ہوا کہ اس آدمی کے نزدیک اس آیت کا ترجمہ یہ ہوگا کہ حضور ﷺ نبی تھے (ماضی میں گزر گئے نعوذ باللہ)۔ یہ نبی ہیں (موجودہ حال میں نعوذ باللہ)۔ بات سمجھے ہو؟

یہی مرزائیوں کا اور ہمارا اختلاف ہے۔ مرزے کی کتاب دافع البلاء میں مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ: ''سچا خدا وہ ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔''

(دافع البلاء ص ۱۱، خزائن ج ۱۸، ۲۳۱)

اتنا مرزائیت کے متعلق سمجھانا تھا۔ اب دو منٹ میں خطبہ آج پڑھ دیتا ہوں تقریر پھر کروں گا۔ غلام اسحاق خان کی تفصیلات حضرت قبلہ حضرت مولانا زاہد الراشدی صاحب ارشاد فرمائیں گے۔ جناب اسحاق خان سے (یہ ایک طرف سے آواز آئی ہے کہ ان کا جنازہ پڑھ دیں۔ ان کے ایمان کا تو جنازہ نکل چکا ہے۔ اپنا پتہ نہیں، اس کا کس وقت نکلے گا اور جنازہ مقدر والے کو نصیب ہوتا ہے۔)

اسحاق خان صاحب سے ۱۸ فروری کو حضرت مولانا حافظ حسین احمد (جنہوں نے تشریف لانا تھا اور امریکہ چلے گئے)، راجہ ظفر الحق صاحب، جمعیت علماء اسلام اور جمعیت علماء پاکستان کے آٹھ، نو اسمبلی کے ممبران اور دوسرے علماء کرام کا ایک وفد ملا۔ ہم نے اسحاق خان سے یہ درخواست کی کہ پاسپورٹ میں مذہب کا خانہ ہے، جداگانہ انتخاب ہے سارے ملک کا۔ یہ پاکستان دو قومی نظریے کی بنیاد پر بنا۔ شناختی کارڈ کے فارم کے اندر مذہب کا خانہ موجود ہے۔ ووٹر لسٹوں کے اندر موجود ہے، ہر جگہ مذہب کا خانہ موجود ہے۔ سب سے زیادہ کارآمد چیز شناختی کارڈ ہوتی ہے اور اس میں مذہب کا خانہ موجود نہیں ہے۔

نقصان یہ ہے کہ مرزائی جس وقت سعودی عرب جانا چاہتا ہے اور وہ اپنے آپ کو پاسپورٹ پر مسلمان لکھوا لیتا ہے۔ اس لئے شناختی کارڈ کی بنیاد پر پاسپورٹ جاری ہو چکا، یہ گونگا ہے۔ وہاں مرزائی جو چاہے گا اس کی تفصیل کہہ دے گا۔ نقصان ہوتا ہے۔

قرآن کہتا ہے کہ حرم میں مرزائیوں کا داخلہ بند ہے۔ مل کر کہو کہ مرزائیوں کا حرم میں؟...... داخلہ بند ہے۔ زور سے بولو حرم میں؟...... داخل نہیں ہو سکتے۔ اور اسحاق خان صاحب کے متعلق مزید حضرت مولانا زاہد الراشدی دامت برکاتھم ارشاد فرمائیں گے۔

''وما علینا الا البلاغ المبین''

عظمت صحابہؓ واہل بیتؓ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی سَیِّدِ الرُّسُلِ وَخَاتَمِ الْاَنْبِیَاءِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہِ الَّذِیْنَ ھُمْ خُلَاصَۃُ الْعَرَبِ الْعَرْبَاءِ وَخَیْرُ الْخَلَائِقِ بَعْدَ الْاَنْبِیَاءِ. اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم.

و قال اللہ و تعالٰی: رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ. (سورۃ البینۃ: ۸)

قال النبی ﷺ: .اَلْحَسَنُ وَ الْحُسَیْنُ سَیِّدَا شَبَابِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ.

(ترمذی ج۲، ص۲۱۷)

و قال النبی ﷺ: اَصْحَابِیْ کَالْنُجُوْمِ فَبِاَیِّھِمْ اِقْتَدَیْتُمْ اِھْتَدَیْتُمْ.

(مشکوٰۃ ج۲، ص۵۵۴)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَ مَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا وَ مَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَسَلِّمْ وَ صَلِّ کَذَالِکَ عَلٰی جَمِیْعِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلَی الْمَلَائِکَۃِ الْمُقَرَّبِیْنَ وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ اَجْمَعِیْنَ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ.

تمہید

میرے بھائیو! جیسا کہ آپ کے خطیب اور ہمارے مخدوم زادہ حضرت مولانا قاری محمد جمیل الرحمٰن دامت برکاتھم نے ارشاد فرمایا کہ: آپ حضرات کے آج جلسے کا عنوان ہے ’’مناقب اہل بیتؓ‘‘ مغرب کی نماز کے بعد آپ حضرات کا اجلاس شروع ہوا۔ الحمدللہ! تلاوت بھی ہوئی۔ مجلس ذکر بھی ہوئی۔ علماء کے بیانات بھی سنے۔ نعتوں کا سلسلہ بھی جاری رہا۔ ابھی اس اجلاس کے مہمان خصوصی اور نامور شیریں بیان خطیب حضرت مولانا شبیر احمد فیصل آبادی تشریف لا چکے ہیں۔ ان کے ساتھ ہمارے قابل احترام بزرگ بھائی جناب چشتی صاحب مرحوم کے صاحبزادہ بلال چشتی صاحب بھی تشریف لا چکے ہیں۔ ان حضرات

کی نظم ہوگی، بیان ہوگا۔ اصل بیان ان حضرات کا ہوتا ہے۔ اللہ رب العزت قاری صاحب اور ان کے رفقاء کو بہت ہی جزائے خیر دے۔ بہت خوبصورت مجلس کا انہوں نے اہتمام کیا اور اس عنوان پر آپ حضرات کو دعوت فکر دی۔ انہوں نے اپنی گفتگو کے دوران ارشاد فرمایا کہ: مناقب اہل بیتؓ کے حوالے سے جو لوگ معاذ اللہ! شبہات پیدا کرتے ہیں تو ہم نے اس کے ازالہ کے لئے اس مجلس کا اہتمام کیا:

خلافت راشدہ کے علی الترتیب حقدار

میرے واجب الاحترام دوستو! آج کی مجلس میں ان کے شبہات کا جواب ہو جائے، ازالہ ہو جائے، میرے لئے بہت ہی آسانی ہوگی۔ سامعین! وہ جو شبہات پیش کرتے ہیں، میں بھی ایک شبہ کے ازالہ کی کوشش کرتا ہوں۔

برادران! اس کا تھوڑا سا بیک گراؤنڈ ہے۔ میرا وعدہ رہا میں گفتگو لمبی نہیں کروں گا۔ حضور ﷺ نے اپنے آخری وقت تک کوئی اپنا جانشین اور خلیفہ مقرر نہیں کیا۔ ایسا نہیں ہوا کہ میرے بعد فلاں خلیفہ ہوگا، بالکل نہیں۔

☆...... نامزد کرنا...... متعین کر دینا...... اعلان کر دینا

ایسا بالکل نہیں ہوا۔ اشارے موجود تھے اور اشارے بھی ایسے جو صراحت سے بھی زیادہ واضح تھے۔ مثلاً: ”ایک عورت رحمت عالم ﷺ کی خدمت میں آئی۔ اس نے ایک بات دریافت کی۔ اٹھی، چلی۔ وہاں تک گئی اور پھر واپس آئی۔ اور کہنے لگی اگر مجھے دوبارہ کسی مسئلے کی ضرورت پڑے، میں حاضر ہوں، آپ موجود نہ ہوں تو میں مسئلہ کس سے پوچھوں؟۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: سیدنا صدیق اکبرؓ سے، وہ اور آگے گئی، جا کر پھر واپس آئی اور آ کر عرض کی کہ: آقا ﷺ! میں آؤں، مسئلہ پوچھنے کی ضرورت ہو تو ابوبکرؓ بھی نہ ہوں تو پھر میں کس سے مسئلہ پوچھوں؟ حضور ﷺ نے فرمایا: سیدنا عمرؓ سے۔“

(بخاری شریف، باب فضل ابی بکر بعد النبی ﷺ: ج۱ ص۵۱۶)

بھائیو! اس طرح واضح اور بھی بہت سارے اشارے موجود تھے۔ اس پر سیدنا علی المرتضیٰؓ کا فیصلہ کن ایک قول نقل کرتا ہوں کہ:

’’رحمت عالم ﷺ کے وصال کے بعد جب سیدنا صدیق اکبرؓ کو خلیفہ بنادیا گیا۔ ایک آدمی سیدنا علی المرتضیٰؓ سے ملا اور کہا: سیدنا ابوبکر صدیقؓ خلیفہ بن گئے؟۔ سیدنا علی المرتضیٰؓ زیرلب مسکرائے اور فرمایا: ہاں! اس نے پھر کہا سیدنا ابوبکرؓ خلیفہ بن گئے؟، آپؓ پھر زیرلب مسکرائے۔ فرمایا: ہاں! اس نے پھر کہا سیدنا ابوبکرؓ خلیفہ بن گئے؟۔ تیسری دفعہ اس کے سوال کرنے پر سیدنا علی المرتضیٰؓ نے اس کی جانب دیکھا اور فرمایا: کیا تو نے بار بار رٹ لگا رکھی ہے کہ سیدنا ابوبکرؓ خلیفہ بن گئے۔ حضور ﷺ نے انہیں ہمارے دین کا امام بنایا تھا۔ ہم نے ان کو دنیا کا بھی امام بنالیا۔‘‘

’’فَرَضِینَا لِدُنْیَانَا مَنْ رَضِعَیَهُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ لِدِیْنِنَا‘‘ (اسد الغابہ: ج۳،ص۲۲۱)

میرے بھائیو! سیدنا صدیق اکبرؓ نے اپنے آخری زمانہ حیات میں سیدنا فاروق اعظمؓ کو باقاعدہ نامزد کردیا کہ میرے بعد فاروق اعظمؓ خلیفہ ہوں گے۔ اس پر سیدنا صدیق اکبرؓ مشورہ بھی کرتے رہے۔ رائے طلب کی پھر یہ فیصلہ کیا۔ فرمایا بھائی اگر میرے بعد عمرؓ خلیفہ بن جائیں تو کیا رائے ہے آپ کی؟۔ ایک صاحب نے اس پر اشکال پیش کیا۔ اس نے کہا کہ: حضرت! باقی تو سب ٹھیک ہے۔ لیکن ہیں بڑے سخت۔ سیدنا صدیق اکبرؓ نے سیدنا عمرؓ کی طرف سے صفائی دی۔ فرمایا! وہ اس وقت تک سخت ہیں، جب تک ابوبکر (رضی اللہ عنہ) نرم تمہارے اندر موجود ہے۔ جب میں موجود نہیں ہوں گا تو میری نرمی والا کردار بھی انہی کو ادا کرنا پڑے گا۔

باری آئی سیدنا فاروق اعظمؓ کی، آپؓ نے اپنے وصال مبارک سے پہلے سیدنا علی المرتضیٰؓ اور سیدنا عثمانؓ اور دو، تین نام ذکر کیے۔ فرمایا: ان میں سے جس کو خلیفہ بنانا ہے بنالو۔ ان کی تفصیلات ہیں، میں ان تفصیلات میں نہیں جاتا۔ خلاصہ یہ کہ سیدنا عثمانؓ خلیفہ بنا دیئے گئے۔ سیدنا عثمانؓ کے عہد خلافت کے آخر میں چل کر شورش کھڑی ہوئی۔ سیدنا علی المرتضیٰؓ کی وسعت نظری (میرا جسم، میری آل اولاد آپ پر قربان) کہ:

☆...... جس اخلاص کے ساتھ سیدنا صدیق اکبرؓ کا ساتھ دیا۔

☆...... جس اخلاص کے ساتھ سیدنا فاروق اعظمؓ کا ساتھ دیا۔

اس سے بھی کہیں زیادہ کی ضرورت تھی۔ اسی اخلاص کے ساتھ سیدنا عثمانؓ کا

صرف دفاع ہی نہیں کیا۔ بلکہ دفاع کی ڈیوٹی پر اپنے لخت جگر حسنؓ و حسینؓ کو مقرر کیا۔

میرے بھائیو! میں درخواست کرتا ہوں کہ

☆...... کوفہ سے......شام سے......مصر سے......بغداد سے

بہت ساری جگہ سے بلوائی اکٹھے ہو کر آ ئے۔ اللہ معاف کرے، ادھر سیدنا عثمانؓ کی شہادت ہوئی، ادھر انہوں نے پورے مدینہ طیبہ کو گویا جیسے کوئی یرغمال بنالیتا ہے۔ ادھر ایسی کیفیت ہوئی۔ اس وقت مدینہ طیبہ میں جتنے حضرات صحابہ کرامؓ موجود تھے۔ سب کی متفقہ رائے یہ تھی کہ اب صرف اور صرف سیدنا علیؓ کی ذات ایسی ہے جو حالات کو سنبھال سکتی ہے۔ اور وہی خلافت کے مستحق ہیں۔

خلفائے راشدینؓ کی فضیلت

ایک بات اور عرض کرتا ہوں: جس وقت سیدنا صدیق اکبرؓ خلیفہ بنے۔ روئے زمین پر ان سے بہتر کوئی آدمی موجود نہیں تھا۔ سب سے افضل اور اعلیٰ ذات سیدنا صدیق اکبرؓ کی۔ جب سیدنا صدیق اکبرؓ کے بعد سیدنا فاروق اعظمؓ خلیفہ بنے، اس وقت وہ سب سے افضل و اعلیٰ تھے۔ جس وقت سیدنا عثمانؓ خلیفہ بنے، اپنی منقبت اور فضائل کے اعتبار سے وہ اس وقت سب سے زیادہ مسلمانوں کے خلیفہ بننے کے مستحق تھے۔ جس وقت سیدنا علی المرتضیٰؓ خلیفہ بنے:

☆...... مشرق سے لے کر مغرب تک۔

☆...... شمال سے لے کر جنوب تک۔

پورے روئے زمین پر ان کی ٹکر کا کوئی آدمی موجود نہیں تھا۔ اس وقت رحمت عالم ﷺ کی امت میں سب سے افضل و اعلیٰ ذات سیدنا علی المرتضیٰؓ کی تھی۔

اب جب صحابہ کرامؓ نے مدینہ طیبہ میں رہنے والے صحابہ کرامؓ کو سیدنا علی المرتضیٰؓ کی خلافت پر اکٹھا کر لیا۔ ان بلوائی لوگوں نے دیکھا کہ اب اس حالت میں اس فیصلہ کو تسلیم کئے بغیر کوئی چارہ نہیں۔ خدانہ کرے اگر ہم ادھر، ادھر ہو گئے تو ایک ایک سے انتقام لیا جائے گا۔ یہ پورا جم غفیر اپنے آپ کو مسلمان کہلوانے والا روپ اختیار کر گیا۔

☆ ...... وہی شکل شباہت۔

☆ ...... وہی کلمہ طیبہ۔

☆ ...... وہی عیدیں۔

☆ ...... وہی نمازیں۔

☆ ...... وہی اذانیں۔

☆ ...... وہی اعمال۔

☆ ...... وہی اخلاق۔

سیدنا امیر معاویہؓ کا اشکال

یہ سارے کے سارے سیدنا علی المرتضیٰؓ کے اردگرد جمع ہوئے۔ اس پر سیدنا معاویہؓ جو شام کے گورنر تھے۔ اور فاروق اعظمؓ کے زمانے سے چلے آ رہے تھے۔ انہوں نے اشکال پیش کیا سیدنا علی المرتضیٰؓ سے کہ حضرت آپؓ کی خلافت سے بھی سو فیصد اتفاق ہے۔ آپؓ کے فضائل اور منقبت کے بھی ہم منکر نہیں۔ لیکن ہمارے لئے اشکال یہ ہے کہ سیدنا عثمانؓ کے قاتلوں سے انتقام لئے بغیر آپؓ نے اس منصب کو سنبھالا اور دوسرا یہ کہ جتنے سیدنا عثمانؓ کے قتل کے اندر بلوائی شریک تھے۔ ان سب نے آپؓ کے اردگرد ڈیرے ڈال رکھے ہیں۔

جنگ صفین کا پس منظر

میرے بھائیو! مجھ مسکین کی باتوں کی طرف توجہ رکھیں۔ میں نے آج بالکل تیز تلوار پر چلنا شروع کیا ہے اور میں کوشش کروں گا حالات کے ترازو میں سونے کی طرح تول تول کر آپ کے ساتھ گفتگو کروں اور اس دعوے کے ساتھ کروں کہ آپ میں سے جانے کے بعد کوئی شخص پوری امت کے معتدل حضرات میں سے کسی ایک آدمی کا قول بھی میری گفتگو کے خلاف نہیں دکھا سکے گا، ان شاء اللہ! چلو پوری امت نہیں تو مولانا قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ سے لے کر مولانا سرفراز خان صفدر رحمۃ اللہ علیہ تک، اپنے بزرگوں میں سے کسی ایک کا قول بھی میری گفتگو کے خلاف نہیں دکھا سکیں گے۔ میں اس طرح سونے کی طرح

تول تول کے آپ سے درخواست کرنا چاہتا ہوں۔

☆...... بھائیو! خلافت کا بھی اعتراف۔

☆...... فضائل ومنقبت کا بھی اعتراف۔

لیکن بیعت کرنے میں توقف، کہ پہلے انتقام۔ ان کو اپنی صفوں سے نکالیں۔ سیدنا عثمانؓ کے قاتلوں کی موجودگی میں آپؓ کے ساتھ آ کر بیٹھوں تو کیسے؟۔ اس پر سیدنا علی المرتضیٰؓ نے جواب میں ارشاد فرمایا: سیدنا عثمانؓ کے سانحہ پر جتنا آپ کو صدمہ ہے، اس سے کہیں زیادہ مجھے۔ آپ تو تھے شام میں، ان پر جو قیامت گزری، وہ تو میری آنکھوں کے سامنے ہے۔ آپ صرف وہاں سے بیٹھ کر خیر خواہی ضرور کر رہے ہیں۔ ہم نے تو یہاں اپنی اولاد کو اس مرحلے پر سیدنا عثمانؓ کے سپاہیوں کی طرح کھڑا کر دیا تھا۔ باقی رہے یہ بلوائی، تو یہ اس کثرت کے ساتھ ہیں کہ ان کی موجودگی میں اگر میں اکیلا آواز بلند کرتا ہوں تو اتنی شورش بلند ہوگی کہ انہیں سنبھالنا مشکل ہو جائے گا۔ ایک، ایک ہوتا ہے۔ دو گیارہ ہوتے ہیں۔ آپ آئیں! آپ جوں جوں میرے قریب ہوتے جائیں گے یہ از خود پیچھے ہٹتے جائیں گے۔ ان کی جگہ آپ سنبھال لیں گے تو پھر سیدنا عثمانؓ کی شہادت کا بدلہ کہ اس سے بھلا کوئی انکار کر سکتا ہے۔ پھر آپ اور میں ہوں گے اور قاتلان عثمانؓ کی گردنیں ہوں گی۔ ایک ایک کا حساب برابر کریں گے۔

حضرت امیر معاویہؓ اور حضرت علیؓ کا موقف

سیدنا امیر معاویہؓ کی رائے ان کے نزدیک دیانتداری پر مشتمل۔ سیدنا علی المرتضیٰؓ کا مؤقف بھی ان کی دیانتداری کے مطابق کروڑ فیصد صحیح۔ مؤقف ان کا بھی یہی ہے کہ مسئلہ کا حل کریں۔ لیکن یوں نہیں، یوں۔ سیدنا علی المرتضیٰؓ فرماتے ہیں: یوں نہیں، یوں۔ حالات ایسے پیدا ہوئے کہ سیدنا امیر معاویہؓ کے حضرات کی جو یہ شرط تھی، وہ سیدنا علی المرتضیٰؓ کے لئے پوری کرنا ممکن نہ تھی۔ جو سیدنا علی المرتضیٰؓ چاہتے تھے، اس پر سیدنا معاویہؓ راضی نہیں ہو رہے تھے۔ آخر تقدیر نے بھی تو اپنا فیصلہ نافذ کرنا تھا۔

حضرت علیؓ اور حضرت امیر معاویہؓ کی آپس میں محبت

میرے بھائیو! ایک جنگ ہوئی، جنگ جمل۔ اس کی تفصیلات ہیں:

☆...... ادھر سیدنا امیر معاویہؓ۔

☆...... ادھر سیدنا علی المرتضیٰؓ۔

صحابہ کرامؓ کو پتہ چلا، تو گئے سیدنا معاویہؓ کے پاس، بندۂ خدا! ابھی تک رحمت عالم ﷺ پر مٹی ڈال کے ہم اپنے ہاتھوں سے مٹی جھاڑ کے فارغ نہیں ہوئے، آپ نے کیا سانحہ کھڑا کر دیا۔ آج ہم اپنی آنکھوں سے یہ دیکھیں گے کہ مسلمان، مسلمان کی گردن کاٹے۔ کیا کر رہے ہو؟۔ دبایا، جیسے دبانے کا حق ہوتا ہے۔ ادھر سیدنا امیر معاویہؓ نے کہا: مجھے تو آپ حضرات فرماتے ہیں، سیدنا علی المرتضیٰؓ سے کیوں نہیں فرماتے؟۔ ان کے پاس جائیں، ان پر ذرا دھیان رکھیں۔ انہوں نے کہا: سیدنا علی المرتضیٰؓ سے ہم کسی متفقہ فارمولے پر جمع ہو جائیں گے۔ کیا آپ ان کے ساتھ گفتگو کرنے کے لئے آمادہ ہو جائیں گے؟۔ سیدنا امیر معاویہؓ نے کہا: آمادہ ہونا کیا ہوتا ہے؟۔ میں تو ان کے دروازے پر بھی جانے کو تیار ہوں۔

سیدنا علی المرتضیٰؓ کے پاس آئے، یہ ہم کیا دیکھ رہے ہیں؟ فرمایا! میری بات کرتے ہوئے، معاویہؓ سے کیوں نہیں کہتے؟ انہوں نے کہا: اگر وہ کسی متفقہ فارمولے پر آمادہ ہو جائیں تو آپ ان سے ملاقات کرنے کے لئے تیار ہیں؟۔ فرمایا! تیار کیا ہوتا ہے؟ ابھی تمہارے ساتھ چلتا ہوں۔

اب یہ چلے ادھر سے، انہیں پتہ چلا وہ بھی اپنے خیمہ سے دوڑے۔ دونوں لشکروں کے درمیان میں دونوں حضرات کے لئے خیمہ لگایا گیا۔ صحابہ کرامؓ بیٹھے۔ ملاقات ہوئی۔ تفصیل کے ساتھ گفتگو ہوئی۔ اللہ خیر کا معاملہ کرے۔ فارمولہ طے یہ ہوا کہ جنگ ملتوی۔ اب کوئی جنگ نہیں ہوگی۔ یہ حضرات بیٹھ کے تفصیلات طے کریں گے۔ رات اطمینان کے ساتھ گزاریں۔ اللہ کو منظور ہے تو صبح ان شاء اللہ! کسی متفقہ نتیجے پر پہنچیں گے۔

☆...... آپ بھی جائیں۔

☆ ...... آپ بھی جائیں۔
☆ ...... آپ اپنے ہاں آرام کریں۔
☆ ...... آپ اپنے ہاں آرام کریں۔
☆ ...... ادھر کچھ لوگ سیدنا علی المرتضیٰؓ کے ساتھ۔
☆ ...... ادھر کچھ لوگ سیدنا امیر معاویہؓ کے ساتھ۔
☆ ...... اگر سیدنا علی المرتضیٰؓ کے ساتھ دس تھے۔
☆ ...... تو سیدنا امیر معاویہؓ کے ساتھ بیس تھے۔
☆ ...... اگر سیدنا امیر معاویہؓ کے ساتھ بیس تھے۔
☆ ...... تو سیدنا علی المرتضیٰؓ کے ساتھ پچیس تھے۔

بلوائیوں کی سازش

وہ بلوائی ادھر بھی اور ادھر بھی۔ ایک منصوبے اور سازش کے تحت تقسیم ہو گئے کہ اگر صبح ہو گئی، مذاکرات شروع ہوئے۔ یہ دونوں آپس میں بیٹھ گئے، ہماری تو خیر نہیں۔ ان کی صبح کیا ہو گی، ہماری تو شام ہو جائے گی۔ چنانچہ رات کے وقت آدمی تیار کئے۔ پانچ، سات، دس آدمی سیدنا علی المرتضیٰؓ کے خیمے کے باہر کھڑے کئے۔ پانچ، سات، دس آدمی سیدنا امیر معاویہؓ کے خیمے کے باہر۔ ادھر والوں کو کہا کہ: تم فائر کرو۔ رات کے اندھیرے میں اب جو شور اٹھا، سیدنا علی المرتضیٰؓ باہر نکلے۔ یہ بلوائی کہنے لگے کہ سیدنا امیر معاویہؓ نے ہمارے ساتھ دھوکہ کیا ہے۔ ادھر سیدنا امیر معاویہؓ جو نکلے شور سن کر وہ جو خیمے کے دروازے پر کھڑے تھے، ان لوگوں نے کہا سیدنا علیؓ نے دھوکہ کیا۔

ہائے میرے اللہ! دونوں طرف سے تاریخ کے اندر یہ واقعہ ہے کہ سیدنا علیؓ نے فرمایا: اللہ رحم کرے سیدنا معاویہؓ پر، ان سے تو یہ توقع نہیں تھی۔ سیدنا معاویہؓ کو جب کہا گیا کہ علیؓ نے دھوکہ کیا، یہ لڑائی شروع کرادی کہ اچانک حملہ کر دیا۔ سیدنا معاویہؓ نے بھی سیدنا علیؓ کے متعلق یہی فرمایا کہ: سیدنا علی المرتضیٰؓ سے مجھے یہ توقع نہیں تھی۔

میرے بھائیو! بعد میں کمیٹیاں بنتی رہیں، مذاکرات ہوتے رہے لیکن سیدنا

معاویہؓ ہر چند کہ انہوں نے بیعت نہیں کی۔ یہ واقعہ ہے کہ حضرت علی المرتضیٰؓ کی بیعت نہیں کی۔ مگر اس کی بھی کوئی مثال موجود نہیں کہ حضرت معاویہؓ نے حضرت علیؓ کے مقابلہ میں ان کے زمانہ میں اپنی خلافت کا اعلان کیا ہو۔ ایسا کبھی نہیں ہوا۔ کبھی مقابلے میں خلافت کا اعلان نہیں کیا۔ انتظام علیحدہ، فوج علیحدہ۔

حضرت امیر معاویہؓ کا عیسائی حاکم کو جواب

ہاں البتہ ایک اور موقع آیا کہ ایک عیسائی نے حضرت امیر معاویہؓ کو پیغام بھیجا ملک کے کسی فرمانروا نے، سنا ہے کہ حضرت علی المرتضیٰؓ سے آپ کی ٹھن گئی ہے اور سنا ہے کہ اکثریت ان کے ساتھ ہے۔ آپ اقلیت میں ہیں۔ ہماری ضرورت ہو تو ہم حضرت علی المرتضیٰؓ کے خلاف آپ کو مدد پہنچانے کے لئے تیار ہیں۔ اس پر سیدنا امیر معاویہؓ نے اس عیسائی کو جواب میں کہا: اے مشرک! تمہیں توقع کیسے ہوئی معاویہؓ کے ایمان پر کہ علی المرتضیٰؓ کے مقابلے میں تمہارے دروازے پر آ کر میں بھیک مانگوں گا؟۔ بالکل نہیں! تجھے جرأت ہے کہ علی المرتضیٰؓ کی طرف میلی آنکھ سے دیکھو؟۔ علیؓ کے سپاہیوں میں شامل ہو کر میں تمہارا مقابلہ کروں گا۔

میرے بھائیو! اس کی تفصیلات ہیں، سیدنا معاویہؓ کہ ان کا بالکل متبادل نظام موجود، خلافت کے تحت ہیں لیکن یہ کہ بالکل بغاوت اختیار کر لی ہو۔ ہر چند کہ انہوں نے اختلاف کیا۔ ہر چند کہ انہوں نے بیعت نہیں کی۔ لیکن یہ کہ بالکل بغاوت کے اوپر اتر آئے ہوں، بس احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ اس پر بالکل نہیں کہتے، بالکل ایسے نہیں۔ یہ اگر کوئی کہتا ہے تو خلاف واقعہ کہتا ہے۔

حضرت حسنؓ کی شہادت

اب ایک بات اور عرض کرتا ہوں، سیدنا علی المرتضیٰؓ کے وصال کے بعد آپ کی شہادت کے بعد سیدنا حسنؓ خلیفہ بنا دیئے گئے۔ خلیفہ بنے۔ اب پتہ نہیں کہ آپ حضرات کو یہ بات ہضم ہو یا نہ ہو۔ بہر حال خلیفہ بنا دیئے گئے۔ طے یہ ہوا کہ کچھ دیر خلافت کی۔ ایک حدیث سناتا ہوں کہ ایک دن حضور ﷺ نے حضرت حسنؓ کی طرف دیکھا:

☆...... سر پر ہاتھ پھیرا...... پیشانی کو چوما...... مسکرائے......اور فرمایا:

''ایک وقت آئے گا کہ میری امت کے دو فریقوں کے درمیان میرا یہ بیٹا صلح کرائے گا۔'' (بخاری شریف، مناقب الحسن والحسین: ج۱، ص۵۳۰)

آج چشم فلک نے یہ نظارہ دیکھا کہ محمد عربی ﷺ کا فرمان اس طرح پورا ہوا کہ حضرت سیدنا حسنؓ، حضرت امیر معاویہؓ کے حق میں دستبردار ہو گئے۔ حضرت سیدنا امیر معاویہؓ نے بھی حضرت علی المرتضیٰؓ کی شہادت کے بعد اپنی خلافت کا اعلان کر دیا تھا۔ ادھر حضرت سیدنا حسنؓ کا اعلان ہوا۔ آگے چل کر یہ ان کے حق میں دستبردار ہو گئے لیکن اس شرط پر کہ حضرت معاویہؓ جب تک زندہ ہیں، اللہ زندہ سلامت رکھے جس دن ان کا وصال ہوا، پھر خلافت حضرت حسنؓ کے سپرد، یہ سمجھوتا اور بات طے ہو گئی۔

حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے، بہشتی زیور کا آٹھواں حصہ، اس کا ضمیمہ نمبر۲، جو حواشی والا مدلل چھپا ہے۔ اس پر حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے آٹھویں حصہ کے ضمیمہ نمبر۲ کے تحت میں یہ روایت نقل کی ہے۔ علامہ عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ بہت سارے حضرات کی کتابوں میں بھی یہ روایت موجود ہے۔

جعدہ بنت اشعب یہ سیدنا حسنؓ کی اہلیہ ہیں، حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ یزید نے کسی زنانہ ذرائع سے رابطہ کر کے کہا کہ وہ حضرت حسنؓ کو زہر دیں۔ ان کے انتقال کے بعد آپ کو میں ایک لاکھ درہم جو آج کے کئی لاکھ بنتے ہیں، دوں گا۔ آپ کے ساتھ شادی بھی کروں گا۔ وہ بدنصیب عورت اس کے دھوکے کے اندر آ گئی۔ اس نے زہر دے دیا۔ زہر اتنا تیز تھا کہ سیدنا حسنؓ چالیس دن ایسے بیمار رہے کہ آپؓ کی آنتیں اور جگر کٹ گئے۔ اتنے شدید بیمار رہنے کے بعد آپؓ کا وصال ہوا۔

یزید کے ہاتھ پر بیعت نہیں صرف اعتماد

اب جب وصال ہو گیا، طے تو یہ تھا کہ مسلمانوں کا اجتماعی طور پر کہ سیدنا معاویہؓ کے بعد سیدنا حسنؓ خلیفہ ہوں گے۔ لیکن اب خلیفہ کے لئے کوئی کینیڈیٹ نہیں رہا۔ اب یہ سوال پیدا ہوا کہ سیدنا معاویہؓ کے بعد امت کا خلیفہ کون ہو گا؟ اس نظم کو کون سنبھالے گا،

مقابلے میں کوئی کینڈیڈیٹ موجود نہیں۔

اس وقت سوال یہ کیا جاتا ہے کہ اتنے سو صحابہ کرامؓ نے یزید کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ میں کہتا ہوں کہ: سو نہیں، ہزار ہوں۔ لیکن مجھے پہلے بیعت کے متعلق سمجھا تو دیں کہ انہوں نے سیدنا معاویہؓ سے درخواست کی کہ حضرت، آپ کے بعد انتشار کا شکار نہ ہوں۔ یزید اس وقت نوعمر تھا، ظاہر ہے کہ سیدنا امیر معاویہؓ جیسے مدبر آدمی کے جوتے کے نیچے زندگی گزار رہا تھا۔ اس کا کوئی الٹا پلٹا کوئی کرتوت کم از کم علی الاعلان اس کی کوئی شکایت اب تک نہیں آئی تھی۔ پھر بیٹا بھی ہے۔ آخر انسان ہے، سیدنا معاویہؓ سے جس وقت صحابہ کرامؓ نے درخواست کی، ان میں کوئی صحابہؓ بھی ہوں گے۔ کوئی تابعی رحمۃ اللہ علیہ ہوں گے۔ کہا کہ حضرت! آپ اپنے جانشین کے طور پر اس کا اعلان کردیں۔ سیدنا امیر معاویہؓ اس پر آمادہ ہوئے اور واقعتاً اس کی بیعت ہوئی۔ اس میں صحابہ کرامؓ بھی تھے۔

لیکن مجھے سمجھایا جائے یہ صحابہؓ یا وہ مسلمان جنہوں نے سیدنا معاویہؓ کے زمانے میں یزید کے ساتھ بیعت کی تھی، کیا یہ بیعت اسلام تھی؟ کہ انہوں نے ان کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا تھا۔ وہ تو صحابیؓ ہیں۔ وہ تو تابعی ہیں۔ ظاہر ہے بیعت اسلام نہیں، پھر وہ جو بیعت کی، کیا وہ اصلاح کی بیعت تھی؟ کہ یزید کے ہاتھ پر انہوں نے گناہوں سے توبہ کر کے اسے اپنا پیر مان لیا تھا۔ یہ بیعت نہیں۔ زیادہ سے زیادہ اعتماد کا ووٹ ہے کہ یہ آدمی جانشین ہوگا۔ صرف بیعت کا یہ معنی ہے۔ اب آپ کہتے ہیں کہ اتنے سو، دو سو صحابہؓ بیان کرتے ہیں۔ میں کہتا ہوں ڈیڑھ ہزار بھی ہوں، صرف لفظ بیعت استعمال ہوا۔ لیکن وہ صرف سیدنا معاویہؓ کی زندگی میں اعتماد کا ووٹ تھا۔

صحابہ کرامؓ کی یزید کے متعلق رپورٹ

بھائیو! اب میں درخواست کرتا ہوں یزید کے جتنے کرتوت تھے یہ سارے کھل کر بعد میں ظاہر ہوئے۔ سنو! حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے استاد ہیں۔ مظاہر العلوم کے سرپرست ہیں۔ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے بھی من وجہ وہ استاد ہیں۔ دنیا ان کو یاد کرتی ہے حضرت مولانا احمد علی محدث سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے۔ نامور جو شارح

ہیں بخاری شریف کے۔ خود انہوں نے بخاری شریف کی شرح لکھی۔ چھ پارے رہ گئے تھے تو وہ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کو دیئے۔ حضرت مولانا احمد علی سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ کے جو حواشی ہیں بخاری شریف پر، ان کے اندر روایت موجود ہے کہ صحابہ کرامؓ مدینہ طیبہ سے چلے، کوفہ کے اندر گئے۔ یزید کے ساتھ ملاقات کی۔ واپس آ کر انہوں نے مدینہ طیبہ میں رپورٹ کی کہ بدکاری کی بھی اس کے متعلق شکایات ہیں۔

(البدایہ والنہایہ: جزء ۸، ص ۲۳۲)

نماز کے اندر بھی وہ علی الاعلان کوتاہی کرتا ہے۔ وہ روایت میں نے مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی جو عرض کی کہ سیدنا حسنؓ کی شہادت میں، ان کو قتل کرانے میں بھی اس یزید کا ہاتھ تھا۔ اب آپ مجھے یہ کہتے ہیں کہ اتنے حضرات نے بیعت کی۔ قبلہ! یہ بھی تو صحابہ کرامؓ کی شہادت ہے اور نقل کرنے والے مولانا احمد علی سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ ان کو کیوں تسلیم نہیں کرتے؟

میں کہتا ہوں: بہت بڑا نیک تھا، بڑا پرہیزگار تھا، متقی تھا، جتنا آپ کہیں اس سے بھی زیادہ میں ماننے کو تیار ہوں۔ میری اس کے ساتھ کوئی لڑائی نہیں۔ لیکن اتنی بات تو سمجھائیں کہ صحابہ کرامؓ نے جو اس کے ساتھ بیعت کی تھی، کیا انہوں نے لائسنس دے دیا تھا یزید کو اس بات کا کہ ادھر سیدنا امیر معاویہؓ کی آنکھیں بند ہوں، ادھر تلوار اٹھاؤ، محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پورے خاندان کی گردنیں اتار دو؟ کوئی ماں کا لعل ہے کہ ایک روایت پیش کرے کہ اس واقعہ یا سانحہ کربلا کے بعد ایک صحابیؓ نے کہا ہو کہ یزید نے صحیح کیا ہے؟ پوری امت میں سب سے زیادہ سیدنا حضرت حسینؓ کی شہادت پر اگر کسی نے آنسو بہائے ہیں تو وہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرامؓ کی جماعت تھی۔ آخر کیوں نہ آنسو بہاتے، انہوں نے جس گلے پر نبوت کے لب لگتے دیکھے تھے۔ اسی گلے پر جب چھریاں، تلواریں چلتی دیکھیں تو کیوں نہ آنسو بہاتے؟

میں نہیں جا رہا تفصیل میں، ختم کرتا ہوں اپنی گفتگو کو۔ لیکن آپ دوستوں کو دعوت فکر دیتا ہوں۔

☆...... یزید کو میں فاسق، فاجر نہیں کہہ رہا۔

☆...... یزید پہ میں لعنت بھی نہیں کر رہا۔
☆...... یزید کو کافر کہلانے کی بحث بھی نہیں کر رہا۔

حالانکہ یہ مسائل ہماری کتابوں میں موجود ہیں۔ مولانا قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں اس کی طرف کفر کے قول کو بھی نقل کیا ہے۔ لیکن

☆...... نہ میں اس کے فسق و فجور پر بحث کر رہا ہوں۔
☆...... نہ میں اس کے کفر پر دلائل دے رہا ہوں۔
☆...... نہ میں اس کے لعنتی ہونے کا حکم لگا رہا ہوں۔

حضرت حسینؓ سے ہمارا تعلق

لیکن اتنی بات تو مجھے کہنے کا حق بخشو کہ یزید زیادہ سے زیادہ تاریخ کا انسان ہے۔ لیکن سیدنا حسینؓ کے ساتھ ہمارا تعلق ہمارے ایمان کا تعلق ہے۔ جب آپ حضرات اس عنوان کے تحت لے آئیں گے تو پھر دیانتداری کے ساتھ عرض کرتا ہوں سیدنا حسینؓ اور یزید کا جب تقابل ہوگا پھر کروڑوں یزید اکٹھے ہوں، وہ سیدنا حسینؓ کے خاک پاء کا بھی مقابلہ نہیں کر سکتے۔ جو کہتے ہیں، نہیں کر سکتے، وہ زور سے کہہ دیں...... نہیں کر سکتے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: ’’حُسَیْنٌ مِنِّیْ وَ اَنَا مِنْ حُسَیْنٍ‘‘
﴿میں حسینؓ سے ہوں اور حسینؓ مجھ سے۔﴾

(ترمذی، باب مناقب ابی محمد الحسن بن علی و الحسین بن علی: ج۲، ص۲۱۸)

میں بھی آج رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت پر چلتے ہوئے علی الاعلان کہتا ہوں رب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قسم! حسینؓ ہمارے ہیں اور ہم حسینؓ کے ہیں۔ آپ میں سے جو حسینؓ کے ساتھ ہے، وہ دوست کہہ دیں مل کے کہ ہم حسینؓ کے ساتھ ہیں۔

یزید کو امیر المومنین کہنا سازش

آج ایک سوچی سمجھی سازش کے تحت امیر المؤمنین، امیر یزید، ماشاء اللہ! کہتے ہیں کہ سیدنا حسینؓ وہاں شام کیا لینے گئے تھے؟۔ یہ میرا خطیب تقریریں کرتا ہے۔ ہائے میرے اللہ! جس محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کلمہ پڑھنے کے صدقے یزید کے والد گرامی کو شام کا امیر

بنایا تھا۔ آج اسی نبی ﷺ کے نواسے حسینؓ کے متعلق پوچھا جاتا ہے کہ وہاں کیا لینے گئے تھے؟۔ کوئی کرنے کی بات تو کرو، اتنے احسان فراموش تو نہ بنو، ہم حسینؓ کے ساتھ ہیں۔ بولو، بولو، ہم......؟ حسینؓ کے ساتھ ہیں۔

ہمارا یزید کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ تیرا کچھ لگتا ہو، میری بلا سے۔ تو جان، تیرا مقدر جانے۔ زیادہ شوق ہے تو پھر دعا کرتے ہیں: اللہ، تیرا یزید کے ساتھ حشر کرے، میرا حسینؓ کے ساتھ۔ جو کہتے ہیں ہم حسینی ہیں، وہ زور سے کہیں کہ ہم......؟ حسینی ہیں۔

میں دیکھتا ہوں تب میرے دماغ سے دھواں نکلتا ہے جب آج کا میرا خطیب کھڑا ہو کر یزید کی تعریف میں سیدنا حسینؓ کو مرجوح قرار دیتا ہے اور یزید کو راجح قرار دیتا ہے اور دلیل کیا؟ آخر یزید بھی کسی کا بیٹا تھا۔ پتہ ہے وہ صحابی رسول کا بیٹا تھا۔ بھائیو!

☆ ...... یزید اگر صحابی رسول کا بیٹا تھا۔
☆ ...... تو حسینؓ خود صحابی رسول تھا۔
☆ ...... یزید اگر صحابی رسول کا بیٹا تھا۔
☆ ...... تو حسینؓ بھی صحابی رسول کا بیٹا تھا۔
☆ ...... یزید اگر سیدنا امیر معاویہؓ کا بیٹا تھا۔
☆ ...... تو حسینؓ بھی تو کسی کا نواسہ تھا۔

شریف آدمی! اگر کسی کے رشتے کی بنیاد پر پہچان کرنا ہے

☆ ...... میں یہ تو نہیں کہہ رہا کہ تم اسے گالی دو۔
☆ ...... میں یہ تو نہیں کہہ رہا کہ تم اس پر لعنت کرو۔
☆ ...... میں یہ تو نہیں کہہ رہا کہ تم اس پر کفر کی مشین چلاؤ۔

مگر بول تو صحیح، تول تو صحیح، ہم حسینؓ کے ساتھ ہیں۔ باقی یہ کہاں لکھا ہے کہ یزید کے متعلق کچھ کہنے سے سیدنا امیر معاویہؓ کی شان پر اثر آجائے گا۔ اگر

☆ ...... سیدنا حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹے کے غلط عقائد ہوں۔
☆ ...... سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے والد کے غلط عقائد ہوں۔
☆ ...... محمد عربی ﷺ کے چچا کے غلط عقائد ہوں۔

حضرت حسینؓ کے وارث ہیں ہم

ان سے حضرت نوح علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام، محمد عربی ﷺ کی نبوت پر اثر نہیں پڑتا تو یزید کے غلط ہونے سے حضرت امیر معاویہؓ کی صحابیت کے اوپر بھی کوئی اثر نہیں پڑتا۔ کوئی ماننے کی بات کرو، نام لیتے ہو سیدنا امیر معاویہؓ کا، بچانا چاہتے ہو یزید کو۔ کیا کرنا چاہتے ہو حضرت حسینؓ کو، تمہیں حسینؓ کا کوئی وارث نظر نہیں آیا؟ کیا کسر رہ گئی تھی کربلا میں حضرت حسینؓ پر ظلم کی، جو تم اپنی گفتگو میں پوری کر رہے ہو؟ مسلمانو! اس گئے گزرے دور میں تحقیق کے نام پر سیدنا حسینؓ کی اہانت ہو، کوئی مسلمان سنے اور چپ رہے۔ مجھے ڈر لگ رہا ہے۔

مدینہ طیبہ میں تین دفعہ کہرام

اے کاش! ذرا تصور کرو۔ آج اگر کوئی میرے بیٹے کو گالی دے، میرے نواسے کو کوئی گالی دے، گالی نہیں گردن کاٹے، میری طبیعت پہ کیا گزرے گی؟ تمہیں پتہ بھی ہے؟ تین دفعہ مدینہ طیبہ میں شدید کہرام قائم ہوا۔

پہلا وہ دن جب رحمت عالم ﷺ کا وصال ہوا۔ صحابہ کرامؓ کہتے ہیں کہ: ”مدینہ کے درودیوار بھی ہمیں روتے ہوئے نظر آتے تھے۔“ (مشکوٰۃ، باب وفاۃ النبی ﷺ: ص۵۴۷)

دوسرا وہ دن کہ سیدنا بلالؓ مدینہ طیبہ چھوڑ کر چلے گئے۔ ایک رات خواب میں رحمت عالم ﷺ کی زیارت ہوئی۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا! بلال، ہمیں بھلا دیا؟ یہ مدینہ طیبہ واپس آئے۔ سارے آپس میں کہنے لگے کہ نماز کا وقت ہوا چاہتا ہے، بلال! آج ہمیں اذان سنائیں، انہوں نے کہا: تمہیں پتہ ہے جب پہلے میں اذان دیتا جب ”اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ“ کہتا تھا زبان کلمات ادا کرتی تھی۔ آنکھیں محمد عربی ﷺ کا دیدار کیا کرتی تھیں۔ آج میں کلمات تو کہوں، پر میں دیکھوں گا کیا؟ مجھے یہ نہ کہو۔ جس نے جتنی شدت سے کہا، آپ نے اتنی شدت سے انکار کیا۔

صحابہ کرامؓ بھی مزاج شناس تھے۔ انہوں نے کہا: یہ ہماری نہیں مانیں گے۔ حضرت حسنؓ، حسینؓ کو کہو، سبحان اللہ! ان دونوں شہزادوں سے کہا گیا، آپ بلالؓ کو آمادہ

کریں کہ اذان سنائیں، آپ کے نانے کے زمانے والی۔ حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ آئے، ایک نے ایک انگلی پکڑی، دوسرے نے دوسری، بلالؓ! آج ہمیں اسی طرح اذان سنائیں، جس طرح ہمارے نانے کو سنایا کرتے تھے۔ اب ان شہزادوں کا حکم کون ٹالے؟ آج کا خطیب مانتا نہیں، وہ صحابہ کرامؓ ٹالتے نہیں تھے۔ آئے، درخواست کی، حضرت مان گئے۔ فرمایا: بہت اچھا! انہوں نے کہا: ''اللہ اکبر، اللہ اکبر'' مدینہ طیبہ کے در و دیوار گونج اٹھے۔ محمد عربی ﷺ کے زمانے کی اذان کی یاد سے کہرام قائم ہوا۔ مدینہ طیبہ میں یہ کیفیت قائم ہوئی اور تمہیں معلوم ہے اذان پوری نہیں کر سکے، گر گئے۔ اس کی تفصیلات ہیں، برداشت نہیں ہو سکا۔ پورا مدینہ طیبہ رو رہا تھا۔

اور تیسرا وہ دن جب کربلا کا واقعہ ہوا، محمد عربی ﷺ کا لٹا ہوا خاندان مدینہ طیبہ میں واپس آیا ہے۔ پھر جو مدینہ طیبہ کی بچیوں، بیٹوں نے آگے بڑھ کر اس قافلے کو دیکھا ہے اور جو کیفیت پیدا ہوئی ہے۔ محدثین حضرات نے لکھا ہے کہ یہ تیسری دفعہ مدینہ طیبہ میں کہرام کی کیفیت پیدا ہوئی کہ جس کی تاریخ کے اندر مثال نہیں ملتی۔

محمد عربی ﷺ کے صحابہؓ، اس دور کے تابعین رحمۃ اللہ علیہ، مدینہ طیبہ میں رہنے والے مذہبی لوگ سیدنا حسینؓ کی شہادت پر بہت ہی افسوس کا اظہار کریں، اور تو خوشی کا اظہار کرے۔ مجھے ڈر لگ رہا ہے کہ تو قیامت کے دن محمد عربی ﷺ کو کیا منہ دکھائے گا؟۔

میری درخواست ہے کہ میرے ساتھیو! سارے مل کر کہو: ہم حسینؓ کے ساتھ ہیں۔ ایسے نہیں، جو جتنا ساتھ ہے، وہ اتنا زور سے کہے، ایمان کے ساتھ کہے، ہم حسینؓ کے ساتھ ہیں۔ بولو، بولو، ہم؟...... حسینؓ کے ساتھ ہیں۔

☆...... درودیوار......کوچہ و بازار......ایک ایک پتہ......ایک ایک ذرہ میرے اور آپ کے ایمان کی گواہی دے کہ ہم......؟ حسینؓ کے ساتھ ہیں۔ ہم حسینؓ کے ساتھ ہیں۔

''وما علینا الا البلاغ المبین''

حیات عیسیٰ علیہ السلام……حصہ اوّل

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی سَیِّدِ الرُّسُلِ وَخَاتَمِ الْاَنْبِیَاءِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہِ الَّذِیْنَ ھُمْ خُلَاصَۃُ الْعَرَبِ الْعَرْبَاءِ وَخَیْرُ الْخَلَائِقِ بَعْدَ الْاَنْبِیَاءِ. اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ.

و قال اللہ تعالیٰ: مَّا کَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِکُمْ وَلَکِن رَّسُولَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیِّیْنَ وَکَانَ اللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْماً. (سورہ الاحزاب ۴۰)

قال النبی ﷺ: کَیْفَ اَنْتُمْ اِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْیَمَ فِیْکُمْ وَ اِمَامُکُمْ مِنْکُمْ.

(بخاری: ج ۱، ص ۴۹۰)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَ مَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا وَ مَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَسَلِّمْ وَ صَلِّ کَذَالِکَ عَلٰی جَمِیْعِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی الْمَلَائِکَۃِ الْمُقَرَّبِیْنَ وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ اَجْمَعِیْنَ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ.

تمہید

آپ سب دوستوں کے سامنے مجھے شکریہ ادا کرنا ہے اس ادارہ کے بانی اور مہتمم واجب الاحترام مناظر اسلام حضرت مولانا محمد الیاس گھمن کا اوران کے گرامی قدر رفقاء کا کہ ان حضرات کی کرم فرمائی سے ان کے حکم کی بجا آوری کے نتیجہ میں آپ دوستوں کے ساتھ مجھ مسکین کی ملاقات ہوگئی۔تاخیر کی معافی چاہتا ہوں۔الحمدللہ! میری عادت اور مزاج یہ ہے کہ میں کوشش کرتا ہوں قبل از وقت پہنچنے کی، آج بالکل غیر ارادی طور پر تاخیر ہو گئی۔اللہ تعالیٰ مجھے معاف فرمائیں:

برادران اسلام! حضور ﷺ کی تشریف آوری سے پہلے، سیدنا آدم علیہ السلام سے لے کر مسیح علیہ السلام تک جب نبوت جاری تھی، اس وقت اس کو بند ماننا کفر تھا۔ رحمت عالم ﷺ کی ذات اقدس پہ اللہ نے سلسلہ نبوت کو ختم کیا تو اب اس کو جاری ماننا کفر ہے۔

ختم نبوت اور تاریخ مذاہب ثلاثہ

برادران اسلام! مذاہب کی تاریخ کے حوالے سے تین مذاہب ہیں:

۱...... یہودیت ۲......عیسائیت ۳......اسلام

تاریخی اعتبار سے قدیم ترین مذہب ہے یہودیت کا۔ پھر باری آتی ہے مسیحیت کی اور اس کے بعد پھر نمبر آتا ہے اسلام کا، اس دنیا میں نفاذ کے حوالے سے۔

میرے بھائیو! سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی امت کو، آپ کے پیروکاروں کو یہودی کہا جاتا ہے۔ یہودی حضرات کی آسمانی کتاب کا نام تورات ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے متعلق تورات میں کہیں نہیں لکھا کہ وہ آخری نبی تھے۔

☆...... تورات نے حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو آخری نبی نہیں کہا۔
☆...... تورات نے یہودیت کو آخری مذہب نہیں کہا۔
☆...... تورات نے یہودی حضرات کو آخری امت نہیں کہا۔
☆...... تورات نے اپنے آپ کو آخری آسمانی کتاب نہیں کہا۔

ہزارہا تبدیلیوں کے باوجود ایک ایسی عبارت موجود ہے کہ حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ: ”خدا تمہارے اندر وہ نبی برپا کرے گا جس کے ساتھ دس ہزار قدسیوں کی جماعت ہوگی۔“ (توراۃ: کتاب استثناء، باب ۳۳، آیۃ ۲، ص ۲۱۳)

تمام شارحین تورات کا اس امر پر اتفاق ہے کہ وہ نبی سے مراد محمد عربی ﷺ کی ذات ہے اور دس ہزار قدسیوں سے مراد وہ صحابہؓ ہیں جو فتح مکہ کے دن حضور ﷺ کے ساتھ تھے۔ تورات باوجود اس کے کہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو آخری نبی قرار نہیں دیتی بلکہ تورات تو بشارتیں دے رہی ہے۔ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی زبانی کہ محمد عربی ﷺ آئیں گے۔

برادران اسلام! پھر اس کے بعد باری آتی ہے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی، عیسائی

مذہب کی۔ عیسیٰ علیہ السلام کی امت کو نصاریٰ، مسیحی اور عیسائی کہا جاتا ہے۔ ان کی آسمانی کتاب کا نام انجیل ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ انجیل میں عیسیٰ علیہ السلام کو آخری نبی نہیں کہا گیا۔

☆...... انجیل نے مسیحی دین کو آخری دین نہیں کہا۔

☆...... انجیل نے مسیحی امت کو آخری امت نہیں کہا۔

☆...... انجیل نے اپنے آپ کو آخری آسمانی کتاب نہیں کہا۔

بلکہ ہزار تبدیلیوں کے باوجود ہم دیکھتے ہیں کہ انجیل میں بھی ایک عبارت موجود ہے اور میں جب اس عبارت کو دیکھتا ہوں ہزار تبدیلیوں کے باوجود آج بھی اس عبارت کے ایک حصے کے اندر یہ جلالت شان موجود ہے کہ سیدنا مسیح علیہ السلام کی زبانی قرآن نے بھی کہا: ”وَمُبَشِّراً بِرَسُولٍ يَأْتِيْ مِن بَعْدِى اسْمُهُ أَحْمَدُ“ (الصف:۶)

﴿بشارت دینے والا ہوں ایک ایسے رسول کی جو میرے بعد آنے والے ہیں، ان کا نام احمد ہوگا۔﴾

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی منادی کرنے کے لئے تشریف لائے تھے۔ وہ آپ کے بشارت دہندہ نہیں۔ بلکہ وہ دنیا انسانیت کو بتانے کے لئے آئے تھے کہ لوگو! میرے بعد نبی آئیں گے محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ اور فرمایا ”مُبَشِّراً بِرَسُولٍ“ میرے بعد صرف ایک آئے گا۔ ہم دیکھتے ہیں سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت کو اور سیدنا محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس کے ساتھ مسیح علیہ السلام کو جو محبت تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جو احترام سیدنا مسیح علیہ السلام کے قلب و جگر میں موجزن تھا۔ یہ جو عبارت پیش کرنے لگا ہوں۔ اس عبارت کے الفاظ میں سیدنا مسیح علیہ السلام کے وہ دلی محبت کے جذبات بھی پگھل پگھل کے باہر آتے نظر آتے ہیں۔

چنانچہ سیدنا مسیح علیہ السلام نے اپنی قوم سے ارشاد فرمایا۔ فرمایا بھی اس وقت کہ جب یہود نے آپ کو گھیرے میں لے رکھا تھا۔ اس وقت سیدنا مسیح علیہ السلام نے اپنے ان حواریوں، انصاریوں سے ارشاد فرمایا: ”اے! لوگو مجھے جالینے دو تا وہ ابن آدم تمہارے اندر آئے جس کا بولنا خدا کا بولنا ہوگا۔“ (یوحنا: باب ۱۶، آیت ۱۲،۱۴)

برادران عزیز! قرآن مجید نے کہا:

”وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَى ۝ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَى“ (النجم: ۳، ۴)

انصاف فرمائیے میرا مؤقف یہ ہے کہ آج قرآن مجید کی اس عبارت کی جگہ انجیل کی عبارت رکھ دی جائے یا انجیل کی عبارت کی جگہ قرآن مجید کی اس آیت کو رکھ دیا جائے۔ مفہوم ۱۰۰ فیصد دونوں کا ایک ہے تو انجیل نے متعین کر دیا کہ مسیح علیہ السلام آخری نبی نہیں۔ اب جب:

☆...... یہودی مذہب آخری نہیں۔
☆...... موسیٰ علیہ السلام آخری نبی نہیں۔
☆...... مسیحیت دین آخری نہیں۔
☆...... مسیح علیہ السلام آخری نبی نہیں۔

تو پھر ایک چانس باقی رہ جاتا ہے اور وہ اسلام اور اہل اسلام کا ہے۔ ہم غور کریں کہ آیا مسلمانوں کی جو کتاب ہے، جس کا نام قرآن مجید ہے۔ کیا قرآن مجید نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آخری نبی ہونے کا دعویٰ کیا؟

مسئلہ ختم نبوت سمجھنے کے لئے ایک مثال

اگر یہ بات متعین ہو جائے کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق قرآن مجید نے آخری نبی ہونے کا دعویٰ کیا تو پھر یہاں پر مثال دیئے بغیر چارہ نہیں۔ مثال ہے، یہ واقعہ نہیں۔ میں آپ کی مسجد میں داخل ہوا۔ میں نے پوچھا حضرت گھمن صاحب؟ دوستوں نے مجھے بتایا کہ وہ نماز پڑھ رہے ہیں۔

اب لفظ تو ایک بولا کہ وہ نماز پڑھ رہے ہیں۔ لیکن اس لفظ کے بولنے سے مسائل بہت ثابت ہوتے ہیں۔

☆...... وہ نماز پڑھ رہے ہیں، اس کا معنی یہ کہ وہ وضو کے ساتھ ہیں۔
☆...... وہ نماز پڑھ رہے ہیں، اس کا معنی یہ کہ ان کا جسم پاک۔
☆...... وہ نماز پڑھ رہے ہیں، اس کا معنی یہ کہ ان کے کپڑے پاک۔
☆...... وہ نماز پڑھ رہے ہیں، اس کا معنی یہ کہ نماز کی جگہ پاک۔
☆...... وہ نماز پڑھ رہے ہیں، اس کا معنی یہ کہ ان کا منہ قبلہ کی طرف ہے۔

☆...... وہ نماز پڑھ رہے ہیں، اس کا معنی یہ کہ نماز کا وقت بھی ہے۔
☆...... وہ نماز پڑھ رہے ہیں، اس کا معنی یہ کہ اب وہ خاموش ہیں۔
☆...... وہ نماز پڑھ رہے ہیں، اس کا معنی یہ کہ وہ نارمل بھی ہیں۔

اس لئے کہ اگر:

☆...... وضو نہ ہو تو نماز نہیں۔
☆...... جسم پاک نہ ہو تو نماز نہیں۔
☆...... کپڑے صاف نہ ہوں تو نماز نہیں۔
☆...... جگہ پاک نہ ہو تو نماز نہیں۔
☆...... قبلہ کی طرف رخ نہ ہو تو نماز نہیں۔
☆...... نماز کا وقت نہ ہو تو نماز نہیں۔
☆...... نماز میں کلام کرے تو نماز نہیں۔
☆...... عقل ٹھکانے نہ ہو تو نماز نہیں۔

لفظ تو اس ساتھی نے ایک کہا کہ: حضرت مولانا صاحب نماز پڑھ رہے ہیں۔ لیکن ازخود اس سے کئی مسائل ثابت ہو گئے۔ اب اگر یہ بات ثابت ہو جائے کہ قرآن مجید نے محمد عربی ﷺ کے آخری نبی ہونے کا اعلان کیا ہے تو ازخود اس بات سے کہ وہ نماز پڑھ رہے ہیں۔ اس سے یہ دس باتیں ثابت ہوئیں تو اتنی بات سے، کہ حضور ﷺ آخری نبی ہیں تو اس سے یہ ثابت ہو جائے گا کہ اگر:

☆...... آپ ﷺ آخری نبی ہیں تو اس کا معنی یہ کہ آپ ﷺ کا دین آخری دین ہے۔
☆...... آپ ﷺ آخری نبی ہیں تو اس کا معنی یہ کہ آپ ﷺ کی امت آخری امت ہے۔
☆...... آپ ﷺ آخری نبی ہیں تو اس کا معنی یہ کہ آپ ﷺ کی ذات پر نازل ہونے والی کتاب آخری آسمانی کتاب ہے۔

سمجھے بھی ہو، میں نے کیا کہا؟ میں نے درخواست کی آپ دوستوں سے کہ جو آپ ﷺ کے آخری نبی ہونے کا انکار کرتا ہے تو وہ آپ ﷺ کے آخری نبی ہونے کا

صرف انکار نہیں کر رہا۔ بلکہ:

☆...... اس دین کے آخری دین ہونے کا بھی انکار کر رہا ہے۔

☆...... شریعت محمدیہ ﷺ کے آخری شریعت ہونے کا بھی انکار کر رہا ہے۔

☆...... اس امت کے آخری امت ہونے کا بھی انکار کر رہا ہے۔

☆...... قرآن مجید کے آخری کتاب ہونے کا بھی وہ انکار کر رہا ہے۔

میرا مؤقف یہ ہے کہ ختم نبوت کے ماننے سے ان چیزوں کا از خود تحفظ لازم آتا ہے اور ختم نبوت کا انکار کرنے سے ان تمام چیزوں کا از خود انکار لازم آتا ہے۔

لفظ خاتم کا معنی اور مفہوم

برادران عزیز! میری آپ سب دوستوں سے درخواست ہے کہ آئیں! قرآن مجید کے دروازے پر چلتے ہیں۔ میں مانتا ہوں خاتم کے معنی بہت سارے ہیں۔

☆...... مہر کے معنوں کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے۔

☆...... سیل کے معنوں کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے۔

☆...... انگشتری کے معنوں کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے۔

اور بھی کئی معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ لیکن تمام اہل لغت کا وہ قدیم لغت ہو یا جدید، ان سب کا اس امر پر اتفاق ہے کہ خاتم تاء کی زبر کے ساتھ ہو یا زیر کے ساتھ۔ خاتَم ہو یا خاتِم۔ جب یہ لفظ خاتَم (بفتح التاء) یا خاتِم (بکسر التاء) جمع کی طرف مضاف ہوگا اس کا معنی سوائے آخری نبی کے اور کوئی ہو ہی نہیں سکتا۔ جائیں، تشریف لے جائیں، بڑے کھلے قلب وجگر کے ساتھ، کھنگال ماریں قدیم جدید کی لغت کو۔ ان شاء اللہ! پوری لغت میں اس کے خلاف ایک مثال بھی نہیں ملے گی۔

میرے بھائیو! ہم نے آپ حضرات سے ہی یہ مسئلے سنے اور سیکھے کہ قرآن مجید کی کسی آیت کا ایسا ترجمہ، ایسی بات کہ جس میں دوسرے معنی کا احتمال ہی نہ ہو، اس کو کہتے ہیں نص قطعی کہ اس میں دوسرے معنی کا احتمال نہیں۔ یہ آیت مبارکہ نص قطعی ہے۔ اس بات پر کہ محمد عربی ﷺ آخری نبی ہیں۔ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ آپ بھی کہہ دیں کہ:

آپ ﷺ کے بعد؟......کوئی نبی نہیں۔

اب برادران عزیز! میں درخواست کرتا ہوں قرآن مجید کی تفسیر قرآن مجید سے ہی کی جائے ”اَلْقُرْاٰنُ یُفَسِّرُ بَعْضُهٗ بَعْضًا“ چلیں میں اس بات پر بھی آجاتا ہوں۔ قرآن مجید میں سات مقامات پر لفظ ”ختم“ اس مادہ کا استعمال ہوا۔ قرآن مجید میں ختم کے مادہ کا سات مقامات پر استعمال ہوا:

۱...... ”خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ“ (البقرہ:۷) ﴿مہر کردی اللہ نے ان کے دلوں پر۔﴾

۲...... ”خَتَمَ عَلٰی قُلُوْبِکُمْ“ (الانعام:۴۶) ﴿مہر کردی تمہارے دلوں پر۔﴾

۳...... ”خَتَمَ عَلٰی سَمْعِهٖ وَ قَلْبِهٖ“ (الجاثیہ:۲۳) ﴿مہر کردی اس کے کان پر اور اس کے دل پر۔﴾

۴...... ”اَلْیَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰی اَفْوَاهِهِمْ“ (یٰسین:۶۵) ﴿آج ہم مہر لگا دیں گے ان کے منہ پر۔﴾

۵...... ”فَاِنْ یَّشَاءِ اللّٰهُ یَخْتِمْ عَلٰی قَلْبِکَ“ (الشوریٰ:۲۴) ﴿سو اگر اللہ چاہے مہر کر دے تیرے دل پر۔﴾

۶...... ”رَحِیْقٍ مَّخْتُوْمٌ“ (المطففین:۲۵) ﴿مہر لگی ہوئی۔﴾

۷...... ”خِتَامُهٗ مِسْکٌ“ (المطففین:۲۶) ﴿جس کی مہر جمتی ہے مشک پر۔﴾

ان ساتوں آیتوں کو آپ ایک جگہ رکھیں۔ پھر ان کا قدر مشترک ترجمہ تلاش کریں۔ ایسا ترجمہ جو ساتوں مقامات پر موتیوں کی طرح فٹ آجائے۔ انگشتری کے دانوں کی طرح فٹ آجائے۔ نگینے کی طرح۔ میں درخواست کرتا ہوں سات مقامات کو سامنے رکھیں تو قدر مشترک ترجمہ یہ بنتا ہے کہ: کسی چیز کو ایسے طور پر بند کرنا کہ باہر سے کوئی چیز اس میں ڈالی نہ جاسکے۔ جو کچھ اس کے اندر ہے، باہر نکالی نہ جاسکے۔ وہاں پر لفظ ”ختم“ کا استعمال ہوتا ہے۔ اب آپ حضرات ساتوں مقامات پر اس ترجمے کو فٹ کر کے دیکھ لیں۔ ان شاءاللہ! کہیں اس کے خلاف نہیں ملے گا۔ شریفو! جیسے قرآن مجید نے کہا: ”خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ“ کیا معنی کہ اللہ نے فلاں فلاں لوگوں (وہ متعین افراد ہیں سات آٹھ) کے

دلوں پر مہر کر دی۔

کیا معنی کفران کے دلوں سے باہر نہیں نکل سکتا اور باہر سے ایمان ان کے دلوں میں داخل نہیں ہوسکتا۔ اب آتے ہیں ”خاتم النّبیین“ کی طرف تو اس کا معنی یہ ہوگا کہ محمد عربی ﷺ کی آمد پر حق تعالیٰ شانہ نے ایسے طور پر سلسلۂ نبوت پر بندش کر دی کہ آپ ﷺ کی تشریف آوری کے بعد سلسلۂ نبوت میں کسی نئے آدمی کو شامل نہیں کیا جا سکتا اور آپ ﷺ سے پہلے جو اس کے اندر داخل تھے، ان میں سے کسی کو باہر نہیں نکالا جا سکتا۔ فھو المقصود!

غرض مجھے درخواست کرنا ہے کہ اس لفظ ”خاتم النّبیین“ میں لغت کے حوالے سے دیکھا جائے یا قرآنی تفسیر کے حوالے سے دیکھا جائے۔ یہ بات متعین ہے کہ حضور ﷺ آخری نبی ہیں اور پھر میرے ماں باپ قربان! آپ ﷺ نے تو یہ بھی ارشاد فرمایا:

”اَنَا آخِرُ الْاَنْبِیَاءِ وَاَنْتُمْ آخِرُ الْاُمَمِ“ (ابن ماجه: ص۲۹۷) کہ لوگو! ﴿نبیوں میں سے میں آخری نبی ہوں اور امتوں میں سے تم آخری امت ہو﴾

میرے بعد نبی کوئی نہیں، تمہارے بعد امت کوئی نہیں۔ اور معاف رکھنا تھوڑا سا۔ اور توجہ کریں خدا کی قسم! حضور ﷺ کے احترام کے مارے لوگوں کی تو گردنیں جھکتی ہوں گی، میرا تو دل بھی جھک رہا ہے کہ آپ ﷺ نے اس موقع پر ایک لفظ اور ارشاد فرمایا:

”اَنَا حَظُّکُمْ مِنَ الْاَنْبِیَاءِ وَاَنْتُمْ حَظِّی مِنَ الْاُمَمِ“

﴿نبیوں میں سے میں محمد ﷺ تمہارے حصے میں آیا ہوں اور امتوں میں سے تم میرے حصے میں آئے ہو۔﴾ (الدر المنثور للسیوطی بحواله مسند احمد: ج۲، ص۴۸)

اب آپ ذرا انصاف تو فرمائیں کہ: جنہیں محمد عربی ﷺ جیسا نبی مل جائے، انہیں کسی اور نبوت کی ضرورت ہے؟ نبی بھی وہ جن کے متعلق

چوں بشانش نگاہ موسیٰ کرد　　　شدن ازا متش تمنا کرد

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی کتاب تورات میں شان پڑھی۔ اللہ کے حضور درخواست کی کہ مجھے بھی حضور سرور کائنات ﷺ کا امتی بنا دے۔ میرے بھائیو! حضور ﷺ

نے بھی یہ ارشاد فرمایا: ”لَوْ کَانَ مُوْسٰی حَیًّا مَا وَسِعَهُ اِلَّا اِتِّبَاعِیْ“

(مشکوٰۃ، باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ: ۳۰)

﴿ کہ آج اگر موسیٰ علیہ السلام روئے زمین پر زندہ ہوتے، انہیں بھی سوائے میری اتباع کے کوئی چارۂ کار نہ ہوتا۔ ﴾

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نبی اور صحابی

میں دیکھتا ہوں ایک نبی ہیں وہ نبی بھی ہیں اور صحابی بھی۔ صحابی بھی ایسے کہ ابھی تک زندہ ہیں۔ صرف میں نے نہیں کہا۔ یہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ اتنے بڑے آدمی نے لکھا۔

برادران! اب توجہ کریں کہ جس وقت دنیا میں آئیں گے سیدنا مسیح علیہ السلام، میں نے ان کو صحابی اس لئے کہا کہ انہوں نے اسی دنیاوی زندگی کے ساتھ معراج کی رات حضور ﷺ سے ملاقات کی تھی۔ اس وقت وہ نبی بھی ہیں اور حضور ﷺ کے صحابی بھی۔ اور یاد رکھو! جس وقت وہ تشریف لائیں گے، حضور ﷺ کی امت کا وہ حصہ جو ان کی زیارت کرے گا، اس کو تابعیت کا شرف بھی نصیب ہوگا۔ اس لئے کہ انہوں نے اسی دنیاوی زندگی کے ساتھ رحمت عالم ﷺ کو دیکھا۔ اسی دنیاوی زندگی کے ساتھ دوبارہ اسی دنیا کے اندر تشریف آوری ہوگی۔ اسی دنیاوی زندگی میں جو ان کو دیکھے گا، وہ تابعی ہوگا۔ ان کے تابعی ہونے میں کوئی کلام نہیں۔

دجال کا فتنہ

برادران عزیز! میں درخواست کرتا ہوں آپ دوستوں کی خدمت میں۔ جانتے بھی ہو، تابعی کون ہے؟ فرمایا: رحمت عالم ﷺ نے کہ جس وقت دجال آئے گا کھانے کی تمام چیزوں پر اس کا قبضہ ہو جائے گا۔ مسلمان جوتی کے تسمے بھون کر کھانے پر مجبور ہو جائیں گے۔ دجال یہ، یہ فتنے لے کر آئے گا اور اس پر رحمت عالم ﷺ نے فرمایا: ”اس کے زمانے میں ایمان بچانا اس طرح مشکل ہوگا:

”کَالْقَابِضِ عَلَی الْجَمْرِ“　(مشکوٰۃ، باب تغیر الناس الفصل الثانی: ۴۵۹)

جس طرح دہکتی آگ کا انگارہ پکڑنا مشکل ہے۔ دجال کے زمانے میں ایمان

بچانا بھی اسی طرح مشکل ہو جائے گا۔ فرمایا رحمت عالم ﷺ نے کہ: اس زمانے میں جو لوگ ایمان اور اسلام پر پکے ہوں گے، میں (محمد ﷺ) ان بھائیوں کو سلام کہتا ہوں۔"

صحابہ کرامؓ نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! کیا ہم آپ کے بھائی نہیں؟
حضور ﷺ نے فرمایا: "صحابہ! تم نے قرآن اترتے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔"

☆...... میں نے پانی کے پیالے میں پانچوں انگلیوں کو رکھا۔
☆...... اللہ نے پانچوں انگلیوں سے پانی جاری کر دیا۔
☆...... میں نے پانچ آدمیوں کے کھانے پر ہاتھ رکھا۔
☆...... پندرہ سو کو اللہ نے کھانا پورا کر دیا۔
☆...... کڑوے کنویں میں کلی کا پانی ڈالا۔
☆...... پورے کنویں کو اللہ نے میٹھا کر دیا۔
☆...... ٹوٹی ہوئی ہڈی والا آیا، میں نے اس پر ہاتھ پھیرا۔
☆...... اللہ نے اس کی ہڈی کو صحیح سلامت کر دیا۔
☆...... سانپ کی زہر والا آیا۔
☆...... ہاتھ لگا نبوت کا، اللہ نے اسے شفا دی۔
☆...... آنکھ کے درد والوں پر پھیری انگلی محمد عربی ﷺ کی۔
☆...... اللہ نے آنکھ کا درد ٹھیک کر دیا۔
☆...... تم نے میرے یہ معجزات دیکھے۔
☆...... تم نے چاند کے ٹکڑے ہوتے دیکھے۔
☆...... اشارہ کیا تو درخت زمین چیر کے نبوت کی خدمت میں آئے۔

تم نے یہ سب کچھ دیکھا۔ تم مجھے نہ مانتے تو کون مانتا؟ تم میرے بھائی، میرے ساتھی۔ لیکن میرے بھائی تو وہ ہیں۔

☆...... جنہوں نے مجھے نہیں دیکھا ہوگا۔
☆...... جنہوں نے قرآن کو اپنی آنکھوں سے اترتے نہیں دیکھا۔
☆...... جنہوں نے میرے ساتھ وقت نہیں گزارا۔

☆...... جنہوں نے ان معجزات کو نہیں دیکھا۔
☆...... جنہوں نے نبوت کی برکات کو بچشم خود نظارہ نہیں کیا۔

اتنا بڑا حزب اختلاف نبوت کا دجال، کہ قدم قدم پر مسلمانوں کے لئے مشکلات کے پہاڑ کھڑے کئے ہوئے ہوں گے۔ ان حالات میں جو لوگ اپنے ایمان اور اسلام پر قائم رہیں گے، میں تو اپنے ان بھائیوں کو سلام پیش کرتا ہوں۔

نزول مسیح علیہ السلام اور ظہور امام مہدی علیہ الرضوان

اب آپ توجہ کریں قبلہ! جو میں نے آپ سے درخواست کرنی ہے۔ فرمایا: اس زمین پر موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے تو انہیں سوائے میری اتباع کے، کوئی چارۂ کار نہ ہوتا۔ ہم دیکھتے ہیں کہ اسی روئے زمین پر ایک نبی سیدنا مسیح علیہ السلام آئیں گے۔ اسی زندگی کے ساتھ۔ تین قسم کے الفاظ آتے ہیں۔ بخاری شریف میں روایت ہے کہ:

"کَیْفَ اَنْتُمْ اِذَا نَزَلَ اِبْنُ مَرْیَمَ فِیْکُمْ وَاِمَامُکُمْ مِنْکُمْ" ﴿مسیح تمہارے اندر نازل ہوں گے اور تمہارا امام تم میں سے ہوگا۔﴾ (بخاری ج۱، ص۴۹۰)

"وَاِمَامُکُمْ" سے مراد سیدنا امام مہدی علیہ الرضوان ہیں جو طبقہ یہ کہتا ہے کہ حضرت مہدی علیہ الرضوان کے متعلق روایات ضعیف ہیں یا کہتے ہیں بخاری و مسلم میں حضرت مہدی علیہ الرضوان کے متعلق روایات نہیں۔ میں ان سے کہتا ہوں غلط بیانی کرتے ہو۔ "وامامکم" سے کون مراد ہیں؟

برادران! تین قسم کے الفاظ ہیں "اِذَا نَزَلَ اِبْنُ مَرْیَمَ فِیْکُمْ" یہ ابن مریم کے متعلق ہے۔ "وَاِمَامُکُمْ مِنْکُمْ" سے مراد امام مہدی علیہ الرضوان ہیں اور یہ بخاری کی روایت ہے۔ تحقیق کے نام پر جھوٹ بولتا ہے وہ آدمی جو یہ کہتا ہے کہ حضرت مہدی علیہ الرضوان کا بخاری میں ذکر نہیں۔ غلط بیانی کرتا ہے وہ قادیانی جو کہتا ہے کہ سیدنا مہدی علیہ الرضوان کا مسلم میں تذکرہ نہیں۔ مسلم شریف کے الفاظ یہ ہیں کہ:

"فَیَقُوْلُ اَمِیْرُھُمْ تَعَالْ فَصَلِّ لِنَا" (مشکوٰۃ، باب نزول عیسی علیہ السلام: ۴۸۰)

﴿کہ جس وقت حضرت مسیح علیہ السلام آئیں گے، اس وقت جو مسلمانوں کے امیر

ہوں گے وہ کہیں گے حضرت تشریف لائیں، نماز پڑھائیں۔﴾

اس سے ثابت ہوا کہ حضرت امام مہدی علیہ الرضوان کا مسلم شریف کے اندر بھی تذکرہ ہے۔ ابوداؤد میں تو صراحت ہے کہ:

"یُوَاطِئُ اِسْمُهٗ اِسْمِیْ وَاِسْمُ اَبِیْهِ اِسْمُ اَبِیْ"

(ابی داؤد، باب فی ذکر المهدی: ۲:ص ۲۳۲)

﴿اس کا نام میرے ہم نام اوراس کے والد کا نام میرے والد کے ہم نام ہوگا﴾

مشکوۃ میں ہے کہ: "مِنْ اَوْلَادِ فَاطِمَةَ" (مشکوٰۃ، باب اشراط الساعۃ: ۴۷۹)

﴿سیدنا امام مہدی علیہ الرضوان، فاطمہؓ کی اولاد میں سے ہوں گے۔﴾

ابن ماجہ کے اندر تو مستقل باب ہے۔ میرا موٴقف یہ ہے کہ مشکوۃ شریف سے لے کر بخاری شریف تک کوئی حدیث کی ایسی قابل ذکر کتاب نہیں، جس میں سیدنا مہدی علیہ الرضوان کا تذکرہ نہ ہو۔ خیر مجھے جو درخواست کرنی ہے، وہ یہ کہ مہدی علیہ الرضوان مصلیٰ پر کھڑے ہیں۔ اسی حالت میں سیدنا مسیح علیہ السلام آئیں گے۔ سیدنا مہدی علیہ الرضوان مصلیٰ چھوڑ کر سیدنا مسیح علیہ السلام سے درخواست کریں گے: حضرت! تشریف لائیں، نماز پڑھائیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام آگے بڑھ کر سیدنا مہدی علیہ الرضوان کے دونوں کندھوں پر ہاتھ رکھ کر انہیں اس طرح پکڑ کر (ہاتھوں کا اشارہ کر کے فرمایا) اس طرح مصلیٰ پر کھڑا کریں گے اور ارشاد فرمائیں گے حضرت مسیح علیہ السلام مہدی علیہ الرضوان سے کہ آپ نماز پڑھائیں، میں آپ کے پیچھے نماز پڑھنا چاہتا ہوں۔ اس لئے کہ اقامت آپ کے لئے کہی گئی۔

"یَنْزِلُ فِیْکُمْ" حضرت امام بخاری نے یہ الفاظ استعمال کئے۔ حضرت امام مسلم نے "تَعَالُ فَصَلِّ لَنَا" کے الفاظ استعمال کئے۔ سیدنا مسیح علیہ السلام کے متعلق یہ الفاظ آئے "فَاِنَّهَا لَکِ اُقِیْمَتْ" آپ کے لئے اقامت پڑھی گئی ہے۔ چوتھے یہ الفاظ ہیں کہ "تَکْرِمَةَ اللّٰهِ لِهٰذِهِ الْاُمَّةِ" اس امت کے اعزاز کی خاطر۔ کیا معنی کہ مہدی علیہ الرضوان آپ نماز پڑھائیں، میں آپ کے پیچھے نماز پڑھنا چاہتا ہوں، تاکہ دنیا دیکھ لے کہ مسیح علیہ السلام اپنی شریعت چلانے کے لئے نہیں آیا۔ بلکہ محمد عربی ﷺ کے دین کی غلامی کرنے کے لئے

آئے ہیں۔

برادران اسلام! وہاں تھا اگر موسیٰ علیہ السلام اس روئے زمین پر زندہ ہوتے، انہیں سوائے میری اتباع کے کوئی چارۂ کار نہ ہوتا۔ یہ زمین پر زندہ ہوتے۔ یہ لفظ بول کر میں نے ایک اشکال کا جواب دیا ہے۔ خدا کرے وہ اشکال بھی آپ کے ذہن میں ہو۔ جس طرف میں نے اشارہ کیا۔ اس کو بھی سمجھ جائیں اور اگر نہیں سمجھے تو پھر میں نہیں، خدا سمجھائے۔

ایک اشکال اور اس کا جواب

برادران توجہ کریں! مجھے درخواست یہ کرنی ہے کہ میں اتنی لمبی گفتگو کر کے آپ کو اس نقطے پر لانا چاہتا ہوں کہ سیدنا مسیح علیہ السلام، یہ نہیں کہ وہ حضور ﷺ کے بعد آپ کی امت میں کوئی مصلح یا نبی بنے ہوں۔ بات سمجھے ہو؟ حضور سرور کائنات ﷺ کی امت سے کوئی نبی نہیں بنا۔ ہاں! ایک نبی حضور ﷺ کی امت میں شامل ہو رہا ہے۔ ان دونوں باتوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ محمد عربی ﷺ کے بعد اگر کوئی شخص سلسلۂ نبوت میں داخل کیا جاتا تو یہ خاتمیت کے منافی تھا۔ وہ تو پہلے سے شامل ہیں، جنہیں اس سے خارج نہیں کیا جا سکتا۔ اب یہاں پر اشکال باقی رہ جائے گا، حدیث شریف میں آتا ہے: فرمایا رحمت عالم ﷺ نے کہ قیامت کے دن ہر نبی کے ساتھ اس کی امت ہوگی۔ ہر نبی کے ہاتھ میں جھنڈا ہوگا، اس کی امت اس کے جھنڈے کے نیچے ہوگی۔ نبی اپنی امت کو اپنے جھنڈے کے نیچے لے جا کر حساب و کتاب پیش کریں گے۔ (ترمذی، ابواب المناقب عن رسول ﷺ: ۲، ص ۲۰۲)

برادران! حضور ﷺ فرماتے ہیں کل انسانیت کی اتنی صفیں ہوں گی۔ ان صفوں میں حضور ﷺ کی امت کی صفوں کی یہ تعداد ہوگی۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ: ”ہر نبی کے پاس جھنڈا ہوگا۔ مجھے اللہ تعالیٰ لواء الحمد دیں گے۔“ (مشکوٰۃ، فضائل سید المرسلین ﷺ: ۵۱۳)

ہر نبی کے پاس جھنڈا ہوگا۔ تمام جھنڈوں سے بلند و بالا جھنڈا محمد عربی ﷺ کا ہوگا (سبحان اللہ!)

یہاں پر ایک اشکال پیدا ہوگا اور وہ اشکال سیدنا مسیح علیہ السلام کے متعلق ہے۔ اس حدیث کی روشنی میں دیکھا جائے تو وہی دین برحق تھا اس زمانے میں۔ وہ مسیحی جو صحیح معنوں

میں مسیحی تھے۔اس حدیث کی رو سے اس کا تقاضا یہ ہے کہ قیامت کے دن مسیح علیہ السلام کے ہاتھ میں جھنڈا ہو۔ وہ آپ ﷺ کے جھنڈے کے نیچے کھڑے ہو کر حساب وکتاب پیش کریں۔ اگر مسیح علیہ السلام کے انتقال اور وصال کو دیکھا جائے تو وہ مدینہ طیبہ میں فوت ہوں گے۔اس حالت میں فوت ہوں گے کہ محمد عربی ﷺ کے دین کے منادی اور مبلغ تھے۔ اس کا تقاضا یہ ہے کہ محمد عربی ﷺ کے جھنڈے کے نیچے کھڑے ہو کر اپنا حساب وکتاب پیش کریں۔ اگر ان کی زندگی کے آخری حصے کو دیکھا جائے۔اس حدیث کا اعتبار کیا جائے تو حضور ﷺ کے جھنڈے کے نیچے کھڑے ہوں گے۔ اگر حضور ﷺ کے جھنڈے تلے کھڑے ہوں گے تو اس زمانے کے مسیحی حضرات ان کے حساب وکتاب کا کیا بنے گا؟ ہر نبی اپنی امت کو لے کر اپنے جھنڈے کے زیر سایہ اپنی امت کا حساب وکتاب کرائے گا۔تو ان پہلے مسیحی حضرات کا حساب کون کرائے گا؟

میرے بھائیو! ذرا توجہ کرو۔ میں عقل کے گھوڑے نہیں دوڑا رہا۔ میں منقولات کی پابندی کر رہا ہوں۔قیامت کے دن ہر آدمی کا ایک دفعہ حساب ہوگا۔رہے مسیح علیہ السلام۔ علامہ شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کی ’’الیواقیت والجواہر‘‘ میں صراحت کے ساتھ یہ عبارت موجود ہے کہ:

’’فَلَهُ حَشْرَانِ‘‘ ﴿ان کا دو دفعہ حساب ہوگا۔﴾

ایک دفعہ اپنے ہاتھوں میں جھنڈا لے کے اپنی امت کا حساب کرائیں گے۔ دوسری دفعہ حضور ﷺ کے جھنڈے کے نیچے کھڑے ہو کر اپنا حساب وکتاب پیش کریں گے۔میں نے کتاب کا حوالہ بھی ساتھ ہی ساتھ عرض کر دیا۔

ختم نبوت کا عقیدہ اجماعی عقیدہ ہے

برادران عزیز! مجھے درخواست اب آپ دوستوں کے سامنے یہ کرنی ہے کہ قرآن مجید کی اس نص قطعی نے یہ بات متعین کر دی کہ محمد عربی ﷺ اللہ کے آخری نبی و رسول ہیں۔قبلہ! اگر:

☆...... حضور ﷺ آخری نبی ہیں تو پھر یہ شریعت آخری شریعت ہے۔

☆...... حضور ﷺ آخری نبی ہیں تو پھر قرآن اللہ کی آخری کتاب ہے۔

میرے بھائیو! ۱۴سو سال سے آپ ﷺ کی امت کا اجماع اس بات پر دال ہے۔ یہ میں نہیں کہتا بلکہ جس ادارے میں آپ جمع ہیں، ہمارے اس خطے میں کم از کم سب سے زیادہ اللہ نے اس ادارے کو توفیق دی، سیدنا امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مقام اور آپ کے احترام کو بلند و بالا کرنے کی۔ آپ لوگ اس کے مناد ہیں۔ میں اپنی گفتگو میں بطور شہادت کے پیش کرتا ہوں حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول کو جو ''شرح فقہ اکبر'' کے اندر موجود ہے کہ:

''اِنَّ دَعْوَی النُّبُوَّۃِ بَعْدَ نَبِیِّنَا ﷺ کُفْرٌ بِالْاِجْمَاعِ'' ﴿کہ حضور ﷺ کے بعد مدعی نبوت بالاجماع کافر ہے۔﴾ (شرح فقہ اکبر:۲۰۲)

اور میں درخواست کرتا ہوں، مسیلمہ کذاب سے لے کر مسیلمہ قادیان تک ۱۴۰۰ سال سے اسلام کی تاریخ گواہ ہے اس بات کی کہ آج تک کبھی بھی کسی جھوٹے مدعی نبوت کے متعلق امت نے ایک منٹ ضائع نہیں کیا۔ ایک منٹ کی تاخیر کئے بغیر امت نے کہا: حضور ﷺ کے بعد جو نبوت کا دعویٰ کرے، اس کا اسلام اور اہل اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ سیدنا صدیق اکبرؓ سے لے کر مولانا عبدالمجید لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ تک چودہ سو سال کی پوری امت کا، جس میں ایک بھی قابل ذکر آدمی کا استثناء نہیں۔ پوری امت کا یہ اجماعی عقیدہ ہے کہ آپ ﷺ کے بعد جو دعویٰ نبوت کرے، وہ مسلمان نہیں ہے۔ اس پر بھی واقعات بیان کرنے کی ضرورت نہیں کہ فلاں نے کیا، فلاں نے کیا۔ اس پر میں آپ دوستوں کا وقت نہیں لیتا، میں نے صرف اشارہ کیا ہے، اگر آپ لوگ جاگ رہے ہو تو۔

جھوٹے مدعی نبوت کے بارے میں استخارہ جائز نہیں

برادران اسلام! ''الخیرات الحسان'' جو مناقب سیدنا امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پر لکھی گئی کتاب ہے۔ اس کے اندر ہے کہ ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا اور وہ لوگوں کو یہ کہتا تھا کہ: اگر مجھے نبی نہیں مانتے، چلو نہ مانو۔ کم از کم استخارہ تو کرلو۔

شریفو! حضور ﷺ کے بعد جو نبوت کا دعویٰ کرے، دوسرا اس کے متعلق استخارہ کرے۔ نہیں! استخارہ کا دل کے اندر نیت کا خیال لائے تو خیال لانے والا شخص بھی دائرہ

اسلام سے خارج ہو جائے گا۔ ارادہ کرنے والا بھی۔ آپ کہیں گے: کیوں؟ شریفو! استخارہ اس کام میں کیا جاتا ہے جس کے کرنے، نہ کرنے کے دونوں پہلو برابر ہوں۔ جو چیزیں متعین ہیں، اس میں استخارے کی گنجائش نہیں۔

☆...... ماں میرے اوپر حلال ہے یا حرام۔ کوئی کرے استخارہ تو کافر۔

☆...... شراب حلال ہے یا حرام کرے کوئی استخارہ کا ارادہ تو کافر۔

عاقل، بالغ، صحت مند آدمی مسلمان کہے: میں استخارہ کروں کہ نماز میرے اوپر فرض ہے یا نہیں؟ مسلمان رہے گا؟ کوئی استخارہ نہیں اس میں۔ استخارہ تو اس کام میں ہوتا ہے جس کے کرنے، نہ کرنے کے دونوں پہلو برابر ہوں۔ میں نے مکان بنانا ہے۔ دروازہ اس طرف رکھوں یا اس طرف۔ دونوں طرف کی اجازت ہے۔ خیر اور برکت کس میں ہوگی؟ ارادہ کرلوں دو رشتے آئے ہیں برابر۔ ادھر کرلے، تب بھی جائز۔ ادھر کرلو، تب بھی جائز۔ استخارہ کرلو کہاں کرنا چاہئے۔ لیکن ایسا امر جس کے اندر متعین ہو حرام وحلال ہونا، اس میں استخارے کی گنجائش نہیں۔ حضور سرور کائنات ﷺ کے بعد کوئی شخص کرے نبوت کا دعویٰ اور کہے کہ نہیں مانتے نہ مانو۔ میرے متعلق استخارہ کرلو۔ تو جھوٹے مدعی نبوت کے متعلق استخارہ کا ارادہ کرنے والا بھی مسلمان نہیں رہے گا۔

جھوٹے مدعی نبوت سے دلیل کا مطالبہ بھی کفر

قبلہ! اس سے اور آگے ہے کہ: ”مَنْ طَلَبَ مِنْهُ عَلَامَةً فَقَدْ کَفَرَ“

(الخیرات الحسان: ص۱۱۹، بحوالہ عقود الجمان: ص۲۷۶)

ایک شخص کرے نبوت کا دعویٰ۔ دوسرا اسے کہے: اچھا! تمہارے نبی ہونے کی دلیل کیا ہے؟ جھوٹے مدعی نبوت سے اس کے دعویٰ نبوت کی دلیل طلب کرنے والا بھی کافر ہو جائے گا۔

بہت ثقیل مثال دے رہا ہوں۔ لیکن محض سمجھانے کے لئے۔ مجھے میرے والد کے علاوہ کوئی دوسرا شخص کہے کہ: میں تمہارا والد ہوں۔ میں اس پر دلیل طلب کروں گا یا دانت اس کے کھٹے کروں گا؟ جس طرح مجھے اپنی والدہ کے متعلق ان کی پاکدامنی پر اتنا

اعتماد ہے کہ میں تصور ہی نہیں کرسکتا کہ والد کے علاوہ بھی کوئی اور ہوسکتا ہے۔ چانس ہی نہیں میرے نزدیک۔ تو برادران!

☆ ...... ساری کائنات۔

☆ ...... سارے رشتے۔

☆ ...... آل اولاد۔

☆ ...... جان ومال۔

☆ ...... عزت وآبرو۔

سب کچھ قربان رحمت عالم ﷺ کے نعلین مبارک پر۔ اس سے کروڑ گنا زیادہ یہ امر مستحق ہے اس بات کا کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی کرے نبوت کا دعویٰ اور دوسرا کہے: ''چانس''۔ کہو کہ کوئی چانس نہیں۔ یہ معنی ہے: ''مَنْ طَلَبَ مِنْهُ عَلَامَةً فَقَدْ كَفَرَ''

ختم نبوت صرف آپ ﷺ کی خصوصیت

برادران! اس وقت تک میں آپ دوستوں کو چلا کے، آپ کی انگلی پکڑ کے یہاں تک لے آیا ہوں کہ آپ ﷺ آخری نبی ہیں۔ ہم نے اپنے حضرات سے ہی پڑھا ہے، میاں آپ دوست بھی کہتے ہیں کہ خصوصیت اس کو کہتے ہیں:

''مَايُوْجَدُ فِيْهِ وَلَايُوْجَدُ فِيْ غَيْرِهٖ'' ﴿خصوصیت وہ کہ صرف اسی میں پائی جائے، کسی اور میں نہ پائی جائے۔﴾

''خاتم النّبیین'' ہونا محمد عربی ﷺ کا یہ وہ اعزاز ہے، یہ وہ آپ ﷺ کی خصوصیت ہے کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار نبیوں میں سے کوئی نبی اس خصوصیت میں محمد عربی ﷺ کا شریک نہیں۔

میں ایک بات اور عرض کرتا ہوں۔ سیدنا آدم علیہ السلام سے لے کر قیامت کی صبح تک پوری انسانیت میں حتیٰ کہ ذوی العقول مخلوق میں جو تین ہیں:

۱...... فرشتے ۲...... انسان ۳...... جن

ان ذوی العقول مخلوق میں سے واحد ذات ہے محمد عربی ﷺ کی، جن کے سر پر

اللہ نے ختم نبوت کا تاج رکھا۔ یہ وہ آپ ﷺ کا امتیازی وصف ہے کہ پوری کائنات میں آپ ﷺ کا کوئی شریک نہیں اس بات میں۔ بھائیو! مجھے اجازت دیں کہ میں اس کی تعبیر یوں کروں کہ:

☆ ...... میرا اللہ اپنی توحید میں وحدہ لاشریک ہے۔
☆ ...... محمد عربی ﷺ اپنی نبوت میں وحدہ لاشریک ہیں۔
☆ ...... شریک خدا کا بھی کوئی نہیں۔
☆ ...... مثال حضور ﷺ کی بھی کوئی نہیں۔

ختم نبوت کے محافظ کا مقام ومرتبہ

اورسنو! ختم نبوت کا تحفظ کرنا براہ راست محمد عربی ﷺ کی عزت وناموس کا تحفظ کرنے کے مترادف ہے۔ یہ آپ ﷺ کا تاج، یہ آپ ﷺ کا اعزاز ہے۔ جو اس کا انکار کرتا ہے۔

☆ ...... وہ حضور ﷺ کی خصوصیت کو ضائع کرنا چاہتا ہے۔
☆ ...... وہ محمد عربی ﷺ کی دستار فضیلت کو تار تار کرنا چاہتا ہے۔

جو آپ ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرتا ہے: وہ دراصل حضور ﷺ کی دستار ختم نبوت اتارنے کے چکر میں ہے اور جو ختم نبوت کا تحفظ کرتا ہے، وہ براہ راست حضور ﷺ کی عزت کا تحفظ کرتا ہے۔

خدا کرے میری یہ بات آپ دوستوں کو سمجھ آجائے۔

☆ ...... نماز فرض ہے۔
☆ ...... روزہ فرض ہے۔
☆ ...... حج فرض ہے۔
☆ ...... زکوٰۃ فرض ہے۔

یہ سب فرائض ہیں۔ ان کو مانے بغیر ایمان مکمل نہیں۔ ایمان کے لئے ماننا ضروری۔ نجات کے لئے عمل ضروری۔ ہیں تو یہ سب فرائض۔ لیکن مت بھولیں اس بات کو

کہ ان فرائض کا تعلق حضور ﷺ کے اعمال کے ساتھ ہے۔

☆...... آپ ﷺ نے نماز یوں پڑھی۔
☆...... آپ ﷺ نے قیام یوں کیا۔
☆...... آپ ﷺ نے رکوع یوں کیا۔
☆...... آپ ﷺ نے قومہ یوں کیا۔
☆...... آپ ﷺ نے سجدہ یوں کیا۔
☆...... آپ ﷺ نے قعدہ یوں کیا۔
☆...... آپ ﷺ نے سلام یوں پھیرا۔
☆...... آپ ﷺ نے ابتداء یوں کی۔
☆...... آپ ﷺ نے انتہاء یوں کی۔

آپ نے روزہ رکھا، آپ نے جہاد کیا۔ یہ سب فرائض ہیں۔ لیکن ان کا تعلق حضور ﷺ کے اعمال کے ساتھ ہے۔ ختم نبوت وہ فریضہ ہے جس کا تعلق محمد عربی ﷺ کی ذات کے ساتھ ہے۔ آپ کے اعمال کے ساتھ نہیں۔ اگر آپ کا ذھن، مجھ مسکین کی معروضات کا ساتھ دے تو پھر میں آپ کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے دروازے پر لے چلتا ہوں۔ یہ معنی ہے: ”لَایُوْمِنُ اَحَدُ کُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ وَّالِدِہٖ وَ وَلَدِہٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ“ کا۔ (بخاری، باب حب الرسول ﷺ: ج ۱، ص۷)

یہ آپ ﷺ کا وہ اعزاز ہے کہ اس پر کوئی سمجھوتہ نہیں۔ ادھر کسی نے نبوت کا دعویٰ کیا نہیں، ادھر امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ جیسے امام کا فتویٰ آیا نہیں۔

مقام ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فتویٰ کے بارہ میں بہت زیادہ محتاط تھے۔ ایک آدمی نے کہا کہ: حضرت! ایک آدمی کو میں نے دیکھا، بغیر ذبح کئے گوشت کھاتا ہے۔ فرمایا: مچھلی کا گوشت کھاتا ہوگا؟ اسے ذبح کرنے کی ضرورت نہیں۔ حضرت! وہ ایسا شریف آدمی ہے نماز میں رکوع اور سجدہ نہیں کرتا۔ فرمایا: تم نے جنازے میں دیکھا ہوگا، اس میں رکوع اور

سجدہ نہیں۔ حضرت! وہ کہتا ہے یہودی بھی سچے، نصاریٰ بھی، فرمایا: وہ قرآن کی اس آیت کے تحت کہتا ہوگا کہ سچے ہیں، ”وَقَالَتِ الْيَهُودُ لَيْسَتِ النَّصَارٰى عَلَى شَىْءٍ وَقَالَتِ النَّصَارٰى لَيْسَتِ الْيَهُودُ عَلَى شَىْءٍ“ (البقرہ: ۱۱۳)

نصاریٰ کہتے ہیں کہ یہودی غلط اور یہودی کہتے ہیں کہ نصاریٰ غلط۔ وہ شخص دلائل پیش کرتا گیا کہ اس آدمی پر امام صاحب کے فتویٰ کی مہر لگے۔ امام صاحب آخری وقت تک اس کو بچاتے گئے کہ کسی طرح اس پر فتویٰ نہ لگے۔ امت سے اس کو خارج نہ کیا جائے۔

برادران اسلام! یہی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ جب ان کے پاس حضور ﷺ کے بعد کسی مدعی نبوت کے دعویٰ نبوت کا کیس آتا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ: اس کے دعویٰ نبوت کے متعلق ماننا تو درکنار، اس کے متعلق یہ ارادہ کرنا، اس سے دلیل طلب کرنا کہ تم اگر مدعی نبوت ہو تو تمہارے نبی ہونے کی دلیل کیا ہے؟ فرمایا: اس مدعی نبوت سے دعویٰ نبوت کی دلیل طلب کرنے والا بھی کافر ہو جائے گا۔

مجھے خوشی ہے کہ آج میں ”امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ“ اکیڈمی میں بیٹھے ہوئے یہ بات آپ سے عرض کر رہا ہوں۔ مجھے خوشی ہے اس امر کی کہ میری ان تمام تر معروضات کا تعلق الحمدللہ! سند قوی سے ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا دامن میرے ہاتھ میں ہے۔ مجھے اجازت دو، میرے لئے دعا بھی کرو کہ حالات اجازت دیں مریخ پر کھڑے ہو کر میں چیخ چیخ کر پوری امت کو متوجہ کر سکوں اس امر کی طرف کہ رحمت عالم ﷺ کی عزت وناموس کے مسئلے پر، ختم نبوت کے مسئلے پر کوئی سمجھوتہ نہیں۔ آپ بھی کہہ دیں کہ کوئی سمجھوتہ نہیں۔

دورِ صدیق اکبرؓ میں شہداء ختم نبوت کی تعداد

شریفو! جاگتے بھی ہو؟ میں اس پر کون سا شدت کے ساتھ موقف اختیار کر رہا ہوں؟۔ اگر ایک طرف میرا ہاتھ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں پر ہے تو الحمدللہ! دوسرا میرا ہاتھ سیدنا صدیق اکبرؓ کے دامن کے ساتھ وابستہ ہے۔

آپ کے زمانہ میں جھوٹے مدعی نبوت مسیلمہ کذاب نے جھوٹی نبوت کا دعویٰ

کیا۔ ۲۳ سالہ دورِ نبوت میں اسلام کی خاطر جتنی جنگیں لڑی گئیں:

☆ ...... غزوہ بدر ہوا۔
☆ ...... غزوہ احد ہوا۔
☆ ...... غزوہ خیبر ہوا۔
☆ ...... غزوہ حنین ہوا۔
☆ ...... فتح مکہ ہوا۔
☆ ...... غزوہ موتہ ہوا۔
☆ ...... غزوہ احزاب ہوا۔
☆ ...... غزوہ تبوک ہوا۔

علامہ قاضی سلمان منصور پوری رحمۃ اللہ علیہ نے ''رحمتہ اللعالمین'' میں لکھا ہے کہ ۲۳ سالہ دورِ نبوت میں پورے اسلام کے تحفظ اور بقاء کے لئے جو جنگیں لڑی گئیں۔ ان جنگوں میں شہید ہونے والے صحابہ کرامؓ کی تعداد ۲۵۹ ہے۔

پہلی ختم نبوت کی جنگ جو صدیق اکبرؓ کے زمانے میں سیدنا شرحبیلؓ، سیدنا عکرمہؓ اور سیدنا خالد بن ولیدؓ نے لڑی۔ میں نے تین جرنیلوں کا ذکر اس لئے کیا کہ یکے بعد دیگرے تین دفعہ حضرت صدیق اکبرؓ کو فوج بھیجنی پڑی، جو مسیلمہ کذاب کے مقابلے میں اتری۔ جانتے بھی ہو کئی ہزار مسلح آدمیوں کو وہ لے کر میدان میں آیا تھا۔ اس پہلی ختم نبوت کی جنگ میں جو صحابہ کرامؓ اور تابعین رحمۃ اللہ علیہ شہید ہوئے۔ ان کی تعداد ۱۲۰۰ر سے بھی زیادہ ہے۔ جن میں بدری صحابہؓ بھی تھے۔ جن میں ۷۰۰ حافظ وقاری بھی تھے۔ حافظ بھی وہ جنہوں نے حضور ﷺ کی خدمت میں قرآن حفظ کیا تھا۔ وہ اس امت میں سید الطائفہ کا درجہ رکھنے والے حضرات۔ ۲۳ سالہ دورِ نبوت میں اسلام کا تحفظ اور بقاء کے لئے جو جنگیں لڑی گئیں، ان میں ۲۵۹ صحابہ کرامؓ شہید ہوئے۔ پہلی ختم نبوت کی جنگ میں ۱۲۰۰ر صحابہ کرامؓ اور تابعین رحمۃ اللہ علیہ شہید ہوئے۔ جیسا کہ:

☆ ...... تاریخ الکامل میں صراحت ہے
☆ ...... تاریخ طبری میں صراحت ہے۔

☆...... تاریخ ابن جریر میں صراحت ہے۔

میرا مؤقف یہ ہے کہ پورے دین کے تحفظ اور بقاء کے لئے صحابہ کرامؓ کو دور نبوت میں اتنی قربانی نہیں دینی پڑی، جتنی ختم نبوت کے مسئلے کے لئے صحابہ کرامؓ نے قربانی دی۔

اب میرے خیال میں ہم اس موڑ پر پہنچے ہیں کہ حضور ﷺ آخری نبی، آپ ﷺ کے بعد جو نبوت کا دعویٰ کرے، وہ مسلمان نہیں۔ آپ ﷺ کے بعد جن لوگوں نے نبوت کا دعویٰ کیا، ان کا اسلام، اہل اسلام کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ جھوٹے مدعی نبوت پر غور و فکر کرنے کے لئے کوئی چانس نہیں۔ پوری امت کا اس مسئلہ پر اجماع کہ آپ ﷺ آخری نبی ہیں۔ اس مسئلہ کی خاطر پوری امت میں صحابہ کرامؓ نے سب سے زیادہ خدمات سرانجام دی ہیں۔ سب سے زیادہ قربانی دی۔ یہ وہ مسئلہ ہے جو تمام فرائض میں سب سے زیادہ مقدم ہے۔ اس لئے کہ اس مسئلہ کا براہ راست محمد عربی ﷺ کی ذات اقدس کے ساتھ تعلق ہے۔ یہ ۱۰۰ فیصد محمد عربی ﷺ کا ذاتی وصف ہے۔ آپ ﷺ کا جو امتیازی وصف ہے، آپ ﷺ کی یہ خصوصیت مبارک ہے کہ براہ راست نبوت کے ساتھ یہ مسئلہ تعلق رکھتا ہے۔

قادیانیوں کے ساتھ تعلق رکھنے والا مسلمان نہیں

برادران! ایک جگہ میں بیان کرنے کے لئے گیا۔ ایک دوست مجھے ملے۔ انہوں نے کہا کہ مولانا مبارک ہو! ماشاء اللہ آپ تشریف لے آئے۔ لیکن ایک بات میرے دل کے اندر ہے۔ آپ ہمارے بہت قابل احترام ہیں۔ لیکن میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ جوڑ کی بات ہونی چاہئے توڑ کی نہیں۔ میں نے اس کی طرف دیکھا اور کہا حضرت! آپ کا ایمان بھی جاتا رہا اور نکاح بھی جاتا رہا۔ کہنے لگا کیا؟ میں نے کہا ''کیا'' نہیں!۔ بیگم کو کہو، وہ آجائیں۔ ان کی موجودگی میں، میں آپ کو کلمہ پڑھادوں۔ نکاح بھی کردوں۔ کہتا ہے: ''جی کیا مطلب؟'' میں نے کہا: جس آدمی نے کہا جوڑ کی بات ہونی چاہئے توڑ کی نہیں۔ جس نقطہ نظر سے انہوں نے کہا اتنی میٹھی بات کہی کہ ۱۰۰ کڑوے سمندر میں اگر اس کو ڈالہ جائے تو اتنی میٹھی بات ہے کہ کڑوے سمندر بھی میٹھے ہوجائیں لیکن جس تناظر میں تو نے

اس کو نقل کیا ہے کہ اتنی قبیح کہ ۲۰۰ میٹھے سمندروں کے اندر بھی اس کو ڈالا جائے تو سارے کڑوے ہو جائیں۔تم نے کہا کہ جوڑ امت میں ہے۔

☆ ...... کفر اور اسلام کا آپس میں کوئی جوڑ نہیں۔

☆ ...... حرام اور حلال کا آپس میں کوئی جوڑ نہیں۔

☆ ...... خنزیر اور بکری کا آپس میں کوئی جوڑ نہیں۔

☆ ...... ابوبکر صدیقؓ اور ابوجہل کا جوڑ نہیں۔

وہ امت میں جوڑ کی بات کرتا ہے جو قادیانیوں کے طبقے کو سامنے رکھ کر کہتا ہے کہ جوڑ کی بات کرنی چاہئے۔گویا وہ اگر ان کو حضور ﷺ کی امت میں شامل کرنا چاہتا ہے۔اس نقطہ نظر سے تو:

☆ ...... اس کا ایمان بھی جاتا رہا۔

☆ ...... اس کا نکاح بھی جاتا رہا۔

آپ دوستوں کے ہاں بعض مسائل ایسے ہیں کہ چودہ سو سال کے بعد آج بھی یہ مسئلہ زیر بحث ہے کہ یہ طبقہ کافر ہے یا نہیں۔تم چودہ سو سال کے بعد ان مسائل پر گفتگو کر رہے ہو۔اگر تمہارے ننانوے فیصد مفتیان ایک طرف ہیں تو ایک فیصد کا مؤقف اس کے خلاف بھی ہے۔قبلہ! میں تو اس اجماعی مسئلہ کی بات کر رہا ہوں کہ

☆ ...... صدیق اکبرؓ سے لے کر امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ تک۔

☆ ...... امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے لے کر شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ تک۔

☆ ...... شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ سے لے کر مولانا سرفراز خان رحمۃ اللہ علیہ تک۔

مجھے پوری امت متفق نظر آتی ہے کہ حضور ﷺ کے بعد جو نبوت کا دعویٰ کرے، وہ مسلمان نہیں۔میں اپنے مؤقف پر کوئی لچک اختیار کروں تو مجھے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ روکتے ہیں: ”مَنْ طَلَبَ مِنْهُ عَلَامَةً فَقَدْ كَفَرَ“

(الخیرات الحسان: ص۱۱۹، بحوالہ عقود الجمان: ص۲۷۶)

خبردار! کہ جھوٹے مدعی نبوت کے متعلق سوچ لیا جائے توڑ کی بات نہ کی جائے جوڑ کی بات کی جائے۔فرمایا: جوڑ کا سوچنے والو! ایمان جاتا رہا۔میری درخواست سمجھ رہے

ہو؟ میں اللہ کی ذات کو گواہ بنا کر کہتا ہوں، میں کسی کے لئے گنجائش پیدا نہیں کر رہا۔ میں اس مسئلے کی ثقاہت آپ کے قلب وجگر میں بٹھانا چاہتا ہوں کہ جو حضور ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرے، امت میں ان کے لئے کوئی گنجائش نہیں۔

☆...... میں قانون شکنی کی بات نہیں کر رہا۔

☆...... میں فتنے فساد کی بات نہیں کر رہا۔

☆...... میں لڑائی جھگڑے کی بات نہیں کر رہا۔

تم میرے بھائی ہو۔ میرے سامنے میرا چھوٹا بیٹا ہوتا جو سب سے زیادہ میری محبتوں کا مرکز ہے۔ جو مجھے گفتگو اس کے سامنے کرنی چاہئے، میں وہی آپ کے سامنے کر رہا ہوں۔ اس پر میں اللہ کی ذات کو گواہ بناتا ہوں۔ جو کچھ میری زبان پر آئے، بالکل وہی جذبات آپ دوستوں کے متعلق میرے دل کے اندر ہیں۔ حضور سرور کائنات ﷺ کی ختم نبوت کے مسئلہ پر سمجھوتہ نہیں۔ کہو......؟ سمجھوتہ نہیں۔ خدا کی قسم! نہیں۔ بالکل نہیں۔ یہی سیدنا صدیق اکبرؓ سے لے کر اس وقت تک امت کا مؤقف ہے۔ اب آپ کہیں کہ امت نے یہ مؤقف کیوں اختیار کیا؟ میں اس مرحلے پر آپ دوستوں سے درخواست کرتا ہوں کہ ایک شخص حضور ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرے۔ اس پر جو تم اتنی سختی اور اتنی شدت اختیار کرتے ہو:

☆...... اس پر کوئی سمجھوتہ نہیں۔

☆...... اس پر کوئی مصلحت نہیں۔

☆...... اس پر کوئی جوڑ نہیں۔

☆...... اس پر کوئی ایگری منٹ نہیں۔

☆...... کوئی چانس، کچھ نہیں۔

کیوں؟۔ چلیں آئیں، کیوں پر بحث کرتے ہیں۔ میں درخواست کرتا ہوں کہ حضور ﷺ کے بعد کوئی شخص نبوت کا دعویٰ کرے۔ سمجھے بھی ہو؟ میں نے پوچھا کہ مولانا گھمن صاحب کہاں ہیں؟ انہوں نے کہا: نماز پڑھ رہے ہیں۔ میں نے کہا: نماز پڑھ رہے ہیں، اس سے یہ مسئلے ثابت ہوئے۔ اب آپ پھر اسی مثال پر آ جائیں۔ ایک شخص کہے

حضور ﷺ کے بعد میں نبی ہوں۔قبلہ!

☆...... اگر یہ نبی ہے تو پھر اس پر وحی بھی آنی چاہئے۔

☆...... اگر یہ نبی ہے تو اس کے دیکھنے والے صحابہ ہوں گے۔

☆...... اگر یہ شخص نبی ہے تو اس کی بیوی ام المومنین ہوگی۔

☆...... اگر یہ شخص نبی ہے تو اس کا خاندان اہل بیت ہوگا۔

☆...... اگر یہ شخص نبی ہے جو اس کو نہیں مانے گا، وہ کافر ہو جائے گا۔

☆...... اگر یہ شخص نبی ہے جو اس کو نہیں مانے گا، وہ جہنم میں جائے گا۔

☆...... اگر یہ شخص نبی ہے تو پھر اس کو معجزہ بھی ملنا چاہئے۔

☆...... اگر یہ شخص نبی ہے تو اسے معراج بھی ہونی چاہئے۔

☆...... اگر یہ شخص نبی ہے تو وحی نبوت بھی آنی چاہئے۔

میری بات سمجھے ہو؟ حضور ﷺ کے بعد کوئی شخص اگر نبوت کا دعویٰ کرتا ہے تو سمجھیں اس کے دعویٰ نبوت کرنے سے کتنی کتنی باتوں کو ماننا لازم آئے گا۔ جو میرے خیال میں ان مثالوں سے درگزر کرے، اس کو چھوڑ کر بالکل مجھے آ جانا چاہئے حقائق پر، مثالیں نہیں۔

☆...... تفہیم کے لئے تمثیل۔

☆...... تمثیل کے لئے تسہیل۔

قادیانیت کا کفر تمام کافروں کے کفر سے سنگین تر

اب میں ان تمام تر چیزوں کو چھوڑ کر آتا ہوں اس امر پر کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے کیا نبوت کا دعویٰ۔ اس کی صراحت کے ساتھ عبارت موجود ہے کہ: ’’سچا خدا وہ ہے جس نے قادیان میں اپنا سچا رسول بھیجا۔‘‘ (دافع البلاء ص ۱۱، خزائن ۱۸، ص ۲۳۱)

صراحت کے ساتھ مرزا غلام احمد قادیانی کی یہ عبارت بھی موجود ہے کہ:

’’میں رسول بھی ہوں اور نبی بھی۔‘‘ (ملفوظات ج ۵، ص ۴۴۷)

وہاں کہا: میں رسول ہوں اور یہاں کہا: نبی و رسول ہوں۔ نبوت اور رسالت کا

دعویٰ کیا۔ پھر تو اسے وحی بھی آنی چاہئے۔ مرزا نے کہا: ہاں مجھے وحی آئی۔ صرف یہ نہیں کہ وحی آئی۔ کہتا ہے کہ: ”جاء نی ایل“ میرے پاس آیل آیا۔

کہتا ہے کہ: ”آیل کا دوسرا معنی جبرائیل ہے۔ میرے پاس اور کوئی فرشتہ وحی لے کر نہیں آیا۔ جو فرشتہ نبیوں کے پاس وحی لے کر آتا تھا، وہی جبرائیل میرے پاس وحی لے کر آتے تھے۔“ (حقیقت الوحی ص۱۰۳، خزائن ج۲۲، ص۱۰۶)

اور میری وحی کہتا ہے ”ھم چوں قرآں منزہ اش دانم“ کہ میں اپنی وحی کو قرآن کی طرح تمام خطاؤں سے پاک وصاف سمجھتا ہوں۔

(نزول المسیح ص۹۹، خزائن ج۱۸، ص۴۷۷)

☆...... حضور ﷺ کے بعد دعویٰ نبوت کرنا یہ مستقل کفر۔
☆...... حضور ﷺ کے بعد وحی نبوت کو جاری سمجھنا یہ مستقل کفر۔
☆...... حضور ﷺ کے بعد جو یہ کہے کہ مجھے وحی ہوئی یہ مستقل کفر۔
☆...... پھر اپنی وحی کو قرآن کے برابر قرار دینا یہ ایک اور مستقل کفر۔

مجھے ترس آتا ہے ان لوگوں پر۔ میرا دل کرتا ہے ان لوگوں کے فہم پر ماتم کرنے کو، جو کہتے ہیں کہ فلاں بارہ وجہ سے کافر اور قادیانی ایک وجہ سے کافر۔ اس جاہل آدمی کو پتہ ہی نہیں قادیانیت کی ”قاف“ کا بھی۔ تم اس کو بارہ دفعہ نہیں، کروڑ دفعہ کافر کہو۔ تم جانو تمہارا کام جانے۔ لیکن وہ بارہ وجہ سے کافر۔ قادیانیت صرف ایک وجہ سے نہیں، قادیانیوں کو ایک وجہ کہہ کے تم قادیانیوں کے کفر کو کیوں ہلکا کرتے ہو؟ تم نے کب سے قادیانیت کی وکالت کا منصب سنبھال لیا؟ ایسی گفتگو کیوں کرتے ہو جس سے کفر بواح قادیانیت کو تقویت پہنچے۔ تم دیوبندیت کے نام پر ایک کلنک کا ٹیکا ہو۔ کوئی دیوبندی نہیں ہو۔ دیوبندیت تو وہ سہ رخی تلوار تھی، جدھر کا رخ ہوتا ہے، ادھر کفر کٹتا ہے۔ تم اپنی گفتگو سے کفر بواح قادیانیت کو تقویت دیتے ہو اور میں اس کے اوپر شدت اختیار کرتا ہوں تو مجھے دیوانہ کہتے ہیں۔ دیوانہ نہیں، مجھے قابل گردن زدنی بھی قرار دے دو۔ رب محمد کی قسم! اس مسئلے پر میں کبھی بھی مرتے دم تک کسی کے ساتھ کوئی سمجھوتہ نہیں کر سکتا اور مجھے اتنی بات کافی ہے کہ مجھے جہاں سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ، شیخ بنوری رحمۃ اللہ علیہ، مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ، مولانا خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ کھڑا کر کے گئے

تھے۔ میں الحمدللہ! آج بھی وہیں کھڑا ہوں۔ کوئی لچک نہیں میرے مؤقف میں۔ بالکل اس مؤقف پر کھڑا ہوں کہ حضور ﷺ کے بعد جو شخص نبوت کا دعویٰ کرے، اس کے متعلق سمجھوتہ نہیں ہوسکتا۔

ایک دوست مجھے کہنے لگا: مولوی صاحب! تم اس مسئلے کے لئے فلاں طبقے کو ساتھ ملا لیتے ہو۔ اگر عظمت صحابہؓ کے لئے ہم قادیانیوں کو ساتھ ملا لیں تو گنجائش ہے۔ میں نے کہا: امت میں آج تک کسی نے ملایا ہے تو گنجائش ہے۔ اگر کسی نے نہیں ملایا تو تم ارادہ کرو گے تو بے ایمان ہو جاؤ گے۔ کوئی ہے اس کی مثال؟ آج تک امت نے کبھی قادیانیوں کو ملایا ہو؟ تمہارے اندر یہ سوچ کہاں سے پیدا ہوئی؟۔ مجھے تو رونا ہے صرف اس بات کا کہ جہاں پانی بہہ رہا ہے اس سوراخ کو بند کرو۔ یہ جو چوہے نے زمین کھود کھود کر پانی کے نکلنے کا راستہ بنا دیا ہے، اس کو بند کرو۔ ورنہ مجھے پورے اسلام کی عمارت گرتی ہوئی نظر آتی ہے۔ اس کے اندر دراڑیں پڑتی نظر آ رہی ہیں۔ تم میرے الفاظ کی تلخی کو دیکھتے ہو۔ ان مسائل نے جو نفرت کی بھٹی دل ودماغ کے اندر جلا رکھی ہے، ان کی طرف آپ کی توجہ نہیں۔ محمد عربی ﷺ کے بعد کوئی نبوت کا دعویٰ کرے، سمجھوتہ نہیں۔ بولو تو سہی شریفو! محمد عربی ﷺ کے بعد کوئی نبوت کا دعویٰ کرے؟...... سمجھوتہ نہیں۔

رب محمد ﷺ کی قسم! یہی سیدنا صدیق اکبرؓ کا پیغام ہے اور مجھے خوشی ہے کہ میں الحمدللہ! سنت صدیقیؓ پر عمل کر رہا ہوں۔ بالکل سنت صدیقیؓ پر عمل کر رہا ہوں۔ ہاں! جن کے متعلق تمہارا مؤقف ہے، وہ کافر ہیں۔ خدا کی قسم! میں نہ تمہارے فتوے کے ساتھ ہوں، نہ تمہارے مسلک کے ساتھ ہوں۔ میں تو ۱۰۰ فیصد آپ کے طرز عمل کے خلاف ہوں۔ لیکن کوئی ڈھنگ کی بات تو کہو۔ میرا تو صرف رونا یہ ہے کہ کسی کی تردید کرتے ہوئے کوئی ایسا احمقانہ جملہ نہ کہو کہ کسی کے کفر کو تقویت پہنچے۔ کیا یہ بات میری ناجائز ہے، صحیح ہے؟ اگر تمہاری کھوپڑی کام نہیں کرتی تو پھر مجھے احتجاج کا حق دو۔ تمہاری کھوپڑی کام نہیں کرتی اور تم مجھے کہو کہ میں تمہارے ساتھ پاگل ہو جاؤں۔ میں تم سے معافی چاہتا ہوں۔ یہ خدمت میں نہیں سرانجام دے سکتا۔ اگر یہ اعتراض ہے تو اللہ آپ کو مبارک کرے، میں اس سے محروم ہی اچھا ہوں۔

مرزا قادیانی کائنات کا بہت بڑا دجال اور کذاب

او بندگان خدا!

☆...... مرزا قادیانی ملعون نے نبوت کا دعویٰ کیا۔

☆...... صرف نبوت کا دعویٰ نہیں بلکہ وحی نبوت کو جاری مانا۔

☆...... صرف وحی نبوت کا دعوی نہیں بلکہ اپنی وحی کو قرآن کے برابر قرار دیا۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے یہ کہا کہ: ''اللہ نے مجھے اتنے معجزے دیئے ہیں کہ اگر وہ ہزار آدمی پر تقسیم کئے جائیں تو اس سے ان کی نبوت ثابت ہوسکتی ہے۔''

(چشمہ معرفت ص ۳۱۷، خزائن ج ۲۳، ۳۳۲)

دوسری جگہ اس ملعون قادیان نے کہا کہ: ''محمد عربی ﷺ کے معجزے تین ہزار تھے۔'' (تحفہ گولڑویہ ص ۶۷، خزائن ج ۱۷، ص ۱۵۳)

مرزا قادیانی نے کہا کہ: ''میرے معجزے دس لاکھ سے بھی زیادہ ہیں۔''

(براہین حصہ پنجم ص ۵۶، خزائن ج ۲۱، ص ۷۲)

کہتا ہے کہ: ''میرے دیکھنے والے صحابہ ہیں'' (سیرۃ المہدی ج ۳، ص ۱۲۸)

مرزا قادیانی کی جماعت نے کہا کہ: ''ابوبکرؓ و عمرؓ کیا تھے۔ وہ تو غلام احمد کی جوتی کے تسمے کھولنے کے لائق نہیں تھے۔'' (المہدی نمبر ۲، ۳، ص ۵۷)

☆...... اس ملعون نے سیدنا حسینؓ کو گوہ کا ڈھیر قرار دیا۔

(اعجاز احمدی ص ۸۲، خزائن ج ۱۹، ص ۱۹۴)

☆...... اس ملعون نے اپنی بیوی کو خدیجۃ الکبریٰؓ کے برابر قرار دیا۔

(ملفوظات جدید، ج ۱، ص ۵۵۵)

☆...... اس ملعون نے اپنی بیوی کو ام المؤمنین کہا۔

(ملفوظات جدید، ج ۱، ص ۵۵۵)

☆...... اس ملعون نے خود کو زندہ علی اور سیدنا علیؓ کو مردہ علی کہا۔

(ملفوظات جدید، ج ۱، ص ۴۰۰)

اس ملعون نے کہا کہ:’’آسمانوں سے کئی تخت اترے۔ پر میرا تخت سب سے اوپر بچھایا گیا‘‘ (تذکرہ:ص۳۳۹ طبع چہارم)

اس ملعون نے کہا کہ: میں محمد عربی ﷺ سے بھی افضل واعلیٰ شخص ہوں۔ جو مجھے نہیں مانتا وہ کافر۔ (الفضل قادیان ج۱۰، نمبر۵، ص مورخہ ۱۷ر جولائی ۱۹۲۲ء)

اس ملعون نے کہا کہ:’’جو مجھے نہیں مانتا وہ جہنم میں جائے گا۔‘‘

(تذکرہ:ص۲۸۰، طبع چہارم)

مسیلمہ کذاب سے لے کر کذاب قادیان تک تمام جھوٹے مدعیان نبوت کا کفر ایک پلڑے میں رکھا جائے، اکیلے مرزے کا کفر دوسرے پلڑے میں رکھا جائے تو اس کا کفر اتنا وزنی ہے کہ اس کا پلڑا جھک جائے گا۔ پورے جھوٹے مدعیان نبوت کے کفر کا معجون تیار کیا جائے تو ان سب کے اندر جو جوہر اعظم تھا وہ مرزا غلام احمد قادیانی کا کفر تھا۔ میں جب یہاں پہنچا ہوں، تو ڈھونڈتی ہے میری نظر مولانا سید انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کو جنہوں نے فرمایا کہ:

’’مرزا قادیانی کا کفر فرعون اور ہامان کے کفر سے بھی بڑھا ہوا ہے۔‘‘ ابلیس نے سیدنا آدم علیہ السلام کی اتنی مخالفت نہیں کی۔ معاف کرنا ابوجہل نے حضور ﷺ کی شاید اتنی مخالفت نہیں کی ہوگی جتنی یہ ملعون قادیان محمد عربی ﷺ کی مخالفت کرتا ہے۔

اب آپ حضرات ایک سوال کریں۔ آپ نے کہا ایسی گفتگو تو نہیں کرنی چاہئے جس میں کسی کفر کو فائدہ پہنچے۔ آپ جب کہتے ہیں کہ مرزے کا کفر ابلیس کے کفر سے بڑھا ہوا ہے تو آپ نے تو ابلیس کے کفر کو ہلکا کر دیا۔ آپ کہتے ہیں مرزے کا کفر ابوجہل سے بڑھا ہوا ہے تو آپ نے تو ابوجہل کے کفر کو ہلکا کر دیا۔ آپ کریں نا! میرے اوپر اعتراض کہ اس کا کفر فرعون سے بڑا تھا۔ تم نے تو فرعون کے کفر کو ہلکا کر دیا۔

☆...... آج دنیا میں کوئی فرعون کی پارٹی نہیں۔

☆...... آج دنیا میں فرعون کا کوئی پیروکار نہیں۔

☆...... آج دنیا میں فرعون کی کوئی جماعت کا نہیں۔

کہ میری گفتگو سے اس کے کفر کو فائدہ پہنچے۔ میں نے تو:

☆...... فرعون کا ذکر اس لئے کیا۔

☆...... شیطان کا ذکر اس لئے کیا۔

کہ ساری دنیا میں متفقہ طور پر فرعون اور شیطان کا کفر مسلم ہے۔ان کے اس مسلمہ کفر کی بنیاد پر میں نے مرزے قادیانی کے کفر کو پکا کرنا چاہا ہے۔میں نے ان کو فائدہ نہیں پہنچانا چاہا۔سمجھے ہو؟۔اگر آج واقعتاً دنیا کے اندر:

☆...... کوئی ابوجہل کی پارٹی موجود ہوتی۔

☆...... کوئی فرعون کا گروہ موجود ہوتا۔

تو پھر مجھے یہ گفتگو کرنے کی اجازت نہیں تھی کہ میں ایسی گفتگو کروں کہ جس سے ایک کفر کو فائدہ پہنچے۔میری بات سمجھ رہے ہو؟ میرے الفاظ کی تلخی کی طرف نہ جاؤ۔جس نقطہ نظر سے میں آپ دوستوں کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں، خدا کے لئے اس کی روح کو سمجھنے کی کوشش کرو۔میری دیوانگی پر نہ جاؤ۔میں جس درد کے ساتھ جہاں سے بول رہا ہوں، آپ اس کی طرف توجہ فرمائیں۔آپ دوست امت کا واحد سہارا رہ گئے ہیں۔پوری دنیا کے کفر نے آج امت مسلمہ کو تر نوالہ سمجھ کر نگلنے کا پلان کیا ہوا ہے۔آپ واحد طبقہ ہیں جو اس امت کو کفر کی اس گرداب سے نکال سکتے ہیں۔میں تو آپ کو امت کا ہونہار سمجھ کر آپ سے یہ گفتگو کر رہا ہوں۔اس توقع کے ساتھ کہ خدا کرے یہ کاز بھی بچ جائے۔دعا کرو یہ بچ جائے اور ضرور بچے گا (ان شاءاللہ) ساری دنیا بھی اس کے خلاف ہو جائے۔میرا اللہ ان کے بدلے میں ایسے لوگوں کو لائے گا ان شاءاللہ! کہ اس مسئلے پر قیامت کی صبح تک غبار نہیں آئے گی۔ان شاءاللہ! اس لئے کہ مجھے تو تاریخ بتاتی ہے کہ سیدنا صدیق اکبرؓ سے لے کر خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ تک امت کے سب سے بہتر طبقے اور خیار امت نے اپنے وقت کے قطب، ابدال لوگوں نے اس مسئلے کی باگ ڈور سنبھالی ہے۔کیا اللہ تعالیٰ ان کی محنت کو ضائع کر دے گا؟ بخدا نہیں۔کہہ دو: نہیں!

☆...... مرزے قادیانی کا نبوت کا دعویٰ۔

☆...... لاکھوں کی تعداد میں معجزات کا دعویٰ۔

☆...... اپنے نہ ماننے والوں کو کافر لکھنا۔

☆...... اپنے نہ ماننے والوں کو جہنمی کہنا۔
☆...... اپنے دیکھنے والوں کو صحابہ کہنا۔
☆...... اپنی بیوی کو ام المؤمنین کہنا۔
☆...... اپنی وحی کو قرآن کے برابر کہنا۔
☆...... اپنے معجزات کو محمد عربی ﷺ کے معجزات سے زیادہ کہنا۔

یہ موٹے موٹے چند کفریات ہیں جو اس وقت میں نے آپ حضرات کے سامنے رکھے۔ ورنہ واقعہ یہ ہے کہ رب محمد ﷺ کی قسم! قادیانی کوئی ایسی عبارت کے چار صفحے پیش نہیں کر سکتے جو کفر سے خالی ہوں۔ اتنا بڑا ملعون، ملعون زمانہ۔

ایک قادیانی کا سوال اور اس کا جواب لا جواب

برادران! ایک قادیانی کے ساتھ میری گفتگو ہو رہی تھی۔ گفتگو کے دوران وہ شکست کھا گیا۔ شکست کھانے کے بعد ایک حربہ استعمال کیا۔

☆...... جب اس کی بولو رام ہوگئی۔
☆...... جب اس کی سٹی گم ہوگئی۔
☆...... جب اس کے چھکے چھوٹ گئے۔
☆...... ”فَبُهِتَ الَّذِىْ كَفَرَ“ ترجمہ پٹھانوں والا۔

جب وہ شکست کھا گیا، اس نے دیکھا بات نہیں بنتی۔ کہنے لگا اچھا مولوی صاحب! اور کچھ نہیں تو کم از کم اتنا تو مان لو کہ ہماری تعداد بہت ہے۔ اب میں کہوں تعداد بہت ہے۔ میں نے فریق مخالف کا مؤقف مان لیا اور فریق مخالف کا مؤقف ماننا تو مناظرے میں شکست ہوتی ہے۔ میں کہوں: نہیں، تو اس نے پروپیگنڈا کرنا ہے کہ ہم اتنے، تم مانتے نہیں ہو۔ اس نے سوال بھی ایسا کیا کہ آج تک ایسا کبھی مناظرے میں سوال ہی نہیں ہوا۔ بالکل نئی بات۔ لیکن قدرت نے رہنمائی کی۔ میں نے اسے کہا: میاں! میرا مؤقف یہ ہے کہ پوری دنیا میں ایک آدمی بھی ایسا نہیں جو مرزے قادیانی کے تمام تر دعوؤں کو صحیح سمجھ کر عمل بھی کرتا ہو۔ میں تو کہتا ہوں کہ من کل الوجوہ مرزے کو ماننے والا ایک آدمی

بھی نہیں ہے۔اب اس نے شور کیا۔کہا کہ کیا کرتے ہیں؟ میں، میری ماں، میرا باپ، میری بہن اور میرا خاندان سب اسے مانتے ہیں۔تیز تیز بولتا گیا۔میں نے کہا: تیز بولنے سے مؤقف نہیں بدلا کرتے۔میں اپنے مؤقف پر اب بھی قائم ہوں۔میرا دعویٰ یہ ہے کہ پوری دنیا میں ایک آدمی بھی ایسا نہیں جو مرزے کو اس کے دعوؤں میں سچا سمجھ کر اس پر عمل بھی کرتا ہو۔اس نے کہا ''میں ہوں۔'' میں نے کہا: تم بھی نہیں۔کہتا ہے خدا کی قسم! ہوں۔میں نے کہا: خدا کی قسم! تم بھی نہیں۔اب قسم کے مقابلے میں قسم۔کہا کیا کرتے ہو؟۔میں نے کہا: تم کیا کرتے ہو؟۔کہتا ہے: ''میں ہوں''۔میں نے کہا: بالکل نہیں ہو سکتا۔کہتا ہے: ''میں ہوں''۔میں نے کہا: ٹھہر جا۔مرزا قادیانی کے سارے دعوؤں کو مانتے ہو؟۔کہتا ہے: ''جی''۔میں نے کہا: عمل بھی کرتے ہو؟ کہتا ہے: ''جی''۔میں نے کہا مرزا قادیانی کہتا ہے کہ:

''من گفتم که من حجر اسودم'' ﴿کہ میں حجر اسود ہوں﴾

(تذکرہ: ص۲۹، طبع چہارم)

کہنے لگا: مرزا حجر اسود تھا۔میں نے کہا: کیا کہہ رہے ہو؟۔کہتا ہے وہ حجر اسود تھا۔
میں نے کہا: تمہیں پتا ہے کہ حجر اسود کے سنٹر کو چوما جاتا ہے۔تو کس کس نے اس پر عمل کیا؟
اب وہ کبھی ادھر کو دیکھے، کبھی ادھر کو۔میں نے کہا اور چوما بھی سامنے سے جاتا ہے، پشت سے نہیں۔

غیروں سے کہا تم نے غیروں سے سنا تم نے
کچھ ہم سے کہا ہوتا کچھ ہم سے سنا ہوتا

برادران! میں درخواست کرتا ہوں کہ گرگٹ دن میں اتنے رنگ نہیں بدلتا، جتنا مرزا غلام احمد قادیانی الٹے پلٹے روزانہ دعوے کیا کرتا تھا۔

''وما علینا الا البلاغ المبین''

حیات مسیح علیہ السلام......حصہ دوم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَسَلامٌ عَلٰی سَیِّدِ الرُّسُلِ وَخَاتَمِ الْاَنْبِیَاءِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہِ الَّذِیْنَ ھُمْ خُلاصَۃُ الْعَرَبِ الْعَرْبَاءِ وَخَیْرُ الْخَلائِقِ بَعْدَ الْاَنْبِیَاءِ. اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ.

و قال اللہ تعالیٰ: اِنَّ مَثَلَ عِیْسٰی عِنْدَ اللّٰہِ کَمَثَلِ آدَمَ خَلَقَهُ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهُ کُنْ فَیَکُوْنُ. (آل عمران: ۵۹)

قال النبی ﷺ: اَنَا اَوْلَی النَّاسِ بِعِیْسٰی ابْنِ مَرْیَمَ لِاَنَّهُ لَمْ یَکُنْ بَیْنِیْ وَبَیْنَهُ نَبِیٌّ وَاِنَّهُ نَازِلٌ. (مسند احمد ج ۲ ص ۴۳۷)

وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لِعَلِیٍّ اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُّوْسٰی اِلَّا اَنَّهُ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ" (مسلم ج ۲، ص ۲۷۸)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَ مَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا وَ مَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَسَلِّمْ وَ صَلِّ کَذٰلِکَ عَلٰی جَمِیْعِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلَی الْمَلائِکَةِ الْمُقَرَّبِیْنَ وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ اَجْمَعِیْنَ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ.

تمہید

میرے واجب الاحترام دوستو! میں درخواست کرتا ہوں آپ حضرات سے کہ بہت سارے بے دین فتنے ایسے ہیں جن میں حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی حیات طیبہ کے مسئلے پر امت مسلمہ کے ساتھ متصادم ہیں۔ان بے دین فتنوں میں سے یا بد دین فتنوں میں سے ایک فتنہ مثلاً سب سے پہلے یہود ہیں، جو یہ کہتے تھے کہ:

"اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِیْحَ عِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ" (النساء:۱۵۷)

﴿بلاشبہ ہم نے قتل کیا مسیح عیسیٰ ابن مریم کو۔﴾

امت مسلمہ کے ساتھ بے دین فتنوں کا تصادم

سب سے پہلے حضرت سیدنا مسیح علیہ السلام کی حیات کا انکار دنیا میں یہود نے کیا تھا۔ اس کے بعد پھر ملحدین اور زندیق لوگ ہمیشہ اس کا انکار کرتے رہے۔ ہمارے برصغیر پاک و ہند میں ایک غلام احمد پرویز تھا۔ اس نے بھی سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کا انکار کیا اور دوسرا مرزا غلام احمد قادیانی تھا۔ اس نے بھی سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کے مسئلے کا انکار کیا۔ اس کے بعد تو سرسید احمد اور بہت سارے لوگوں نے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کا انکار کیا۔ ابھی کل کی بات ہے، کراچی میں ایک عثمانی طبقہ ہے۔ وہ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کے مسئلے کو نہیں مانتے اور آپ لوگوں کے بالکل جوار میں مخدوم رشید ہے، وہاں پر ایک مولانا تھے۔ وہ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد تھے لیکن اللہ تعالیٰ کی شان بے نیازی کہ انہوں نے بھی سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کے مسئلے کا انکار کیا۔ اگرچہ وہ دیوبند کے فاضل تھے۔ ابوالخیر اسدی کے طبقہ کے لوگ آج بھی یہاں قرب و جوار میں کوٹ ادو میں ہیں تو ان کی جماعت کثیر ہے۔

حیات مسیح کے انکار سے مرزا قادیانی کی غرض

غرض سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کا مسئلہ یہ بہت سارے لوگوں کے لئے مشکل کا باعث بنا ہوا ہے۔ باقی جو لوگ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کا انکار کرتے ہیں، وہ ان کی بدنصیبی اور محروم القسمتی، قرآن مجید کی نصوص قطعیہ کے انکار کی نحوست، وہ ان کے جرم اپنی جگہ۔ لیکن اس حوالے سے کہ ان کی اس کے ساتھ کوئی ذاتی غرض وابستہ ہو، کوئی ان کی غرض وابستہ نہیں، سوائے مرزا قادیانی کے کہ عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کے مسئلے کے انکار میں تمام منکرین حیات مسیح میں سے مرزا غلام احمد قادیانی ایک ایسا ملعون تھا کہ اس کو اس انکار کے ساتھ ایک غرض وابستہ تھی۔ ذاتی خودغرضی بھی اس کے ساتھ وابستہ تھی اور وہ ذاتی خودغرضی اس کی یہ تھی کہ یہ خود سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کا انکار کر کے خود مسیح ہونے کا دعویدار تھا کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے چونکہ آنا تھا، وہ فوت ہو گئے تو ان کی جگہ میں آ گیا۔ اس طرح تاویل کی قینچی چلا کر اس نے دین کے ٹکڑے کیے۔ جتنے ٹکڑے کر سکتا تھا، اس بدنصیب غلام احمد

قادیانی نے وہ کئے۔ دین کے ٹکڑے بھی کئے اور اس کی اپنی خودغرضی بھی وابستہ تھی کہ اس نے مسیح ہونے کا دعویٰ کیا۔ اللہ رب العزت توفیق عطاء فرمائیں۔ خدا کرے مجھے وقت مل سکے ایک آدھ اور پیریڈ پڑھانے کا تو میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوں۔ بہت ساری جو باقی اس کی تفصیل ہے، وہ آپ حضرات کے سامنے پیش کر کے بات کو کسی نتیجہ پر پہنچائیں گے۔

بھائیو! آج کی مجلس میں خیال میرا یہ تھا ساڑھے ۳ بجے تک حاضر ہو جاؤں گا اور میں دفتر سے بھی نکلا اسی پروگرام کو سامنے رکھ کر۔ لیکن راستے میں کسی مسئلہ کی بناء پر میں تاخیر کا شکار ہو گیا۔ غرض اب بغیر کسی تمہید کے میں سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی حیات طیبہ اور ان کی والدہ کا تعارف کراؤں۔ جب تک یہ پوری چیزیں آپ حضرات کے ذہن میں فٹ نہیں ہوں گی، آپ کو حیات مسیح علیہ السلام سمجھنے میں دقت پیش آئے گی۔ گراؤنڈ آج تیار کر دیتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کو منظور ہے تو کل دیوار بھی کھڑی کر دیں گے۔ چھت آپ حضرات خود ڈال لینا۔

آدم علیہ السلام و مسیح علیہ السلام کے مابین وجوہ مماثلت

میرے بھائیو! اس وضاحت اور صراحت کے بعد میری آپ حضرات سے درخواست ہے کہ پہلے تو یہ سمجھیں۔ قرآن نے کہا:

”إِنَّ مَثَلَ عِيسَى عِندَ اللّٰهِ كَمَثَلِ آدَمَ“ (آل عمران: ۵۹)

﴿اللہ کے ہاں عیسیٰ علیہ السلام کی مثال آدم علیہ السلام جیسی ہے۔﴾

☆...... حضرت آدم علیہ السلام بھی بغیر ماں باپ کے پیدا ہوئے۔

☆...... حضرت مسیح علیہ السلام بھی بغیر باپ کے پیدا ہوئے۔

قرآن نے کہا: ”إِنَّ مَثَلَ عِيسَى عِندَ اللّٰهِ كَمَثَلِ آدَمَ“

☆...... حضرت آدم علیہ السلام کی پسلی سے فقط عورت، مائی حواء پیدا ہوئیں۔

☆...... ادھر مائی مریم سے فقط سیدنا عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے۔

قرآن نے کہا: ”إِنَّ مَثَلَ عِيسَى عِندَ اللّٰهِ كَمَثَلِ آدَمَ“

☆...... سیدنا آدم علیہ السلام آسمانوں سے زمین پر تشریف لائے۔

☆ ...... سیدنا مسیح علیہ السلام زمین سے آسمانوں پر تشریف لے گئے۔

قرآن نے کہا:''إِنَّ مَثَلَ عِيسَى عِندَ اللّٰهِ كَمَثَلِ آدَمَ''

میں نے آج کی مجلس میں سیدنا عیسیٰ علیہ السلام، سیدنا آدم علیہ السلام کی تین وجہ تمثیل بیان کیں۔وہ کہانا! مثل عیسیٰ۔تو میں نے تین چیزیں یہاں بیان کیں۔چوتھی عرض کئے دیتا ہوں اس کی تھوڑی سی تفصیل ہے اور وہ مماثلت چوتھی۔

قرآن نے کہا:''إِنَّ مَثَلَ عِيسَى عِندَ اللّٰهِ كَمَثَلِ آدَمَ''

محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دائرہ نبوت کا مرکزی نقطہ

اگر آپ میں سے کوئی دوست دائرہ بنانا چاہے تو اس کو پہلے لازم ہوگا،سب سے پہلے پرکار کے ایک حصہ کو مرکزی نقطہ پر رکھیں۔مرکزی نقطہ کا انتخاب، پرکار کو اس مرکزی نقطہ پر ٹکائیں۔پھر اس کو گھمائیں۔جب پورا چکر کاٹنے کے بعد دائرے کے پہلے سرے کے ساتھ دائرے کا دوسرا سرا مل جائے تو کہتے ہیں کہ دائرہ مکمل ہوگیا۔دائرہ نبوت کا پہلا سرا حضرت سیدنا آدم علیہ السلام ہیں۔دائرے کا دوسرا سرا حضرت سیدنا مسیح علیہ السلام ہیں۔وہ بھی ایک سرا اور یہ بھی ایک سرا۔لو یہ چوتھی وجہ مماثلت ہوئی۔رب کریم کا یہ کہنا:

''إِنَّ مَثَلَ عِيسَى عِندَ اللّٰهِ كَمَثَلِ آدَمَ''

بھائیو! وہ دائرہ کا ایک سرا تھے اور یہ دوسرا۔اب آپ دوستوں میں سے کوئی مجھ سے یہ سوال کرے کہ دائرے کے پہلے سرے اور دوسرے سرے کے جوڑ کے لئے بھی ضروری تھا ایک دوسرے کے ساتھ مماثلت ہو۔جہاں سے وہ شروع ہوا تھا، وہاں پر اختتام پذیر ہو۔بھائیو! اب آپ حضرات کی خدمت میں استدعا کرتا ہوں کہ:

☆ ...... حضرت آدم علیہ السلام بغیر باپ کے۔

☆ ...... حضرت مسیح علیہ السلام بھی بغیر باپ کے۔

☆ ...... ان کی پسلی سے فقط عورت۔

☆ ...... یہ فقط عورت سے۔

☆ ...... وہ اوپر سے نیچے۔

☆ ...... یہ نیچے سے اوپر۔

☆ ...... وہ دائرے کا پہلا سرا۔

☆ ...... یہ دائرے کا دوسرا سرا۔

یہ ساری باتیں اپنی جگہ سہی، لیکن اگر دائرہ نبوت کا پہلا سرا سیدنا آدم علیہ السلام ہیں اور دوسرا سرا سیدنا مسیح علیہ السلام ہیں تو پھر سوال پیدا ہوگا کہ محمد عربی ﷺ؟ اس سے پہلے میں کہتا ہوں، ابتداء میں کہا کہ:

☆ ...... پرکار اس وقت تک چلتی نہیں۔

☆ ...... دائرہ اس وقت تک بنتا نہیں۔

☆ ...... خط اس وقت تک کھنچتا نہیں۔

جب تک مرکزی نقطہ نہ ہو۔ وہ مرکزی نقطہ محمد عربی ﷺ کی ذات ہیں۔ ممکن ہے آپ میں سے کوئی مجھ سے سوال کرے، بات تو پھر خوب کہی۔ لیکن کوئی اس کی سند ہے؟۔

مرکزی نقطہ پر دلائل قطعیہ

بھائیو! میں اس کی ایک کے بجائے تین روایتیں عرض کر دیتا ہوں۔ فرمایا رحمت عالم ﷺ نے: ’’کُنْتُ نَبِیًّا وَآدَمُ بَیْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ‘‘

(مجمع الزوائد، کتاب علامات النبوۃ: ج۸، ص ۲۹۱)

دوسری روایت میں ہے:’’اِنِّیْ عِنْدَاللّٰهِ مَکْتُوْبٌ خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ وَاِنَّ آدَمَ لَمُنْجَدِلٌ فِیْ طِیْنَتِهٖ‘‘ (مشکوٰۃ، باب فضائل النبی ﷺ: ۵۱۳ قدیمی)

اور تیسری روایت میں ہے:’’مَتٰی وَجَبَتْ لَکَ النُّبُوَّةُ قَالَ آدَمُ بَیْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ‘‘ (جامع الترمذی: ج۲، ص ۲۰۲)

حضور ﷺ فرماتے ہیں لوگو! ابھی آدم علیہ السلام روح اور جسم کے مرحلوں کو طے کر رہے تھے۔ ابھی ان کے جسم میں روح نہیں ڈالی گئی تھی۔ میں محمد (ﷺ) اس وقت بھی اللہ کے ہاں نبی تھا۔

یہ ہے سب سے پہلا مرکزی نقطہ۔ اگر مرکزی نقطہ نہ ہو تو میاں! اس سے آپ کو

کوئی اشکال پیدا نہ ہو۔ اس لئے کہ ایک ہے تقرری۔ ایک ہے چارج لینا۔ تقرری سب سے پہلے حضور ﷺ کی ہوئی۔ چارج حضور ﷺ نے سب سے آخر میں لیا۔ جب آپ اس کی یہ توجیہ کریں گے، کوئی دنیا جہاں کا اشکال آپ پر باقی نہیں رہے گا۔ ایک بہادر شیر کی طرح بیچ میدان کے جس طرف آپ رخ کریں گے، تمام بے دینی کے چوہے، لومڑ آپ کی ایک للکار اور دھاڑ سے آپ کا راستہ چھوڑ دیں گے۔ لیکن اس کے لئے شرط یہ ہے کہ اعتماد کلی کے ساتھ آپ مؤقف وہ اختیار کریں جو امت مسلمہ کے چودہ سو سالہ تعامل کے خلاف نہ ہو۔ اگر اس میں سے کوئی آدمی پھنے خان بنے اور امت کے تعامل کو یکسر نظر انداز کر دے، بھلے وہ فضاؤں کے اندر اڑتا رہے لیکن ایک دن بھسم ہو کر نیچے آئے گا اور ایک دن ٹکرائے گا۔ پتہ نہیں ''بای واد'' سب سے پہلے تقرری رحمت عالم ﷺ کی، سب سے آخر میں چارج آپ ﷺ نے لیا۔

مرکزی نقطہ کا وجود پہلے، ظہور بعد میں

بھائیو! آپ نے کبھی اس عنوان پر توجہ دی کہ مرکزی نقطہ کا انتخاب سب سے پہلے ہوتا ہے اور اس کا ظہور سب سے آخر میں ہوا کرتا ہے۔ مرکزی نقطہ کا انتخاب کرو گے، اس کے اوپر پرکار رکھو گے، تب مرکز منتخب ہوگا۔ پرکار رکھنا یہ انتخاب ہے، جب پوری پرکار کو چلایا۔ دائرہ مکمل ہو گیا۔ جس وقت آپ پرکار کو اٹھائیں گے، مرکزی نقطہ کا ظہور سب سے آخر میں ہوگا۔ انتخاب محمد عربی ﷺ کا سب سے پہلے اور ظہور محمد عربی ﷺ کا سب سے آخر میں۔ جب آپ گفتگو کو اس طرح لیں گے، کوئی آپ کے اوپر اشکال نہیں رہے گا۔ پانی کی طرح تمام تر نصوص اور تمام تر جو صریح احادیث ہیں، وہ ساری ایک تابناک آب دار موتی کی طرح ان کی مالا تیار ہوتی جائے گی اور آپ کے گلے میں چمکتے دمکتے ہار کی طرح ایسے فٹ ہو جائیں گی۔ جو دشمن آپ کی طرف میلی نگاہ اٹھائے گا، اس کی آنکھیں تو چندھیا جائیں گی۔ لیکن اس کی یہ جو آب و تاب ہے، اس کے اندر کوئی کمی واقع نہیں ہوگی۔

میرے بھائیو! آپ نے میری گفتگو سنی۔ لیکن آپ نے کبھی اس پر توجہ دی کہ میں نے کیا کہا؟ دیکھیں اگر مرکزی نقطہ ہیں رحمت عالم ﷺ۔ اس کا معنی یہ کہ اگر حضور ﷺ

نہ ہوتے تو کچھ نہ ہوتا۔ مرکزی نقطہ نہ ہو تو پرکار نہیں چلا کرتی۔ مرکزی نقطہ نہ ہو، دائرہ نہیں بنا کرتا۔ مرکزی نقطہ جب قرار دیا، اس کا معنی یہ ہوا: وجہ تخلیق آدم علیہ السلام وہ ذات ہے محمد عربی ﷺ کی۔ اگر اس کی تعبیر یہ نہیں کرتے تو پھر میں آپ کو یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اگر اس نقطہ نظر سے دیکھیں کہ مرکزی نقطہ ہیں محمد عربی ﷺ اور پہلا سرا ہیں حضرت آدم علیہ السلام، دوسرا سرا ہیں حضرت مسیح علیہ السلام۔ بھائیو! میں نے آپ سے کہا یہ کہ اس نقطہ نظر سے دیکھیں تو سیدنا آدم علیہ السلام سے لیکر سیدنا مسیح علیہ السلام تک ایک لاکھ چوبیس ہزار کم وبیش انبیاء علیہ السلام کی نبوت وہ حضور ﷺ کی نبوت کے اردگرد مجھے گھومتی ہوئی نظر آتی ہے۔ مرکزی نقطہ ہیں: محمد عربی ﷺ کی ذات۔ اب قرآن مجید نے یہ کہا:

"إِنَّ مَثَلَ عِيسَى عِندَ اللّٰهِ كَمَثَلِ آدَمَ"

تعارف حضرت مسیح علیہ السلام

عزیز بھائیو! اب آپ توجہ کریں اس امر پر کہ حضرت مسیح علیہ السلام کون ہیں؟

☆ ...... جن کا نام عیسیٰ علیہ السلام بھی ہے۔
☆ ...... جنہیں مسیح علیہ السلام بھی کہتے ہیں۔
☆ ...... جنہیں ابن مریم علیہ السلام بھی کہتے ہیں۔
☆ ...... جنہیں کلمۃ اللہ بھی کہا گیا۔
☆ ...... جنہیں روح اللہ بھی کہا گیا۔
☆ ...... یہ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کون ہیں؟
☆ ...... یہ بغیر باپ کے پیدا ہوئے۔
☆ ...... ان کی والدہ کا نام سیدہ مریم علیہا السلام ہے۔
☆ ...... سیدہ مریم علیہا السلام کے والد کا نام حضرت عمران علیہ السلام تھا۔
☆ ...... سیدہ مریم علیہا السلام کی والدہ کا نام مائی حنہ تھا۔
☆ ...... یہ حضرت حنہ نانی ہے، حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی۔
☆ ...... سیدنا عمران یہ نانا ہیں۔

یہ جو مریم علیہا السلام ہیں ان کے بھائی کا نام حضرت ہارون ہے۔ وہ ہارون جن کے متعلق حضرت مریم علیہا السلام کو قرآن مجید میں کہا گیا:

”یَا اُخْتَ ھَارُوْنَ“ (مریم:۲۸) ﴿اے ہارون کی بہن۔﴾

یہ جو مائی مریم علیہا السلام کو اخت ہارون کہا گیا، اس کے مطابق مریم علیہا السلام کے بھائی کا نام یعنی مسیح علیہ السلام کے ماموں کا نام ہارون تھا۔ اب آپ دیکھیں سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے والد کا نام بھی حضرت عمران علیہ السلام ہے۔ اس لئے ان کو موسیٰ ابن عمران علیہ السلام کہا جاتا ہے۔ حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے ایک بھائی کا نام بھی سیدنا ہارون علیہ السلام تھا۔ لیکن وہ سیدنا ہارون علیہ السلام جن کے متعلق رحمت عالم ﷺ نے فرمایا:

”لِعَلِیٍّ اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَةِ ھَارُوْنَ مِنْ مُّوْسٰی اِلَّا اَنَّهُ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ“ (مسلم ج۲، ص۲۷۸) ﴿تمہیں مجھ سے وہی نسبت ہے جو ہارون (علیہ السلام) کو موسیٰ (علیہ السلام) سے تھی۔ مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوسکتا۔﴾

وہ موسیٰ علیہ السلام جس کے بھائی کا ذکر ہے، مائی مریم علیہا السلام کا وہ بھائی نہیں۔ یہ عمران حضرت موسیٰ علیہ السلام کے والد جو تھے، وہ یہاں مذکور نہیں۔ اس لئے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے والد گرامی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بھائی محترم وہ پانچ، چھ سو سال اس سے بھی زیادہ عرصہ پہلے آئے حضرت سیدنا مسیح علیہ السلام سے۔ پانچ، چھ صدیوں کا فرق ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان۔

☆...... وہ حضرت عمران اور حضرت ہارون اور تھے۔

☆...... یہ حضرت عمران علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام اور ہیں۔

جس طرح آج آپ اور میں اپنے سے پہلے بزرگوں کے نیک ناموں پر اپنی اولاد کے نام رکھ لیتے ہیں۔ اس زمانے میں بھی اچھے لوگوں کے ناموں پر نام رکھا جاتا تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے والد حضرت عمران کے نام کی برکت لینے کے لئے مائی مریم علیہا السلام کے والد کا جو نام رکھا گیا، وہ بھی عمران تھا۔ شخصیتیں دونوں علیحدہ علیحدہ ہیں۔ اسی طرح حضرت ہارون علیہ السلام۔ اب مائی حنہ نے منت مانی کہ خداوند!

”اِنِّیْ نَذَرْتُ لَکَ مَافِیْ بَطْنِیْ مُحَرَّرًا“ (آل عمران: ۳۵)

﴿جو کچھ میرے پیٹ میں ہے میں اسے تیرے گھر کے لئے وقف کروں گی﴾

یہ جو کہا تیرے گھر کے لئے وقف کروں گی۔ وہ گھر کون سا مراد ہے؟ بیت المقدس یا ہیکل سلیمانی؟ ان دونوں میں سے جو مرضی آپ مراد لے لیں۔کوئی اشکال نہیں۔ ہیکل سلیمانی ہو یا بیت المقدس دونوں ایک ہی مقام کے نام ہیں۔ایک ہی چار دیواری میں پس یہ آپ حضرات کی مسجد کے سامنے کا کمرہ، بس اسی طرح سمجھ لیں حضرت سیدنا سلیمان کا ہیکل ہو یا باقی انبیاء کی مسجد۔مائی مریم کی والدہ نے منت مانی خداوند!

میری طرف توجہ رکھیں! میں یہ تو نہیں کہہ سکتا کہ آپ کے لئے آسمانوں سے ستارے توڑ لاؤں لیکن میں درخواست کرتا ہوں کہ جن چیزوں کی طرف آپ کی توجہ دلاؤں گا، یہ زیر بحث نہیں آتیں۔ یہ چیزیں آپ کو کہیں سے نہیں ملیں گی، اس لئے آپ سے استدعا کرتا ہوں مجھ مسکین کی باتوں پر توجہ رکھیں۔آپ کا بھی فائدہ ہے اور میرا بھی۔دین کی بات آپ دوستوں تک پہنچانا، یہ نیکی کا کام ہے۔اس کے صدقے خدا میری نجات کر دے۔

حضرت حنہ کا نذر ماننا

میرے بھائیو! توجہ کرو اس امر پر کہ مائی مریم علیہا السلام کی والدہ نے منت مانی کہ جو کچھ میرے پیٹ میں ہے، تیرے لئے وقف کروں گی۔جب پیدائش ہوئی، بجائے بیٹے کے بیٹی پیدا ہوئی۔انہوں نے کہا: ”وَلَيْسَ الذَّكَرُ كَالْأُنْثٰى“ (آل عمران:٣٦)

خداوند! میں نے تو دل میں خیال کیا تھا مجھے بیٹا ہوگا۔یہ تو بجائے بیٹے کے بیٹی پیدا ہوئی۔اب میں اسے تیرے گھر کی خدمت کے لئے کیسے وقف کروں۔منت یہ تھی جو کچھ میرے پیٹ میں ہے ”مَا فِيْ بَطْنِيْ مُحَرَّرًا“ اسے آزاد کروں گی۔اب مسئلہ پیدا ہوگیا کہ بیٹی کو کیسے وقف کروں۔میرے رب کی طرف سے حکم ہوا ”حنہ“ جو تمہیں حکم تھا جو تم نے منت مانی تھی، آپ اسے پورا کریں۔پورا کرنا آپ کے ذمہ، آپ کی نذر کو قبول کرنا، اسے رنگ لگانا، چمکتے دمکتے ہدایت کا اسے سبب بنانا یہ ہمارے ذمہ ٹھہرا۔آپ کیوں اس پر پریشان ہوتی ہیں۔میاں توجہ کرو! حکم ہوا کہ لے کر چلو نا اس اپنی بیٹی کو تم لے چلو۔آ گے ہم

جانیں اور ہمارا کام جانے۔ وہ دیکھو میاں! سیدہ حنہ نے ڈالا ہے اپنی بیٹی کو اپنی گود میں، اٹھائے لئے پھر رہی ہے۔ گئی ہیں نہ بیت المقدس میں۔ اس وقت بیت المقدس کے متولی، خطیب، مہتمم زمانہ جو کہہ لے۔ وہ دور تھا حضرت سیدنا زکریا علیہ السلام کا اور سیدنا زکریا علیہ السلام اللہ رب العزت کے نبی ہیں۔ ان کے پیچھے ظاہر ہے اگر حضرت زکریا اللہ کے نبی تو اس وقت بیت المقدس میں جتنے لوگ نمازیں پڑھتے تھے، وہ سارے سیدنا زکریا علیہ السلام کے صحابہ تھے۔

حضرت مریم علیہا السلام کی کفالت کون کرے؟

میرے بھائیو! میں آپ دوستوں سے عرض کررہا ہوں:

☆ ...... ماحول بیت المقدس کا۔

☆ ...... زمانہ سیدنا زکریا علیہ السلام کا۔

☆ ...... نمازی تمام کے تمام صحابہ۔

اس ماحول میں سیدہ حنہ، سیدہ مریم علیہا السلام کو لے کر گئی ہیں۔ اس نے وہاں جا کر اپنا مدعا بیان کیا۔ ان میں سے ہر آدمی کی خواہش ہوئی کہ اتنا بڑا ایثار کہ اپنی بیٹی کو اللہ کی راہ میں آزاد کررہی ہیں۔ ہر آدمی کی خواہش کہ چھوٹی معصوم بچی دودھ پینے والی اس کی کفالت میرے ذمہ ٹھہرے۔ ہر آدمی کی خواہش اور جتنے سارے کے سارے مخلص اور اس کے ماننے والے۔

”کُلُّھُمْ سَعُدَاءُ، کُلُّھُمْ عِبَادُ الرَّحْمٰنَ“

میرے بھائیو! ہر ایک کے ہاں مریم علیہا السلام کو ان کی والدہ سیدہ حنہ لے کر گئیں۔ سوال پیدا ہوا، اسے قرآن بیان کرتا ہے:

”اَیُّھُمْ یَکْفُلُ مَرْیَمَ“(آل عمران:۴۴) ﴿کہ مریم کی کفالت کون کرے گا﴾

ہر ایک کی خواہش اور چیز بھی ایسی کہ اسے تقسیم بھی نہیں کیا جا سکتا۔ ”اَیُّھُمْ یَکْفُلُ مَرْیَمَ“ طے کیا ان حضرات نے کہ قرعہ اندازی کرلو۔

عزیز بھائیو! اگر آج میں نے اور آپ نے قرعہ اندازی کرنی ہو، چار نام لکھ کر

ڈبے میں ڈالے۔ پھر اس کو ہلایا۔ کسی کو کہا کہ تم ایک پرچی اٹھادو۔ کہتے ہیں کہ: یہ قرعہ میں کامیاب ہوگیا۔ دس نام لکھے، اسے گھمایا، الیکٹرک کے ذریعے بٹن دبایا۔ پرچی باہر آ گئی، کہتے ہیں: یہ کامیاب ہوگیا۔ آج کل قرعہ اندازی یہ ہے۔ اس زمانے میں قرعہ اندازی کیا ہوئی: ”اِذْ یُلْقُوْنَ اَقْلَامَهُمْ اَیُّهُمْ یَكْفُلُ مَرْیَمَ ۪ وَمَا كُنْتَ لَدَیْهِمْ اِذْ یَخْتَصِمُوْنَ“

(آل عمران: ۴۴)

اے محمد عربی ﷺ! آپ اس وقت ان کے پاس نہیں تھے۔ جب قرعہ اندازی ہو رہی تھی۔ کس بات کی ”اَیُّهُمْ یَكْفُلُ مَرْیَمَ“ لاؤنا اپنی اپنی قلموں کو۔ معاف رکھنا! آپ کی یہ پنسلیں نہیں، وہ اس زمانے کی کانے (سرکنڈے) کی قلم تھی۔ چاقو کے ساتھ تراشا، پھر اس کو دوات میں ڈالا، لکھ لیا۔ لکھتے کیا تھے؟۔ عزیزو! ان قلموں سے لکھتے کیا تھے، یا تورات کو یا حضرت سیدنا زکریا علیہ السلام کی احادیث کو۔ ان قلموں کے ساتھ۔

☆...... ماحول بیت المقدس کا۔

☆...... زمانہ زکریا علیہ السلام کا۔

☆...... جماعت ان کے صحابہ کی۔

کتنے نوروں کو قدرت نے اکٹھا کر دیا اور قلموں سے کیا لکھا جا رہا ہے تورات کی تفسیر۔ آج آپ اور میں تفسیر پڑھنے والے محمد عربی ﷺ کے امتی اور وہ سیدنا زکریا علیہ السلام کے صحابہ تھے۔ آپ کو پڑھانے والے استاذ محمد عربی ﷺ کے خادم۔ امت کے عالم ربانی یہ قرآن کی تفسیر بیان کر رہے ہیں۔ وہ سیدنا زکریا علیہ السلام تورات کی تعبیر بیان کر رہے تھے۔ یہ بھی کتاب اللہ، وہ بھی کتاب اللہ۔

حضرت زکریا علیہ السلام کی قلم الٹی سمت

بھائیو! اس ماحول میں لاؤنا اپنی اپنی قلموں کو۔ یہ بیت المقدس۔ وہ سامنے چل رہا ہے پانی کا نالہ، آؤ کھڑے ہوں اس پر۔ سارے ڈالو اپنی اپنی قلموں کو پانی میں۔ جس کی قلم پانی کے بہاؤ کے ساتھ چلی جائے، جدھر کو پانی جا رہا ہے۔ جس کی قلم اس کے ساتھ چلی جائے۔ مریم کی کفالت وہ نہیں کر سکتا۔ جس کی قلم پانی کے سینے کو چیر کر پانی کے الٹے بہاؤ،

جدھر سے پانی آ رہا ہے، ادھر کو جائے۔ جانا ادھر کو چاہئے تھا، عقلاً ادھر کو جانا چاہئے۔ لیکن جس کی قلم پانی کے سینے کو چیر کر الٹے بہاؤ کو جائے، وہ مریم کی کفالت کرے گا۔

عزیز بھائیو! توجہ کرو، سارے ڈالتے رہو قلموں کو۔ وہ دیکھو: جا رہی ہیں قلمیں سب کی پانی کے بہاؤ کے ساتھ۔ جدھر پانی، ادھر قلمیں بھی فراٹے بھرتی ہوئی، جھولتی جھالتی لہروں کے ساتھ کھیلتی جا رہی ہیں۔ جب ڈالا نا سیدنا زکریا علیہ السلام نے اپنی قلم کو۔ پتہ نہیں سیدنا زکریا علیہ السلام کے قلم میں:

☆...... کون سا قدرت نے سٹیمر لگا دیا تھا۔

☆...... کون سی اللہ نے بیٹری فٹ کر دی تھی۔

☆...... کون سا قدرت نے کرنٹ دے دیا تھا۔

اس میں کہ جب سیدنا زکریا علیہ السلام نے قلم کو ڈالا، میاں! وہ دیکھو، ان کی قلم ڈالنے کی دیر ہے۔ سب کی قلمیں یوں جا رہی تھیں، یوں جا رہی تھیں۔ مگر یہ جھولتی جھالتی جا رہی ہے۔ یہ فراٹے بھرتی جا رہی ہے۔ سینہ چیرتے ہوئے پانی کا۔ وہ جا رہی ہے سیدنا زکریا علیہ السلام کی قلم۔ قرآن میں ہے کہ نہیں ہے؟ میاں! بولو تو سہی ذرا۔ سب نے جس وقت دیکھا، طے کیا، سب نے یہی کہا: حق ہے حضرت سیدنا زکریا علیہ السلام کا۔

سیدنا زکریا علیہ السلام کی کامیابی

عزیز بھائیو! میں تم سے عرض کرتا ہوں، استدعا کرتا ہوں تم دوستوں سے، کہ آج اگر توجہ کرو۔ کہا یہ جا رہا ہے، لوگو! کیا دیکھتے ہو، ماحول کو۔ کیوں پریشان ہوتے ہو اس امر پر۔ آج مائی مریم علیہا السلام کی کفالت وہ کرے گا کہ دنیا کی قلم یوں چلے۔ اس کی قلم یوں چلے۔ مائی مریم علیہا السلام کی کفالت وہ کرے جس کی قلم یوں چلے۔ مائی مریم کل آپ کو بیٹا ایسا دوں گا کہ دنیا زمین پر پھرے گی اور وہ آسمانوں پہ اڑے گا۔ توجہ کریں! میں عرض کرتا ہوں، سب نے کہا، یہاں کون کریں گے کفالت۔ سارے پکار اٹھے، اس قرعہ اندازی میں کامیاب کون ہوئے؟ کہو نا حضرت سیدنا زکریا علیہ السلام۔

سیدہ مریم کا نام قرآن میں

میرے بھائیو! مائی مریم علیہا السلام پر:

☆ ...... میری اولاد قربان۔

☆ ...... میری بیٹیاں قربان۔

☆ ...... میری بہو قربان۔

عزیزو! میں تم سے عرض کرتا ہوں۔ سیدہ مریم علیہا السلام کوئی معمولی خاتون نہیں۔ یہ وہ خاتون ہیں جن کا تذکرہ قرآن میں ہے۔ جن کے نام پر قرآن میں پوری سورۃ ہے۔ اور سیدہ مریم علیہا السلام وہ ہیں جن کے متعلق نص قطعی ہے قرآن کی:

”وَاصۡطَفٰکِ عَلٰی نِسَآءِ الۡعٰلَمِیۡنَ“ (آل عمران: ۴۲)

قرآن کہتا ہے کہ تمام روئے زمین کی عورتوں کی سب سے بڑی، اپنے زمانے کی سربراہ، سب سے زیادہ مقدس اور پاکباز خاتون۔

یہود اور مرزا قادیانی کی گستاخی

دوستو! میرا سینہ اس وقت چھلنی ہوتا ہے۔ جب میں دیکھتا ہوں یہود کو کہ وہ:

”وَعَلٰی مَرۡیَمَ بُہۡتَانًا عَظِیۡمًا“ (النساء: ۱۵۶)

﴿مائی مریم علیہا السلام پر بدکاری کے الزام لگاتے تھے۔﴾

☆ ...... میرا دل کباب ہوتا ہے۔

☆ ...... میرا دماغ کھولنے لگتا ہے۔

اس وقت جب میں رئیس قادیان کو دیکھتا ہوں۔ وہ قادیان کا دہقان مائی مریم علیہا السلام کے متعلق کہہ رہا ہے کہ: ”عیسیٰ علیہ السلام کی نانیاں اور دادیاں زنا کار اور کسبی عورتیں تھیں۔“ (انجام آتھم ص ۷، خزائن ۱۱، ص ۲۹۱)

☆ ...... وہ بھی بکواس کرتا ہے۔

☆ ...... قادیان کا بے ایمان بھی بکواس کرتا ہے۔

☆ ...... اسرائیل کا یہودی بھی بکواس کرتا ہے۔

اور اس کی بکواس کا مرجع ہیں سیدنا زکریا علیہ السلام یا سیدنا عیسیٰ علیہ السلام یا سیدہ مریم علیہا السلام۔ بھائیو! مجھے ضرورت پڑتی ہے اس امر کی کہ میرا رب دے مجھے صور اسرافیل، پھونک کر اپنی بات کھول کھول کے آپ کے قلب وجگر کی گہرائیوں میں اتار سکوں۔ اس حقیقت کو، اس صداقت کو کہ مائی مریم علیہا السلام قرآنی خاتون، اور یہ وہ خاتون ہیں، دیکھو: نظم کیا بن رہا ہے، سیدہ حنہ نے مائی مریم علیہا السلام کو ڈالا سیدنا زکریا علیہ السلام کی گود میں۔ چھوٹی، دودھ پینے والی معصوم بیٹی، سیدنا زکریا علیہ السلام نے "مَكَانًا شَرْقِيًّا" (مریم: ١٦)

اسی بیت المقدس کے ماحول میں مشرقی سائیڈ پر ایک کمرہ مختص کر دیا کہ اس میں سیدہ مریم علیہا السلام رہے گی۔ سیدہ مریم علیہا السلام:

☆ ...... کل چھوٹی ہیں۔
☆ ...... آج بڑی ہیں۔
☆ ...... سیدنا زکریا علیہ السلام جاتے ہیں۔
☆ ...... دروازہ کھولتے ہیں۔
☆ ...... کھانا پہنچاتے ہیں۔
☆ ...... واپس آتے ہیں۔
☆ ...... واپس آ کر دروازہ بند کرتے ہیں۔
☆ ...... اور راستہ کوئی نہیں۔
☆ ...... ایک ہی راستہ۔
☆ ...... اکیلی رہ رہی ہیں۔

ان کا کام سوائے آرام یا اللہ کی عبادت کے اور کچھ نہیں۔ عبادت بھی بیت المقدس میں۔ راہبہ سیدہ مریم علیہا السلام۔

سیدہ مریم علیہا السلام کے ہاں بے موسم پھل

آج سیدنا زکریا علیہ السلام آئے، دیکھا کہ:

"وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا" (آل عمران: ٣٧)

﴿مائی مریم علیہا السلام کے پاس دیکھا بے موسم کے پھل رکھے ہیں۔﴾

پکار اٹھے: مائی مریم علیہا السلام! یہ کہاں سے۔انہوں نے کہا: ”مــن عــنــد اللّٰہ“
﴿اللہ کی طرف سے۔﴾

”اِنَّ اللّٰہَ یَرۡزُقُ مَنۡ یَّشَآءُ بِغَیۡرِ حِسَابٍ“ (آل عمران: ۳۷)

﴿اللہ جس کو چاہتا ہے بغیر حساب کے رزق دیتا ہے۔﴾

صوفیو! ایک بغیر حساب کا معنی یہ ہے کہ اللہ اتنا ڈھیر سارا دیتا ہے کہ بے حدو حساب، انگنت، گنا نہیں جا سکتا۔لیکن بغیر حساب کا معنی یہاں یہ فٹ نہیں آتا۔اکیلا حجرہ، مائی مریم کا اس حجرے میں اکیلی جان، مائی مریم علیہا السلام کو منوں وٹنوں رزق کی وہاں کیا ضرورت تھی؟ بغیر حساب کا ایک معنی یہ ہے کہ:

☆ ...... گرمیوں کا پھل، سردیوں میں۔
☆ ...... سردیوں کا پھل، گرمیوں میں۔
☆ ...... موسم گرمیوں کا، پھل سردیوں کا۔
☆ ...... پھل سردیوں کا، موسم گرمیوں کا۔

یہ ہے بغیر حساب کا معنی۔آپ کے ہاں پابندی ہے کہ گرمی کا پھل گرمی میں ملے گا، سردی میں نہیں۔سردی کا پھل سردی میں ملے گا، گرمی میں نہیں۔بغیر حساب کا معنی یہاں یہ ہے زمانہ گرمی کا، پھل سردی کا۔زمانہ سردی کا، پھل گرمی کا۔یہ ہے معنی ”اِنَّ اللّٰہَ یَرۡزُقُ مَنۡ یَّشَآءُ بِغَیۡرِ حِسَابٍ“ (آل عمران: ۳۸) کا۔

سیدنا زکریا علیہ السلام کا اولاد کی دعا کرنا

میری طرف دیکھو میاں! سیدنا زکریا علیہ السلام نے دیکھا مائی مریم علیہا السلام کے پاس بے موسم کے پھل ہیں۔وہیں پر قرآن کہتا ہے ”ھُنَالِکَ دَعَا زَکَرِیَّا“ (آل عمران:۳۸) ادھر پھلوں کو دیکھا، ادھر ہاتھ اٹھا کر سیدنا زکریا علیہ السلام نے پروردگار عالم کے ہاں دعا کی۔ پروردگار! کرم کا معاملہ فرما۔اگر تو مائی مریم علیہا السلام کو بے موسم کے پھل دے سکتا ہے۔

”وَاشۡتَعَلَ الرَّاۡسُ شَیۡبًا“ (مریم: ۴)

☆ ...... میرا سر سفید ہو گیا۔
☆ ...... ہڈیاں میری دکھ گئیں۔
☆ ...... میری بیوی وہ بانجھ ہوگئی ہے۔
☆ ...... وہ بھی بوڑھی ہوگئی۔
☆ ...... میرے سر کے بال بھی سفید ہو گئے۔
☆ ...... کمر ٹیڑھی ہوگئی۔

لیکن خداوند! اگر تیرے ہاں گرمی سردی کا کوئی حساب نہیں تو پھر جوانی اور بوڑھاپے کا بھی کوئی حساب نہیں ہونا چاہئے۔ یہاں بے موسم کے پھل دے سکتا ہے تو خداوند! بوڑھاپے میں اگر تو مجھے اولاد دیدے تو تیرے سامنے کیا بعید ہے۔

☆ ...... اولاد دینے والا کون؟...... بولو: اللہ۔
☆ ...... رزق دینے والا کون؟...... بولو: اللہ۔
☆ ...... اولاد دینے والا کون؟...... بولو: اللہ۔

اجابت دعا

”هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهُ“ یہاں پر کھڑے ہوکر سیدنا زکریا علیہ السلام نے اٹھائے ہاتھ۔ رب کے حضور مانگی دعا۔ قرآن کیا کہتا ہے ”فَاسْتَجَبْنَا“ ہم نے ان کی دعا کو قبول کیا۔ کتنی دیر لگی؟۔ یہاں سے چلے وہ سامنے محراب میں گئے۔ وہاں پہنچے تو ہمارا فرشتہ گیا۔ کہا: زکریا (علیہ السلام)! تم نے دعا کی تھی۔ اللہ کی طرف سے منظوری لے کر وہ ہمارے پاس آ گئی۔ رب فرماتے ہیں ہم نے تمہاری دعا قبول کی۔ دعا بھی ایسے قبول کی کہ ہم تمہیں بیٹا دیں گے۔ بیٹا بھی ایسا کہ باقی بیٹوں کا نام اس کے ماں باپ رکھتے ہیں۔ تیرے بیٹے کا نام رب کہتا ہے میں خود رکھوں گا۔ اور نام بھی ایسا کہ اس سے پہلے اس نام کو کسی نے نہیں رکھا۔ یحییٰ! جاگ رہے ہو؟

سیدنا یحییٰ علیہ السلام کے فضائل

میں تم سے کہہ رہا ہوں۔ یہ سیدنا زکریا علیہ السلام اللہ کے نبی۔ یحییٰ بھی آگے چل کر

اللہ کے نبی بنے۔ جاگتے ہو............؟ قرآن کہتا ہے یہ یحییٰ علیہ السلام کون ہیں "سَیِّدًا وَّ حَصُوْرًا" (آل عمران: ۳۹) حصور کس کو کہتے ہیں۔ میاں! حصور کہتے ہیں کہ روکے رکھے اپنے آپ کو اس بات سے کہ ساری زندگی کسی عورت کے قریب نہ جائے، شادی نہ کرے، اس کو حصور کہتے ہیں۔

خداوند! تیری حکمتوں پر قربان، سیدنا زکریا کو بیٹا وہ دیا کہ ساری زندگی ان پر کسی عورت کا سایہ نہیں پڑا۔ ادھر مائی مریم علیہا السلام، کفالت کے لئے بھی بیٹی وہ دی کہ "لَمْ یَمْسَسْنِیْ بَشَرٌ" (آل عمران: ۴۷)

☆...... سیدنا یحییٰ علیہ السلام پر کسی عورت کا سایہ نہیں پڑا۔

☆...... مائی مریم علیہا السلام پر کسی مرد کا سایہ نہیں پڑا۔

سیدہ مریم علیہا السلام آج چھوٹی کل بڑی، ہائے میرے اللہ! ماحول کو دیکھو۔ دیکھو قرآن کو، کس طرح اپنی رحمت کی بارش برساتا ہے۔ خوب دھوؤ، اپنے دلوں کو منور کرو۔

سیدنا مسیح علیہ السلام کی ولادت باسعادت

بھائیو! میں آپ حضرات سے استدعا کرتا ہوں۔ سیدہ مریم علیہا السلام آج بیٹھی ہیں ان کے پاس فرشتے آئے: "فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا"

ٹھیک ٹھاک ایک مرد کی شکل میں سیدنا جبرائیل امین آئے۔ میری طرف دیکھو! سیدہ مریم علیہا السلام نے جب دیکھا۔ تو دیکھ کر:

☆...... پکار اٹھیں۔

☆...... کانپ گئیں۔

☆...... تھرتھرا گئیں۔

کیا تم اللہ کے شریف آدمی ہو؟ اللہ کے بندے! میں تم سے پناہ مانگتی ہوں۔ کیسے جرأت ہوئی میرے کمرے میں آنے کی۔ دروازہ بند۔ اندر کوئی نہیں۔ آئے کیوں بغیر اجازت کے؟۔ کون ہوتے ہو تم؟ اور میرے کمرے میں کیوں کر آئے؟

بھائیو! سیدنا جبرائیل نے آگے جواب میں کہا: "مریم! پریشان کیوں ہوتی

ہے؟۔ میں اللہ کا بندہ ہوں۔ اللہ کا میں فرشتہ ہوں۔ اللہ کے حکم سے آیا ہوں۔

”لِاَھَبَ لَکِ غُلَامًا زَکِیًّا“ (مریم: ۱۹)

﴿کہ آپ کو ایک پاک باز بیٹے کی خوشخبری سناؤں۔﴾

سیدہ مریم علیہا السلام کی پاکدامنی

مریم علیہا السلام نے یہ سنا تو کہا: ”رَبِّ اَنّٰی یَکُوْنُ لِیْ وَلَدٌ وَّ لَمْ یَمْسَسْنِیْ بَشَرٌ“ (آل عمران:۴۷) ﴿نہ تو میری شادی ہوئی، نہ میں بدکار عورت ہوں۔ میرے کیونکر بیٹا پیدا ہوگا بغیر باپ کے بیٹا، بغیر خاوند کے بیٹا، یہ مجھے کیوں کر ہوگا؟۔﴾

”اِنَّ مَثَلَ عِیْسٰی عِنْدَاللّٰہِ کَمَثَلِ آدَمَ“ (آل عمران: ۵۹)

میں آپ سے عرض کرنا چاہتا ہوں، میرا بیٹا کیوں کر ہوگا؟ سیدنا جبرائیل نے کہا ”کَذٰلِکَ“ ایسے ہوگا، بولو: ایسے ہوگا۔ مریم علیہا السلام یہ تو اللہ کا حکم ہے۔ یہ تو ہوگا۔ میرے بھائیو! ”فَنَفَخْنَا“ وہ مائی مریم علیہا السلام کے دامن میں سیدنا جبرائیل امین نے پھونک مار کر ”فَنَفَخْنَا“ دم کیا۔ مائی مریم علیہا السلام کی امانت ان کے بطن مبارک میں منتقل ہوگئی۔

ایک ہفتہ...... دس دن...... پندرہ دن...... مہینہ...... دو ماہ...... تین ماہ...... چار ماہ...... پانچ ماہ...... چھ ماہ...... سات ماہ...... آٹھ ماہ...... نو ماہ۔

وقت پیدائش کا قریب ہوا۔ سیدہ مریم علیہا السلام کی پوزیشن یہ ہے کہ کیوں کر میں باور کراؤں گی اپنی قوم کو کہ بغیر خاوند کے بھی بیٹا پیدا ہوسکتا ہے؟ بیٹا بغیر باپ کے؟ کیوں کر باور کرے گی۔ یہ پیدائش کا وقت قریب آیا۔ میری قوم مجھے کیا کہے گی۔ مائی مریم علیہا السلام کو اپنی پاک دامنی پر شک نہیں تھا۔ اپنی پاک دامنی کی تو وہ سب سے بڑی گواہ خود تھیں۔ سب سے بڑی عینی گواہ موقع کی گواہ یقین کے ساتھ جس کے یقین کو قرآن نے نقل کیا ”لَمْ یَمْسَسْنِیْ بَشَرٌ“ مجھ پر کسی مرد کا سایہ نہیں پڑا۔

سیدہ مریم علیہا السلام کو قوم کی مخالفت کا خوف

میرے بھائیو! پاکدامن، پاکباز خاتون۔ لیکن یہ سوال اپنی جگہ، قوم کیا کہے گی؟ اور بیٹے کی پیدائش کا وقت بھی قریب ہے۔ قرآن کہتا ہے اس حالت میں سیدہ مریم علیہا السلام

نے کیا کہا: ہائے میرے اللہ، قرآن سے بڑھ کر اس حقیقت کو اور کون واشگاف الفاظ میں کہہ سکتا ہے۔ اس سے زیادہ کہنا ممکن ہی نہیں جو سیدہ مریم علیہا السلام کے پورے قلب وجگر کی ان کیفیات کا، جس طرح ایکسرے کر کے قرآن نے نقل کر دیا۔ ایک جملے میں کہا:

”یٰلَیْتَنِیْ مِتُّ قَبْلَ هٰذَا وَ كُنْتُ نَسْيًا مَّنْسِيًّا“ (مریم:۲۳) ﴿خداوند! آج کے دن سے میں پہلے مرگئی ہوتی، میرا نام ونشان نہ ہوتا۔﴾

رب کریم کی طرف سے سیدہ مریم علیہا السلام کو تسلی

میرے واجب الاحترام بھائیو! یہ کیفیت ہے تو اس ماحول میں اور پیدائش کا وقت قریب ہے۔ سیدہ مریم علیہا السلام نے چھوڑا بیت المقدس کو۔ چلتی ہیں ایک اونچے ٹیلے پر

”اٰوَيْنٰهُمَا اِلٰى رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّ مَعِيْنٍ“ (المؤمنون:۵۰)

ایک اونچی جگہ پر، وہ دیکھو وہاں پر چلتی ہیں۔ سیدہ مریم علیہا السلام۔ ذَاتِ قَرَارٍ مائی وہاں پر پہنچی ہیں، وہاں پر میرے رب نے کیا کہا: مریم!۔ میاں! جاگ رہے ہو؟ سنو! کیا کہا: مریم! پریشان کیوں ہوتی ہو؟ دیکھنا، یہ ہے سامنے کھجوروں کا تنا:

”وَهُزِّيْٓ اِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ“ (مریم: ۲۵)

ہاتھ لگا کھجوروں کے ان تنوں کو یہ جو کھجور کے تنے کھڑے ہیں: آدھے ہرے اور آدھے سوکھے ہوئے۔ ان کو پکڑ کر ہلا تو۔ ہلانا تیرا کام ہے ”تُسٰقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا“ (مریم: ۲۵) تیرے سامنے تازہ رس بھری کھجوروں کا ڈھیر لگانا ہمارے ذمہ ٹھہرا۔ انہوں نے پکڑ کر ہلایا ہے۔ کھجوروں کے ان منڈھوں کو۔ وہ سامنے دیکھو تڑ تڑ کرتی گر رہی ہیں کھجوریں۔ تازہ رس بھری موٹی۔ مائی مریم علیہا السلام ان کو دیکھتی ہیں کہ ابھی ہاتھ لگایا کھجوریں یہ کہاں سے مریم ادھر کیا دیکھتی؟ ہو ذرا ادھر بھی تو دیکھنا ادھر دیکھا ”وَمَعِيْنٍ“ نتھرا ہوا پانی کا چشمہ، فلٹر کیا ہوا۔ نہ اس میں کڑواہٹ ہے نہ میلا پن۔ نہ شوریلا پن نہ گدلا ہے اور فلٹر کیا ہوا پانی۔ مریم! پیاس لگے، پانی پی۔ بھوک لگے، کھجوریں کھا۔ بیٹے کو دیکھ کر آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچا۔ اس حالت میں سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش ہوئی۔ آخر کتنے دن مائی مریم علیہا السلام نے ٹھہرنا تھا اس اونچے ٹیلے پر۔ ایک دن، دو دن، چار دن، ہفتہ، آخر واپس آنا تھا، اکیلے پن

میں یہ کیوں کرزندگی گزرے گی؟ چھوٹا معصوم بچہ، اکیلی مائی صاحبہ۔ آخر قوم کی طرف جانا ہے۔

☆...... تازہ پانی کا ملنا۔

☆...... کھجوروں کا ملنا۔

☆...... وہ رزق کا ملنا۔

☆...... بغیر خاوند کے بیٹے کا ملنا۔

یہ ساری چیزیں سر آنکھوں پر لیکن یہ مسئلہ تو اپنی جگہ باقی ہے جب بیٹے کو گود میں لے کر گئیں، کنواری عورت کیسے باور کرائے گی، کیوں کر یقین کر پائے گی قوم کہ خاوند کے بغیر بھی بیٹا ہوسکتا ہے۔ یہ سوال اپنی جگہ۔ باقی کیسے مطمئن ہوگی قوم؟ کیسے ڈیل کروں گی میں اپنے کیس کو؟ کیسے فیس کروں گی ان کے اعتراضات کو، کیوں کر سنبھالوں گی کہ خاوند کے بغیر بھی بیٹا؟۔

سیدہ مریم علیہا السلام کے لئے تجویز خداوندی

میرے بھائیو! میرے رب نے کیا کہا: مریم! پریشان کیوں ہوتی ہے؟ لے اپنے بیٹے کو گود میں۔ چل نا تو میری رحمت کے سہارے میں۔ پریشان کیوں ہوتی ہے۔ بیٹا دینے والے بھی ہم، آپ کی عظمتوں کا جھنڈا گاڑھنے والے بھی ہم۔ آپ کیوں پریشان ہوتی ہیں؟ لے چل نا اپنے بیٹے کو، بس ایک کام کرنا، روزہ رکھ لینا۔ قوم پوچھے گی۔ روزہ کھانے کا بھی بولنے کا بھی، پینے کا بھی، تم جاؤ گی نہ قوم کے پاس۔ قوم کہے گی ”اِنّٰی لَکِ ھٰذَا“ مریم! یہ کہاں سے؟ قوم یہ کہے گی تم نے جواب کے اندر کیا کہنا ہے۔

”اِنِّی نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا فَلَنْ اُکَلِّمَ الْیَوْمَ اِنْسِیًّا“ (مریم: ۲۶)

﴿میں نے روزہ رکھا ہوا ہے۔ آج میں کسی کے ساتھ کلام نہیں کروں گی۔﴾

آج کے دن میں نے کسی سے بات نہیں کرنی۔ میں نے روزہ رکھا ہوا ہے چپ کا۔ بس ایک اشارہ ادھر کرنا ہے اور ایک اشارہ ادھر بھی کردینا ہے، بیٹے کی طرف۔ مریم بیٹے کی طرف اشارہ کرنا تیرا کام ہوگا۔ تیری صفائی میں وکیل کھڑا کرنا میرا کام۔ وکیل بھی

ایسا کھڑا کروں گا کہ دنیا نے ایسا وکیل بھی کبھی نہیں دیکھا ہوگا۔

مریم! ایسا وکیل کھڑا کروں گا، بڑے سے بڑے بیرسٹر کا بیان ہو، تو وہ عدالت کی مثلوں میں لکھا جاتا ہے۔ لیکن تیرے وکیل کے بیان کو قرآن میں لکھوں گا تو چل تو سہی میری رحمت کے سہارے۔ پریشان کیوں ہوتی ہے؟۔

حکم خداوندی کی تعمیل

سیدہ مریم علیہا السلام اپنے بیٹے کو لے کر چلتی ہیں۔ قوم کے پاس گئیں۔ انہوں نے مائی مریم علیہا السلام کی گود میں بیٹا دیکھا۔ پکار اٹھی قوم۔ اے مریم! یہ کہاں سے ”اِنّٰی لَکِ ھٰذَا“ بیٹا! یہ کہاں سے مریم؟۔ یہ کیا کیا تو نے؟

”مَا کَانَ اَبُوْکِ امْرَأَ سَوْءٍ وَّ مَا کَانَتْ اُمُّکِ بَغِیًّا“(مریم: ۲۸)

﴿نہ تیرا باپ ایسا تھا۔ نہ تیری ماں ایسی تھی۔ تو نے کیا غضب کیا کہ بغیر خاوند کے بیٹا اٹھا لائی۔﴾

سیدہ مریم علیہا السلام نے جواب دیا کہ وہی جو رب نے سمجھایا تھا، مجھ سے کیا پوچھتے ہو، میں تو روزے کے ساتھ ہوں ”فَلَنْ اُکَلِّمَ الْیَوْمَ اِنْسِیًّا“ جب کہا نا کہ ”میں نے کسی کے ساتھ بات نہیں کرنی“ تو قوم اس پر اور بپھری...... جلوس نکالے...... نعرے لگائے...... تڑ تڑ کرنے لگی قوم بدمعاشوں کی۔ ٹیں ٹیں کرنے لگی۔

بند کرو مولویوں کی سندیں۔ راستہ روکو۔ ماشاء اللہ! راستہ روکو۔ دقیانوسی کا راستہ روکا۔ ملاں آنے نہ پائے۔ ان شاء اللہ! آئے گا۔ میں عرض کرنا چاہتا ہوں۔ روشن خیالی۔ ہمارے ایک مولانا ہیں عبدالغفور قاسمی سندھ کے! انہوں نے تو بلا کی بات کہی۔ انہوں نے کہا: روشن خیالی، آزاد خیالی، انہوں نے کہا: یہ ہزار ترقی کرے پھر بھی ہمارے گدھے سے زیادہ روشن خیال نہیں ہو سکتے۔ میں نے کہا حضرت کیا کہہ رہے ہیں؟ کہنے لگے ہاں میاں! ہمارا گدھا اتنا روشن خیال ہے کہ آج تک اس نے کبھی کپڑا نہیں پہنا وہ اتنا روشن خیال ہے کہ جہاں چاہتا ہے چڑھ دوڑتا ہے۔ کسی سے بھی نہیں پوچھتا، وہ اتنا روشن خیال ہے۔

دین کومٹانے والے مٹ جائیں گے

میرے بھائیو! میں عرض کر رہا ہوں دین رہے گا۔ مٹ گئے دین کو مٹانے والے۔ مٹ جائیں گے دین کو مٹانے والے۔ ہاں! تم سے ایک بات کہتا ہوں۔ خدا کے لئے تمہاری ساری خیر و برکت فلاح و بہبوداللہ نے تمہارے بزرگوں کی جوتیوں میں رکھی ہے۔ ان سے علیحدگی کا راستہ اختیار نہ کرنا۔ اگر علیحدگی کا راستہ اختیار کرو گے، بھلے فضاؤں میں اڑتے پھرو، لیکن ایک دن تم نے آنا سر کے بل نیچے ہے، گردن توڑی جائے گی۔ کمر مروڑی جائے گی اور بزرگوں کے ساتھ رہے، ان کی جوتیوں کو اٹھایا، تم جتنے جھکتے جاؤ گے، قدرت تمہیں اتنا بلند کرتی جائے گی۔ ٹھیک ہے نا میاں؟

وہ وہاں پہنچیں۔ کہا: میں نے اب بات نہیں کرنی۔ قوم اور بپھری، نعرے لگائے۔ اچھا ایک تو بغیر خاوند کے بیٹا اٹھا لائی، ہم کہتے ہیں: یہ کیا؟ تو آگے سے کہتی ہے میں نے بات ہی نہیں کرنی۔ اور غصے ہوئے۔ مائی مریم علیہا السلام نے کہا میرے اوپر کیا غصہ ہوتے ہو؟ کیا بک بک لگا رکھی ہے تم نے۔ کیا پوچھنا چاہتے ہو مجھ سے؟ مجھ سے کیا پوچھتے ہو؟ پوچھو اس سے ”فاشارت الیه“ اس کی طرف اشارہ کیا۔ جب اشارہ کیا تو قوم نے اور نعرے لگائے اور بپھری قوم۔ قوم نے کہا:

”کَیۡفَ نُکَلِّمُ مَنۡ کَانَ فِی الۡمَهۡدِ صَبِیًّا“ (مریم:۲۹)

﴿مریم ہمیں سبق سکھاتی ہے؟ کیوں وہ بات کرے گا گود والا بچہ، دودھ پینے والا معصوم بچہ، وہ کیسے بات کرے گا۔﴾

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا گود میں کلام کرنا

آپ ہمیں کہتی ہیں: ان سے پوچھو۔ ان سے کیا پوچھیں؟ یہ کیوں کر کلام کرے گا؟ ابھی وہ کہہ رہے تھے ”کَیۡفَ نُکَلِّمُ“، سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے کیا کہا:

”اِنِّیۡ عَبۡدُاللّٰهِ اٰتٰنِیَ الۡکِتٰبَ وَجَعَلَنِیۡ نَبِیًّا“ (مریم: ۳۰)

کیا بک بک لگا رکھی ہے تم نے، تنگ کر رہے ہو میری والدہ کو۔ کیا پوچھتے ہو میرے متعلق کہ ”اِنّٰی لَکِ ھٰذَا“ کہاں سے ہے یہ مجھ سے پوچھو ”اِنِّیْ عَبْدُاللّٰهِ“ ﴿میں اللہ کا بندہ ہوں۔ بندہ بھی ایسا کہ کل وقت آئے گا کہ میرے سر پر نبوت کا تاج دیکھو گے۔ میرے ہاتھ میں اللہ کی کتاب دیکھو گے۔﴾

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات

بھائی علماء! تم سے عرض کر رہا ہوں۔ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام:

☆...... آج چھوٹے ہیں۔

☆...... کل بڑے ہیں۔

چل رہا ہے معاملہ۔ وہ دیکھو نا آج یہ وقت آیا:

☆...... اللہ نے کتاب بھی دی۔

☆...... اللہ نے نبوت بھی دی۔

نبی بھی ایسے کیا ہو گیا ہے دنیا کو، میرا دل غم کے مارے باہر آنا چاہتا ہے سینے سے۔ کیا ہو گیا ہے دنیا کو۔ آج پوچھتی ہے کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں۔ شریفو! تم ان کے متعلق سوال کرتے ہو کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کیسے زندہ؟ جو مردوں کے کنارے کھڑا ہوتا تھا۔ اللہ مردوں کو زندہ کر دیا کرتا تھا۔ تم ان کی حیات کی بحث کرتے ہو میرے ساتھ؟ وہ دیکھو سیدنا عیسیٰ علیہ السلام وہ دیکھو مردے کے کنارے کھڑے ہو کر کہہ رہے ہیں ”قُمْ بِاِذْنِ اللّٰه“ اللہ مردوں کو کھڑا کر دیتا ہے۔

جاگ رہے ہو؟ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نابینا پر ہاتھ رکھتے ہیں، اس کی آنکھوں کی بینائی واپس آ جاتی ہے۔ کوڑھی آدمی پر ہاتھ پھیرتے ہیں، وہ چلنے کے قابل ہو جاتا ہے۔ میری بات سمجھ رہے ہو؟ ”اَنِّیْ اَخْلُقُ لَکُمْ مِّنَ الطِّیْنِ“ (آل عمران: ۴۹)

مٹی سے۔ ربڑ کی بات نہیں کر رہا، دیکھو نا گوندھی ہوئی مٹی سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے

ہاتھ میں ہے۔ یوں کر کے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے مٹھی کے اندر لے کر پرندے کی شکل بنائی۔

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے رفع الی السماء کی تدبیر الٰہی

دنیا مجھے کہتی ہے کہ سیدنا مسیح علیہ السلام اڑ کر آسمانوں پر کیسے گئے؟ شریفو! اس ذات کے متعلق سوال کرتے ہو کہ وہ کیسے گئے؟ اگر تم کہتے ہو سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اڑ کر کیسے گئے۔ میں کہتا ہوں: وہ مٹی کو ہاتھ لگاتے تھے، خدا مٹی کو اڑا دیا کرتا تھا۔ تم اس سیدنا مسیح علیہ السلام کے متعلق کہتے ہو کہ وہ کیسے گئے ہیں آسمانوں پر؟۔ میری بات سمجھ رہے ہو شریفو! یہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام آج چھوٹے کل بڑے، وہ جو یہود کی قوم تھی، آپ کی مخالف ہوئی۔ آپ کو قتل کرنے کے درپے۔ پکڑنے کے بہانے بنانے لگی کہ پکڑیں اور سیدنا مسیح علیہ السلام کو پھانسی پر لٹکا دیں۔ توجہ کرو! قرآن کہتا ہے "وَ مَکَرُوْا وَ مَکَرَ اللّٰہُ" (آل عمران: ۵۴) مکر کس کو کہتے ہیں؟۔ خفیہ تدبیر کو۔

☆ ...... تدبیر اچھی بھی ہوتی ہے۔

☆ ...... تدبیر بری بھی ہوتی ہے۔

تدبیر اچھی ہو اسے "وَاللّٰہُ خَیْرُ الْمَاکِرِیْنَ" کہیں گے۔ تدبیر بری ہو تو اسے "وَلَا یَحِیْقُ الْمَکْرُ السَّیِّئُ اِلَّا بِاَھْلِہٖ" (فاطر: ۴۳) کہیں گے۔ دونوں کا تذکرہ قرآن میں ہے۔ میری طرف دیکھو! سیدنا مسیح علیہ السلام:

☆ ...... بیٹھے ہیں ایک مکان میں۔

☆ ...... آتی ہے یہود کی قوم۔

☆ ...... گھیرا ہے مکان کو۔

☆ ...... تیار کیا ایک آدمی کو۔

بعضوں نے کہا یہودا اسکریوطی تھا۔ بعض نے کہا فلاں تھا، میری بلا سے کوئی ہو۔ یہ قرآن کا موضوع نہیں ہے۔ یہ تاریخ بتائے وہ کون آدمی تھا۔ قرآن تو کہتا ہے ایک آدمی

آیا، قرآن اصولوں کو بیان کرتا ہے۔

☆ ...... ایک آدمی آیا۔

☆ ...... داخل ہوا مکان کے اندر۔

☆ ...... تم چلو اندر۔

☆ ...... تم وہاں چلو گے۔

☆ ...... تمہارا دروازہ کھٹکھٹانے پر وہ آواز سنیں گے۔

☆ ...... مسیح علیہ السلام دروازہ کھولیں گے۔

☆ ...... یک دم ہم اوپر سے ٹپکیں گے۔

☆ ...... اسی کو پکڑیں گے۔

☆ ...... اندر داخل ہوں گے۔

☆ ...... اور کام تمام کریں گے۔

"مکروا" یہ ان کی تدبیر تھی اور جب وہاں پر داخل ہوئے۔ ہائے میرے اللہ! میرے رب کی قدرتوں کو دیکھو، میرے بھائیو! داخل ہوئے۔ میرے رب نے "وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ" (النساء: ۱۵۷) وہ آدمی جو داخل ہوا، اس کے اوپر شبیہ ڈال دی گئی سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی۔ وہ قوم آئی، اب آپ سوال کریں گے کہ:

☆ ...... آناً فاناً آن واحد میں۔

☆ ...... پلک جھپکتے۔

☆ ...... ایک سانس میں۔

☆ ...... ایک سیکنڈ میں۔

ایک قادیانی شبہ اور اس کا ازالہ

ایک آدمی کی شکل دوسرے پہ ڈال دی جائے، کیسے ممکن؟ تم کہتے ہو کیسے

ممکن؟۔ آپ کے لئے میرے لئے تو کوئی اشکال نہیں۔ میں تم سے کہتا ہوں نص قطعی ہے قرآن مجید کی کہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے پاس لکڑی تھی لکڑی۔ اے موسیٰ! تیرے ہاتھ میں کیا ہے؟ فرمایا: خداوند! لکڑی۔ فرمایا: ڈال تو ایک سیکنڈ کے اندر۔ جونہی زمین پر پہنچی موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ میں تھی لکڑی، زمین پر پہنچی اللہ نے اسے سانپ بنا دیا۔ جو خدا آن واحد میں لکڑی کو سانپ بنا سکتا ہے، وہ خدا آن واحد میں اگر ایک کی شکل دوسرے پر ڈال دے کیا یہ ممکن نہیں؟ بولتے نہیں ہو بولو، بولو ممکن نہیں ہے، ہے اور توجہ کرو میاں لکڑی سے جاندار سانپ بنے یہ مشکل ہے۔

☆...... ایک آدمی......دوسرا بھی آدمی۔

☆...... اس کی بھی سانس......اس کی بھی سانس۔

☆...... اس کی بھی آنکھیں......اس کی بھی آنکھیں۔

☆...... یہ بھی وہی نوع......وہ بھی یہی نوع۔

ہم جنس ایک آدمی کی شکل ڈال دی۔ یہ تو بہت آسان ہے، وہ تو زیادہ مشکل تھا۔ لیکن جو خداوند وہ کرسکتا ہے، وہ خدا یہ بھی کرسکتا ہے۔ جاگ رہے ہو؟ قوم کے لئے پھر وہ ہی مسئلہ۔ اب اندر داخل ہوئے۔ اے میرے اللہ! تیری قدرتوں پر قربان۔ مسیح علیہ السلام کو اللہ نے آسانوں پر اٹھا لیا۔ یہ جو آدمی تھا میاں! اس کو جو پکڑنے کے لئے گیا تھا، اس پر مسیح علیہ السلام کی شبیہ ڈال دی گئی۔

☆...... آئی قوم۔

☆...... آؤ دیکھا نہ تاؤ۔

☆...... چلائی لاٹھی۔

☆...... مارے سوٹے۔

مار مار کے حلیہ بگاڑ رہے ہیں۔ اسی حالت میں وہ چیخ کے کہتا ہے کہ:

☆...... میں مسیح نہیں ہوں۔

☆...... میں تمہارا ساتھی ہوں۔

☆...... اچھا پہلے تو مسیحوں کو دھوکا دیتا تھا۔

☆...... اب ہمیں دھوکا دیتا ہے۔

نہیں چھوڑیں گے۔تو وہی ہے۔ میرے بھائیو! مار مار کے بھرکس نکال دیا۔اس کو پکڑ کر پھانسی پر بھی لے گئے، جس کے لئے قرآن کہتا ہے کہ:

”وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ“(النساء:۱۵۷)﴿مسیح نہ پھانسی چڑھا نہ قتل ہوا﴾

جس کو لے گئے وہ کون تھا؟۔”وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ“ (النساء:۱۵۷) اب جب دیکھا نا قوم نے غصہ ٹھنڈا ہوا۔اچھا میاں! اگر یہ مسیح تھا تو ہمارا ساتھی کہاں ہے؟ چہرے کو دیکھتے ہیں مسیح کا۔جسم کو دیکھتے ہیں تو جسم دوسرے کا تو چہرہ مسیح کیا کیوں؟ قرآن نے کہا:”وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ“ میری بات سمجھ رہے ہو؟ قرآن کیا کہتا ہے؟ میری طرف دیکھو”وَمَكَرُوْا وَ مَكَرَاللّٰهُ“ گھیرا ہے مسیح کے مکان کو، پکڑنا چاہتے ہیں، پکڑ کر مسیح علیہ السلام کو پھانسی لگانا چاہتے ہیں۔

قرآن نے کیا کہا”وَمَكَرُوْا وَ مَكَرَاللّٰهُ“ اللہ نے بھی خفیہ تدبیر کی۔ان کی تدبیر تھی مسیح علیہ السلام کو پکڑ کر پھانسی لگانے کی اور میرے رب کی تدبیر کیا ہے؟ مسیح علیہ السلام کو قبضے میں لے کر آسمان پر لے جانے کی۔فرمایا”وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمَاكِرِيْنَ“ رب کی تدبیر ہی کامیاب۔وہ دیکھو جا رہا ہے مسیح علیہ السلام آسمانوں کی طرف۔اس کو قرآن نے بیان کیا:

”وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا، بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ، وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا“

(النساء:۱۵۷، ۱۵۸) اور پھر اتر گئے آسمانوں پر۔کوئی دوسرے معنی کا احتمال نہیں ہو سکتا اس میں۔نص قطعی ہے مسیح علیہ السلام کے آسمانوں پر جانے کی۔کوئی آدمی ٹیں ٹیں کرتا پھرے، ہر بھونک کا جواب دینا ہمارے لئے ضروری نہیں۔لیکن جتنے حیات مسیح علیہ السلام کے منکر ہیں، لاؤ ان کو ایک ایک کر کے دلائل سے ان کے دانت توڑیں گے۔آپ کے مقابلے میں کھڑا نہیں ہو پائے گا۔ان شاء اللہ!

حیات مسیح کیوں نہیں سمجھے

بھائیو! مجھے بہت ہی تعجب ہوتا ہے کہ مولوی صاحب ہوکر عالم دین ہوکر اسے حیات مسیح علیہ السلام کا مسئلہ سمجھ نہ آئے، یہ کیوں کر ممکن ہے؟ ایک ہمارے مولوی صاحب تھے۔لیکن سر پھوڑنے کو دل چاہتا ہے اس وقت جب میں دیکھتا اپنے ساتھیوں کی بے حسی کو۔میرے پاس ایک مولوی صاحب آئے، خیر سے ایک مدرسہ کے پڑھے ہوئے، فارغ التحصیل عالم دین۔اسی سال فارغ ہوئے۔مجھے آکر کہتے ہیں: مولوی صاحب! نزول عیسیٰ علیہ السلام کی کوئی حدیث بھی ہے؟ میرا دل کرے ماروں اس کے منہ پر تھپڑ اور بگاڑ دوں اس کے چہرے کو کہ شریف آدمی سے کوئی پوچھے کہ کوئی ہے صحاح ستہ کی یا کسی حدیث کی کتاب جس میں نزول مسیح علیہ السلام کا باب نہ ہو۔صحاح ستہ والے نزول مسیح پر باب قائم کریں، اسی سال پڑھنے والا مولوی پوچھے کہ کوئی حدیث ہے حیات مسیح علیہ السلام کی؟ یہ صرف آپ کی اور میری عدم توجہی کا مسئلہ ہے۔

محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دشمن کی رعایت نہیں ہوسکتی

بھائیو! آج کی مجلس میں صرف اتنا کہا، یہ سمجھانے کی گفتگو محض اس لئے شروع کی تاکہ اتنی بات آپ دوستوں کو سمجھ میں آجائے کہ یہ مرزا قادیانی ملعون۔اور ملعون کا لفظ جان بوجھ کر کہہ رہا ہوں، اس پر کوئی معذرت نہیں کرتا۔یہ بات میرے ایمان اور عقیدے کا حصہ ہے کہ ہر آدمی کی رعایت ہوسکتی ہے، محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دشمن کی رعایت نہیں ہوسکتی۔ میاں! یہ آپ کا بلب جل رہا ہے۔آپ کے بلب کی دو تاریں ہیں نیگٹو، پازیٹو۔جب تک یہ دو تاریں نہ ہوں، یہ بلب نہیں جل سکتا۔ایمان کی بتی کو بھی جلانے کے لئے دو تاروں کی ضرورت ہے۔ایک رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات کے ساتھ محبت اور دوسرا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دشمن کے ساتھ عداوت۔

”وما علینا الا البلاغ المبین“

ظہور امام مہدی علیہ الرضوان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى سَيِّدِ الرُّسُلِ وَخَاتَمِ الْاَنْبِيَاءِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهِ الَّذِيْنَ هُمْ خُلَاصَةُ الْعَرَبِ الْعَرْبَاءِ وَخَيْرُ الْخَلَائِقِ بَعْدَ الْاَنْبِيَاءِ. اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ.

قال النبی ﷺ: ”وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِهٖ لَيُوْشِكَنَّ اَنْ يَّنْزِلَ فِيْكُمْ اِبْنُ مَرْيَمَ حَكَمًا عَدْلًا، فَيَكْسِرُ الصَّلِيْبَ، وَيَقْتُلُ الْخِنْزِيْرَ، وَيَضَعُ الْحَرْبَ، وَيَفِيْضُ الْمَالَ حَتّٰى لَايَقْبَلَهُ اَحَدٌ حَتّٰى تَكُوْنَ السَّجْدَةُ الْوَاحِدَةُ خَيْرًا مِّنَ الدُّنْيَا وَ مَا فِيْهَا ثُمَّ يَقُوْلُ اَبُوْ هُرَيْرَةَ وَاقْرَءُوْا اِنْ شِئْتُمْ: وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتَابِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا (بخاری ج ۱، ص ۴۹۰)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَ مَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ سَيِّدِنَا وَ مَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِكْ وَسَلِّمْ وَ صَلِّ كَذَالِكَ عَلٰى جَمِيْعِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلَى الْمَلَائِكَةِ الْمُقَرَّبِيْنَ وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ اَجْمَعِيْنَ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ.

تمہید

میرے واجب الاحترم دوستو! میں درخواست کرتا ہوں کہ حضرت سیدنا مہدی علیہ الرضوان مدینہ طیبہ سے مکہ مکرمہ تشریف لائیں گے اور طواف کر رہے ہوں گے۔ ان کے طواف کا آخری چکر ہوگا اور رکن یمانی اور مقام ابراہیم کے کونے تک طواف کرتے ہوئے پہنچیں گے۔ تو آپ کو پہچانا جائے گا۔ (مشکوٰۃ، باب اشراط الساعۃ: ۴۷۱)

حضرات صوفیاء کے مراتب

حدیث شریف میں آتا ہے کہ آپ کو پہچاننے والے شام کے ابدال ہوں گے۔

حضرات صوفیاء کے ہاں مراتب ہیں۔ جس طرح ایک مومن، ولی، غوث، قطب الارشاد وغیرہ کہا جاتا ہے، انہیں میں ایک درجہ روحانیت کا ہے، اسے ابدال کہتے ہیں۔ ابدال کو ابدال اس لئے کہا جاتا ہے کہ ابدال جگہ بدلنے والوں کو کہا جاتا ہے۔ دنیا میں چالیس ابدال بیک وقت رہتے ہیں۔ ایک جب ان میں سے فوت ہو جائے تو اللہ رب العزت اس کی جگہ دوسرے آدمی کو اسی مقام پر فائز کر کے ان میں شامل کر دیتے ہیں۔ قدرت اس تعداد کو پورا رکھتی ہے۔ چونکہ وہ چالیس افراد بدلتے رہتے ہیں کہ فوتگی کے بعد ان کی جگہ دوسرا شامل ہو گیا، اس وجہ سے ان کو ابدال کہا جاتا ہے۔ میں چونکہ اس وادی کا نہیں، میں تسبیح اور دانے کا آدمی نہیں ہوں، اس سلسلے پر میں آپ دوستوں کی خدمت میں زیادہ عرض نہیں کر سکتا۔

آپ ﷺ جامع کمالات انبیاء ہیں

بہرحال حدیث شریف کے مطابق چالیس ابدال جو شام کے اندر رہتے ہیں اور وہ شام کی خصوصیت اس لئے ہے کہ یہ شام کا علاقہ وہ ہے جسے ارض الانبیاء کہا جاتا ہے۔ نبیوں کی زمین۔ حضرت سیدنا نوح علیہ السلام کو آدم ثانی کہا جاتا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام، سیدنا نوح علیہ السلام کے بعد اللہ رب العزت کے جلیل القدر پیغمبر اور رسول گزرے ہیں۔ حق تعالیٰ شانہ نے ان کی نسل میں خوب نبوت کے سلسلے کو چلایا، البتہ ان کے حصے دو ہو گئے۔ ایک اہلیہ سے سیدنا اسماعیل علیہ السلام تھے۔ اور دوسری اہلیہ سے سیدنا اسحاق علیہ السلام تھے۔

ایک سلسلہ تو چلتا ہے سیدنا اسحٰق علیہ السلام، سیدنا یعقوب علیہ السلام، سیدنا یعقوب علیہ السلام سے سیدنا یوسف علیہ السلام۔ اسی طرح آگے چل کر سیدنا موسیٰ علیہ السلام ان کے بعد کئی سو انبیاء آئے۔ آخر میں سیدنا عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائے۔

دوسرا سلسلہ جو سیدنا اسماعیل علیہ السلام کا ہے۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بعد پھر حضرت محمد ﷺ تک اس پوری نسل میں کئی ہزار سال تک کوئی نبی پیدا نہیں ہوا۔ دوست آگے مجھے یہ تعبیر کرنے کی اجازت دیں تو میں اس کی تعبیر میں یہ کہوں کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام سے لے کر وہ قیامت کی صبح تک اگلوں، پچھلوں کی جتنی صلاحیت تھی، سب کچھ جمع کر کے اللہ تعالیٰ نے محمد عربی ﷺ کی ذات میں رکھ دی۔

میرے واجب الاحترام بھائیو! یہ جو شام کے ابدال ہیں، یہ حضرت سیدنا مہدی علیہ الرضوان کو طواف کی حالت میں پہچانیں گے۔ پہچانیں گے کیسے؟ میاں!

☆...... آپ کی چال، ڈھال۔

☆...... آپ کی شکل، شباہت۔

☆...... آپ کا قد، کاٹھ۔

☆...... آپ کا چہرہ، رنگت۔

اور آپ کی عادات کو دیکھ کر۔ چل رہا ہے ایک آدمی، ان کے قد وقامت اور ان کے چہرے کو دیکھ کر باہمی مشاورت کریں گے کہ خدا نہ بھلوائے ہمیں یہ مہدی علیہ الرضوان معلوم ہوتے ہیں اور سیدنا مہدی علیہ الرضوان کا یہ آخری چکر ہوگا۔ یہاں سے چلے وہاں حجر اسود تک پہنچے ہیں۔ طواف مکمل ہوگیا۔ حجر اسود اور بیت اللہ کے دروازے کی طرف جائیں تو یہاں پر دو تین فٹ جگہ ہے اس کو کہتے ہیں ملتزم۔ اس کے متعلق رحمت عالم ﷺ کی احادیث کی روشنی میں جو قبولیت دعا کے مقامات ہیں ان قبولیت دعا کے مقامات میں سے ایک مقام، مقام ملتزم بھی ہے۔ آج بھی وہاں بہت سارے حاجی صاحبان سینہ اس کے ساتھ لگا کر کھڑے ہوتے ہیں تو سیدنا مہدی علیہ الرضوان بھی طواف کے بعد جا کر ملتزم پر وہاں بیت اللہ شریف کی دیواروں کو ہاتھ لگا کر، رب کریم کے حضور آہ وزاری، عجز و انکسار، خشوع وخضوع کے ساتھ دعا کر رہے ہوں گے کہ اس حالت میں وہ شام کے ابدال چلیں گے۔ ان کے پیچھے آ جائیں گے یہ جونہی دعا کر کے پیچھے ہٹیں گے تو یہ حضرات، حضرت سیدنا مہدی علیہ الرضوان سے ان کا نام، پتہ، ولدیت وغیرہ تفصیلات ان سے پوچھیں گے۔ گفتگو کو آگے چلانے سے پہلے ایک بات عرض کئے دیتا ہوں۔

امام مہدی علیہ الرضوان کے متعلق امت مسلمہ کا نظریہ

میرے عزیز بھائیو! حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی حیات طیبہ پر جو حدیث مبارکہ ہیں، وہ تواتر کے ساتھ وارد ہیں۔ تواتر کا منکر مسلمان نہیں۔ اس لئے جو شخص سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کا انکار کرے گا، اسے ملحد اور زندیق کہیں گے۔ اسے یہ کہیں گے کہ اس

کا یہ عقیدہ اسلام کیخلاف عقیدہ ہے۔ مسلمانوں والا عقیدہ نہیں۔ میری بات سمجھ گئے ہو؟ البتہ حضرت سیدنا مہدی علیہ الرضوان کے متعلق جتنی احادیث ہیں، میں نے وہ ساری حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب کا تذکرہ کیا تھا۔ اس میں حضرت سیدنا مہدی علیہ الرضوان کے حالات اور واقعات پر وہ کتاب لکھی ہے۔ حدیث کی کتاب ہے ۵۰ یا ۱۰۰ صفحے کی، میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ حضرت سیدنا مہدی علیہ الرضوان کے متعلق جو خبریں ہیں، وہ تواتر معنوی کو پہنچتی ہیں۔ تواتر لفظی بایں معنی

☆...... ایک روایت ہے وہ ایک سند سے ثابت۔

☆...... ایک اور روایت ہے وہ دو سندوں سے ثابت۔

☆...... ایک اور روایت ہے وہ چار سندوں سے ثابت۔

☆...... ایک اور روایت ہے وہ پانچ سندوں سے ثابت۔

ان سب کا مفہوم ایک ہے۔ مل کر یہ تواتر معنوی کے درجے کو تو پہنچ جاتی ہیں۔ لیکن تواتر اسنادی یا آپ کہیں تواتر لفظی، یہ اس درجے کو نہیں پہنچ سکتی۔ تو اس لئے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا کہ جو حضرت سیدنا مہدی علیہ الرضوان کی آمد کا قائل نہیں ہو گا تو ہم اس پر کفر کا فتویٰ نہیں لگائیں گے۔ لیکن البتہ یہ ضرور کہیں گے کہ اس کا یہ عقیدہ اہل سنت کے عقیدے کیخلاف ہے اور یہ اس کا عقیدہ خارجیوں والا عقیدہ ہے۔

امام مہدی علیہ الرضوان کے متعلق غیروں کا نظریہ

اب یہاں ایک چھوٹی سی، ایک اور بات عرض کروں اور وہ یہ کہ دیکھئے! سیدنا مسیح علیہ السلام شخصیت ایک ہیں، یہودی ان کو معاذ اللہ! ان کے حسب ونسب پر طعن کرتے ہیں: ”وَقَوْلِهِمْ عَلٰى مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيْمًا“ (النساء: ۱۵۶) ﴿مریم علیہا السلام پر بڑا بہتان لگاتے ہیں۔﴾

یہ بدتمیزی کرتے ہیں۔ سیدنا مسیح علیہ السلام شخصیت ایک ہیں اور ان کے متعلق مسیحی حضرات تثلیث کا عقیدہ رکھتے ہیں۔ اور کئی مسیح علیہ السلام کو خدا کا بیٹا مانتے ہیں۔ شخصیت ایک ہے۔ یہودیوں کا عقیدہ کہ وہ ان کو معاذ اللہ! حلالی نہیں سمجھتے۔ مسیحوں کا عقیدہ کہ وہ مسیح علیہ السلام

کو خدا کا بیٹا سمجھتے ہیں۔ رہے مسلمان، ہم سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ رب العزت کا جلیل القدر پیغمبر اور رسول مانتے ہیں اور یہ ہے صراط مستقیم۔ یہ ہے اعتدال کی راہ۔ یہ ہے ''خَیْرُ الْاُمُوْرِ اَوْسَطُھَا'' اسی طرح آپ لے لیں سیدنا مہدی علیہ الرضوان کو، خارجی معاذ اللہ! ان کی آمد کے ہی منکر ہیں۔ کہتے ہیں کوئی مہدی وغیرہ نہیں ہوگا۔ یہ خارجیوں کا عقیدہ ہے۔ رہے ہمارے شیعہ کرم فرما، وہ حضرت سیدنا مہدی علیہ الرضوان کو معاذ اللہ! انبیاء سے بھی افضل قرار دیتے ہیں۔ لیکن ہماری بلا سے خارجیوں، شیعوں ان دونوں کا عقیدہ غلط۔ جیسے یہود اور نصاریٰ کا، کہ شخصیت ایک تھی، عقیدہ دونوں کا ان کے متعلق غلط وہ بھی غلط، یہ بھی غلط۔ یہودی بھی خارجی بھی، مسیحی بھی، شیعہ بھی، ایک شخصیت کے متعلق ایک نے تشدد کا راستہ اختیار کیا۔ ایک نے ان کی محبت کے اندر غلو کیا۔ پر دونوں غلط۔ ان کے متعلق بھی مسلمانوں کا عقیدہ صرف اتنا ہے کہ ہم سیدنا مہدی علیہ الرضوان کو اس لئے مانتے ہیں کہ ان کے متعلق محمد عربی ﷺ کا فرمان ہے۔

میری طرف دیکھو! آج سیدنا فاروق اعظمؓ طواف کرتے ہوئے بیت اللہ شریف کے اس محاذ پر پہنچے، جہاں پر حجر اسود لگا ہوا تھا۔ اسے دیکھ کر فرمایا کہ نہ تو نفع دے سکتا ہے اور نہ تو نقصان دے سکتا ہے۔ اگر میں نے رحمت عالم ﷺ کو نہ دیکھا ہوتا تیرا بوسہ لیتے ہوئے تو تیرا کبھی بھی بوسہ نہ لیتا: ''عَنْ عَابِس بْنِ رَبِیْعَةَ قَالَ رَأَیْتُ عُمَرَ یُقَبِّلُ الْحَجَرَ وَ یَقُوْلُ اِنِّیْ لَاَعْلَمُ اَنَّکَ حَجَرٌ مَا تَنْفَعُ وَلَا تَضُرُّ وَلَوْلَا اَنِّیْ رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یُقَبِّلُکَ مَا قَبَّلْتُکَ'' (مشکوۃ، باب ونول مکة والطواف، الفصل الثالث : ۲۲۸ قدیمی)

امام مہدی علیہ الرضوان کا مقام

میرے بھائیو! سیدنا مہدی علیہ الرضوان کے متعلق بھی ہمارا یہی مؤقف ہے۔ اگر رحمت عالم ﷺ کا فرمان نہ ہوتا تو ہمیں کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ ہم محمد عربی ﷺ کے نقش پاء کو تلاش کرتے پھر رہے ہیں اور یہ صرف سیدنا مہدی علیہ الرضوان کی بات نہیں۔ حضور سرور کائنات ﷺ نے جس جس چیز کے متعلق، جو جو کہہ دیا، وہ ہمارے ایمان اور عقیدے کا حصہ ہے۔

بھائیو! حضرت سیدنا مہدی علیہ الرضوان ہر چند اپنے زمانے میں حضور ﷺ کی امت میں سب سے افضل ترین شخصیت ہوں گے۔ لیکن وہ اپنی تمام عظمتوں کے باوجود کسی ایک صحابی رسول ﷺ کی شان کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔

بھائیو! ہمارے حضرت ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ نے ایک قول نقل کیا ہے کہ حضرت مہدی علیہ الرضوان کا مقام جو ہے وہ سیدنا ابوبکرؓ، سیدنا عمرؓ سے بھی افضل ہے۔ یہ علامہ ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ تعبیر رویا میں خوب ہیں۔ ان کا بڑا مقام تھا۔ لیکن معاف رکھنا، عقائد کے باب میں ان کا کوئی قول ہمارے لئے کوئی حجت نہیں۔ جس طرح ابن خلدون کے متعلق ہے کہ تاریخ کے اندران کا بڑا مقام ہے، وہ اپنے وقت میں تاریخ کے امام تھے۔ لیکن اگر حدیث کے بارے میں کوئی رائے دیں گے تو ان کی بات حجت نہیں۔

☆...... علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کی بات کو مانا جائے گا۔

☆...... امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی بات کو مانا جائے گا۔

☆...... علامہ انور شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی بات کو مانا جائے گا۔

محدثین کی لڑی یہ ہے ''لِكُلِّ فَنٍّ رِجَالٌ'' ہر ایک فن کے، ہر میدان کے علیحدہ مرد ہوا کرتے ہیں۔ تو میں آپ حضرات کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ سیدنا مہدی علیہ الرضوان اپنی تمام تر عظمتوں کے باوجود وہ کسی ایک صحابیؓ کی شان کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ ہاں اپنے زمانے میں پوری امت میں سب سے افضل اور اعلیٰ ہوں گے۔ دونوں باتوں کو اگر آپ دوست اعتدال کے ساتھ رکھیں گے تو ان شاء اللہ! آپ کو ترازو کے دونوں پلڑے برابر نظر آئیں گے۔ اس میں نہ افراط ہوگا، نہ اس کے اندر تفریط ہوگی۔ بالکل برابر سطح پر نظر آئیں گے۔ یہی سلامتی کی راہ ہے۔ یہی آپ حضرات کے بزرگوں کی راہ ہے۔ اللہ مجھے اور آپ کو اس پر استقامت نصیب فرمائے۔ آمین!

ایک لطیفہ

نوجوانو! آپ یہاں سے کھڑے ہوں۔ ادھر سامنے آ کے بیٹھ جائیں، آپ مجھے دیکھیں، میں آپ کو۔ ادھر ادھر نہ دیکھیں۔ اس پر لطیفہ۔

ایک بزرگ تھے اللہ پاک نے ان کے پاس ایک دن فرشتہ بھیجا کہ جو تم عبادت کرتے ہو یہ تو صرف جنت کی خاطر کرتے ہو۔ جہنم سے بچنے کی خاطر، تو تمہاری یہ تمام تر عبادت خود غرضی کی عبادت ہے۔ اگر ہم تمہاری اس عبادت کا لوگوں کو بتا دیں تو کوئی آدمی تمہارے ساتھ مصافحہ بھی نہ کرے۔ تو جو اللہ کا مقبول بندہ تھا، انہوں نے فرشتوں کی کلائی پکڑ کر کہا: جا کر رب کریم کی خدمت میں میری طرف سے عرض کرنا کہ اگر آپ میری عبادت کی حقیقت لوگوں کو بتا دیں گے تو میرے سے کوئی مصافحہ نہیں کرے گا۔ میں نے اگر آپ کی رحمت کی وسعت کا بتا دیا تو تجھے سجدہ کوئی نہیں کرے گا۔ یہ تو ہے نفس واقعہ کسی بزرگ کا فضائل کے ضمن میں، لیکن اگلی بات وہ خطیبوں کی ہے۔

صاحبزادہ افتخار صاحب تھے، فیصل آباد کے بریلوی مکتب فکر کے، وہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اگر میں نے تیری عبادت کا حال بتا دیا تو تجھے کوئی مصافحہ نہیں کرے گا۔ اس نے کہا: اللہ میاں سے جا کر کہو: میں نے آپ کی رحمت کی وسعت کا لوگوں کو بتا دیا تو آپ کو بھی سجدہ کوئی نہیں کرے گا۔ تو اللہ نے فرمایا فرشتے سے: جلدی جاؤ، اس بزرگ کے پاس اور ان سے جا کر کہو کہ:

”تو مینوں منی آ، میں تینوں منی آواں“ ﴿تو مجھے مانتا رہے، میں تجھے مانتا رہوں۔﴾

میں بھی اس نوجوان سے کہتا ہوں تو مجھے دیکھتا رہ اور میں تجھے دیکھتا رہوں۔

حضرت علیؓ اور امام مہدی علیہ الرضوان کی شان

بھائیو! میں عرض کرنا چاہتا ہوں بہت ہی سنجیدگی کے ساتھ کہ سیدنا مہدی علیہ الرضوان کے متعلق آپ حضرات کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ شخصیت ایک ہے، گروہ تین ہو گئے۔ مسیح علیہ السلام بھی شخصیت ایک تھی، گروہ تین ہو گئے۔ آپ میں سے بھی کوئی آدمی ان کے متعلق ہلکا جملہ نہیں کہنا چاہئے۔ ان کے متعلق شیعہ کرم فرما جو یہ کہتے ہیں، معاذ اللہ! وہ آئیں گے حد جاری کریں گے۔ انبیاء سے بھی افضل ہیں اور یہ ان کے خیالات ہیں۔ یہ ان کے عقیدے ہیں۔ سیدنا مہدی علیہ الرضوان کو اگر ہم طعن و تشنیع

کریں تو اس کا معنی یہ ہے کہ ان کا یہ عقیدہ ہو حاشا وکلا وہ ان سے بری ہیں۔ ان کا ان عقائد کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔

بھائیو! جس طرح آج کا یہ کرم فرما طبقہ سیدنا علی المرتضیٰؓ کی شان میں غلو کرتا ہے۔ حضرات حسنین کریمینؓ کی شان میں غلو کرتا ہے۔ باقی کی توہین کرتا ہے۔ ہم کو قرآن کہتا ہے ''رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ'' (الفتح: ۲۹) سیدنا علیؓ اور سیدنا ابو بکرؓ کی آپس میں کوئی لڑائی نہیں تھی۔ یہ لڑائی ان لوگوں نے بنائی ہے۔ ان کا قصور ہے۔ سیدنا ابو بکرؓ اور سیدنا علیؓ کا کوئی قصور نہیں۔ اسی طرح سیدنا مہدی علیہ الرضوان کے متعلق میں نے دیانت داری کے ساتھ آپ دوستوں کی خدمت میں جو بات کہنی تھی، میں نے کہہ دی۔

مولانا محمد یعقوب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ

اب اگلی بات عرض کرتا ہوں۔ حضرت سیدنا مہدی علیہ الرضوان کے متعلق ہمارے بزرگوں کا تو ذوق یہ رہا ہے کہ آپ کے دارالعلوم دیوبند کے بزرگ تھے جنہیں دنیا مولانا محمد یعقوب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کہتی ہے۔ مولانا محمد یعقوب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ بیک وقت بہت بڑے عالم دین بھی تھے اور بہت بڑے اپنے وقت کے شیخ بھی۔ مولانا محمد یعقوب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کو کسی نے کہا کہ حضرت سیدنا امام مہدی علیہ الرضوان کے متعلق کیا خیال ہے؟۔ انہوں نے کھڑے کھڑے یوں آنکھیں بند کیں اور سائل کو لگے کہنے، میں تو یہاں کھڑے ہوئے حضرت امام مہدی علیہ الرضوان کی فوج کے گھوڑوں کے ٹاپوں کے چلنے کی آواز سن رہا ہوں۔ اگلی بات اور عرض کرتا ہوں: ہمارے حضرت مولانا محمد یعقوب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ ایک دفعہ تشریف لے گئے مکہ مکرمہ اور جا کر مکہ مکرمہ کے جو کلید بردار ہیں بیت اللہ شریف کے، جن کے پاس چابی ہوتی ہے۔ ان سے جا کر کہا: میں سیدنا مہدی علیہ الرضوان کی فوج میں شامل ہونا چاہتا ہوں۔ میں ان کے جہاد میں حصہ دار بننا چاہتا ہوں۔ مہربانی فرما کر آپ میری معاونت کریں۔ وہ جو کلید بردار کعبہ تھا، وہ اس پر چونک اٹھا اور بہت پریشانی کے عالم میں کہا کہ حضرت! آپ نے تو عجیب میری ڈیوٹی لگا دی۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ پتہ نہیں حضرت امام مہدی علیہ الرضوان کب آئیں گے۔ وہ تو قیامت کی نشانیوں

میں سے ایک نشانی ہیں۔ پتہ نہیں کب آئیں گے۔ نہ قیامت کا کسی کو پتہ نہ امام مہدی علیہ الرضوان کا کسی کو پتہ۔ تو میں آپ کی کیا مدد کرسکتا ہوں؟۔ آپ بھی اس وقت زندہ ہوں گے یا نہیں۔ میں بھی اس وقت زندہ ہوں گا یا نہیں۔ آپ عجیب بزرگ ہیں، مطالبہ وہ کر رہے ہیں کہ نہ میں پورا کرنے کی پوزیشن میں۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟۔ مولانا محمد یعقوب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا! میں ایک تجویز لے کر آیا ہوں۔ جو بیت اللہ کے کلید بردار تھے، وہ کہنے لگے: وہ کیسے؟ مولانا یعقوب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: تجویز بھی لایا ہوں اور اس پر دلیل بھی۔

چلیں بھائیو! ایک بات میں بھی اپنے ذوق کی کئے دیتا ہوں اور اس پر دلیل بھی۔ ان شاء اللہ! جو شخص قادیانیت کے فتنے کے خلاف کام کرے گا، رب کعبہ کی قسم! جہنم میں نہیں جائے گا۔ جو شخص محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ختم نبوت کا کام کرے گا، کبھی بھی جہنم میں نہیں جائے گا۔ میں اس پر دلیل یہ عرض کرتا ہوں۔ بھائیو! ہم نے ساری زندگی قادیانیت کے خلاف کام کیا۔ کبھی خواب میں بھی قادیانیوں کے ساتھ سمجھوتہ نہیں کیا۔ لڑائیاں ہوئیں، مقابلے ہوئے، مناظرے ہوئے، خواب میں بھی کبھی ان کے ساتھ سمجھوتہ نہیں کیا۔ خواہ میٹنگ ملکی مفاد کے لئے ہو یا امن وامان کے حوالہ سے انتظامی ہو، ڈی سی او کرے۔ انہوں نے کہا: جی شہر کی میٹنگ بلاتے ہیں امن کی۔ آپ بھی آ جائیں اور قادیانی بھی۔ آپ بھی شہر کے باسی اور وہ بھی۔ ہم نے کہا: قادیانیوں سے علیحدہ میٹنگ کرلو، ہم علیحدہ میٹنگ کریں گے۔ قادیانیوں کو اپنے ساتھ برابر کی حیثیت دے کر قادیانیوں کو اپنا حریف مان کر ان کے ساتھ بیٹھ جائیں۔ ایسا کرنے کے لئے تیار نہیں۔

ختم نبوت کا مسئلہ بہت ہی حساس

بھائیو! میری دلیل سنو، اگر آپ اور میں ختم نبوت کے مسئلے میں اتنے حساس ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دشمنوں کو ایک سیکنڈ کے لئے اپنے ساتھ برداشت نہیں کرتے تو قادیانی تو جائیں گے جہنم میں۔ اللہ، ہم سے زیادہ غیرت والے ہیں۔ وہ ہمیں اور قادیانیوں کو ایک ساتھ کیسے برداشت کرے گا۔ اس لئے ختم نبوت کا کام کرنے والا کبھی بھی جہنم میں نہیں

جائے گا۔ البتہ قبر کا ڈر لگتا ہے۔ قبر اکیلی، اکیلی ہے۔ وہاں تو اس طرح کا سوال نہیں۔ وہاں تو ہے، یہاں نہیں۔ اس لئے مولانا محمد یعقوب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ بھی گئے کلید بردار کعبۃ اللہ کے پاس کہ میں سیدنا مہدی علیہ الرضوان کے جہاد میں شریک ہونا چاہتا ہوں۔ آپ میرے ساتھ تعاون کریں، میں شریک ہو جاؤں گا۔ تو اس نے کہا: حضرت! وہ کیسے؟ فرمایا! میں ایک تجویز بھی لایا ہوں اور دلیل بھی۔ فرمایا! حضرت کونسی دلیل؟ مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ وہ یاد ہے روایت آپ کو؟۔ روایت میں ہے کہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آج تشریف لائے بیت اللہ میں، نماز پڑھنے کے لئے بیت اللہ کا چابی بردار تھا اسے بلا کر فرمایا! کھول دے دروازہ، میں اندر دو نفل پڑھ لوں۔ اس نے کہا اجازت نہیں۔ پھر انقلاب آیا، محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ دیکھو فاتح بن کے مکہ مکرمہ میں تشریف لائے۔ چابی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ میں، فرمایا: بلاؤ اس آدمی کو جو بیت اللہ کا چابی بردار تھا۔ اسے بلایا گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سرورکائنات نے فرمایا: میاں! یاد ہے میں نے تمہیں کہا تھا نفل پڑھنے کی اجازت دے دو۔ تم نہیں مانتے تھے۔ اس نے گردن جھکائی۔ مارے ندامت کے کہا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! یاد ہے۔ فرمایا: اب بتاؤ! یہ چابی کس کے پاس ہے؟ اس نے کہا جی محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کسے ملے گی؟ اس نے کہا جسے آپ دیں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر آج میں نے ہی دینی ہے، تو لو، میں تمہارے سپرد کرتا ہوں۔ وہ تمہارا طرز عمل تھا۔ یہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا طرز عمل ہے۔ آج میں تمہارے سپرد کرتا ہوں اور ایسے سپرد کرتا ہوں کہ قیامت تک تم سے کوئی یہ چابی لے نہیں سکے گا۔

(تفسیر ابن کثیر سورۃ النساء، آیۃ ۵۸، ص ۳۰۸ مکتبہ رشیدیہ)

کلید بردار نے کہا: حضرت! یہ روایت یاد ہے۔ حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کہ اب رہی یہ بات کہ قیامت تک کوئی یہ نہیں لے سکے گا۔ اس کا معنی یہ ہے کہ اس کلید بردار کا خاندان قیامت تک زندہ رہے گا۔ یہ اس کی اولاد در اولاد، اوروں کی نسلیں تو ختم ہو جائیں گی، لیکن اس کی نسل ختم نہیں ہوگی۔ کوئی تم سے اور تمہارے خاندان سے نہیں لے سکے گا۔ تو اس نے کہا: جی! حدیث تو یاد ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسی طرح فرمایا۔

حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس کا معنی یہ ہے کہ حدیث کی روشنی میں

حضرت مہدی علیہ الرضوان بیت اللہ میں آئیں گے اور آپ بیت اللہ کے چابی بردار ہوں گے۔ آپ نہ سہی آپ کا بیٹا، آپ کا بیٹا نہ سہی اس کا بیٹا وغیرہ وغیرہ۔ آخر جب کبھی سیدنا مہدی علیہ الرضوان قیامت سے پہلے بیت اللہ تشریف لائیں گے تو آپ کی نسل میں سے جو شیخ اس وقت بیت اللہ شریف کا چابی بردار ہوگا۔ اس کے پاس چابی ہوگی اس کی تو حضرت امام مہدی علیہ الرضوان سے ملاقات ہو جائے گی۔

بھائی دلیل کیسی؟ مل کر کہو خوب۔ خوب نہیں، بہت خوب! انہوں نے کہا ان سے ملاقات ہو جائے گی۔ جب ملاقات ہو میں دیوبند سے چلتے ہوئے ایک قرآن مجید غلاف چڑھوا کر لے آیا ہوں ساتھ اور حمائل چھوٹی سی۔ ایک تلوار خوبصورت تیار کروا کے نیام میں بند کروا کے لے آیا ہوں۔ یہ دو چیزیں آپ اپنے پاس رکھ لیں۔ آپ مریں تو بیٹے کو وصیت کر دیں۔ وہ مرے تو اپنے بیٹے کو وصیت کر دے۔ وصیت در وصیت یہ دو چیزیں منتقل ہوتی جائیں۔ جب کبھی جس وقت تمہارے خاندان کی امام مہدی علیہ الرضوان سے اس وقت ملاقات ہو جائے، یہ چیزیں ان کو دے دینی ہیں۔ اگر انہوں نے قبول کر لیں تو میں امام مہدی علیہ الرضوان کے جہاد میں شریک ہو گیا۔ بھائیو! یہ ہے ذوق اہل سنت کا سیدنا مہدی علیہ الرضوان کے متعلق۔ (تفسیر ابن کثیر، ایضاً)

موافقات عمرؓ

میرے بھائیو! امام مہدی علیہ الرضوان طواف کریں گے۔ طواف کی حالت میں ان کو پہچانا جائے گا۔ شام کے ابدال پہچانیں گے۔ یہ ملتزم سے پیچھے ہٹے ہیں۔ یہ سامنے ملتزم ہے، وہاں بیت اللہ کا دروازہ ہے۔ اس ملتزم سے تھوڑا سا اس طرف آؤ یہ تقریباً زیادہ سے زیادہ دس، پندرہ قدم وہاں پر مقام ابراہیم ہے اور مقام ابراہیم وہ ہے جہاں پر سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے نقش قدم موجود ہیں۔

بھائیو! توجہ کرو اس امر پر۔ بہت ساری شخصیات ہوں گی، مجھے نہیں یاد لیکن دو کا تو آپ سے تذکرہ کیے دیتا ہوں۔ دیکھو، نقش قدم لگا ہے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا پتھر پر۔ آج بھی وہ اسی طرح موجود ہے کہ وہاں پر کھڑے ہو کر نماز پڑھنی چاہیے۔ یہ سیدنا فاروق اعظمؓ

کی رائے ہے: ”وَاتَّخَذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى“ اور یہ فاروق اعظمؓ وہ ہیں جن کی رائے کے مطابق اللہ نے آسمان سے قرآن بنا کر نازل کر دیا: ”مَنْ كَانَ رَأْيُهٗ مُوَافِقًا بِالْكِتَابِ“ (مشکوٰۃ، باب مناقب عمرؓ: ۵۵۸) ﴿جو رائے قرآن کے موافق تھیں۔﴾

بھائیو! ہمارے حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مستقل رسالہ لکھا، اس کو کہتے ہیں موافقات عمرؓ، اس میں انہوں نے صرف بحث کی کہ وہ کون کون سی آیات ہیں قرآن میں جو حضرت سیدنا فاروق اعظمؓ کی رائے کے مطابق عرش والے نے نازل کیں۔ فرش پر تجویز پیش کی، عرش سے منظوری آ گئی۔ اللہ نے قرآن میں تذکرہ کر دیا۔ انہیں موافقات عمرؓ کہا جاتا ہے۔ خیر یہ ہے مقام ابراہیم علیہ السلام۔

نورالدین زنگی رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ

چلئے! بات سے بات نکلتی ہے۔ دنیا میں دو شخصیتیں ایسی ہیں کہ جن کے تلووں کو دو شخصیتوں نے بوسے دیئے ہیں۔ محمد عربی ﷺ کے تلووں کو دو افراد نے بوسے دیئے ہیں۔ میرے بھائیو! عالم بیداری میں دیئے، ایک تو سیدنا جبرئیل امین معراج کی رات جب تشریف لائے، انہیں کہا گیا کہ محمد عربی ﷺ کو یوں پکڑ کر ہلانا نہیں، یوں جگانا نہیں۔ اپنے پَر رحمت عالم ﷺ کے تلووں کے ساتھ لگا دیں گے، آپ کے پروں کی ٹھنڈک آپ ﷺ کے پیروں کو پہنچے گی تو وہ بیدار ہوں گے تو معراج کے لئے لے آئیں۔ انہوں نے اپنے وہ پَر جس کے ساتھ سارے آسمانوں کی فضاؤں میں پھرا کرتے تھے، وہ آج محمد عربی ﷺ کے تلووں کے ساتھ لگے ہیں۔ اس کو بوسے کے ساتھ تعبیر کر رہا ہوں۔

دوسرے ہیں بزرگ جنہیں نورالدین زنگی کہا جاتا ہے۔ یہ نورالدین زنگی وہ ہیں کہ ان کو خواب میں رحمت عالم ﷺ نے فرمایا تھا کہ: ”دو کتے ہیں، میرے اوپر حملہ کرنا چاہتے ہیں۔ نورالدین! پہنچو اور مجھے بچاؤ۔“ چنانچہ یہ وہاں سے چلے ہیں، آئے ہیں مدینہ طیبہ میں، پتہ کیا کہ دو یہودی تھے۔ ایک طرف سے انہوں نے ڈیرہ ڈال رکھا تھا۔ دن رات وہ نیچے سے سرنگ کھودتے رہتے تھے۔ مٹی اکٹھی کرتے رہتے تھے۔ رات کو وہ باہر ویرانے میں لا کر ڈال دیتے تھے۔ وہ رحمت عالم ﷺ کے جسد اقدس کو اور شیخین کے جسد اقدس کو

زحمت دینا چاہتے تھے۔ وہاں تک پہنچنے کے درپے تھے۔

اللہ نے خواب میں نورالدین زنگی کو زیارت کرائی رحمت عالم ﷺ کی۔ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا: پہنچو نورالدین، اگلے دن آ کر دیکھا مدینہ طیبہ میں، پتہ نہیں وہ آدمی کون ہیں؟۔ تجویز اختیار کی کہ میں بادشاہ ہوں اور اہل مدینہ کی دعوت کرنا چاہتا ہوں۔ جس کے لئے ایک بڑا پنڈال تیار کیا گیا۔ گیٹ کے اوپر خود بیٹھ گئے۔ مہمانوں کو آتے جاتے دیکھتے رہے۔ مہمان آتے رہے، کھانا کھاتے رہے۔ آ رہے ہیں، جا رہے ہیں۔ یہ بیٹھے ہیں اپنے شکار کے انتظار میں۔ تب بھی وہ نظر نہیں آئے۔ پوچھا: سارا مدینہ کھا گیا؟ انہوں نے کہا: جی! سارے مدینہ نے کھانا کھا لیا۔ انہوں نے کہا: پتہ کرو کوئی رہ تو نہیں گیا۔ انہوں نے کہا: ہاں، دور ویرانے میں ایک جھونپڑی سی ہے۔ دو صوفی وہاں رہتے ہیں۔ ان کا پتہ کرو۔ انہوں نے کہا: وہ کہتے ہیں کہ بادشاہوں کے دروازوں پر ہم مسکین کیوں کر جائیں؟۔ فرمایا: وہ نہیں آتے، میں چلتا ہوں۔ وہاں گئے، جا کر جھونپڑی کو کھولا۔ ان دو آدمیوں کو دیکھا۔ نورالدین دیکھتے ہی پکار اٹھا ''وَاللّٰهُ هٰذَانِ کَلْبَانِ'' یہ وہ دو کتے ہیں جو مجھے خواب میں دکھائے گئے تھے، ان کو گرفتار کیا گیا اور اس جھونپڑی کی تلاشی لی گئی۔ جھونپڑی میں ایک چٹائی تھی، وہ چٹائی ہٹائی گئی۔ چٹائی کے نیچے پتھر تھا، اس کو ہٹایا گیا۔ جب اس کو ہٹایا گیا تو نیچے سرنگ تھی۔ نورالدین نے اس سرنگ میں چلنا شروع کیا۔ چلتے چلتے وہ محمد عربی ﷺ کے روضہ اقدس تک پہنچا۔ ایک بالشت مٹی باقی تھی، صرف ایک بالشت۔ صرف ایک بالشت مٹی باقی تھی۔ نورالدین پہنچا، میرے رب کی شان کو دیکھیں، میرے رب کے کرم کو دیکھیں، کریم کے فیصلے اپنے ہوتے ہیں:

☆...... وہ فیصلہ کرنے پر آئے، بلال ؓ کو حبشہ سے بلا کر نواز دیتا ہے۔

☆...... وہ رد کرنے پہ آئے، تو ابوجہل کو گھر سے نکال کر مردود کر دیتا ہے۔

یہ اس کریم کے اپنے فیصلے ہیں میاں! یہ نورالدین وہاں پہنچے۔ مٹی از خود ہٹی، حضور ﷺ کے قدم ظاہر ہوئے۔ اللہ نے جتنی طاقت دی ہے، سب کہہ دیں زور سے، کیا ہوا؟ مٹی ہٹی۔ جی! مٹی ہٹی، رحمت عالم ﷺ کے قدمین مبارک میرے ماں، باپ، روح اور جسم، آل اولاد قربان آپ ﷺ کے قدم مبارک ظاہر ہوئے۔ نورالدین زنگی رحمۃ اللہ علیہ نے

رحمت عالم ﷺ کے قدموں کے بوسے لیئے۔ پھر مٹی اکٹھی کردی گئی۔ ان دو آدمیوں کو تختہ دار پر لٹکا دیا گیا۔ ادھر بنیاد کھود کر نیچے تک سیسہ ڈال کر اسے بند کر دیا گیا، تاکہ دنیا کا کوئی بدنصیب آپ ﷺ تک نہ پہنچ سکے۔

امام مہدی علیہ الرضوان سے بیعت

بھائیو! میں عرض کرنا چاہتا ہوں مقام ابراہیم علیہ السلام پر سیدنا مہدی علیہ الرضوان، میرے دوستو، توجہ کرو! میں آپ سے عقائد کی بات کر رہا ہوں۔ سیدنا مہدی علیہ الرضوان سے مقام ملتزم پر:

☆...... ان سے ملاقات ہوگی۔
☆...... ان سے نام پوچھیں گے۔
☆...... ان کی ولدیت پوچھیں گے۔
☆...... ان کی قومیت پوچھیں گے۔
☆...... ان کی عمر کو دیکھیں گے۔
☆...... ان سے تفصیلات پوچھیں گے۔
☆...... ان کے ہاتھ پر بیعت ہوگی۔

ایک روایت کے مطابق بیعت کرنے والے مسلمانوں کی تعداد، اس دن تین سو تیرہ ہوگی۔ ایک روایت میں ایسے آتا ہے سیدنا مہدی علیہ الرضوان، یہ جب ہم ظہور کا لفظ بولتے ہیں۔ ظہور ایک ہے شیعہ حضرات کا، ان کا یہ عقیدہ ہے کہ وہ حضرت حسن عسکری کی اولاد ہیں۔ پیدا ہو چکے ہیں اور غار میں چھپے ہوئے ہیں۔ ہمارے خیال میں یہ نظریہ بالکل غلط ہے۔ ہم جب کہتے ہیں ظہور ہوگا، ظہور باایں معنی یہ قیامت کے قریب پیدا ہوں گے۔ جب چالیس سال کی عمر کو پہنچیں گے، تب پہچانے جائیں گے۔ ہم ظہور کا لفظ ان معنوں میں استعمال کرتے ہیں۔ میری بات سمجھ گئے، میں یہ اس لئے کہہ رہا ہوں کہ آپ اگر لفظ ظہور کا مطلقاً انکار کر دیں گے۔ آپ کی بعض احادیث کی کتابوں میں ظہور امام مہدی علیہ الرضوان کا باقاعدہ باب موجود ہے۔ جیسے ابن ماجہ اور صحاح ستہ کی کتابیں ہیں، اس لئے بات ایسی کہو

کہ بات ایسی فٹ آئے کہ کوئی آدمی پھر اس میں دراڑ نہ ڈال سکے۔

بیعت کے بعد کی زندگی

بھائیو! میں عرض کرنا چاہتا ہوں وہاں پر بیعت ہوگی اور حضرت سیدنا مہدی علیہ الرضوان کی بیعت کے بعد ۹ سال تک یہ زندہ رہیں گے۔(مشکوٰۃ، باب اشراط الساعۃ:۴۷۱ قدیمی)

کل کتنا عرصہ ہوا ۴۹/ سال، سیدنا مہدی علیہ الرضوان۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا جب نزول ہوگا، دو سال ان کے ساتھ رہیں گے۔ دو سال ایک ساتھ رہیں گے تو ۴۷ سال عمر ہوگی سیدنا مہدی علیہ الرضوان کی۔ جب سیدنا مسیح علیہ السلام کا نزول ہوگا۔ حضرت سیدنا مہدی علیہ الرضوان کے ظہور کو کچھ سال گزریں گے۔ اطلاع ملے گی کہ شام کے علاقے میں دجال کا خروج ہو گیا ہے۔

دجال کا فتنہ

بھائیو! توجہ رکھو، مسیح علیہ السلام کے لئے میں نے نزول کا لفظ استعمال کیا، مہدی علیہ الرضوان کے لئے ظہور کا اور دجال کے لئے خروج کا۔ اب آپ حضرات اس بات کو اتنا ضرور یاد رکھیں گے۔ نزول، ظہور اور خروج کا۔ ان شاء اللہ! بہت ساری حدیث کی کتابوں کے ترجمۃ الباب سے سمجھنے میں آپ کو آسانی ہوگی۔ سیدنا مہدی علیہ الرضوان کو اطلاع ملے گی، دجال کا خروج ہو گیا ہے۔ فرمایا محمد عربی ﷺ نے: کہ دجال کا خروج شام اور عراق کے درمیانی راستے سے ہوگا۔ (مسلم ج۲، ص۴۰۱) اور فرمایا رحمت عالم ﷺ نے کہ:

☆ ...... کوئی کچا، پکا مکان۔
☆ ...... کوئی گھر یا بستی۔
☆ ...... کوئی دیہات یا شہر۔
☆ ...... کوئی پہاڑ یا دریا۔
☆ ...... کوئی سنگلاخ وادی۔
☆ ...... کوئی پہاڑوں کی چوٹیاں۔
☆ ...... کوئی سمندروں کی تہہ۔

پوری روئے زمین پر کوئی جگہ ایسی نہیں ہوگی، جہاں وہ یا اس کے فتنے کے اثرات نہ پہنچیں۔ نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ کوئی اللہ کا نبی ایسا نہیں گزرا جس نے اپنی قوم کو دجال کے فتنے سے نہ ڈرایا ہو۔ (مسلم ج۲،ص۳۹۹)

حضور ﷺ فرماتے ہیں: اے امت محمدیہ! ''اَنَا آخِرُ الْاَنْبِیَّاءِ وَاَنْتُمْ آخِرُ الْاُمَمِ'' (ابن ماجة: ۲۹۷) ﴿نبیوں میں سے میں آخری اور امتوں میں سے تم آخری۔﴾

ایک اور بات، فرمایا محمد عربی ﷺ نے: ''اَنَا حَظُّکُمْ مِنَ الْاَنْبِیَّاءِ وَ اَنْتُمْ حَظِّیُ مَنِ الْاُمَمِ'' (الدر المنثور للسیوطی بحواله مسند احمد: ج۲، ص۴۸) ﴿نبیوں میں سے میں محمد ﷺ تمہارے حصے میں آیا ہوں اور امتوں میں سے تم میرے حصے میں آئے ہو۔﴾

چوں بشانش نگاہ موسیٰ کرد شدن از امتش تمنا کرد

بھائیو! ذرا توجہ کرو! سیدنا موسیٰ علیہ السلام جب کبھی اپنی کتاب میں رحمت عالم ﷺ کے تذکرے پڑھتے تھے، درخواست کرتے تھے اللہ کے حضور کہ: یا اللہ! مجھے بھی حضور ﷺ کا امتی بنا دے۔

دجال کی پہچان

میرے بھائیو! ذرا سوچو، اپنے مقدر کو کہ اللہ نے آپ کو اور مجھے بن مانگے محمد عربی ﷺ کا امتی بنا دیا۔ سمجھ رہے ہو، میں عرض کرنا چاہتا ہوں۔ فرمایا نبیوں میں سے کوئی ایسا نبی نہیں گزرا جس نے اپنی امت کو دجال کے فتنے سے نہ ڈرایا ہو۔ (مشکوٰۃ:۴۷۶)

فرمایا: میری امت امتوں میں سے آخری اور میں نبیوں میں آخری نبی۔

(ابن ماجہ:۲۹۷)

میں تمہیں ایسی تفصیلات بتاتا ہوں اگر تم نے وہ یاد رکھیں تمہیں کوئی فتنہ نقصان نہیں پہنچائے گا۔ فرمایا رحمت عالم ﷺ نے کہ وہ دعویٰ خدائی کا کرے گا۔ (مشکوٰۃ:۴۷۷)

اس کی آنکھوں میں نقص ہوگا۔ یہ جو ہمارے مولوی صاحبان نے یاد کر رکھا ہے کہ دجال ایک آنکھ سے کانا ہوگا، شریفو! (فِیْ عَیْنَیْهِ سُوْءٌ) اس کی دونوں آنکھوں کے اندر نقص ہوگا۔ ایک اس کی آنکھ بے نور ہوگی اور انگور کے دانے کی طرح باہر کو نکلی ہوئی اور

دوسری ڈم لائٹ ہوگی اندر کو بیٹھی ہوئی۔فرمایا رحمت عالم ﷺ نے، وہ دعویٰ خدائی کا کرے گا۔اس کی آنکھوں میں نقص ہوگا۔ (مشکوٰۃ:۴۷۶) فرمایا رحمت عالم ﷺ نے کہ دجال کی آنکھوں میں کور پن، اوراس پاؤں میں ٹیڑھا پن ہوگا۔ماشاءاللہ! وہ (قادیانی) نبی تھے، یہ خدا (دجال) جارہے ہیں۔

بھائیو! میں درخواست کرنا چاہتا ہوں حضور ﷺ نے ارشادفرمایا: خدا عیبوں سے پاک۔شریفو! خدا صرف عیبوں سے پاک نہیں بلکہ دنیا کے عیبوں کو دھونے والی ذات ہے۔ اے پروردگارعالم! ہمارے عیبوں کو بھی دھودے۔بدل دے ہماری بدیوں کو نیکیوں کے ساتھ۔کیا مشکل ہے تیرے سامنے خداوند! میں درخواست کررہا تھا کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: دعویٰ خدائی کا کرے گا۔آنکھوں کا توازن اپنا ٹھیک نہیں ہوگا۔حضور ﷺ نے فرمایا! امت، یادرکھو خدا ایسے نہیں ہوتا۔ (مسلم: ج۲،ص ۳۹۹)

تم بھی مل کر کہہ دو کہ خدا......؟ ایسے نہیں ہوتا۔

میاں! کائنات کا نظام غلط ہوسکتا ہے۔اللہ کے نبی کی بات غلط نہیں ہوسکتی۔یاد رکھو مسئلے کو میرے بھائیو! میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آج تک جتنے فتنے آئے، یا قیامت تک جتنے فتنے آئیں گے۔حضور ﷺ فرماتے ہیں ان تمام فتنوں میں سے سب سے زیادہ خطرناک فتنہ، دجال کا فتنہ ہوگا۔ (مشکوٰۃ، باب العلامات بین یدی الساعۃ وذکرالدجال:۴۷۲)

فرمایا: اس زمانے میں مسلمانوں کے لئے ایمان بچانا اس طرح مشکل ہوجائے گا جس طرح ہاتھ کی ہتھیلی پرآگ کا انگارہ رکھنا مشکل ہے۔ (مشکوٰۃ، باب تغیرالناس:۴۵۹)

ہاں! رحمت عالم ﷺ نے فرمایا: اس زمانے میں جو آدمی اپنے ایمان پر قائم رہے، میں محمد ﷺ اس آدمی کو سلام کہتا ہوں۔

سیدہ خدیجہؓ کی فضیلت

بھائیو! ایک موقع پر حضرت خدیجہؓ نے بھی آپ حضرات کو سلام کہا تھا۔آج جبرئیل امین آئے نا محمد عربی ﷺ کے پاس، آ کر کہنے لگے، یارسول اللہ ﷺ! اللہ تعالیٰ خدیجہؓ کو سلام پیش کرتے ہیں۔حضور ﷺ نے حضرت خدیجہؓ کو بلایا اور بلا کے فرمایا: خدیجہ! یہ

جبرئیل ہیں، اللہ کا سلام لے کر آئے ہیں آپ کے پاس، اتنے میں سیدنا جبرئیل نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! میری طرف سے بھی خدیجہؓ کو سلام پہنچے۔ فرمایا جبرئیل بھی سلام بھیجتے ہیں۔ پھر حضور ﷺ نے فرمایا: خدیجہ! خدا کا بھی تیرے پاس سلام آیا، جبرئیل نے بھی تجھے سلام کیا۔ میں محمد عربی ﷺ بھی تمہیں سلام کہتا ہوں۔

سیدہ خدیجہؓ نے اس پر جواب میں کہا تھا، ''اِنَّ اللّٰهَ هُوَ السَّلَام'' اللہ تو ہیں ہی سلام، جبرئیل کو بھی میرا سلام پہنچے۔ محمد عربی ﷺ! آپ کو بھی میرا سلام پہنچے۔ محمد عربی ﷺ! قیامت تک آپ ﷺ کی جو اس روایت کو سنے، ان سب کو میرا سلام پہنچے۔ مل کر کہہ دو کہ اللہ! ہم سب کی طرف سے بھی حضرت سیدہ خدیجہؓ کو سلام پہنچے۔ (مستدرک حاکم: ج۲،۱۸۶)

دجال کی شعبدہ بازیاں

میں درخواست کرنا چاہتا ہوں حضور ﷺ نے فرمایا کوئی مکان ایسا نہیں ہوگا کہ دجال یا اس کے فتنے کے اثرات نہ پہنچیں۔ عزیزو! اس کے فتنوں کا یہ عالم ہوگا کہ اگر دجال کسی مردے کو بلا کر کہے گا کہ ادھر آؤ، وہ سامنے آئے گا، آرا رکھے گا۔

☆...... اس کے سر کو چیرے گا۔

☆...... اس کی ناک کو چیرے گا۔

☆...... اس کے ہونٹوں کو چیرے گا۔

☆...... اس کے جسم کو چیرے گا۔

حتیٰ کہ دو ٹکڑے کر دے گا۔ بھائیو! دو ٹکڑوں کو کہے گا مل جاؤ آپس میں، وہ مل جائیں گے۔ دجال ان کو پکار کر کہے گا: تمہیں میں نے ذبح کر کے جوڑ دیا ہے۔ اب تو تم مجھے مانتے ہو؟ وہ مومن کہے گا: پہلے تو مجھے شک تھا، لیکن اب تو مجھے یقین ہے کہ تیرے جیسا دجال ہی کوئی نہیں۔ دوبارہ کوشش کرے گا دجال۔ حضور ﷺ نے فرمایا: وہ دوبارہ قادر نہیں ہوگا۔ (مسلم: ج۲،ص۴۰۲)

ایک دفعہ فتح ہوا ہے افغانستان، دوبارہ نہیں۔ جو تم نے راکھ کھانی تھی کھالی، اب حساب کا وقت ہے ان شاء اللہ۔

میں عرض کررہا ہوں آپ دوستوں سے کہ دجال ایک مسلمان کو کہے گا میاں! تم مجھے نہیں مانتے، اپنے ماں باپ کی قبر پر لے جاؤ، تمہارے ماں باپ قبر سے نکل کر میری خدائی کا اقرار کرلیں تو مان لوگے؟ وہ ساتھ لے گئے۔ وہ کہے گا یہ:

☆ ...... یہ میرے باپ کی قبر ہے۔

☆ ...... یہ میری ماں کی قبر ہے۔

دجال اشارہ کرے گا اس کے ماں، باپ کی شکل اختیار کرکے شیطان قبر سے باہر نکل آئیں گے۔ یہ سمجھے گا میرے ماں، باپ ہیں۔ وہ ماں، باپ نہیں شیطان ہوں گے۔

(مشکوٰۃ، باب العلامات بین یدی الساعۃ وذکرالدجال:۴۷۷)

سیدنا مسیح ابن مریم علیہ السلام کا نزول

آج کل ضعیف الاعتقادی کا یہ عالم ہے کہ اگر ایک آدمی سر میں راکھ ڈال کے، کپڑے اتار کے، ننگا پھرنا شروع کردے، بعض ضعیف الاعتقاد کہتے ہیں کہ ماشاء اللہ! حضرت پہنچی ہوئی سرکار ہیں۔ جب ضعیف الاعتقادی کا یہ عالم ہے کہ جو آدمی شریعت کی حدود کو توڑ دے، کہتے ہیں: یہ پہنچا ہوا ہے۔ اگر ان کے سامنے کوئی آدمی قبر کو پھاڑ کے لائے زندہ، کیا چودہ طبق کے ایمان خراب کرنے کے لئے یہ خبر کافی نہیں؟ اس تیزی کے ساتھ بے دینی پھیلے گی اللہ ان کی مدد کے لئے ایک فرشتے کو آسمانوں سے روانہ کریں گے۔ آدمی بائی روڈ جارہا ہے۔ ایک آدمی بائی ایئر آرہا ہے۔ یہ مسلمانوں کے ساتھ مسلح ہوکے جارہا ہے اور وہ ''وَاضِعًا کَفَّیْهِ عَلٰی اَجْنِحَةِ مَلَکَیْنِ'' (مشکوۃ:۴۷۳) دو فرشتوں کے پروں پر ہاتھ رکھے ہوئے آیا ہے۔ میں آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں:

☆ ...... جو مکہ سے چلے، انہیں محمد (مہدی) کہتے ہیں۔

☆ ...... جو آسمانوں سے آیا، انہیں مسیح علیہ السلام کہتے ہیں۔

☆ ...... جو مکہ سے چلے، ان کے والد کا نام عبداللہ ہے۔

☆ ...... جو آسمانوں سے آئے، بغیر باپ کے پیدا ہوئے۔

☆ ...... جو مکہ سے چلے، وہ سادات سے ہے۔

☆...... جو آسمانوں سے آیا، وہ بنی اسرائیل میں سے ہے۔
☆...... انہیں مہدی علیہ الرضوان کہا جاتا ہے۔
☆...... انہیں مسیح علیہ السلام کہا جاتا ہے۔

بولو! آدمی ایک ہے یا دو ہیں؟ بولو: سیدنا مسیح علیہ السلام آئیں گے اور آب وتاب کے ساتھ آئیں گے۔

سیدنا مسیح ابن مریم علیہ السلام کا حلیہ مبارک

فرمایا محمد عربی ﷺ نے: جس وقت سیدنا مسیح علیہ السلام آئیں گے، ان کے سر کے بالوں سے پانی ٹپک رہا ہوگا جیسے ابھی غسل کر کے آئے ہیں۔ (مسلم: ج۲، ص۴۰۱)

روایتوں میں دو قسم کے الفاظ آتے ہیں۔ ہمارے محدثین حضرات نے اس کی توجیہ کی ہے۔ ایک تو یہ کہ ان کے سر کے بال اس طرح گھنگریالے ہوں گے کہ ان کو تری نہ بھی پہنچی ہو تب بھی، دور سے پتہ ایسے چلے گا جیسے موتیوں کی طرح بل کھاتے ہوئے ایک ایک دانہ موتی کی طرح چمکتا دمکتا، ایک گھونڈل نظر آئے گا۔ ایک تو یہ توجیہ کی محدثین حضرات نے۔ اور دوسری یہ کہ سیدنا مسیح علیہ السلام کو جب آسمانوں پر اٹھالیا تھا، جب آسمانوں پر گئے تھے تو بھی سر کے بالوں سے پانی ٹپک رہا تھا۔ صدیاں گزرنے کے بعد جب واپس آئیں گے تو بھی سر کے بالوں سے پانی حقیقت میں ٹپک رہا ہوگا۔ ان دونوں میں تطبیق یہ کہ بال گھنگرالے اور موتی کی طرح ہوں گے اور واقعتاً پانی ٹپک رہا ہوگا۔ دونوں میں آپس کے اندر کوئی تعارض نہیں ہے۔ ذرا توجہ کرو! جب جس حالت میں جوان گیا تھا، اسی حالت میں واپس آرہا ہے۔ دیکھو ذرا توجہ کرو آج آپ کی سائنس نے ترقی کی۔ تمہارے پاس کولر ہوتا ہے، تھرماس ہوتا ہے، فریج ہوتا ہے۔

☆...... کولر میں پانی رکھ دو، بارہ گھنٹے گرم نہیں ہوتا۔
☆...... تھرماس میں چائے رکھو، چوبیس گھنٹے ٹھنڈی نہیں ہوتی۔
☆...... کسی چیز کو فریج میں رکھ دو، ہفتہ خراب نہیں ہوتی۔
☆...... کسی چیز کو فریزر میں رکھ دو، مہینہ خراب نہیں ہوتی۔

☆...... کولڈ سٹور میں رکھ دو چھ ماہ خراب نہیں ہوتی۔

بھائیو! انسان کی ایجاد کردہ چیزیں اگر مہینوں تک محفوظ رہ سکتی ہیں تو یاد رکھو! جہاں یہ تمہاری عقل کی انتہاء ہوتی ہے، وہاں سے میرے رب کی قدرت کی ابتداء ہوتی ہے۔ تم نے:

☆...... کسی چیز کو سنبھالا، ایک دن کے لئے۔

☆...... کسی چیز کو سنبھالا، دو دن کے لئے۔

☆...... کسی چیز کو سنبھالا، ایک ہفتہ کے لئے۔

☆...... کسی چیز کو سنبھالا، ایک مہینہ کے لئے۔

☆...... کسی چیز کو سنبھالا، چھے مہینے کے لئے۔

اس رب کی قدرت کو دیکھو، صدیاں گزرنے کے بعد جوان جب آئے گا، اس حالت میں آئے گا، جس حالت میں اٹھایا گیا تھا۔ بالوں سے پانی ٹپک رہا تھا، جب واپس آئے گا، سر کے بالوں سے پانی ٹپک رہا ہوگا۔ کیا ہو گیا ہے دنیا کو؟ نص قطعی ہے قرآن مجید کی کہ تمہارے ہاں کا پچاس ہزار سال، اور اس عالم کا ایک دن،

☆...... اتنے فاصلے ہیں اس نظام کے، اور اس نظام کے۔

☆...... اتنے فاصلے ہیں اس دھرتی کے، اور اس فلک کے۔

یہ بھی بہت کم ہیں۔ اگر اس اعتبار سے دیکھا جائے تو سیدنا مسیح علیہ السلام کو ابھی گئے چند گھنٹے گزرے ہیں۔ ابھی پورا ایک دن بھی نہیں گزرا۔ ابھی ان کو گئے ہوئے ۲۰۰۶ سال گزرے ہیں۔ پچاس ہزار سال ہوں، تو وہاں کا ایک دن بنے گا اور یہ تو چند گھنٹے، جوان جس حالت میں گیا تھا، اسی حالت میں آئے گا۔

سیدنا مسیح ابن مریم کے کارنامے

میں کیوں نہ کہوں کہ بخاری شریف کی روایت ہے ص ۴۹۱، جلد نمبر ۱، باب نزول مسیح، میرے محمد عربی ﷺ نے فرمایا:

”وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَیُوْشِکَنَّ اَنْ یَّنْزِلَ فِیْکُمْ اِبْنُ مَرْیَمَ حَکَمًا عَدْلًا، فَیَکْسِرُ الصَّلِیْبَ، وَیَقْتُلُ الْخِنْزِیْرَ، وَیَضَعُ الْحَرْبَ، وَیَفِیْضُ الْمَالَ

حَتّٰی لَایَقْبَلَهُ اَحَدٌ حَتّٰی تَکُوْنَ السَّجْدَةُ الْوَاحِدَةُ خَیْرًا مِّنَ الدُّنْیَا وَ مَا فِیْهَا ثُمَّ یَقُوْلُ اَبُوْ هُرَیْرَةَ وَاقْرَءُوْا اِنْ شِئْتُمْ: وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْکِتَابِ اِلَّا لَیُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ وَیَوْمَ الْقِیَامَةِ یَکُوْنُ عَلَیْهِمْ شَهِیْدًا " ﴿قسم ہے اس ذات کی کہ جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے تحقیق ضرور بالضرور عیسیٰ بیٹا مریم کا آئے گا، پوری آب وتاب کے ساتھ آئے گا کہ حکم وعدل کا پیکر ہوگا، صلیب کو توڑے گا، خنزیر کو قتل کرے گا، جنگ کا خاتمہ کرے گا، مال ودولت کی ایسی فراوانی ہوگی کہ کوئی اسے قبول نہ کرے گا، لوگوں کی نظر میں ایک سجدہ کی قدر و قیمت دنیا ومافیھا سے زیادہ ہوگی، حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ: اگر تم چاہو تو بطور تائید کے قرآن کی یہ آیت پڑھ لو: "وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْکِتَابِ اِلَّا لَیُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ وَیَوْمَ الْقِیَامَةِ یَکُوْنُ عَلَیْهِمْ شَهِیْدًا " (النساء: ۱۵۹) اہل کتاب میں کوئی ایسا نہیں ہوگا جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ان کی وفات سے پہلے ایمان نہ لے آئے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان پر قیامت کے دن گواہ ہوں گے۔﴾

☆...... یہ جوان (مہدی علیہ الرضوان) مکہ سے چلا ہے۔
☆...... وہ (عیسیٰ علیہ السلام) آسمانوں سے چلا ہے۔
☆...... یہ دمشق کی جامع مسجد پر پہنچا ہے۔
☆...... وہ بھی دمشق کی جامع مسجد پر پہنچا ہے۔
☆...... اذان ہوگئی ہے۔
☆...... صف بن گئی ہے۔
☆...... تکبیر بھی ہوگئی ہے۔

امام مہدی علیہ الرضوان کی اقتداء میں نماز

مہدی علیہ الرضوان مصلے پہ کھڑے ہیں۔ اس حالت میں سیدنا مسیح علیہ السلام کا نزول ہوگا۔ حضرت امام مہدی علیہ الرضوان مصلیٰ چھوڑ دیں گے۔ سیدنا مسیح علیہ السلام سے کہیں گے، حضرت! تشریف لائیں، نماز پڑھائیں۔ لیکن سیدنا مسیح علیہ السلام جواب میں کیا کہیں گے؟ تین قسم کے الفاظ آتے ہیں حدیث میں۔ سیدنا مسیح علیہ السلام کہیں گے: آپ نماز

پڑھائیں۔ ''تَکْرِمَةَ اللّٰهِ لِهٰذِهِ الْاُمَّةِ'' (مسلم: ج ۱، ص ۸۷) کہ یہ آپ ﷺ کی امت کا اعزاز ہے۔ دوسرے الفاظ ہیں کہ ''فَاِنَّهَا لَکَ اُقِیْمَتْ'' (ابن ماجہ: ۲۹۸) سیدنا مسیح علیہ السلام فرمائیں گے کہ آپ نماز پڑھائیں کہ اقامت آپ کے لئے کہی گئی ہے اور تیسرے الفاظ اس روایت میں ہیں کہ حضور ﷺ فرماتے ہیں: ''کَیْفَ اَنْتُمْ اِذَانَزَلَ اِبْنُ مَرْیَمَ فِیْکُمْ وَاِمَامُکُمْ مِنْکُمْ'' ﴿تمہارا اس وقت (خوشی سے) کیا حال ہوگا جب کہ عیسیٰ ابن مریم تم میں نازل ہوں گے اور تمہارا امام خود تم (امت محمدیہ) ہی میں سے ہوگا۔﴾

مسیح وہ یَنْزِلُ فِیْکُمْ اور مہدی وہ اِمَامُکُمْ مِنْکُمْ ہیں۔ ایک ''فِیْکُمْ'' اور ایک ''مِنْکُمْ'' میں تم سے پوچھنا چاہتا ہوں، بتاؤ! یہ آدمی ایک ہے یا دو؟۔ تو یہ تین قسم کے الفاظ ہیں۔ ''اِمَامُکُمْ مِنْکُمْ'' ''تَکْرِمَةَ اللّٰهِ لِهٰذِهِ الْاُمَّةِ'' ''قَدْ اُقِیْمَتْ لَکَ''

سیدنا امام مہدی علیہ الرضوان کہیں گے، حضرت! تشریف لائیں، نماز پڑھا دیں۔ سیدنا مسیح علیہ السلام، مہدی علیہ الرضوان کے کندھوں پر ہاتھ رکھیں گے اور ان کو مصلّٰی پر کھڑا کریں گے اور کہیں گے: مہدی علیہ الرضوان کو کہ آپ نماز پڑھائیں، میں آپ کے پیچھے نماز پڑھنا چاہتا ہوں۔ تاکہ دنیا دیکھ لے کہ مسیح اپنی شریعت چلانے کے لئے نہیں آیا، بلکہ محمد عربی ﷺ کے دین کی غلامی کرنے کے لئے آیا ہے۔ بولو! وہ آئیں گے۔ یہی تو وقت ہے تمہارے بولنے کا، آج نہ بولے پھر کب بولو گے؟ پھر بولو گے تو وہ بے وقت کی راگنی ہوگی۔ اسی کو کہتے ہیں ''ناداں گر گئے سجدے میں، جب وقت قیام آیا'' یہی تو بولنے کا وقت ہے۔ بولو! آئیں گے، آئیں گے۔ آب و تاب کے ساتھ آئیں گے۔ کیا ہوگیا ہے دنیا کو کہ سیدنا مسیح علیہ السلام کی آمد کا انکار کرتے ہیں۔ حیات کا انکار کرتے ہیں۔ کوئی ماں کا لعل کھڑا تو ہو میرے سامنے۔

☆...... چاہے وہ کیپٹن عثمانی کا ہو۔
☆...... چاہے وہ جماعت المسلمین کا ہو۔
☆...... چاہے وہ اسدی کا ہو۔
☆...... چاہے وہ گدھی کا ہو یا گدھے کا ہو۔

کوئی مائی کا لعل کھڑا ہو، میں کہتا ہوں کہ امت مسلمہ کے نوجوانو! اے محمد

عربی ﷺ کے جانشینو!

☆...... قرآن بھی تمہارے ساتھ ہے۔

☆...... حدیث بھی تمہارے ساتھ ہے۔

☆...... خدا بھی تمہارے ساتھ ہے۔

☆...... ارض بھی تمہارے ساتھ ہے۔

☆...... سماء بھی تمہارے ساتھ ہے۔

دلائل کی دنیا میں اس طرح مسلح ہو کر جاؤ کہ بہادروں کی طرح سینہ تان کر، ان کے سامنے کھڑے ہو کر کہہ سکو، پتہ چلے کہ حضور ﷺ کی امت کا وکیل بول رہا ہے۔

علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کا حوالہ

سید انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا بہاولپور کی عدالت میں۔ قادیانیوں کے ساتھ کیس چل رہا تھا۔ میں یہ ۱۹۲۶ء کی بات کر رہا ہوں۔ آج سے ۸۰ سال پہلے کی بات کر رہا ہوں۔ سید انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے دلیل دی۔ چلیں! دوستو بات آ گئی ہے، آپ کے ساتھ بخل نہیں کرتا۔ مسئلہ پیش آ گیا۔ مولانا کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک حوالہ دیا فواتح الرحموت یہ مسلم الثبوت کی شرح ہے۔ اس زمانے میں ملا نہیں کرتی تھی، اب تو مل جاتی ہے۔ مولانا نے ایک حوالہ دیا کہ جو تواتر کا منکر ہو، اس کو کافر کہتے ہیں۔ اگلے دن قادیانی وکیل آیا۔ اس نے کہا کہ یہ جو امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ ہیں، وہ کہتے ہیں کہ میں تواتر کو نہیں مانتا۔ مولانا نے کہا تھا کہ تواتر کا جو منکر ہے، وہ کافر ہے۔ لگاؤ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ پر فتویٰ:

''وَاللّٰهُ سَمِعْتُ بِاُذُنِيهِ'' میں نے خود اپنے گنہگار کانوں سے اس بات کو سنا، جو اس مجلس کے اندر موجود تھے۔ وہ علامہ ارشد تھے جو بہاولپور کی اسمبلی کے ممبر تھے۔ وہ پنجاب اسمبلی میں قائد حزب اختلاف رہے ہیں۔ وہ ہمارے چنیوٹ کی ختم نبوت کی کانفرنس میں آیا کرتے تھے۔

بھائیو! ''او کیہڑی گلی جتھے ستاں نئیں کھڑی'' میں نے خود سنا علامہ ارشد سے، وہ کہتے ہیں کہ میں اس عدالت میں موجود تھا۔ جب مولانا نے ایک دن حوالہ دیا، دوسرے دن

قادیانی نے حوالہ دیا۔ پورے اجتماع پر سناٹا طاری ہوگیا۔شاہ صاحب کہتے ہیں کہ تواتر کا منکر کافر،قادیانی کہتے ہیں کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نہیں مانتا تواتر کو۔ جب یہ کیفیت پیدا ہوئی تو وہ دیکھو بوڑھا بیٹھا ہے جسے سید انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں، اٹھے اپنی کرسی سے اور جج کو دیکھ کر کہتے ہیں (جج صاحب) میں عبارت پڑھتا ہوں، آپ صفحہ کھولیں۔اسی قادیانی نے کتاب کو دبایا نا بغل میں تو مولانا انور شاہ رحمۃ اللہ علیہ کشمیری مسکرائے، فرمایا: احمق کہیں کے، یہ جو کتاب تمہارے پاس ہے،اس پر پابندی لگالو گے۔اللہ نے جو انور شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے سینہ میں علم رکھ دیا ہے اس پر کیسے قفل لگاؤ گے؟ یہ کہہ کر عبارت شروع کر دی۔ بول رہا ہے دیوبند کا وارث۔مولانا نے عبارت شروع کی۔اب پوری عدالت میں ایک عجیب وغریب وجد کی سی کیفیت طاری ہوگئی۔

بھائیو! میں آپ دوستوں سے عرض کرتا ہوں کہ وہ قادیانی کھسیانہ ہو کے جو پہلے تو حوالہ پیش کر کے شاہ صاحب کی بات کو کاٹ رہا تھا۔اب جب شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے گفتگو شروع کی تو پلٹا میدان کا پانسہ، جب یہ کیفیت ہوئی تو شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ آگے بڑھے، جا کر اس قادیانی کے کندھے پر ہاتھ رکھ دیا۔فرمایا: او میاں! اگر تم اس طرح بھی نہیں مانتے تو آنکھیں بند کرو۔یہیں کھڑے کھڑے عدالت میں دکھا سکتا ہوں کہ مرزا قادیانی جہنم میں جل رہا ہے۔قادیانی کی گردن جھک گئی۔آنکھیں مارے ندامت کے پتھرا گئیں۔ دماغ اس کا کھول اٹھا۔اس پر کپکپی طاری ہوگئی۔وہ جا کر واپس بیٹھ گیا۔

میرے بھائیو! شاہ صاحب واپس مکان پر آگئے، کسی نے کہا: شاہ صاحب! آج آپ نے اتنی بڑی بات کہہ دی۔ اگر قادیانی کہہ دیتا کہ دکھا دو تو پھر؟ شاہ صاحب متوجہ ہو کر فرمانے لگے: پگلے کہیں کے، تم سمجھتے تھے انور شاہ بول رہا تھا؟ اس وقت انور شاہ نہیں بول رہا تھا، محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ختم نبوت کا وکیل بول رہا تھا۔اس کے مانگنے کی دیر تھی، رب کے دکھانے کی دیر نہیں تھی۔ بھائیو! ایسے سمجھ کر جاؤ کہ:

☆...... حیات مسیح السلام علیہ کا مسئلہ ہو تب۔

☆...... حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ختم نبوت کا مسئلہ ہو تب۔

☆...... کذب مرزا قادیانی کا مسئلہ ہو تب۔

ایسے تیار ہو کے جاؤ کہ پتہ چلے کہ دوست اور دشمن کو۔ دشمن کی آنکھیں پتھرا جائیں اور آسمان والی مخلوق بھی رشک کر اٹھے کہ حضور ﷺ کی امت کا وکیل بول رہا ہے۔

بھائیو! میں آپ دوستوں سے عرض کرتا ہوں کہ ایک جوان مصلے پر کھڑا ہے، ایک صف میں کھڑا ہے۔ بولو! آدمی ایک یا دو؟۔ جامع مسجد دمشق میں نماز پڑھی ہے۔ نماز پڑھ کر فارغ ہوں گے۔ پھر مشرقی مینار کی جانب ایک پہاڑ پر جائیں گے، اس سے فارغ ہوں گے، پھر بیت المقدس میں جائیں گے۔ بیت المقدس میں نماز پڑھ کر فارغ ہوں گے کہ اطلاع ملے گی کہ دجال نے وہاں بیت المقدس کو گھیر لیا ہے۔

دجال کا خروج اور یہود کا متبع ہونا

اس وقت ستر ہزار یہودی دجال کے ساتھ ہوں گے۔ ہاں، ہاں! اگر آج اس نے لبنان کو گھیرا ہے۔ تو کل دجال کی قیادت میں یہی یہودی سیدنا مسیح علیہ السلام کو گھیریں گے۔ سیدنا مسیح علیہ السلام نماز پڑھیں گے۔ سلام پھیریں گے۔ ان کے ہاتھ میں خنجر ہوگا دو دھارا، دجال سامنے دروازے پہ کھڑا ہوگا، سیدنا مسیح علیہ السلام خنجر کو اس کی طرف پھینکیں گے۔ وہی دجال جس کا دعویٰ خدائی کا جس کی گردن کے اندر سریا فٹ ہے۔ اس بدبخت نے ساری دنیا میں فتنہ پھیلا رکھا ہے۔ اس وقت تک جب تک سیدنا مسیح علیہ السلام سے اس کی آنکھیں دوچار نہیں ہوئیں۔ جب ہوں گی ''ذَابَ کَمَا یَذُوْبُ الْمِلْحَ فِی الْمَآءِ''

جس طرح نمک پانی کے اندر پگھلتا ہے۔ دجال دیکھے گا، وہاں دیکھتے ہی دوڑ لگائے گا۔ سیدنا مسیح علیہ السلام جواب میں کہیں گے: اے اللہ کے دشمن! تو مجھ سے بھاگ کر کہاں جانا چاہتا ہے؟ اللہ نے تیری موت میرے ہاتھوں لکھ رکھی ہے تو کہاں جائے گا؟۔ سیدنا مسیح علیہ السلام اس کا تعاقب کریں گے۔ پھینکیں گے اپنے حربے کو میرے رب کے فرشتے، اس حربے کو دجال کے قلب وجگر کے اندر اتار دیں گے اور پار ہو جائے گا۔ حربہ جس وقت پار ہو جائے گا تو دجال گرے گا اور تڑپے گا۔ وہیں پر موت آ پہنچے گی۔ (ابن ماجہ:۲۹۸)

اس کے بعد ایسی کیفیت ہوگی کہ مسلمانوں کی دجال کی قوم کے ساتھ لڑائی ہو گی۔ یہود بھاگنا چاہیں گے۔ کوئی پتھر کے پیچھے چھپے گا، کوئی درخت کے پیچھے۔ اگر پتھر کے

پیچھے چھپے گا تو اللہ پتھروں کو زبان دیں گے۔ وہ بھی سیدنا مسیح علیہ السلام اور مہدی علیہ الرضوان کے لشکر کو پکار کے کہیں گے، او میاں مسلمان! میرے پیچھے یہودی چھپا ہے۔ اس کو قتل کرو۔ (مشکوٰۃ، باب الملاحم: ص۴۶۶) تم کہو گے: پتھر کیسے بولے گا؟ اے حضرت انسان! اگر تو تانبے کو، پلاسٹک کو اور لوہے کو ملا کر بلوا سکتا ہے، تو میرا خدا پتھر سے بھی بلوا سکتا ہے۔

دین قیامت تک رہے گا

عزیزو! میرے محمد عربی ﷺ کی کل کمائی صحابہ کرامؓ ہیں۔ فرمایا رحمت عالم ﷺ نے اپنے صحابہ کرامؓ سے: اے صحابہؓ! مجھے ان پتھروں کا معلوم ہے کہ نبوت کے زمانے سے پہلے جب میں مکے کی گلیوں سے گزرتا تھا، پتھر مجھے سلام کہتے تھے۔ میں انہیں جواب دیتا تھا۔ (ترمذی: ج۲، ص۲۰۳) میں درخواست کرنا چاہتا ہوں یہ وہ وقت ہوگا جب یہود مقابلہ کریں گے۔ مارے جائیں گے۔ جو بچیں گے، مسلمان ہو جائیں گے۔ تمام ادیان باطلہ مٹ جائیں گے۔ ''وَيَدْعُو النَّاسَ اِلَى الْاِسْلَامِ فَيُهْلِكُ اللّٰهُ فِيْ زَمَانِهِ الْمِلَلَ كُلَّهَا اِلَّا الْاِسْلَامَ'' (التصریح بما تواتر فی نزول المسیح: ۹۶)

پوری دنیا میں محمد عربی ﷺ کے دین کی آواز ہوگی۔ آج دنیا مٹانے پر تلی ہے۔ ہمارا کل بھی عقیدہ تھا۔ آج بھی عقیدہ ہے کہ دنیا ہمیں مٹانا چاہے، رب محمد ﷺ کی قسم! مٹانے والے مٹ جائیں گے۔ نہ محمد عربی ﷺ کا دین مٹے گا نہ حضور ﷺ کی امت مٹے گی۔ امت زندہ رہے گی۔ ساری دنیا ختم ہو جائے، یہ آخری امت ہے۔ اس نے قیامت تک رہنا ہے۔ بولو، بولو اس نے......؟ قیامت تک رہنا ہے۔ تمام ادیان باطلہ مٹیں گے۔ پوری دنیا میں محمد عربی ﷺ کے دین کی شہنشاہی ہوگی۔ اس کے بعد سیدنا مہدی علیہ الرضوان کا سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے دو سال بعد سیدنا مہدی علیہ الرضوان کا انتقال ہو گا۔ ایک روایت کے مطابق بیت المقدس کے صحن میں انہیں جہاں پہلے بھی قبریں ہیں، وہاں ان کو دفن کیا جائے گا۔ اس کے بعد سیدنا مسیح علیہ السلام پینتالیس سال دنیا میں زندہ رہیں گے۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں ''وَيَتَزَوَّجُ وَيُوْلَدُ'' ان کی شادی ہوگی۔ ان کی اولاد ہوگی۔

(مشکوٰۃ، باب نزول عیسیٰ علیہ السلام: ۴۸۰)

سیدنا مسیح علیہ السلام کا حج وعمرہ کرنا

حضور ﷺ فرماتے ہیں دمشق سے چلیں گے، مکۃ المکرّمہ اور مدینہ طیبہ کے درمیان ’’فج روحاء‘‘ وہ وادی موجود ہے جس کے متعلق حضور ﷺ نے فرمایا، میرا بھائی مسیح ’’فج روحاء‘‘ یہاں سے حج اور عمرے کا احرام باندھے گا۔ حضور ﷺ نے کھڑے ہوکر فرمایا: اس وادی سے۔ (مستدرک حاکم: ج۲،ص۵۹۵)

اب کوئی شک ہوسکتا ہے؟ آج محمد عربی ﷺ چلتے ہیں مدینہ شریف سے جب ’’فج روحاء‘‘ پر پہنچے، فرمایا: یہ وہ مقام ہے، جہاں میرا بھائی مسیح علیہ السلام! نزول کے بعد دوبارہ آئے گا۔ یہاں سے عمرے کا احرام باندھے گا۔ خدا کی قسم! باندھے گا۔ حضور ﷺ نے فرمایا:

☆...... حج کرے گا۔

☆...... عمرہ کرے گا۔

☆...... طواف کرے گا۔

☆...... یہاں سے چلے گا۔

☆...... میرے مدینے آئے گا۔

پینتالیس ۴۵ سال دنیا میں قیام کرے گا۔ (مشکوٰۃ:۴۸۰)

شادی ہوگی، اولاد ہوگی۔ ایک روایت کے مطابق ان کے دو بیٹے ہوں گے۔ ایک کا نام موسیٰ رکھیں گے اور دوسرے کا نام محمد رکھیں گے۔ آج بھی حضور ﷺ کے روضہ اطہر کے اندر چوتھی قبر کی جگہ باقی ہے۔ وہاں پر دفن ہوں گے۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں لوگو! قیامت کے دن میں پہلا آدمی ہوں گا اپنی قبر سے اٹھوں گا۔ (مسلم: ج۲،ص۲۴۵)

ذرا اس منظر کو دیکھو نا کہ جس وقت حضور ﷺ اپنی قبر سے اٹھیں گے۔ میرے ماں، باپ حضور ﷺ کے فرمان کی صداقت پہ قربان، جس وقت اٹھیں گے، دائیں رسول اللہ ﷺ، بائیں عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام۔ دو نبیوں کے درمیان سیدنا ابوبکرؓ وسیدنا عمرؓ کو اٹھایا جائے گا۔ (مشکوٰۃ، باب نزول عیسیٰ علیہ السلام: ۴۸۰) مل کر کھوا اٹھیں گے...... اٹھیں گے۔

’’وما علینا الا البلاغ المبین‘‘

تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی سَیِّدِ الرُّسُلِ وَخَاتَمِ الْاَنْبِیَاءِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہِ الَّذِیْنَ ھُمْ خُلَاصَۃُ الْعَرَبِ الْعَرْبَاءِ وَخَیْرُ الْخَلَائِقِ بَعْدَ الْاَنْبِیَاءِ. اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم.

وقال اللہ تعالیٰ: ذَالِکَ مَثَلُھُمْ فِی التَّوْرَاتِ وَمَثَلُھُمْ فِی الْاِنْجِیْلِ.

(الفتح: ۲۹)

قال النبی ﷺ: وَآدَمُ بَیْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ. (مشکوٰۃ: ۵۱۳)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَ مَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا وَ مَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَسَلِّمْ وَ صَلِّ کَذَالِکَ عَلٰی جَمِیْعِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی الْمَلَائِکَۃِ الْمُقَرَّبِیْنَ وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ اَجْمَعِیْنَ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ.

تمہید

شیخ المشائخ حضرت دامت برکاتھم، حضرات علماء کرام، سامعین محترم! اصل بیان تو حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب کا ہوگا۔ میں انتہائی اختصار کے ساتھ تحریک ختم نبوت کے متعلق چند باتیں آپ حضرات کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں۔

ختم نبوت آپ ﷺ کا خصوصی امتیاز

میرے واجب الاحترام دوستو! حضرت ابوذرؓ سے روایت ہے: وہ فرماتے ہیں کہ میں نے آپ ﷺ سے استدعا کی: ”متی وجبت لک النبوۃ“ کہ آپ کو نبوت کب ملی تو آپ ﷺ نے جواب میں فرمایا:

”وَآدَمُ بَیْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ“ (مشکوٰۃ، باب فضائل سید المرسلین: ۵۱۳)

﴿حضور ﷺ فرماتے ہیں اللہ پاک پروردگار عالم نے مجھے اس وقت نبی بنا دیا تھا کہ جس وقت حضرت آدم مٹی اور پانی کے مرحلے طے کر رہے تھے﴾

میرے عزیز دوستو! حضور نبی کریم ﷺ کو اللہ پاک نے ختم نبوت کے اعزاز سے سرفراز فرمایا آپ کا یہ وہ اعزاز ہے کہ سیدنا آدم علیہ السلام سے لے کر سیدنا عیسیٰ علیہ السلام تک تمام انبیاء علیہم السلام جس اعزاز اور آپ کی امتیازی شان اور وصف کے متعلق برابر اعلان کرتے چلے آئے۔ خود حضور ﷺ کے آخری زمانہ حیات میں تین فراد نے نبوت کا دعوی کیا۔

☆...... ایک اسود عنسی نے دعویٰ کیا۔

☆...... دوسرا مسیلمہ کذاب نے دعویٰ کیا۔

☆...... تیسرا طلیحہ اسدی نے دعویٰ کیا۔

اسود عنسی کے قتل کے لئے رحمت عالم ﷺ نے اپنے صحابیؓ حضرت فیروز دیلمیؓ کو بھیجا۔ سجاح اور ایک دوسرا شخص مسلمان ہو گئے تھے۔ منصب خلافت سنبھالنے کے بعد سیدنا صدیق اکبرؓ نے سیدنا خالد بن ولیدؓ کی سربراہی میں لشکر بھیجا اور جھوٹے مدعی نبوت مسیلمہ کذاب کا یمامہ کے میدان میں استیصال کیا۔ چالیس ہزار افراد مسیلمہ کذاب کی پارٹی کے افراد اس کے ساتھ تھے اور بارہ ہزار صحابہ کرامؓ اور تابعین رحمۃ اللہ علیہ نے مقابلہ کیا۔ مسیلمہ کذاب کی پارٹی کے ایک روایت کے مطابق اٹھارہ ہزار اور دوسری روایت کے مطابق اٹھائیس ہزار آدمی قتل ہوئے۔ صحابہ کرامؓ اور تابعین رحمۃ اللہ علیہ میں سے بارہ سو صحابہ کرامؓ اور تابعینؒ نے جام شہادت نوش کیا۔

آپ ﷺ کے بعد دعویٰ نبوت بالاجماع کفر

میرے عزیز دوستو! اس کے بعد مرحلہ آ جاتا ہے حضرات صحابہ کرامؓ کے بعد تابعین کا، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ ان تمام ائمہ کا اتفاق ہے اس بات پر کہ:

”اِنَّ دَعْوَی النُّبُوَّةِ بَعْدَ نَبِیِّنَا ﷺ کُفْرٌ بِالْاِجْمَاعِ“ ﴿حضور ﷺ کے

بعد جو شخص نبوت کا دعویٰ کرے بالا جماع وہ کافر ہے﴾ (شرح فقہ اکبر:۲۰۲)

میرے عزیز دوستو! میں آج حضرت دامت برکاتہم کی موجودگی میں پشاور کی تمام تر دینی قیادت کی موجودگی میں یہ عرض کرنا اپنے لئے خوشی کا باعث سمجھتا ہوں کہ اسلام کی چودہ سو سالہ تاریخ گواہ ہے۔ جب کبھی کسی شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا، اس کے ساتھ مناظرہ نہیں کیا گیا، مجادلہ نہیں کیا گیا، اس کے ساتھ گفتگو نہیں ہوئی۔ مباہلے کا اور ٹا کرا نہیں ہوا۔ بلکہ جب کسی شخص نے جھوٹی نبوت کا دعویٰ کیا، اگر وہاں پر اسلام کی حکومت تھی تو اس کا صرف اور صرف ایک ہی علاج کیا گیا کہ اس کے وجود سے اللہ کی دھرتی کو پاک کر دیا گیا۔ یہاں تک کہ:

☆...... خوارج کے ساتھ۔

☆...... روافض کے ساتھ۔

☆...... معتزلہ کے ساتھ۔

و دیگر تمام بے دین فتنوں کے ساتھ مناظرے ہوئے۔ گفتگوئیں ہوئیں۔ ان کے خلاف تحریکیں چلیں۔ امت نے تیاری کی۔ بخلاف جھوٹے مدعی نبوت کے کہ اس کے متعلق تو ائمہ نے یہ کہا کہ اس کے ساتھ گفتگو کرنی تو اپنی جگہ:

''مَنْ طَلَبَ مِنْهُ عَلَامَةً فَقَدْ كَفَرَ'' (الخیرات الحسان:ص۱۱۹، بحوالہ عقود الجمان:۲۷۶)

﴿جھوٹے مدعی نبوت سے نبوت کی دلیل طلب کرنے والا بھی کافر ہو جائے گا﴾

کاش! برصغیر میں بھی سنت صدیق اکبرؓ زندہ کی جاتی

میرے عزیز دوستو! ہمارے یہاں برصغیر پاک و ہند میں جس وقت انگریز کی حکومت تھی، مسلمان ایک محکوم قوم تھی، یہاں مسلمانوں کے پاس سوائے غلامی کے اور کوئی چیز نہیں تھی، اس وقت اس اسلامی اقدام پہ عمل کرنا ممکن نہیں تھا۔ اس امت کی روایت کو دہرانے کا ان کے پاس وقت نہیں تھا۔ مجبوراً اکابرین امت نے مناظرے کا اور ان کی تردید کا دوسرا راستہ اختیار کیا۔ پھر پاکستان بنا تو پاکستان بننے کے بعد بھی بدنصیبی سے یہاں مسلمانوں کی حکومت تو قائم ہوئی۔ جس طرح آپ حضرات کے جوار میں افغانستان میں

طالبان کی اسلامی حکومت قائم ہے۔ لیکن اسلام کی حکومت آج تک قائم نہیں ہوئی۔ اگر اللہ تعالیٰ اس ملک کے مقدر میں اسلام کی حکومت قائم کر دے تو ان شاء اللہ! قادیانیوں کا وہی علاج کیا جائے گا، جو سیدنا صدیق اکبرؓ نے یمامہ کے میدان میں مسیلمہ کذاب کی پارٹی کا کیا تھا۔

میرے عزیز دوستو! آج اتفاق کی بات ہے۔ بات سے بات نکلتی ہے۔ افغانستان میں خان عبدالرحمٰن کے زمانہ میں، امیر حبیب اللہ کے زمانہ میں، مختلف مواقع پر افغانستان کے اندر خود مرزے قادیانی کی زندگی میں بھی اور اس کے بعد ۱۹۳۴ء میں بھی تقریباً ۵؍قادیانیوں کو افغانستان میں ارتداد کے جرم میں سنگسار کیا گیا۔ افغانستان میں یہی وجہ ہے کہ آپ حضرات وہاں چلے جائیں، دوربین لے کر پہاڑوں پہ کھڑے ہو جائیں فضاؤں کے اندر سفر کریں، تلاش کرنے کے باوجود بھی تمہیں پورے افغانستان میں قادیانیت نام کی کوئی چیز نظر نہیں آئے گی۔ یہ اسی اسلامی روایت کو زندہ کرنے کا باعث تھا اور آج میں رب کریم کے حضور کس طرح شکر ادا کروں کہ آج بھی ارتداد کے جرم میں اسلام کے خلاف سازش کرنے کے جرم میں مرزا قادیانی برطانوی سامراج کا خود کاشتہ پودا تھا۔ میں آج دیکھتا ہوں اٹلی، فرانس، امریکہ اور وہاں کے بعض مرتد لوگوں کو آج بھی افغانستان کی گورنمنٹ نے پکڑا ہوا ہے۔ میرے اللہ کو منظور ہوا اسلامی روایت کے مطابق اگر ان کا جرم ثابت ہوگا تو پھر آپ حضرات دیکھیں گے، یہاں اس ملک میں سیدنا صدیق اکبرؓ کی سنت ایک مرتبہ پھر لہرائے گی۔

مرزا قادیانی نے وحی کی سند مہیا کی

میرے عزیز دوستو! ان حالات اور واقعات میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جس مقصد پر انگریز نے یہاں ہندوستان میں اپنی حکومت مستحکم کی تو اپنی حکومت کو اس نے وحی کی سند مہیا کی۔ کیونکہ اسے پتہ تھا کہ مولوی مسئلہ بتا سکتا ہے بنا نہیں سکتا۔

مسئلہ بنانا یہ نبی کا حق ہے۔ نبی اس دھرتی پہ رب کریم کی تقدیر کا ترجمان ہوتا ہے۔ نبی جو کہہ دے: اللہ اسے شریعت بنا دیتے ہیں۔ نبی کا بولنا: منشاء خداوندی کے تحت

ہوتا ہے۔اس لئے انگریز نے مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنے کے لئے جان بوجھ کے مرزا غلام احمد قادیانی سے جھوٹی نبوت کا دعویٰ کرایا اور ایک سوچی سمجھی سازش اور سکیم کے تحت مرزا قادیانی کے ماننے والوں کو اونچی اونچی پوسٹیں دے کر، ملازمتیں دے کر مسلمانوں کی گردنوں کو ناپنے کے لئے ان کو آگے لایا گیا۔نتیجہ میں مسلمان قوم تنزلی کا شکار ہوتی گئی۔ قادیانیت کا فتنہ آگے بڑھتا گیا۔

مرزے قادیانی کی کم وبیش ۸۰ کے قریب چھوٹی چھوٹی کتابیں ہیں اور اس کی کتابیں، میں دیانتداری کے ساتھ کہتا ہوں کہ خوب کہا تھا مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہ مرزا قادیانی کی کتابوں سے اگر خدا، رسول اور دینی چیزوں کا نام نکال کے باقی جو بچتا ہے، ان کے ساتھ استنجاء کرنا جائز ہے۔واقعہ یہ ہے کہ ایک دیوانے کتے کی طرح۔یہ لفظ میں نے جان بوجھ کر کہا ہے، میں اس پر کوئی معذرت نہیں کرتا۔اس لئے کہ یہ بات میرے ایمان اور عقیدے کا حصہ ہے کہ ہر آدمی کی رعایت ہوسکتی ہے، لیکن حضور ﷺ کے دشمن سے رعایت نہیں ہوسکتی۔حضور ﷺ کے دشمن کے ساتھ رعایت رکھنا، اپنے ایمان کا جنازہ نکالنے کے مترادف ہے۔جس طرح حضور ﷺ کی ذات کے ساتھ محبت کرنا ایمان کی نشانی ہے۔اسی طرح رحمت عالم ﷺ کے دشمن کے ساتھ بغض رکھنا یہ بھی ایمان کی نشانی ہے۔

مرزا قادیانی کا کفر فرعون وہامان سے بڑا

میرے عزیز بھائیو! میں عرض کرنا چاہتا ہوں آپ دوستوں سے کہ مرزا قادیانی نے اپنی دو چار نہیں، بلکہ متعدد کتابوں میں لکھا کہ میں گورنمنٹ برطانیہ کا خود کاشتہ پودا ہوں۔مرزا قادیانی نے ملکہ وکٹوریہ کو خط لکھا کہ:

”تو زمین کا نور ہے۔میں آسمان کا نور ہوں۔تیرے نور کی کشش نے اوپر سے نیچے کھینچ لیا ہے۔“ (سراج منیر ص ۲۱، خزائن ج ۱۲، ص ۲۳)

یہ انگریز کے سائے کو مرزا قادیانی ظل اللہ کہا کرتا تھا۔غرض مرزا قادیانی نے جان بوجھ کے ایک سوچی سمجھی سکیم کے تحت انگریز کے ہاتھ مضبوط کرنے کے لئے محمد

عربی ﷺ کی دستار نبوت کے ساتھ استہزاء کیا اور وہ کفر قائم کیا کہ جس کو دیکھ کر مولانا انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کو بھی اعلان کرنا پڑا کہ مرزا قادیانی کا کفر فرعون اور ہامان کے کفر سے بھی بڑھا ہوا ہے۔

قادیانیت کے خلاف جماعتی سطح پر کام کا آغاز

میرے دوستو! ایک طرف کفر کی یلغار کو دیکھو، ایک طرف بے دینی کو دیکھو، اللہ رب العزت کی کروڑوں رحمتیں ہوں، آپ کے اکابر علماء دیوبند پر۔ جنھوں نے قادیانیت کے خلاف فتویٰ شائع کیا۔ علماء لدھیانہ نے فتویٰ شائع کیا۔ تمام مکاتب فکر کے علماء نے اس جنگ کو اپنی جنگ سمجھا۔ قادیانیت کے فتنے کے خلاف پوری امت متفق اور متحد ہوئی۔ لیکن یہ تمام تر کوشش اور کاوش صرف اور صرف اس کام کے لئے تھی کہ قادیانیوں کے مقابلے میں انفرادی کوشش ہورہی تھی۔ سب سے پہلے ہمارے سید انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ جو دارالعلوم کے فرزند تھے۔ وہ دیکھو! شیرانوالہ لاہور میں حضرت اقدس شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے مدرسہ میں خدام الدین کے سالانہ جلسہ کے موقع پر پانچ سو علماء کرام کے ساتھ مولانا سید انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پہ بیعت کی اور ان کو امیر شریعت کا خطاب دیا۔ آج حضرت مولانا انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کی اس کوشش کے بعد جماعتی سطح پہ قادیانیت کے خلاف کام کرنے کا آغاز ہوا۔

پہلے صرف ختم نبوت اور اجراء نبوت کا مسئلہ۔ حیات اور وفات مسیح کا مسئلہ زیر بحث تھا۔ ساری علمی بحثیں تھیں۔ آج پیر بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کی بیعت کی وجہ سے کمر سیدھی کی۔ نعرہ لگایا کہ مرزا قادیانی کوئی مذہبی تحریک نہیں۔ قادیانیت ایک انگریز کا پروردہ گروہ ہے۔ اس کا مقابلہ جماعتی سطح پر کیا جائے گا۔ سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے قادیانیوں کو انگریز کا جاسوس ثابت کیا۔ اس کے نتیجے میں ۱۹۳۴ء میں قادیان میں سب سے پہلی کانفرنس ہوئی۔ مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے قادیانیوں کے گھر میں جا کر قادیانیوں کے کفر کو للکارا۔

ایک وقت آیا کہ پاکستان بنتا ہے۔ ۱۹۵۳ء کے اندر سید عطاء اللہ شاہ

بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے رفقاء نے تحریک چلائی۔ اس تحریک کے نتیجہ میں قادیانیوں کے بڑھتے ہوئے سیلاب کے سامنے بند باندھا۔ نتیجہ میں قادیانی انڈر گراؤنڈ چلے گئے۔

تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء کے اسباب

میرے واجب الاحترام دوستو! ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں حکومت نے دو جج صاحبان مقرر کئے۔ دونوں ہائیکورٹ کے جج تھے۔ ایک جج کا نام مسٹر ایم. آر. کیانی تھا اور دوسرے کا نام مسٹر جسٹس منیر تھا۔ یہ منیر اور کیانی ان دونوں کے سامنے علماء کرام پیش ہوئے۔ وہ ان علماء کرام سے مختلف سوال کرتے تھے۔

☆...... دیوبندیوں سے بریلویوں کے متعلق سوال کرتے تھے۔
☆...... بریلویوں سے اہل حدیثوں کے متعلق سوال کرتے تھے۔
☆...... اہل حدیثوں سے شیعوں کے متعلق سوال کرتے تھے۔
☆...... شیعوں سے دیوبندیوں کے متعلق سوال کرتے تھے۔

پھر جسٹس منیر اپنی کتاب کے اندر لکھتا ہے کہ یہ علماء کرام دین کے ایک مسئلے کے اوپر متفق نہیں۔

☆...... یہ توحید پہ متفق نہیں۔
☆...... یہ رسالت پہ متفق نہیں۔
☆...... یہ اسلام کی تعریف کرنے میں متفق نہیں۔
☆...... یہ نبوت کے اوصاف بیان کرنے میں متفق نہیں۔

اس نے علماء کرام سے پوچھا کہ نبی کے لئے کن اوصاف کا ہونا ضروری ہے۔

حضرات علماء کرام نے اپنے اپنے مزاج کے مطابق جواب دیئے۔ لیکن سید عطاء اللہ صاحب بخاری رحمۃ اللہ علیہ ایک دن پیش ہوئے۔ مسٹر جسٹس منیر نے ان کو کہا۔ شاہ صاحب! نبی کے لئے کن اوصاف کا ہونا ضروری ہے۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے:

☆...... آسمان کی طرف دیکھا۔
☆...... گھنگریالے بال ہلائے۔

☆...... عصاء کو سیدھا کر کے زمین پر مارا۔
☆...... جسٹس منیر کی طرف دیکھ کر جواب دیا۔

قبلہ! جو آدمی نبوت کا دعویٰ کرے، اس کے لئے کم از کم شرط یہ ہے کہ وہ شریف آدمی تو ہو۔ آپ اس کا معنی نہیں سمجھے۔ اس کا معنی یہ تھا کہ مرزا قادیانی شریف آدمی ہی نہیں ہے۔ جس وقت یہ کہا تو عدالت کے اندر نعرہ لگا۔

(نعرۂ تکبیر...... اللہ اکبر...... تاج وتخت ختم نبوت ...... زندہ باد)

جس وقت یہ نعرہ لگا عدالت میں مسٹر جسٹس منیر کا منہ لٹک گیا۔ اس کو برداشت نہ ہوسکا۔ جسم کے اوپر کپکپی طاری ہوگئی۔ جسٹس منیر نے کہا کہ: یہ تمہارا نعرہ لگانا توہین عدالت ہے۔ سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے پھر کہا: اگر ہمارا عدالت میں نعرہ لگانا توہین عدالت ہے تو مرزے قادیانی کا دعویٰ نبوت کرنا توہین نبوت ہے۔ اگر تم توہین عدالت برداشت نہیں کر سکتے تو ہم محمد عربی ﷺ کی نبوت کی بھی توہین برداشت نہیں کر سکتے۔ پھر جسٹس منیر نے گردن نیچے کی۔ عدالت کا اجلاس ملتوی ہوگیا۔

دوسرے دن شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنا بیان دینے کے لئے پھر کھڑے ہوئے۔ مسٹر جسٹس منیر نے پچھلی رپورٹیں منگوا کر ان کو الٹ پلٹ کر کے شاہ صاحب سے کہا کہ: شاہ صاحب! آپ نے تقریر کرتے ہوئے ایک جگہ کہا ہے کہ: مرزے قادیانی نے میری موجودگی میں دعویٰ کیا ہوتا تو میں اسے قتل کر دیتا۔ کیا تمہاری تقریر ہے؟ شاہ صاحب نے فرمایا: ہاں! میں نے تقریر کی تھی۔ اس نے کہا: آج آپ کا کیا خیال ہے۔ اگر آج کوئی نبوت کا دعویٰ کرے تو آپ اس کو قتل کر دیں گے۔ آپ نے فی البدیہہ فرمایا کہ: ہے کسی میں ہمت تو آج دعویٰ کر کے دکھائے۔

تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء کے نتائج

میرے دوستو! اس ۱۹۵۳ء کی تحریک کے نتیجے میں:

☆...... تقریباً دس ہزار مسلمان شہید ہوئے۔
☆...... ایک لاکھ آدمی جیل کے اندر گئے۔

☆...... دس لاکھ آدمی متاثر ہوئے۔

میرے عزیز دوستو! ان قربانیوں کے صدقے میں قادیانیوں کے بڑھتے ہوئے سیلاب کے سامنے بند باندھا گیا۔ سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری رحمۃ اللہ علیہ جیل سے رہا ہونے کے بعد ایک دن اپنے گھر بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک سی. آئی. ڈی کا آدمی آیا اور اس نے بڑی فرعونیت کے ساتھ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی طرف دیکھ کر کہا: شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ وہ آپ کی تحریک کا کیا بنا۔ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی طرف یوں بپھرے ہوئے شیر کی طرح دیکھ کر کہا: میاں! ۱۹۵۳ء کی تحریک کا کہتے ہو، جتنے شہید ہوئے۔ ان سب کا خون سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی گردن پہ ہے۔ سیدنا صدیق اکبرؓ نے امت کا سب سے قیمتی اثاثہ صحابہ کرامؓ کو اس مسئلے کے لئے شہید کرایا تھا۔ تو یہ دس ہزار آدمی بھی میں نے سیدنا صدیق اکبرؓ کی سنت پہ عمل کر کے شہید کرائے ہیں۔ جہاں تک تم بات کرتے ہو اس تحریک کی، تو اس کے نتیجہ میں، میں نے ایک ٹائم بم مسلمانوں کے دلوں کے اندر فٹ کر دیا ہے۔ ایک وقت آئے گا کہ قادیانی حماقت کریں گے اور اس حماقت کی بنیاد پر یہ بم پھٹے گا اور قادیانیوں کا کفر الم نشرح ہو جائے گا۔

میرے دوستو! سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ مرد قلندر نے کہا تھا کہ ایک وقت آئے گا کہ بم پھٹے گا۔ جس وقت قادیانیوں کی بڑھتی ہوئی سرگرمیوں نے ایک انتہائی سنگین شکل اختیار کر لی تو ۱۹۷۴ء میں اسی بخاری رحمۃ اللہ علیہ مرد قلندر کے شہر ملتان سے طلباء کا ایک قافلہ چلتا ہے۔ ۲۲ رمئی کو ربوہ ریلوے اسٹیشن پر ان کے ساتھ قادیانی غنڈے طوفان بدتمیزی کرتے ہیں۔ طلباء کا وفد آپ کے پشاور شہر میں آتا ہے۔ سیر سپاٹا کرنے کے بعد ۲۸ رمئی کو پھر چناب ایکسپریس کے ذریعے یہ واپس ہوا۔ ۲۹ رمئی کو جس وقت ربوہ ریلوے اسٹیشن پہنچا۔ مولانا نورالحق صاحب مجھے لقمہ دے رہے ہیں کہ ربوہ نہیں چناب نگر۔ اللہ کا کرم ہے کہ آج ربوہ کا نام تبدیل کر کے چناب نگر رکھ دیا گیا ہے۔

میں آپ دوستوں سے عرض کرتا ہوں کہ آج اللہ کے کرم سے قادیانیوں کا نام مٹا ہے تو ایک وقت آئے گا کہ قادیانیوں کا نشان بھی مٹے گا۔ آج کوئی بڑی سے بڑی فرعونی طاقت قادیانیوں کو ان کے کفر سے نہیں بچا سکتی۔ یہ برابر اپنے انجام کی طرف جا رہے ہیں۔

جب طلباء ربوہ پہنچے، میں پرانی بات عرض کر رہا ہوں۔ اس وقت اس کا نام ربوہ تھا۔ جس وقت طلباء ربوہ پہنچے۔ آج کل جو قادیانیوں کا چیف گرو ہے: مرزا طاہر۔ اس کی قیادت میں ان طلباء پر ظلم کیا گیا۔

☆...... ان کے کپڑے چاک کئے۔

☆...... ان کے سر پھوڑے۔

☆...... ان کے ہونٹ کاٹے۔

☆...... ان کے دانت توڑے۔

☆...... ان کی ہڈیاں توڑیں۔

حتیٰ کہ اگر کسی طالب علم نے زخموں سے چور چور ہو کر پانی مانگا تو قادیانیوں نے اس کے منہ کے اندر پیشاب کیا۔ ان کی بربریت کا یہ عالم اور یہ کوئی باتیں ڈھکی چھپی نہیں۔ مسٹر جسٹس صمدانی جو ریٹائر ہو گیا ہے۔ لاہور کے اندر وکالت کر رہا ہے۔ اس کی انکوائری رپورٹ کے اندر یہ ساری باتیں موجود ہیں کہ اس ربوہ اسٹیشن پر احمدیت کے مقابلے میں محمدیت مردہ باد کے نعرے لگائے گئے۔ (العیاذ باللہ!)

قادیانیوں کی غنڈہ گردی

میرے دوستو! میں اختصار کے ساتھ عرض کرتا ہوں کہ پوری امت متحد ہوئی اور قومی اسمبلی کے اندر پوری دینی قیادت موجود تھی۔ قادیانیوں کے کیس کو لڑا گیا۔ محدث العصر حضرت مولانا محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ کی قیادت میں قوم باہر جنگ لڑ رہی تھی۔ آخرکار ایک وقت آیا، آپ حضرات کی نیشنل اسمبلی نے بھی ۷؍ستمبر ۱۹۷۴ء کو اعلان کیا کہ مرزا قادیانی اور اس کے ماننے والے کافر ہیں۔

آج آپ کی یہ کانفرنس اسی یاد میں منعقد کی گئی ہے۔ آج پورے ملک میں یہ ۷؍ستمبر کے حوالے سے اخبارات نے ایڈیشن چھاپے۔

☆...... خبریں نے چھاپا۔

☆...... جنگ نے چھاپا۔

☆...... نوائے وقت نے چھاپا۔

جس نے نہیں چھاپا اللہ اس کو آئندہ چھاپنے کی توفیق دے۔ قادیانیوں کا لاٹ پادری مرزا طاہر نے پچھلے سال رمضان المبارک میں جان بوجھ کر ہمارے ایک نوجوان سید اطہر شاہ صاحب کو مارا پیٹا، زخمی کیا۔ اس کے سر پر کلہاڑی ماری۔ اس کے دماغ کے دو ٹکڑے کر دیئے۔ پوری اس کی کھوپڑی کھل گئی اور اس کو قادیانی اسی حالت میں اپنی عبادت گاہ میں لے گئے۔ مسلمان اکٹھے ہوئے، اس کی لاش وصول کرنے کے لئے گئے۔ ان کو پتہ نہیں تھا کہ وہ ابھی زندہ ہے۔ قادیانیوں نے اپنے باڑے کے اوپر کھڑے ہو کر ان کے اوپر فائرنگ کی۔ ان پر اینٹیں چلائیں۔ نتیجہ میں مسلمان زخمی ہوئے۔ بیس، تیس، چالیس کے قریب مسلمان زخمی ہوئے۔ جس وقت یہ صورتحال ہوئی۔ چار پانچ ہزار آدمی گاؤں کے مارنے کو اکٹھے ہوئے۔ قادیانیوں کی عبادت گاہوں کا انہوں نے محاصرہ کیا اور نتیجہ میں پانچ قادیانی موقع پر قتل کر دیئے گئے۔

شرارت قادیانی کریں، سزا علماء کو

آج این۔ جی۔ اوز والے بشمول ہمارے ملک کے موجودہ صدر مملکت جناب پرویز مشرف سارے پروپیگنڈا کر رہے ہیں کہ قادیانیوں کے ساتھ ظلم ہوا۔ میں ان سے کہنا چاہتا ہوں قبلہ! اگر کائنات میں انصاف نام کی کوئی چیز ہے تو انکوائری کرائی جائے اس امر کی کہ سب سے پہلے شرارت کن لوگوں نے کی؟ شرارت کس طبقے نے کی؟ اس کے نتیجے کے اندر جو ہوا، وہ تمہاری پولیس کا کام تھا۔ جو موقع پر موجود تھی، فساد نہ ہونے دیتی۔ اس کی ہمارے اوپر کوئی ذمہ داری عائد نہیں ہوتی۔

پھر اسی مہینے کی بات ہے۔ شیخوپورہ میں قادیانیوں نے اپنی عبادت گاہ پر اسپیکر لگایا۔ حالانکہ بشمول چناب نگر کے پورے ملک میں کہیں پر قادیانیوں کو اسپیکر لگانے کی بھی اجازت نہیں۔ قانوناً ان کو تبلیغ کرنے کی اجازت نہیں۔ لیکن قادیانیوں نے سیدوالہ میں اپنی عبادت گاہ پر اسپیکر لگایا۔ صرف اسپیکر لگایا نہیں، بلکہ فل آواز میں چلایا۔ مرزا طاہر کی تقریر کو انہوں نے پورے گاؤں کے مسلمانوں کو سنانا چاہا۔ مسلمان اکٹھے ہوئے۔ وفد بنایا۔ سب

سے پہلے تھانے دار کے پاس گئے۔ جا کر ان کو کہا کہ جناب قادیانی خلاف قانون حرکت کر رہے ہیں۔ آپ ان کو روکیں۔ لیکن ان کو نہ روکا گیا۔ نتیجہ میں قادیانیوں کی عبادت گاہ کی اینٹ سے اینٹ بجادی گئی۔ پورا ان کا صفایا کر دیا گیا۔ اب این. جی. اوز والے پروپیگنڈا کرتے ہیں کہ قادیانیوں کے ساتھ ظلم ہوا۔ میں کہتا ہوں جناب قادیانیوں کے ساتھ ظلم نہیں ہوا۔ یہ مکافات عمل ہے۔ اگر قادیانی ایسا نہ کرتے تو اس کا نتیجہ یہ نہ نکلتا۔

قادیانی پاکستان کے امن کو آگ لگانا چاہتے ہیں

قادیانیوں کا جان بوجھ کر شرارت کرنا یہ دلیل ہے اس بات کی کہ وہ ملک عزیز پاکستان کے امن کو آگ لگانا چاہتے ہیں۔ جناب پرویز مشرف صاحب! آپ نے سی. بی. آر کے چیئر مین جو ایک جنونی سکہ بند قادیانی ہے کو اپنی گود کے اندر بٹھا رکھا ہے اور آپ سپریم کورٹ کے فیصلے کی بنیاد پہ متفقہ آئین کے اندر ترمیم کرنا چاہتے ہو۔ اس وقت تک اخبارات کے اندر جو رپورٹیں چھپ چکی ہیں، تم قانون تحفظ ناموس رسالت کے اندر ترمیم کرنا چاہتے ہو۔ محمد عربی ﷺ کی عزت وناموس کے لئے، انبیاء کرام علیہم السلام کی عزت وناموس کے تحفظ کے لئے جو قانون بنا تھا، تم اسے بے وقعت بنانا چاہتے ہو؟ یہ حالات اور تمہاری قادیانیت نوازی یہ وہ چیزیں ہیں کہ جن کے اندر اندیشہ ہوتا ہے کہ آپ پٹڑی سے اتر گئے ہیں۔ پورے پاکستان کی دینی قیادت کو تم فرقہ واریت کے زہر کے اندر مبتلا کرنا چاہتے ہو۔ تم جان بوجھ کر ملک کے دینی اقتدار کو نقصان پہنچانا چاہتے ہو اور اس سے بڑھ کر یہ سارے کام تم برابر کرتے چلے آئے۔

توہین رسالت برداشت نہیں

آج ہم دیکھتے ہیں کہ تمہیں اتنی جرأت ہوگئی ہے کہ تم محمد عربی ﷺ کی عزت وناموس کے تحفظ کے قانون کو بھی تبدیل کرنا چاہتے ہو۔ جناب پرویز مشرف صاحب ہماری آپ سے کوئی لڑائی نہیں۔ ہماری ختم نبوت جماعت کا اس پلیٹ فارم کا ہمیشہ سے یہ مشن رہا ہے کہ ۱۹۵۳ء میں ۱۹۷۴ء میں ۱۹۸۴ء میں جو ہمارے اکابر نے ہمارے لئے لائن متعین کی تھی، آج بھی ہم اسی لائن کے اوپر کھڑے ہیں۔ فرقہ واریت کو ہم ملک عزیز کے

لئے زہر قاتل سمجھتے ہیں۔لیکن فرقہ واریت کی روک تھام کے نام پر دہشت گردی کی روک تھام کے نام پر، اگر صحابہ کرامؓ کی عزت وناموس کو تم پامال کرنا چاہتے ہو اور اگر اقلیتوں کو خوش کرنے کے لئے تم اس ملک کے اندر تحفظ ناموس رسالت کے قانون کو چھیڑنا چاہتے ہو۔ رب محمد ﷺ کی قسم! جب تک ایک مسلمان زندہ ہے، صرف تم نہیں، کسی بھی ماں کے لعل کو۔ اگرچہ وہ فرعون ہی کیوں نہ ہو، ہم متوجہ کرتے ہیں کہ ہر چیز برداشت کر لی جائے گی۔رحمت عالم ﷺ کی عزت وناموس کے قانون کو تم نے چھیڑا۔خدا کی قسم! یہ برداشت نہیں ہوگا۔ذرا زور سے بولو یہ برداشت؟......نہیں ہوگا۔

ہم آپ کی پالیسی کو مان لیتے ہیں، تم کہہ دو کہ: سپاہ محمد نے نعرہ لگایا۔ڈنڈا اٹھایا۔ جواب کے اندر لشکر جھنگوی آیا۔انہوں نے ڈنڈا اٹھایا، وہ دہشت گردی ہے۔ یہ دہشت گردی بھی ہم مان لیتے ہیں۔پوری نیشنل اسمبلی کو تم تحلیل کرواور یہ دہشت گردی کے زمرے کے اندر نہ آئے۔چلو ہم اس کو بھی مان لیتے ہیں۔یہ ٹھیک ہے کہ دو قوتیں آپس میں لڑیں۔ وہ تو دہشت گردی اور

☆...... ایک فرد واحد چاروں اسمبلیوں کو توڑ دے۔

☆...... ایک فرد واحد نیشنل اسمبلی کو توڑ دے۔

☆...... ایک فرد واحد سینٹ کو توڑ دے۔

ملک عزیز کے قانون کے اندر ترمیم کرنے کے لئے آمادہ ہو جائے۔اپنے ایک ایک دورے پہ کروڑوں روپے خرچ کرے، ہم تسلیم کر لیتے ہیں کہ یہ آئین انصاف کے مطابق ہے۔ہم آپ کی اس پالیسی کو بھی مان لینے کے لئے تیار ہیں۔

لیکن قبلہ! ان سب باتوں سے قطع تعلق میں علی الاعلان کہتا ہوں! جس دن رحمت عالم ﷺ کی عزت وناموس کے قانون کو تم نے چھیڑا تو وہ دن تمہارے اقتدار کا آخری دن ہوگا۔قبلہ!

☆...... یہ دیوبندی، بریلوی کی بات نہیں۔

☆...... یہ لکھنوی، دہلوی کی بات نہیں۔

کروڑوں دیوبندی، کروڑوں بریلوی، کروڑوں لکھنوی اور کروڑوں دہلوی

قربان محمد عربی ﷺ کے گنبد خضراء کی ایک ایک اینٹ مبارک پر۔ معاف رکھنا! میں فرقوں کی بات نہیں کرتا۔ میں نبوت کی بات کرتا ہوں۔ جناب مشرف صاحب! اب بھی وقت ہے کہ تم علی الاعلان کہو کہ: یہ ایسے نہیں ہوگا۔ ہمیں معلوم ہے کہ آگرہ مذاکرات ناکام ہوگئے اور آگرہ مذاکرات کے اگلے دن تم نے بھی ویزے کی پابندیاں آسان کردیں۔ واجپائی نے بھی آسان کردیں۔ اس نے بھی پچاس ہماری اشیاء کے درآمد پہ ڈیوٹیں اڑادیں۔ تم نے اس کے جواب کے اندر ساٹھ اشیاء پہ ٹیکس معاف کردیا۔ یہ مذاکرات ناکام ہوئے ہیں یا اندر بیٹھ کر تم کچھ طے کر چکے ہو۔

اور اگر اسی طے کرنے کا نتیجہ ہے کہ تم نے جہادی قوتوں پر ہاتھ ڈالنا ہے۔ تم نے دینی مدارس پہ ہاتھ ڈالنا ہے اور اس سے بڑھ کر تم نے محمد عربی ﷺ کے گنبد خضراء پہ ہاتھ ڈالنا ہے۔ رب محمد ﷺ کی قسم! ہم اپنی جانوں پہ کھیل جائیں گے۔ تیری گولیاں ختم ہو جائیں گی۔ محمد عربی ﷺ پہ قربان ہونے والے سینے ختم نہیں ہوں گے۔ یہ دین کی بات ہے۔ غیرت کی بات ہے۔ محمد عربی ﷺ کے دیوانو! آج یہ پیغام لے کر جاؤ کہ

☆...... آپ کے علاقے میں کوئی قانون شکنی نہ ہو۔

☆...... آپ کے علاقہ میں کسی قادیانی پہ زیادتی نہ ہو۔

لیکن اگر کوئی قادیانی گردن اکڑا کے قانون کی خلاف ورزی کرے۔ محمد عربی ﷺ کی توہین کا ارتکاب کرے۔ پھر تم بھی اس شان کے ساتھ جیو کہ آپ کے علاقے میں کوئی قادیانی گردن اکڑا کے نہ چل سکے۔

میں کیا خیال کروں کہ تم قادیانیوں کے خلاف کام کرو گے؟۔ جو کہتے ہیں کام کریں گے۔ وہ زور سے بولیں کام؟...... کریں گے۔ اللہ تعالیٰ میرے اور آپ کے حامی وناصر ہوں۔

”وما علینا الا البلاغ المبین“

تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُلِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلامٌ عَلٰی سَیِّدِ الرُّسُلِ وَخَاتَمِ الۡاَنۡبِیَاءِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصۡحَابِہِ الَّذِیۡنَ ھُمۡ خُلاصَۃُ الۡعَرَبِ الۡعَرۡبَاءِ وَخَیۡرُ الۡخَلائِقِ بَعۡدَ الۡاَنۡبِیَاءِ. اَمَّا بَعۡدُ! فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ. بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ.

و قال اللہ تعالیٰ: وَاتَّقُوا فِتۡنَةً لَّا تُصِیۡبَنَّ الَّذِیۡنَ ظَلَمُوا مِنۡكُمۡ خَآصَّةً وَاعۡلَمُوۡا أَنَّ اللّٰہَ شَدِیۡدُ الۡعِقَابِ. (الانفال: ۲۵)

عَنۡ اَبِیۡ ھُرَیۡرَۃؓ یُحَدِّثُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: کَانَتۡ بَنُوۡ اِسۡرَائِیۡلَ تَسُوۡسُھُمُ الۡاَنۡبِیَّاءُ کُلَّمَا ھَلَکَ نَبِیٌّ خَلَفَہٗ نَبِیٌّ وَاِنَّہٗ لَانَبِیَّ بَعۡدِیۡ وَسَیَکُوۡنُ خُلَفَاءُ فَیَکۡثُرُوۡنَ. (بخاری ج ۱، ص ۴۹۱، و مسلم ج ۲، ص ۱۲۶)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَ مَوۡلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا وَ مَوۡلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکۡ وَسَلِّمۡ وَ صَلِّ کَذَالِکَ عَلٰی جَمِیۡعِ الۡاَنۡبِیَاءِ وَالۡمُرۡسَلِیۡنَ وَعَلَی الۡمَلائِکَۃِ الۡمُقَرَّبِیۡنَ وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیۡنَ اَجۡمَعِیۡنَ اِلٰی یَوۡمِ الدِّیۡنِ.

تمہید

خوب یاد ہے تقریباً ایک سال پہلے آپ حضرات کے یہاں اس جگہ حاضر ہونے کا اتفاق ہوا۔ تب ہمارے مخدوم حضرت مولانا یحییٰ مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے اس اجلاس کی صدارت فرمائی تھی۔ آج ایسے موقع پر ہم جمع ہوئے ہیں کہ حضرت مرحوم ہمارے اندر موجود نہیں، وہ ایسی جگہ تشریف لے گئے جہاں ہم سب نے جانا ہے۔ اللہ پاک پروردگار عالم ان کے اس سفر کو خوب اور بابرکت فرمائیں اور ہم سب کو اللہ تبارک وتعالیٰ اس سفر کی تیاری کرنے کی توفیق عطاء فرمائیں:

میرے بھائیو! آج کے اس پروگرام کے حوالہ سے اپنے واجب الاحترام بھائی حضرت مولانا قاضی احسان احمد صاحب سے میں نے پوچھا کہ آج کی مجلس میں مجھے آپ حضرات کے سامنے کیا معروضات عرض کرنا ہیں تو حضرت قاضی صاحب نے دو تین باتیں ارشاد فرمادیں کہ ۵۳ء کی تحریک کے حوالے سے، ۷۴ء کی تحریک کے حوالے سے اور یہ کہ مسئلہ کی اہمیت۔ اس طرح انہوں نے تین چار باتیں فرمادیں۔

اب قاضی صاحب نے دو تین موضوعات کو ایک ہی موضوع میں بند کرنے کا حکم فرمایا، میرے لئے یہ تو بہت ہی مشکل ہے، آپ سب حضرات کو میری اس بری یا اچھی عادت کا معلوم ہے کہ جب بھی میں گفتگو کرتا ہوں، کوشش کرتا ہوں کہ کسی ایک موضوع پر رہوں، مختلف موضوعات کو بیک وقت اگر چھیڑ لیا جائے تو میرے لئے گفتگو کو سیدھا چلانا انتہائی مشکل ہو جاتا ہے اور پھر میں پھنس جاتا ہوں۔

میرے بھائیو! میرے خیال میں آج میں صرف تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء کے حوالے سے آپ دوستوں کی خدمت میں کچھ معروضات پیش کرتا ہوں۔ آپ حضرات کو یاد ہوگا کہ ابھی ۸رمئی کو آپ حضرات کے ملک میں جنرل الیکشن تھے اور آج سے ٹھیک چوالیس سال قبل بھی آپ کے اس ملک میں یعنی ۱۹۷۰ء میں الیکشن ہوئے تھے، چوالیس سال پہلے کا معنی یہ ہے کہ:

☆...... اس زمانے میں جو بوڑھے تھے، وہ اللہ کے حضور چل دیئے۔

☆...... اس زمانے میں جو حضرات جوان تھے، آج وہ بوڑھے ہوگئے۔

☆...... اور جو اس زمانے میں بچے تھے، وہ آج باپ بن گئے۔

آپ میں بہت سارے دوست ایسے ہوں گے جو میں واقعات شروع کر رہا ہوں تقریباً ان کی پیدائش سے بھی پہلے کے ہیں یعنی آج سے چوالیس سال پہلے کے۔

ابتداء میں مجھ مسکین کی گفتگو سے آپ دوستوں کو تھوڑی سی اجنبیت ہوگی۔ لیکن وہ گفتگو کرنا اس لئے ضروری ہے کہ اگلی یعنی جو میری آخری گفتگو ہے، اس کو سمجھنا ابتدائی گفتگو پر موقوف ہے۔

۱۹۷۰ء کا الیکشن اور قادیانی گروہ

میرے بھائیو! اس ۱۹۷۰ء کے الیکشن میں ہمارا یہ جو پرنٹ میڈیا ہے، اس کے اندر ایک بحث چلی تھی جو اس زمانے میں اسلام کے حوالے سے متعارف تھے، یا یہ کہ اسلام کے حوالے سے اپنا تعارف پسند کرتے تھے، ان کو دایاں بازو کہا جاتا تھا اور جو اپنے آپ کو ترقی پسند کہتے تھے یا کچھ اور، ان کو بایاں بازو کہا جاتا تھا۔

میرے بھائیو! ۱۹۷۰ء کا الیکشن ہوا، اس الیکشن میں واضح طور پر پوری قوم دو حصوں کے اندر بٹی ہوئی تھی۔ ''دایاں بازو اور بایاں بازو''۔ آپ حضرات جانتے ہیں، الیکشن کے فوراً بعد مشرقی پاکستان کا جو رزلٹ سامنے آیا۔ مشرقی پاکستان میں جناب مجیب الرحمٰن نے بڑی واضح اکثریت حاصل کی اور اگر الیکشن کے ان نتائج کو تسلیم کرلیا جاتا تو پورے پاکستان پر وہ حکمرانی کے مستحق تھے۔ انہوں نے کثرت کے ساتھ الیکشن جیتا تھا اور یہاں ہمارے مغربی پاکستان میں جناب ذوالفقار علی بھٹو نے واضح اکثریت حاصل کی۔ اس زمانے میں مذہبی جماعتوں میں سے جمعیت علماء اسلام کی سب سے زیادہ سیٹیں تھیں۔ پھر جمعیت علماء پاکستان کی، اور کچھ جماعت اسلامی کی بھی۔

میرے بھائیو! اس الیکشن کے تقریباً کوئی تین سال بعد یعنی ۱۹۷۳ء میں ملتان نشتر میڈیکل کالج کے طلباء کی یونین کا الیکشن تھا۔ تب چونکہ اوپر ایک تقسیم موجود تھی۔ دائیں اور بائیں کی۔ تو وہی اثرات نچلی سطح پر بھی نمودار ہوئے۔ چونکہ اس الیکشن میں بھی طلباء کی تنظیم کے اندر واضح طور پر دو دھڑے شمار کئے گئے، ایک کو دایاں بازو کہتے تھے اور دوسرے کو بایاں۔

میرے بھائیو! دائیں بازو نے اپنا پینل کھڑا کیا اور بائیں بازو نے اپنا پینل۔ جاننے والے دوست جانتے ہیں جو بائیں بازو کا پینل تھا وہ پینل خیر سے اتنا ترقی پسند ہوا کہ انہوں نے اپنے ساتھ قادیانیوں کو بھی ملایا، صرف ملایا نہیں بلکہ قادیانیوں کو بھی اپنے پینل میں دو، تین سیٹوں پر کھڑا کردیا۔

برادران عزیز! جس وقت طلباء کے یہ جو دایاں بازو تھا، اس کے مقابلے میں

بائیں بازو میں ان کے اندر قادیانی تھے، تو ان طلباء عزیز کو موقع ملا۔ انہوں نے رحمت عالم ﷺ کی ختم نبوت کے حوالے سے اپنی تقریروں کے اندر گفتگو کرنا شروع کیں۔ ختم نبوت پر ان کی ذہن سازی ہوئی، ملتان میں ہی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا مرکزی دفتر ہے۔ تب ہمارے حضرت مولانا عبدالرحیم اشعر رحمۃ اللہ علیہ موجود تھے، ان دوستوں نے مولانا کو کہا، مولانا نے آئینہ مرزائیت نامی چھوٹا سا ایک رسالہ کوئی سولہ صفحات کا مرتب کر کے ان کو دیا۔ انہوں نے خوب چھاپا اور تقسیم کیا۔ ان ساتھیوں نے دن رات اپنی گفتگو میں مرزائیت کو بھی موضوع بحث بنایا اور رحمت عالم ﷺ کی ختم نبوت کی اہمیت کے حوالے سے بھی الیکشن میں گفتگو ہوئی۔

جس وقت الیکشن ہوا اور اس کا نتیجہ سامنے آیا: وہ کہتے ہیں نا کہ ''ہم تو ڈوبے ہیں صنم، تمہیں بھی لے ڈوبیں گے''۔ وہی ہوا، قادیانیوں کی نحوست یہ پڑی کہ قادیانی بھی شکست سے دوچار ہوئے اور ان کا پورا پینل بھی شکست کھا گیا۔ یوں یہ دائیں بازو والے حضرات کا پورا پینل کامیاب ہوگیا۔ ان حضرات نے الیکشن جیتنے کے بعد اپنی کابینہ کا اعلان کیا۔ اس کے اجلاس ہوئے، الیکشن کے اندر جو وعدے کئے گئے تھے ان کو پورا کرنے کی ان حضرات نے ذمہ داری قبول کی۔ اس کی تفصیلات ہیں، میں ان میں نہیں جانا چاہتا۔ دیگر کاموں کے علاوہ ان حضرات کے یہ دو تین، چار مہینے الیکشن کی مہم پر خرچ ہوئے تھے، ان حضرات نے کہا: اب ہم آؤٹنگ کے لئے سوات وغیرہ جانا چاہتے ہیں۔ انہوں نے پاکستان ریلوے کو درخواست گزاری کی کہ ۲۲ رمئی ۱۹۷۴ء کو ہم ٹرین کے ذریعے سفر کرنا چاہتے ہیں اور خیبر میل کے ذریعے ہمیں اضافی دو بوگیاں دی جائیں۔ پاکستان ریلوے نے جواب میں یہ کہا کہ: خیبر میل پہلے اتنی لمبی ٹرین ہے کہ اس کے ساتھ مزید بوگیاں لگانا ممکن نہیں۔ یہ اتنا وزن نہیں کھینچ پائے گی اور یہ کہ جرأت کر بھی لی جائے ۲۲ رمئی کو تو بالکل ممکن ہی نہیں کہ اس دن کراچی سے ایک شادی پارٹی پشاور جا رہی ہے اور ان کی اضافی بوگی لگنا ہے، اس لئے یا آپ ڈیٹ پوسٹ پون کریں۔ یا یہ کہ اسی تاریخ کو ہی سفر کرنا چاہتے ہیں تو بجائے خیبر میل کے کسی اور ٹرین سے سفر کر لیں۔ اگر آپ چاہیں تو ہم آپ کو چناب ایکسپریس کے ذریعے بھیج سکتے ہیں۔

برادران عزیز! آپ سمجھیں گے کہ میں نے کیا بحث شروع کردی لیکن میں آپ کو درخواست یہ کرنا چاہتا ہوں کہ اگر خیبر میل کے ذریعے یہ طلباء سفر کرتے تو خیبر میل کا اس زمانے میں روٹ تھا۔

☆ ...... ملتان ...... سے ...... خانیوال۔
☆ ...... خانیوال ...... سے ...... چیچہ وطنی۔
☆ ...... چیچہ وطنی ...... سے ...... ساہیوال۔
☆ ...... ساہیوال ...... سے ...... اوکاڑہ۔
☆ ...... اوکاڑہ ...... سے ...... رائے ونڈ۔
☆ ...... رائے ونڈ ...... سے ...... لاہور۔
☆ ...... لاہور ...... سے ...... گوجرانوالہ۔
☆ ...... گوجرانوالہ...... سے ...... لالہ موسیٰ۔

اور پھر لالہ موسیٰ سے مین ٹریک سے پشاور جاتی ہے۔اور اگر ان کا سفر ہوتا چناب ایکسپریس سے،تو چناب ایکسپریس کا روٹ اس زمانے میں یہ تھا۔اب تو گورنمنٹ نے بدل دیا ہے،وگرنہ اس زمانے میں یہ روٹ تھا کہ

☆ ...... ملتان ...... سے ...... خانیوال۔
☆ ...... خانیوال ...... سے ...... عبدالحکیم۔
☆ ...... عبدالحکیم ...... سے ...... شورکورٹ۔
☆ ...... شورکورٹ ...... سے ...... ٹوبہ،گوجرہ۔
☆ ...... ٹوبہ،گوجرہ...... سے ...... فیصل آباد۔
☆ ...... فیصل آباد ...... سے ...... چک جھمرہ۔
☆ ...... چک جھمرہ ...... سے ...... چنیوٹ۔
☆ ...... چنیوٹ ...... سے ...... چناب نگر۔
☆ ...... چناب نگر ...... سے ...... لالیاں۔
☆ ...... لالیاں ...... سے ...... سرگودھا۔

☆...... سرگودھا ......سے ......ملک وال۔

☆...... ملک وال ......سے ......لالہ موسیٰ۔

اور پھر جا کر لالہ موسیٰ سے یہ مین ٹریک پر پشاور کے لئے چڑھ جاتی ہے۔

میرے بھائیو! اب جب ان طلباء کو یہ چانس دیا گیا تو ان حضرات نے کہا: ٹھیک ہے۔ ہم نے تو سفر کرنا ہے، اس روٹ سے نہ سہی دوسرے روٹ سے کر لیں گے۔ چنانچہ سفر شروع ہو گیا۔

اب میں آپ دوستوں سے درخواست کرتا ہوں کہ اس زمانے میں یعنی ۱۹۷۰ء کے الیکشن میں، اب آپ حضرات دیکھئے! بار بار مجھے دو چیزوں کو بیک وقت لانا پڑ رہا ہے۔ آگے چل کر بات بالکل سیدھی ہو جائے گی۔ اس ۱۹۷۰ء کے الیکشن میں ہمارے پاکستان کی نیشنل اسمبلی میں ایک ملک جعفر صاحب تھے۔ ان کا پورا خاندان قادیانی تھا۔ وہ بھی کامیاب ہوئے۔ اس کے متعلق بھی بعض دوستوں نے انگلی اٹھائی کہ یہ قادیانی ہے۔ ہمارے پنجاب اسمبلی میں تین قادیانی کامیاب ہوئے۔

☆...... ایک راجہ منور تھا چکوال کا۔

☆...... ایک اعظم گھمن سنمبھڑیال کا۔

☆...... اور ایک بشیر احمد مانا والا شیخو پورہ کا۔

رب کریم کی شان بے نیازی یہ راجہ منور چکوال نے اور اعظم گھمن نے تو واضح طور پر ہاتھ کھڑے کر کے کہا ہمارا خاندان، عزیز و اقارب ضرور قادیانی ہیں لیکن ہم قادیانیت پر لعنت بھیجتے ہیں۔ چلو! انہوں نے موقع پر اعلان کر کے قادیانیت سے اپنی برأت کا اظہار کیا اور مسلمانوں میں اپنا نام شمار کرایا۔ رہے ملک جعفر جو نیشنل اسمبلی کے اندر تھے۔ ملک جعفر صاحب نے بھی آگے چل کر ۱۹۷۴ء میں جب ختم نبوت کی تحریک چلی تب ملک جعفر صاحب نے مرزا ناصر احمد پر سوالات کی بوچھاڑ کی۔ گورنمنٹ اور اپوزیشن نے مل کر یہ رائے پیش کی کہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔ سب سے پہلے یہی ملک جعفر صاحب جن کے متعلق مشہور تھا کہ ان کا خاندان قادیانی ہے۔ اور واقعہ میں پورا خاندان قادیانی تھا...... لیکن اللہ جسے توفیق دے...... قدرت نے اسے توبہ کی توفیق کیا دی کہ اس کا

ایمان ایسے طور پر صیقل ہوا کہ اس نے سب سے زیادہ قادیانیت کے متعلق سخت مؤقف اختیار کیا نیشنل اسمبلی میں۔ اور اس کا کہنا یہ تھا کہ ان کو غیر مسلم کے بجائے خلاف قانون قرار دیا جائے۔

قادیانی بدمست ہاتھیوں کی طرح

میرے بھائیو! اس کی تفصیلات ہیں، میں اس کا ذکر نہیں کرتا۔ اس زمانے میں ہمارے پنجاب کے گورنر تھے جناب غلام مصطفیٰ کھر اور پنجاب کے چیف منسٹر تھے جناب حنیف رامے۔ دنیا جانتی ہے کہ یہ حنیف رامے صاحب، ان کی بیگم صاحبہ محترمہ شاہین رامے اور یہ شاہین رامے کوئٹہ کے ایک قادیانی جماعت کے امیر کی بیٹی تھی۔ دو بیٹیاں تھیں، ایک بیٹی اس نے معروف قادیانی راجہ غالب احمد جو پنجاب بورڈ کا چیئرمین بھی رہا ہے۔ اس کو دی تھی اور ایک حنیف رامے کو۔ آپس میں یہ دونوں ہم زلف تھے۔

اب قادیانی یہ سمجھتے تھے کہ ۱۹۷۰ء کے الیکشن میں ہم نے پاکستان پیپلز پارٹی کا ساتھ دیا ہے۔ ہمارے بوڑھے، مرد، جوان اور عورتوں نے ان کے الیکشن کے لئے دن رات ایک کر دیا۔ ان کے لئے استعمال ہوئے اور خوب استعمال ہوئے، ہمارا حق ہے کہ وفاق کے اندر بھی پیپلز پارٹی کی حکومت ہے، گویا ہم بھی اس کے اندر شریک ہیں، اس پارٹی کو یہاں تک پہنچانے میں پنجاب میں بھی اور سندھ میں بھی ہم ہیں۔ پتہ نہیں قادیانی کیا کیا توقعات قائم کئے بیٹھے تھے۔ یہ وہ زمانہ تھا، بدمست ہاتھی کی طرح قادیانی اپنے قریب کسی کو نہیں پھٹکنے دیتے تھے اور اس تیز رفتاری کے ساتھ سرپٹ دوڑتے کہ ان کی طرف دیکھنا بھی بہت مشکل ہو رہا تھا۔ اس طرح انہوں نے رفتار پکڑی ہوئی تھی۔

۱۹۷۴ء کی تحریک کا سبب

میرے بھائیو! میں آپ دوستوں کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ یہ طلباء عزیز جس وقت سوار ہوئے، ٹرین چلی۔ یہ گئی چناب نگر اسٹیشن پر۔ اس کا نام پہلے ربوہ تھا۔ بعد میں تبدیل ہوا۔ اب اس کا نام چناب نگر ہے۔ میں نے قادیانیوں کے اسی شہر میں بیان کرتے ہوئے قادیانیوں سے ایک موقع پر کہا تھا کہ آج تمہارے شہر کا نام مٹا ہے۔ ان شاء

اللہ! ایک وقت آئے گا قادیانیت کا نام بھی مٹے گا۔

میرے بھائیو! اس زمانے میں قادیانیوں کی عادت یہ تھی کہ جو ٹرین ان کے اسٹیشن سے گزرتی تھی، اس پر یہ لٹریچر تقسیم کرتے تھے، اپنے پمفلٹ اور ہینڈ بل اوران کا اپنا اخبار نکلتا تھا، جسے وہ الفضل کہتے ہیں۔ اور ہم الدجل کہتے ہیں، اس کو یہ تقسیم کرتے تھے۔ قادیانیوں نے حسب عادت آج ۲۲ر مئی کو جو ٹرین گئی، انہوں نے ٹرین کے مسافروں میں اپنا لٹریچر حسب عادت تقسیم کیا۔ تو مسافروں میں وہ نشتر میڈیکل کالج کے طلباء بھی تھے، ختم نبوت پر ان کا ذہن بنا ہوا تھا۔ انہوں نے جونہی لٹریچر کو دیکھا، یہ یوں کر کے پھاڑتے چلے گئے۔ چار ٹکڑے کئے زمین پر ڈال دیا۔ زمین پر مسلا اور اس کے اوپر تھوکا۔ جہاں اور نعرے لگائے، وہاں مرزا گاماں: ٹھا، ٹھا، کے نعرے بھی لگائے۔ جس طرح اسکول کالجز اور یونیورسٹیز کے طلباء کا مزاج ہوتا ہے۔ آزادانہ انہوں نے بڑی بہادری اور جرأت کے ساتھ ٹھا ٹھا کے نعرے لگائے۔ اب قادیانیوں کے تیور بدلے۔ انہوں نے بڑی ترچھی نگاہوں سے ان طلباء کی طرف دیکھا۔ لیکن اسی اثناء میں ٹرین چلی۔ ٹرین چلنے کی وجہ سے تصادم ہوتے ہوتے رہ گیا۔ لیکن جونہی ٹرین چلی گئی، قادیانیوں کے سینے کے اوپر سانپ لوٹنے لگا۔ وہ یہ سوچنے پر مجبور ہوئے کہ ہم نے پاکستان پیپلز پارٹی کا ساتھ بھی دیا۔ اس زمانے میں کئی لاکھ روپیہ ان کے الیکشن پر بھی خرچ کیا۔ دن رات ان کے لئے سرگرداں بھی رہے اور آج پوزیشن یہ ہے کہ ہمارے اسٹیشن پر ہمارے حضرت کے خلاف نعرے۔

قادیانیوں کا گرو بے یار و مددگار

میرے بھائیو! اس زمانے میں قادیانی جماعت کا چیف گرو اوران کا لاٹ پادری مرزا ناصر تھا، مرزا ناصر کے اور ذوالفقار علی بھٹو کے درمیان رابطے کا جو کام دیتا، وہ مرزا طاہر تھا، جو بعد میں مرزا ناصر کے مرنے کے بعد قادیانی جماعت کا سربراہ بھی بنا۔ مرزا ناصر احمد نے مرزا طاہر کو کہا کہ ذوالفقار علی بھٹو کے پاس جاؤ، ہمارے ساتھ زیادتی ہوگئی۔ مرزا طاہر نے پاؤں سر پر رکھے، دوڑ لگائی۔ سیدھا گیا جناب ذوالفقار علی بھٹو صاحب کے پاس اوران کو جا کر کہا: بھٹو صاحب! ہمارے ساتھ بڑی زیادتی ہوگئی۔ اس الیکشن میں ہم نے آپ کی

یہ مدد کی، وہ مدد کی۔ آپ یہاں تک پہنچے ہیں، اس کے اندر ہمارا بھی حصہ ہے اور آج اس کا ہمیں صلہ یہ دیا جارہا ہے کہ ہمارے شہر میں ہمارے حضرت کے خلاف نعرے۔

ذوالفقار علی بھٹو کی ذہانت

میرے بھائیو! کہتے ہیں: حسن وہ ہوتا ہے، جس کا سوکن کو بھی اعتراف ہو۔ جناب بھٹو صاحب ایک محبّ وطن قومی رہنما تھا۔ بلا کے قد کاٹھ کا آدمی تھا۔ بہت ذہین آدمی تھا۔ بھٹو سمجھ گئے کہ قادیانیوں کو ہم نے استعمال کرنا تھا کرلیا۔ اب قادیانیوں کی وجہ سے اگر میں ان طلباء پر مقدمہ چلاتا ہوں یا گرفتار کرتا ہوں تو کراچی سے لے کر خیبر تک سارے ملک کے طلباء بھی میرے خلاف جلوس نکالیں گے۔ مسجد و مدرسہ بھی میرے خلاف ہو جائے گا۔ کوئلوں کی دلالی میں، میں نے کیا کمایا؟ بھٹو صاحب نے مرزا طاہر کو ایک ایسا چکر دیا کہ بس اس کا رخ ادھر کو موڑ دیا۔ پہلے تو وہ مرزا طاہر احمد بات کرتا رہا کہ یہ نعرے لگے، یہ ہوا، تو وہ ہوا۔

بھٹو صاحب سنتے رہے اور اس کے بعد بھٹو صاحب نے کہا: مرزا طاہر! میں تو یہ سمجھتا تھا کہ آپ بہت بڑے لابی ہیں۔ لیکن آج پتہ چلا کہ تم سے بڑھ کر دنیا کے اندر کوئی اور بزدل نہیں۔ تم سب سے بڑے بزدل ہو۔ چار طالب علموں نے نعرے لگائے، تم سے وہ بھی نہیں سنبھالے جاتے۔ مرزا طاہر یہ سمجھا کہ بھٹو صاحب نے ہمیں فری ہینڈ دے دیا ہے۔ اور بھٹو صاحب نے یہ کیا کہ اپنے گلے سے پھندا اتارا اور ان کے گلے کے اندر فِٹ کر دیا۔ جس ٹرین کے ساتھ یہ بوگیاں ۲۲ر مئی کو گئی تھیں، روٹین کے مطابق اب اسی ٹرین کے ذریعے انہوں نے ۲۹ر مئی کو یہاں پہنچنا تھا۔ ۲۸ر مئی کو انہوں نے پشاور سے چلنا تھا تو قادیانیوں نے تیاری شروع کر دی۔

قادیانی کھسیانی بلی کھمبا نوچے کی مثل

میرے بھائیو! اب میں درخواست کرتا ہوں: فیصل آباد سے جائیں پشاور کی طرف۔ اس روٹ پر جس کا میں ذکر کر رہا ہوں تو راستے میں چک جھمرہ آتا ہے۔ اس کے بعد چنیوٹ اور اس کے بعد چناب نگر اس کے بعد لالیاں، پھر نشتر آباد، شاہین آباد، پنڈی

رسول ان کے بعد سرگودھا۔تو یہ سرگودھا سے لے کر چک جھمرہ تک آٹھ اسٹیشن بنتے ہیں۔ تمام اسٹیشنوں کے اوپر قادیانیوں کے اسٹیشن ماسٹر موجود تھے۔قادیانیوں نے تیاری یہ کی کہ سرگودھا سے لے کر یہاں تک جتنے درمیان کے اسٹیشن آتے ہیں، جہاں جہاں ٹرین نے رکنا تھا، اپنی قادیانی جماعتوں کو ہدایت کی کہ آپ اس ٹرین پر ۲۹ رمئی کو سفر کریں اور یہ کہ خالی ہاتھ تم میں سے کوئی نہ ہو۔کم از کم ڈنڈے تمہارے پاس ہونے چاہئیں۔

اب قادیانی سرگودھا والے اسٹیشن ماسٹر سے پوچھتے ہیں، وہ قادیانی، انہیں پل پل کی خبر دے رہے ہیں۔آگے وہ پنڈی رسول والے پوچھتے ہیں شاہین آبادوالوں سے، شاہین آباد والے پوچھتے ہیں نشتر آباد والوں سے۔گویا انہیں پل پل کی خبر تھی کہ ٹرین فلاں فلاں جگہ پہنچی۔ باقاعدہ ایک ایک منٹ کی خبر تھی انہیں۔اس حد تک تفصیلات کنٹرول روم سے انہوں نے گاڑی کا ٹائم پوچھا اور معلوم کیا کہ ان طلباء کی بوگیاں کہاں ہیں انہوں نے کہا: اگر انجن کی طرف سے شمار کریں تو ساتواں، آٹھواں نمبر ہے اور اگر گارڈ کے ڈبے کی طرف سے شمار کریں تو تیسرا، چوتھا ان کا نمبر بنتا ہے۔

قادیانیوں کی دہشت گردی

اب قادیانی سوار ہوتے رہے اور ان ڈبوں کو وہ فوکس کرتے رہے، ٹرین ان کی بھر گئی، وہاں اسٹیشن پر جب پہنچی۔قادیانی جماعت کا جو بعد میں چوتھا شاہسوار بنا مرزا طاہر، اس کی قیادت میں دو ہزار چناب نگر کے قادیانی اوباش ظالم، ان لوگوں نے ہنٹر لئے ہوئے، لوہے کے۔اور یہ کہ ہاکیاں ان کے پاس اور جونہی ٹرین رکی، یہ سارے قادیانی جو اس کے اندر سوار تھے، انہوں نے ٹرین رکنے سے پہلے ہی دروازے اندر سے توڑے، قادیانی اندر داخل ہوئے، اب کوئی طالب علم بے چارہ سیٹ پر لیٹا ہے تو کوئی اپنے دھیان بیٹھا ہے تو قادیانیوں نے کسی کو بالوں سے پکڑا تو کسی کو ہاتھوں سے:

☆...... کسی کو نیچے اتارا۔

☆...... کسی کو وہیں مارا۔

☆...... کسی کو باہر لا کر پیٹا۔

ان کا وہ حال کیا کہ الامان والحفیظ۔حتیٰ کہ ایسے بھی ہوا کہ مارے ڈر کے اگر کسی طالب علم نے سیٹ کے نیچے چھپنے کی کوشش کی تو قادیانیوں نے اسے پاؤں سے پکڑ کر، گھسیٹ کر دروازے کے سامنے لائے اس طرح سے پکڑتے کہ اس کے ہاتھ اور پاؤں سے اسٹیشن کی طرف اچھالتے تھے، جس طرح پلے دار بوریاں اچھالتا ہے۔آگے قادیانی کھڑے تھے جونہی ان کی طرف پھینکتے۔وہ ان کو ہاتھوں پر لیتے۔زمین پر لٹاتے اور پٹائی شروع کر دیتے۔

☆...... کسی کے ناک کی ہڈی ٹوٹی۔
☆...... کسی کا سر پھٹا۔
☆...... کسی کے دانت ٹوٹے۔
☆...... کسی کی کلائی مروڑی۔
☆...... کسی کا گریبان پھٹا۔
☆...... کسی کو کہیں زخم آیا۔
☆...... تمام طلباء پر خوب ظلم کیا۔
☆...... بربریت کی انتہا کر دی۔

میرے خیال میں آگے چلنے سے پہلے شاید مجھے بات بھول نہ جائے۔اس زمانے میں ہائی کورٹ کے ایڈہاک جج ہوتے تھے، مستقل وہ ابھی نہیں ہوئے تھے۔ کے.ایم صمدانی اس ہائی کورٹ کے جو جج تھے، انہیں اس واقعہ ربوہ کی انکوائری کے لئے ہائی کورٹ کا جج مقرر کیا گیا۔اس زمانے میں جن لوگوں نے آ کر گواہی دی۔ایک گارڈ نے اس زمانے میں گواہی دی تھی۔ہمارے پاس اخبار موجود ہے کہ ایک طالب علم کو اتنا مارا کہ دوسرے قادیانی نے کہا یہ تو مرا جاتا ہے۔اسے کوئی پانی ڈالو ورنہ یہی حال رہا تو اس کا قتل ہمارے سر ہوگا۔

جس وقت کہا: یہ مرا جا رہا ہے اس کو پانی دو، تو ایک قادیانی نے اپنی پینٹ اتار کر اس کے منہ کے اندر پیشاب کر دیا۔یہ باقاعدہ ہائی کورٹ کے ریکارڈ کے اندر بات موجود ہے۔

میرے بھائیو! اس وقت یہ کیفیت تھی کہ قادیانیوں نے ظلم، بربریت، کمینگی اور دہشت گردی کی حد کر دی ان طلباء کے اوپر اتنا ظلم کیا اب فیصل آباد کا کنٹرول روم جو ہر ریلوے کا برابر پوچھ رہا ہے کہ ٹرین کو پندرہ منٹ ہو گئے، آدھا گھنٹہ ہو گیا، آپ روانہ نہیں کر رہے، اسٹیشن ماسٹر نے یوں کر کے فون اٹھایا اور کہتا ہے کہ بس جی وہ انجن خراب ہو گیا۔ ابھی تھوڑی سی گڑبڑ ہے۔ اس کو دیکھ رہے ہیں اور تھوڑی سی سواریوں کی آپس میں لڑائی ہو گئی ہے، اچھا جی روانہ کرتے ہیں۔ یہ کہہ کر اس نے فون بند کر دیا۔ ایک گھنٹے تک ٹرین کو روکے رکھا اس دوران قادیانیوں نے اپنے دل کی تمام حسرتیں نکالیں۔ مار مار کے ان طلباء عزیز کو ادھ موا کر دیا۔

میرے بھائیو! اب یہ ٹرین چلی جیسے کیسے، اس زمانے میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے بزرگ رہنما حضرت مولانا تاج محمود رحمۃ اللہ علیہ زندہ تھے اور ریلوے کالونی کے اندر ہی ان کی جامع مسجد تھی۔ وہیں پر ان کی رہائش۔ ان کے ساتھ ہی دو تین کوارٹر چھوڑ کے ریلوے کنٹرول روم کا بہت بڑا افسر۔ یہ مئی کے زمانے کی گرمی اور وہ افسر اس گرمی میں دوڑتا ہوا مولانا تاج محمود رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا۔ اس نے رپورٹ بتائی حضرت یہ معاملہ ہو گیا تو ابھی پندرہ منٹ میں ٹرین اسٹیشن پر پہنچنے والی ہے۔ چک جھمرا سے چل چکی ہے۔ ہم نے چناب نگر آخری جس وقت فون کیا کہ ٹرین چلی کیوں نہیں، اسٹیشن ماسٹر باہر تھا۔ پلیٹ فارم پر کسی پانی والے نے فون اٹھالیا۔ اس نے کہا کہ قادیانیوں نے مسلمان طلباء کو مارا ہے۔ بس ہمیں اتنی سی بھنک پڑی ہے۔ اگر یہ واقعہ صحیح ہے تو اس گرمی کے موسم میں اگر کوئی شدید زخمی ہوا تو کوئی بھی حادثہ ہو سکتا ہے۔ آپ مہربانی کر کے اگر ان کی ٹریٹمنٹ کا کوئی انتظام کر سکتے ہیں، تو کریں۔

مظلوم طلباء سے فیصل آباد والوں کا تعاون

مولانا تاج محمود رحمۃ اللہ علیہ نے اس زمانے میں جو ڈی سی او اور ایس پی تھے، آج کل تو خیر عہدے بھی بدل گئے ہیں۔ مولانا نے ان ڈی سی او، اور ایس پی صاحب کو فون کر کے کہا کہ: آپ ڈاکٹروں کی سرکاری سطح پر ٹیم لے کر آئیں۔ ادھر مولانا تاج محمود رحمۃ اللہ علیہ نے

فیصل آباد میں یہ انتظام کیا کہ کچہری بازار جو آٹھ بازاروں کے بالکل وسط کے اندر اور اس کے اتنے بلند مینار کہ سارے شہر کے اندر اس کی آواز گونجتی ہے اس کے سپیکروں پر اعلان کیا کہ آج قادیانیوں نے مسلمان طلباء کو مارا ہے جو مسلمان ان طلباء عزیز کی معاونت کرنا چاہیں، وہ اسٹیشن پر پہنچیں۔ اعلان کرنا تھا کہ:

☆...... کوئی ٹھنڈا پانی لے کر پہنچا۔
☆...... کوئی بیکری کا سامان لے کر پہنچا۔
☆...... کوئی پھل فروٹ لے کر پہنچا۔
☆...... کوئی جوس کے ڈبے لے کر پہنچا۔

غرض پورا فیصل آباد ''یدخلون فی المحطة'' فوج درفوج اسٹیشن کی طرف فیصل آباد کی عوام نے رخ کیا۔ ٹرین پہنچی تو فیصل آباد کا اسٹیشن کھچا کھچ بھرا ہوا انسانوں سے۔ ادھر ٹرین پہنچی، باہر کے ساتھیوں نے نعرہ لگایا ختم نبوت زندہ باد۔ اچھا ہوگا، آگے چلنے سے پہلے آپ بھی نعرہ لگادیں۔ ختم نبوت...... زندہ باد۔

اب ان طلباء عزیز کے لئے سب سے پہلا کام یہ کیا کہ اکانومی میں سے ایک اے.سی بوگی کے اندر منتقل کیا۔ کسی کو ڈرپ لگائی گئی، کسی کو مرہم پٹی کی گئی۔ اب طلباء کو تھوڑی سی جو ہوش آئی اور انہوں نے سمجھا کہ ہم لاوارث نہیں۔ بھائیو! مجھے اجازت دو میں کہوں کہ ان شاءاللہ! جو لوگ ختم نبوت کا کام کرتے ہیں، وہ لاوارث نہیں۔ یہ مسئلہ بھی لاوارث نہیں، اس پر کام کرنے والے بھی ان شاءاللہ! لاوارث نہیں۔

☆...... رب کی رحمت بھی ہمیشہ ان کے ساتھ ہے۔
☆...... محمد عربی ﷺ کی شفاعت بھی ان کے ساتھ ہوگی۔

اسٹیشن پر طلباء کا احتجاجی مظاہرہ

میرے بھائیو! میں آپ سے درخواست کرتا ہوں اب طلباء کی جان میں جان آئی۔ دس طالب علم پتہ نہیں ان کی کھوپڑی کے اندر کیا آیا۔ وہ وہاں سے اٹھے اور جا کر انجن کے سامنے پٹڑی کے اوپر لیٹ گئے۔ انہوں نے کہا: صاحب! ٹرین چلا کر ہمارا قیمہ کردو۔

ہمیں منظور ہے۔لیکن ہمارے جیتے جی مطالبات مانے بغیر ٹرین چلے ہم ایسا نہیں ہونے دیں گے۔ ہمارے ساتھ بہت بڑی زیادتی ہوئی ہے۔ہم احتجاج کرتے ہیں کہ پاکستان کو واضح طور پر قادیانی سٹیٹ بنا دیا گیا ہے کہ قادیانیوں کو یہ جرأت ہوئی کہ وہ اپنے اسٹیشن پر اس طرح طلباء عزیز کے ساتھ زیادتی کریں۔اب وہ ڈی سی صاحب اور ایس پی صاحب طلباء کی طبی امداد کے لئے موقع پر موجود تھے جس وقت ان طلباء عزیز نے کہا تو انہوں نے ان سے پوچھا: آپ کے مطالبات؟ انہوں نے کہا کہ: ہمارا پہلا مطالبہ یہ ہے کہ قادیانیوں کے خلاف کیس درج کیا جائے۔ان کی گرفتاریاں کی جائیں اور یہ کہ کسی ہائی کورٹ کے جج سے اس واقعہ کی انکوائری کرائی جائے۔

اب ڈی سی صاحب اور ایس پی صاحب نے مل کر ہوم سیکرٹری کو کہا: انہوں نے چیف سیکرٹری کو، دونوں نے باہمی مشورے کے ساتھ حنیف رامے کو کہا جو چیف منسٹر تھے۔ حنیف رامے نے پہلے تو ادھر ادھر ٹالنے کی کوشش کی۔لیکن ڈی سی صاحب نے رپورٹ یہ دی کہ اگر یہ مطالبات نہ مانے گئے تو ٹرین کا جو ہوگا سو ہوگا۔میں کچھ نہیں کہہ سکتا لیکن مجھے اتنا معلوم ہے کہ شام ہونے سے پہلے پہلے پورے فیصل آباد میں ایک گھر بھی قادیانیوں کا سلامت نہیں رہے گا۔

مسلمان اتنے مشتعل ہیں کہ تحریک چلے گی اور اگر فیصل آباد سے یہ تحریک چلی تو صرف فیصل آباد ہی نہیں، اس نے پورے ملک عزیز کو اپنی لپیٹ میں لے لینا ہے۔اب حنیف رامے کی مرضی کہ یہ سارے ملک کو وہ دہکتی آگ کے اندر جھونک دیں، یا یہ کہ ان کے مطالبات مان لیں۔اللہ نے کرم کیا حنیف رامے نے کہا: لو! مقدمہ درج کرنے کا میں نے آرڈر دے دیا۔آج کل چناب نگر کو چنیوٹ کا ضلع لگتا ہے۔اس زمانے میں جھنگ کا ضلع لگتا تھا۔

تحریکی مہم کا آغاز

برادران عزیز! ایس پی اور ڈی سی صاحب روانہ ہوئے قادیانیوں کی گرفتاریاں شروع ہوگئیں۔بعد میں پتہ چلا کہ اس ایک دن میں ان کے شہر سے ۲۲۰۰ قادیانی گرفتار

کئے گئے۔تب لاہور میں:

☆...... آغا شورش کاشمیری رحمۃ اللہ علیہ۔

☆...... مولانا عبدالستار خان نیازی رحمۃ اللہ علیہ۔

☆...... حضرت مولانا عبیداللہ انور رحمۃ اللہ علیہ۔

☆...... نواب زادہ جناب نصراللہ رحمۃ اللہ علیہ۔

☆...... سید مظفر علی شمسی رحمۃ اللہ علیہ۔

و دیگر حضرات نے لاہور میں مذہبی شخصیات کا اجلاس طلب کیا۔اسی طرح ادھر فیصل آباد میں:

☆...... حضرت مولانا مفتی زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ۔

☆...... حضرت مولانا تاج محمود رحمۃ اللہ علیہ۔

☆...... مولانا حکیم عبدالرحیم اشرف رحمۃ اللہ علیہ۔

☆...... مولانا اسحاق چیمہ رحمۃ اللہ علیہ۔

و دیگر حضرات نے فیصل آباد میں مذہبی شخصیات کا اجلاس طلب کیا۔اسی طرح ملتان میں حضرت مولانا محمد شریف جالندھری رحمۃ اللہ علیہ نے جید علماء کرام کا اجلاس بلایا۔بس قدرت کی طرف سے وقت آ چکا تھا کہ اس وقت اتنی بڑی بھاری بھرکم دینی شخصیت صرف پاکستان نہیں پورے عالم اسلام میں، جن کی ٹکر کا کوئی آدمی نہیں تھا۔میری مراد شیخ الاسلام حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔اس وقت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ تھے۔ایک یہاں جامعہ علوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن میں ہمارے بزرگ عالم دین رہے: مولانا فضل محمد صاحب۔ وہ پٹن کے علاقے میں حضرت شیخ بنوری رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ گئے ہوئے تھے۔اس زمانے میں کوئی زلزلہ آیا تھا ان کی مدد کے لئے،تو پنڈی سے قاری زرین کو جو حضرت مولانا عبدالحکیم صاحب کے داماد تھے،ان کو بھیجا گیا۔اس زمانے میں یہ موبائل اور فون تو اتنے عام تھے نہیں۔ وہ وہاں گئے حضرت شیخ بنوری رحمۃ اللہ علیہ کو بلا لائے۔اس وقت

☆...... آپ کے پاکستان کے پرائم منسٹر جناب بھٹو صاحب تھے۔

☆...... آپ کے وزیر داخلہ جناب خان عبدالقیوم خان تھے۔

☆...... آپ کے وفاقی فیڈرل گورنمنٹ کے وزیر قانون عبدالحفیظ پیرزادہ تھے۔

☆...... آپ کے مذہبی امور کے وفاقی وزیر مولانا کوثر نیازی تھے۔

☆...... آپ کے وفاقی لاء سیکرٹری افضل چیمہ تھے۔

جو گوجرہ کے رہنے والے تھے۔ پہلے ہائی کورٹ کے جج بنے پھرانہیں لاء سیکرٹری بنایا گیا۔ مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمود صاحب کو تب تمام تر حزب اختلاف کی جماعتوں نے اسمبلی میں قائد بنایا ہوا تھا۔:

☆...... قائد ایوان ذوالفقار علی بھٹو علیہ رحمۃ اللہ۔

☆...... قائد حزب اختلاف حضرت مفتی محمود علیہ رحمۃ اللہ۔

☆...... حضرت مولانا عبدالحق علیہ رحمۃ اللہ۔

☆...... حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی علیہ رحمۃ اللہ۔

☆...... مولانا عبدالمصطفیٰ ازہری۔

☆...... مولانا عبدالحق بلوچستانی علیہ رحمۃ اللہ۔

اور بہت بڑی دینی قیادت۔ بہت بڑی ہماری دینی کھیپ کوئی تقریباً دس، پندرہ ممبر صاحبان کی یہ بھی اسمبلی کے اندر موجود تھے۔ آپ کے یہاں کراچی سے دو بڑی شخصیات اس زمانے میں منتخب ہوئی تھیں۔ میری مراد:

☆...... ایک حضرت مولانا ظفر احمد صاحب انصاری علیہ رحمۃ اللہ تھے۔

☆...... دوسرے جناب پروفیسر عبدالغفور صاحب علیہ رحمۃ اللہ تھے۔

میرے بھائیو! اب ذوالفقار علی بھٹو صاحب نے دیکھا، ہماری بیدار مغز دینی قیادت موجود ہے:

☆...... شیخ الاسلام حضرت بنوری علیہ رحمۃ اللہ۔

☆...... مولانا غلام اللہ علیہ رحمۃ اللہ۔

☆...... مولانا تاج محمود علیہ رحمۃ اللہ۔

☆...... مفتی زین العابدین علیہ رحمۃ اللہ۔

☆...... مولانا عبیداللہ انور رحمۃ اللہ علیہ۔

خدا کی قسم! اس طرح آنکھیں بند کرتا ہوں بالکل آنکھوں کے سامنے ریل (کیسٹ) سی چلنے لگ جاتی ہے کہ کس طرح شیرانوالہ باغ لاہور کے اندر اس زمانے میں اجلاس ہوا۔ اب بھی یہی کیفیت ہے کہ ہمارا شمار اس زمانے میں نہ تین میں نہ تیرہ میں، ان حضرات کی جوتیاں اٹھاتے تھے، چلو انہی جوتیاں اٹھانے کے باعث ہمیں اس منظر کو دیکھنے کی اللہ نے سعادت سے سرفراز کیا۔

حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ کا تحریک کو کامیاب بنانے کا فیصلہ

میرے بھائیو! میں عرض کرتا ہوں محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر تھے، انہیں آل پارٹیز مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کا سربراہ بھی بنایا گیا۔

میرے بھائیو! ۲۹ رمئی ۱۹۷۴ء کو یہ وقوعہ ہوا تھا۔ ۱۴ رجون ۱۹۷۴ء کو پورے ملک میں ہڑتال کا اعلان کیا گیا۔ آپ دوست اگر مجھے اجازت دیں تو میں اس کی تعبیر یہ کرتا ہوں کہ کراچی سے لے کر خیبر تک یہ ایسی مثالی ہڑتال ہوئی کہ فرشتے آسمانوں سے جھانک جھانک کر دیکھتے تھے کہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت وناموس کے مسئلے پر مسلمان قوم کتنی حساس ہے۔

میرے بھائیو! ایک ایسی روحانی کیفیت ہوگئی اور پھر روحانی کیفیت کیوں نہ ہوتی کہ حضرت شیخ بنوری رحمۃ اللہ علیہ نے کراچی سے چلتے ہوئے ایک موقع پر اپنا بریف کیس اٹھایا، مفتی ولی حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے کہا: یہ میری دو سفید چادریں دیکھ لیں۔ مفتی صاحب! میں اس نقطہ نظر کے ساتھ جارہا ہوں کہ یا تو مسئلہ حل ہوگا، فاتح بن کر واپس آئیں گے یا پھر مسئلہ حل نہ ہوا تو میری لاش واپس آئے گی، اب میں جیتے جی کراچی نہیں آؤں گا۔

میرے بھائیو! جس وقت قیادت کا یہ اخلاص ہو تو پھر اللہ رب العزت ضرور بہ ضرور مدد فرماتے ہیں۔ آپ حضرات کی خدمت میں عرض کرتا ہوں، بڑی تفصیلات ہیں۔ میرے لئے یہ بہت مشکل ہو رہا ہے کہ میں کس بات کا انتخاب کروں اور کس بات کو

چھوڑ دوں۔ نتیجہ کی بات عرض کرتا ہوں: جناب بھٹو صاحب یہاں بلوچستان میں آئے تھے فورٹ سنڈیمین میں۔ تب ہمارے حضرت مولانا شمس الدین شہید رحمۃ اللہ علیہ وہ بھی زندہ تھے، اس کی تفصیلات ہیں، میں اس میں جانا نہیں چاہتا، بھٹو صاحب نے یہاں پر اعلان کیا کہ یہ جو مسئلہ ہے، اس مسئلے کو میں قومی اسمبلی کے سپرد کرتا ہوں۔ قومی اسمبلی جو فیصلہ کرے گی بحیثیت ایک مسلمان ہونے کے میں بھی اپنا ووٹ اس کے اندر دوں گا، پارٹی کے اعتبار سے نیشنل اسمبلی میں ان کی واضح اکثریت تھی۔

انہوں نے کہا کہ میں اپنے سارے اسمبلی ممبران کو آزاد کرتا ہوں، پارٹی ڈسپلن سے وہ بالکل آزاد ہیں، آزادانہ طور پر قادیانی مسئلے پر بحث کریں، بحث میں حصہ لیں اور حصہ لینے کے بعد مسلمان ہونے کے ناطے جو چاہیں فیصلہ کریں، پارٹی کی طرف سے ان پر کسی قسم کی کوئی پابندی نہیں۔

بھٹو صاحب نے اس تحریک کے متعلق بڑے کھلے دل کے ساتھ یہ فیصلہ کیا۔ اب جس وقت جناب بھٹو صاحب نے کہا، یہ مسئلہ نیشنل اسمبلی کے سپرد۔ تب قادیانی جماعت فوراً بلوں سے باہر نکلی۔ انہوں نے ایک درخواست پرائم منسٹر کو لکھی اور ایک نیشنل اسمبلی کے سیکرٹری کو کہ جناب چونکہ یہ قادیانیت کا مسئلہ نیشنل اسمبلی کے زیر بحث آنا ہے تو نیشنل اسمبلی میں ہمیں بھی آ کر اسمبلی کے فلور پر اپنا مؤقف پیش کرنے کی اجازت چاہئے۔ آپ نے اگر ہمارے عقیدے پر بحث کرنی ہے تو ہمارا عقیدہ کیا ہے؟ ہمیں سنے بغیر فیصلہ نہ دیا جائے۔ تب جناب ذوالفقار علی بھٹو نے حضرت مولانا مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ کو بلایا اور بلا کر قادیانیوں کی درخواست ان کے سامنے رکھی۔ حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے درخواست کو دیکھا۔ میں کہتا ہوں: گل گلاب کی طرح ان کا چہرہ کِھل اٹھا۔ انہوں نے کہا: جناب بھٹو صاحب! ایک منٹ ضائع کئے بغیر ان قادیانیوں کو کہیں کہ وہ فوراً اسمبلی میں آ جائیں اور آ کر اسمبلی میں حصہ لیں۔ ان شاء اللہ! محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غلامی کا حق ادا کرنے کے لئے ہم اسمبلی میں پہلے سے موجود ہیں۔

مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ کی ذہانت

میرے بھائیو! حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس موقع پر بھٹو صاحب کو یہ تو کہا کہ قادیانی کوئی ایک نہیں دس مولوی اور مناظر، مرزا ناصر اپنے ساتھ لائیں۔ وہ سب اس کے معاون اور مددگار ہوں گے۔ لیکن سوال جواب خود مرزا ناصر احمد کی طرف سے ہوں گے۔ کیونکہ اگر مرزا ناصر اپنا کوئی نمائندہ بھیجتا ہے اور وہ شکست کھا جاتا ہے تو کل کو قادیانیوں کو راستہ مل جائے گا وہ کہیں گے کہ ہمارے مولوی شکست کھا گئے تو کیا ہوا، ہمارے حضرت ہوتے تو پتہ نہیں کون سے تارے آسمان سے اتار لاتے۔ ابھی سے ان کا مکّو باندھو اور ان کو کہو کہ مرزا ناصر احمد کو آنا چاہیے، تاکہ اس کی فتح ساری قادیانیت کی فتح اور اس کی شکست ساری قادیانیت کی شکست ہو، تاکہ قادیانی کل کو یہ نہ کہہ سکیں کہ جناب معاملہ یوں نہ ہوتا، یوں ہوتا تو پتہ نہیں کیا ہو جاتا۔

خیر! اب قادیانیوں کے لئے وہ کہتے ہیں نا کہ ’’کھسیانی بلی کھمبا نوچے‘‘ ان بیچاروں کے لئے ’’نہ جائے ماندن نہ پائے رفتن‘‘ ان کے لئے پوزیشن یہ ہوگئی کہ قادیانی جان بھی چھڑوانا چاہتے ہیں لیکن کمبل ان کی جان نہیں چھوڑتا، مرتے کیا نہ کرتے، انہیں اسمبلی کے اندر جانا پڑا۔

اب گورنمنٹ نے حضرت مفتی محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے مشورہ کیا کہ حضرت مفتی صاحب! آپ قادیانیوں کے اوپر اگر جرح کریں گے تو نتیجہ یہ ہوگا جہاں پر یہ لاجواب ہوں گے، انہوں نے فوراً بائیکاٹ کر دینا ہے اور مظلوم بن کر باہر چلے جائیں گے اور ساری گیم الٹی ہو جائے گی تو اس کے بجائے ہم اٹارنی جنرل کو لاتے ہیں، وہ پاکستان گورنمنٹ کا نمائندہ ہے، سوال وہ کرے، تیاری آپ کرائیں تاکہ کل کو یہ کوئی نہ کہہ سکے مولوی صاحبان نے خراب کیا ہے اس لئے مرزا ناصر احمد دوڑ گیا تو حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: ٹھیک ہے۔ اٹارنی جنرل کو بھجوائیے۔

اب ایک خالصتاً قانونی نقطہ کھڑا ہوگیا۔ وہ نقطہ یہ کہ قادیانی گروپ ہو یا لاہوری گروپ جنہوں نے اسمبلی کے اندر پیش ہونا ہے۔ اس میں کوئی قومی اسمبلی کا ممبر نہیں۔

اٹارنی جنرل جس نے اسمبلی میں پیش ہونا ہے۔ وہ خود قومی اسمبلی کا ممبر نہیں۔ فلور ہو گا قومی اسمبلی کا غیر اسمبلی کا ممبر اسمبلی کے فلور پر کیسے گفتگو کرے؟ تو اس کا حل یہ نکالا گیا کہ پوری اسمبلی کو ایک خصوصی کمیٹی میں منتقل کر دیں۔ بجائے اسمبلی کی خصوصی کمیٹی کے ''برائے بحث قادیانی ایشو'' اس عنوان پر اس کو کمیٹی بنا دیں اور جو اس کے اسپیکر ہیں، ان کو اس کمیٹی کا سربراہ بنا دیں۔ اب جب یہ خصوصی کمیٹی ہو گی تو مرزا ناصر احمد اور لاہوری گروپ اٹارنی جنرل کے نیشنل اسمبلی کا فلور استعمال کرنے کی ایک صورت پیدا ہو گئی، اب قادیانیوں کے اوپر بحث شروع ہوئی۔

کاروائی چھپانے کی مہم اور مجلس کی خدمات

میرے بھائیو! معافی چاہتا ہوں، میں نے آپ دوستوں کو بہت لمبا سفر کرایا۔ میں ۵، ۱۰ منٹ میں اپنی گفتگو کو سمیٹتا ہوں۔ اب آپ توجہ کریں آج سے تقریباً کوئی ایک سال پہلے وہ جو نیشنل اسمبلی کی کارروائی تھی، جس کے اوپر گورنمنٹ نے پابندی عائد کر رکھی تھی۔ اب ایک آدمی نے ہائی کورٹ کے اندر رٹ دائر کی کہ تیس سال سے زیادہ کسی بھی ریکارڈ کو خفیہ نہیں رکھا جا سکتا۔

اس اسمبلی کی کارروائی کو اب عام ہونا چاہئے۔ اسمبلی کا سیکرٹری پیش ہوا۔ اس نے کہا کہ: اس کے اوپر بڑا خرچہ آئے گا۔ بل بنا کے دیا کہ ۴۶ لاکھ روپے خرچ آئے گا۔ ہائی کورٹ نے کہا: یہ قانون کی عمل داری کی بات ہے کہ ایک چیز ہے وہ چھپنی چاہئے۔ یہ اصولی سوال انہوں نے کھڑا کیا کہ ۴۶ لاکھ نہیں ۴۶ کروڑ بھی ہو، آپ اس کو چھاپیں۔ گورنمنٹ نے اسے چھاپا تو سہی، ہماری اطلاع کے مطابق فہمیدہ مرزا نے اس کے اوپر کئی لاکھ خرچ کئے، پتہ نہیں کتنے ہوئے، بل لاکھوں کا بنا۔

میرے بھائیو! خیر سے وہ اسمبلی کی کارروائی انہوں نے چھاپ تو دی، اب قادیانیوں کے لئے موت واقع ہو گئی کہ اگر اسمبلی کی کارروائی سامنے آتی ہے۔ یہ تو ہمارا کچا چٹھا پبلک کے سامنے آ جائے گا۔ قادیانیوں نے نہ آؤ دیکھا نہ تاؤ، باہر کی گورنمنٹ سے زور لگایا کہ کسی طرح یہ کارروائی عام نہیں ہونی چاہئے حتیٰ کہ اسمبلی کے ممبران جن کا حق بنتا ہے

کہ انہیں اسمبلی کی کارروائی کی کاپی دی جائے، گورنمنٹ نے ان کو بھی نہیں دی۔

مولانا فضل الرحمٰن صاحب کی زرداری صاحب کے ساتھ اچھی علیک سلیک ہے۔ مولانا فضل الرحمٰن صاحب نے زرداری سے کہا تو مولانا عبدالغفور حیدری صاحب، فہمیدہ مرزا کے پاس گئے، میرے خیال میں اتنے چکر لگائے، اتنی منت سماجت کی، اتنی آنکھیں دکھائیں لیکن گورنمنٹ نہیں مانی۔ بھائیو! ہائی کورٹ کے حکم پر کہ فلاں تاریخ تک ایک کاپی اس درخواست دینے والے کو آپ مہیا کریں۔ انہوں نے ایک کاپی دی، اس نے نیٹ پر چڑھادی۔ اب انٹرنیٹ پر چڑھی ساری دنیا کے اندر عام ہوگئی۔

لوگوں نے اس کو اپ لوڈ کرنا شروع کیا۔ اس پوزیشن میں قادیانی بے چاروں کے لئے کوئی چارہ نہ رہا۔ سوائے اس کے کہ اپنی پوزیشن کو واضح کریں۔ چنانچہ کوئی ۴، ۵ چھیتوں نے پہلے کتاب چھاپی، اس کا نام رکھا کہ ''قومی اسمبلی کی خصوصی کمیٹی میں کیا گزری'' یہ اس کا نام ہے۔ مرزا سلطان احمد اس کا لکھنے والا ہے۔ اس نے اپنی کتاب کا سٹارٹ یہاں سے لیا کہ مرزا ناصر احمد کا ایک خطبہ پیش کیا جس میں مرزا ناصر احمد کہتا ہے کہ ۱۹۷۰ء کے الیکشن میں ہم نے جماعت کا اجلاس کیا اور وسیع اجلاس کیا اور ہم کئی دن رات اس کے اوپر بحث کرتے رہے کہ ہمیں کس پارٹی کا ساتھ دینا چاہئے۔ ایک تو جماعت کی طرف سے یہ فیصلہ ہوا، دوسرا یہ کہ قدرت کی طرف سے مجھے یہ اشارہ ہوا کہ تمہیں پیپلز پارٹی کا ساتھ دینا چاہئے۔

یہاں سے اپنی کتاب کا سٹارٹ لیا۔ میں نے قادیانی جماعت سے درخواست کی یا تو قدرت نے ان کے ساتھ ہاتھ کیا یا پھر مرزا ناصر ایسا ڈفر ہے کہ یہ احمق سمجھ نہ سکا کہ اللہ میاں نے آدھی بات مرزا ناصر کو بتائی تھی کہ تم پاکستان پیپلز پارٹی کا ساتھ دو، یہ نہیں بتایا تھا کہ ان کو ووٹ تم دو، انہی کے ہاتھوں سے تمہیں کافر میں قرار دلواؤں گا۔

میرے بھائیو! قادیانی بے چارے وہ اس پوزیشن میں ہیں کہ جس طرح کسی کے پاؤں کے نیچے آگ دہکا دی جائے اور اسے کہا جائے اس دہکتی آگ کے اوپر چلو۔ اس وقت جو اس کے دل و دماغ کے اندر ہوتی ہے کہ پاؤں کے تلوے سے لے کر کھوپڑی تک پورا جسم اس کا جلن سے جل رہا ہوتا ہے۔ اب قادیانی اس اضطراب کی کیفیت کے

اندر مبتلا ہیں۔

بھائیو! میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ قومی اسمبلی کی کارروائی ہم نے اس کو سمجھ لیا کہ قادیانی کسی قیمت پر بھی نہیں چھاپیں گے۔ ہم نے اس کو سمجھ لیا کہ گورنمنٹ بھی اس کو تقسیم نہیں کررہی، اب ایک مرحلہ باقی رہ جاتا ہے اور وہ یہ کہ مجلس تحفظ ختم نبوت اس کو شائع کرے۔

برادران عزیز! یہ ہمارے قاضی احسان صاحب موجود ہیں، بھائی انوار صاحب، اللہ ان کو جزائے خیر دے، انہوں نے انٹرنیٹ سے ایک ایک ورق نکالا۔ ہمارے سپرد کیا، ہم نے اس کو پڑھنا شروع کیا۔ حق تعالیٰ نے کرم کیا، سال بھر ہمارا دن رات ایک ہوا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی عنایت کردہ توفیق کے ساتھ حق تعالیٰ نے اپنے کرم کا معاملہ کیا۔ بھائیو! اس کارروائی کو دیکھیں، میں دیانت داری سے کہتا ہوں کہ جگہ جگہ مرزا ناصر معافیاں مانگتا ہوا ہاتھ جوڑتا ہوا نظر آتا ہے۔ اس کارروائی میں مرزا ناصر احمد کی پھٹی کی پھٹی آنکھیں نظر آتی ہیں۔ ''فَبُهِتَ الَّذِىْ كَفَرَ'' کا مصداق بنتا نظر آتا ہے۔ کہیں اس کی بولورام ہورہی ہے۔ کہیں اس کی بولتی بند ہورہی ہے۔ ایسی کیفیت کہ مرزا ناصر احمد وہ بے چارہ چلنا چاہتا ہے لیکن چل نہیں سکتا۔ بار بار معذرتیں کرتا ہے کہ مجھ سے غلطی ہوگئی۔ ایک ایک سیشن میں ۲۲، ۲۲ گلاس پانی کے۔ اس طرح اس کی کیفیت ہوئی۔

قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا فیصلہ

بھائیو! میں آپ لوگوں سے درخواست کرتا ہوں کہ ۶، ۷؍ستمبر کی درمیانی رات۔ آخری بات عرض کررہا ہوں، ۶، ۷؍ستمبر کی درمیانی رات ذوالفقار علی بھٹو صاحب نے مولانا مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ کو پیغام بھیجا کہ حضرت مفتی صاحب! آپ مہربانی فرمائیں تین، چار ساتھی لے کر آپ آجائیں۔ تین چار افراد گورنمنٹ کے ہم پرائم منسٹر ہاؤس میں بیٹھ جاتے ہیں، باہمی میٹنگ کرلیتے ہیں ہم نے قوم کے ساتھ وعدہ کیا ہوا ہے کہ ہم ۷؍ستمبر کو فیصلے کا اعلان کریں گے۔

کل ۷؍ستمبر ہے۔ آج آپ آجائیں، ایسا نہ ہو کہ کل ہم قرارداد پیش کریں۔

آپ کہیں کہ: یہ یوں نہیں، یوں۔ یہ عبارت یوں نہیں یوں ہونی چاہئے۔ ہم کہیں کہ: یوں نہیں، یوں۔ اختلاف کا شکار ہو جائیں تو اس کے بجائے بہتر یہی ہے کہ بیٹھ کر باہمی مشاورت سے ایک متفقہ مسودے پر جمع ہو جائیں، تاکہ ادھر قومی اسمبلی میں قرارداد پیش ہو، ادھر ممبران ہاتھ کھڑا کریں، ادھر نعرہ لگے ختم نبوت کا۔ ہر کوئی اپنے اپنے گھروں کو، آپ بھی گھروں کو جانا چاہتے ہیں تو نعرہ لگا دیں۔ (تاج وتخت ختم نبوت......زندہ باد)

میرے بھائیو! میں درخواست کرتا ہوں۔ ادھر سے

☆ ...... مولانا مفتی محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔

☆ ...... مولانا شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ۔

☆ ...... پروفیسر عبدالغفور رحمۃ اللہ علیہ۔

☆ ...... چودھری ظہور الٰہی رحمۃ اللہ علیہ۔

یہ چار حضرات گئے پرائم منسٹر ہاؤس میں اور ادھر دوسری طرف سے

☆ ...... جناب بھٹو صاحب۔

☆ ...... عبدالحفیظ پیرزادہ رحمۃ اللہ علیہ۔

☆ ...... مولانا کوثر نیازی رحمۃ اللہ علیہ۔

☆ ...... جناب افضل چیمہ رحمۃ اللہ علیہ۔

وہاں موجود۔ گویا چار آدمی ان کے۔ چار آدمی ہمارے۔ میں نے پہلے کہا: حسن وہ جس کا سوکن کو بھی اعتراف ہو۔ بھٹو بلا کا ذہین آدمی تھا، معلوم تھا کہ گفتگو کے اوّل میں جو فریق بھاری ہو گیا، آخر تک اس کا پلہ بھاری۔ جو دب گیا، وہ آخر تک دبا رہے گا۔ اس فارمولے کو سامنے رکھ کر بھٹو صاحب نے حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر چڑھائی شروع کی، مفتی صاحب! تین مہینے ہو گئے، وہ دیکھئے نا! ۲۹ رمئی کا واقعہ تھا۔

☆ ...... جون گزر گیا۔

☆ ...... جولائی گزر گیا۔

☆ ...... اگست گزر گیا۔

اب ستمبر کی ۶ تاریخ۔ تین مہینے سے بھی زیادہ وقت، تین مہینے ۷ دن ہو گئے تو بھٹو

صاحب نے کہا: مفتی صاحب! ۳ مہینے ہو گئے،

☆...... جلوس نکل رہے ہیں۔

☆...... کارخانے بند پڑے ہیں۔

☆...... فیکٹریاں بند پڑی ہیں۔

☆...... سکول بند پڑے ہیں۔

☆...... کالج بند پڑے ہیں۔

☆...... یونیورسٹیوں میں چھٹی ہوگئی۔

☆...... طلباء جلوس نکال رہے ہیں۔

۳ مہینے ہو گئے نیشنل اسمبلی کوئی قانون سازی نہیں کرسکی۔ مساجد و مدارس دن رات ہنگاموں کی نذر ہو گئے ہیں۔ میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ آپ مولوی صاحبان نے قسم اٹھا رکھی ہے کہ پاکستان کی ترقی نہیں ہونے دینی؟۔

اب بھٹو صاحب نے خوب شعلہ جوالہ کیا، جناب آگ کے انگارے برسا رہے ہیں۔ ادھر مفتی صاحب، زیر لب مسکرا بھی رہے ہیں اور بیٹھے ہیں برف میں لگے ہوئے۔ مجال ہے کہ کوئی غصہ آئے۔ اب ان کی بات ختم ہوئی۔ مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مسکرا کے کہا کہ: بھٹو صاحب! گفتگو کو تو بعد میں چلائیں گے۔ میں ایک آپ سے وضاحت چاہتا ہوں۔ اگر آپ پسند فرمائیں تو مجھے اجازت ہو۔

بھٹو صاحب نے کہا حضرت! آپ فرمایئے۔ اس میں کیا بات ہے۔ مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: میری اطلاع یہ ہے کہ کل آپ کے ہاں آپ کے گھر حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی آئے تھے۔ کیا یہ میری اطلاع درست ہے؟ بھٹو مرحوم نے کہا: بالکل صحیح ہے۔ فرمایا مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ نے کہ میری اطلاع کے مطابق مولانا غلام غوث ہزاروی کی اور آپ کی اہلیہ، پاکستان کی خاتون اول محترمہ نصرت بھٹو کے ساتھ علیحدگی میں ملاقات ہوئی، کیا میری اطلاع صحیح ہے؟ بھٹو مرحوم نے کہا: بالکل صحیح ہے۔ مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: بہت اچھا! میری اطلاع یہ ہے کہ مولانا غلام غوث ہزاروی کے پاس مرزا کی اور یجنل کتابیں تھیں۔ آپ سب حضرات جانتے ہیں کہ محترمہ نصرت بھٹو ایرانی نژاد تھیں اور یہ کہ شیعہ فیملی

سے تعلق رکھتی تھیں تو مولانا غلام غوث ہزاری رحمۃ اللہ علیہ مرزا کی کتابیں لے کر گئے کہ مرزا غلام احمد قادیانی ملعون نے:

☆...... سیدہ فاطمۃ الزہراءؓ کے متعلق یہ اہانت کی۔

☆...... سیدنا علی المرتضیٰؓ کے متعلق یہ اہانت کی۔

☆...... سیدنا حسنؓ کے متعلق یہ کہا۔

☆...... سیدنا حسینؓ کے متعلق یہ کہا۔

☆...... سیدنا خدیجہؓ کو یہ تبرے بولے۔

وہ کتابیں دکھائیں تو بھٹو صاحب نے کہا: آپ کی اطلاع صحیح ہے۔ مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: بہت اچھا! اب میں وضاحت یہ چاہوں گا کہ آپ مہربانی کر کے ہمیں بتانا پسند کریں گے کہ مولانا غلام غوث ہزاروی کے آنے کے بعد نصرت بھٹو نے آپ کو آ کر کیا کہا تھا؟ اب بھٹو صاحب ایک دفعہ ششدر ہوئے اور انہوں نے اس وارفتگی کی کیفیت میں ایک ایسی عجیب وغریب بات کہہ دی۔ کہنے لگے: مفتی صاحب!

☆...... بیوی میری، خبریں آپ کے پاس۔

☆...... گھر سے میں آیا، پیغامات آپ کے پاس۔

مفتی صاحب مسکرائے اور فرمایا: بھٹو صاحب! اس میں تعجب کی کیا بات ہے؟ آپ ہمارے بھائی، نصرت ہماری بہن۔ میں آپ سے پوچھتا ہوں، بتائیں اس نے آپ سے کیا کہا؟ اس نے کہا: کہنا کیا تھا؟ بس ادھر مولانا غلام غوث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات ہوئی، واپس آئی تو وہ آدھی مولوانی بن گئی تھی۔ مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: آدھی بنی یا پوری، یہ تو آپ کا مسئلہ ہے۔ میرا مسئلہ نہیں، میرا مسئلہ تو یہ ہے کہ یہ بتائیں اس نے آپ کو کیا کہا؟ بھٹو صاحب نے کہا: مفتی صاحب! بس مولانا کو الوداع کہا۔ گاڑی میں بٹھایا، واپس آئی، دوڑی ہوئی، زور سے میری میز پر مکا مارا۔ مکا مار کے مجھے کہا: ''ذوالفی!'' اس میں بھی کوئی تعجب کی بات نہیں۔ میاں بیوی ایک دوسرے کو کہہ دیتے ہیں۔

میرے بھائیو! آپ دوستوں کی خدمت میں عرض کرتا ہوں، بھٹو صاحب نے کہا: مفتی صاحب! وہ میرے پاس آئیں اور آ کر بڑے زور سے میز کے اوپر مکا مار کر کہا:

ذوالفقی! میں مرزے قادیانی کی کتابوں کو دیکھ کر آئی ہوں۔ مرزا اور اس کے ماننے والے کافر ہیں۔ یہ تو سادات کی، اہل بیتؓ کی اہانت کرتے ہیں، وقت ضائع نہ کرو، قادیانیوں کو کافر قرار دو۔

میرے بھائیو! میں آپ سے بھی پوچھتا ہوں کہ ہمارے ملک کی خاتون اول نے کیا کہا: مرزا قادیانی اور اس کے ماننے والے کون؟...... کافر۔ بولتے نہیں ہوشریفو! اس کے آپ کو دو فائدے ہیں، ایک تو یہ کہ آپ کو مسئلہ یاد ہو جائے گا اور ایک مجھے موقع مل جائے گا، پانی پینے کا۔

میرے بھائیو! حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ: اچھا میرے ملک کی خاتون اول تو کہتی ہے کہ قادیانی کافر ہیں۔ اب میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ میرے ملک کا وزیراعظم کیا کہتا ہے کہ قادیانی کون ہیں؟ اب بھٹو صاحب کو ساتھ ہی مفتی صاحب نے یہ بھی کہہ دیا کہ جواب دینے سے پہلے سوچ لینا کہ میں نے باہر نکلتے ہی پریس کو اپنا سوال بتا دینا ہے اور تمہارا جواب بھی بتا دینا ہے۔ اب بھٹو صاحب کو جوش آیا۔ فرماتے ہیں مفتی صاحب! میں کوئی بزدل ہوں؟ کیا میں امت کے ساتھ نہیں ہوں؟ میں بھی قادیانیوں کو کافر کہتا ہوں۔

مفتی صاحب مسکرائے اور فرمایا: اچھا!

☆...... میرے ملک کی خاتون اول بھی کہتی ہے کہ قادیانی کافر۔

☆...... میرے ملک کا وزیراعظم بھی کہتا ہے کہ قادیانی کافر۔

☆...... کراچی سے خیبر تک عوام بھی کہتے ہیں کہ قادیانی کافر۔

ایک جناب بھٹو صاحب وہ ہیں جو یہ کہہ رہے تھے کہ تین مہینے ہو گئے:

☆...... جلوس نکل رہے ہیں۔

☆...... کارخانے بند پڑے ہیں۔

☆...... فیکٹریاں بند پڑی ہیں۔

☆...... سکول بند پڑے ہیں۔

☆...... کالج بند پڑے ہیں۔

☆...... یونیورسٹیوں میں چھٹی ہوگئی۔

☆...... تین مہینے ہوگئے قانون سازی نہیں ہورہی۔

جناب بھٹو صاحب اپنی ضد پر ہیں کہ نہ وہ عوام کی مانتے ہیں، نہ خاتون اول کی مانتے ہیں، نہ وزیراعظم کی مانتے ہیں، کیا میں پوچھ سکتا ہوں، جناب بھٹو صاحب! کیا آپ نے قسم اٹھا رکھی ہے کہ پاکستان کی ترقی نہیں ہونے دینی؟۔

میرے بھائیو! اب بھٹو صاحب بے چارے سمجھے کہ مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے تو خیر سے میری گفتگو، جو میں انگارے ابل رہا تھا، اس کا خاک اثر لیا۔ اب بھٹو صاحب نے کہا: مفتی صاحب! اب چھوڑتے ہیں اس بحث کو۔ اصل بات کی طرف آتے ہیں۔ فرمائیں: آپ کے مطالبے کیا ہیں؟ عینک لگائی، کاغذ سامنے رکھا۔ کہا: فرمایئے! آپ کے مطالبے کیا ہیں؟ نوٹ کرو۔ پیرزادہ آگے ہوئے مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سمجھ گئے کہ بھٹو صاحب کا خیال یہ ہوگا کہ مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ دس مطالبے پیش کریں گے مطالبات میں تو یہی ہوتا ہے کہ کچھ لو، کچھ دو۔ چار باتیں مان لوں گا چھ منوالوں گا۔ چار مان لوں گا، چھ منوالوں گا۔ چھ مان لوں گا، چار منوالوں گا وہ اس چکر میں، ویسے ٹیبل ٹاپ کا بادشاہ تھا، اسے خیال تھا کہ ہیرا پھیری میں، میں ان مولوی صاحبان کو ایسا پڑا کروں گا۔ ایسا پینترا بدلوں گا کہ خیر سے چوکڑی بھول جائیں گے۔ وہ اس چکر میں۔ مگر آگے مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سب سمجھتے تھے۔ تو وہ مسکرائے، بھٹو صاحب نے فرمایا: یہ مسکرانا چھوڑیے۔ مطالبے کیا ہیں؟ آپ نے جواب دیا کہ کچھ بھی نہیں (کچھ بھی نہیں کا معنی یہ کہ اس کی جتنی پلاننگ تھی، اس ایک جملے میں خیر سے دور کردی۔) اس نے کہا: جی! مطالبے فرمائیں، مفتی صاحب نے کہا: بھائی! کوئی بھی نہیں۔

اس نے نورانی صاحب کی طرف دیکھا اور فرمایا: نورانی صاحب! مفتی صاحب کو سمجھائیں کیا کہہ رہے ہیں، مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: بھٹو صاحب! واقعہ یہ ہے کہ کوئی مطالبے نہیں ہمارے۔ ہماری تو صرف ایک درخواست ہے کہ دو سطر آئین میں لکھ دیں کہ مرزا اور اس کے ماننے والے ''کافر''۔ باقی رہ کیا گیا؟ اگر اتنی بات لکھ دی ہے کہ مرزا اور اس کے ماننے والے کافر؟۔

بھٹو صاحب نے کہا: تو باقی رہا کیا؟ مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خواہش یہ تھی کہ

چوہڑے، چمار، پارسی، ہندو جہاں اور اقلیتیں ہیں وہاں قادیانیوں کا نام بھی آنا چاہئے ان چوہڑوں کے ساتھ۔ جب کہ ذوالفقار علی بھٹو چاہتے تھے کہ مسئلہ کا بیان ہو مگر قادیانیوں کا نام نہ آئے، ان کی اپنی مصلحت، وہ اپنے داؤ پر اور ان کی اپنی سوچ۔ مگر

☆...... تیری پسند جدا۔

☆...... میری پسند جدا۔

اب بھٹو صاحب نے کہا: مفتی صاحب! آج مرزا نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ آپ کہتے ہیں یہ کافر۔ ان کا نام لکھا کافروں میں۔ کل کوئی اور نبوت کا دعویٰ کرے گا، آپ کہیں گے ان کا نام لکھو۔ تو مہربانی کریں: کسی کا نام لکھنے کے بجائے مطلقاً لکھتے ہیں کہ جو ختم نبوت کا منکر ہو، وہ کافر ہے۔ مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سمجھ گئے کہ بھٹو صاحب کہاں سے بول رہے ہیں۔ مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جواب میں کہا: جناب بھٹو صاحب! میرے پاؤں میں کانٹا لگا ہے۔ میں کہتا ہوں: میرا کانٹا نکالو۔ آپ کہتے ہیں: لوہے کی جوتی بنوا دیتے ہیں کہ آئندہ کبھی کانٹا نہیں لگے گا۔ مجھے لوہے کی جوتی نہیں چاہئے۔ میرا کانٹا نکالو۔

جس وقت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے یہ کہا تو بھٹو صاحب خیر سے ڈھیر ہو گئے۔ اب بولا جو ساتھ میں بیٹھا تھا عبدالحفیظ پیرزادہ۔ انہوں نے کہا کہ: آئین میں کسی کا نام نہیں ہوا کرتا۔ مفتی صاحب نے کہا: آپ ہمارے وفاقی لاء منسٹر ہیں۔ آپ کو معلوم نہیں کہ پاکستان کے آئین میں قائداعظم کا نام موجود ہے۔ آپ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ آئین میں کسی کا نام نہیں ہوتا۔ اب خیر سے وہ ڈھیر ہوا۔ مولانا کوثر نیازی کو موقع ملا۔ وہ ہماری برادری کا مولوی تھا۔ اتنا اس نے خطرناک وار کیا، زبان مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بولی، مگر تائید بھٹو صاحب کی کی۔ وہ کہتا ہے کہ: مفتی صاحب! پاکستان کے آئین میں مرزے کا نام لکھ کر آپ پاکستان کے آئین کو کیوں پلید کرنا چاہتے ہیں؟ سمجھے بھی ہو کہ قادیانیوں کا نام نہیں آنا چاہئے۔ لفظ یہ بولے تاکہ مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ٹھنڈے پڑ جائیں۔ فائدہ یہ اٹھایا کہ بھٹو صاحب کی تائید کی۔ کہا آپ پاکستان کے آئین میں مرزے کا نام لکھ کر پاکستان کے آئین کو کیوں پلید کرنا چاہتے ہیں۔ حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سمجھ گئے کہ یہ بغل بچہ کہاں سے بول رہا ہے۔ مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ مسکرائے اور فرمایا جناب کوثر نیازی!

☆ ...... قرآن مجید میں شیطان کا نام بھی ہے۔
☆ ...... قرآن مجید میں فرعون کا نام بھی ہے۔
☆ ...... قرآن مجید میں ہامان کا نام بھی ہے۔
☆ ...... قرآن مجید میں قارون کا نام بھی ہے۔
☆ ...... قرآن مجید میں خنزیر کا نام بھی ہے۔

اگر ان کا نام آنے سے قرآن مجید پلید نہیں ہوا تو مرزے کا نام آنے سے پاکستان کا آئین بھی پلید نہیں ہوگا۔ جناب کوثر نیازی خیر سے ڈھیر ہوئے۔اس کی گردن کا جوسریا تھا، وہ بھی مڑا، اس کی گردن نیچے کو جھکی، بھٹو صاحب نے کوثر نیازی کی طرف خفت مٹاتے ہوئے کہا: کوثر نیازی! سوچ سمجھ کر گفتگو کر۔ تجھے معلوم ہے کہ تمہارے سامنے کون بیٹھا ہے۔

میرے بھائیو! اب آپ مجھے اجازت دیں کہ میں اس کی تعبیر یوں کروں کہ گورنمنٹ کے پہلوان بدل رہے ہیں۔ ہمارا شیر اکیلا میدان میں کھڑا ہے۔

☆ ...... بھٹو صاحب چت ہوئے۔
☆ ...... کوثر نیازی صاحب ڈھیر ہوئے۔
☆ ...... عبدالحفیظ پیرزادہ ڈھیر ہوئے۔

افضل چیمہ کو خیر سے موقع ہی نہیں ملا۔ یہ بالکل پہلے سے مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے میدان مارلیا۔ اب بھٹو صاحب ایک خوب ڈرامائی انداز میں اٹھے، اچانک ۳،۴ کاغذوں پر مشتمل ایک فائل تھی، بڑے زور کے ساتھ میز کے اوپر اسے پٹخا اور مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو کہا: مفتی صاحب! آپ جیتے، میں ہارا۔ کوئی اور مولوی صاحب ہوتے، پتا نہیں، وہ پھولے نہ سماتے۔ میرے جیسا کوئی مسکین ہوتا، پھولے نہ سماتا کہ وزیر اعظم میرے سامنے شکست مان رہا ہے۔ سامنے تھے حضرت مولانا مفتی محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ، سراپا اخلاص وللّٰہیت۔ وہ بھی اب بھٹو کے سامنے کھڑے ہیں۔ مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی جبل استقامت بنے کھڑے ہیں۔ انہوں نے بھٹو صاحب کو دیکھا اور فرمایا: بھٹو صاحب! یوں نہ کہیں کہ میں جیتا اور آپ ہارے۔ میں آپ سے عرض کرتا ہوں نہ میں جیتا ہوں اور نہ آپ ہارے ہیں۔ بلکہ کفر ہارا

ہےاوراسلام جیتا ہے۔

میرے بھائیو! میری معروضات ختم ہوئیں۔ میں آپ دوستوں کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ یہ اسمبلی کی کارروائی کے متعلق چالیس سال سے متواتر قادیانیوں نے پروپیگنڈا کر کے ہماری کھوپڑی کھالی۔ ہمارے دماغ کا پانی چاٹ لیا۔ قادیانی برابر شور کرتے جارہے تھے کہ کہاں ہے وہ قومی اسمبلی کی کارروائی، سنبھالواسے خیر سے۔

میرے بھائیو! میں آپ دوستوں کی خدمت میں درخواست کرتا ہوں کہ:

☆...... اس کا ایک ایک حرف نیشنل اسمبلی کی پراپرٹی ہے۔

☆...... اس کا ایک ایک لفظ قومی دستاویز ہے۔

☆...... اس کا ایک ایک لفظ سرکاری طور پر اتھنٹک ہے۔

میں کہتا ہوں ڈیڑھ، دوسو سال سے ہمارے بزرگوں نے جو جدوجہد کی۔ سید انورشاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ سے لے کر سید محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ تک۔ حضرت شیخ بنوری رحمۃ اللہ علیہ سے لے کر مولانا عبدالمجید لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ تک۔ پوری امت کی ڈیڑھ سوسالہ جدوجہد کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں کامیابی سے نوازا ہے۔ چالیس سال سے جو قادیانی کہہ رہے تھے کہ کہاں ہے کارروائی؟ آج اللہ نے ہمیں موقع دیا کہ ہم ڈنکے کی چوٹ پر انہیں کہہ سکیں کہ لو! ہم نے تمہارا قرض اتار دیا۔

یہ کارروائی کیا آئی ہے کہ ایک ایک لفظ اللہ کی طرف سے اتمام حجت ہے۔ ان شاءاللہ! یہ جتنی آگے پھیلے گی۔ جتنی یہ آگے چلے گی، قادیانیت ان شاءاللہ! اتنی سمٹے گی اور میں کہتا ہوں جتنی قادیانی سعید روحیں اس کتاب کو پڑھ لیں گی، وہ کبھی قادیانی نہیں رہ سکتیں۔ اس لئے میں دیکھتا ہوں کہ کوئی صفحہ ایسا نہیں جاتا کہ جہاں پر مرزا ناصر احمد کو گرگٹ کی طرح رنگ نہ بدلنا پڑے۔

کل بھی حق جیتا تھا آج بھی حق جیتے گا
کل بھی کفر ہارا تھا آج بھی کفر ہارا ہے

ان شاءاللہ! بس اسی پر اکتفا کرتا ہوں:

”وما علینا الا البلاغ المبین“

امتناع قادیانیت آرڈیننس

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ وَ کَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی سَیِّدِ الرُّسُلِ وَخَاتَمِ الْاَنْبِیَاءِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہِ الَّذِیْنَ ھُمْ خُلاصَۃُ الْعَرَبِ الْعَرْبَاءِ وَخَیْرُ الْخَلَائِقِ بَعْدَ الْاَنْبِیَاءِ. اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ.

و قال اللہ تعالیٰ: وَالضُّحٰی وَاللَّیْلِ إِذَا سَجٰی مَا وَدَّعَکَ رَبُّکَ وَمَا قَلٰی وَلَلْآخِرَۃُ خَیْرٌ لَّکَ مِنَ الْأُولٰی وَلَسَوْفَ یُعْطِیْکَ رَبُّکَ فَتَرْضٰی أَلَمْ یَجِدْکَ یَتِیْماً فَآوٰی (سورۃ الضحیٰ ۱ تا ٦)

قال النبی ﷺ: اَنَا حَظُّکُمْ مِنَ الْاَنْبِیَاءِ وَاَنْتُمْ حَظِّیْ مِنَ الْاُمَمِ.

(الدر المنثور للسیوطی، بحوالہ مسند احمد: ج۲، ص۴۸)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَ مَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا وَ مَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَسَلِّمْ وَ صَلِّ کَذَالِکَ عَلٰی جَمِیْعِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلَی الْمَلَائِکَۃِ الْمُقَرَّبِیْنَ وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ اَجْمَعِیْنَ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ.

تمہید

آپ دوستوں کی محبت کا شکر گزار ہوں۔ میری صحت کا تقاضا یہ ہے کہ مختصر سی گفتگو کروں اور پھر آرام کرلوں، کیونکہ لمبا سفر کرنا ہے۔ مسائل پر جتنی گفتگو ضروری تھی، آج کے اجلاس میں وہ علماء کرام نے فرمادی۔ اللہ پاک ان حضرات کی باتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ بھائی ساقی صاحب بہت زیادہ سخی ہیں، بالخصوص کسی کو القابات سے نوازنے میں، نوازشات کا بہت مظاہرہ فرماتے ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ان کی تمام تر یہ گفتگو ہم سب کو اللہ ایسا بنادے۔ اللہ آپ کو اور مجھ کو اپنے محبوب ﷺ کی غلامی کا شرف بخشے:

حضور ﷺ کی اپنی امت سے محبت

میرے واجب الاحترام دوستو! اس دنیاوی بودو باش میں سروے کریں کہ سب سے زیادہ محبت والا رشتہ کون سا ہے۔

☆...... دو دوستوں کی آپس میں محبت ہوتی ہے۔
☆...... استاد اور شاگرد کی آپس میں محبت ہوتی ہے۔
☆...... ماں، باپ کی آپس میں محبت ہوتی ہے۔
☆...... بہن، بھائیوں کی آپس میں محبت ہوتی ہے۔
☆...... میاں، بیوی کی آپس میں محبت ہوتی ہے۔

ہمسائیگی کا تعلق ہے۔ ایک ملک کا تعلق ہے ''وَغَیْرَ ذَالِک'' دنیا میں بہت سارے رشتے ہیں۔ میں جو عرض کرنا چاہتا ہوں قرآن وحدیث کی روشنی میں، اس دنیاوی بودوباش میں سب سے زیادہ مہربان، قریب ترین رشتہ ہے، ماں کا اپنی اولاد کے ساتھ۔ یہ اتنا مہربان رشتہ ہے کہ کوئی رشتہ اس کی حساسیت اور مہربانی کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔ اسی لئے حضور ﷺ نے سیدنا علی المرتضیٰؓ کو ایک دفعہ ارشاد فرمایا: تم میں سے جس آدمی نے جنت تلاش کرنی ہے، میدان میں تلوار کے سائے میں (۱) یا ماں کے قدموں میں (۲) تلاش کرے۔

(۱)......(ان ابواب الجنة تحت ظلال السیوف، مشکوٰۃ: ۳۳۴)

(۲)......(فان الجنة عندرجلها وفی حاشیة ''الجنة تحت اقدام الامهات''، مشکوٰۃ: ۴۲۱)

ماں کی دعا

ہمارے ایک بزرگ تھے قاضی احسان احمد شجاع آبادی رحمۃ اللہ علیہ، والیٔ قلات خان احمد یار خان کے ہاں ایک دفعہ دعوت پر تشریف لے گئے۔ دعوت سے فارغ ہوئے، والیٔ قلات نے آگے بڑھ کر قاضی صاحب کے جوتے سیدھے کئے۔ قاضی صاحب کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ والیٔ قلات نے حیران ہوکر پوچھا: قاضی صاحب کیا ہوا؟ قاضی صاحب نے ارشاد فرمایا: خان صاحب! ایک رات میری والدہ بیمار تھی۔ میں ساری رات والدہ کے قدم دباتا رہا۔ صبح ہوئی تو میری والدہ نے ارشاد فرمایا: بیٹا! تو نے میری خدمت کی ہے۔

ایک وقت آئے گا کہ بادشاہ تیرے جوتے سیدھے کریں گے۔

موسیٰ علیہ السلام کے متعلق روایات میں آتا ہے کہ کوہ طور پر تشریف لے جاتے تھے اور ان کو یہ شرف حاصل تھا کہ وہ ڈائریکٹ پروردگار عالم سے گفتگو کیا کرتے تھے۔ ان کو کلیم اللہ ہونے کا شرف حاصل ہے۔ قرآن اس کی گواہی دیتا ہے۔ تشریف لے گئے گفتگو کے لئے، اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوا کہ موسیٰ علیہ السلام! سنبھل کر گفتگو کر۔ حیرت میں سجدہ ریز ہو کر فرماتے ہیں کہ: مولا! مجھ سے کیا غلطی ہوگئی کہ جس کی تنبیہ یہ کی جارہی ہے؟ حکم ہوا کہ: موسیٰ! بات غلطی کی نہیں ہے۔ بات یہ ہے کہ پہلے جس وقت کوہ طور پر آپ آیا کرتے تھے تمہاری پشت پر تمہاری ماں کی دعاؤں کا سہارا ہوا کرتا تھا۔ آج تم گفتگو کرنے کے لئے آئے، پیچھے تمہاری والدہ کا انتقال ہوگیا ہے۔ اس لئے تمہاری پشت خالی ہے، آج کے بعد سنبھل کر گفتگو کرنا۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ ساری کائنات کی مائیں ایک طرف، محمد عربی ﷺ کی ذات گرامی ایک طرف۔ ساری کائنات کی ماؤں کی محبت اپنی اولاد کے ساتھ اتنی نہیں ہوگی جتنی محمد عربی ﷺ کی محبت اپنی امت کے ساتھ ہے۔

حضور ﷺ کو فکر امت

ایک دفعہ حضور ﷺ کے سامنے ایک عورت کا بچہ گم ہوا۔ وہ تلاش کرنے کے لئے مارے مارے پھر رہی ہے۔ حضور ﷺ کی نگاہ اٹھی، صحابہ کرامؓ سے پوچھا وہ کیا کر رہی ہے؟ عرض کی: آقا اس کا بچہ گم ہوگیا ہے۔ یہ اس کو تلاش کر رہی ہے۔ فرمایا: یہ کتنی پریشان ہے۔

☆ ...... کبھی اس دروازے پر جارہی ہے۔
☆ ...... کبھی اس دروازے پر جارہی ہے۔
☆ ...... جگہ جگہ دستک دیتی پھر رہی ہے۔
☆ ...... واویلا کرتی پھر رہی ہے۔
☆ ...... دیوانے پن کا مظاہرہ کر رہی ہے۔

کیا ہوا؟ بچہ گم ہوگیا۔ آپ ﷺ نے دیکھ کر فرمایا: صحابہؓ! کیا رائے ہے۔ یہ کتنی پریشان ہوگی؟ عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! یہ عورت اتنی پریشان ہے کہ اس کی پریشانی کو

کائنات میں تقسیم کیا جائے تو کائنات پریشان ہو جائے گی۔ آقا ﷺ! یہ عورت اتنی پریشان ہے کہ اس کی پریشانی کو پہاڑوں پر رکھا جائے تو وہ بھی لرز اٹھیں۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: صحابہؓ! گواہ رہو، جس طرح یہ عورت آج اپنے بچے کی تلاش کے لئے پریشان ہے۔ گواہ رہو اس سے کہیں زیادہ مجھے قیامت کے دن اپنی امت کی فکر ہو گی۔ (مشکوٰۃ:۲۰۷)

قیامت کے دن آپ ﷺ کو کہاں تلاش کریں

ایک حدیث شریف میں آتا ہے، آپ بھی اپنے علماء سے مسئلے پوچھتے ہیں۔ صحابہ کرامؓ کا ذوق عجیب تھا۔ ایک صحابیؓ نے رسول اللہ ﷺ سے مسئلہ پوچھا۔ آقا ﷺ! اگر کل قیامت کے دن ہمیں آپ ﷺ کی ضرورت پڑ جائے، آپ ﷺ فرمائیں! کہ آپ سے ملاقات کہاں پہ ہو گی؟۔ مسلمانو! میں آپ سے پوچھتا ہوں، سوال تو صحابیؓ نے کیا تھا۔ آپ کی اور میری کتنی مشکل حل کر دی۔ اللہ! صحابہ کرامؓ کی قبروں پر اپنی رحمت نازل فرمائے۔ اللہ ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ اللہ ان کی عزت واحترام کرنے کی اور عزت واحترام کرانے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین!

توجہ کیجئے! یا رسول اللہ ﷺ! اگر ہمیں آپ ﷺ کی ضرورت پڑ جائے، مشکل وقت ہو گا ''یَوۡمَ یَفِرُّ الۡمَرۡءُ مِنۡ اَخِیۡهِ'' (عبس:۳۴)

﴿کل قیامت کے دن کوئی کسی کا نہیں ہو گا۔﴾

☆...... ماں اپنی اولاد سے منہ چھپاتی پھر رہی ہو گی۔

☆...... اولاد، والدین سے منہ چھپاتی پھر رہی ہو گی۔

☆...... بھائی، بھائی سے منہ چھپاتا پھر رہا ہو گا۔

☆...... دوست، دوست سے منہ چھپاتا پھر رہا ہو گا۔

کوئی کسی کے کام نہیں آئے گا۔ تمام لوگ قیامت کے دن ایک دوسرے کو پہچان کرانے سے گریز کریں گے۔ منہ چھپاتے پھر رہے ہوں گے کہ کوئی ہم سے نیکی نہ مانگ لے۔ مشکل وقت ہو گا۔ آقا ﷺ اگر آپ کی ضرورت پڑے گی تو؟۔ میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ مجھے اور آپ کو قیامت کے دن حضور ﷺ کی ضرورت پڑے گی کہ نہیں؟۔ پڑے

گی۔تم میں سے اور ہم میں کوئی ایسا آدمی ہے کہ کہہ سکے کہ ضرورت نہیں پڑے گی؟ کل قیامت کے دن اعمال کی بات نہیں، اعمال کے سہارے مقدروں والے جائیں گے۔کل قیامت کا دن تو اتنا سخت ہوگا کہ آدم علیہ السلام جیسا آدمی اللہ کے حضور لرز رہا ہوگا۔نفسا نفسی کی پکار ہوگی۔ قیامت کے دن صرف رب کی رحمت اور محمد عربی ﷺ کی شفاعت کام آئے گی۔آقا ﷺ! اگر کل قیامت کے دن آپ ﷺ کی ضرورت پڑ جائے تو آپ ﷺ ارشاد فرمائیں! کہ آپ ﷺ سے کہاں ملاقات ہوگی؟۔حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: میاں! کل قیامت کے دن تمہیں نہیں، میرے کسی امتی کو میری ضرورت پڑ جائے، میں تمہیں تین مقامات پر ملوں گا۔آقا ﷺ! کہاں پر؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس وقت مجھے خیال آئے گا کہ میری امت قبر سے اٹھ کے آئی ہے لمبا سفر کر کے آئی ہے، پیاس لگی ہوگی تو میں امت کی پیاس بجھانے کے لئے تمہیں حوض کوثر پر ملوں گا۔ (مجمع الزوائد: ج۹،ص۱۲۹)

اگر وہاں کھڑے کھڑے مجھے یہ خیال آیا کہ میری امت قبروں سے اٹھ کر پل صراط سے گزر کے آ رہی ہے، میرا کوئی امتی ڈگمگا نہ جائے، میں امت کا سہارا بننے کے لئے پل صراط پر چلا جاؤں گا۔اور اگر وہاں پہنچ کر مجھے یہ خیال ہوا کہ فلاں جگہ اعمال تولے جا رہے ہیں۔میرے کسی امتی کی نیکیوں کا پلڑا ہلکا نہ ہو جائے۔میں اپنے اس امتی کے اعمال کی جگہ اس کے نیک اعمال کی نگہبانی کے لئے وہاں پر چلا جاؤں گا۔میں تین جگہ مارے مارے پھروں گا کہ کہیں کسی میرے امتی کو کوئی پریشانی لاحق نہ ہو۔

قرآن مجید میں ہے:"وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى" (الضحیٰ:۵)

کہ اللہ پاک آپ کو اتنا دیں گے کہ آپ راضی ہو جائیں گے۔یہ آیت اتری، حضور ﷺ مسکرائے، صحابہ کرامؓ کی طرف دیکھ کے سینے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا: لوگو! میرے رب کا میرے ساتھ وعدہ ہے کہ "وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ" آپ کو آپ کا خدا اتنا دے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے۔فرمایا: یہ خدا کا میرے ساتھ وعدہ ہے۔

بھائیو! محمد ﷺ کا تمہارے ساتھ وعدہ یہ ہے کہ جب تک میرے رب نے میرے آخری امتی کی بخشش کا فیصلہ نہیں کیا، محمد ﷺ خدا سے راضی نہیں ہوگا،

(تفسیر ابن جریر: ج۱۵،ص۲۳۲)

حضور ﷺ فرماتے ہیں میں اپنے رب سے مانگوں گا۔ حضور ﷺ کیا فرماتے ہیں؟ ذرا زور سے بولو! مانگوں گا۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ:

☆...... جھولی پھیلا کے مانگوں گا۔

☆...... سفید بالوں کا واسطہ دے کر مانگوں گا۔

☆...... آنسو بہا کے مانگوں گا۔

☆...... سجدہ کر کے مانگوں گا۔

اس وقت تک میرے مانگنے میں کمی واقع نہیں ہوگی، جب تک میرا خدا میرے آخری امتی کی بخشش کا فیصلہ نہیں کر دے گا۔ تفصیل میں نہیں جاتا۔

ختم نبوت اس امت کا اعزاز

میرے ایبٹ آباد کے ساتھیو! اشارے کرتا ہوں، حضور ﷺ فرماتے ہیں:

''اَنَا حَظُّکُم مِنَ الْاَنْبِیَاءِ'' (الدر المنثور، بحوالہ مسند احمد: ج ۲، ص ۴۸)

﴿انبیاء میں، میں تمہارے حصے میں آیا ہوں﴾

علماء بیٹھے ہیں، تفصیل ان سے پوچھئے۔ کتابوں کے اندر مسئلہ لکھا ہے کہ:

چوں بشانش نگاہ موسیٰ کرد
شدن ازا متش تمنا کرد

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی کتاب تورات میں میرے محمد عربی ﷺ کی تعریف پڑھی تو پھر خدا سے دعا کی۔ میرے مولا! مجھے محمد عربی ﷺ کا امتی بنا دے۔ میرے ماں باپ، میرے روح اور جسم قربان نبوت کی شفقتوں پر، ایک دن حضور ﷺ کی رحمت کا دریا جوش میں تھا۔ ارشاد فرمایا: لوگو!

''اَنَا حَظُّکُم مِنَ الْاَنْبِیَاءِ وَاَنْتُم حَظِّی مِنَ الْاُمَمِ'' (الدر المنثور للسیوطی، بحوالہ مسند احمد: ج ۲، ص ۴۸) ﴿میں نبیوں میں سے تمہارے حصے میں آیا ہوں، امتوں میں سے تم میرے حصے میں آئے ہو۔﴾

اس سے بڑھ کر حضور ﷺ کی شفقت اور کیا ہوسکتی ہے کہ حضور ﷺ میرے اور

آپ جیسے گنہگاروں کو اپنا حصہ قرار دیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا: یہ میرا حصہ ہے، اس سے بڑھ کر کوئی اور سعادت؟ ایک ہے کہ:

☆...... کوئی ایم این اے، کہے کہ یہ میرا حلقہ ہے۔

☆...... کوئی پریذیڈنٹ کہے کہ یہ میرا حلقہ ہے۔

☆...... کوئی پرائم منسٹر کہے کہ یہ میرا حلقہ ہے۔

☆...... کوئی کہے کہ صاحب! یہ میری پارٹی ہے۔

☆...... کوئی کہے کہ یہ میری جماعت ہے۔

☆...... کوئی کہے کہ یہ میری یونین ہے۔

اور ایک یہ ہے کہ حضور ﷺ خود ہمیں کہہ دیں کہ میں تمہارے حصے میں ہوں اور تم میرے حصے میں۔ (سبحان اللہ!)

حضور ﷺ کا امت پر حق

مسلمانو! ایک ہے نبی کریم ﷺ کی ذات کا ہم پر حق، ایک ہے امت کا حق۔ بحیثیت امتی ہونے کے آج مجلس میں ہم نے یہ سوچنا ہے کہ حضور ﷺ کی ذات اقدس کے حوالے سے ہمارے اوپر جو فرائض عائد ہوتے ہیں، ہم وہ فرائض پورے کر رہے ہیں؟ آپ کا میرا ایمان ہے، ایمان نہیں بلکہ اصل الایمان ہے کہ حضور ﷺ وعدہ خلافی نہیں فرمائیں گے۔ مل کر کہو: حضور ﷺ وعدہ خلافی ......؟ نہیں فرمائیں گے۔ ذرا زور سے، خدا کی قسم! وعدہ خلافی کا تصور کرنا بھی ایمان کا گھاٹا ہے۔ اس کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ نبی کریم ﷺ صادق المصدوق، وہ وعدہ پورا کریں گے۔ میں آپ سے پوچھتا ہوں۔ جو ہمارے ذمہ تھا اس کو ہم نے بھی پورا کیا یا نہیں؟۔ بس اس نقطہ کی طرف آپ دوستوں کی توجہ دلانا چاہتا ہوں۔

شناختی کارڈ کا مسئلہ

شناختی کارڈ کے متعلق آپ حضرات سوچتے ہوں گے کہ یہ مولوی صاحب کو کیا ہو گیا ہر پانچ، دس سال کے بعد مرزائیت کے متعلق ایک قضیہ لے کر اٹھ کھڑے ہوتے

ہیں۔ایک مسئلہ ابھی حل نہیں ہوتا، دو چار سال گزرتے ہیں پھر ایک اور مطالبہ آ جاتا ہے، وہ پورا نہیں ہوتا پھر ایک اور مطالبہ آ جاتا ہے۔آخر مرزائی بھی اس دنیا میں رہتے ہیں۔آخر ان کو بھی دنیا میں رہنے کا حق حاصل ہے۔مولوی صاحبان کو ہو کیا گیا کہ ہر دس سال کے بعد ایک نیا مطالبہ لے کر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ میاں! میں آپ دوستوں سے پوچھتا ہوں کہ اصل مطالبہ ہمارا کیا تھا کہ مرزائیوں کو اقلیت قرار دو۔مرزائیوں کو اقلیت قرار دیا گیا۔میں آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ آئین یہ کہتا ہے کہ مرزائی کافر ہیں لیکن مرزائی اپنے آپ کو کافر مانتے نہیں۔کیا مرزائی اپنے آپ کو اقلیت تسلیم کرتے ہیں؟ ایمانداری سے بتاؤ تسلیم کرتے ہیں یا نہیں؟ کیا گورنمنٹ ان کو مجبور کر کے قانون کے اس تقاضے کو پورا کر رہی ہے؟ اگر مرزائی بھی اس قانون کو نہیں مانتے، گورنمنٹ بھی اس پر عملدرآمد نہیں کرا رہی تو میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ مسئلہ حل ہو گیا؟۔ ہماری بد نصیبی کو دیکھئے کہ قانون منظور کرانے کے لئے بھی گورنمنٹ کی منتیں کرنی پڑیں۔اس کے لئے بھی زور لگانا پڑا۔اب قانون پر عملدرآمد کروانے کے لئے بھی ہمیں زور لگانا پڑ رہا ہے۔آپ حضرات جو ہمارے پڑھے لکھے رفقاء ہیں۔وہ بیٹھ کر صرف تبصرے کرتے رہتے ہیں کہ مولوی صاحبان کو کیا ہو گیا کہ ہر دس سال کے بعد ایک نیا مسئلہ لے کر کھڑے ہو جاتے ہیں۔

قادیانیوں کو اقلیت قرار دلوانے میں سرحد والوں کا کردار

میری درخواست سنیں! سن ۱۹۷۴ء میں ذوالفقار علی بھٹو نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا تھا۔سرحد کے رفقاء کا اس کے اندر بڑا حصہ ہے۔اس وقت مسئلہ کی قیادت کی تھی اسمبلی میں مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ نے۔مولانا غلام غوث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ اکوڑہ خٹک، مولانا عبدالحکیم رحمۃ اللہ علیہ نے اور دوسرے علماء نے۔اسمبلی سے باہر ملک کی قیادت کی تھی شیخ الاسلام مولانا محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ نے اور اللہ کی شان یہ ہے کہ ان تمام تر حضرات کا تعلق صوبہ سرحد کے ساتھ تھا۔

قادیانیوں نے آئین پاکستان کو تسلیم نہیں کیا

سرحد والو! قانون آپ نے منظور کروایا تھا، آپ لوگوں کی کاوشوں میں اللہ نے

برکت ڈالی۔ آپ لوگوں کی قیادت کی آواز پر لبیک پورے ملک نے کہا۔ قانون آپ لوگوں نے بنوایا تھا۔ مرزائیوں کو اقلیت قرار دے دیا گیا۔ مرزائیوں نے آئین سے بغاوت کی۔

ایبٹ آباد کے ساتھیو! ایک بات میں آپ کو سمجھانا چاہتا ہوں۔ گورنمنٹ شب و روز یہ کہتی ہے کہ اب یہ اقلیت بن گئے ہیں۔ اب ان کی حفاظت کرنا ہماری ذمہ داری ہے۔ میں آپ لوگوں کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ جب تک مرزائی آئین کے اندر دی گئی اپنی حیثیت کو تسلیم نہیں کرتے، اس وقت تک جو اقلیتوں کو رعایتیں دی گئی ہیں، وہ کسی رعایت کے مستحق نہیں ہو سکتے۔ قادیانیوں کی جو آئین کے اندر حیثیت متعین کی گئی ہے، وہ اسے تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں۔ میں یہ نہیں کہتا کہ شرعی فیصلہ کیا ہے۔ میں آئین کی بات کر رہا ہوں کہ آج اگر اپنی آئینی حیثیت تسلیم کر لیں، ہم مرزائیوں کو وہی درجہ دینے کے لئے تیار ہیں جو آئین میں متعین ہے۔ یہ بات اصول کی ہے یا بے اصولی کی؟۔ اصول کی۔

علماء کے خلاف قادیانیوں کا پروپیگنڈا

اے کاش! گورنمنٹ کا برسر اقتدار طبقہ اور ہمارے رہنماؤں کو یہ کیس سمجھ میں آ جاتا کہ قادیانی آئین کو تسلیم نہیں کر رہے۔ آئین کے اوپر عملدر آمد کرانا یہ گورنمنٹ کی ذمہ داری ہے۔ معاف رکھنا یہ مسجد کے مولوی کی ذمہ داری نہیں۔ گورنمنٹ اپنی ذمہ داری سے پہلوتہی کر رہی ہے۔ مرزائی آئین سے سرکشی اور بغاوت کی راہ اختیار کر رہا ہے۔

مولوی کے مقدر کو دیکھو! وہ مرزائیوں سے یہ کہتا ہے کہ آئین کی پابندی کرو، گورنمنٹ سے کہتا ہے کہ آئین کی بالادستی کو قائم کرو۔ مرزائی بھی مولوی کے خلاف پروپیگنڈا کرتا ہے کہ مولوی چپ نہیں رہتا اور گورنمنٹ بھی پراپیگنڈا کرتی ہے کہ مولوی چپ نہیں کرتا۔ میاں پھر:

☆...... تیری پسند جدا...... میری پسند جدا۔

☆...... تجھے پسند خودی...... مجھے پسند خدا۔

☆...... تم اپنا کام کرو...... ہم اپنا کام کریں۔

ہمارا کل بھی یہ اعلان تھا، آج بھی ہمارا یہ اعلان ہے کہ ہر آدمی کی رعایت ہوسکتی ہے محمد عربی ﷺ کے دشمن کو کوئی رعایت نہیں دی جاسکتی۔

آئین پاس ہوا۔ بھٹو صاحب کے زمانے میں۔ مرزائیوں نے آئین کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ بھٹو مرحوم نے بجائے اس کے کہ وہ مرزائیوں کو پابند کرتا کہ آئینی حیثیت کو تسلیم کرو، بھٹو نے شناختی کارڈ کے فارم میں خانہ نمبر۴ کے تحت مذہب کا اندراج کیا اور اس مذہب کے خانہ کے نیچے یہ لکھا کہ جو آدمی اپنے آپ کو مسلمان لکھوائے وہ حلف نامہ پر کرے گا کہ میں مرزا غلام احمد قادیانی کو کافر سمجھتا ہوں۔ لیکن مرزائی مرزا قادیانی کے کفر پہ دستخط نہیں کرے گا، اس لئے وہ اپنے آپ کو مسلمان نہیں لکھوائے گا۔ جو مسلمان مرزے کے کفر پر دستخط کرے گا، وہ اپنے آپ کو مسلمان لکھوائے گا تو انہوں نے حل یہ نکالا کہ یہ شناختی کارڈ کے اس فارم کی بنیاد پر مسلمان اور مرزائی کے درمیان تمیز ہو جائے گی۔ آج نہیں، ۱۹۷۴ء میں، میں نے نہیں:

☆...... حضرت مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ نے۔

☆...... مولانا غلام غوث رحمۃ اللہ علیہ نے۔

☆...... مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ نے۔

☆...... مولانا یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ نے۔

یہ تمام حضرات تو فوت ہو گئے ہیں۔ جو حضرات ابھی زندہ ہیں:

☆...... ان میں پروفیسر غفور احمد موجود ہیں۔

☆...... ان میں عبدالمصطفیٰ ازہری موجود ہیں۔

☆...... ان میں حضرت خواجہ صاحب موجود ہیں۔

چودھری ظہور الٰہی فوت ہو گئے ہیں۔ ان تمام حضرات پر مشتمل اس وقت جو مجلس عمل تھی ۱۹۷۴ء میں، ان لوگوں نے یہ مطالبہ کیا تھا کہ جناب بھٹو صاحب! شناختی کارڈ کا فارم رجسٹریشن کے دفتر میں رہ جاتا ہے۔ اس کا ہمیں کوئی فائدہ نہیں۔ کوئی پتہ نہیں چلتا کہ مسلمان کون ہیں اور مرزائی کون۔ شناختی کارڈ کے اندر لکھو کہ یہ مسلمان ہے۔ یہ مرزائی ہے۔ تاکہ ہر وقت شناختی کارڈ جو کام آنے والی چیز ہے، اسے بولنا چاہئے، اسے گونگا نہیں

ہونا چاہئے۔ بھٹو نے عذر کیا اور میرے خیال میں انتظامیہ اگر میری معروضات سن رہی ہے اور یقیناً سن رہی ہوگی۔ اگر ان تک رپورٹ جاتی ہے تو رپورٹ کے ذریعے درخواست کرتا ہوں کہ خدا کے لئے ہماری حب الوطنی کا امتحان نہ لو۔ اس سے بڑھ کر اور کوئی حب الوطنی کا میں آپ لوگوں سے سرٹیفکیٹ نہیں لیتا۔

ملک عزیز کا تحفظ ہمارے ایمان کا حصہ

الحمدللہ! ملک عزیز پاکستان کے لئے کام کرنا ہمارے ایمان کا حصہ ہے۔ ہم جس طرح مسجد کی عزت وآبرو کو اپنے ایمان کا حصہ سمجھتے ہیں، اسی طرح ملک عزیز کی سالمیت بھی ہمارے ایمان کا حصہ ہے۔ ہم تخریب کار یا سازشی نہیں ہیں۔ اس وقت جناب بھٹو نے کہا اور اس سے بڑھ کر ہماری کوئی اور حب الوطنی نہیں ہو سکتی۔

جناب بھٹو صاحب نے کہا ہمارے رفقاء اور ہمارے نوجوان ساتھیوں کو، انہیں موردالزام نہ ٹھہرانا، ان کے متعلق یہ شبہ نہ کرنا کہ یہ ہر وقت لاء اینڈ آرڈر کا مسئلہ پیدا کرتے ہیں۔ شکر کرو یہ رسول اللہ کی ختم نبوت کا کام کر کے پوری امت کی طرف سے فرض کفایہ ادا کر رہے ہیں۔ اگر یہ لوگ میدان میں نہ آتے تو تمہارے کرتوتوں کی وجہ سے آج عذاب نازل ہو جاتا کہ تم نے اقتدار میں رسول اللہ ﷺ کے نام پر خدا کے نام پر، ملک بنا کے تمہیں اقتدار ملا، تم خدا کو بھی بھول گئے اور مصطفیٰ ﷺ کو بھی بھول گئے۔ دعائیں دو ان عزیز ساتھیوں کو ان علماء کو جو حق کی بات کہہ کے اللہ کے آنے والے عذاب کو ٹال دیتے ہیں، تم سے۔ ورنہ میں تمہارے کرتوت گننا شروع کروں تو ختم نہ ہوں۔

ہم مخالفین کی وجہ دین کا کام نہیں چھوڑیں گے

دوستو! ایک آدمی کے متعلق نام نہیں لوں گا، ایک مبلغ اور ایک داعی ہونے کے ناطے۔ اس گورنمنٹ کے اندر ایک آدمی نے چالیس لاکھ روپے کی لاہور میں کوٹھی خرید کر ایک فلمی اداکارہ کو دی ہے۔ محض صرف راتیں گزارنے کے لئے۔ ہمیں نہیں پتہ اس وزیر کا۔ گورنمنٹ سے پوچھئے۔ جناب نواز شریف صاحب کو خدا توفیق دے، وہ مجھ سے پوچھے، میں اس کے منہ پر اس وزیر کا نام بتانے کے لئے تیار ہوں، جس نے ایک فلمی اداکارہ کو فون

کر کے کہا: صبح ایوارڈ تقسیم کیے جائیں گے۔ اگر ایوارڈ لینا چاہتی ہو تو رات میرے ساتھ گزارو۔ اس قسم کے کمینے لوگوں سے ہمیں واسطہ ہے اور اللہ کی شان یہ بدبخت برسراقتدار آنے کے بعد جب کرسی ملتی ہے، اقتدار کے نشہ میں اس طرح ڈینگیں مارتے ہیں۔ جس طرح نشہ آور آدمی بہکی بہکی باتیں کرتا ہے۔ ہم ان لوگوں کی باتیں سن کر خدا اور اس کے رسول ﷺ کے دین کا کام نہ کریں، آپ بتائیں کہ ان کی باتیں سن کر دین کا کام چھوڑ دیں؟۔ دوستو! یہ کبھی نہیں ہوگا۔ اگر انگریز حق بات کہنے سے نہیں روک سکا، انگریز کا پٹھو خدا کی قسم! کسی قیمت پر ان کی یہ خواہش پوری نہیں ہوگی۔ مل کر کہو: حق بیان کیا جائے گا۔ حق بیان کیا جائے گا۔ خدا کی قسم! حق بیان کیا جائے گا۔ خان صاحب آپ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بیان کیا جائے گا۔

☆...... تیری پیشانی پر بل آئیں تو بھی بیان کیا جائے گا۔

☆...... تیرے پیٹ میں مروڑ اٹھیں تو بھی بیان کیا جائے گا۔

☆...... تو چاہے تو بھی بیان کیا جائے گا۔

☆...... تو نہ چاہے تو بھی بیان کیا جائے گا۔

مل کر کہو کہ ہمیں حق بیان کرنے سے کوئی نہیں روک سکتا۔ زیادہ سے زیادہ یہی کر لوگے کہ ہمیں جیل بھجوا دوگے، ہماری جان لے لوگے۔ اگر جان لینے کے لئے تیار ہو تو سنو! خدا کی قسم اٹھا کے کہتا ہوں اپنے ایمان اور وجدان کی بنیاد پر:

خوشا قاتل! قتل کر تو مجھ کو نام محمد ﷺ پر
قیامت کے دن نبی ﷺ کے سامنے سرخرو ہو کر تو جاؤں گا

اس سے بڑھ کر میرے لئے اور کیا سعادت ہوسکتی ہے؟ میں کہنے سے پہلے اپنے ایمان کی طرف دیکھ کر کہتا ہوں کہ بات زبان سے کہہ رہا ہوں یا دل سے کہہ رہا ہوں۔ خدا کی قسم! ہم اس قربانی کے لئے تیار ہیں۔ مل کے کہو تیار ہیں۔ بلند آواز سے کہو: ان شاء اللہ! ہم اس کے لئے تیار ہیں...... تیار ہیں۔

علماء محبّ وطن ہیں

جناب بھٹوصاحب کو کہا: حضور یہ چیزیں تمہارے دفاتر میں رہ جائیں گی، شناختی کارڈ کو بولنا چاہئے۔اس میں مذہب کے خانے کا اضافہ کرو۔اس سے بڑھ کے ہماری حب الوطنی کوئی نہیں ہوسکتی۔کہ بھٹوصاحب نے کہا کہ: جناب پورے ملک کے شناختی کارڈ کینسل کر کے نئے سرے سے ان کو بنایا جائے تو اربوں روپے خرچ ہوں گے۔ملک کا نقصان ہوگا۔ساری قوم ایک امتحان میں مبتلا ہو جائے گی۔ہم نے ان کی یہ بات سن کر اس وقت مصلحت یہی سمجھی کہ ٹھیک ہے،ان کی بات معقول ہے۔اتنے بڑے امتحان سے پوری قوم کو گزارنا مشکل ہے۔ہر آدمی کو شناختی کارڈ کے لئے دوبارہ دفاتر جانا پڑے گا۔ہم نے چپ سادھ لی۔لیکن بھٹوصاحب نے ہمارے مطالبہ کی معقولیت کوتسلیم کیا۔

مسئلہ امتناع قادیانیت آرڈیننس کا

بھٹوصاحب کے بعد تشریف لائے جناب جنرل ضیاء الحق صاحب،انہوں نے ۱۹۸۴ء میں امتناع قادیانیت آرڈیننس نافذ کیا،ہم نے جناب ضیاء الحق مرحوم سے بات کی،حضور! شناختی کارڈ کا مسئلہ بھی حل کرو۔ جناب ضیاء الحق نے کہا تعلیمی اسناد کے اندر مذہب کا خانہ موجود ہے۔ یہ جوسکول کے اندر داخلہ فارم استعمال ہوتے ہیں،ان کے اندر مذہب کا خانہ موجود ہے۔پاسپورٹ کے اندر مذہب کا خانہ موجود ہے۔

آپ حضرات حیران ہوں گے کہ ہمارا ملک کافر اور مسلم کی تمیز کے دونظریے پہ قائم کیا گیا تھا۔آپ حضرات حیران ہوں گے کہ تمہارے ملک میں ۱۹۷۸ء سے جداگانہ انتخاب تھے۔ یہاں پر الیکشن ہوتا ہے، کافر مسلمان کو ووٹ نہیں دے سکتا۔کوئی عیسائی مسلمانوں کوووٹ نہیں دے سکتا۔جداگانہ طرز کا انتخاب ہوا۔

☆...... قادیانیوں کی علیحدہ فہرستیں شائع ہوئیں۔
☆...... عیسائیوں کی علیحدہ فہرستیں شائع ہوئیں۔
☆...... مسلمانوں کی علیحدہ فہرستیں شائع ہوئیں۔
☆...... ہندووں کی علیحدہ فہرستیں شائع ہوئیں۔

☆...... سکھوں کی علیحدہ فہرستیں شائع ہوئیں۔
☆...... پارسیوں کی علیحدہ فہرستیں شائع ہوئیں۔

یہ تمہارے ملک کے اندر قانون ہے۔ہم نے ان سے درخواست کی حضور! یہ تمام تر چیزیں اپنی جگہ درست۔لیکن ووٹ بنتا ہے شناختی کارڈ کی بنیاد پر۔اگر شناختی کارڈ گونگا ہے۔ایک مرزائی اگر اپنا نام مسلمان لکھوا دیتا ہے۔ہم اس کو نہیں روک سکتے۔اس مسئلے کو روکنے کے لئے ضروری ہے کہ شناختی کارڈ کے اندر مذہب کا خانہ ہونا چاہئے۔میں کیس آپ دوستوں کے سامنے رکھتا ہوں۔آپ حضرات ارشاد فرمائیں کہ ہماری ان معروضات میں معقولیت ہے یا نہیں؟ بولو؟...... ہے۔

ووٹ بنتا ہے شناختی کارڈ کی بنیاد پر۔اگر شناختی کارڈ میں مذہب کا خانہ نہیں ہے، ایک مرزائی اپنے آپ کو مسلمان لکھوا لیتا ہے۔کون اس کو روکے گا؟ پاسپورٹ بنتا ہے، شناختی کارڈ کی بنیاد پر۔ایک مرزائی سعودی عرب جانا چاہتا ہے۔پاسپورٹ پر مذہب کا خانہ موجود ہے۔مرزائی سعودیہ جانا چاہتا ہے، شناختی کارڈ دکھا کے حلف نامہ لگائے گا کہ میں مسلمان ہوں۔وہ مسلمانوں کا پاسپورٹ بنوا کے سعودی عرب چلا جائے گا۔خدا اور مصطفیٰ ﷺ کہتے ہیں کہ مکہ مکرمہ میں، مدینہ منورہ میں کوئی کافر نہیں آ سکتا۔خدا اور اس کے رسول ﷺ کے احکامات کی صریح خلاف ورزی کر رہے ہیں قادیانی۔تمہارے پاکستان کے کاغذات میں نقص کی وجہ سے۔

میرے محترم دوستو! ہم نے جنرل ضیاء الحق صاحب کو کہا: جنرل صاحب! یہ گھپلا ہو رہا ہے، مہربانی کرو۔انہوں نے پاسپورٹ کے اندر مذہب کا خانہ رکھ دیا۔لیکن شناختی کارڈ میں نہ رکھا۔وہی نقص باقی رہا۔ضیاء الحق نے ارشاد فرمایا: اب اگر کبھی کسی موقع پر پورے ملک میں ازسرنو نئے شناختی کارڈوں کا منصوبہ ہوا تو آپ کے اس مطالبہ کی معقولیت کی بنیاد پر اس کو ترجیح دی جائے گی اور مذہب کے خانے کا اضافہ کیا جائے گا۔مل کر کہو، مذہب کے خانے کا اضافہ کیا جائے گا۔یہ جناب نواز شریف صاحب کے روحانی والد جناب جنرل ضیاء الحق نے کہا تھا۔

میرے محترم دوستو! جناب جونیجو صاحب کا زمانہ آیا۔جونیجو صاحب کے زمانے

میں ایک اعلان ہوا کہ ملک کے اندر شناختی کارڈ کمپیوٹرائزڈ سسٹم پر لائے جائیں گے۔اس وقت ہم نے درخواست دی، اس کی نقل ہمارے پاس موجود ہے۔ ہم رجسٹریشن والوں کو جا کر ملے۔اس رجسٹریشن کے ڈائریکٹر جنرل کا نام جو اس وقت اسلام آباد میں رہتا تھا، صدیقی صاحب اس کا نام تھا، شکار پور کے علاقے کا رہنے والا تھا۔اس وقت ریٹائرڈ ہو گیا تھا۔ہم ان کے پاس گئے۔انہیں حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے درخواست دی۔

(تقریر کا کچھ حصہ ریکارڈنگ خراب ہونے کی وجہ سے حذف ہو گیا ہے)

تحفظ ناموس رسالت کیلئے ہم نے دردر بھیک مانگی

میرے محترم دوستو! ان کے بعد تشریف لائیں محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ، ان کے زمانے میں پھر اعلان ہوا کہ کمپیوٹر کی مشین منگوائی جا رہی ہے۔تیاری ہو رہی ہے۔ہم پھر پیپلز پارٹی کی گورنمنٹ کے پاس گئے۔مسلمانو! خدا کی قسم اٹھا کر کہتا ہوں کہ:

☆...... دیوبندی یا بریلوی کی بات نہیں۔

☆...... مقلد یا غیر مقلد کی بات نہیں۔

☆...... سنی یا شیعہ کی بات نہیں۔

☆...... حنفی یا شافعی کی بات نہیں۔

☆...... حنبلی یا مالکی کی بات نہیں۔

☆...... مسلم لیگ یا پیپلز پارٹی کی بات نہیں۔

ہم تو ایک، ایک کے دروازے پر رسول اللہ ﷺ کی عزت و ناموس کے تحفظ کی بھیک مانگنے کے لئے گئے ہیں۔اس وقت کی گورنمنٹ نے ہمارے ساتھ وعدہ کیا۔بے نظیر بھٹو کے دور میں جناب فاروق لغاری صاحب کو ملے۔وہ اس وقت ڈپٹی لیڈر ہیں حزب اختلاف کے۔آپ حضرات کی نیشنل اسمبلی میں اب بھی موجود ہے۔ڈیرہ غازیخان، راجن پور کے رہنے والا ہے۔پیپلز پارٹی کا رہنما ہے۔

فاروق لغاری، اعتزاز حسن، ان لوگوں نے بھی ہمارے ساتھ وعدہ کیا کہ جس وقت یہ مسئلہ ہماری کابینہ کے پاس منظوری کے لئے آئے گا، ہم آپ کے ساتھ وعدہ کرتے

ہیں کہ اس پر ہمدردانہ طور پر غور کیا جائے گا۔ ابھی ان کے ہمدردانہ دور کا وقت نہیں آیا تھا کہ محترمہ بینظیر بھی اقتدار سے چلی گئیں۔

حکومتیں تو بہت، لیکن اسلام نام کی کوئی چیز نہیں

ان کے بعد تشریف لائے جناب محترم غلام مصطفیٰ صاحب، وہ جمعہ جمعہ آٹھ دن کی بات تھی۔ ان کے زمانہ میں کچھ نہ ہوا۔

اب جناب قبلہ وکعبہ حضرت میاں نواز شریف صاحب تشریف لائے۔ دسمبر میں چودھری شجاعت صاحب نے جو چودھری ظہور الٰہی کا بیٹا ہے چودھری شجاعت بیٹا ہے ظہور الٰہی کا۔ چودھری ظہور الٰہی وہ شخص تھا جو ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت میں مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ کا دست و بازو تھا۔ واہ میرے اللہ! اس چوہدری شجاعت کی شجاعت کو دیکھ۔ خدا کی قسم! قرآن کی حقانیت پر میرا ایمان اور پختہ ہوگیا۔ قرآن کہتا ہے کہ:

''یُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ وَ یُخْرِجُ الْمَیِّتَ مِنَ الْحَیِّ'' (الروم: ۱۹)

﴿خدا کبھی زندوں کو مردوں سے پیدا کرتا ہے، کبھی مردوں سے زندوں کو﴾

☆...... باپ کتنا زندہ دل آدمی تھا، یہ کتنا مردہ دل۔

☆...... باپ کتنا بلند و بالا آدمی تھا، یہ کتنا پست خیال۔

☆...... باپ حضور ﷺ کی ختم نبوت کا چوکیدار، یہ قادیانیوں کا طرفدار۔

دیکھو! وہ کتنا زندہ تھا، یہ کتنا مردہ ہے۔ چودھری شجاعت نے اعلان کیا، مل کر کہو کس نے اعلان کیا؟۔

میاں جو آدمی حضور ﷺ کی عزت و ناموس کا خیال نہیں کرتا، معاف رکھنا، اس کے منصب کا میرے دل میں کوئی مقام نہیں ہے۔

☆...... تو اپنا کام کر، میں اپنا کام کروں گا۔

☆...... تیرا اپنا ذوق ہے، ہمارا اپنا ذوق۔

چودھری شجاعت نے اعلان کیا کہ کمپیوٹرائزڈ سسٹم شناختی کارڈ کے لئے نئے آرہے ہیں، ہم دوڑے اسلام آباد میں ڈائریکٹر جنرل کو جا کر ملے۔ وہاں وزارت داخلہ

کے پاس گئے، ادھر گئے، ادھر گئے۔ مولانا عبداللہ کے پاس گئے۔ ایک ایک عالم دین کو بلایا۔ درخواست ڈیزائن ہو کے وفاقی کابینہ سے منظوری کے لئے گئی۔ واپس آئی، وہاں تک ہم لوگ پہنچے، جس وقت ہم نے دیکھا وہ نزدیک کی عینک لگا کر آخری نمبر کے شیشے اپنی آنکھوں پر چڑھا کے الفاظ کو نہیں دیکھا بلکہ کہیں نیچے کوئی چھوٹا موٹا مذہب کا خانہ لکھ دیا ہے۔ لیکن ہماری حیرت کی انتہاء نہ رہی، ہم حیران ہوئے کہ جس وقت ہم نے شناختی کارڈ کو دیکھا ہمیں یقین ہوا کہ مسلم لیگ میں اسلام نام کی کوئی چیز شامل نہیں ہے۔ ہمیں اس پر صدافسوس ہوا۔

نااہل لوگوں کی حکومت قیامت کی علامت

حضرت مولانا صاحبزادہ فضل الرحمٰن ہم ان کی خدمت میں گئے۔ ان سے درخواست کی کہ: مولانا! اس کے لئے کلمہ خیر کہیں۔ انہوں نے اپنی جماعت کا اجلاس بلایا۔ میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ یہ صرف ہمارا مطالبہ نہیں بلکہ پوری امت کا مطالبہ ہے۔ مل کر کہو، کس کا مطالبہ ہے؟ پوری امت کا۔ میں دعویٰ کے ساتھ کہتا ہوں کہ میز پر بیٹھ کے جناب بھٹو صاحب سے لے کر اس وقت تک جتنے حکمران ہیں، خدا کی قسم! کوئی حکمران میز پر بیٹھ کر اس مطالبے کی معقولیت پر انگلی نہیں اٹھا سکا۔ سب ہی تسلیم کرتے ہیں کہ آپ کی بات جائز ہے۔ سب ہی تسلیم کرتے ہیں کہ آپ کا مطالبہ معقول ہے۔ لیکن نامعلوم ان کے دل ودماغ میں کون سا سرطان ہے یا پیٹ میں کون سا کینسر ہے کہ جس کی وجہ سے ہمارے مطالبے کو ماننے کے لئے تیار نہیں ہو رہے۔ سب ہی کہتے ہیں کہ بات جائز ہے۔ لیکن مطالبے کو تسلیم نہیں کرتے۔ اس پر ہمیں دکھ ہوا۔ مولانا فضل الرحمٰن نے نواز شریف کو ٹیلی فون کیا۔ جناب نواز شریف کیسے مزاج ہیں؟ فرمایا: خیریت ہے۔ میاں صاحب! آپ کی حکومت نے مذہب کا خانہ اڑا دیا۔ کہتا ہے اچھا مذہب کا خانہ اڑا دیا۔ مولانا نے فرمایا: جی، اڑا دیا۔ کہتا ہے حضرت مجھے کوئی پتہ نہیں۔

میاں صاحب! بھٹو صاحب، جنرل ضیاء الحق، جناب جونیجو صاحب، محترمہ بینظیر بھٹو کا خانہ مذہب وضع کر کے گئے تھے۔ ایک فائل تیار کی، تیرے سامنے آئی، دستخط

ہوئے۔ اگر تجھے پتہ نہیں تو تو نااہل ہے۔ اگر پتہ ہے اور پھر یوں کہتا ہے تو تو جھوٹ بولتا ہے۔ معاف رکھنا! جو جھوٹا ہو یا نااہل ہو، آئین کی رو سے وہ حکمران نہیں ہوسکتا۔ مولانا نے کہا: جناب نواز شریف صاحب! یہ کیا ہوگیا؟ اس نے کہا: جی ہوگیا۔ مولانا نے کہا: جی! اس کی تلافی؟ نواز شریف نے کہا، کوئی پرابلم نہیں، ابھی ہوجائے گی۔

ارباب اقتدار کو بیسیوں خطوط

میرے اللہ! تیری شان، ایک محبتوں کا اعتبار نہیں ہوتا اور دوسرا حکومت کے وعدوں کا اعتبار نہیں ہوتا۔ میاں صاحب نے کہا کہ میں ابھی چودھری شجاعت کو آپ کے پاس بھیج رہا ہوں۔ شجاعت آیا، مولانا کے پاس، دو گھنٹے بیٹھا رہا۔ اس نے کہا میں نے آپ سے وعدہ کیا، ہوجائے گا۔ ہمیں پھر بھی یقین نہ آیا۔ اس لئے کہ ہم محبتوں کے بھی مارے ہوئے ہیں اور حکومتوں کے بھی ستائے ہوئے ہیں۔ چالیس ہزار خط بھیجا۔ جناب اسحاق خان صاحب کو خط بھیجا، جناب چودھری شجاعت کو خط بھیجا۔ ہماری بے بسی اور بے کسی کو بھی دیکھو۔ ہمارے خیرات مانگنے کے انداز کو بھی دیکھو۔ برکی جو وفاقی سیکرٹری داخلہ ہے کو خط بھیجا۔ مولانا عبدالستار نیازی کو بھیجا۔ ڈائریکٹر جنرل کو بھیجا۔ چالیس ہزار خطوط بھیجے۔ پانچ ہزار کے قریب ملک بھر سے ٹیلی گرام کئے گئے۔ اشتہار چھاپے، چودہ فروری کو اٹھارہ دینی جماعتوں کا اجلاس ہوا۔

☆ ...... جس میں جمعیت علماء اسلام تھی۔

☆ ...... جس میں جمعیت اہلحدیث تھی۔

☆ ...... جس میں جماعت اسلامی تھی۔

☆ ...... جس میں جمعیت علماء پاکستان تھی۔

☆ ...... جس میں شیعہ وسنی تھے۔

☆ ...... جس میں تمام مذہبی جماعتیں تھیں۔

☆ ...... جس میں مجلس تحفظ ختم نبوت تھی۔

☆ ...... جس میں اشاعت التوحید والے تھے۔

☆...... جس میں تنظیم اہلسنت تھی۔
☆...... جس میں خدام اہل سنت تھی۔
☆...... جس میں منہاج القرآن والے تھے۔
☆...... جس میں تنظیم اسلامی والے تھے۔

اسی طرح کی اٹھارہ دینی جماعتیں تمام مکاتب فکر کی جمع ہوئیں۔انہوں نے یوم احتجاج کا اعلان کیا۔سارے ملک کے خطیبوں نے اس مسئلے پر آواز اٹھائی۔ہمیں پھر بھی یقین نہیں تھا کہ گورنمنٹ مان جائے گی۔اس کے بعد اٹھارہ فروری کو جناب اسحاق خان صاحب کو ملنے کے لئے گئے۔

ہزارہ کے دوستو، ایبٹ آباد کے ساتھیو! مجھے بھی جناب اسحاق خان کے صحابی ہونے کا شرف حاصل ہے۔میں نے بھی اپنی ان گنہگار آنکھوں کے ساتھ جناب اسحاق خان کی زیارت کی ہے۔دو سینیٹر تھے، قبلہ دو سینیٹر۔ایک راجہ ظفر الحق ایک حافظ حسین احمد صاحب، چھ نیشنل اسمبلی کے ممبران، تین دوسرے علماء، اٹھارہ آدمی ملے جناب اسحاق خان صاحب کو۔اٹھارہ فروری کو آپ نے ٹیلی ویژن پر دیکھا، اخبارات میں خبریں پڑھیں۔روزنامہ جنگ نے اس پر اداریہ لکھا۔میں عینی گواہ ہوں۔

ارباب اقتدار کی بے حسی

خدا کی قسم! میں نے جناب نواز شریف اور جناب اسحاق خان کی بات کو اپنے ان کانوں کے ساتھ سنا کہ وہ فرما رہے تھے کہ ہماری اس اپلی کیشن کو پڑھنے کے بعد آپ کا مطالبہ معقول ہے۔بات آپ کی صحیح ہے۔کفر اور اسلام کی تمیز ہونی چاہئے۔آپ مطمئن رہیں، شناختی کارڈ میں مذہب کے خانے کا اضافہ ہو جائے گا۔مل کر کہو، اضافہ ہو جائے گا، مل کر کہو، اضافہ ہو جائے گا۔کس نے کہا؟ اسحاق خان صاحب نے، ملک کا سب سے بڑا آئینی سربراہ، قابل احترام جناب اسحاق خان نے وعدہ کیا ہمارے ساتھ، معافی چاہتا ہوں مولوی کے ساتھ نہیں قومی اسمبلی کے ممبران کے ساتھ، معاف رکھنا ایک آدمی کے ساتھ نہیں، چھ ممبران کے ساتھ، صرف قومی اسمبلی نہیں بلکہ سینیٹروں کے ساتھ، وعدہ کیا، ٹی وی پہ آیا،

اخبارات میں چھپا۔ ایک اخبار نے اس پر اداریہ لکھا۔ جس نے کہا شناختی کارڈ میں مذہب کے خانے کا اضافہ ہو جائے گا۔ ہم نے کہا اعتبار پھر بھی کوئی نہیں۔

رمضان المبارک کے مہینہ میں ہم نے اپنے ہفتہ وار ختم نبوت اور لولاک میں پھر تحریک چلائی۔ ہم نے کہا: وعدہ پورا کرو۔ ہم نے کیا کہا؟...... وعدہ پورا کرو۔

ہم نے پھر مطالبہ کیا، جناب وعدہ پورا کرو۔ جمعیت علماء اسلام نے قرارداد پیش کی۔ جماعت اسلامی والے قاضی حسین احمد وفد لے کر صدر اسحاق خان کو ملے۔ مولانا فضل الرحمٰن نے نواز شریف اور چودھری شجاعت حسین کے ساتھ بات کی۔ تمام مکاتب فکر نے مل کر یوم احتجاج منایا۔ جس میں تمام علماء شریک تھے اور پھر کراچی میں حضرات علماء کرام کا اجلاس ہوا۔

☆ ...... مولانا عبدالقادر آزاد نے کہا۔

☆ ...... حزب اقتدار نے بھی کہا۔

☆ ...... حزب اختلاف نے بھی کہا۔

ہر طرف سے گورنمنٹ کو کہلوایا گیا اور سب ہی ہمیں کہتے تھے، تسلی رکھو، مطالبہ پورا ہو رہا ہے، بولو، بولو، مطالبہ پورا ہو رہا ہے۔ کراچی میں ہمارا اجلاس ہوا، چھ سو علماء تھے۔ جس میں مولانا رفیع عثمانی، مولانا اسفندیار اور دوسرے کئی علماء تھے۔ چھ سو علماء نے وہاں پر قرارداد پیش کی کہ یہ مطالبہ پورا ہونا چاہیے۔

اٹھارہ برس بعد بھی مطالبہ پورا نہ ہوا

اب ہم کراچی سے فارغ ہو کر ملتان پہنچے یہ غالباً ۲۱ / اپریل کی بات ہے کہ ہمارے اسلام آباد کے مبلغ، انہوں نے ٹیلی فون کے ذریعے کہا۔ وہ گورنمنٹ کی پرنٹنگ پریس جہاں پر نوٹ چھپتے ہیں، وہاں سے شناختی کارڈ بھی کمپیوٹر کے ذریعے جاری ہوتے ہیں۔ سو، سو شناختی کارڈ کی ایک لمبی شیٹ اس کی دونوں پشت اوپر نیچے سے چھپ کر آ گئی ہے۔ ایک ایک شیٹ کے اندر سو سو فارم ہے۔ ہمارے بھی فرشتے محکموں کے اندر کام کرتے ہیں۔ ہمیں بھی الہام ہو جاتا ہے ادھر ادھر کی خبریں مل جاتی ہیں، شناختی کارڈ آ گئے ہیں۔

لیکن ان میں مذہب کا خانہ نہیں ہے۔ہم بڑے حیران ہوئے کہ:

☆…… جناب میاں نواز شریف کا وعدہ۔

☆…… جناب شجاعت حسین کا وعدہ۔

☆…… جناب اسحاق خان کا وعدہ۔

اگر اتنے بڑے برسراقتدار طبقہ کا اتنے صریح وعدوں کا خیال نہیں کرتا تو پھر وعدوں کا خیال کون رکھے گا؟ یہ پریشانی لاحق ہوئی۔ہم پھر دوڑے مولانا فضل الرحمٰن کو دوبارہ کہا،قصہ کوتاہ،شناختی کارڈ چھپ گئے۔مل کر کہو شناختی کارڈ؟……چھپ گئے۔

بھائیو!اب اٹھارہ سال بعد پورے ملک کے نئے سرے سے شناختی کارڈ بنانے کا مرحلہ آیا۔وہ دیرینہ جو ۱۹۷۴ء کا ہمارا مطالبہ تھا،اس کا اب وقت آیا۔لیکن گورنمنٹ نے ہمارے مطالبے کو نہیں مانا،مل کر کہو،ہمارے مطالبے کو نہیں مانا۔

مولوی مشتاق کی مرزا ناصر سے ملاقات

آپ کے ۵ منٹ اور لینا چاہتا ہوں۔ جناب جنرل ضیاء الحق کے زمانہ میں مولوی مشتاق تھا۔آپ کا چیف الیکشن کمشنر یہ جناب مولوی مشتاق ہائیکورٹ کا جج بھی تھا۔پھر الیکشن کمشنر بنا۔یہ مولوی مشتاق احمد بعد میں چیف جسٹس بھی بنا۔اور چیف الیکشن کمشنر بھی رہا۔اس مشتاق نے ہائیکورٹ کے جج ہونے کے ناطے فیصلہ لکھا جناب ذوالفقار علی بھٹو کے قتل کا۔بھٹو صاحب کی سزاء موت اور اس کی پھانسی کا۔اس مشتاق کو ہر وقت دل کے اندر یہ خیال لاحق ہوتا تھا کہ اگر یہاں ملک کے اندر پیپلز پارٹی برسراقتدار آ گئی تو میرا قیمہ کر دیا جائے گا۔

ہم ذکر کر رہے تھے کہ وہ مرزا ناصر آیا لاہور میں۔ایک کوٹھی میں اس کا قیام تھا۔اس کے دروازے پر دسمبر کی راتوں میں ایک چوکیدار ہاتھ میں گن لے کر پہرہ دے رہا تھا۔پوری کوٹھی میں سوائے مرزا ناصر کے کوئی آدمی نہیں تھا۔دسمبر کی راتوں میں رات کے ایک بجے مولوی مشتاق خود گاڑی لے کر اس کے دروازے پر پہنچا۔مرزا ناصر کے ساتھ اس کی ملاقات ہوئی۔مرزا ناصر احمد کو اس نے کہا کہ مہربانی کر کے مجھے ڈر لگتا ہے پیپلز پارٹی والوں

سے۔ یہ برسر اقتدار آ گئے تو میرا کباڑہ ہو جائے گا۔ یہ ظفر اللہ قادیانی عالمی عدالت کا جج رہ چکا ہے۔ ان کا چیف جسٹس رہ چکا ہے۔ اسے کہو کہ مجھے عالمی عدالت کا جج بنوا دے، تا کہ میں ملک چھوڑ کر چلا جاؤں۔

مرزا ناصر احمد نے اس کو کہا: دیکھو میاں! میں تمہارا یہ کام کرنے کے لئے تیار ہوں۔ لیکن تم بھی ہمارا ایک کام کرو۔ صاحب بہادر! میں اس کے لئے تیار ہوں۔ انہوں نے کہا: ملک کے اندر ووٹوں کے لئے نئی لسٹیں بن رہی ہیں۔ مسلمانوں کی جو ووٹر لسٹ ہے، اس کے اندر یہ لکھا ہوا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے ماننے والے کافر ہیں۔ اگر میں مسلمانوں کے اندر ووٹ بنواتا ہوں تو پھر مجھے مرزے کے کفر پر دستخط کرنا پڑتا ہے۔ ووٹ بنوانے کی میری مجبوری یہ ہے کہ یا میں مرزے کے کفر پر دستخط کروں یا اپنے کفر پر، اس مشکل سے مجھے نکالو۔ مسلمانوں کی ووٹوں کی فہرست کے اندر تم حلف نامے کو تبدیل کردو کہ مرزائی مسلمانوں میں ووٹ بنائے، اس حلف کے اوپر دستخط کرے اور وہ حلف اتنا گول مول ہو کہ اس پر دستخط کرنے سے ہمیں کوئی فرق نہ پڑے۔

مولوی مشتاق نے وعدہ کیا۔ وعدہ کرنے کے بعد وہ آیا۔ آ کر اس نے ووٹوں کی فہرست چھاپی۔ اور ۹ کروڑ روپے کا تمہارے پاکستان کے خزانے کو نقصان پہنچانے کے بعد اس نے ہماری ۱۹۷۴ء کی تمام تر جدوجہد کو خاک میں ملا کر ووٹر لسٹوں کے اندر حلف نامے کو تبدیل کیا۔ اللہ تعالیٰ کی کروڑ رحمتیں ہوں حضرت مولانا تاج محمود رحمۃ اللہ علیہ کی قبر پر۔ مولانا ان دنوں زندہ تھے۔ انہوں نے لولاک کے اندر خبر لگائی کہ مرزا ناصر کو ملنے کے لئے مولوی مشتاق گیا۔ مشتاق بڑا حیران ہوا۔ اس نے کہا: ہم تین آدمی تھے: ایک ناصر، ایک گن مین اور ایک میں۔ مرزا ناصر بھی مولانا کو نہیں بتائے گا۔ میں نے بھی مولانا کو نہیں بتایا۔ گن مین بھی بڑے اعتماد والا آدمی ہے۔ یہ چوتھا آدمی کون ہے کہ اس نے جا کر مولانا کو خبر دے دی۔

لگتا ہے تم نے ہمیں پہچانا نہیں

اس نے ہائیکورٹ کے دو جج بھیجے۔ وہ دونوں مولانا تاج محمود رحمۃ اللہ علیہ کے

دروازے پر آئے۔ چائے پی، انہوں نے کہا: مولانا! آپ ہماری بات سنیں۔ فرمایا: حکم کرو، کہا: حضرت! آپ کے پاس بڑی امید لے کر آئے ہیں۔ فرمایا: ارشاد، حضرت آپ کے لولاک کے اندر خبر چھپی ہے کہ وہ مولوی مشتاق، مرزا ناصر کو ملنے کے لئے گیا ہے۔ آپ بتائیں کہ یہ خبر آپ کو کس نے دی؟ مولانا تاج محمود رحمۃ اللہ علیہ مسکرائے اور آسمان کی طرف دیکھا۔ چہرے پر ہاتھ پھیرا، گنبد خضریٰ کی طرف نگاہ کی۔ ان دونوں ججوں کی آنکھوں میں آنکھیں ملا کر کہا، میاں! معلوم ہوتا ہے تم نے ہمیں پہچانا نہیں ہے۔ تمہیں یاد رکھنا چاہئے میں حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا رضا کار ہوں۔ ٹکڑے ٹکڑے ہو جاؤں گا۔ پر یہ بات نہیں بتاؤں گا۔

انہوں نے کہا حضرت! مہربانی فرما کر انفارمیشن دیں۔ مولانا نے کہا: میں نے اس کا نام بتایا تو وہ قتل ہو جائے گا۔ انہوں نے کہا: مولانا! کچھ نہیں ہوگا۔ آپ بتائیں۔ مولانا نے کہا: کچھ ہو جائے گا، نہیں بتاؤں گا۔ ان کا اصرار بڑھا، مولانا کا انکار بڑھا۔ اس حد تک بات پہنچی کہ مولانا نے ان کو غصے میں کہا: مجھ سے یہاں کیوں پوچھتے ہو؟ وہ جج ہے اور ہائیکورٹ کا جج ہے۔ اس کے پاس اختیارات ہیں۔ اسے کہو عدالت میں مجھ پر کیس چلائے۔ مجھے عدالت میں طلب کرے۔ نوٹس بھی بھیج دے۔ میں عدالت میں جاؤں گا۔ میں آپ کو نہیں بتاتا، میں عدالت میں بتاؤں گا کہ یہ کس طرح پتہ چلا تھا۔ جب مولانا نے یہ بات کہی تو دونوں ججوں نے کہا کہ مولانا وہ تو خود مولوی مشتاق تسلیم کرتا ہے کہ میں مرزے ناصر کو ملنے گیا ہوں۔ فرق اتنا ہے کہ آپ بتائیں کہ آپ کو کیسے پتہ چلا۔ مولانا مسکرائے، فرمانے لگے میاں! پہلے مجھے کسی اور کا نام بتانا پڑتا، اگر آپ کے بعد مجھ سے کسی نے پوچھا کہ آپ کو کس نے بتایا تھا تو میں تم دونوں ججوں کے نام دوں گا، کہ تم نے مجھے بتایا تھا۔

ووٹر لسٹیں درست کرو، قوم سے معافی میں مانگوں گا

بھائیو! اللہ کی کروڑ رحمتیں ہوں مولانا مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ پر۔ سردار عبدالرب نشتر رحمۃ اللہ علیہ کا ایک عزیز تھا جو الیکشن آفس کے اندر کام کرتا تھا۔ اس وقت وہ ریٹائرڈ ہو گیا ہے۔ اس نے مولانا محمد شریف جالندھری رحمۃ اللہ علیہ کو بتایا مولانا گئے حلف نامے کو لیا۔ پرانی فہرست کو

لیا۔نئی فہرست کولیا۔

☆...... حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ چلے۔

☆...... مولانا تاج محمود رحمۃ اللہ علیہ چلے۔

☆...... مولانا محمد شریف رحمۃ اللہ علیہ چلے۔

یہ تینوں بزرگ مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گئے۔ مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ ان دنوں ہسپتال میں تھے۔ گردے کا آپریشن تھا۔ بستر پر تھے۔ ان کے پاس گئے، ان حضرات کو مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے نواب زادے کے پاس بھیجا۔نواب زادہ نصراللہ خان کو کہا: آپ جنرل صاحب کے ساتھ بات کریں۔انہوں نے جنرل صاحب سے بات کی، جنرل صاحب بھی بات کو گول کر گئے۔ کوئی جواب نہ دیا۔ یہ حضرات واپس آئے مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں۔ مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ بستر سے اٹھے۔زخمی حالت میں چل نہیں سکتے تھے۔وہیل چیئر پر مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ بیٹھے، اس کو کونٹر پر لایا گیا۔کونٹر پر ٹیلی فون سے فون کیا جنرل ضیاء الحق کو۔ فرمایا: جنرل صاحب! یہ کیا ظلم ہوا ہے۔ اس نے کہا: جی غلطی ہوگئی۔ فرمایا: یہ غلطی نہیں، غلطان ہوا ہے۔ اس کی تلافی کرو۔ اس نے کہا جی ۹ کروڑ کا نقصان ہوگا۔ فرمایا ۹ کروڑ کو روتا ہے میں نے بیان کیا تو تیرے لئے جان بچانی مشکل ہو جائے گی۔ یہ ووٹر لسٹیں درست کرو۔ اس نے کہا: حضرت الیکشن ملتوی ہو جائیں گے، ایک عرصے کے لئے۔ مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: پوری قوم سے میں معافی مانگوں گا کہ میں نے تین مہینے کے لئے الیکشن ملتوی کرائے تھے۔ میں اس کی ذمہ داری قبول کرتا ہوں۔ ووٹر لسٹیں تمہیں درست کرنی ہوں گی، مل کر کہو، ووٹر لسٹیں درست کرنی ہوں گی۔

☆...... مرزا ناصر لسٹیں غلط چھپوانا چاہتا تھا۔

☆...... مولوی مشتاق لسٹیں غلط چھاپنا چاہتا تھا۔

☆...... جنرل ضیاء الحق اس کو گول کرنا چاہتا تھا۔

لیکن مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ کی کوشش تھی، رب کریم کا فضل تھا، گنبد خضریٰ کا صدقہ ووٹر لسٹیں درست ہوئیں، بولو، بولو۔لسٹیں......؟ درست ہوئیں۔

تمہیں کرسی پہ ناز، ہمیں محمد ﷺ کی غلامی پر ناز

اب جناب غلام اسحاق خان صاحب، اہل اللہ کے زمانے میں غلط شناختی کارڈ چھپ گئے ہیں۔مل کر کہو کہ شناختی کارڈ غلط چھپ گئے ہیں۔ ان سب کے وعدوں کے باوجود غلط شناختی کارڈ چھپ گئے۔اسحاق خان!

☆...... تو ملک کا پریذیڈنٹ ہے۔
☆...... اور ہم مسجد کے مولوی ہیں۔
☆...... تو مخمل پہ چلنے کا عادی ہے۔
☆...... ہم روڑوں اور پتھروں پر چلنے والے لوگ ہیں۔
☆...... تیرے پاس زرق و برق لباس ہیں۔
☆...... ہم پھٹے پرانے پہننے والے ہیں۔
☆...... تجھے اقتدار کا نشہ ہے۔
☆...... ہمیں تو روٹی بھی سوکھی ملتی ہے۔
☆...... میاں! اگر تجھے اپنے اقتدار پر ناز ہے۔
☆...... تو ہمیں محمد عربی ﷺ کا غلام ہونے پر ناز ہے۔

(نعرہ تکبیر...... اللہ اکبر...... تاج و تخت ختم نبوت...... زندہ باد۔

قادیانیت کا جو یار ہے...... غدار ہے، غدار ہے۔مرزائی کا جو یار ہے، غدار ہے، غدار ہے)

تو یاد رکھ مخالف با وثوق دین حق کا چراغ جلتا رہتا ہے
وزارتوں کے مقدر پہ ناچنے والو، وزارتوں کا مقدر بدلتا رہتا ہے

تجھے اپنی کرسی پہ ناز، مجھے محمد عربی ﷺ کا غلام ہونے پر فخر۔تو نے اپنا کام دکھایا محمد عربی ﷺ کے غلاموں کے کام دیکھنے کی تو تیاری کر۔ پورے ملک میں تیرا ریکارڈ لگایا جائے گا۔مل کے کہو کہ ریکارڈ؟...... لگایا جائے گا۔

ہم ختم نبوت کے مسئلے کو سیاسی اغراض کے لئے استعمال ہونا کفر سمجھتے ہیں لیکن اس مسئلے کے لئے اگر ہمارے راستے میں تمہارا باپ بھی رکاوٹ بنے گا تو بھی ہٹانا اپنا فرض

سمجھتے ہیں۔ بینظیر بھٹو نے تیرا اتنا ریکارڈ نہیں لگایا ان شاء اللہ جتنا ہم لگائیں گے۔ فاروق لغاری کو مزہ نہیں آیا۔ جناب نصر اللہ کی ٹوپی پوری نہیں ہلی۔ ان شاء اللہ! اب تیرا اقتدار ہلے گا۔ زور سے بولو تیری کرسی ہلے گی۔ صرف کرسی نہیں، تیرا دماغ ہلے گا۔ ان شاء اللہ! تیرا دماغ ٹھکانے آئے گا۔ یہ جو تم نے تقے کی ہے۔ کھو یہ کھٹی تقے تمہیں چاٹنی پڑے گی۔ اقتدار کے نشے میں آکر میرے محمد ﷺ کے ساتھ بے وفائی، خدا کی قسم! یہ برداشت نہیں کیا جائے گا۔ (نعرہ......حکمرانو! اقتدار چھوڑ دو......چھوڑ دو، چھوڑ دو۔)

دوستو! ہم نے چالیس ہزار درخواستیں بھجوائیں، محمد رسول ﷺ کی عزت و ناموس کے تحفظ کے لئے۔ ظالم!

☆...... تیرے پاس درخواستیں بھجوائیں، تمہیں ان کا حیاء نہ آیا۔

☆...... تیرے پاس ممبر چل کے آئے، تو نے ان کا خیال نہ کیا۔

☆...... ہم نے تیری منت سماجت کی، تمہیں اس کا خیال نہ آیا۔

☆...... ہم نے احتجاج کیا، تو نے اس کا بھی لحاظ نہ رکھا۔

جناب اسحاق خان! سن اگر تجھے محمد رسول اللہ ﷺ کا خیال نہیں آیا، خدا کی قسم! ہمیں تیرا کوئی خیال نہیں آئے گا۔ اب اس کا توا لگایا جائے گا۔ زور سے بولو، توا......؟ لگایا جائے گا۔ (نعرہ) دم مست قلندر......دھر رگڑا۔

حضور ﷺ سے غداری برداشت نہیں

جناب چودھری! جہاں سے تو بولتا ہے، تیرا بھی پتہ ہے۔ یہ جو برکی ہے، مسٹر برکی۔ اسمبلی کے اندر بیان یہ دیا کہ ہم نے رپورٹیں منگوائی ہیں صوبائی حکومتوں سے۔ ظالم! رپورٹوں میں تو نے یہ لکھا۔ ادھر اسحاق ان کا افتتاح کر رہا ہے۔ ادھر لکھا کہ تمہاری رپورٹ آنے پر فیصلہ ہوگا۔ ادھر پھر افتتاح کرنے کا کیا مطلب ہوا؟ کہتے ہور پورٹ آئے گی، پھر فیصلہ کریں گے۔ ابھی فیصلہ ہوا نہیں، افتتاح پہلے ہو گیا؟ کہتے کچھ ہو، کرتے کچھ ہو۔ اوئے! ہماری ذات کے ساتھ جو کچھ کرو گے، برداشت کیا جائے گا۔ تم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غداری کی، یہ برداشت نہیں کیا جائے گا۔

جناب نواز شریف! بول، تجھے بولنا چاہئے۔ میاں صاحب! یہ شناختی کارڈ گونگا ہے، تو گونگا نہ بن۔ تو، تو بول۔ یہ شناختی کارڈ گنڈا سنگھ کا ہو یا اسحاق خان کا، یہ نہیں بتاتا کہ مسلمان کون ہے اور کافر کون؟ یہ شناختی کارڈ بابرہ شریف کا ہے یا نواز شریف کا، یہ نہیں بتاتا کہ مسلمان کون ہے۔

میاں صاحب! بات تیرے عقیدے کی نہیں، بات تیرے ایمان اور غیرت کی ہے۔ میرے محمد عربی ﷺ کے ساتھ تیری یہ دشمنی برداشت نہیں کی جائے گی۔ میاں اپنے ایمان کی بنیاد پر کہو: برداشت نہیں کی جائے گی۔ ہم نے پھر سفر کیا، یہ دو دن پہلے ہمارا اسلام آباد میں اجلاس تھا۔ پھر ہم نے علماء کو بلایا، اسلام آباد میں دو کانفرنسیں کیں۔ کل ہری پور میں کانفرنس تھی۔ آج یہاں پر کانفرنس ہے۔ پھر بھی ہم مطالبہ کرتے ہیں کہ مہربانی کرو، کیا کہہ رہے ہو۔ عقل کرو، عقل۔ ملک پر رحم کرو۔ اپنے آپ پر رحم کرو۔ حیاء کرو۔ خیال کرو۔ لحاظ کرو۔ ہم مطالبہ کر رہے ہیں کہ مہربانی کرو۔ گورنمنٹ پھر بھی گونگی بنی ہوئی ہے۔ کیا بنی ہوئی ہے؟...... گونگی بنی ہوئی۔

ہم نے فیصلہ کیا کہ ۲۱ مئی کو اسلام آباد میں ایک سو علماء کو بلائیں گے۔ تمام مکاتب فکر کو اکٹھا کریں گے۔ تمام دینی جماعتوں کو اکٹھا کریں گے۔ وہاں ایک

☆ ...... مولانا فضل الرحمٰن صاحب بیٹھیں گے۔
☆ ...... مولانا سمیع الحق صاحب بیٹھیں گے۔
☆ ...... قاضی عبداللطیف صاحب بیٹھیں گے۔
☆ ...... مولانا ضیاء الرحمٰن فاروقی بیٹھیں گے۔
☆ ...... پروفیسر ساجد میر بیٹھیں گے۔
☆ ...... حافظ حسین احمد بیٹھیں گے۔
☆ ...... قاضی حسین احمد بیٹھیں گے۔
☆ ...... جناب لیاقت بلوچ بیٹھیں گے۔
☆ ...... پارلیمنٹ کے ممبران بیٹھیں گے۔

☆...... جمعیت علماء اسلام آئے گی۔
☆...... جماعت اسلامی آئے گی۔
☆...... جمعیت علماء پاکستان والے آئیں گے۔
☆...... دیوبندی، بریلوی سب آئیں گے۔

انہوں نے ۲۱ مئی کو فیصلہ کیا کہ گورنمنٹ نے غلط فیصلہ کیا ہے، ہم اس کے لئے سڑکوں پر آنے کا اعلان کرتے ہیں۔ میں آپ سے پوچھتا ہوں ایبٹ آباد کے مسلمانو! تم ساتھ دو گے؟......ان شاء اللہ۔ بولو، بولو تم ساتھ دو گے؟......ساتھ دیں گے، ان شاء اللہ!

۱۹۷۴ء کا فیصلہ سرحد کے جیالے مسلمانو! تمہاری قیادت نے، تم نے کروایا تھا۔ ۱۹۸۴ء کا فیصلہ تم نے جس وقت یہ اعلان کیا تھا کہ ہمارے مطالبے نہ مانے گئے تو ہم پورے شاہراہ ریشم کو بند کر دیں گے۔ جناب ضیاء الحق کو کہا گیا جنرل صاحب، ادھر سڑک بند ہوگی، ادھر کچھ اور بند ہو جائے گا۔ مہربانی کرو! پھر اسے بات سمجھ میں آئی۔

ہر مسلمان کو ختم نبوت کا مبلغ ہونا چاہیئے

سرحد کے دوستو! آج پھر رسول اللہ ﷺ کی عزت و ناموس کا کیس تمہاری جھولی میں آیا ہے۔ (نعرہ......غلامی رسول میں......؟ موت بھی قبول ہے۔ غلامی رسول میں......؟ موت بھی قبول ہے)

ہمت کرو یہاں سے اٹھنے کے بعد تم میں سے ہر آدمی ختم نبوت کا مبلغ ہونا چاہیئے۔ ان شاء اللہ! اگر ایک قادیانی اپنے جھوٹے نبی کی، جھوٹی تبلیغ کے لئے شب و روز کوشش کرتا ہے۔ تو تم حضور ﷺ کے سچے امتی ہونے کے ناطے صرف علماء نہیں، عوام نہیں، بلکہ ارباب اقتدار کا طبقہ جہاں تک میری بات پہنچ رہی ہے، جو مسلمان ہیں، مجھ سے بہتر مسلمان ہیں، میں ان سب سے درخواست کرتا ہوں کہ حضور ﷺ کے غلام ہونے کے ناطے تم پر یہ بھی فرض عائد ہوتا ہے کہ یہاں سے اٹھو، ذہن سازی کرو، گلی کوچوں میں پھیل جاؤ۔ گورنمنٹ کو یہ رپورٹ پہنچنی چاہیئے کہ ایبٹ آباد کے مسلمانوں کا فیصلہ یہ ہے کہ شناختی کارڈ کے اندر مذہب کا خانہ بنے گا یا برسر اقتدار کا خانہ خراب ہوگا۔

"وما علینا الا البلاغ المبین"

حقائق بولتے ہیں

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ وَ کَفٰی وَسَلامٌ عَلٰی سَیِّدِ الرُّسُلِ وَخَاتَمِ الْاَنْبِیَاءِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہِ الَّذِیْنَ ھُمْ خُلاصَۃُ الْعَرَبِ الْعَرْبَاءِ وَخَیْرُ الْخَلائِقِ بَعْدَ الْاَنْبِیَاءِ. اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ.

و قال اللّٰہ تعالیٰ: فَإِن لَّمْ تَفْعَلُواْ وَلَن تَفْعَلُواْ فَاتَّقُواْ النَّارَ الَّتِیْ وَقُوْدُھَا النَّاسُ وَالْحِجَارَۃُ أُعِدَّتْ لِلْکَافِرِیْنَ. (البقرۃ:۲۴)

قال النبی ﷺ: أَکُنْتُمْ مُصَدِّقِیَّ قَالُوْ: نَعَمْ! مَاجَرَّبْنَاعَلَیْکَ اِلَّا صِدْقًا. (مشکوٰۃ، باب المبعث وبدء الوحی: ۵۲۳)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَ مَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا وَ مَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَسَلِّمْ وَ صَلِّ کَذَالِکَ عَلٰی جَمِیْعِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلَی الْمَلائِکَۃِ الْمُقَرَّبِیْنَ وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ اَجْمَعِیْنَ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ.

تمہید

میرے واجب الاحترام دوستو! اتفاق کی بات یہ ہے کہ آج آپ حضرات کی اس مسجد میں جلسہ ہو رہا ہے اور سڑک کے پار جناب مرزا ناصر احمد صاحب تشریف فرما ہیں۔ میں آج اس جذبے سے، اس خلوص سے، اس درد کے ساتھ معروضات عرض کروں گا کہ کل قیامت کے دن مرزا ناصر احمد پروردگار عالم کی بارگاہ میں یہ نہ کہہ سکے کہ ہمیں مسئلہ کسی نے نہیں سمجھایا تھا۔

قادیانی کتب کی تلخی یا مٹھاس

آج کی میری ساری گفتگو میں آپ درشتگی محسوس نہیں کریں گے۔کوئی گالی گلوچ

نہیں ہوگی۔کوئی سخت بات نہیں ہوگی۔البتہ قادیانی کتب کے حوالہ جات پیش کروں گا۔اس کی مٹھاس یا تلخی وہ قادیانیوں کے لئے تبرک ہے۔اس پر مجھے معذور سمجھا جائے۔میں جناب مرزا ناصر احمد سے درخواست کرتا ہوں کہ جس خلوص کے ساتھ میں معروضات عرض کررہا ہوں، وہ بھی اسی خلوص اور محبت کے ساتھ میری معروضات کو سنیں۔

قادیانیوں کے لئے لفظ مرزائی

میرے محترم دوستو! میں اپنی گفتگو میں مرزا غلام احمد اور اس کے ماننے والوں کے لئے لفظ ’’مرزائی‘‘ استعمال کروں گا۔مرزائی دوست ہمیشہ سب سے پہلا اعتراض یہ کرتے ہیں کہ ہمیں مرزائی نہ کہو۔

قرآن مجید کا ارشاد ہے کہ ’’وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ‘‘ (الحجرات:۱۱) ﴿کسی کو اس کے (برے) القاب سے مت پکارو۔﴾

ہمیں مرزائی کہتے ہو۔مرزائی کا لفظ ہماری منشاء کے خلاف ہے۔ہمیں احمدی کے لفظ سے پکارو۔میں جناب مرزا ناصر احمد صاحب کی خدمت میں عرض کروں گا کہ میں آپ کے لئے اور آپ کی جماعت کے لئے مرزائی کا لفظ استعمال کروں گا۔اس لئے کہ آپ کے لٹریچر میں مرزا غلام احمد قادیانی کی موجودگی میں مرزا غلام احمد قادیانی کے ایک مرید مولوی محمد علی لاہوری کے متعلق ایک شاعر نے شعر کہے اور انہوں نے تین دفعہ:

☆ …… یہی ہیں پکے مرزائی۔
☆ …… یہی ہیں پکے مرزائی۔
☆ …… یہی ہیں پکے مرزائی۔

کا لفظ استعمال کیا۔مرزا غلام احمد قادیانی نے انہیں سنا۔ان کو آج تک کسی نے نہ ٹوکا۔معلوم ہوا کہ یہ مرزائی کا لفظ تمہارے گھر کا اختیار کردہ ہے۔

دوسری درخواست یہ ہے کہ مرزا ناصر احمد صاحب! آپ کے چچا جن کا نام بشیر احمد ایم اے تھا۔مرزا بشیر احمد ایم اے، جو ایم احمد قادیانی کے والد تھے اور مرزا ناصر احمد کے چچا تھے۔بشیر الدین محمود کے بھائی اور مرزا قادیانی کے صاحبزادے تھے۔انہوں نے

ایک کتاب لکھی، جس کا نام ہے ”کلمۃ الفصل“۔اس کتاب کلمۃ الفصل میں انہوں نے مرزائیوں کے پہلے خلیفہ حکیم نور الدین کا ایک آرٹیکل نقل کیا ہے۔اس کے اندر وہ لکھتے ہیں۔حکیم نور الدین جسے بشیر احمد ایم اے نے نقل کیا کہ:

”میں اور اکثر عقل مند مرزائی یہ نہیں مانتے......“ (کلمۃ الفصل:۱۵۳)

تو اس سے بھی معلوم ہوا کہ یہ مرزائی کا لفظ تمہارے گھر کا اختیار کردہ ہے۔اس لئے جب ہم تمہیں مرزائی کہتے ہیں تو تمہیں اس سے چڑنا نہیں چاہئے۔اگر چڑنا چاہتے ہو تو پھر ہماری درخواست یہ ہے کہ پہلے اپنی کتابوں کو آگ لگادو۔تم نے اپنے لٹریچر کے اندر اپنے لئے خود (مرزائی) یہ لفظ استعمال کیا ہے۔تم ہمیں اس لفظ کے استعمال سے باز رہنے کی کیوں کوشش فرماتے ہو۔

مرزا بشیر الدین کا بیٹی سے؟

دوسری بات یہ کہ مرزائی دوستو! میں تمہارے شہر میں رہتا ہوں۔اس کے حالات کا مجھے علم ہے۔ربوہ کے اندرون خانہ حالات سے واقف ہوں۔مجھے شرافت اجازت نہیں دیتی۔لیکن دلائل کی بات ہے۔پرنٹڈ میٹر ہے۔مرزا ناصر احمد صاحب، میرے کرم فرما، تمہیں ناراض نہیں ہونا چاہئے۔

☆...... تمہارے مریدوں نے لکھا ہے۔

☆...... تمہارے دوستوں نے لکھا ہے۔

☆...... تمہاری اپنی کتابوں میں لکھا ہے۔

کہ: ”آپ کی سگی ہمشیرہ کے ساتھ آپ کے سگے والد نے منہ کالا کیا تھا۔“

(شہر سدوم:۹۹، قادیانیت اس بازار میں:۲۰۵)

آپ کا لٹریچر ہے اور آپ کی جماعت کی کتابیں ہیں۔مجھے اگر اس پر مجرم گردانو گے تو یہ اس فقیر کے ساتھ، عاجز کے ساتھ، زیادتی ہوگی۔آپ حضرات کی کتابوں کے اندر یہ باتیں لکھی ہوئی ہیں۔مجھے اس بات کا بھی بخوبی علم ہے کہ آپ حضرات نے ایک طے شدہ پروگرام کے تحت صبح یہ پروپیگنڈا کرنا ہے اور سارے اسلام آباد کو سر پر اٹھالینا ہے اور تم

نے یہ کہنا ہے کہ جناب مولویوں نے جلسہ کیااورساری رات ہمیں گالیاں دیتے رہے۔

آگ فیصلہ کرے گی

میرے محترم دوستو! میں نے ربوہ میں ایک تقریر کی۔یہی حوالہ جو میں نے آپ حضرات کے سامنے نقل کیا۔مرزاناصراحمد کی ہمشیرہ کے متعلق۔میرااللہ مجھے معاف رکھے۔میں خود بچیوں، بیٹیوں والا ہوں۔عزت آبرو والا ہوں۔کسی کی بہو، بیٹی پہ تہمت لگاتے ہوئے مجھے ڈرلگتا ہے۔میں قبرکوسامنے رکھ کرکہتا ہوں کہ یہ بات تمہارے لٹریچر کے اندر موجود ہے۔تمہیں ناراض نہیں ہونا چاہئے۔

کیامرزاناصرحلف اٹھاسکتے ہیں

دوستو! میں نے یہ درد بھری کہانی ربوہ میں ایک دن جمعہ پہ عرض کردی۔مرزاناصرآج میں پھراس بات کودہراتاہوں اوراس جذبے سے دہراتاہوں کہ آپ خلوص کےساتھ میری معروضات کوسنیں گے۔ربوہ آپ کے ہم عقیدہ لوگوں کامرکز:

☆...... یہ شہرآپ کا۔

☆...... کنٹرول آپ کا۔

☆...... ہولڈآپ کا۔

☆...... سرداری آپ کی۔

ہم وہاں رہ رہے ہیں۔چھ سال ہوگئے،ہمیں وہاں گئے ہوئے۔میں مسجد میں خداوندکریم کوحاضروناظرسمجھ کرقسم اٹھاتاہوں۔میرااللہ مجھے معاف رکھے، میں حلفاً کہتا ہوں کہ مرزائی عورتیں،مرزائی بچیاں، بیٹیاں، مجھے

☆...... ان سے عقیدہ کااختلاف۔

☆...... ان سے جماعت کااختلاف۔

☆...... ان سےنظریات کااختلاف۔

میں اپنی پاک دامنی بیان نہیں کرتا۔حضورسرورکائنات ﷺ کی جوتیوں کے صدقے اللہ نے مجھے یہ توفیق بخشی کہ وہاں:

☆...... میں نے مرزائی عورتوں کو جو مجھ سے بڑی تھیں۔ان کو اس نگاہ سے دیکھا جس نگاہ سے انسان اپنی ماں کو دیکھتا ہے۔

☆...... میں نے اپنی ہم عمر بچیوں کو اس نگاہ سے دیکھا، جس نگاہ سے انسان اپنی ہمشیرہ کو دیکھا کرتا ہے۔

☆...... میں نے وہاں چھوٹی بچیوں کو اس نگاہ سے دیکھا، جس نگاہ سے انسان اپنی بیٹی کو، بچی کو، دیکھا کرتا ہے۔

مرزا ناصر احمد! کیا آپ بھی قسم اٹھا سکتے ہیں؟۔ گو میرا اور ان کے عقیدہ کا اختلاف ہے۔ کیا آپ بھی میری طرح مسجد کے اندر قسم اٹھا کر اعلان کر سکتے ہیں کہ جناب آپ نے بھی وہاں کی رہنے والی عورتوں کے ساتھ یہی برتاؤ کیا ہو؟ اور آپ کی اولاد نے بھی ان کے ساتھ یہی برتاؤ کیا ہو؟۔

کیا یہ ہمارا حق نہیں؟

ناراض نہ ہوں۔ مجھے کسی کی پرسنل زندگی پر اٹیک کرنے کا قطعاً کوئی حق نہیں۔ لیکن قبلہ! ایک آدمی بازار جاتا ہے۔ چار آنے کی اس نے ہانڈی لینی ہے۔ اسے دس دفعہ ٹھوک بجا کر دیکھتا ہے کہ کہیں کھوکھلی تو نہیں۔ اس نے چار آنے خرچ کرنے ہیں، ایک مٹی کی ہانڈی پر۔ اسے دس دفعہ ٹھوک بجا کر دیکھے گا۔ مرزا غلام احمد قادیانی جن کے متعلق آپ کی جماعت کا عقیدہ ہے کہ اس کو مانو گے تو نجات ہوگی۔ اس کو نہیں مانو گے تو جہنم میں جاؤ گے۔ مرزا قادیانی نے لکھا کہ: ”جو مجھے نہیں مانتا وہ جہنمی ہے۔“ (تذکرہ: ۲۸۰ طبع چہارم)

تو جس آدمی کو ماننے سے جنت ملتی ہے۔ جس کو نہ ماننے سے جہنم ملتی ہے۔ جس پر ایمان کا دارومدار ہے۔ ذرا ہمیں ٹھوک بجا کر دیکھنے تو دو کہ وہ تھا کیا؟۔ اس لئے کہ اگر اس کی پرسنل زندگی ہوتی تو ہمیں کوئی دلچسپی نہ ہوتی۔ جب اس نے اپنے آپ کو رہبر قوم کے طور پہ پیش کیا۔

خود محمد عربی ﷺ پہاڑ پر کھڑے ہو کر دشمنوں کو اکٹھا کر کے فرماتے ہیں کہ: لوگو! ”اَکُنْتُمْ مُصَدِّقِیَّ؟“ ﴿لوگو! میں تم میں اپنی زندگی کا اتنا عظیم حصہ گذار چکا

ہوں۔ تم نے مجھے سچا پایا یا جھوٹا۔﴾ (مشکوٰۃ، باب المبعث وبدء الوحی:۵۲۳)

آیئے! میں آج آپ کی موجودگی میں جناب مرزا غلام احمد قادیانی کو ٹھوک بجا کر دیکھنا چاہتا ہوں۔ میری دلی خواہش یہ ہے کہ دلائل کی روشنی میں بات ہو۔ ورنہ اگر بات ختم کرنے کی ہو تو میں آپ سے درخواست کروں گا۔ بڑے درد کے ساتھ کروں گا کہ اگر دلائل کی بات آپ نہیں سنتے۔ میں ملک عزیز اور بیرون ملک کام کرنے والی جماعت ختم نبوت کا نمائندہ ہوں۔ مجھے شرف حاصل ہے کہ حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم (رحمۃ اللہ علیہ) کا ہاتھ میرے سر پر ہے۔ میں آج اپنے امیر دامت برکاتہم کی موجودگی میں پوری امت کی طرف سے نمائندگی کے طور پر کہتا ہوں کہ میں مسلمانوں کا نمائندہ ہوں۔ تم اپنی جماعت کے نمائندے ہو۔ آؤ مباہلہ کرو۔ آگ کی بھٹی تیار کرتے ہیں۔ تم مرزا غلام احمد قادیانی کا نعرہ لگا کر چھلانگ لگاؤ۔ میں محمد ﷺ کی غلامی کا دم بھر کر چھلانگ لگاؤں گا۔ بات جذبات کی نہیں ہے۔ آگ فیصلہ کرے گی کہ سچا کون ہے، جھوٹا کون ہے؟۔

(عوام نے پرجوش نعرے شروع کئے......نعرۂ تکبیر......اللہ اکبر......تاج وتخت ختم نبوت......زندہ باد......مرزائیت......مردہ باد......مولانا اللہ وسایا نے منع کرتے ہوئے کہا کہ: نہ بھائی، نعرۂ مرزائیت......مردہ باد نہیں۔ دیکھئے! میری تقریر میں آج منفی نعرہ کوئی نہ لگائے۔)

مرزا قادیانی محمد ﷺ سے بڑھ کر

کیوں تم نے دنیا کو پریشان کر رکھا ہے؟۔ کیوں لوگوں کے دلوں میں آپ حضرات نے وسوسے ڈال رکھے ہیں؟۔ آیئے دلائل کی دنیا میں گفتگو کرنی ہے تو بھی حاضر۔ جس آدمی کے متعلق آپ ارشاد فرماتے ہیں، جس کے متعلق آپ کی کتابوں کے اندر لکھا ہوا موجود ہے، نقل کفر، کفر نہ باشد!

آپ کی جماعت کے ایک شاعر نے لکھا، اس کو لکھا قاضی اکمل نے، اخبار بدر کے اندر چھپا۔ حوالہ نہ ہو تو جو چور کی سزا وہ میری سزا۔ اسلام آباد کے چوک میں مجھے گولی

سے اڑا دیا جائے، اگر میں حوالہ ثابت نہ کرسکوں۔ سزا بھگتنے کے لئے تیار ہوں۔ تمہاری جماعت کے اس شاعر نے لکھا ہے کہ:

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں
آگے سے بڑھ کر ہیں اپنی شان میں

تشریح: کہ محمد پہلے بھی آئے تھے۔ محمد پھر بھی آیا ہے۔ یہ جو محمد دوبارہ قادیان میں آیا ہے۔ یہ پہلے محمد سے شان کے اندر بڑھا ہوا ہے۔

(مجمع سے معاذ اللہ، استغفر اللہ اور نعوذ باللہ کی صدائیں اٹھنے لگیں)

مولانا اللہ وسایا صاحب نے فرمایا کہ ٹھہریئے بھائی:

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں
آگے سے بڑھ کر ہیں اپنی شان میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل
غلام احمد کو دیکھے قادیان میں

(البدر قادیان، ج ۲، نمبر ۴۳، ص ۱۴، ۲۵ر اکتوبر ۱۹۰۶ء)

قاضی اکمل پر اعتراض ہوا کہ آپ کے یہ شعر غلط ہیں۔ مرزا ناصر احمد! میرا اللہ گواہ ہے۔ میں یہ بات محض آپ کی دلچسپی کے لئے عرض کر رہا ہوں۔ سنئے! ضرور سنئے۔ قاضی اکمل پر اعتراض ہوا۔ آپ کی جماعت کے لوگوں نے اعتراض کیا کہ ان اشعار سے محمد عربی ﷺ کی شان میں بے ادبی کا پہلو نکلتا ہے۔ قاضی اکمل کا جوابی بیان بھی آپ حضرات کے آرگن کے یومیہ پرچے کے اندر چھپا۔ قاضی اکمل نے کہا: تم کون ہو، میرے اوپر اعتراض کرنے والے؟ یہ شعر، یہ نظم، میں نے مرزا قادیانی کی موجودگی میں پڑھی تھی اور خوبصورت قطعے کی صورت میں، میں نے مرزا غلام احمد قادیانی کو پیش کی تھی، جسے وہ (مرزا قادیانی) فریم کروا کر اپنے گھر لے گئے تھے۔ اس نظم کو مرزا غلام احمد قادیانی نے جب قبول کیا تھا تو پھر باقی جماعت اور لوگ کون ہوتے ہیں جو اس پر اعتراض کرسکیں۔

اکمل کے اشعار گستاخی نہیں؟

لیجئے جناب! آپ ہی کی جماعت کے مناظر ہیں قاضی نذیر۔ اس قاضی نذیر نے آپ کی جماعت کی راہبری کے لئے ایک کتابچہ مرتب کیا، جس کا نام ہے ’’احمدیہ تعلیمی پاکٹ بک‘‘ اس میں انہوں نے امت کے سوالوں کا جواب دینے کی کوشش کی کہ جناب! مسلمان یہ اعتراض کرتے ہیں۔ اس اعتراض کا یہ جواب، اس کا یہ جواب۔ جس وقت اس شعر پر پہنچتے ہیں تو کہتے ہیں کہ امت کے لوگ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ ان شعروں کے اندر حضور ﷺ کی گستاخی ہے تو قاضی نذیر احمد لکھتے ہیں کہ: یہ شعر میری سمجھ میں نہیں آتے تھے۔ میں یہ شعر مرزا بشیر الدین کی خدمت میں لے کر گیا۔ مرزا ناصر احمد! آپ کے والد کی بات ہے۔ ان کے پاس قاضی نذیر احمد گیا۔ میری گفتگو لمبی ہے۔ کہیں اس کے اندر ’’جناب‘‘ اور ’’صاحب‘‘ کا لفظ رہ جائے تو مجھے معاف رکھنا۔ قاضی نذیر احمد صاحب کہتے ہیں کہ میں یہ شعر آپ کے والد صاحب کے پاس لے کر گیا اور آپ کے والد صاحب نے جس وقت ان شعروں کو پڑھا تو انہوں نے کہا واقعتاً: یہ شعر غلط ہیں اور ان شعروں سے حضور ﷺ کی توہین کا پہلو نکلتا ہے۔ ان شعروں کے ساتھ ہمارا کوئی تعلق نہیں۔

کافر کہنا گالی ہے تو؟

مرزا ناصر احمد! قبر کو سامنے رکھیں کہ اب آپ عمر کے اس پیٹے میں ہیں، جہاں زندگی کا کوئی اعتبار نہیں کہ آپ پہلے جائیں یا میں پہلے جاؤں۔ آپ کے پاؤں قبر میں ہیں۔ آپ قبر کو سامنے رکھ کر کہیں کہ آپ کے دادا کہتے ہیں کہ یہ شعر صحیح ہیں۔ وہ شاعر کو انعام دیتے ہیں۔ اس خوبصورت قطعہ کو فریم کر کے گھر میں جا کر لگاتے ہیں۔ جبکہ آپ کے والد کہتے ہیں کہ: ان شعروں سے حضور ﷺ کی توہین کا پہلو نکلتا ہے۔ اب آپ ارشاد فرمائیں کہ آپ کے دادا سچے تھے یا آپ کے والد سچے ہیں؟۔ اور اگر ہم سے پوچھو تو ہم تو یہی کہیں گے کہ جناب دونوں جھوٹے ہیں۔

صدق اور کذب کا معیار

میری درخواست سنئے۔ ممکن ہے میں اپنی گفتگو میں آپ کے متعلق کہوں کہ آپ کافر ہیں۔

☆...... اگر کسی کو کافر کہنا گالی ہے۔

☆...... اگر کسی کو کافر کہنا بدزبانی ہے۔

تو جناب! معاف کیجئے، پھر سب سے زیادہ گالی دینے کے مرتکب آپ ہیں۔ آپ کی جماعت ہے، آپ کے باپ، دادا تھے۔ اگر یہ بدزبانی ہے تو پھر سب سے بڑے بدزبان یہ تھے۔ معاف رکھنا! میں یہ بات سمجھانے کے لئے عرض کر رہا ہوں۔ اس لئے کہ آپ کی جماعت کا عقیدہ ہے کہ: ’’جو لوگ مرزا قادیانی کو نہیں مانتے وہ سارے کافر ہیں۔‘‘ مرزائی دن رات پروپیگنڈہ کرتے ہیں کہ: ’’جناب!

☆...... ہم کلمہ پڑھتے ہیں۔

☆...... ہم نمازیں پڑھتے ہیں۔

☆...... ہم اذان دیتے ہیں۔

☆...... ہم مسجدوں میں جاتے ہیں۔

تو پھر ہمیں کافر کیوں کہا جاتا ہے؟۔‘‘ میں تم سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ جناب! امت بھی کلمہ پڑھتی ہے۔ سامعین آپ سارے کلمہ پڑھیں۔ ’’لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰـهِ‘‘ (سب نے کلمہ پڑھا) ابھی یہ سب نماز سے فارغ ہوئے۔ دوسری نماز کی تیاری ہے۔

☆...... سارے کلمہ پڑھتے ہیں۔

☆...... سارے نماز پڑھتے ہیں۔

☆...... سارے حج پہ بھی جاتے ہیں۔

☆...... سارے زکوٰۃ بھی دیتے ہیں۔

لیکن اس کے باوجود آپ (مرزا ناصر) کے والد گرامی مرزا بشیرالدین محمود نے

اپنی کتاب آئینہ صداقت کے صفحہ نمبر ۳۵ پر لکھا۔ ہے کوئی ماں کا لعل جو انکار کرے؟ ”فَإِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوْا النَّارَ “ قیامت تک حوالے کا انکار نہیں کر سکو گے۔ صاحب! تم سے درخواست کرنا چاہتا ہوں کہ تمہارے والد گرامی نے لکھا کہ: ”جن لوگوں نے مرزا غلام احمد قادیانی کا نام بھی نہیں سنا، وہ نہ صرف کافر بلکہ پکے کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔“ (آئینہ صداقت: ۳۵، انوار العلوم: ج ۶، ص ۱۱۰)

آپ نے پوری امت کو کافر کہا۔ اگر امت آپ کو کافر کہتی ہے تو آپ کو ناراض نہیں ہونا چاہئے۔ یہ کفر کا فتویٰ اور کفر کی مشین گن سب سے پہلے آپ نے فٹ کی تھی۔ ناراض نہ ہونا۔ اگر کہیں میں اپنی تقریر میں آپ کو کافر کہہ جاؤں تو اس پہ غصے نہ ہونا۔ یہ جواب آں غزل کے طور پر ہے۔ میں نے عرض کی تھی کہ حضور سرور کائنات ﷺ کھڑے ہوئے، دنیا کو چیلنج دیا کہ لوگو! میری زندگی کو دیکھو۔ میں نے تمہارے اندر اتنا عرصہ گذارا ہے: ”هَلْ وَجَدْ تُمُوْنِي صَادِقًا اَوْ كَاذِبًا“ ﴿لوگو! تم نے مجھے سچا پایا یا جھوٹا پایا؟﴾

☆...... تمہارے ساتھ میرے معاملات ہوئے۔

☆...... تمہارے ساتھ میں نے تجارت کی۔

☆...... تم میں میرا رہنا سہنا ہوا۔

☆...... تم میں میرا بچپن گزرا۔

☆...... تم میں میری جوانی گزری۔

☆...... تم میں رہتے ہوئے میں چالیس سال کی عمر کو پہنچا۔

میں نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ ہے کوئی جو میری چالیس سالہ زندگی کے کسی ایک پیریڈ پر انگلی رکھ کر اعتراض کرے۔

☆...... ساری قوم آپ ﷺ کی مخالف تھی۔

☆...... آپ ﷺ کی دشمن تھی۔

☆...... آپ ﷺ کو پتھر مار رہی تھی۔

☆...... آپ ﷺ کے دانت شہید کر رہی تھی۔

لیکن جس وقت حضور سرور کائنات ﷺ نے یہ چیلنج پیش کیا تو سب نے جواب

میں کہا: آ قا ﷺ! ایک دفعہ نہیں۔ہم نے بار ہا آپ ﷺ کا تجربہ کیا۔ہم نے آپ ﷺ کو سچا، امانت دار اور دیانت والا پایا ہے۔

مرزا قادیانی کا تعارف

آیئے! اس اعتبار سے میں مرزا غلام احمد قادیانی کو دیکھنا چاہتا ہوں کہ وہ کیا تھا؟۔جس کو تم کہتے ہو کہ مانو گے تو جنت ملے گی۔نہیں مانو گے تو جہنم ملے گی۔ مجھے دیکھنا ہے کہ وہ کیا تھا؟۔قبلہ! تو جس وقت میں مرزا قادیانی کو دیکھتا ہوں، مرزا قادیانی کی اپنی کتابوں کے اندر لکھا ہے اور میرے خیال میں آپ بھی اس سے انکار نہیں کریں گے۔مرزا قادیانی کی لکھی ہوئی ہے۔ربوہ کی چھپی ہوئی ہے۔کتاب کا نام ہے براہین احمدیہ۔اس میں مرزا قادیانی لکھتا ہے کہ:

کرم خاکی ہوں مرے پیارے نہ آدم زاد ہوں
ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار

(براہین احمدیہ حصہ پنجم:۹۷،خزائن: ج۲۱ص۱۲۷)

بشر کی جائے نفرت کا مفہوم

☆ ...... مجھے مسجد اجازت نہیں دیتی۔
☆ ...... مجھے شرافت اجازت نہیں دیتی۔
☆ ...... مجھے منبر ومحراب اجازت نہیں دیتے۔

کہ میں اس شعر کا ترجمہ کروں۔ہاں! میں نے مرزا ناصر احمد سے درخواست کی تھی اور آج پھر درخواست کرتا ہوں کہ جناب! آپ اس کی جماعت کے نمائندے ہیں۔ آپ یہی (بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار) کہ انسان کی جو سب سے زیادہ شرم والی جگہ ہوتی ہے۔وہ میں ہوں۔یہ مرزا قادیانی نے لکھا ہے۔کیا آپ اپنی بیٹی کے سامنے اس شعر کو پڑھ کر اس کا ترجمہ پوچھ سکتے ہیں۔سوچیئے! مرزا قادیانی لکھتا ہے کہ:

کرم خاکی ہوں مرے پیارے نہ آدم زاد ہوں

جس کو تم نبی بناتے ہو اور ظلم کی بات یہ ہے کہ جسے تم محمد ﷺ کی مسند پہ بٹھاتے

ہو۔ جس (مرزا قادیانی) کے متعلق تم نے اپنی کتابوں میں لکھا ہے کہ: ’’ابوبکرؓ و عمرؓ کیا تھے۔ وہ تو حضرت غلام احمد کی جوتیوں کے تسمے کھولنے کے بھی لائق نہ تھے۔‘‘

(المہدی:۵۷، بابت جنوری، فروری ۱۹۱۵ء)

تم نے اپنی کتابوں میں یہ نہیں لکھا کہ: ’’مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ‘‘ مرزا غلام احمد قادیانی اپنی کتاب ایک غلطی کے ازالہ میں لکھتا ہے کہ: ’’اس وحی الٰہی میں میرا نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی‘‘

(ایک غلطی کا ازالہ:۳، خزائن: ج۱۸، ص۲۰۷)

سو بار سوچئے!

سوچئے! بار بار سوچئے کہ جسے تم محمد ﷺ کی مسند پہ بٹھانا چاہتے ہو اور جس کے متعلق آپ کے دادا مرزا قادیانی لکھ گئے ہیں۔ خطبہ الہامیہ تمہارے گھر کی کتاب ہے۔ اس میں لکھا ہوا موجود ہے کہ ’’حضور ﷺ کے زمانے میں اسلام کی حالت پہلی رات کے چاند کی تھی اور میرے زمانہ میں اسلام کی حالت چودھویں رات کے برابر ہے۔‘‘

(خطبہ الہامیہ:۱۸۴، خزائن: ج۱۶، ص۲۷۵)

حضور ﷺ کے زمانے کو چاند کی پہلی رات سے تشبیہ دینے والو! اور مرزا قادیانی کے زمانے کو چودھویں رات سے تشبیہ دینے والو! میں آپ سے درخواست کرنا چاہتا ہوں کہ مجھے آپ وسعت دل کے ساتھ اجازت بخشیں کہ میں یہ کہہ سکوں کہ جس آدمی کو تم اتنی رفعتیں بخش رہے ہو، جسے اتنی بلندیوں پر فائز کرنا چاہتے ہو، اس نے تو اپنی کتابوں میں لکھا ہے کہ:

کرم خاکی ہوں مرے پیارے نہ آدم زاد ہوں

وہ تو یہ کہتا ہے کہ میں انسان کا تخم ہی نہیں۔ کہتا ہے کہ ’’نہ آدم زاد‘‘ میں بندے دا پتر وی نئیں۔ معاف کیجئے! میں نے پنجابی میں ترجمہ کیا۔ نبی بھی پنجابی، ایسا نبی؟۔ جس قوم کا نبی جو زبان جانتا تھا، اس زبان میں اسے وحی ہوئی۔ یہ قرآنی اصول ہے۔ مرزا قادیانی رہنے والا پنجاب کا تھا اور کہتا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے وحی کی کہ:

﴿میں تم سے پیار کرتا ہوں﴾ “I Love You”

(براہین احمدیہ:۴۸،خزائن:ج۱،ص۵۷۲)

دیکھئے صاحب! تذکرہ کے اندر لکھا ہوا ہے۔تمہارے گھر کی چھپی ہوئی کتاب ہے۔اپنی طرف سے کبھی کوئی بات نہیں کہوں گا۔قبر کو سامنے رکھ کر میں آج پھر آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ کوئی بات بغیر ذمہ داری کے عرض نہیں کروں گا۔جس درد کے ساتھ آج میں عرض کرنے آیا ہوں،اسی درد کے ساتھ میری معروضات کو سنیں۔مرزا غلام احمد قادیانی جسے تم اتنی عزتیں بخش رہے ہو۔وہ خود اپنے متعلق کہتا ہے کہ:”میں بندے دا پتر وی نئیں“

ساتھیو! میں اپنی بات کی قیمت سمجھتا ہوں۔سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے رضا کاروں کی بات ان شاء اللہ! کبھی رائیگاں نہیں جائے گی۔مجھے یہ شبہ تو ہوسکتا ہے کہ آپ حضرات میری بات نہ سن رہے ہوں۔لیکن مرزا ناصر احمد آج آنکھیں بند کر کے اور کان کھول کر میری معروضات کو سن رہا ہوگا اور میں ان کا شکر گزار ہوں۔

تو میرے پاس کچھ مرزائی دوست آئے۔میں نے انہیں اپنی آنکھوں پر بٹھایا۔ادب واحترام کے ساتھ حضور سرور کائنات ﷺ کی سنت طیبہ کے مطابق۔ناراض نہ ہونا۔ایک کافر بچی حضور ﷺ کی خدمت میں آرہی ہے۔رحمت عالم ﷺ نے اپنی چادر دے کر ارشاد فرمایا۔یہ لے جاؤ اور اس سے اس بچی کا سر ڈھانپ دو۔صحابہ کرامؓ نے عرض کیا۔آقا ﷺ! کافر کی بچی ہے۔حضور سرور کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا۔بچی کافر کی ہے لیکن دربار محمد ﷺ کا ہے۔یہاں جو آئے گا عزت پائے گا۔نبوت کی چادر لے جا کر اس کا سر ڈھانپ دو۔جس چادر کے متعلق سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔اگر محمد عربی ﷺ کی چادر ایک دفعہ جہنم کی طرف لہرا دی جائے تو جہنم کی آگ بھی ٹھنڈی ہوجائے۔

مرزا قادیانی کا کریکٹر

جبکہ مرزا ناصر کے دادا مرزا قادیانی کا کریکٹر۔ناراض نہ ہونا۔تمہاری اپنی کتابوں میں لکھا ہے کہ ایک دن اپنے مرید سے کہنے لگے کہ:تم شادی کرنا چاہتے ہو؟۔مرزا

قادیانی کے مرید نے کہا جی! جی! بالکل کرنا چاہتا ہوں۔ اس (مرزا قادیانی) نے کہا تو اچھا میرے گھر کے اندر کچھ مریدنیاں آئی ہوئی ہیں۔ آپ یہاں نظر ٹکا کر بیٹھ جائیں۔ میں سامنے سے ان کو گزارتا ہوں تو ان میں سے پسند کر لینا۔ (سیرت المہدی: ج۱، ص۲۵۹، روایت ۲۶۸)

حضور ناراض نہ ہونا۔ بات بہت دور چلی جائے گی۔ ذرا سوچئے! جسے تم محمد ﷺ کی مسند پر بٹھانا چاہتے ہو، وہ کاروبار کیا کیا کرتا تھا؟۔ اللہ رب العزت کروڑ رحمتیں نازل فرمائیں سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی تربت پر۔ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ڈی جی کھوسلہ کی عدالت میں کہا تھا اور مسٹر کھوسلہ نے اپنے فیصلے کے اندر لکھا ہے کہ: ''مرزا قادیانی شراب منگوایا کرتے تھے۔'' بھائی جو انسان شراب کے استعمال کا عادی ہو۔ جس نے لاہور اپنے مرید کو لکھا ہو کہ میرے لئے پلومر سے ٹانک وائن کی بوتلیں بھیج دی جائیں۔ انگریزی شراب بھیج دی جائے۔ (خطوط امام بنام غلام:۵) معاذ اللہ!

تمہاری جماعت کے ایک فرد جس نے مرزا قادیانی کو اپنے خط کے اندر مسیح موعود لکھا۔ ظاہر بات ہے جو مرزا غلام احمد قادیانی کو مسیح موعود لکھتا ہے۔ وہ ہم میں سے تو نہیں؟...... نہیں۔ بھائی وہ ہم میں سے؟...... نہیں۔ بولو! زور سے بولو...... نہیں۔

اس آدمی نے اپنے پرائیویٹ لیٹر میں مرزا بشیر الدین محمود کو لکھا اور اس نے اپنے خط میں مرزا غلام احمد قادیانی کے متعلق مسیح موعود کے لفظ استعمال کئے۔ ولی اللہ کے لفظ استعمال کئے۔ غلام احمد کو ولی اللہ کہنے والا، مسیح موعود کہنے والا۔ وہ ہم میں سے تو نہیں۔ یقیناً آپ کی جماعت کا آدمی ہوگا۔ کہتے ہیں منافق تھا۔ قبلہ ہمارے نزدیک منافق نہیں۔ ہم تو اسے کافر سمجھتے ہیں۔ اس لئے کہ امت کا کوئی بھی فرد مرزا قادیانی کو مسلمان تسلیم نہیں کرتا۔

ولی اللہ اور مسیح موعود تو دور کی بات ہے۔ آپ کی جماعت کے افراد جو مرزا قادیانی کو مسیح موعود کہتے ہیں۔ اس نے اپنے خط میں مرزا بشیر محمود کو لکھا کہ: ''اے مرزا بشیر محمود! ہمیں غلام احمد قادیانی پہ تو کوئی اعتراض نہیں۔ وہ ولی اللہ تھے۔ ولی اللہ کبھی کبھی زنا کر لیا کرتا ہے۔ اگر مرزا قادیانی کبھی کبھی زنا کر لیا کرتے تھے تو ہمیں اس کے اوپر کوئی اعتراض نہیں۔ ہمیں آپ کے اوپر اعتراض ہے۔ جو ہر وقت زنا کے اندر لگے رہتے ہیں۔''

(الفضل قادیان، مورخہ ۳۱ر اگست ۱۹۳۸ء، ص۶)

آپ کی جماعت کا حوالہ، حوالہ غلط ہو جو چور کی سزا وہ میری سزا۔ قیامت تک کوئی مائی کا لعل اس حوالہ سے انکار نہیں کر سکے گا۔ تمہارے اخبار کے اندر لکھا ہوا ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی ”کدے کدے ڈگ لا لیندے سن“ معاف رکھئے گا۔ جو آدمی زنا کرتا ہو، شراب منگوایا کرتا ہو۔ جس نے اپنے متعلق لکھا ہو کہ ”میں بندے دا پتر وی نئیں۔“

یہ عاجزی ہے تو تمہیں مبارک ہو

میرے پاس مرزائی دوست آئے۔ آ کر مجھے کہنے لگے کہ مولوی صاحب! آپ نے آج یہ حوالہ پیش کیا اور حوالے میں آپ نے کہہ دیا کہ مرزا قادیانی کہتا ہے کہ: ”میں بندے دا پتر وی نئیں۔“ تو یہ تو ایسی بات ہے کہ حضرت صاحب نے عاجزی کی تھی۔ انکساری کی تھی۔ اس وقت بھی جو مرزا ناصر احمد کے پاس اس کے مرید بیٹھے ہوں گے۔ انہیں بھی یقیناً مرزا ناصر احمد یہی صفائی دے رہا ہوگا کہ حضرت صاحب نے تو عاجزی کی تھی۔ میرے بھائی! ایک آدمی کہے، میں گناہگار ہوں۔ ایک آدمی کہے کہ: میں عاجز ہوں۔ ایک کہے کہ: میں خاکسار ہوں۔ ایک کہے کہ: میں حقیر، فقیر پر تقصیر ہوں۔ یہ بات تو سمجھ میں آ سکتی ہے۔ لیکن یہ کہہ دینا کہ: ”میں بندے دا پتر وی نئیں۔“ یہ عاجزی کی کون سی قسم ہے؟

میں نے وہاں بھی عرض کیا تھا، آج بھی آپ سے مخلصانہ عرض کرتا ہوں کہ اگر یہ عاجزی ہے تو محمد عربی ﷺ نے جو کچھ ارشاد فرمایا، عَلَی الرَّأْسِ وَالْعَیْنِ ہم سب اسے تسلیم کرتے ہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی اگر تمہارے نبی ہیں تو جو اس نے ارشاد فرمایا، وہ تم تسلیم کرو۔ میں آپ کے دروازے پہ بیٹھا ہدایت سے کیوں محروم رہوں۔ مجھے تبلیغ کرنے کے لئے آپ کیوں تشریف نہیں لاتے؟۔ میں نے تمہاری کتابیں پڑھی ہوئی ہیں۔ تمہارا لٹریچر دیکھا ہوا ہے۔ میں پڑھا پڑھایا مولوی تمہیں ملوں گا۔ مجھے کیوں نہیں تم تبلیغ کرتے۔ ہمت ہو تو آؤ؟۔ صاحب بہادر کہتے ہیں کہ عاجزی کی ہے۔ میں نے ان سے درخواست کی کہ اگر یہ عاجزی ہے۔ تم مجھے محمد عربی ﷺ کا فرمان سناؤ۔ میں تمہارا منہ چومنے کو تیار کہ تم مجھے محمد ﷺ کا فرمان سنا رہے ہو۔ میں تمہیں مرزا قادیانی کی باتیں سناتا ہوں۔ تو تمہیں خوش ہونا چاہئے۔ ناراض نہیں ہونا چاہئے۔ اس لئے کہ تمہارے نبی کی باتیں ہیں۔ اگر یہ عاجزی ہے تو

میں آپ سے پھر درخواست کروں گا۔ درد دل کے ساتھ درخواست کروں گا کہ آپ سارے ملک کے قادیانی افراد کو اکٹھا کریں اور آپ سب مل کر جس طرح مرزا غلام احمد قادیانی نے عاجزی کی تھی۔ آپ بھی سارے مل کر کہہ دیں کہ: ”اسیں بندے دے پتر نئیں“

ٹھیک ہے بھئی! اگر عاجزی کی قسم ہے تو پھر اپنے نبی کی سنت پر عمل کرو۔

☆...... بات غصے کی نہیں ہے۔

☆...... بات ناراضگی کی نہیں ہے۔

☆...... بات منہ بنانے کی نہیں ہے۔

بات تو دلائل کی ہے۔ مجھے ایک دوست نے خط لکھا کہ: رات ایک مولوی صاحب نے اپنی تقریر کے اندر کہا کہ مرزائیوں سے قرآن واپس ہونا چاہئے کہ کافروں کو قرآن پڑھنے کا حق حاصل نہیں۔

قرآن کی توہین

میرے محترم دوستو! میں آپ سے اتنی درخواست کرنا چاہتا ہوں۔ جس میرے دوست نے خط لکھا ہے، میں ان سے بھی درخواست کرنا چاہتا ہوں کہ قبلہ آپ سب ساتھی مجھے ایمان داری کے ساتھ بتائیں کہ یہ قرآن مجید کس کے اوپر اترا تھا؟۔ سارے بولو! زور سے بولو! یہ قرآن کس پر اترا تھا۔ مجمع سے بھرپور آوازیں آنے لگیں کہ ”محمد عربی ﷺ پر۔“ ہمت کے ساتھ بولو! یہ قرآن کس پر اترا تھا؟۔ ”محمد عربی ﷺ پر۔“ مرزا قادیانی کہتا ہے کہ: ”قرآن میرے منہ کی باتیں ہیں“ کتاب کا نام حقیقت الوحی مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی، جس نے اپنی موت سے چند دن پہلے اس کتاب کو لکھا تھا۔ اس کتاب میں مرزا قادیانی کہتا ہے کہ: ”قرآن خدا کا کلام اور میرے منہ کی باتیں ہیں۔“ (تذکرہ:۹۹، طبع چہارم)

قرآن محمد عربی ﷺ کے منہ کی باتیں ہیں یا مرزا قادیانی کے منہ کی باتیں؟۔ آپ ارشاد فرمائیں۔ (محمد عربی ﷺ کے منہ کی باتیں۔ لوگوں نے جواب دیا۔ سارے بتاؤ۔ لوگوں نے باآواز بلند کہا ”محمد عربی ﷺ کے منہ کی باتیں“)

مرزا قادیانی کہتا ہے کہ مجھے ایک رات کشف ہوا میں نے کشف کی حالت میں

دیکھا کہ قرآن مجید کے اندر لکھا ہوا ہے کہ: ’’انا انزلناہ قریباً من القادیان‘‘ کتاب کا نام ازالہ اوہام ہے۔ مرزا قادیانی کی لکھی ہوئی ہے۔ حوالہ نہ ہو تو جرمانہ دینے کے لئے تیار ہوں۔ میں نے کہہ دیا مرزا غلام احمد قادیانی نے لکھا ہے کہ مجھے کشف ہوا میں نے دیکھا کہ قرآن کے اندر لکھا ہوا ہے: ’’انا انزلناہ قریباً من القادیان‘‘

(ازالہ اوہام:۷۷، خزائن:۳، ص۱۴۰)

تو میرے پاس ایک مرزائی دوست آئے۔ بڑے طمطراق کے ساتھ، بڑے جوش کے ساتھ، بڑے غصے سے آتے ہیں اور اللہ کے فضل سے بالکل ٹھنڈے ہو کر جاتے ہیں۔ غبارہ کی طرح آتے ہیں، بس سوئی چبھو کر ان کی ساری ہوا نکال دی جاتی ہے۔ آ کر کہنے لگے: مولوی صاحب! ’’یہ بات کشف کی ہے۔‘‘ میں نے کہا: اگر یہ بات کشف کی ہے تو مرزا قادیانی کا کشف سچا تھا یا جھوٹا؟۔ اگر سچا تھا تو قرآن مجید میں قادیان کا لفظ دکھاؤ۔ اگر نہیں دکھا سکتے تو تسلیم کرو کہ مرزا قادیانی کا کشف جھوٹا تھا۔ جہاں سے آئے تھے (مرکز) بس وہیں تشریف لے جاتے ہیں۔

رائل فیملی کی عیاشیاں

مرزا ناصر! آپ سے درخواست کرنا چاہتا ہوں، ربوہ کے حالات میں جانتا ہوں۔ جنہیں آپ کے خاندان نے اپنی جماعت سے نکالا۔ میں ان حالات سے بھی واقف ہوں اور پرسوں کی بات ہے۔ اتوار کے دن کی کہ آپ کے فضل عمر ہسپتال میں ڈاکٹر جس کا نام فدا تھا۔ وہ ڈیرہ غازی خاں کا رہنے والا تھا۔ جس کا خاندان حسباً نسباً قادیانی چلا آ رہا ہے۔ میں آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں: وہ آپ کی جماعت کو آخر چھوڑ کر کیوں گیا؟۔ ناراض نہ ہوں۔ آپ کے گھر کی بات ہے۔ آپ نے اس کو جماعت سے کیوں نکالا۔ اور یہ پرسنل زندگی پر اٹیک ہوگا۔ اگر میں یہ کہوں کہ آپ کے داماد نے آپ کی بیٹی کو طلاق کیوں دی؟۔ نہیں کہتا۔ مجھے شرافت اجازت نہیں دیتی۔ آپ نے ابھی نئی نویلی شادی کی۔ اس پر بھی مجھے اعتراض کرنے کا کوئی حق حاصل نہیں۔ لیکن میں آپ سے پوچھتا ہوں۔ آپ کے ڈاکٹر جو اس وقت آپ کے ساتھ ہوں گے۔ ڈاکٹر مبشر جو آپ کے بھائی کا لڑکا

ہے۔آپ کا بھتیجا ہے۔مرزا منور کالڑکا ہے۔اس نے ائیر کنڈیشنڈ اپنے کتے کے لئے لگوایا ہے۔کیا ربوہ کے اندر رہنے والے تمام تر مرزائیوں کو ائیر کنڈیشنڈ کی سہولت میسر ہے؟۔

خلافت کا پراپیگنڈہ کرنے والو! میں آپ سے درخواست یہ کرنا چاہتا ہوں کہ ربوہ کے اندر آپ کے کتوں کے لئے ائیر کنڈیشنڈ لگا ہوا ہے۔تو باقی وہاں کے رہنے والوں کے لئے بھی ائیر کنڈیشنڈ کا انتظام ہے؟۔ جو سارا دن دھوپ کے اندر وہاں تانگے چلاتے ہیں اور شام کو بصد مشکل ان کو روٹی ملتی ہے۔

طاہرہ یاسمین کا قتل؟

میں آپ سے درخواست کرنا چاہتا ہوں ۔ آپ ٹھنڈے دل کے ساتھ میری معروضات کو سنیں کہ آپ کے خاندان کے اندر ایک لڑکی رہتی تھی۔۲۲ سال اس کی عمر تھی۔ یہ پرسنل اٹیک نہیں ہے۔ یہ قومی بات ہے۔آپ کے ربوہ شہر کے اندر رہتی تھی۔لڑکی کا نام طاہرہ یاسمین ہے۔۲۲ سال کی نوجوان لڑکی۔ میں آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس طاہرہ یاسمین نے زہر کیوں کھایا تھا؟۔اور رات کی تنہائیوں میں آپ کی ہدایت کے مطابق اسے مرزائی کارندوں نے رات کے ایک بجے تاریکی کے اندر کیوں قبرستان میں ڈالا؟۔سوچئے! بار بار سوچئے! قیامت کے دن کے منظر کو سامنے رکھ کر سوچیں۔’’وَاِذَا الْمَوْؤدَۃُ سُئِلَتْ بِاَیِّ ذَنْبٍ قُتِلَت‘‘اس بچی کا قصور کیا تھا؟اس کے ساتھ کیا واردات ہوئی تھی کہ جس کے نتیجے میں وہ زہر کھانے پر مجبور ہوئی۔

مرزا ناصر کے بیٹوں نے کسی معصوم کو چھوڑا ہے

مرزا ناصر احمد! میں آپ سے درخواست کرتا ہوں۔ ہمارا عقیدہ ہے کہ:

☆ ...... ساری کائنات کا نظام بدل سکتا ہے۔

☆ ...... چاند ستارے بے نور ہو سکتے ہیں۔

☆ ...... آگ ٹھنڈی ہو سکتی ہے۔

☆ ...... پہاڑ اپنی جگہ سے ہل سکتے ہیں۔

☆ ...... پتھر سے آواز آ سکتی ہے۔

مگر محمد ﷺ کا فرمان جھوٹا نہیں ہوسکتا۔ میرے محمد عربی ﷺ کا ارشاد ہے:

''مَنْ زَنَا زُنِیَ بِہٖ'' (کنزالعمال: ج۵، ص ۳۱۴، رقم الحدیث: ۱۲۹۹۸)

غیروں کی عزتوں کو تباہ کرنے والو۔ تمہاری عزت نہیں بچے گی۔ دنیا میں ہی حساب دے کر جاؤ گے۔ ربوہ کے اندر آپ کے صاحبزادوں نے کسی معصوم بچی کو چھوڑا ہے؟۔ میں تفصیلات میں گیا تو بڑی دردناک کہانی ہے۔ میں اپنی گورنمنٹ سے بھی درخواست کروں گا۔

☆...... ہمیں مرزا قادیانی پر کوئی اعتراض نہ ہوتا، اگر وہ اپنے آپ کو نبی کے طور پر پیش نہ کرتا۔

☆...... ہمیں مرزا ناصر احمد پر کوئی اعتراض نہ ہوتا، اگر وہ اپنے آپ کو خلیفے کے طور پر پیش نہ کرتا۔

جس وقت مرزا قادیانی نے اپنے آپ کو نبی کے طور پر پیش کیا۔ ہمیں حق حاصل ہے کہ جیسے ہانڈی لینے کے لئے جاتے ہیں تو اسے ٹھوک بجا کر دیکھتے ہیں۔ ہم مرزا قادیانی کی زندگی کو

☆...... ٹھوکیں گے بھی۔
☆...... بجائیں گے بھی۔
☆...... دیکھیں گے بھی۔

کہ وہ اندر سے تھا کیا؟۔

ایک رات میں سترہ زنا

ربوہ کے اندر جو وارداتیں ہوئیں۔ تمہاری جماعت کے ایک آدمی نے لکھا، تمہارا عقیدہ ہے کہ یہ جو سالانہ حج ہے۔ آپ کے والد گرامی مرزا بشیر الدین محمود نے اپنی کتاب حقیقت الرؤیا کے اندر لکھا کہ مکے اور مدینے کی چھاتیوں کا دودھ خشک ہوگیا ہے۔ اب وہاں جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ (حقیقت الرؤیا: ۴۶)

یہ جواب ربوہ کا سالانہ جلسہ ہے۔ یہ جو قادیان کا جلسہ ہے۔ اس جلسے کی حیثیت ظلی حج کی ہے۔ (خطبہ محمود، برکات خلافت:۵)

آپ کے اس حج کے موقع پر، ناراض نہ ہونا۔ پرنٹڈ میٹر ہے کہ ایک رات میں سترہ زنا کی وارداتیں ہوئیں۔

سوچیۓ! ٹھنڈے دل کے ساتھ سوچیۓ کہ کب تک آپ قتل کراتے رہیں گے؟۔ آپ نے وہاں ایک سبزی فروش محمد علی کو ربوہ کے اندر قتل نہیں کیا؟۔ ایک کشمیری کی لڑکی کو آپ کے صاحبزادے اغواء کر کے نہیں لے گئے تھے؟۔ بعد میں جس کے ساتھ نکاح کیا۔ آپ کے بیٹے فرید احمد نے۔ ربوہ کے لوگوں سے ویزوں کے لئے لاکھوں روپے لے کر فراڈ نہیں کیا؟

سوچیۓ! ان باتوں کو ٹھنڈے دل کے ساتھ سوچیۓ اور آج میں آپ سے کہنا چاہتا ہوں کہ آج کی ہماری اس گفتگو کو ٹھنڈے دل کے ساتھ سوچو: ''میں قدرت کی طرف سے تمہیں وارننگ دینے کے لئے آیا ہوں۔ میں عرش الٰہی پہ لکھا ہوا دیکھ رہا ہوں کہ رب کعبہ کی قسم! اب تمہاری موت کے دن قریب آ چکے ہیں۔''

آخری بات

میری آخری بات یہ کہ حضرت مولانا انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ جب قادیانیوں کا فتنہ اٹھا تو میں سوچتا تھا کہ یا اللہ! کیا ہوگا؟۔ تو خواب میں مجھے حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: انور شاہ! تمہیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ ایک وقت آئے گا کہ پوری کائنات میں تلاش کرنے کے باوجود تمہیں قادیانیوں کا بیج تک نہیں ملے گا۔ وہ وقت آ گیا ہے۔ باہر کی دنیا میں تم ٹھوکریں کھا رہے ہو۔ پاکستان کے اندر تمہارا نام چوہڑوں اور چماروں کے ساتھ آئینی طور پر لکھا گیا۔ تمہیں خوش نہیں ہونا چاہیۓ۔ وہ وقت قریب ہے جب قادیانیت کا اخیر ہونا ہے اور کل عالم میں جھنڈا حضور محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ختم نبوت ہی کا بلند و بالا ہونا ہے۔ تاج و تخت ختم نبوت...... زندہ باد

''و ما علینا الا البلاغ المبین''

مرزائیت کا تعاقب

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ وَکَفیٰ وَسَلامٌ عَلیٰ سَیّدِ الرُّسُلِ وَخَاتَمِ الْاَنْبِیَاءِ وَعَلیٰ اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہِ الَّذِیْنَ ھُمْ خُلاصَۃُ الْعَرَبِ الْعَرْبَاءِ وَخَیْرُ الْخَلائِقِ بَعْدَ الْاَنْبِیَاءِ. اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ.

و قال اللہ و تعالیٰ: یَا أَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُواْ مَن یَرْتَدَّ مِنکُمْ عَن دِیْنِہِ فَسَوْفَ یَأْتِیْ اللّٰہُ بِقَوْمٍ یُحِبُّھُمْ وَیُحِبُّوْنَہُ أَذِلَّۃٍ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ أَعِزَّۃٍ عَلَی الْکَافِرِیْنَ یُجَاھِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَلاَ یَخَافُوْنَ لَوْمَۃَ لآئِمٍ (المائدہ: ۵۴)

قال النبی ﷺ: بَادِرُوْا بِالْاَعْمَالِ فِتَنًا کَقِطَعِ الَّیْلِ الْمُظْلِمِ یُصْبِحُ الرَّجُلُ مُؤْمِنًا وَ یُمْسِیْ کَافِراً وَ یُمْسِیْ مُؤْمِنًا وَ یُصْبِحُ کَافِراً یَبِیْعُ اَحَدُھُمْ دِیْنَہٗ بِعِرَضٍ مِنَ الدُّنْیَا. (ترمذی ج ۲ ص ۴۳)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ سَیِّدِنَا وَ مَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلیٰ آلِ سَیِّدِنَا وَ مَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَسَلِّمْ وَ صَلِّ کَذَالِکَ عَلیٰ جَمِیْعِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلیٰ الْمَلائِکَۃِ الْمُقَرَّبِیْنَ وَعَلیٰ عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ اَجْمَعِیْنَ اِلیٰ یَوْمِ الدِّیْنِ.

تمہید

برادران اسلام! صبح کی نشست میں ہم یہاں پر پہنچے تھے کہ مرزا قادیانی نے ایک پیشین گوئی کی اور وہ پوری نہیں ہوئی۔ مرزا قادیانی کی تاریخ پیدائش جو اس کی اپنی لکھی ہوئی ہے، اس کو دیکھو اور اس کی موت کو تو اس کی عمر کیا بنتی ہے، اب ہم اس کا جائزہ لیں گے:

مرزا قادیانی کا جھوٹ

برادران اسلام! مرزا قادیانی کی اپنی لکھی ہوئی کتابوں میں جو عمر بنتی ہے، وہ

۶۸، ۶۹ سال ہے۔ جب کہ مرزا قادیانی کی پیشن گوئی کا تقاضا تھا کہ اس کی عمر ۷۴ سال سے ۸۶ سال کے درمیان بننی چاہئے۔ لیکن قادیانیوں کے لئے مرزا قادیانی کی تاریخ وفات کو آگے کرنا ممکن نہ تھا۔ چنانچہ انہوں نے تاریخ پیدائش کو بدل کر بجائے سن ۱۸۳۹ء، ۱۸۴۰ء کے اسے ۱۸۳۵ء پر لے گئے۔ آج تک قادیانیوں کو ہم نے بارہا مناظرے میں کہا۔ آپ دوستوں کے سامنے بھی اس کا تذکرہ کر دیتا ہوں کہ پوری قادیانیت مل کر مرزا قادیانی کی زندگی کی کسی کتاب میں ایک تحریر دکھا دیں، جس میں مرزا نے یا کسی نے لکھا ہو کہ مرزا قادیانی ۱۸۳۵ء میں پیدا ہوا۔

مرزائیوں کا جھوٹ

مرزا قادیانی خود اور اس کی ساری جماعت مرزا کی زندگی میں جب بھی مرزا قادیانی کی تاریخ پیدائش کا کسی حوالے سے ایسا ذکر کرنا ہوا، سب ہی یہی کہتے تھے کہ وہ ۱۸۳۹ء یا ۴۰ء میں پیدا ہوا۔ مرنے کے بعد پوری قادیانیت نے سوچی سمجھی میٹنگ کرنے کے بعد ایک جھوٹ وضع کیا اور اس کے اوپر پوری قادیانیت نے اس جھوٹ کے اوپر اجماع کر لیا کہ مرزا قادیانی سن ۱۸۳۵ء میں پیدا ہوا تھا، تاکہ کسی طرح مرزا قادیانی کی پیشین گوئی پوری ہو جائے۔

مرزا قادیانی کا استاد

اب میں درخواست کرتا ہوں کہ مرزا قادیانی ۱۸۳۹ء، ۴۰ء میں پیدا ہوا۔ اس کے بعد مرزا قادیانی گھر میں پڑھتا رہا۔ پھر خود مرزا قادیانی کہتا ہے کہ: گھر میں اس کے لئے ٹیچرز رکھے گئے جو آ کر گھر میں اس کو پڑھاتے تھے۔

(کتاب البریہ: ۱۴۸ تا ۱۵۰، خزائن: ج ۱۳، ص ۱۷۹ تا ۱۸۱)

مرزا قادیانی کے پڑھانے والوں میں جو اس کو آ کر پڑھاتے تھے، اس کے اندر غیر مقلد اساتذہ بھی تھے اور شیعہ بھی اور دوسرے حضرات بھی ہوں گے۔ ایک نہیں، تین چار آدمیوں کے پاس یہ پڑھتا رہا۔ اب میں درخواست کرتا ہوں کہ مرزا قادیانی نے تعلیم میں

معمولی شد بد حاصل کرنے کے بعد، کہ نہ پوری اسے انگریزی کی تعلیم تھی اور نہ پوری عربی کی تعلیم صحیح معنوں میں تھی۔ ''نیم حکیم خطرہ جان......نیم ملا خطرہ ایمان'' کا وہ مصداق تھا۔

مرزا قادیانی کا دادے کی پنشن اڑانا

برادران اسلام! اس کے بعد مرزا غلام احمد قادیانی پھر مختلف مذاہب کی کتابوں کے مطالعے کی طرف متوجہ ہوا۔ عرصہ تک مرزا قادیانی اپنے باپ کی زمینوں کی بحالی کے لئے جو شرکاء تھے، ان سے کیس لڑتا رہا۔ اس دوران دادا کی پنشن لینے کے لئے وہ گیا۔ اس زمانے میں سستا زمانہ تھا، پیسے کی بڑی قدر و قیمت تھی۔ ایک آنہ میں ایک کلو بکری کا گوشت ملتا تھا۔ جو اس وقت چھ سو روپے سے بھی مہنگا ہے۔ آج کا چھ سو روپیہ اس زمانے کا ایک آنہ۔ تو مرزا قادیانی نے ۹۰۰ روپیہ اس زمانے میں اپنے دادا کی پنشن کا جو اس کو انگریز سے ملتی تھی، کہ وہ انگریز کی فوج کے اندر ملازم تھا اور یہ کہ انگریز ان کو وہ سالانہ پنشن جس طرح اپنے مراعات یافتہ طبقے کو وہ پنشن وغیرہ دیتا تھا، مرزا قادیانی کا خاندان بھی جدی پشتی انگریز کا ٹاؤٹ خاندان تھا۔ تو یہ وہ پیسے لینے کے لئے گیا تو مرزے قادیانی کا ایک چچا زاد بھائی تھا۔ مرزا امام دین اس کا نام تھا۔ وہ بھی ساتھ گیا۔ پنشن کی رقم لی اور پھر خود مرزے قادیانی کے بیٹے نے مرزے کی سیرت پر کتاب لکھی ہے۔ اس کتاب کا نام ہے ''سیرۃ المہدی'' اس کتاب کے اندر وہ تسلیم کرتا ہے کہ: ''پنشن کی رقم لے کر امام دین مرزے قادیانی کو ساتھ لے کر ادھر ادھر پھراتا رہا اور وہ پنشن کی رقم ختم ہوگئی۔ وہ بڑا تھا اور مرزا قادیانی چھوٹا تھا۔ بڑی مشکل کے ساتھ مرزا قادیانی کی عمر ۱۸ سال تھی۔ لکھا ہے کہ ادھر ادھر پھراتا رہا اور مارے شرم کے مرزا قادیانی گھر آنے کے بجائے وہ سیالکوٹ چلا گیا۔''

(سیرت المہدی حصہ اول: ص ۱۸۱)

ادھر ادھر کا آپ حضرات خود شرح کرلیں۔ ادھر ادھر یعنی کبھی زیر کبھی زبر۔ ادھر ادھر اور پھر مارے شرم کے۔ بس ٹھیک ہے آگے نقطے ڈال لیں............اور خود ہی خالی جگہ خود پر کرلینا۔ مرزا قادیانی کو وہ ادھر ادھر لے کر پھراتا رہا۔

مرزا قادیانی کا امتحان میں فیل ہونا

پھر مرزا قادیانی نے آ کر سیالکوٹ میں ملازمت کر لی۔ عرضی نویسی کے شعبے میں ڈپٹی کمشنر کے ہاں ملازم ہوا۔ انگریز کی اس نے ملازمت کی۔ اس زمانے میں باقاعدہ مرزا قادیانی انگریزی کی تعلیم حاصل کرنے کے لئے سکول بھی جاتا رہا۔ ان ملازمین کو انگریزی پڑھانے کے لئے ایک صاحب نے سکول قائم کیا تھا۔ شام کے وقت مرزا قادیانی اس کے اندر بھی پڑھتا رہا۔ صرف پڑھتا نہیں رہا بلکہ امتحان بھی دیا اور اس امتحان میں مرزا قادیانی کا ایک اور ساتھی تھا لالہ بھیم سین۔ یہ بھی گورنمنٹ کا ملازم تھا۔ اس نے بھی انگریزی کا امتحان دیا۔ لالہ بھیم سین کامیاب ہو گیا اور مرزا قادیانی ناکام ہو گیا۔

(سیرت المہدی حصہ اول: ص ۱۵۶، روایت ۱۵۰)

مولوی مسئلہ بتاتا ہے، بناتا نہیں

برادران عزیز! مولوی مسئلہ بتا سکتا ہے، بنا نہیں سکتا۔ مسئلہ بنانا شارع کا اختیار ہے، مولوی کا اختیار نہیں۔ اگر مولوی ایک مسئلہ بتائے گا غلط، تو دس علماء اس کی غلطی نکالنے کے لئے میدان میں آ جائیں گے۔ نمازیں جب تین تھیں، ان کو کوئی پانچ پڑھتا یا بتاتا تو کافر ہو جاتا۔ اب جب پانچ ہوئیں، اگر کوئی تین پڑھے گا یا بتائے تو مسلمان نہیں۔ جس وقت قبلہ بیت المقدس تھا، اس وقت کوئی بیت اللہ کی طرف رخ کرتا، نماز نہ ہوتی۔ اب جب قبلہ بیت اللہ ہے تو بیت المقدس کی طرف رخ کرے گا تو:

☆...... نماز بھی جاتی رہے گی۔

☆...... ایمان بھی جاتا رہے گا۔

☆...... نکاح بھی جاتا رہے گا۔

قبلہ! یہ نبی کا کام ہے کہ وہ اپنے رب کے حکم پر

☆...... نمازیں تین کی بجائے پانچ کر دے۔

☆...... قبلہ بیت المقدس کی بجائے بیت اللہ مقرر کر دے۔

مرزا قادیانی نبی کیسے بنا؟

انگریز کو ایک انگریز نے یہاں برصغیر میں اقتدار دیا تھا۔ مسلمانوں سے تو اسے سب سے زیادہ خطرہ تھا۔ انگریز اس خطرے کے پیش نظر ہر وقت یہ محسوس کرتا تھا کہ کسی طرح بھی مسلمان میرے مقابلے میں کھڑے ہو گئے تو مجھے ’’لینے کے دینے‘‘ پڑ جائیں گے۔ چنانچہ اسے ضرورت تھی ایک عدد ایسے حواری کی جو وحی کی سند کے ساتھ انگریز کی اطاعت پر انگریز کی غلامی پر نبوت کا ٹھپہ لگا دے کہ: انگریز کی اطاعت کرنا اب فرض ہے۔ یہ کام اب نبی کر سکتا تھا، کسی مولوی کے بس کی بات نہیں۔ چنانچہ انگریز کی نظر پڑی اس زمانے میں جس وقت مرزا قادیانی انگریز کے ڈپٹی کمشنر کے ہاں ملازم تھا۔ ایک نامی گرامی پادری جو سیالکوٹ کو چھوڑ کر ولایت واپس جا رہا تھا۔ وہ ڈپٹی کمشنر کے پاس آیا اور ڈپٹی کمشنر کو کہا کہ میں مرزا قادیانی سے ملاقات کرنا چاہتا ہوں۔ اس نے ملاقات کرائی۔ وہ مرزے قادیانی کو ملا۔ ادھر یہ پادری برطانیہ کو روانہ ہوا۔ ادھر مرزا قادیانی ملازمت سے استعفیٰ دے کر گھر آ گیا۔ (سیرت المہدی حصہ اول، ص ۱۵۵)

اب خود مرزے قادیانی کا بیٹا کہتا ہے کہ گھر بیٹھے مرزے قادیانی کو منی آرڈر ملنے شروع ہو گئے، جس میں مرسل الیہ کا تو پتہ ہوتا مگر ارسال کنندہ کا پتہ نہیں ہوتا تھا۔ بغیر اس کے کہ کس نے رقم بھیجی، منی آرڈر ملنے شروع ہو گئے۔ اب آپ حضرات ساری کڑیوں کو آپس میں ملائیں تو ساری بات بالکل واضح ہوتی چلی جائے گی۔

مرزا قادیانی انگریز کا ملازم

میرے بھائیو! ہوا یہ کہ ایک دفعہ ڈپٹی کمشنر گورداسپور کسی سرکاری معاملے کے ضمن میں بٹالہ وغیرہ کے دورے پر آیا۔ اسی دوران پھرتے پھراتے مرزے قادیانی کے والد سے اس کی ملاقات ہوئی۔ تو اس نے پوچھا کہ آپ کا بیٹا کیا کرتا ہے؟ اس نے کہا کہ کچھ اسے پڑھنے لکھنے کی شد بد تو ہے۔ لیکن ہے بیکار۔ تو اس نے کہا اچھا آپ کہیں تو ہم اسے کوئی ملازمت دے دیں گے۔ مرزا قادیانی کے والد نے مرزے کو بلا کر کہا کہ آپ

درخواست لکھیں، میں آپ کو سرکاری ملازم کرائے دیتا ہوں۔ تو مرزے قادیانی نے آگے سے باپ کو جواب یہ دیا کہ میں ملازم ہو گیا ہوں۔ (سیرت المہدی: ص ۱۵۵)

اب یہ کہنا کہ میں ملازم ہو گیا ہوں اور بغیر بھیجنے والے کے نام اور پتہ کے منی آرڈروں کا ملنا یہ ساری تفصیلات مرزے قادیانی کی سیرۃ پر، ابتدائی حالات پر، قادیانیوں نے جو کتابیں لکھی ہیں مثلاً ''سیرت مسیح موعود'' جو مرزے قادیانی کے بیٹے مرزے محمود نے لکھی ہے۔ اسی نام پر ایک اور کتاب لکھی گئی سیالکوٹ کا مرزے قادیانی کا ایک مرید تھا۔ اس کا نام تھا عبدالکریم ٹنڈا۔ ''ٹنڈا'' کا معنی جس کا ایک ہاتھ نہ ہو۔

☆...... اس کا ایک ہاتھ نہیں تھا۔
☆...... ایک پاؤں بھی خراب تھا۔
☆...... ایک آنکھ بھی خراب تھی۔
☆...... چہرہ کے اوپر داغ بھی تھے۔
☆...... قد بھی اس کا چھوٹا تھا۔
☆...... اور پیٹ بھی اس کا بڑا تھا۔
☆...... اور خیر سے مرزا قادیانی کا امام الصلوٰۃ بھی تھا۔

مرزا قادیانی اور اس کا امام الصلوٰۃ

ویسے ایک آدمی کا قد چھوٹا ہو۔ پیٹ بڑا ہو۔ ایک آنکھ بھی نہ ہو۔ ایک ہاتھ بھی نہ ہو۔ ایک پاؤں بھی نہ ہو۔ اور وہ مرزے قادیانی کو پڑھائے نماز۔ ماشاءاللہ! اس کے اندر خشوع خضوع بڑا پیدا ہوتا ہوگا۔

میرے بھائیو! اب توجہ کریں۔ مجھے بتایا گیا ہے کہ میری آواز بچیوں بیٹیوں تک بھی جا رہی ہے۔ اچھا ہوا بتا دیا گیا اس لئے میں بہت ہی محتاط رہتے ہوئے گفتگو کر رہا ہوں لیکن بعض چیزیں ایسی ضروری ہیں کہ آج تک کسی شریف آدمی نے ان کی وہ کیفیت نہیں دیکھی ہوگی جیسا کہ خود مرزے قادیانی کا ایک مرید تھا۔ مرزے نے کہا: میری محمدی بیگم سے

شادی ہوگی۔ شادی نہ ہوئی۔ لوگوں نے کہا کہ پیشن گوئی جھوٹی ہوئی۔ تو وہ آدمی (مرید) کھڑا ہوا اور اس نے مرزے قادیانی کو کہا کہ پیشن گوئی پوری ہوگئی ہے۔ میں محمدی بیگم ہوں اور تم میرے خاوند ہو۔ معاملہ یہاں تک ہوتا تو چلو دے لفظوں قادیانیت شاید ہضم کر لیتی۔

کہتے ہیں: ''رب رسے تے مت کھسے'' ﴿رب جب ناراض ہوتا ہے تو عقل چھین لیتا ہے۔﴾

خود مرزے قادیانی کے بیٹے نے اپنی کتاب ''سیرۃ المہدی'' میں مرزے قادیانی کے جو حالات جمع کرنے چاہے اس میں بھی یہ روایت درج کر دی کہ نماز کے دوران وہ آدمی آ کر پیچھے کھڑا ہو جاتا۔ مرزا قادیانی جب سجدہ میں جاتا تو وہ صفیں پھلانگ کر مرزے کے پاس آتا اور اس کے جسم پر نامناسب جگہ پر ہاتھ پھیرتا۔

(سیرت المہدی: ج۳، ص ۲۶۸، روایت ۱۲۶۹ از مرزا بشیر احمد ایم اے)

ماشاء اللہ! سجدہ کی حالت میں پیچھے سے ہاتھ پھیرا جا رہا ہے۔ آج تک کسی شریف آدمی کے ساتھ یہ نہیں ہوا جو مرزا قادیانی نبوت کا مدعی ہو کر جس کردار کا یہ مظاہرہ کر رہا ہے۔

عزیز دوستو!

☆...... نہ حیا، نہ شرم۔

☆...... نہ دین کے، نہ دنیا کے۔

☆...... نہ عقل، نہ شکل۔

☆...... نہ صورت، نہ سیرت۔

☆...... نہ علم، نہ عمل۔

اور اس مرزے قادیانی کا دعویٰ یہ کہ میں محمد ﷺ سے بھی افضل ہوں۔ معاذ اللہ! اب یہ جو نامناسب طور پر ہاتھ پھیرتا رہا۔ یہ قرض رہا۔ پھر کسی مجلس میں آپ دوست مجھ سے پوچھیں گے جب خواتین کا اہتمام نہ ہو۔

مرزا قادیانی تصنیف کے میدان میں

میرے بھائیو! اب مرزا قادیانی نے ابتداء میں ایک کتاب لکھنے کا اعلان کیا۔ یہ میں مرزے کے حالات بتا رہا ہوں۔ یہ کوئی مسئلہ نہیں۔ اس لئے بتا رہا ہوں تا کہ قادیانیوں کو سمجھنے میں آپ حضرات کا ذوق پیدا ہو جائے۔ مرزے قادیانی نے اس مطالعے کے نتیجے میں اعلان کیا کہ میں اسلام کی حقانیت اور قرآن کی حقانیت پر ایک کتاب لکھنا چاہتا ہوں اور اس کی پچاس جلدیں ہوں گی۔

اللہ کا نبی مصنف نہیں ہوا کرتا

میرے بھائیو! آج تک سیدنا آدم علیہ السلام سے لے کر سیدنا محمد ﷺ کی ذات تک ایک نبی ایسا نہیں گزرا جو مصنف ہو۔ کسی نبی نے کوئی کتاب نہیں لکھی۔ نبی کتاب لکھا نہیں کرتا۔ نبی کو کتاب ملا کرتی ہے۔ مرزے قادیانی نے کہا کہ میں پچاس جلدیں لکھوں گا۔ تین قسم کی اس کی قیمت مقرر کی کہ غریب اتنی قیمت دے دیں اور امیر اتنی دے دیں۔ کتاب لکھی پہلی جلد، دوسری، تیسری اور چوتھی۔ وہ کتاب، مجھے کہتے ہوئے لحاظ آتا ہے کہ وہ کتاب کیا تھی کہ ایک جملہ ایک جلد میں ہے اور اسی جملے کا آدھا حصہ دوسری جلد میں ہے۔ مثال کے طور پر جملہ ہے کہ ”میں یہ کہنا چاہتا ہوں“۔ تو ”میں یہ“ پہلی جلد میں ہے اور ”کہنا چاہتا ہوں“ یہ دوسری جلد میں ہے۔ آج تک کسی بھی مصنف نے ایسا ڈرامہ نہیں رچایا ہوگا جو الو کے پٹھے مرزے قادیانی نے رچایا۔ خیر سے مرزے قادیانی کی قابلیت کا یہ عالم تھا آپ دوست سوچیں کہ مرزے قادیانی نے اپنی ایک کتاب میں لکھنا چاہا کہ ”فلاں آدمی پر، جو ان باتوں کو نہیں مانتا اس پر ہزار لعنت“ یہ اتنا خبطی آدمی تھا کہ یہ اتنا لکھ دیتا کہ اس پر ہزار لعنت بلکہ اس پر اتفاق نہیں کیا۔ ہندسے بھی لکھے اور نمبر بھی ڈالے۔ لعنت نمبر ۱، لعنت نمبر ۲، لعنت نمبر ۳۔ لکھتے لکھتے ہزار دفعہ لفظ اور ہزار دفعہ ایک سے لے کر ہزار تک ہندسے بھی ڈالے پانچ صفحے اپنی کتاب کے صرف لعنت لکھنے پر خرچ کر دیئے۔

ہمارے بزرگ تھے مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادی رحمۃ اللہ علیہ، وہ فرماتے تھے

یہ قادیانیوں کا ''درود ہزارہ'' ہے۔ ماشاءاللہ! یہ جو لعنت، لعنت کی گردان چل رہی ہے۔ اگر خرچ اتنا ہے تو آمدن کتنی ہوگی۔

تصنیف سے کوئی نبی نہیں بنتا

میرے بھائیو! میں درخواست کرتا ہوں آپ دوست سوچیں گے کہ یہ جو مرزا قادیانی کتابیں لکھتا تھا شاید کوئی بڑا عالم دین ہوگا۔ چلیں! آپ کے اس نقطے کو بھی حل کئے دیتا ہوں۔ ایک کتاب امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔ جس کا نام ''مسند احمد'' ہے۔ اس کی اب تخریج ہو کر آئی ہے۔ اب پچاس جلدوں سے زیادہ پر وہ مشتمل ہے۔ ایک کتاب ''تاریخ دمشق'' ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ کی تخریج کے بعد ایک سو بیس جلدوں میں اب باہر آئی ہے۔ آپ حضرات کے اس مدرسہ کی لائبریری میں وہ تفسیر بھی غالباً موجود ہے جس کی ایک سو بیس جلدیں ہیں۔ اگر کتابیں لکھنے سے کوئی نبی بن سکتا ہے، تو میرے خیال میں ۷۰ سے زیادہ کتابیں تو میں نے بھی لکھ دی ہیں۔ یہ کیا ہوا کوئی آدمی کتابیں لکھنے سے اچھا مصنف ہو سکتا ہے۔ اگر اس کی کتابوں میں کچھ میٹر ہو، اچھا لکھنے والا ہوسکتا ہے۔ نبی نہیں ہوسکتا۔ نبوت قلم کار نہیں ہوا کرتی۔

مرزا قادیانی کی عربی دانی

بھائیو! جہاں تک مرزا قادیانی کا حال ہے آپ حضرات اہل علم ہیں۔ میں ایک بات اور عرض کرتا ہوں آپ کے ذوق کے لئے کہ مرزا قادیانی نے اپنی ایک کتاب میں بحث اٹھائی، یہ جو فاحشہ عورتیں ہیں، یہ غیر محرم مردوں کے ساتھ تعلق قائم کر کے بوس و کنار کرتی ہیں۔ یہ عربی میں اس کو لکھنا چاہتا ہے ''وبوسهن و كنارهن'' اب کوئی بالکل ابتدائی درجے کا صرف ونحو پڑھا ہوا بھی جانتا ہے اس بات کو کہ یہ بوسہ عربی کا لفظ نہیں۔ لیکن مرزا قادیانی کے علم کی یہ حالت تھی اور اس کی لکھائی کی رفتار کا یہ عالم تھا پچاس جلدیں لکھنے کا وعدہ کیا۔ چار کتابیں لکھیں۔ عرصہ تک لوگوں سے پیسے لئے گئے پچاس جلدوں کے اور کتابیں دیں چار۔ چھیالیس کتابوں کے پیسے اس کے نام۔ عوام کتاب کا مطالبہ کرتے ہیں

اور حضرت صاحب کتاب لکھنے کا نام نہیں لیتے۔ اور کتابیں لکھتا رہا، یہ کتاب نہیں لکھی۔ لوگوں نے کہا: پیسے لئے۔ یہ کیا وعدہ خلافی ہے۔

☆ ...... تم بڑے حرام خور ہو۔

☆ ...... تم بڑے جھوٹے ہو۔

☆ ...... تم بڑے مکار ہو۔

☆ ...... تم بڑے وعدہ خلاف ہو۔

طرح طرح کی باتیں ہوئی تو مرزے قادیانی نے براہین احمدیہ کی پانچویں جلد لکھی۔ اس میں لکھا کہ:

''میرا پچاس جلدیں لکھنے کا ارادہ تھا لیکن پچاس اور پانچ میں صرف ایک صفر کا فرق ہے۔'' (براہین احمدیہ حصہ پنجم، دیباچہ: ص ۷، خزائن ج ۲۱ ص ۹)

صفر کی کوئی قدر نہیں ہوتی۔ لہٰذا پانچ لکھنے سے پچاس کا وعدہ پورا ہو گیا۔

مرزا قادیانی کی دغابازی

اب میری بات کو سمجھیں۔ اس الو کے پٹھے کا یہ کہنا کہ صفر کی کوئی قیمت نہیں ہوتی۔ ہندسے لکھنے میں جتنی صفر کی قیمت ہے، اتنی تو کسی اور ہندسے کی قیمت نہیں۔

☆ ...... صفر کو ایک کے ساتھ لگاؤ تو یہ اسے دس بنا دے گی۔

☆ ...... صفر کو دس کے ساتھ لگاؤ تو یہ اسے سو بنا دے گی۔

☆ ...... صفر کو سو کے ساتھ لگاؤ تو یہ اسے ہزار بنا دے گی۔

☆ ...... صفر کو ہزار کے ساتھ لگاؤ تو یہ اسے دس ہزار بنا دے گی۔

جبکہ مرزا قادیانی کہتا ہے کہ صفر کی قیمت کوئی نہیں ہوتی۔ بہر حال اب اس کا آسان علاج تو یہ ہے جو ہمارے بزرگوں نے کہا اور لوگوں نے تجربہ کیا۔ ایک صاحب قادیانی کی دکان پر گئے۔ اس نے پچاس روپے لئے۔ ادائیگی کی تاریخ مقرر ہوئی۔ اس تاریخ کو یہ گئے، انہوں نے جا کر اسے پانچ روپے دیئے۔

☆...... قادیانی نے کہا: جی! باقی روپے؟۔

☆...... اس صاحب نے کہا: وہ جی ایک صفر کی بات ہے وہ خود لگا لینا۔

☆...... قادیانی نے کہا: یہ کیا کرتے ہو؟۔

☆...... اس نے کہا: یہ ہوتا ہے۔

☆...... قادیانی نے کہا: میاں! تم نے مجھ سے پچاس لیا تھا۔ پانچ دے رہے ہو، حرام کھا رہے ہو۔ پنتالیس نکالو۔

☆...... اس نے کہا: میاں! غصے کیوں ہوتے ہو؟ یہ صرف ایک صفر کی تو بات ہے۔ گھر جا کے لگا لینا۔

☆...... قادیانی نے کہا: پینتالیس نکالو۔ یہ کیا ہے؟۔

☆...... جب غصے میں آ کر قادیانی نے کہا: یہ کیا ہے؟۔

☆...... تو اس صاحب نے کہا: وہ کیا ہے؟۔

☆...... قادیانی نے کہا: وہ کیا ہوتا ہے؟۔

☆...... اس نے کہا: میں جو کہہ رہا ہوں، یہ مرزا قادیانی نے کہا تھا۔ میں اگر جھوٹا ہوں تو مرزا قایانی بھی جھوٹا ہے اور اگر مرزا سچا تھا اور پینتالیس لینے ہیں تو یہ کہہ دو کہ مرزا قادیانی نے وہ جو عبارت لکھی تھی، اس کو جھوٹا کہو، پیسے لے لو۔ اگر عبارت صحیح ہے تو پھر پینتالیس گئے۔ اب قادیانی کو بڑی مشکل پیش آئی۔ مرزا کو سچا کہے تو پینتالیس گئے۔ اور اگر پینتالیس لینے ہیں تو مرزا ہاتھ سے جاتا ہے۔ اس نے کہا جی وہ جانے اور اس کا کام جانے۔ مجھے تو پینتالیس دو۔

قادیانی دجل اور اس کا جواب

میرے بھائیو! قادیانیوں کے دجل کو سمجھنے کی کوشش کریں۔ ایک دو گھنٹے میں قادیانیوں کے دجل کو آپ دوستوں پر واضح کرنا مجھ مسکین کے لئے ممکن نہیں۔ آپ دوستوں کو صرف میں روشناس کرانا چاہتا ہوں۔ آپ دوست سمجھیں مثلاً قادیانیوں کو کہا گیا

کہ مرزا قادیانی نے پچاس کتابوں کے پیسے لئے اور کتابیں پانچ دیں۔ پینتالیس کتابوں کے یہ پیسے کھا گیا تو یہ حرام خور تھا۔ قادیانی نے اس کا جواب دیا کہ: اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ پر نمازیں فرض کی تھیں پچاس۔ اللہ نے پچاس کو پانچ کر دیا۔ مرزا نے بھی پچاس کو پانچ کر دیا۔ اس نے تو سنت اللہ پر عمل کیا ہے۔

اب میں آپ دوستوں کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ قادیانیوں کے صرف اسی دجل کو سمجھیں تو قادیانیت کی کمینگی آپ دوستوں پر واضح ہو جائے گی کہ ہمیشہ قیاس کرنے کے لئے مقیس اور مقیس علیہ کے لئے ہم وزن ہونا ضروری ہے۔ خالق کے کاموں کو مخلوق کے کاموں پر اور مخلوق کے کاموں کو خالق کے کاموں پر قیاس کرنا یہ قیاس مع الفارق ہے اور قیاس مع الفارق حرام ہوتا ہے۔ اب کیا کیا جائے اس امر کا ایک یہ جواب ہوا۔ دوسرا یہ کہ اللہ پاک نے نمازیں لینی تھیں، امت نے دینی تھیں۔ لینے والے کو حق پہنچتا ہے کہ میں نے اپنا حق معاف کیا۔ دینے والے کو بھی حق پہنچتا ہے کہ وہ کہہ دے کہ اب میں پچاس کے بجائے پانچ دوں گا؟۔ دینے والے کو بھی کبھی حق پہنچتا ہے؟۔

تیسرا جواب یہ کہ اللہ پاک پروردگار عالم نے فرمایا کہ آپ کی امت نمازیں پڑھے پانچ ثواب پچاس کا دوں گا۔ یعنی اللہ فرماتے ہیں پانچ دو، پچاس لو۔ مرزا کہتا ہے پچاس دو پانچ لو۔ میں نے تین جواب دیئے۔ الحمدللہ! تینوں جوابوں کو نہ کوئی قادیانی توڑ سکا ہے اور نہ ان جوابات کو توڑ سکے گا۔

مرزا قادیانی اپنے فتویٰ کی رو سے کافر

میرے بھائیو! اب آپ حضرات توجہ کریں کہ مرزا قادیانی نے اسی اپنی کتاب براہین احمدیہ میں جو اس کی پہلی کتاب تھی، قرآن مجید سے استدلال کر کے کہا کہ:

”حضور ﷺ آخری نبی ہیں۔ حضور ﷺ کے بعد جو نبوت کا دعویٰ کرے، وہ کافر ہے۔“

(مجموعہ اشتہارات: ج۱ص۲۳۰،۲۳۱)

اپنی اسی کتاب میں یہ کہا کہ: ”هُوَ الَّذِیْ أَرْسَلَ رَسُوْلَهُ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ

الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ. (الصف:۹) یہ آیت جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیشگوئی ہے اور جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ سے ظہور میں آئے گا جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق واقطار میں پھیل جائے گا۔‘‘

(براہین احمدیہ: ج۱، ص۴۹۸، خزائن: ج۱، ص۵۹۳)

وہ اپنی پہلی تصنیف (براہین) میں، آسمانی قرآن مجید کی آفاقی آیات مبارکہ کے حوالے سے خود تسلیم کرتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آخری نبی ہیں اور یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قرآن مجید کے نقطہ نظر سے دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے۔ جس وقت مرزا قادیانی یہ کتاب لکھ رہا تھا، اس وقت:

☆ ...... خود کو مامور من اللہ بھی کہتا تھا۔

☆ ...... خود کو مجدد بھی کہتا تھا۔

☆ ...... خود کو ملہم من اللہ بھی کہتا تھا۔

یعنی اپنے متعلق یہ کہتا تھا کہ مجھے اللہ کی طرف سے الہام ہوتے ہیں۔ اب

☆ ...... مأمور من اللہ ہونا۔

☆ ...... مجدد کی شان رکھنا۔

☆ ...... ملہم من اللہ ہونا۔

ان تمام تر دعوؤں کے باوجود مرزا قادیانی اس زمانے میں کہہ رہا تھا کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی آخری نبی ہیں۔

علماء لدھیانہ کا کفر کا فتویٰ

اب میں آپ دوستوں کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ جس وقت مرزا قادیانی کی یہ کتاب سامنے آئی، اس وقت ہمارے بزرگان دین، علماء لدھیانہ میں سے مولانا عبدالعزیز لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا محمد لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ ان حضرات نے مرزا قادیانی کے یہ خودساختہ الہام پڑھنے کے بعد کہہ دیا کہ مرزا قادیانی یہ ملحد ہے۔ یہ زنادقہ کی طرف جا رہا

ہے۔اس کا راستہ نہ روکا گیا تو یہ ارتداد اختیار کرلے گا۔ چنانچہ انہوں نے ابتداء ہی میں اس کے متعلق کہہ دیا کہ یہ ملحد اور زندیق ہے۔ یہ مسلمانوں کے زمرے میں شامل نہیں۔

میرے بھائیو! ایک اور بزرگ تھے مولانا غلام دستگیر رحمۃ اللہ علیہ۔ یہ قصور کے تھے۔ انہوں نے مرزا قادیانی کے ان الہامات کو پڑھنے کے بعد مرزا قادیانی کو خط لکھا کہ تم مجھے وقت دو، میں تمہارے ساتھ:

☆ ...... روبرو بیٹھ کر۔

☆ ...... آمنے سامنے بیٹھ کر۔

☆ ...... شانہ بشانہ بیٹھ کر۔

☆ ...... زانو بہ زانو۔

تمہارے الہامات پر تمہارے ساتھ گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔ لیکن مرزا قادیانی کو سامنے آنے کی جرأت نہ ہوئی۔ تب مولانا غلام دستگیر قصوری رحمۃ اللہ علیہ نے فتویٰ مرتب کر کے عرب کے علماء کے پاس بھجوایا۔ وہاں سے ان لوگوں نے کہا کہ: جس آدمی کے یہ دعوے ہیں کہ مجھے یہ الہام ہوتا ہے، یہ الہام ہوتا ہے۔ یہ ہوتا ہے، یہ آدمی اہل سنت میں شامل نہیں اور یہ شخص ملحد اور زندیق ہے۔ اس سے بچنا امت کے لئے لازمی ہے۔ مولانا غلام دستگیر قصوری رحمۃ اللہ علیہ جس زمانے میں مرزا قادیانی کے متعلق فتوے مانگ رہے تھے۔ مولانا عبداللہ لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا غلام دستگیر قصوری رحمۃ اللہ علیہ اور لدھیانہ کے علماء مرزا قادیانی کے مقابلے میں خم ٹھونک کر میدان میں آئے تھے۔

اس زمانے میں اہلحدیث مکتبہ فکر کے عالم دین مولانا محمد حسین بٹالوی رحمۃ اللہ علیہ وہ مرزا کی صفائی کے وکیل ہونے کا کردار ادا کر رہے تھے۔ مرزا قادیانی کے ان تمام تر خود ساختہ الہامات کو وہ تاویل کے چکر میں گول کر کے نکال دینا چاہتے تھے کہ کسی طرح پاس ہو جائے۔ اس زمانے میں انہوں نے براہین احمدیہ پر ایک تقریظ بھی لکھی۔ وہ تقریظ آج تک گلے کی اندر اٹکی ہوئی ہے کہ اس میں بہت ساری انہوں نے مرزا قادیانی کی تائید اور حمایت بھی کی۔ لیکن اس کریم کے کرم کے اپنے فیصلے ہوتے ہیں۔

ادھر علماء کرام کھڑے ہوئے۔ مرزا قادیانی لدھیانہ آیا تو لدھیانہ کے اندر علماء نے اسے مناظرے کا چیلنج دیا۔ ادھر رب کریم نے کرم کیا کہ مولانا غلام دستگیر قصوری کے پاس وہاں سے فتوے آ گئے۔ فتوے آنے کے بعد ان حضرات نے کمال دیانت دکھائی کہ انہوں نے فتوے کو شائع نہیں کیا۔

اس زمانے میں جو رئیس نامی گرامی تھے، ان کو انہوں نے کہا کہ: آپ مرزے قادیانی کے ساتھ رابطہ قائم کریں۔ میرے پاس فتوے بھی آ گئے ہیں، میری اپنی رائے بھی ہے۔ مرزا قادیانی کفر کے راستہ پر چل نکلا ہے۔ یہ میرے ساتھ بیٹھ کر مناظرہ کر لے۔ اگر توبہ کرتا ہے تو میں فتویٰ شائع نہیں کرتا اور اگر مرزا قادیانی توبہ نہیں کرتا تو پھر میں مجبور ہو جاؤں گا اس بات پر کہ ان تمام تر فتویٰ جات کو چھاپ دوں۔ ادھر اللہ نے کرم کا معاملہ کیا کہ محمد حسین بٹالوی پر بھی حقیقت منکشف ہوگئی۔ اس نے بھی اعلان کر دیا کہ مرزا قادیانی کافر ہے۔ اب وہی جو اس کے حامی، وہ بھی اس کے مخالف قرار پائے۔ اس کی تفصیلات ہیں میں ان تفصیلات میں نہیں جا رہا۔ مجھے اور آگے بہت سارا سفر کرنا ہے۔

حاجی امداد اللہ رحمۃ اللہ علیہ کا پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو مرزا کے تعاقب کا حکم

میرے بھائیو! اس زمانے میں جبکہ مرزا قادیانی نے ابھی جھوٹی نبوت کا دعویٰ نہیں کیا تھا۔ چھوٹے موٹے اور دعوے کر رہا تھا۔ ابھی نبوت کا دعویٰ صراحت کے ساتھ نہیں کیا تھا۔ اس زمانے میں حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ یہاں سے ہجرت کر کے حجاز مقدس تشریف لے گئے۔ حضرت مولانا پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ بھی یہاں سے سفر کر کے حجاز مقدس گئے۔ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ، حجاز مقدس میں پہلے تشریف فرما تھے۔ حضرت حاجی امداد اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی ان سے ملاقات ہوئی۔ مولانا پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے پہلی مجلس میں بیعت بھی کیا۔ خلافت بھی دی۔

اب آپ حضرات یہ سمجھیں۔ یہ یار لوگوں نے اپنی گفتگو کی وجہ سے یہ بہت ساری خلیج حائل کر دی۔ ورنہ یہ حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ یہ دونوں ایک استاد کے شاگرد ہیں۔ اور یہ شاگرد ہیں حضرت مولانا احمد علی محدث سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ کے۔ مولانا احمد علی سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ وہ ہیں جو مظاہر العلوم سہارنپور مدرسہ کے بانی بھی تھے۔ اب میں آپ حضرات سے درخواست کرتا ہوں اور وہ آگے چل کر ان کا سلسلہ پہنچا ہے حضرت مولانا عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ۔

تحفظ ختم نبوت اور بزرگان دین

میرے بھائیو! اب آپ حضرات توجہ کریں۔ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ یہ دونوں بھی خلیفہ ہیں حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کے اور پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ بھی خلیفہ ہیں۔ حضرت حاجی امداد اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے ایک۔ ہمارے پنجاب کے اندر لڑی نکلتی ہے، یہ جو تونسہ والے حضرات ہیں۔ میری مراد حضرت گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت خواجہ سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت تھے۔ یہ آپ کے سیال شریف والے بھی ان سے بیعت تھے۔

اب میں آپ حضرات سے درخواست کرتا ہوں کہ حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک سلسلہ وہ ہے اور ایک سلسلہ یہ ہے اور رب کریم کی شان بے نیازی آپ حضرات میرے متعلق چاہیں جو رائے قائم کریں لیکن یہ حقیقت ہے کہ میرے نزدیک جس آدمی نے ساری زندگی میں مرزا قادیانی کے خلاف ایک قدم بھی اٹھایا ہے۔ میں آج بھی اسے امت کا محسن سمجھتا ہوں۔ میری یہ رائے ہے، غلط ہو سکتی ہے۔ اختلاف کرنا آپ دوستوں کا حق ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ وقت آیا تو یہی اپنے تونسہ والے یہی سیال شریف والے خود حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ زندگی بھر مرزا قادیانی کے مقابلے میں سینہ تان کر بہادروں کی طرح سامنے کھڑے رہے۔

بھائیو! میں اب عرض کرتا ہوں کہ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کو بیعت کیا اور خلافت دی اور ساتھ میں حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کو فرمایا کہ آپ تشریف لے جائیں ہندستان میں، وہاں ایک فتنہ سر اٹھانے والا ہے۔ حق تعالیٰ شانہ آپ سے اس فتنہ کے خلاف کام لیں گے۔ اگر آپ کام کریں گے تو اللہ آپ کو اجر دیں گے۔ خالی آپ بیٹھے بھی رہے تو آپ کا خالی بیٹھے رہنا بھی فائدہ سے خالی نہیں ہوگا۔

حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: میں واپس آیا، میری توجہ نہ گئی کہ فتنہ سے مراد کیا ہے۔ حتیٰ کہ مرزا قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کیا تو خواب میں مجھے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

”مہر علی شاہ! مرزا قادیانی بمقراض الحاد احادیث من را پارہ پارہ مے کرد و تو خاموش نشستی“ ﴿مہر علی شاہ! مرزا قادیانی بے دینی کی قینچی لے کر میرے دین کے ٹکڑے کر رہا ہے اور تم خاموش بیٹھے ہو۔﴾

میرے بھائیو! تب امت مسلمہ نے اس کے خلاف جدوجہد کی۔ جماعتی حیثیت میں آگے چل کر یہ اعزاز حاصل ہوا حضرت مولانا سید انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کو۔ حضرت مولانا انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ، مولانا بدر عالم میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ، مولانا مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا مرتضیٰ حسن چاند پوری رحمۃ اللہ علیہ، علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ جیسے عظیم مناظرین کو انہوں نے میدان میں اتارا۔

ایک تازہ دم فوج کے جرنیل، مرزا قادیانی کے مقابلے میں یہ آئے تو مرزے قادیانی کو ان سے جان چھڑانا مشکل ہوگئی۔ اس کی تفصیلات ہیں اور ان تفصیلات کو بیان کرنا اس مختصر وقت میں مجھ مسکین کے لئے ممکن نہیں۔

مرزا قادیانی کے کفر پر تمام مکاتب فکر کا اجماع

میرے بھائیو! انفرادی طور پر فتوے آتے رہے۔ مولانا غلام دستگیر نے بھی فتویٰ جاری کیا۔ میں دیکھتا ہوں مولانا محمد حسین بٹالوی نے بھی فتویٰ دیا اور پھر میں دیکھتا ہوں کہ ایک وقت آیا کہ آپ حضرات کے دارالعلوم دیوبند سے ایک فتویٰ حضرت مولانا سہول خان صاحب نے مرتب کیا۔ وہ اتنا جامع فتویٰ ہے کہ آج ایک صدی سے زیادہ وقت گزرنے کے باوجود اس میں ایک جملہ کا بھی اضافہ کرنا یا ایک کلمہ کی کمی کرنا اب بھی ممکن نہیں۔ وہ اتنا جامع فتویٰ ہے، چھ سو کے قریب آپ حضرات کے اس برصغیر کے خطہ کے تمام اکابر علماء:

☆ ...... حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ ہوں۔

☆ ...... حضرت شیخ الہند محمود حسن دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ ہوں۔

☆ ...... حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ ہوں۔

☆ ...... حضرت شاہ عبدالرحیم رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ ہوں۔

☆ ...... حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ ہوں۔

☆ ...... حضرت مولانا سید انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ ہوں۔

☆ ...... حضرت مولانا پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ ہوں۔

☆ ...... وہ چاہے رام پور کے حضرات علماء کرام ہوں۔

☆ ...... وہ چاہے کان پور کے حضرات علماء کرام ہوں۔

☆ ...... وہ چاہے دہلی کے حضرات زعماء ہوں۔

☆ ...... وہ دیکھیں مولانا ثناء اللہ امرتسری۔

☆ ...... وہ دیکھیں مولانا نذیر حسین۔

☆ ...... وہ دیکھیں مولانا محمد حسین بٹالوی۔

☆ ...... وہ دیکھیں علامہ علی الحائری۔

اس زمانے میں ان تمام حضرات علماء کرام نے دیوبندی، بریلوی، شیعہ، سنی کی تمیز کئے بغیر تمام تر مکاتب فکر جو آپ حضرات کے برصغیر میں پائے جاتے تھے، چھ سو علماء کرام نے یہ فتویٰ جاری کیا۔ کم ازکم آج کی زبان میں میں یہ کہتا ہوں کہ آج اس فتوے پر برصغیر کے علماء کا اجماع منعقد ہوا اس بات پر کہ مرزا قادیانی اور اس کے ماننے والے کافر ہیں۔

مرزا قادیانی کے کفر پر عدالتوں کا فیصلہ

میرے بھائیو! اس کے بعد پھر عدالتی سطح پر جدوجہد شروع ہوئی۔

☆ ...... بھاگلپور میں ایک کیس چلا۔

☆ ...... ڈیرہ غازیخان کے اندر ایک کیس چلا۔

☆ ...... بہاولپور کے اندر ایک کیس چلا۔

☆ ...... اس میں حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ۔

☆ ...... حضرت مولانا ابوالوفاء شاہ جہان پوری رحمۃ اللہ علیہ۔

☆ ...... حضرت مولانا مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ۔

☆ ...... خود حضرت مولانا سید انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ۔

☆ ...... مولانا محمد حسین کولوتارڑوی رحمۃ اللہ علیہ۔

اور پتہ نہیں امت کے کون کون سے حضرات اس کے اندر شریک ہوئے۔

آپ حضرات جہاں بیٹھے ہیں اس کو ضلع لگتا ہے سرگودھا کا۔ اسی سرگودھا کے ضلع میں ایک قصبہ ہے اس کا نام ہے بھیرہ۔ یہ جو مرزا قادیانی کا نام نہاد پہلا خلیفہ تھا نورالدین، وہ بھی بھیرہ کا رہنے والا تھا۔

قادیانی مبلغین کا تعاقب

برادران اسلام! اسی بھیرہ میں ایک بزرگ عالم دین تھے حضرت مولانا ظہور احمد

بگوی رحمۃ اللہ علیہ۔ قادیانیوں نے پانچ، چھ، سات، آٹھ مبلغین کی ایک ٹیم بھیجی کہ اس خطے (بھیرہ) کا تم سروے کر کے مرزا قادیانی کے متعلق جلسے کر کے تم ماحول پیدا کرو۔ علماء کو چیلنج دو۔ تمہارے مقابلے میں کوئی نہ آئے تو تم اپنی فتح کے شادیانے بجاؤ۔

مولانا ظہور احمد بگوی رحمۃ اللہ علیہ کو پتہ چلا، انہوں نے علماء کرام کی ایک ٹیم تیار کی جن میں حضرت مولانا لال حسین اختر رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا ظہور احمد بگوی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا عبدالرحمٰن میانوی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ سرگودھا والے جو شاگرد تھے سید انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے۔ ایک اور بزرگ تھے اب ان کا نام یاد نہیں وہ خوشاب کے تھے۔ میں نے ان کی زیارت بھی کی ہے، شامل تھے۔ جہاں قادیانی ہوتے وہاں یہ پہنچ جاتے۔ اب قادیانیوں نے مثلاً آج سفر کرنا ہے۔ ان حضرات کو پتہ نہیں، یہ کہاں جائیں گے۔

چنانچہ پہلے قادیانی اسٹیشن سے ٹکٹ لیتے۔ پھر یہ حضرات اسٹیشن پر چلے جاتے اور اسٹیشن ماسٹر کو کہتے کہ وہ جو سامنے کھڑے ہیں جہاں کا ٹکٹ انہوں نے لیا ہے وہاں کا ٹکٹ ہمیں بھی دے دو۔ اس جذبے کے تحت مقابلہ کیا۔ قادیانیوں نے دو، تین جگہ جلسہ کرنے کی کوشش کی مگر وہ سمجھتے تھے کہ علماء کرام کی ایک ٹیم آفت بن کر ان کے پیچھے پیچھے ہے۔ ان کو جان چھڑانی مشکل ہوگئی۔

وہ جہاں سٹیج لگاتے یہ مقابلے میں لگا لیتے۔ وہ ایک کہتے، یہ دس سنا دیتے۔ قادیانیوں کا ان حضرات کو چیلنج کرنا تو درکنار، جان چھڑانی بھی مشکل ہوگئی۔ قادیانیوں نے پھر چکر کیا کہ ٹکٹ لیا بھلوال کا اور اتر گئے کوٹ مومن۔ انہوں نے بھی بھلوال کا ٹکٹ لیا۔ اب یہ بھلوال جا رہے ہیں، وہ کوٹ مومن اتر گئے۔ یہ پھر بھلوال سے واپس آئے، اس کوٹ مومن اسٹیشن پر آ کر پوچھا کہ قادیانی کدھر گئے؟ انہوں نے کہا: فلاں گاؤں میں۔ وہاں کے مسلمان پریشان کہ قادیانیوں نے جلسہ قائم کر لیا۔ اب ہمارے پاس ٹیم کوئی نہیں۔ ہم ان کو جواب دیں تو کیا دیں؟۔ وہ پریشان تھے کہ ادھر دیکھا کہ بغیر کسی دعوت کے علماء کی جماعت آ رہی ہے۔

احتساب قادیانیت ردقادیانیت پرانسائیکلوپیڈیا

میرے بھائیو! ایسے بھی ہوا قادیانیوں نے مناظرے کے چیلنج خود کیئے۔ خوشاب میں ایک جگہ ہے ’’کچا مجوکہ‘‘ وہاں پر خوشاب اور سرگودھا سے یہ حضرات مناظرے میں آئے۔ اس زمانے میں مناظرے کی کتابیں لکھی گئیں۔ آپ دوستوں کو جان کر خوشی ہوگی کہ الحمدللہ! اس ڈیڑھ سو سالہ دور میں قادیانیوں کے خلاف جو اہم ترین کتابچے لکھے گئے اور زندگی میں ایک بار شائع ہوئے پھر شائع نہیں ہوئے۔ مسکین کو اللہ نے یہ توفیق بخشی کہ ایک ایک رسالہ، ایک ایک ورق جمع کر کے چھپن جلدوں (جو کہ اب ساٹھ جلدوں) پر مشتمل احتساب قادیانیت کے نام سے ہم نے مرتب کر دی اور ابھی تک یہ کام (محاسبہ قادیانیت کے نام سے) جاری ہے۔

میرے بھائیو! ایک کتاب کی تلاش کے لئے ۳۱ سال تک مجھے محنت کرنا پڑی۔ ۳۱ سال آج بچہ پیدا ہونے کے بعد ۳۱ سال میں جوان ہو کر شادی کر کے باپ بن جاتا ہے۔ اور میں اتنا عرصہ ایک ایک کتاب کی تلاش میں رہا۔ مرزا قادیانی نے ایک قصیدہ لکھا تھا۔ اس کے قصیدے کے جواب میں ہمارے علماء نے جو قصائد لکھے وہ پانچ، سات میرے پاس جمع تھے۔ میں ایک جلد میں شائع کرنا چاہتا تھا۔ ایک قصیدہ مولانا قاضی ظفرالدین نے لکھا۔ وہ قصیدہ مل نہیں رہا تھا، وہ کتابی شکل میں شائع نہیں ہوا۔ اخبار وہ پورا نہیں ہو رہا تھا۔ ۳۱ سال تک آپ تصور نہیں کر سکتے جھنڈیر لائبریری سے لے کر بنارس لائبریری تک۔ ساری لائبریریاں چھانٹ ماریں۔ دیوبند والوں کو، لکھنؤ والوں کو، ندوہ والوں کو مونگیر والوں کو۔ پتہ نہیں کہاں کہاں اس کے لئے کوشش کی۔ ابھی دو ہفتے پہلے وہ قصیدہ پورا ملا۔ اب اس کا ترجمہ کرنے کے لئے ایک دوست کی ڈیوٹی لگائی۔ اب ان شاء اللہ! اللہ رب العزت کو منظور ہے تو مرنے سے پہلے مرزا قادیانی کے قصیدے کے جواب میں امت نے جتنے قصیدے لکھے تھے، ان پر مشتمل ایک یا دو جلدیں لکھ کر قادیانیوں کے بوتھے پر مار جائیں گے کہ یہ جواب ہے تمہارے اس چیلنج کا:

امت مسلمہ نے قادیانیت کے مقابلہ میں شکست نہیں کھائی

میرے بھائیو! میں عرض کرتا ہوں کہ حضرات علماء کرام نے:

☆...... فتوی کے ذریعے۔

☆...... مناظرہ کے ذریعے۔

☆...... عدالتوں کے ذریعے۔

☆...... جلسوں کے ذریعے۔

قادیانیت کا تعاقب کیا۔ آج میں علیٰ وجہ البصیرت، ڈنکے کی چوٹ پر، سینہ تان کے آپ دوستوں کے سامنے اپنے قادیانی دشمن کو یہ پیغام دے سکتا ہوں کہ رب محمد ﷺ کی قسم! کوئی ایک ایسا میدان نہیں جہاں قادیانیوں نے امت کو للکارا ہو اور امت نے قادیانیوں کے چیلنج کو قبول نہ کیا ہو۔ ایک میدان ایسا نہیں اور پھر سنیں! جس جگہ اور جہاں پر قادیانیوں نے امت کو پکارا۔ امت وہاں پر گئی، جہاں امت گئی وہاں قادیانی ذلیل ہوئے۔ اللہ نے امت کو کامیاب کیا۔ سبحان اللہ!

بھائیو! تحدیث بالنعمت کے طور پر کہتا ہوں کہ ایک میدان بھی ایسا نہیں:

☆...... نہ تحریر کا، نہ تقریر کا۔

☆...... نہ مناظرے کا، نہ تبلیغ کا۔

☆...... نہ چیلنج کا، نہ موومنٹ کا۔

☆...... نہ عدالت کا، نہ فتوے کا۔

☆...... نہ مقامی عدالتوں کا، نہ سپریم کورٹ کا۔

☆...... نہ منبر و محراب کا نہ نیشنل اسمبلی کا۔

ایک مرحلہ بھی ایسا نہیں کہ جب قادیانیوں کا اور امت مسلمہ کا مقابلہ ہوا ہو اور امت شکست سے دوچار ہوئی ہو۔ ایک بھی میدان ایسا نہیں۔ میں علیٰ وجہ البصیرت کہتا ہوں:

رب محمد ﷺ کی قسم! اس مسئلے کے لئے اگر تم ایک قدم آگے بڑھو گے۔ رب کی رحمت دس قدم آگے بڑھ کر آپ کا استقبال کرے گی۔

قادیانیت کا کیس سمجھیں

میرے بھائیو! آپ توجہ کریں پھر ایک وقت آیا کہ آپ حضرات کا پاکستان بنا۔ مرزا قادیانی سن ۱۹۰۸ء میں مرا۔ پاکستان بنا، مرزے قادیانی کے مرنے کے ۴۰ سال۔ بعد اب آپ دوست توجہ کریں۔ مرزے کی عادت تھی کہ الٹے پلٹے دعوے کیا کرتا تھا۔

☆ ...... کبھی کہتا ہے کہ میں مسیح ہوں۔

☆ ...... کبھی کہتا ہے کہ میں مہدی ہوں۔

☆ ...... کبھی کہتا ہے کہ میں کرشن ہوں۔

☆ ...... کبھی کہتا ہے کہ میں جےسنگھ بہادر ہوں۔

☆ ...... کبھی کہتا ہے کہ میں رودر گوپال ہوں۔

☆ ...... کبھی کہتا ہے کہ میں خدا ہوں۔

☆ ...... کبھی کہتا ہے کہ میں خدا کی بیوی ہوں۔

مجھے کہتے ہوئے شرم آتی ہے مرزا قادیانی کی اس کفریہ عبارتوں کو بتانے کی۔

میرے بھائیو! اس وقت میں آپ کو تاریخ کے مرحلے سے گزارنا چاہتا ہوں کہ قادیانیت کے خدوخال آپ کے سامنے آجائیں۔ ایک ہمارے بزرگ تھے، وہ جمعیت علماء اسلام کے ساتھ وابستہ تھے اور وہ حضرت مولانا شمس الحق افغانی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا محمد شریف کاشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد تھے۔ بڑے متقی اور فلسفی عالم دین تھے۔ ان کا نام تھا: سائیں مولانا عبدالغفور قاسمی رحمۃ اللہ علیہ۔ بڑے بذلہ سنج آدمی، بہت ہی پتے کی باتیں خوش طبعی میں کہہ جاتے تھے۔ وہ لگے کہنے کہ: مرزا قادیانی کی عادت تھی کہ جس آدمی کے منصب کو خالی دیکھتا، وہ اس کے اوپر بیٹھ جاتا اور میرے خیال میں دیکھیں اور سنیں: جس طرح رحمت

عالم ﷺ کی عظمت بیان کرنا دین ہے، اسی طرح حضور ﷺ کے دشمن کو ذلیل کرنا یہ بھی دین ہے۔

مرزا قادیانی کا آپ ﷺ کی اہانت کرنا

آپ دوست کم از کم میری اس عمر کا اور منصب کا اندازہ فرمائیں، میں اس سطح پر آ کر قادیانیت کا کیس آپ کو اس لئے سمجھانا چاہتا ہوں کہ اس بدنصیب مرزا قادیانی نے براہ راست پیغمبر اسلام ﷺ کی اہانت کی۔ مثلاً:

☆...... وہ کہتا ہے کہ: ''حضور ﷺ کے معجزات تین ہزار تھے۔''

(تحفہ گولڑویہ: ص۱۰۱، خزائن: ج۱۷، ص۲۶۳ حاشیہ)

☆...... اپنے بارے میں کہتا ہے کہ: ''میرے معجزات دس لاکھ سے بھی زیادہ ہیں۔''

(براہین احمدیہ حصہ پنجم: ص۵۶، خزائن: ج۲۱، ص۷۲)

☆...... وہ کہتا ہے کہ: ''حضور ﷺ کے زمانے میں دین اسلام کی کیفیت پہلی رات کے چاند کی تھی۔''

(خطبہ الہامیہ: ص۱۸۴، خزائن: ج۱۶، ص۲۷۵)

☆...... اپنے بارے میں کہتا ہے کہ: ''میرے زمانے میں دین اسلام کی کیفیت وہ بدر تام کی ہے اور چودھویں کے رات کے چاند کی طرح ہے۔''

(خطبہ الہامیہ: ص۱۸۴، خزائن: ج۱۶، ص۲۷۵)

☆...... وہ کہتا ہے کہ: ''میں محمد رسول اللہ ﷺ سے بھی افضل ہوں۔''

(الفضل قادیان مورخہ ۱۵/ جولائی ۱۹۲۲ء)

اب آپ دوست سمجھیں کہ کیا توقع ہے آپ دوستوں کی کہ قادیان کا کذاب براہ راست پیغمبر اسلام ﷺ کی اہانت کرے، میں اس کی رعایت کروں۔ کہو: یہ نہیں ہوسکتا ......نہیں ہوسکتا۔

حضور ﷺ کے دشمن سے بغض رکھنا ایمان ہے

بھائیو! جس طرح رحمت عالم ﷺ کی ذات اقدس کے ساتھ محبت کرنا، ایمان کی

نشانی ہے۔ اسی طرح حضور ﷺ کے دشمن کے ساتھ بغض رکھنا، یہ بھی ایمان کی نشانی ہے۔اب آپ توجہ کریں کہ قادیان کے اس کذاب نے بہت سارے الٹے پلٹے دعوے کئے۔لیکن یہ اپنے انجام کو پہنچا۔ قے اور دست کرتے ہوئے اس کی موت واقع ہوئی۔پھر مرزے کی موت کے بعد مرزا قادیانی کا

☆...... پہلا خلیفہ بنایا گیا نام نہاد نورالدین کو۔

☆...... اس کے بعد دوسرا خلیفہ بنایا گیا مرزا محمود کو۔

☆...... اس کے بعد تیسرا خلیفہ بنایا گیا مرزا ناصر کو۔

☆...... اس کے بعد چوتھا خلیفہ بنایا گیا مرزا طاہر کو۔

آج کل پانچواں ان کا سوار ہے اس کا نام ہے مرزا مسرور۔لیکن آپ دوست توجہ کریں! اب قادیانیوں کے دو گروپ ہیں: ایک کا نام ہے: ''لاہوری'' اور دوسرے کو کہتے ہیں: ''قادیانی''۔

مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا: حضرت! لاہوریوں میں اور قادیانیوں میں فرق کیا ہے؟۔مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے فی البدیہہ فرمایا کہ: خنزیر، خنزیر ہوتا ہے۔ چاہے کالے رنگ کا ہو یا گورے رنگ کا۔تمام تر مرزائیوں کا خواہ وہ لاہوری ہوں یا قادیانی، ان کا عقیدہ یہ ہے کہ مرزا قادیانی اپنے دعویٰ میں سچا تھا۔تو اس کے علاوہ مرزا قادیانی کا ایک دعویٰ یہ تھا کہ: میں نبی ہوں۔ مثلاً:

اس نے کہا کہ: ''سچا خدا وہ ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔''

(دافع البلاء: ص۱۱، خزائن: ج۱۸، ۲۳۱)

مثلاً اس نے یہ کہا کہ: ''میرا یہ دعویٰ ہے کہ میں نبی اور رسول ہوں۔''

(ملفوظات: ج۵، ص۴۷۷، طبع جدید)

مثلاً اس نے کہا کہ: ''خداوند کریم نے قرآن مجید میں میرے متعلق کہا محمد رسول اللہ ﷺ اس آیت میں اللہ نے مجھے کہا ہے مرزا قادیانی محمد بھی تو ہے اور رسول اللہ بھی تو ہے۔''

(ایک غلطی کا ازالہ: ص۳، خزائن: ج۱۸، ص۲۰۷)

اب آپ سمجھیں کہ: مرزے قادیانی کا صرف

☆...... مہدی مسیح ہونے کا دعویٰ نہیں۔

☆...... مجدد ہونے کا دعویٰ نہیں۔

☆...... نبوت اور رسالت کا دعویٰ نہیں۔

☆...... محمد عربی ﷺ ہونے کا دعویٰ ہے۔

قادیانیت نام ہے محمد ﷺ سے دشمنی کا

دوستو! قادیانیت کسی مذہب اور عقیدے کا نام نہیں۔ قادیانیت نام ہے محمد عربی ﷺ کی دشمنی کا۔ قادیانی ایسے کافر ہیں جن کے کفر پر پوری امت مسلمہ کا اتفاق ہے۔ امت میں ایک گروہ بھی ایسا نہیں جو قادیانیوں کو کافر نہ سمجھتا ہو۔ اب میں صرف امت اجابت کی بات نہیں کر رہا۔ دعوت کی بھی بات کر رہا ہوں۔ خود مسیحی دوست بھی قادیانیوں کو مسلمانوں کا حصہ نہیں سمجھتے۔ یہ امت کی اس جدوجہد کا نتیجہ ہے کہ امت نے:

☆...... صبح وشام۔

☆...... دن ورات۔

☆...... گرمی وسردی۔

☆...... اندھیرے واجالے۔

کی تمیز کئے بغیر اخلاص کے ساتھ اپنی جدوجہد جاری رکھی اور حق تعالیٰ نے انہیں ہر میدان میں کامیابی اور کامرانی سے سرفراز کیا۔

اب آپ دوست اس بات کو سمجھیں: ایک ہے مومن۔ جو اندر بھی مومن، باہر بھی۔ یعنی جو دل میں ایمان، وہی زبان پر۔ یہ ہے مسلمان۔ ایک آدمی وہ ہے کہ زبان پر اسلام، اندر کفر۔ یعنی سینے میں کفر اس کو کہتے ہیں منافق۔ ایک آدمی وہ ہے جو پہلے مسلمان تھا، بعد میں اس نے ارتداد اختیار کر لیا۔ اس کو کہتے ہیں مرتد۔

مرتد کے احکام

بھائیو! مرتد کے احکام یہ ہیں کہ: مرتد خود اس قابل نہیں کہ اس کے ساتھ امت کسی قسم کا تعلق قائم رکھے۔ البتہ مرتد کی آگے چل کر اولاد اس حکم میں ہوتی ہے کہ وہ عام کافروں میں آجاتی ہے۔ ان کے ساتھ کاروبار کی اجازت ہوتی ہے۔ لیکن آج کل کے جیسے قادیانی ہیں: یہ سارے مرتد نہیں۔ بڑی مشکل کے ساتھ اس وقت ایک فیصد قادیانی مرتد نہیں ہوں گے۔ اس لئے کہ یہ نسلی قادیانی ہیں اور میں نے ابھی یہ کہا کہ مرتد کی اولاد عام کافروں کے حکم میں ہوتی ہے۔ عام کافروں کے ساتھ کاروبار کرنے کی بھی اجازت ہے۔ اٹھنے، بیٹھنے کی بھی اجازت ہے، لیکن قادیانیوں کے ساتھ کاروبار کرنے کی اجازت نہیں۔

قادیانی ملحد اور زندیق

آپ کہیں گے ابھی تو کہا کہ مرتد کی اولاد عام کافروں کے حکم میں اور خود مانتے ہیں کہ یہ قادیانی سارے مرتد نہیں۔ ۹۹ فیصد نسلی قادیانی ہیں اور پھر خود کہتے ہیں کہ قادیانیوں کا کوئی فرد:

☆ ...... صحیح ہو یا سقیم۔

☆ ...... مرد ہو یا عورت۔

☆ ...... گورا ہو یا کالا۔

کسی کے ساتھ کاروبار کی اجازت نہیں۔ آخر یہ فرق کیوں؟۔ اب آپ دوست ذرا غور سے سمجھیں۔

ملحد و زندیق کی تعریف

میرے بھائیو! کفر کی اقسام میں سے مرتد کے علاوہ ایک اور قسم ہے جس کو ملحد اور زندیق کہتے ہیں۔ ملحد اور زندیق اس کو کہتے ہیں ”جو اسلام کی اصطلاحات کو تو برقرار رکھے،

لیکن اس کے مفہوم اور معنی اور مراد کو بدل دے۔ اس کو کہتے ہیں زندیق۔‘‘ جیسے:

(شرح المقاصد: ج۲،ص ۲۶۸،طبع دارالمعارف النعمانیہ)

☆...... اسلام: اس سے مراد قادیانیت۔
☆...... رسول: اس سے مراد مرزا قادیانی۔
☆...... محمد رسول اللہ: اس سے مراد مرزا قادیانی۔
☆...... صحابہ: اس سے مراد مرزا قادیانی کے دیکھنے والے۔
☆...... خلیفہ اول: اس سے مراد نورالدین۔
☆...... خلیفہ ثانی: اس سے مراد مرزا محمود۔
☆...... خلیفہ ثالث: اس سے مراد مرزا ناصر۔
☆...... خلیفہ رابع: اس سے مراد مرزا طاہر۔
☆...... خلیفہ خامس: اس سے مراد مرزا مسرور۔

اسلام، صحابہ، اہل بیت، نبی و رسول اور محمد رسول اللہ ﷺ۔ یہ خالصتاً مسلمانوں کی اصطلاحات تھیں جو قادیانیوں نے ان اصطلاحات کو برقرار رکھا۔ لیکن:

☆...... اس کے مفہوم کو بدل دیا۔
☆...... اس کے معنی کو بدل دیا۔
☆...... اس کی مراد کو بدل دیا۔
☆...... اسلام سے مراد: قادیانیت۔
☆...... مسلمان سے مراد: وہ جو مرزا قادیانی کو مانے۔
☆...... اہل بیت سے مراد: وہ جو مرزا قادیانی کا خاندان۔
☆...... صحابہ سے مراد: وہ جو مرزا قادیانی کے خلیفے ہیں۔

تمام تر قادیانی جو آج قادیانی ہوا ہو۔ یا پانچ سو نسلوں سے قادیانی چلا آ رہا ہو۔ یہ تمام تر قادیانی یہی کام کرتے ہیں۔ اس لئے قادیانی زندیق اور ملحد ہیں۔ ایک قادیانی کا بھی اس کے اندر استثناء نہیں۔ جس طرح مرتد کے ساتھ کاروبار کی اجازت نہیں۔ فقہاء نے زندیق اور ملحد کے احکام مرتد سے بھی زیادہ سخت لکھے ہیں۔

بعض حضرات ائمہ کا قول یہ ہے کہ مرتد کی تو توبہ قبول ہے۔ لیکن زندیق کی توبہ بھی قبول نہیں۔ تین امام کہتے ہیں کہ: زندیق کی توبہ قبول نہیں۔ ایک امام کہتے ہیں کہ: اگر وہ گرفتاری سے پہلے توبہ کرلے تو توبہ قبول۔ (البحرالرائق: ج۵،ص۱۳۶)

گرفتاری کے بعد چاروں ائمہ کا اتفاق ہے کہ زندیق کی توبہ قبول نہیں۔

(المغنی لابن قدامہ: ج۱۰،ص۷۸، الشرح الکبیر: ج۱۰،ص۸۹)

یہ تمام تر قادیانی زندیق ہیں۔ ان کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا، میل ملاپ یا کسی قسم کی ملاقات قادیانیوں کے ساتھ روا نہیں۔

امت مسلمہ قادیانیت کے کفر پر متفق

میرے بھائیو! اب میں آپ دوستوں کی خدمت میں عرض کرتا ہوں: ایک وقت تھا کہ آپ کے پاکستان میں قادیانیوں کو کافر کہتے تھے تو کیس بنتے تھے۔ آج اللہ نے اتنا حالات کو بدلہ (الحمدللہ) کہ ملک کا صدر اور پرائم منسٹر صدارت اور وزارت کی کرسی پر اس وقت تک نہیں بیٹھ سکتے، جب تک کہ اپنے حلف نامہ میں حضور ﷺ کی ختم نبوت کا اقرار نہ کرلیں اور مرزا کے کفر کا اعلان نہ کریں۔ ایک وقت تھا کہ منبر پر بات کہنی مشکل تھی۔ ایک وقت آیا کہ وہی نعرہ قومی اسمبلی کے اندر لگا۔ وہی سینٹ کے اندر لگا۔ ایک وقت آیا کہ کعبہ کے دیوار کے سائے میں پوری دنیا کے مسلمانوں کی تنظیمیں جمع ہوئیں۔ انہوں نے قادیانیت کے کفر پر پورے عالم اسلام کا اجماع منعقد کیا۔

آج الحمدللہ! پوزیشن یہ ہے کہ روز بروز قادیانیت اپنی موت کی طرف بڑھ رہی ہے۔ پچھلے مہینے کی بات ہے کہ مجھے ایک دوست نے فون کیا کہ صرف آزاد کشمیر کے ایک گاؤں میں ساٹھ قادیانیوں نے قادیانیت ترک کر کے اسلام قبول کیا ہے۔ اب آپ حضرات کے ملک میں بلدیاتی الیکشن ہونے تھے۔ گورنمنٹ نے ختم نبوت کا حلف نامہ حذف کردیا۔ حالانکہ کینڈیڈیٹوں میں وہ ضروری تھا۔ ہم نے وہ جدوجہد کی مولانا فضل الرحمٰن کی بات ہوئی شہباز شریف سے۔ مولانا فضل الرحمٰن نے کہا کہ: چالیس سال سے پارلیمنٹ کے فیصلے میں آج تک ۸/ الیکشن ہوئے۔ ہر الیکشن میں یہ حلف نامہ موجود تھا۔ آپ کی

گورنمنٹ نے اس کو کیوں حذف کیا؟ تم نے خلاف قانون کام کیا۔ کوئی شخص یہ سمجھتا ہے بغیر ختم نبوت کے حلف نامے کے الیکشن ہو جائے گا۔ تو وہ یادرکھ لے کہ ہم بغیر حلف نامہ کے الیکشن نہیں ہونے دیں گے۔ شہباز شریف نے جواب میں مولانا کو کہا: مجھے پتہ نہیں۔ جنہوں نے غلطی کی میں انکوائری کر کے ان کو بھی سزا دوں گا اور کل جب کاغذ جمع ہونے شروع ہوں گے تو صادق آباد سے لے کر مری تک ایک فارم بھی ختم نبوت کے حلف نامے کے بغیر جمع نہیں ہوگا۔

میرے بھائیو! اب آپ دوست یہ کہیں گے: ہمارا مطالبہ مان لیا گیا۔ میں کہتا ہوں، نہیں۔ اس کی تعبیر یہ ہے کہ چالیس سال کے بعد اس رب کریم نے کرم کیا کہ ایک بار پھر کفر ہارا ہے اور اسلام جیتا ہے۔

اب آپ توجہ کریں گورنمنٹ نے اعلان کیا کہ دس تعلیمی ادارے جن میں تین گوجرانوالہ کے، دو گجرات کے اور پانچ چناب نگر کے یہ تعلیمی ادارے قادیانیوں کو واپس کریں گے۔ ہم نے اس پر محنت کی۔ مولانا سمیع الحق ملنے گئے نواز شریف کو۔ نواز شریف صاحب نے کہا: مولانا! میری طرف سے اخبارات کو بیان دے دیں کہ ایسے نہیں ہوگا۔ آپ کہیں گے کہ: ہمارا مطالبہ مان لیا گیا۔ نہیں! میں کہتا ہوں: ایک دفعہ پھر کفر ہارا ہے اور اسلام جیتا ہے۔ سبحان اللہ!

برادران! آج سے دو تین ہفتے پہلے امریکہ نے اعلان کیا کہ: ہماری گورنمنٹ کے مذہبی امور کے وزیر وہ سردار یوسف صاحب مانسہرہ والے امریکہ میں گئے۔ امریکہ کے سینیٹروں نے کہا کہ: ختم نبوت کے متعلق، قادیانیوں کے متعلق جو قانون ہے، وہ ختم کرو۔ گورنمنٹ نے کہا: وہ ختم نہیں ہوگا۔ میں آپ دوستوں کے توسط سے آپ دوستوں کے ایمان کو مزید مضبوط کرنے کے لئے کہتا ہوں کہ صرف امریکہ نہیں، اس کا باپ بھی کوشش کر لے، اس قانون کو ختم کرنے والے خود ختم ہو جائیں گے مگر قانون ختم نہیں ہوگا۔ ان شاء اللہ!

”وما علینا الا البلاغ المبین“

قادیانیت کا زوال

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى سَيِّدِ الرُّسُلِ وَخَاتَمِ الْاَنْبِيَاءِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهِ الَّذِيْنَ هُمْ خُلَاصَةُ الْعَرَبِ الْعَرْبَاءِ وَخَيْرُ الْخَلَائِقِ بَعْدَ الْاَنْبِيَاءِ. اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ.

و قال الله تعالىٰ: مَّا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَٰكِن رَّسُولَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْماً. (سورة الاحزاب:۴۰)

قال النبی ﷺ: اِنَّهُ سَيَكُوْنُ فِيْ اُمَّتِيْ كَذَّابُوْنَ ثَلَاثُوْنَ وَ فِيْ رِوَايَةٍ دَجَّالُوْنَ (رواہ احمد و طبرانی) كُلُّهُمْ يَزْعَمُ اَنَّهُ نَبِيٌّ وَاَنَا خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ لَانَبِيَّ بَعْدِي.

(ابوداؤد و ترمذی)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَ مَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ سَيِّدِنَا وَ مَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِكْ وَسَلِّمْ وَ صَلِّ كَذَالِكَ عَلٰى جَمِيْعِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلَى الْمَلَائِكَةِ الْمُقَرَّبِيْنَ وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ اَجْمَعِيْنَ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ.

تمہید

واجب الاحترام دوستو، بزرگو اور بھائیو! حضرت مولانا عزیز الرحمٰن ثانی نے میرا اعلان کر دیا۔ سٹیج پر ہمارے اتنے مخدومان گرامی، مہمانان معظم موجود ہیں۔ ان حضرات کی موجودگی میں ہمیں بیان سے احتراز کرنا چاہیے۔ اصل بیان تو ان حضرات کے ہونے ہیں۔ میں مستقل بیان کرنے کے بجائے حضرت مولانا عبدالرؤف فاروقی کی بات پوری کرنے کی کوشش کروں گا۔ انہوں نے جہاں پر اپنی گفتگو کو چھوڑا تھا، اس کے آگے ایک دو باتیں اختصار کے ساتھ عرض کئے دیتا ہوں:

ہر فتنے کے چار دور ہوتے ہیں

میرے واجب الاحترام، دوستو! کسی بھی فتنے کے چار دور ہوتے ہیں:

۱......اس کا آغاز۔ ۲......اس کا عروج۔

۳......اس کا زوال۔ ۴......اس کا اختتام۔

قادیانیت کی ابتداء یہ ہے کہ اسے انگریز نے پیدا کیا۔ قادیانیت کا عروج یہ تھا کہ آپ حضرات کے اس برصغیر پاک و ہند میں قادیانی اقتدار کے خواب دیکھتے تھے۔ ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت کے نتائج، عواقب اور اس کے عوامل پر غور کرنے کے لئے پنجاب گورنمنٹ نے ایک عدالتی کمیشن مقرر کیا تھا۔ جس میں مسٹر جسٹس منیر، مسٹر جسٹس ایم آر کیانی شامل تھے۔ ان دونوں جج صاحبان نے وہ رپورٹ لکھی۔ اس رپورٹ میں قادیانی جماعت کے اس وقت کے چیف گرو اور ان کے دھرم کے بڑے مرزا محمود کا یہ بیان موجود ہے جو اس نے عدالت میں دیا کہ ہمیں یقین ہے کہ جب برصغیر سے انگریز جائے گا تو برصغیر کا چارج ہمارے سپرد کر کے جائے گا۔

قادیانی منصوبہ

برادران اسلام! قادیانی اس خطے میں انگریز کا جانشین بننے کے خواب دیکھ رہے تھے۔ آپ حضرات کا پاکستان بنا۔ ایک زمانہ تھا کہ پاکستان میں ۱۷ر جرنیل قادیانی تھے۔ جنرل عبدالعلی قادیانی، ملک اختر قادیانی، ظفر چودھری قادیانی، جناب ایوب خان کا ملٹری سیکرٹری قادیانی، جناب موسیٰ خان کالا باغ کا ملٹری سیکرٹری قادیانی۔ اس ترتیب کے ساتھ قادیانی جرنیل بیٹھے ہوئے تھے کہ اگر ایک جائے تو اس کی جگہ جو آئے وہ قادیانی۔ وہ جائے تو اس کی جگہ جو آئے وہ قادیانی۔

برادران عزیز! قادیانیت کا یہ دوسرا پیریڈ تھا۔ یہ اس حد تک عروج کو پہنچے ہوئے تھے کہ پہلے برصغیر میں، پھر آپ حضرات کے پاکستان میں اقتدار کے خواب دیکھتے تھے۔ اسی زمانے کی بات ۱۹۵۲ء میں۔ کہاں ہیں قادیانی فرماں روا؟۔ آنکھیں بند کر کے، اور کان کھول کے مجھ مسکین کی ان معروضات کو نوٹ کریں۔ انشاللہ! گھر جا کر ٹھنڈے دل و

دماغ کے ساتھ ان حوالہ جات پر غور کریں گے تو ان کے لئے آگے چلنے کی کئی راہیں کھلی ہوں گی۔

برادران اسلام! مرزا محمود نے یہ اعلان کیا تھا کہ بلوچستان کا صوبہ آبادی کے اعتبار سے سب سے چھوٹا ہے۔لیکن رقبہ کے اعتبار سے سب سے بڑا ہے۔اس نے قادیانی جماعت کو کہا کہ اے احمد یو! تم ہمت کرو کہ بلوچستان کے صوبہ کو احمدی سٹیٹ بنا دو۔تا کہ کم از کم اس ملک میں ایک صوبہ تو ایسا ہو جسے ہم اپنا صوبہ کہہ سکیں۔لیکن انسان کی تدبیر کچھ ہوتی ہے، میرے رب کی تدبیر کچھ ہوتی ہے۔ دنیا نے یہ دیکھا کہ آج اس وقت بلوچستان کی صورتحال یہ ہے۔وہ دیکھیں!

☆...... سبی سے لے کر فورٹ سنڈیمن تک۔

☆...... فورٹ سنڈیمن سے لے کر مکران کے آخری حصے تک۔

☆...... پورے بلوچستان میں حب سے لے کر قلات تک۔

پورے صوبہ میں قادیانیوں کی صرف ایک عبادت گاہ ہے اور ۲۰ سال سے زیادہ عرصہ ہو گا، وہ عبادت گاہ بھی ان کی سیل پڑی ہے۔ پورے بلوچستان میں اس وقت قادیانیوں کی ایک عبادت گاہ نہیں۔ یہاں یاد آئے حضرت مولانا شمس الدین شہید مرحوم، ان کے زمانے میں قادیانیوں نے فورٹ سنڈیمن میں قرآن مجید کے غلط ترجمہ کر کے تقسیم کئے۔ نتیجے میں تحریک چلی، اس زمانے میں پبلک کے درمیان گورنمنٹ کے درمیان معاہدہ ہوا کہ: ”فورٹ سنڈیمن میں آج کے بعد کوئی قادیانی۔حتیٰ کہ کوئی سول افسر۔حتیٰ کہ کوئی فوج کا قادیانی آفیسر بھی بطور ملازمت کے فورٹ سنڈیمن میں داخل نہیں ہو گا۔“

آج آپ حضرات کے پاکستان میں واحد صوبہ ہے بلوچستان۔جس کے ایک ضلع میں عملی طور پر وہاں خلاف قانون ہیں، قادیانی۔ جائیں جا کر مجھ مسکین کی ان باتوں کو غور اور توجہ کے ساتھ دیکھیں۔

قادیانی قصر ذلت میں

برادران اسلام! میں عرض کرتا ہوں جیسا کہ مولانا عبدالرؤف فاروقی نے

ارشاد فرمایا کہ قادیانیت آج بالکل ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے۔ آج ہے ۲۱/اپریل ۲۰۱۲ء۔ میں ۱۰/اپریل کو مانسہرہ گیا۔ مانسہرہ کے رفقاء کی جماعت کی میٹنگ ہوئی۔ میں نے ان دوستوں سے پوچھا: آپ حضرات کے ضلع میں قادیانیت کی کیا پوزیشن ہے؟ انہوں نے اعداد وشمار کی روشنی میں مجھے کہا: مولوی صاحب! آج سے ۱۰ یا ۱۲ سال پہلے ہم نے یہاں پر اپنے کام کا آغاز کیا تھا۔ ہم نے پورے مانسہرہ ضلع کی ایک فہرست بنائی کہ قادیانی مرد عورتیں جوان بوڑھے کتنے ہیں؟ سب کی ہم نے فہرست مرتب کی۔ آج سے دس بارہ سال پہلے پورے مانسہرہ ضلع میں قادیانیوں کی تعداد ۴۸۳ تھی۔ آج انہوں نے کہا دس، بارہ سال گزرنے کے بعد ہمارے ضلع میں صرف ۹ قادیانی رہ گئے ہیں۔ ان میں سے ساڑھے چار سو سے زیادہ مسلمان ہوئے۔ کوئی مر گئے۔ کوئی ضلع چھوڑ کر چلے گئے۔ انہوں نے کہا: آج پوزیشن یہ ہے کہ وہاں پورے ضلع میں صرف ۹ قادیانی ہیں۔ انہوں نے کہا: ہم ان کی طرف جرگے لے جارہے ہیں۔ ان کو لٹریچر دے رہے ہیں۔ ہمارے ان کے ساتھ مذاکرات چل رہے ہیں۔ انہوں نے کہا: اللہ نے دو سال اور کام کرنے کی توفیق دی تو آپ دیکھیں گے کہ قادیانیت کے خلاف ایسا جھاڑو پھرے گا ایک قادیانی بھی ہمارے ضلع کے اندر نظر نہیں آئے گا۔

قادیانیت کا زوال

برادران عزیز! اسی ۱۰/اپریل کی شام کو مغرب کی نماز کے بعد مانسہرہ کے ضلع میں ایک گاؤں ہے ''داتہ''۔ وہاں پر میرا بیان تھا۔ وہاں پر جب ہم لوگ حاضر ہوئے یہاں ایک ''یامین'' قادیانی تھا۔ مرزا قادیانی نے اپنے زمانے میں حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلاف ایک کتاب لکھی جس کا نام تھا تحفہ گولڑویہ۔ اس میں اسی یامین قادیانی کا ایک اشتہار بھی شائع کیا گیا۔ اس زمانے میں وہاں پر قادیانیت مرزا قادیانی کے زمانہ میں آئی۔ ہماری رپورٹ کے مطابق وہاں ۳۲ گھرانے قادیانیوں کے تھے۔ ۱۰/اپریل کو مغرب کے بعد بیان تھا۔ سارا گاؤں اکٹھا تھا۔ رب کریم کے کرم کو دیکھیں یقیناً آپ کو خوشی ہوگی۔ ان دوستوں نے بتایا کہ ایک زمانہ تھا کہ یہاں پر ۳۲ گھرانے قادیانیوں کے تھے اور انہوں نے

کہا کہ اب پوزیشن یہ ہے کہ ایک بھی قادیانی نہیں رہا۔ الحمدللہ!

برادران عزیز! ۱۴ جولائی ۱۹۰۳ء کو خوست کا رہنے والا عبداللطیف قادیانی جسے خان حبیب اللہ خان صاحب والی افغانستان نے باجوڑ میں بوجہ ارتداد کے ٹھکانے لگایا تھا۔ یہ ۱۹۰۳ء کی بات کر رہا ہوں۔ تب اس عبداللطیف کا خاندان وہاں سے چلا۔ یہ ٹوپی ضلع صوابی کے اندر آئے۔ وہاں سے چلے شب قدر ڈھیری، نوشہرہ کے قریب وہاں بھی رہے۔

برادران عزیز! یہ خاندان پھرتے پھراتے سرائے نورنگ کے اندر آباد ہوا۔ رب کریم کے کرم کو دیکھیں جتنا بڑا آج آپ کا اجتماع ہے، اتنا نہیں تو اس کا نصف تو ضرور ہو گا۔ وہاں سرائے نورنگ میں اتنی بڑی کانفرنس تھی۔ اس کانفرنس کے موقع پر اسی عبداللطیف قادیانی کے خاندان میں سے چھ افراد نے قادیانیت پر لعنت بھیجی اور اسلام قبول کرلیا۔ ہم لوگ ابھی ملتان نہیں پہنچے تھے، اطلاع ملی کہ مزید آٹھ قادیانی بھی مسلمان ہو گئے۔ ۱۹ ار اپریل کی شام کو میں رائے ونڈ جا رہا تھا۔ راستے میں فون آیا۔ انہوں نے کہا: مولوی صاحب! مبارک ہو۔ یہاں پر ۳۵ قادیانی تھے۔ اللہ رب العزت نے کرم کیا۔ اب سارے قادیانی مسلمان ہوگئے ہیں۔ پورے سرائے نورنگ میں اب ایک بھی قایانی نہیں۔

برادران عزیز! آپ مجھے کہیں گے کہ مولوی صاحب! آپ ادھر کی رپورٹ دیتے ہیں۔ صوبہ سرحد اور بلوچستان کی۔ آپ پنجاب کی بات کیوں نہیں کرتے؟

لیجئے صاحب! میں بسم اللہ کرتا ہوں۔ آپ حضرات جائیں جہلم سے راولپنڈی کی طرف۔ درمیان میں ایک قصبہ آتا ہے۔ آج کل تو وہ تحصیل ہے۔ اس کا نام ہے گجر خان۔ گجر خان سے پہاڑوں کے راستے سامنے سوہاوے کی طرف جانا ہو تو راستے میں ایک گاؤں پڑتا ہے چنگا بنگیال۔ اس کی تین آبادیاں ہیں۔ شرقی، غربی اور داخلی۔ یہ جو داخلی آبادی ہے یہاں کسی زمانے میں ایک فضل نامی قادیانی ہوتا تھا۔ مرزا قادیانی کے زمانے میں یہ ارتداد کا شکار رہا۔ ۱۹۱۲ء میں مرزے قادیانی کے بیٹے مرزا محمود نے ''اخبار الفضل'' شائع کیا۔ اس کا یہ ایڈیٹر بھی رہا۔ اس کا نام فضل احمد تھا۔ داخلی آبادی پچیس گھرانوں پر مشتمل تھی۔ یہ سارے کے سارے قادیانی تھے۔ رب کریم کے کرم کو دیکھیں۔ آج سے کچھ عرصہ پہلے وہاں پر مناظرہ ہوا:

☆ ...... کچھ عرصہ قبل وہاں ......ایک گھرانہ مسلمان ہوا۔

☆ ...... پھر کچھ عرصہ گزرا......دوسرا گھرانہ مسلمان ہوا۔

☆ ...... پھر کچھ عرصہ گزرا......تیسرا گھرانہ مسلمان ہوا۔

☆ ...... پھر کچھ عرصہ گزرا......چوتھا گھرانہ مسلمان ہوا۔

☆ ...... پھر کچھ عرصہ گزرا...... پانچواں گھرانہ مسلمان ہوا۔

ابھی کچھ عرصہ پہلے مجھے وہاں پر جانے کا اتفاق ہوا۔ دوستوں نے بتایا کہ ان پچیس گھرانوں میں سے ۲۲ گھرانے مسلمان ہو گئے ہیں۔ صرف تین گھرانے باقی رہ گئے ہیں۔ سرکار! آج نہیں تو کل، ان شاءاللہ وہ تین گھرانے بھی آ ئیں گے۔

برادران عزیز! آپ حضرات جائیں چھوکر خورد کی طرف، وہاں پر بھی یہی پوزیشن ہے۔ وہاں پر ہمارے ایک دوست پروفیسر اشفاق صاحب گجرات کے رہنے والے۔ ان سے ہماری ملاقات ہوئی۔ ہماری پھالیہ کے اندر کانفرنس تھی۔ اس کا اجتماع بھی یقیناً اس اجتماع سے کم نہیں تھا۔ دوستوں نے بتایا کہ پاکستان کی تاریخ میں پاکستان بننے کے بعد آج تک کوئی مذہبی اجتماع اتنا بڑا نہیں ہوا جتنا بڑا ختم نبوت کے نام پر اجتماع ہوا۔ اس موقع پر گجرات بھی جانا ہوا۔ جناب پروفیسر اشفاق صاحب نے بتایا کہ پورے گجرات شہر میں قادیانیوں کی ایک عبادت گاہ تھی۔ اللہ نے کرم کیا وہ بھی مسلمانوں کو مل گئی۔ انہوں نے کہا: پورے گجرات شہر میں قادیانیوں کی ایک بھی عبادت گاہ نہیں ہے۔ چوری چھپے کوئی قادیانی گھرانہ رہتا ہو تو ہم کچھ نہیں کہہ سکتے۔ لیکن علی الاعلان وہاں پر کوئی ایک قادیانی گھرانہ بھی پورے گجرات شہر میں نہیں ہے۔

برادران عزیز! میں درخواست کرتا ہوں آپ دوستوں کی خدمت میں۔ یہ ضلع خوشاب تحصیل نور پور تھل گاؤں کا نام ہے۔ پیلووائنس، وہاں پر پچھلے دنوں قادیانی جماعت کے امیر نے قادیانیت پر لعنت بھیج کر اسلام قبول کیا۔ قادیانیوں کا سیکرٹری جنرل جس کا نام مشتاق کھبّہ وہ پٹواری ہے۔ اس کے گھر میں قادیانی جماعت کا مبلغ رہتا تھا۔ اس نے گھر سے قادیانیت کو بھی نکالا۔ مبلغ کو بھی نکالا۔ اپنے دل و دماغ سے مرزا قادیانی ملعون کو بھی نکالا۔ اس کے نتیجے میں وہاں پر کئی گھرانے مسلمان ہوئے۔

ایک عجیب واقعہ

برادران عزیز! چلئے میرے ساتھ، وہ دیکھیں تونسہ ہے۔ اس تونسہ میں ایک علاقہ ہے ٹبی قیصرانی اور جگہ ہے کوٹ قیصرانی۔ قیصرانی قبیلے کا رئیس، تمنداراس کا نام میرمند تھا۔ یہ قادیانی ہوا۔ اس زمانے میں حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا لال حسین اختر رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ ان پر اللہ کروڑ ہا رحمتیں نازل فرمائے۔ وہ دیکھونا! پیراں تونسہ جناب حضرت خواجہ نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ کی سرکردگی میں وہاں پر بھرپور محنت ہوئی۔ اللہ پاک پروردگار عالم نے کرم کا معاملہ کیا۔ پہلے اس آدمی نے یہ جو میرمند اس نے قادیانی پر لعنت بھیجی۔ چار دنوں کے بعد پھر قادیانی ہوگیا۔ تب حضرت خواجہ نظام الدین تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کو پتہ چلا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اس میرمند نے ہمیں نقصان دیا ہے۔ ایک وقت آئے گا اللہ کی دھرتی بھی اس کو پناہ نہیں دے گی۔ مجھے یاد ہے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ تھے حضرت مولانا محمد شریف بہاولپوری رحمۃ اللہ علیہ۔ یہ حضرت مولانا محمد شریف بہاولپوری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد دارالعلوم امینیہ دہلی کے فارغ التحصیل ہیں۔ مجلس احرار میں کام کیا۔ مجلس تحفظ ختم نبوت کے یہ رئیس المبلغین تھے۔ وہاں پر تبلیغ کے لئے گئے۔ رات کو قادیانیت کے خلاف تقریر کی۔ صبح جب بس پر سوار ہونے لگے اس قادیانی میرمند نے غنڈے آدمی بھیج کر مولانا محمد شریف بہاولپوری رحمۃ اللہ علیہ کی پگڑی اتار لی۔ مولانا محمد شریف رحمۃ اللہ علیہ ننگے سر، اسی حالت میں حضرت خواجہ سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کے جانشین حضرت خواجہ نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گئے اور ان کو جا کر کہا کہ آپ کے علاقے میں میرے ساتھ قادیانیوں نے زیادتی کی۔ خواجہ نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ اٹھ کھڑے ہوئے۔ اپنی پگڑی اتاری اور خدا کی قسم یہ واقعہ ہے اپنی پگڑی اتاری اور مولانا محمد شریف کے سر پر رکھی۔ ان کے سامنے ہاتھ باندھ کے کہا: سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے میری شکایت نہ کرنا۔ آپ جائیں، یہ اس میرمند کا میرے ساتھ ٹکراؤ ہوا ہے۔ یہ میرے ذمے قرض ہے۔ میں انتقام لوں گا۔ ایک موچی ان کا مرید، اس کے ذمہ ڈیوٹی لگائی کہ تم یہاں پر جوتے گانٹھتے ہو۔ تم اڈے پر اس کا انتظار کرو۔ جس دن وہ قادیانی سردار نظر آجائے، مجھے اطلاع کرنا۔

اس کی ٹھوکائی کریں گے اور اس کو بھی پیغام بھیج دیا کہ کل یہ نہ کہنا بغیر اطلاع کے یہ واقعہ ہو گیا۔اب تم نے تونسہ میں آنا ہے تو سوچ سمجھ کر آنا۔

برادران عزیز! دس سال گزر گئے۔اس مردود کو تونسہ میں آنے کی جرأت نہیں ہوئی۔ایک دن دس سال کے بعد وہ وہاں پر آیا، اس موچی نے دوڑ کر حضرت خواجہ نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ کو بتایا کہ حضرت! وہ آیا ہوا ہے۔حضرت صاحب نے کہا کہ برخوردار! تمہیں آج کے دن کے لئے تو میں نے تیار کیا تھا۔تم دیکھ کر واپس آ گئے ہو؟ تم نے اس کی پگڑی کو نہیں اتارا؟ وہ شیر کی طرح بلکہ بپھرے ہوئے شیر کی طرح واپس آیا۔اس زمانے میں چائے گیس پر نہیں بناتے تھے۔لکڑی پر بناتے تھے۔وہ لکڑی جو چولہے کے اندر جل رہی تھی جلتے ہوئے ایک ڈنڈے کو اٹھایا۔مارا اس کی گردن پر۔وہ خود بھی نیچے گرا۔اس کی پگڑی بھی نیچے گر گئی۔وہ پگڑی لے کر حضرت خواجہ نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گیا۔اس قادیانی نے لگائی دوڑ۔اللہ نے کرم کیا کہ پھر ساری زندگی تونسہ میں آنے کی جرأت نہیں ہوئی۔

برادران! یہ الیکشن میں کھڑا ہوتا رہا۔آپ حضرات کی ختم نبوت کی جماعت اس کے مقابلے میں ہمیشہ وہاں پر مسلمانوں کی منت معذرت کر کے ان کو آمادہ کرتی رہی۔آج تک وہ الیکشن میں کامیاب نہ ہوا۔یہ مر گیا، مرنے کے بعد اس کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کر دیا۔ہم نے وہاں پر تحریک چلائی۔اس کی تفصیلات ہیں۔اللہ نے کرم کا معاملہ کیا کہ وہی حضرت خواجہ نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ کی بات پوری ہوئی کہ اس کو اللہ کی دھرتی جگہ نہیں دے گی۔چنانچہ اس کو قبر سے نکالا گیا۔آج وہ اپنے گھر کے اندر مردود موجود ہے۔برادران! میں عرض کرتا ہوں اس کے بیٹے کا نام سیف الرحمٰن۔یہ ریلوے کا افسر۔کہاں ہیں قادیانی مرزائی نوٹ تو کریں میں نام بھی بتا رہا ہوں۔میں جگہ کے حالات بھی بتا رہا ہوں، تاکہ ہمارے جانے کے بعد قادیانی یہ نہ کہیں کہ یہ سارے مفروضے تھے۔میں تفصیلات کے ساتھ اس لئے بتا رہا ہوں کہ قادیانی دوست سوچیں کہ کہاں سے چلے تھے اور کہاں پر پہنچے ہیں۔ہم بھی حساب دینے کے لئے تیار ہیں کہ ہم کہاں سے چلے تھے اور کہاں پہنچے ہیں۔

بھائیو! ایک وقت تھا منبر و محراب پر ہم قادیانیوں کو کافر کہتے تھے تو کیس بنتے تھے۔اللہ نے کرم کا معاملہ کیا۔ہماری آواز منبر و محراب سے چلی، نیشنل اسمبلی تک پہنچی۔

پوری اسمبلی نے کہا، آج ذرا دیکھتے نہیں، وہ دیکھو مولانا مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ کے نام لیوا مولانا امجد خان صاحب موجود ہیں۔ یہ دیکھو! خطیب اہل سنت مولانا قاری زوار بہادر صاحب مولانا شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ کے وارث بھی موجود ہیں۔ حضرت مولانا عبدالحق خان رحمۃ اللہ علیہ کی جماعت سے تعلق رکھنے والے، مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ کے وارث بھی ان شاء اللہ! شیر کی طرح سٹیج پر آپ کو گرجتے نظر آئیں گے۔ پوری امت نے کوشش کی، اللہ نے کرم کیا، پوری اسمبلی نے کہا:

☆...... مرزا قادیانی اور اس کے ماننے والے کون؟......کافر کافر،

☆...... پیچھے والے بھی بولیں، اس کے ماننے والے کون؟......کافر کافر،

☆...... آخر والے بھی بولیں، قادیانی کو ماننے والے کون؟......کافر کافر،

آپ پوری قوت کے ساتھ دوست اور دشمن پر واضح کرو، قادیانی سوچنے پر مجبور ہوجائیں۔ مرزا قادیانی کو ماننے والے کون؟......کافر۔

برادران عزیز! لدھیانہ میں صرف تین علماء تھے۔

☆...... مولانا محمد لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ۔

☆...... مولانا عبدالعزیز لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ۔

☆...... مولانا عبداللہ لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ۔

بھائیو! میں دیکھتا ہوں دہلی میں اکیلے مولانا محمد حسین بٹالوی رحمۃ اللہ علیہ کھڑے ہیں۔ میں دیکھتا ہوں ادھر ایک شخص علی الحائری کھڑا ہے۔ میں ادھر دیکھتا ہوں قصور میں اکیلے مولانا غلام دستگیری قصوری رحمۃ اللہ علیہ کھڑے ہیں۔ یہ پوری امت ملی۔ اللہ نے کرم کا معاملہ کیا۔

☆...... آج آپ کے پاکستان کی اسمبلی نے۔

☆...... جناب زرداری صاحب کے ایک لیڈر نے۔

☆...... محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ کے ڈیڈی نے۔

ان سب نے مل کر کہا مرزا قادیانی اور اس کے ماننے والے سب کون؟......کافر کافر۔ یہ دوست دشمن تک آواز جانی چاہیئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد جو شخص کسی اور کو بطور نبی

کے مانے گا۔محمد عربی ﷺ کے غلام ہونے کے ناطے ہم نے کل بھی کہا: آج بھی کہتے ہیں۔ ہمارے بزرگوں نے کہا اور آج ان کے جانشین بھی کہتے ہیں کہ مرزا قادیانی اور اس کے ماننے والے کون؟......کافر کافر۔

برادران عزیز! آئیں قادیانی ہمارے ساتھ حساب کرلیں کہ ہم منبر ومحراب سے چلے تھے۔آج اللہ نے اسمبلی پر پہنچایا ہے۔ذرا توجہ کرو ہم کورٹ سے چلے تھے اللہ نے سپریم کورٹ تک کامیابی بخشی۔سپریم کورٹ کی بات مجھے یاد ہے، ہم کیس لڑنے کے لئے جاتے تھے۔ایک کیس نہیں آٹھ کیس تھے اس زمانہ میں آپ کا سپریم کورٹ پشاور روڈ پر ہوا کرتا تھا۔آج تو اسلام آباد شاہراہ دستور پر ہے۔مجھے یاد ہے اور خوب یاد ہے کہ:

☆...... قادیانی پیجارو پر آتے تھے۔

☆...... ہم لوگ رکشوں پر جاتے تھے۔

☆...... ہم نے کتابیں سروں پر اٹھائی ہوتیں۔

☆...... قادیانیوں کی کاریں ہمارے اوپر مٹی ڈالتی ہوئی جاتیں۔

☆...... مگر بھائیو! قادیانیوں کو اپنی طاقت پر ناز تھا۔

☆...... اور ہمیں محمد عربی ﷺ کی غلامی پر ناز تھا۔

ذرا توجہ تو کریں! آپ کے سپریم کورٹ نے بھی کہا ایک جج نے نہیں، دو ججز نے نہیں، تین نے نہیں، چھ سپریم کورٹ کے جج مسٹر جسٹس شفیع الرحمٰن کی سربراہی میں امر الملک اور پتہ نہیں کون کون جج تھے تمام ججوں نے کہا سپریم کورٹ کے ججوں نے کہا معاف رکھنا ان میں کوئی مولوی نہیں۔گویا سارے جج تھے۔جج نہیں بلکہ سپریم کورٹ کے جج۔اتنے سینئر جج۔ان سب نے کہا کہ:

☆...... مرزا قادیانی اور اس کے ماننے والے کون؟......کافر۔

☆...... اونچی آواز سے! اس کے ماننے والے کون؟......کافر۔

برادران عزیز! اللہ نے رحمت کا معاملہ کیا کہ پوری امت کے افراد اکٹھے ہوئے۔رابطہ عالم اسلامی کے تحت میں مکہ مکرمہ کی سرزمین بیت اللہ کے زیرسایہ پورے ممالک نے پوری دنیا کی اسلامی تنظیمات کا اجتماع منعقد ہوا۔ان سب نے کہا مرزا

قادیانی اور اس کے ماننے والے کون؟...... کافر۔ بولو، بولو، مرزا قادیانی کو ماننے والے کون؟...... کافر۔

بھائیو! ختم کرتا ہوں اپنی بات کو:

☆...... آپ نے یہ بتایا کہ اسمبلی نے یہ کہا۔

☆...... آپ نے بتایا کہ سپریم کورٹ نے یہ کہا۔

☆...... آپ نے یہ بتایا کہ رابطہ عالم اسلامی نے کہا۔

ذرا خدا کے بندو! تم اپنا بھی تو عقیدہ بتاؤ کہ تم مرزا قادیانی اور اس کے ماننے والوں کو کیا سمجھتے ہو؟...... کافر کافر۔ پکار آنی چاہئے۔ ذرا زور سے کہو...... کافر کافر۔

برادران عزیز! وہ اس میر مند کا بیٹا اس کا نام سیف الرحمٰن وہ ریلوے کا افسر ہو کر مرا۔ آج بھی قادیانیوں کے قبرستان چناب نگر کے اندر وہ مدفون ہے۔ اس کا بیٹا بیرسٹر بار ایٹ لاء وہ لندن کا پڑھا ہوا سردار امام بخش اس کا نام۔ وہ آیا جامعہ اسلامیہ باب العلوم کہروڑ پکا میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ مولانا عبدالمجید لدھیانوی (نور اللہ مرقدہ) کے سامنے اس نے بھی آ کر یہی کہا جو آپ دوستوں نے کہا کہ مرزا قادیانی اور اس کے ماننے والے کون؟...... کافر۔ بولو، بولو کون؟...... کافر۔

مجھے کل ایک دوست نے فون کر کے کہا اللہ رب العزت کے کرم کو دیکھو کہ اب اسی بستی میں وہاں پر ہم نے ختم نبوت کی کانفرنس کی اللہ نے کرم کیا بستی بزدار میں کوٹ قیصرانی کے قریب ایک اور گھرانہ مسلمان ہوا ہے۔ پپلاں میں چار قادیانیوں نے قادیانیت پر لعنت بھیج کر اسلام قبول کیا۔ اب اللہ کے کرم سے چکی نے الٹا پھرنا شروع کر دیا ہے۔ آج نہیں تو کل ان شاء اللہ وقت آئے گا قادیانیت کے خاتمے کا۔ پوری دنیا میں تلاش کرنے کے باوجود تمہیں ایک قادیانی نظر نہیں آئے گا۔ کہو یہ وقت آئے گا ان شاء اللہ۔ جو کہتے ہیں یہ وقت آئے گا۔ ذرا ہاتھ کھڑا کر کے کہہ دیں۔ یہ وقت آئے گا...... یہ وقت آئے گا۔ انشاء اللہ۔

”وما علینا الا البلاغ المبین“

علمائے دیوبند کی قربانیاں

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی سَیِّدِ الرُّسُلِ وَخَاتَمِ الْاَنْبِیَاءِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہِ الَّذِیْنَ ھُمْ خُلَاصَۃُ الْعَرَبِ الْعَرْبَاءِ وَخَیْرُ الْخَلَائِقِ بَعْدَ الْاَنْبِیَاءِ. اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ.

و قال اللہ تعالیٰ: یَا أَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُواْ مَن یَرْتَدَّ مِنکُمْ عَن دِیْنِہِ فَسَوْفَ یَأْتِیْ اللّٰہُ بِقَوْمٍ یُحِبُّھُمْ وَیُحِبُّوْنَہُ أَذِلَّۃٍ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ أَعِزَّۃٍ عَلَی الْکَافِرِیْنَ یُجَاھِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَلاَ یَخَافُوْنَ لَوْمَۃَ لآئِمٍ ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَن یَشَاءُ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ. (المائدہ:۵۴)

و قال النبی ﷺ: اَلْمَرْءُ مَنْ اَحَبَّ. (مشکوٰۃ، باب الحب فی اللہ ومن اللہ: ٢٦)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَ مَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا وَ مَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَسَلِّمْ وَ صَلِّ کَذَالِکَ عَلٰی جَمِیْعِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی الْمَلائِکَۃِ الْمُقَرَّبِیْنَ وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ اَجْمَعِیْنَ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ.

جھوٹے مدعی نبوت کے دعویٰ نبوت کا پس منظر

حضرات گرامی! آج کی مجلس میں پنجاب کے جھوٹے مدعی نبوت کے دعویٰ نبوت کا بیک گراؤنڈ (پس منظر) آپ حضرات کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں۔ انگریز سامراج نے جس وقت متحدہ ہندوستان پر غاصبانہ قبضہ کیا، اس وقت کچھ ایسے لوگ تھے جو آزادی کا سوچ رہے تھے، اور کچھ ایسے لوگ بھی تھے جو برطانوی سامراج کا پنجہ مضبوط کرنے کا سوچ رہے تھے۔ مولانا نور محمد جھنجھانوی رحمۃ اللہ علیہ، ہمارے روحانی سلسلہ کے جداعلیٰ

گزرے ہیں، ان سے حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ بیعت تھے۔

میرے عزیز بھائیو! میری یہ ابتدائی گفتگو ہے، تھوڑی سی توجہ فرمائیں گے تو بات سمجھ میں آ جائے گی۔ یہ میری درخواست ہے۔ جس وقت ٹرین اسٹیشن سے آگے نکل جائے گی تو رفتار پکڑے گی، بات آسانی سے سمجھ میں آ جائے گی، بھرپور توجہ کرنے کی ضرورت ہے۔

حاجی امداد اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی روحانی تکمیل حافظ ضامن شہید رحمۃ اللہ علیہ کے ذمہ

میرے بھائیو! میں عرض کر رہا تھا کہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا روحانی تعلق حضرت میاں جی نور محمد رحمۃ اللہ علیہ سے تھا جب حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا وقت قریب آ گیا، اور ابھی حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی باطنی و روحانی تربیت مکمل نہ ہوئی تھی۔ لہٰذا حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت حافظ محمد ضامن رحمۃ اللہ علیہ کے ذمہ یہ لگایا کہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تکمیل کرا دیں۔

دونوں حضرات نے ظاہری علوم کی تکمیل نہیں کی تھی

حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ دونوں میں اتفاق کی بات یہ ہے کہ انہوں نے ظاہری علوم کی تکمیل نہیں کی تھی۔ اس لئے دونوں حضرات مسائل وغیرہ کے سلسلہ میں مولانا شیخ محمد تھانوی رحمۃ اللہ علیہ پر (وہ جو فتویٰ دیا کرتے تھے) اعتماد کیا کرتے تھے۔

جہاد کی شرائط مفقود ہیں لہٰذا جہاد کرنا جائز نہیں

یہ اس زمانہ کی بات ہے جب مولانا شیخ محمد تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا بڑی دیانت داری کے ساتھ یہ خیال تھا کہ انگریز کے ساتھ جہاد کرنا مناسب نہیں۔ بلکہ وہ جہاد کو حرام قرار دیتے تھے۔ ان کا موقف تھا کہ انگریز کے پاس اتنی طاقت ہے کہ مسلمان اس کا مقابلہ نہیں کر

سکتے۔بغیر طاقت کے مسلمانوں کا انگریزوں سے جنگ و مقابلہ کرنا بہ الفاظ دیگر موت کو دعوت دینا ہے۔جب تک تیاری نہ ہو اور جہاد کی شرطیں نہ پائی جائے جہاد کرنا جائز نہیں۔

حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مریدین میں سے تھے حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ، یہ دونوں حضرات بڑی شد و مد کے ساتھ آزادی کے خواہاں تھے۔اب ان کے مابین یہ بحث ہوتی ہے کہ جہاد کرنا درست ہے یا نہیں؟ یہ دونوں حضرات سفر کر کے حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچتے ہیں اور درخواست کی کہ حضور والا کا جہاد کے متعلق کیا خیال ہے؟ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مجھے نہیں معلوم! شیخ محمد تھانوی کی یہ رائے ہے تو انہیں بلا لیتے ہیں۔

خالی ہاتھ جہاد کی تلقین میری سمجھ میں نہیں آتی

مولانا شیخ محمد آئے تو ان سے پوچھا گیا کہ جہاد کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے؟ تو انہوں نے کہا: انگریز کے پاس توپیں، فوج، اسلحہ، طاقت، اس کے پاس یہ اس کے پاس وہ اور ہم مسلمان تہی دست، تہی دامن، ہمارے پاس لڑنے کے لئے بندوق بھی نہیں، ان حالات میں ہم مسلمان مقابلہ کرتے ہیں تو گویا حرام موت مرتے ہیں۔ان حالات میں جہاد کی تلقین میری سمجھ میں نہیں آتی۔

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کیا ہمارے پاس اتنی طاقت بھی نہیں، جتنی جنگ بدر کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تھی؟ اور کہا: ہمارے پاس تین سو تیرہ کی تعداد بھی نہیں؟ بس! اتنا کہنے کی دیر تھی کہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اور کوئی بات نہیں سنی اور فرمایا: مولانا! انشراح ہو گیا۔آپ جہاد کا اعلان کریں۔چنانچہ سب سے پہلی کابینہ، ادارہ، انجمن اور جماعت تحریک آزادی کی یہ ہے۔حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو امیر المجاہدین بنایا جاتا ہے۔کسی کو سپہ سالار بنایا جاتا ہے اور حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کو قاضی القضاۃ بنایا جاتا ہے۔کسی کو میمنہ کا اور کسی کو میسرہ کا انچارج بنایا جاتا ہے۔کابینہ بنی اور جہاد کا اعلان کر دیا جاتا ہے۔

حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حلقہ سے جہاد کی آواز اٹھی

حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حلقہ سے جہاد کی آواز اٹھتی ہے، اور سب مسلمان اس تحریک میں شامل ہونا شروع ہو گئے، انگریز کو خیال تھا کہ یہ تحریک اس طرح ابھرتی رہی تو کسی وقت ہمارے لئے مشکلات پیدا ہو سکتی ہیں۔ انہوں نے مظفر نگر سے شاملی کے محاذ کو مضبوط کرنے کے لئے ایک کمک و فوج بھیجی۔ یہ کتابوں میں ہم نے پڑھا ہے۔ خدا کی شان! اس فوج کو تھانہ بھون سے گزرنا تھا۔ ان حضرات کو یہ اطلاع ہو گئی کہ رات کو فوج تھانہ بھون سے گزرے گی۔ تو حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے درخواست کی کہ رات کو فوج گزرے گی۔ یہ پہلا معرکہ ہے، مقابلہ ہو جائے۔ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اجازت دیدی۔

سب سے پہلا معرکہ و مقابلہ

ان کی اطلاع یہ تھی کہ رات کے بارہ اور ایک کے درمیان فوج کا ایک دستہ اسلحہ سمیت سڑک سے گزرے گا تو وہ حضرات سڑک کے قریب ایک باغ تھا۔ اس میں جا کر بیٹھ گئے۔ ان حضرات نے باہمی مشورہ کے ساتھ یہ طے کیا کہ بھائیو! بندوق سنبھال کے رکھو، ان کے گھوڑے پر تمہارا ہاتھ ہو! دل کی رو اللہ کے ساتھ ہو! اللہ کا ذکر ہو! جس وقت فوج سامنے آئے گی، ہم نعرۂ تکبیر بلند کریں گے تو اللہ اکبر کہہ کر گولی چلانا، تمہارا کام ہو گا۔ کامیابی اللہ کے سپرد! چنانچہ اسی طرح ہوا کہ رات کے ایک بجے کے قریب فوج نزدیک آئی، نعرہ تکبیر بلند ہوا، مجاہدین نے گولیاں چلا دیں، انگریز کی فوج کے اکثر و بیشتر فوجی مارے گئے، باقی دم دبا کر بھاگنے میں کامیاب ہو گئے۔ اسلحہ وغیرہ وہیں چھوڑ گئے۔

انگریز کا توپ خانہ مسجد کے احاطہ میں کھڑا پایا

حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ رات جب تہجد پڑھنے کے لئے مسجد آئے تو انہوں نے انگریز کا توپ خانہ مسجد میں کھڑا ہوا پایا۔ بعد ازیں شاملی کے میدان میں آگے چل کر

باقاعدہ لڑائی ہوئی۔ جس میں حضرت حافظ ضامن صاحب شہید ہوگئے۔ میں ان لمبی تفصیلات میں جانا نہیں چاہتا۔ اس کے بعد حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ، حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلاف بغاوت کا مقدمہ قائم کیا گیا، حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ہجرت کی اور آخر وقت تک انگریز کے ہاتھ نہیں آئے۔

حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ہجرت کا ایمان افروز واقعہ

ان کی ہجرت کا واقعہ بھی بڑا ایمان افروز ہے، گھر سے نکل کر ایک گاؤں (نام پنجلاسہ) جہاں حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے معتقدین میں راؤ عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ تھے، وہاں آ کر رات گزاری۔ کسی مخبر نے گورنمنٹ کو اطلاع کردی کہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس مکان میں ہیں۔ کیونکہ بغاوت کے مقدمہ کے پیش نظر گورنمنٹ انہیں تلاش کر رہی تھی۔ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ بیٹھے تھے۔ اچانک یہ کہتے ہیں: نواب صاحب! یہ سامنے کے کمرہ میں کیا ہے؟ اجی حضرت! اس میں گھوڑے ہیں، جانور ہیں، اور ان کے لئے چارہ کاٹنے کی مشین ہے اور وہاں بھوسہ وغیرہ ٹوٹی پھوٹی چیزیں ہیں۔ اچھا وہاں کا دروازہ کھول کر مصلیٰ پانی رکھ دو اور بھائی جلدی کرو۔ نواب صاحب نے اپنے شیخ کا حکم پا کر سب چیزیں رکھ دیں اور نواب صاحب نے عرض کی کہ حضرت انتظام ہوگیا ہے۔ آپ اٹھے اور جا کر کمرے میں بیٹھ گئے اور انہیں فرمایا: دروازہ بند کردو۔ نواب عبداللہ نے حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو کمرے میں بند کر کے باہر سے کنڈی لگادی۔

حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ایک کرامت

بس! اسی وقت کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ نواب اٹھے اور باہر گئے تو دیکھا کہ باہر پولیس کھڑی ہے۔ کپتان نے نواب عبداللہ کو کہا: سنا ہے کہ آپ کے یہاں عمدہ نسل کے گھوڑے ہیں، فوج کے لئے درکار ہیں؟ چل کر معائنہ کرادیجئے! اور دیکھ لیں کہ کیسے ہیں؟ پسند آگئے تو فوج کے لئے خرید لیں گے۔

نواب عبداللہ نے کہا: حکم سر آنکھوں پر! اچانک آجانے پر نواب عبداللہ پر کپکپی

طاری تھی۔ اندیشہ تھا کہ حضرت شیخ میرے گھر میں ہیں، خدا خیر کرے۔ کپتان اصطبل میں گھوڑے کا معائنہ کرتے ہوئے بڑھتے بڑھتے اس کمرہ کی طرف جانے لگا جہاں حضرت حاجی صاحب تھے، تو موت میرے قریب ہوتی جاتی تھی، میرے جسم پر لرزہ طاری تھا۔ یا اللہ! اگر حاجی صاحب گرفتار ہوتے ہیں تو میرے بچے گرفتار کر لئے جائیں گے۔ مجھے لٹکا دیا جائے گا، میری جائداد ضبط کر لی جائے گی۔ نوابی جاتی رہے گی اور سب سے بڑی مصیبت یہ ہوگی کہ میرے شیخ میرے گھر سے گرفتار ہوں گے۔ وہ کمرے کے قریب گیا اور کہا: اس کمرے میں کیا ہے؟ میں ابھی جواب دینا چاہ رہا تھا کہ اس نے جھٹ سے کنڈی کھول دی۔ کیا دیکھا کہ مصلیٰ موجود ہے، اور پانی کا خالی لوٹا بھی پڑا ہوا موجود ہے۔ جیسے ابھی کسی آدمی نے وضو کیا ہو۔ جگہ تر ہے۔ لیکن آدمی کوئی نہیں اور کپتان آگے کہتا ہے: تم نے یہ مصلیٰ یہاں کیوں رکھا؟

کہا کہ ہم مسلمان ہیں، فرض نماز مسجد میں پڑھتے ہیں اور نفل وغیرہ گھر میں آکر پڑھتے ہیں، ادھر بچے وغیرہ تنگ کرتے ہیں، اس لئے ہم نماز یہاں پڑھتے ہیں۔ کپتان نے کہا: ہم معافی چاہتے ہیں کوئی گھوڑا وغیرہ پسند نہیں آیا۔ اگر کبھی ضرورت پڑی تو پھر تکلیف دیں گے۔ اجازت چاہتے ہیں۔ کپتان مخبر کو بار بار گھور رہا تھا کہ تم نے ہمیں غلط اطلاع دی۔

نواب عبداللہ کہتے ہیں: میں ان کو چھوڑنے کے لئے گاؤں کے باہر تک گیا۔ ان کو رخصت کر کے واپس آیا۔ مجھے پہلے ہی خدشہ تھا کہ اگر حضرت شیخ پکڑ لئے گئے تو کیا ہوگا؟ اب مجھے ڈر اس بات کا تھا کہ حضرت شیخ کو تو میں اپنے ہاتھ سے بند کر کے گیا تھا، اب مجھے بڑی تشویش ہوئی۔ ان کو رخصت کر کے لمبے قدم اٹھاتا ہوا گھر آیا اور سیدھے اس کمرہ کی طرف گیا جہاں حضرت حاجی صاحب تھے۔ آکر دیکھا:

حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے تین سوال

حضرت حاجی صاحب نماز پڑھتے ہوئے تشہد کی حالت میں ہیں اور دوسری

طرف سلام پھیرنے کی تیاری کررہے ہیں۔ سلام سے فارغ ہوئے تو میں نے تین سوال کئے: (۱) حضرت انگریز آئے تھے؟ تو کہا: آئے تھے۔ (۲) آپ کہاں تھے؟ کہا: میں اسی جگہ پر تھا (۳) آپ نظر نہیں آئے؟ تو کہا: وہ اندھے ہو جائیں تو امداد اللہ کا کیا قصور۔ چنانچہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ وہاں سے ساہیوال، وہاں سے پاکپتن کے علاقے سے ہوتے ہوئے حیدرآباد اور کراچی اور وہاں سے مکہ مکرمہ چلے گئے۔ آخر وقت تک انگریز ان کو گرفتار نہ کرسکے۔

حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کی سیاست

اب سنئے! قصہ حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کا: حضرت چھتہ کی مسجد میں کھڑے تھے کہ پولیس آگئی، آکر کہنے لگے: ہمیں مولانا قاسم نانوتوی سے ملنا ہے، وہ کہاں ہیں؟ مولانا جہاں کھڑے تھے، وہاں سے دو قدم پیچھے ہٹ گئے اور کہا: ابھی تھوڑی دیر پہلے تو یہیں تھے۔ وہ سمجھے کہ ابھی یہیں تھے کا معنی یہ ہے کہ ابھی یہیں تھے، اب کہیں چلے گئے ہیں۔ حضرت کی تاویل پر وہ دھوکا کھا گئے۔

حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کی ذہانت کے دو واقعات

میرے عزیز دوستو! بات آگئی ہے تو مناسبت سے حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے دو واقعے اور سناتا چلوں۔

۱...... حضرت اپنے عزیزوں کے یہاں ملنے کے لئے چلے گئے، تو وہاں پر بھی پولیس والے آگئے۔ عزیز رشتہ دار بہت پریشان تھے کہ آج حضرت کی خیریت نہیں۔ حضرت بڑی بہادری کے ساتھ سامنے آئے اور کہا: تم مجھے سنبھال نہیں سکتے تو پیچھے ہٹ جاؤ!۔ میں خود اس کا انتظام کرتا ہوں۔ یہ کہا: اور جاکر دروازہ کھول دیا، انہوں نے کہا: ہمیں مولانا محمد قاسم سے ملنا ہے!۔ فرمایا: ہم نہیں جانتے مولانا وغیرہ کو۔ پولیس والوں نے کہا: سنا ہے اسی مکان میں ہے؟۔ فرمایا: دیکھ لیں۔ پولیس نے کہا کہ اسی مکان میں ہیں؟ حضرت نے فرمایا: تلاشی لے لو! پولیس نے کہا: ٹھیک ہے؟ پردہ کراؤ! تلاشی لیتے ہیں۔

حضرت نے پولیس والوں کے ساتھ رہ کر تلاشی کرادی۔حضرت بڑے ذہین اور بہادر تھے۔

۲...... دوسرا واقعہ یہ ہے کہ ایک دفعہ ایک سکھ ہاتھ میں تلوار لے کر سامنے آیا اور کہا: آج بچ کر نہیں جاسکو گے؟ مولانا کے پاس بھی ایک چھوٹی سی تلوار تھی جو ہاتھ میں لئے علم کا پہاڑ خراماں خراماں جارہا تھا۔سنجیدگی اور متانت کے ساتھ جارہے تھے۔وہ بڑے نخرے کے ساتھ آرہا تھا۔کہتا ہے: مولوی صاحب! آج بچ کر نہیں جاؤ گے؟ جس وقت وہ قریب آیا،مولانا نے فرمایا: ارے پگلے! پیچھے تو دیکھ! وہ سمجھا کہ پیچھے کوئی آرہا ہے۔جو اس نے پیچھے دیکھا تو حضرت نے تلوار گردن پر ماردی اس کا کام ختم ہوگیا............چل بھائی!

تین دن روپوش رہے

حضرت رحمۃ اللہ علیہ اس طرز کے آدمی تھے،بالا خانہ میں حضرت تین دن تک روپوش رہے۔تین دن بعد بچیوں کو آواز دی،پردہ کرو! مجھے باہر جانا ہے۔انہوں نے کہا: ہم آپ کو باہر نہیں جانے دیں گے۔باہر پولیس والے آپ کے انتظار میں ہیں۔حضرت نے فرمایا: میں نے تین دن پولیس کے ڈر سے روپوشی اختیار نہیں کی۔میرے آقا ﷺ ہجرت کے موقع پر صرف تین رات غار میں چھپے تو دشمن سے بچاؤ کے لئے تین دن تک چھپنا آقا کی سنت ہے۔اس لئے میں نے سنت پر عمل کیا ہے۔چوتھے دن چھپ کر رہتا ہوں تو سنت کی خلاف ورزی ہوگی۔اب جان جوکھم میں ڈال سکتا ہوں۔مگر رسول اللہ ﷺ کی سنت کی خلاف ورزی نہیں کرسکتا۔وہ مستورات اڑ گئیں اور کہا: ہم پردہ نہیں کریں گی۔تو کہا: بہت اچھا! تم پردہ نہیں کرتی تو میں کرلیتا ہوں،یہ کہہ کر حضرت نے کپڑا اپنے منہ پر کرلیا،راستہ دیکھا ہوا تھا سیڑھیوں سے اترے،نکل کر چلے گئے۔آخر وقت تک اللہ نے فضل فرمایا کہ حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ گرفتار نہ ہوسکے۔

حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کا بڑا ہی عجیب واقعہ

اب سنئے! قصہ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کا! ان تینوں حضرات میں سے حضرت

گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ گرفتار ہوگئے، پولیس والوں کا الزام تھا کہ ان کے پاس بندوق بغیر لائسنس کی ہے اور ساتھ ساتھ انہوں نے ایک کتاب کا بکس بھی اپنی تحویل میں لے لیا۔ حضرت جیل میں چلے گئے۔ یہ جو اہل اللہ ہیں ان کو کام کرنے لئے میدان چاہیئے، چاہے باہر کا ہو چاہے اندر کا ہو، انہیں تو کام کرنا ہے، ویسے بھی کام کرنے کے لئے جتنا مفید میدان جیل کا ہے اتنا اور کوئی میدان نہیں۔ جیل کے اندر آدمی جب جاتا ہے تو وہاں کی دنیا کو بالکل نرالی دیکھتا ہے۔ وہ باہر کی دنیا سے کٹا ہوا ہوتا ہے، اور اس کا دماغ بالکل ٹھکانے آجاتا ہے، لوہا بالکل گرم ہوتا ہے اس کو ہتھوڑا مارنے کی ضرورت ہوتی ہے، اور ایسے انسان کے دل میں آسانی کے ساتھ دین کی باتیں ڈالی جاسکتی ہے۔ جیل کا ماحول بالکل الگ ہوتا ہے اور اس زمانے کی جیل۔ الامان و الحفیظ۔

سیّد عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ میانوالی، جیل میں گئے۔ گرمی کا موسم، انگریز کا زمانہ، جیل کا ماحول، ہر روز شاہ جی رحمۃ اللہ علیہ بیس سیر دانہ پیستے تھے۔ جب رہا ہو کر آئے تو کسی نے پوچھا: شاہ جی رحمۃ اللہ علیہ! آپ چکی چلاتے تھے؟، دانہ پیستے تھے؟ آپ کو تکلیف تو ہوتی ہوگی؟ آپ جیسا نازک جسم، ریشم جیسی ہتھیلی؟ شاہ جی رحمۃ اللہ علیہ آبدیدہ ہوگئے! فرمایا: سودا مہنگا نہیں، دن کو حضرت فاطمہؓ کی سنت پر عمل کرتا تھا تو رات کو نانا مصطفٰی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے مستفید ہوتا تھا۔

حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے وعظ وتبلیغ شروع کی، ماحول بدلنا شروع ہوگیا، جیل کے صدر نے وزارت داخلہ کو لکھا کہ: ”مولوی صاحب آئے ہیں، اس نے یہاں بھی اپنی جماعت تیار کرلی ہے۔ یا تو ان کو فوراً کسی اور جیل میں منتقل کیا جائے یا ان کے مقدمے کی سماعت جلد از جلد کی جائے۔ تاکہ انہیں کوٹھی میں رکھا جائے اور کسی سے ملاقات نہ ہو سکے۔“

لو جی! اللہ نے ایسا ماحول پیدا کردیا کہ صدر جیل خود سفارش کرتا ہے کہ مولانا کے مقدمے کی فوراً سماعت ہو اور مقدمہ شروع ہوگیا۔

حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سے عدالت نے تین سوالات کئے

حضرت مولانا عدالت میں گئے۔ عدالت نے حضرت سے تین سوال کئے:

۱...... سنا ہے کہ آپ کے پاس اسلحہ ہے؟ مولانا نے جیب میں ہاتھ ڈالا اور تسبیح نکال کر فرمایا: مومن کا سب سے بڑا اسلحہ یہ ہوتا ہے۔

۲...... مولانا! سنا ہے کہ آپ کے پاس بندوق ہے؟ فرمایا: مجھے بندوق سے کیا غرض۔

۳...... انہوں نے کہا: آپ کے پاس جو یہ بکس ہے اس میں ہماری اطلاع کے مطابق بندوق ہے؟ مولانا نے چابی نکال کر کہا: لو اور تلاشی لے لو! مولانا نے انکار نہیں کیا۔ انکار کرتے تو جھوٹ بنتا۔ اس کے اندر بندوق تھی۔ جج نے صندوق کھلوائی۔ وہاں کتابوں کی تہہ لگی ہوئی تھی۔ پندرہ بیس کتابیں اوپر سے نکلوائیں اور فرمایا: بھائی! بندوق ہے۔ کوئی سوئی وغیرہ تو نہیں؟ بندوق ہے تو کتابیں خراب ہوتیں، کتابیں اندر رکھ دو اور تالا لگا دو! مخبر کو کہا: تم نے جھوٹ بولا ہے۔ لہٰذا تمہیں سزا دی جاتی ہے اور مولانا کو بری کرتا ہوں۔

کئی علماء کرام کو خنزیر کے چمڑے میں بند کر کے جلا دیا

جس وقت ہمارے اکابر انگریز کے خلاف برسرِ پیکار تھے، آزادی کی جد و جہد میں مصروف تھے اور اپنی جان کی بازی لگا رہے تھے۔ کئی علماء کرام کو خنزیر کے چمڑے میں بند کر کے جلا دیا۔ ہزارہا علماء عظام کو دہلی سے لاہور تک راستہ میں الٹا باندھ کر لٹکا دیا گیا۔ ایسے ماحول میں انگریز کو ضرورت تھی ایک ایسے آدمی کی جو جھوٹی نبوت کا دعویٰ کرے، اور وہ جھوٹا نبی یہ کہہ دے کہ: ’’جہاد حرام ہے‘‘ چنانچہ اس کے لئے مرزا غلام احمد قادیانی کی خدمات حاصل کی گئیں۔

اللہ تعالیٰ آپ حضرات سے دین کا کام لینا چاہتے ہیں

اب میں آپ دوستوں سے دو باتیں عرض کرنا چاہتا ہوں۔ آج میں مرزا غلام

احمد قادیانی کے جھوٹے عقائد وعزائم اوراس کے جھوٹے ہونے پر کوئی وعظ نہیں کرتا۔بس ایک ہی درخواست آپ دوستوں سے کرنی ہے اوروہ یہ ہے کہ آپ کے اسلاف جن کے نام لیوا آپ حضرات ہیں۔الحمدللہ! آپ ان کے وارث ہیں اورایک وہ ہیں جو مرزا غلام احمد کو ماننے والے مرزائی ہیں۔مرزائیوں کا یہاں آنا،سمجھ میں آ سکتا ہے۔وہ یہاں برطانیہ میں اس لئے آئے ہیں کہ اپنے آباء وجداد کے پاس آ کروہ محفوظ ہو جائیں۔ والدین کے پاس اولاد اسی لئے ہی آتی ہے۔آپ حضرات بھی آئے۔میری بات نظر کے سامنے رکھ کرسن لینا۔پانچ فیصد آپ حضرات میں ایسے ہوں گے جو صرف دین کے لئے آئے۔باقی ٪۹۵ فیصد ایسے ہیں جو دین کی خاطر نہیں آئے۔دنیا کی خاطر آئے۔دنیا کمانا برا نہیں ہے۔ میں بھی بچوں والا آدمی ہوں۔میں آپ حضرات پر الزام نہیں لگاتا۔ہر آدمی کو پیٹ پالنے کی خاطر دنیا کمانی ہے۔یہ کوئی معیوب بات نہیں،کوئی ملازمت کے لئے،کوئی کاروبار کے لئے اورکوئی شادی کے لئے آیا۔آپ حضرات کے ائمہ نے آپ کو دین کے لئے بلایا۔آپ آئے تھے کسی مقصد کے لئے لیکن آپ حضرات کے سامنے ماحول ایسا پیدا ہوگیا ہے کہ خدا آپ حضرات سے اپنے دین کا کام لینا چاہتا ہے۔ بزرگوں والا کام لینا چاہتا ہے۔اپنے حبیب ﷺ کی عزت و ناموس کا کام آپ حضرات سے لینا چاہتا ہے۔یہ اتنا گولڈن چانس ہے کہ اگر آپ حضرات نے اسے کھودیا تو یہ اتنے خسارے کا سودا ہوگا کہ:’’ الامان والحفیظ ‘‘

میرا ایک ہی پیغام ہے

میرے عزیز بھائیو اوردوستو! ہم پاکستان سے آئے اور یہی ایک پیغام آپ حضرات کی خدمت میں ہم لے کے آئے ہیں کہ سارے ہمارے اکابر جاچکے ہیں۔ میں اکیلا ان حضرات کے حکم پر یہاں موجود ہوں۔باٹلی میں آج کا اورکل کا دن ہے۔دس دن دارالعلوم میں رہنا ہے۔بہرحال!اب میرا رخ بھی پاکستان کی طرف ہے۔ہمیں خوشی اس بات کی ہوئی کہ قادیانی اس ملک میں ۱۹۱۳ء میں آئے تھے۔اس کے بعد بیس پچیس سال

پہلے مولانا لال حسین اختر رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے تھے۔مولانا لال حسین اختر رحمۃ اللہ علیہ کے بعد یہ پہلی ٹیم ہے جو یہاں اسی مقصد کے لئے آئی ہے۔ یہ ۱۹۸۵ء کی بات ہے۔ان کی اتنے سال کی کوشش اور ہماری یہ کوشش۔لیکن اس ایک دفعہ کے ٹور (سفر) نے برطانیہ کے مسلمانوں کو بیدار کردیا ہے۔ یہ قادیانیوں پر بہت بڑا حملہ ہے۔ مجھے اس سے اچھی تعبیر نظر نہیں آتی کہ قادیانی اس طرح بیٹھ گئے ہیں جس طرح سرف کی جھاگ بیٹھ جاتی ہے۔ بالکل ختم ہوگئے ہیں۔

آپ کی جدوجہد بیکار نہیں جائے گی

باٹلی کے اندر زور وآزمائش کی کوشش کی۔اس کے نتیجہ سے خائف ہوکر بریڈفورڈ میں سامنے آنے کی جرأت نہ کرسکے۔کانفرنس کے دنوں کا اعلان کیا تھا کہ ہمیں لندن میں کانفرنس کرنی ہے۔ہم سمجھتے تھے کہ قادیانی بھی اجتماع کریں گے اور پورے یورپ ''خدام الاحمدیہ'' کو بلائیں گے۔ایسا خیال تھا کہ اشتہار شائع کریں گے۔ پروپیگنڈا کریں گے۔ ہماری کانفرنس کی طرح کانفرنس کرنے کی کوشش کریں گے۔لیکن وہ دن بالکل خاموشی کے ساتھ گزر گئے لیکن اس کے دوسرے دن اخبار میں سرخی چھپی کہ ان کا ایک اجتماع ہوا۔ یہ کل پرسوں کے اخبار میں تھا۔گویا اکٹھے ہوئے، جیسے کسی کی موت پر اکٹھے ہوتے ہیں۔دعا کی اور چل دیئے۔قادیانیوں کی اب یہ حالت ہے۔

ختم نبوت کا دشمن تاک میں بیٹھا ہے

عزیز بھائیو! میری آپ حضرات سے خدا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام پر درخواست ہے کہ آپ حضرات کو جو یہ ولولہ اور جوش ہے۔اس کو برقرار رکھنا ہے۔ یہ اگر گرا اور اس میں کمی آئی یا ختم ہوگیا تو پھر خطرہ ہے کہ دشمن کہیں آپ پر حملہ نہ کردیں۔ دانا دشمن ہے اور تاک میں بیٹھا ہے۔ آپ خواب غفلت میں مبتلا ہوگئے یا مطمئن ہوگئے تو وہ حملہ کرنے کی ضرور کوشش کریں گے۔اگر آپ جاگتے رہے، ہوشیار رہے، تو دشمن یہ محسوس

کرنے لگے گا کہ آپ کے اونگھنے کا کوئی پروگرام نہیں تو آخر وہ کب تک انتظار کرے گا اور ایسا پسپا ہوگا کہ آئندہ کبھی سامنے آنے کی جرأت نہ کر سکے گا۔

اب ان حالات پر غور کرنا، لیٹریچر تقسیم کرنا، مسلمانوں کو قادیانیوں کی شرارت اور لائحہ عمل سے باخبر کرنا، مسلمانوں کی مساجد میں قادیانیوں کے بارے میں جلسہ کرنا، خطاب کرنا، ان پر کڑی نگرانی رکھنا۔ یہ سب آپ حضرات کا کام ہے۔

بھائی! یہ حضور ﷺ کی عزت و ناموس کا مسئلہ ہے۔ میں آپ حضرات کو کسی مولوی کے متعلق، کسی مدرسہ کے متعلق نہیں کہتا، دین کے کسی کام کے متعلق نہیں کہتا، میں براہِ راست آپ حضرات کو رسول اللہ ﷺ کی سیکیوریٹی گارڈ (محافظ دستہ) میں شامل ہونے کا مشورہ دیتا ہوں۔ ہمت کریں اور رسول اللہ ﷺ کے محافظ دستہ میں اپنا نام لکھوادیں اور حضور ﷺ کی عزت وناموس کے تحفظ کی خاطر جو حضرات کام کررہے ہیں۔ ان کے ساتھ ان کی فہرست میں آپ حضرات کا نام بھی آنا چاہئے۔ ہمت کریں اور رسول اللہ ﷺ کے غلاموں میں اپنا نام لکھوادیں۔ دشمن آپ حضرات کی طرف میلی نگاہ سے نہیں دیکھے گا۔ ان شاءاللہ! آج آپ حضرات سے اتنی باتیں کہنی تھیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اور مجھ کو رسول اللہ ﷺ کی عزت وناموس کے تحفظ کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین!

وما علینا الا البلاغ المبین

خطبات شاہین ختم نبوت

(عنوانات)

☆...... سیرت محمد مصطفیٰ ﷺ
☆...... کمالات اسم محمد ﷺ
☆...... ختم نبوت کی اہمیت
☆...... امام الانبیاء ﷺ کی فضیلتیں
☆...... مقام نبوت
☆...... تحفظ ناموس رسالت ﷺ
☆...... تحفظ ختم نبوت
☆...... آیت خاتم النبیین کی تفسیر
☆...... عظمت صحابہؓ و اہل بیتؓ
☆...... حیات عیسیٰ علیہ السلام...... حصہ اوّل
☆...... حیات مسیح علیہ السلام...... حصہ دوم
☆...... ظہور امام مہدی علیہ الرضوان
☆...... تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء
☆...... تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء
☆...... امتناع قادیانیت آرڈیننس ۱۹۸۴ء
☆...... حقائق بولتے ہیں
☆...... مرزائیت کا تعاقب
☆...... قادیانیت کا زوال
☆...... علمائے دیوبند کی قربانیاں

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
حضوری باغ روڈ، ملتان - فون : 061-4783486

اِنَّ مِنَ الْبَیَانِ لَسِحْرًا (الحدیث)



خطبات شاہین ختم نبوت

جلد دوم

ترتیب

مولانا محمد یوسف ماما

نظر ثانی

مولانا منور حسین سورتی

مولانا عبداللطیف طاہر لدھیانوی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان

ما كان محمد

ابا احد من رجالكم ولكن رسول الله وخاتم النبيين ﷺ

دروس و بیاناتِ ختمِ نبوّت

حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ

۳۱؍اگست تا ۵؍ستمبر ۱۹۸۵ء کو باٹلی میں ردِّ قادیانیت
کے موضوع پر دیئے گئے لیکچرز کا مجموعہ

ترتیب: مولانا محمد یوسف ماما اُستاذ الحدیث باٹلی
نظرثانی: مولانا منوّر حسین سورتی اُستاذ تحفیظ القرآن جامع مسجد بالسم لندن

عالمی مجلس تحفظ ختمِ نبوۃ
حضوری باغ روڈ، ملتان ۔ فون 061-4783486

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نام کتاب: دروس وبیانات ختم نبوت

مرتب: (حضرت مولانا) محمد یوسف ماما (صاحب دامت برکاتہم)

نظر ثانی: (حضرت مولانا) منور حسین سورتی (صاحب دامت برکاتہم)

اشاعت دوم: ذوالحجہ ۱۴۳۶ھ بمطابق اکتوبر ۲۰۱۵ء

صفحات: ۳۳۶

ناشر: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

Ph: (061) 4783486

نگاہ اوّلین!

نحمده و نصلی علیٰ رسوله الكريم ۔ اما بعد!

فقیر کا برطانیہ کا پہلا سفر ۱۹۸۵ء کی پہلی ختم نبوت کانفرنس ویمبلے ہال لندن میں شرکت کے لئے ہوا۔کانفرنس سے فراغت کے بعد پوری قیادت کی حج اور پھر وہاں سے وطن واپسی ہوئی۔فقیر کی دو ماہ مزید وہاں قیام کے لئے ڈیوٹی لگی۔اس موقعہ پر باٹلی میں چند روز عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت اور قادیانی عقائد ونظریات کے حوالہ سے دروس و بیانات ہوئے جو ریکارڈ کر لئے گئے۔

اللہ رب العزت اپنی شایان شان جزائے خیر دیں۔استاذ العلماء حضرت مولانا محمد یوسف ماما مدظلہ استاذ الحدیث باٹلی کو آپ نے ٹیپ ریکارڈ سے انہیں قلمبند کیا۔پھر کمپوز کیا۔یہ اتنا جانگسل مرحلہ ہوتا ہے جو حضرات اس وادی کے مسافر ہیں وہ جانتے ہیں کہ مولانا موصوف نے کتنی عرق ریزی اور سعی مشکور سے اسے سرانجام دیا۔ان کے کمپوز شدہ مسودہ پر خطیب اسلام حضرت مولانا منور حسین سورتی مدظلہ نے نظر ثانی فرمائی۔عنوانات قائم کئے اور اس مسودہ کو اشاعت کے قابل کر دیا۔

مدرسہ عربیہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر کے صدر مدرس حضرت مولانا علامہ غلام رسول دین پوری مدظلہ نے آخری بار پروف پڑھا اور کتاب کا نوک پلک درست کیا۔اللہ تعالیٰ ان تمام حضرات کو بہت ہی جزائے خیر نصیب فرمائیں کہ ان حضرات کی محبت بھری محنت سے یہ کتاب تیار ہوگئی۔

فقیر راقم بخدا تصور بھی نہیں کر سکتا تھا کہ میرے دروس یا بیانات چھپیں گے۔ان حضرات کی اس محنت کو خالصتاً انعام الٰہی اور عطیۂ قدرت خداوندی سمجھتا ہوں۔حضرت مولانا محمد یوسف ماما مدظلہ اس کتاب کے مرتب ہیں۔ان کا تعارف شامل ہے۔وہ آگے آپ ملاحظہ فرمائیں گے۔مولانا منور حسین سورتی صاحب مدظلہ بہت ہی زیادہ شکریہ کے مستحق ہیں کہ ان کے دم قدم سے یہ کتاب اشاعت پذیر ہوئی۔حق تعالیٰ انہیں دارین میں اس کی جزائے خیر نصیب فرمائیں۔

محتاج دعا......فقیر اللہ وسایا

مورخہ ۲۶؍رمضان المبارک ۱۴۳۳ھ

فہرست دروس ختم نبوت

قلبی تأثرات

الحمدللّٰہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ من لا نبی بعدہ ۰ اما بعد!

قادیانیت کے فتنہ میں اب کوئی دم خم نہیں ہے۔ مرزاغلام احمد قادیانی نے لگ بھگ ایک صدی قبل نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔ اس فتنہ کی ابتداء کے وقت سے آج تک خصوصی طور پر علماء دیوبند ختم نبوت کے عقیدے کی حفاظت کے لئے میدان عمل میں نظر آرہے ہیں۔ یہ ایسی تاریخی حقیقت ہے جو کسی دلیل کی محتاج نہیں۔ حقیقت میں قادیانیت، عقیدۂ ختم نبوت کے خلاف ایک بڑی سازش ہے۔ جس کا مقابلہ تمام مسلمانوں خصوصاً علماء کرام کی بنیادی ذمہ داری اور اہم مذہبی حق ہے۔ واقع میں اس ذمہ داری کا احساس اور خاتم الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سے تعلق ونسبت کا اثر ہے۔ جس دن مرزا قادیانی نے لدھیانہ میں اپنی نبوت ومہدویت ومجددیت کا اعلان کیا اسی دن سے اس کا تعاقب شروع ہوگیا تھا۔ بفضلہٖ تعالیٰ آج تک جاری وساری ہے۔ مختلف علماء کرام نے مختلف اسالیب میں قادیانیت اور مرزا قادیانی کی ذاتی زندگی، عادات واخلاق پر ایک پرداد تحقیق کی، اور ایسے ایسے پہلو اجاگر کئے علماء نے مرزا قادیانی کی ہی تحریروں سے یہ ثابت کر دکھایا کہ مرزا قادیانی اپنے ہی بنے ہوئے پھندوں میں اس طرح پھنسا ہوا ہے کہ کوئی مرزائی اس کو نکال باہر کرنے کی مجال نہیں رکھتا۔ ایک جگہ کسی بات کو نہایت زوردار انداز میں قرآن وحدیث اور عقلی دلائل سے ثابت کرتا ہے تو دوسری جگہ پہلے سے بھی زیادہ زور لگا کر کچھ اس انداز سے اس کے خلاف لکھ دیتا ہے کہ اس کی پہلی ساری تحقیقات پر پانی پھیر دیتا ہے۔ اس کی باتیں مضحکہ خیز بن جاتی ہیں۔ اگر قادیانیوں کو دین کی ذرا بھی سمجھ داری ہوتی۔ قرآن مجید واحادیث نبویہ سے کچھ بھی تعلق اور آخرت کی رتی برابر بھی فکر ہوتی تو وہ اس کی کتابوں کو پڑھ کر اور مرزا کی ذاتی زندگی کی خامیوں، گندگیوں اس کے افعال وکردار اور اس کی تحریروں کی علمی بے حیثیتی، اختلافات، تضادات زبان درازی مثلاً کذبات مرزا، مغلظات مرزا، کفریات مرزا وغیرہم کو دیکھ کر اس لمحہ اسی وقت قادیانیت سے توبہ کر لیتے۔ اسی عقیدۂ ختم نبوت پر ہمارے اسلاف واکابرین، اصاغرین حضرت مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانویؒ، حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ سے لے کر آج تک برابر کام کر رہے ہیں۔ اسی سلسلۃ الذہب کی ایک کڑی حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب زادہ اللہ شرفا وکرامۃً بھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی زبان میں ایسی تاثیر مرحمت فرمائی ہے اور تفہیم کا ایسا جوہر عطاء فرمایا ہے جو وہ باتیں بیان کرتے ہیں۔ نقش کالحجر ہوجاتی ہیں۔

مولانا موصوف عقیدۂ ختم نبوت وردقادیانیت پر ایک متبحر جہاں دیدہ شخصیت ہیں۔ جن

کے قلم وزبان سے بیشمار بندگان خدا کو صراط مستقیم پر چلنے کی رہنمائی ملی۔ مولانا موصوف کا برطانیہ کا پہلا سفر ۱۹۸۵ء میں ہوا۔ اس کے بعد بیشمار مواقع پر ان کے دروس وخطبات وبیانات سننے کا موقع ملا۔ نیز غالباً ۱۹۸۷ء میں لندن میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سنٹر کے لئے جگہ کی تلاش کرنے کے لئے مولانا عبدالرحمان باوا صاحب مولانا اللہ وسایا صاحب کا طویل قیام بندہ کی مسجد بالہم میں رہا۔ اس وقت مولانا سے استفادہ کرنے کا موقع ملا۔ قریب سے دیکھنے کا موقع ملا۔ مولانا سے نجی مجالس میں بھی اس موضوع پر بہت کارآمد باتیں سننے کا موقع ملا۔ واقع میں مولانا موصوف ردقادیانیت کے مضامین کو نہایت بسط کے ساتھ عبرت انگیز طور پر پیش کرتے ہیں۔ لطف کی بات یہ ہے کہ مولانا، قادیانیت کی تردید بھی زیادہ تر مرزائی لٹریچر سے کرتے ہیں۔ خشک سے خشک مضمون کو ظرافت اور مزاح کے انداز میں پیش کرنے کا پورا ملکہ رکھتے ہیں۔ جیسے ان کی کتب ورسائل وخطبات سے قارئین کرام محسوس فرمائیں گے۔ مولانا کی پوری زندگی تحفظ عقیدہ ختم نبوت کے لئے وقف ہے۔ جس کی وجہ سے مولانا اس فن کے بڑے ماہر، تجربہ کار، صاحب بصیرت امام مانے جاتے ہیں۔ مولانا صاحب کا پہلا سفر برطانیہ ۱۹۸۵ء میں ہوا۔ اس وقت دن میں باٹلی میں ڈیوز بری واطراف واکناف کے بڑے بڑے علماء ومدرسین کو قادیانیت کا درس دیتے تھے اور شام عصر یا مغرب کے بعد عوام الناس میں خطابت کے فرائض انجام دیتے تھے۔ وہ سارے دروس وخطبات وبیانات ومجالس ٹیپ ریکارڈ کرلی تھیں اور ہمارے محبّ مکرم مخدوم المحترم مولانا محمد یوسف ماما صاحب ٹیپ سے صفحۂ قرطاس پر منتقل فرماکر بہت سے علماء کو اس کی کاپی عنایت فرماتے تھے۔ حضرت مولانا محمد یوسف ماما سے گذارش کی اگر یہ دروس کتابی شکل میں منظر عام پر آجائیں تو اس کا فائدہ متعدی ہوجائے گا۔ مولانا محمد یوسف ماما صاحب سے مسودہ لے کر پڑھا۔ اس پر جلی عنوانات لگاتا تھے۔ بندہ نے یہ چھوٹے سے کام کے لئے حامی بھرلی اسے تیار کرلیا۔ اصل اس کے مرتب مولانا محمد یوسف ماما ہی ہیں۔ مرتب کے حالات سے بندہ ناواقف تھا۔ اس کے لئے مولانا مرغوب احمد لاجپوری صاحب، زید مجدہ کو مکلّف بنایا۔ مولانا مرغوب احمد صاحب بہت قلیل وقت میں صاحب مرتب دروس وخطابات حضرت مولانا محمد یوسف ماما کے حالات قلمبند کرکے بندہ کو روانہ کئے۔ بندہ مولانا مرغوب کا ہی مضمون بعینہ نقل کرتا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

اللہ تعالیٰ مولانا اللہ وسایا صاحب ومرتب مولانا محمد یوسف ماما صاحب اور سب کے لئے صدقہ جاریہ بنائیں اور ان خطبات ودروس کو مقبولیت عامہ نصیب فرمائیں اور فیض رساں بنائیں۔

احقر الناس: منور حسین سورتی غفرلہ

تعارف مرتب

حضرت مولانا محمد یوسف ماما صاحب مدظلہم کا مختصر تذکرہ

حضرت مولانا کی پیدائش ضلع سورت کے ایک چھوٹے سے قریہ ’’کفلیتہ‘‘ میں ۶؍شعبان المعظم ۱۳۵۹ھ مطابق ۷؍ستمبر ۱۹۴۰ء میں ہوئی۔ والدہ کا انتقال بچپن میں ہی ہوگیا تھا۔ اس لئے مادری شفقت سے محرومی کی پرورش اور آزمائشی دور میں طفلی زمانہ گزرا۔

ابتدائی تعلیم گاؤں میں ہوئی۔ ساتھ ہی گجراتی زبان کی تعلیم حاصل کی۔ جامعہ ڈابھیل میں تین سال رہ کر حفظ قرآن مجید کی تکمیل کی۔ حفظ کے بعد گجرات کی ایک قدیم دینی درسگاہ ’’مفتاح العلوم تراج‘‘ میں داخلہ لیا اور تین سال رہ کر عربی سوم تک کی کتابیں پڑھیں۔ یہاں آپ کو فخر گجرات حضرت مولانا محمد علی تراجوی رحمہ اللہ کی زیرنگرانی حصول تعلیم کی سعادت وصحبت غیرمترقبہ بھی نصیب ہوئی۔ موصوف نے حضرت کی صحبت سے خوب فائدہ اٹھایا۔ پھر دارالعلوم دیوبند میں داخل ہوئے اور پانچ سال کا عرصہ گزار کر شعبان ۱۳۸۵ھ مطابق دسمبر ۱۹۶۵ء میں سند فراغت حاصل کی۔ حضرت مولانا ابراہیم صاحب بلیاویؒ، حضرت مولانا فخرالدینؒ صاحب، حضرت مولانا انظر شاہ صاحب کشمیریؒ اور مولانا محمد سالم صاحب قاسمی مدظلہم جیسے اساطین علم سے اکتساب فیض کا موقع میسر ہوا۔ حضرت مولانا سعید احمد صاحب پالنپوری مدظلہم، حضرت مولانا ولی رحمانی مدظلہم جیسے اصحاب علم وفضل مولانا کے رفقاء میں شامل ہیں۔

فراغت کے بعد دو سال ’’نوساری‘‘ میں تدریسی خدمت انجام دی۔ پھر مدرسہ ’’مفتاح العلوم تراج‘‘ میں دو سال تک درس نظامی کی کتابیں پڑھائیں۔ ۱۹۷۱ء میں مولانا اہل باٹلی کی دعوت پر برطانیہ تشریف لائے اور جمعہ مسجد باٹلی میں ۷/۸ سال تک امامت وتدریس کے فرائض انجام دیئے۔

ایک طویل عرصہ برطانیہ کے مشہور قصبہ ڈیوز بری تبلیغی مرکز کے ادارہ میں تدریسی خدمات بھی انجام دیں۔ ان سالوں میں شرح وقایہ، شرح تہذیب، تیسرالمنطق، مختصرالمعانی، مؤطا وغیرہ کا درس دیا۔ مولانا مرکز کے ابتدائی اساتذہ میں سے تھے۔ یہ وہ وقت تھا جب سواری کے اس قدر انتظامات بھی نہیں تھے جو آج ہیں۔ اس لئے بڑی مشقت ومحنت سے بس کا سفر کرکے اور کئی

دفعہ دو، دومرتبہ بس تبدیل کر کے پہنچتے۔تدریس کے ساتھ ساتھ ناظم کتب خانہ کی حیثیت سے بھی مولانا کی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔سالہاسال مولانا نے اس خدمت کو بھی بحسن وخوبی نبھایا۔پھرامتحانات کے نگران اعلیٰ کے منصب پر بھی فائز رہ کراس مشکل ترین ذمہ داری کو جس محنت ومشقت اوراپنے اوقات کی قربانی کے ساتھ موصوف نے انجام دیا۔اس کے مناظر راقم کی آنکھوں کے سامنے ہیں۔ مجھے مولانا کے زمانہ میں مرکز پرایک سال طالب علمی کا زمانہ اور چھ سال مدرس کی حیثیت سے خدمت کا موقع ملا۔راقم نے خوددیکھا کہ موصوف رات میں اپنے کام سے فارغ ہوکر مرکز تشریف لاتے اورامتحان کے پرچے، رجسٹر وغیرہ کا محنت طلب کام اپنے قیمتی اوقات میں بڑے انہماک اورذوق شوق سے انجام دیتے۔اللہ تعالیٰ مولانا کوان خدمات کا دارین میں بہترین بدلہ عطاء فرمائے۔

مولانا طبعاً خوش مزاج ہیں۔اس لئے طلبہ آپ سے خوب مانوس ہوجاتے۔آپ کا درس خشک درس ہی نہ تھا۔ بلکہ لطائف، حکایات، نصائح اور تجربہ کے بے شمار دلچسپ واقعات سے بھرا ہوا اورمعلومات افزا ہوتا تھا۔اس وقت بھی لڑکیوں کے ایک مدرسہ میں آپ کو جلالین شریف، اور بخاری شریف کچھ حصے، وغیرہ جیسی اہم کتابوں کی تدریس کی سعادت عظمی حاصل ہے۔

راقم الحروف کومولانا کے ساتھ ایک طویل عرصہ سے سفروحضر میں معیت کے مواقع ملے، بہت قریب سے آپ کودیکھنے کا موقع ملا۔طبیعت میں انتہائی سادگی، مثالی تواضع، بڑائی کا نام ونشان نہیں، راقم نے بہت کم آپ جیسے بےضررانسان دیکھے۔ ہمیشہ اپنے چھوٹوں کو آگے بڑھانے کا جذبہ اپنے اندر پایا۔جس مجلس میں آپ موجود ہوتے۔اس کا رنگ ہی نرالا ہوتا۔گاہے گاہے اہل مجلس کوعجیب چٹکلے سے ہنسا کر مجلس کو باغ وبہار بنادیتے۔بکثرت مولانا کی زبان سے یہ دعا کئی مجلسوں میں سنی گئی۔''اللھم انی اسئلك الخیر کله واعوذبك من الشر کله'' دنیا کے حالات سے بھی مولانا برابر باخبر رہتے ہیں۔اردو کے بہترین ادیب ہیں۔ساتھ ہی گجراتی زبان پر بھی اتنا عبور ہے کہ گجراتی زبان کا ماہر پروفیسر بھی جب آپ سے ملتا ہےتو حیران رہ جاتا ہے۔ اردوو گجراتی تحریر پر بھی آپ کو بڑی قدرت حاصل ہے۔

مولانا کو اللہ تعالیٰ نے بڑی ذہانت سے نوازا ہے۔محنت وتوجہ سے دور طالب علمی

گزارا، عمدہ استعداد کے مالک ہیں۔کلام اللہ شریف بھی بہت پختہ یاد ہے۔روزانہ بلاناغہ تلاوت کا معمول اب تک جاری ہے۔مختلف زبانوں کے لغات کی تحقیق مولانا کا خاص ذوق ہے۔کبھی کبھی اس موضوع پر بات فرماتے ہیں تو سامعین حیران ہوکر مولانا کا چہرہ تکتے رہ جاتے ہیں۔

مولانا نے بڑی محنت سے حضرت مولانا علی میاں صاحب ندویؒ کی مقبول زمانہ کتاب ''قصص النّبیین'' کے پانچوں حصوں کا اردو میں ترجمہ فرمایا۔اس ترجمہ کی خوبی یہ ہے کہ بین القوسین ایسے الفاظ اس عمدگی سے شامل کئے گئے ہیں۔ جو مضمون کے سمجھنے میں معاون ثابت ہوتے ہیں۔اس ترجمہ نے لفظی ومحاوری دونوں کی رعایت کی ہے۔ بہت کم ترجمے اس کے طرح کے دیکھنے کے ملے۔جن میں دونوں وصف آ گئے ہوں۔راقم الحروف نے حضرت مولانا کے حکم پر پانچوں حصوں کے ترجمہ پر گہری نظر ڈالی اور کئی مواقع پر ترمیم واضافہ بھی کیا۔موصوف کی وسعت ظرفی ہے کہ راقم کی ترمیمات کو بلاکسی ردوقدح کے قبول فرمایا۔اللہ کرے کہ وہ ترجمہ جلد از جلد شائع ہوکرامت کے ہاتھوں میں پہنچے۔اللہ تعالیٰ سے میری دلی دعا ہے کہ وہ بے نیاز ذات اپنے خزانہ سے اس کی اشاعت کا غیبی نظام فرمادے۔

(یہاں بطور جملہ معترضہ اس بات کا اظہار بھی مناسب ہی نہیں ضروری سمجھتا ہوں کہ ہماری قوم اپنوں کے کارناموں کو اجاگر کرنے میں بخیل سے بخیل تر واقع ہوئی ہے۔جن جگھوں پر خرچ کی نہ ضرورت اور نہ ان کو محتاجگی، ایسی جگھوں پر دل کھول کر خرچ کریں گے۔ ہمارے بعض علماء اپنی طبعی شرافت کی وجہ سے نہ اپنے کاموں کا راگ گاتے پھرتے ہیں، نہ اشتہار بازی، نہ ہر مجلس میں اپنی تعریف، نہ زبانی سوال، نہ حرص وطمع، ایسے حضرات کے بیشمار علمی کارنامے کاغذوں میں پڑے ہوئے ہیں یا دیمک کی نظر ہو چکے ہیں۔راقم کو اس کا بڑا تجربہ ہوا اور برابر ہو رہا ہے۔ کچھ تو مجھے عوام سے زیادہ اپنے علماء سے بھی اس کی شکایت کرنی ہے کہ آپ حضرات اپنے معتقدین واحباب کو بہت سی جگھوں پر خرچ کی نشاندہی کرتے ہیں۔کیا کبھی آپ کے ذہن میں ان مخلص علماء کے کاموں کا خیال نہیں آتا، یا آتا تو ہے مگر؟)

حضرت مولانا مفتی اسماعیل صاحب کچھولوی مدظلہم کے فتاوی ''فتاویٰ دینیہ'' کے نام سے پانچ ضخیم جلدوں میں شائع ہوئے ہیں۔اسکی ترتیب وکمپوزنگ وغیرہ کا اہم ترین اور دقت

طلب کام موصوف نے بڑے عمدگی سے پورا فرمایا۔ یقیناً (انشاءاللہ) یہ فتاویٰ بھی مولانا کے لئے ذخیرۂ آخرت ہیں۔

مولانا موصوف نے حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب مدظلہم کے وہ دروس وخطبات جو موصوف نے ۱۹۸۵ء برطانیہ کے سفر میں علماء کی مجلس میں دیئے تھے کو کیسٹ کے ذریعے بڑی محنت سے کاغذ پر منتقل فرمایا۔ راقم الحروف کو مولانا کے حکم سے اس مسودہ کے مطالعہ کی سعادت بھی نصیب ہوئی۔ وہ خطبات ودروس ''ماقل ودل'' کا صحیح مصداق اور علماء وطلبہ کے لئے خلاصے کی چیز ہے۔ مولانا منور حسین سورتی ان کے رفقاء ورہنماء کی طرف سے اس کی اشاعت کا انتظام ہورہا ہے۔ انشاءاللہ! یہ کتاب اپنے موضوع پر مفید اور کارآمد ثابت ہوگی۔ بڑا اچھا ہوا کہ حضرت مولانا منور حسین سورتی صاحب مدظلہم نے اس پر نظر ثانی فرما کر عنوانات سے مزین کر کے اس سے استفادے کو آسان تر بنادیا۔ اللہ تعالیٰ ہر دو حضرات کو دارین میں بہتر سے بہتر بدلہ نصیب فرمائے۔ آمین!

رفیق محترم حضرت مولانا منور حسین صاحب سورتی مدظلہم (صاحب بزم منور) کا حکم ہوا کہ میں مختصراً ہی سہی حضرت مولانا محمد یوسف ماما صاحب مدظلہم کے کچھ حالات لکھ کر جلد از جلد ارسال کروں۔ موصوف کے حکم کی تعمیل میں مختصر حالات بعجلت لکھے گئے ہیں۔

مرغوب احمد لاجپوری، ڈیوزبری

یکم رشعبان المعظم ۱۴۳۳ھ، مطابق ۲۲ رجون ۲۰۱۲ء بروز جمعۃ المبارک

نوٹ: بندہ تمام معاونین کا شکرگزار ہے جنہوں نے یہ علمی تحفہ منظر عام پر لانے کے لئے جس طرح بھی ساتھ دیا۔

قبل ازیں گویم! (کچھ باتیں کتاب سے پہلے)

طالب علمی کے زمانہ میں اساتذۂ کرام وغیرہم سے اس فتنۂ قادیانیت کے متعلق بار بار سنتے رہتے تھے مگر یہ اتنا بار آور ہوگا ایسا سمجھنے سے ہم قاصر تھے، اس لئے کہ مرزا سے پہلے بھی کافی لوگوں نے جھوٹا دعویٰ نبوت کیا تھا مگر وہ جلدی ہی ختم ہو گئے تھے۔ حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب دامت فیوضہم کا بہت ہی بڑا احسان ہے کہ انہوں نے ایک استاذ اور مربی کی طرح شفقت سے پڑھایا اور سمجھایا کہ یہ تو اتنا بڑا درخت بن گیا کہ اس کا کاٹنا بھی مشکل لگ رہا ہے۔ مگر اللہ کا فضل رہا کہ آرہ چلنا شروع ہو چکا ہے، انشاء اللہ یہ بھی ختم ہو جائے گا، یا نیم مردہ ہو جائے گا، اس میں کوئی سکت نہیں رہے گی۔

یہاں پر مجھے مختصر سوانح اور ان کے مناظرانہ کارناموں کا ذکر کرنا تھا مگر مجھے اس وقت ان کے متعلق کوئی چیز دستیاب نہیں ہوئی، بس! مولانا اس فن کے امام ہونے کے ساتھ سادہ اتنے کہ ہمیں ان کی خدمت کرنا چاہئے تھی مگر وہ ہماری خدمت پر بضد تھے۔ دوسری بات یہ کہ کھانا بھی بالکل سادہ، یہ ہم گجراتیوں کے لئے بڑے اچنبے اور پریشانی کی بات تھی۔ کیونکہ ہمارا دسترخوان اتنا لمبا اور چوڑا ہوتا ہے کہ الامان والحفیظ خیر!۔

حضرت موصوف جب تشریف لائے تھے تو ایک ٹوٹی پھوٹی صندوق میں قادیانیوں کی کتابیں لے کر آئے تھے ہمارے بعض ساتھیوں نے جب نئی صندوق لاکر دی تو لینے سے انکار کردیا اور کہا: ”ایسے صندوق میں اس مردود کی کتابیں رکھنا اپنے آپ کو ذلیل کرنا ہے۔ اور اوپر سے یہ کہا ایسے صندوق میں تو حضرت اقدس تھانویؒ اور اس سلسلہ کے دیگر علماء کرام کی کتابیں رکھنی چاہئیں۔“ بدبخت قادیانی کتب اور یہ صندوق! نعوذ باللہ“۔

سادگی کے باوجود حضرت کا بیان قابل ستائش وتعریف، کلام کا انداز ایسا سادہ اور قابل رشک کہ سامع سنتا ہی رہے بلکہ سمجھانے کا کچھ ایسا طریقہ اختیار کئے ہوئے کہ خالی الذہن کو بات سمجھ میں آجائے، اور جرح ایسی کہ جیسے قینچی چل رہی ہو۔ اس وقت ہمارے سامنے مولانا کی پوری سوانح اور خدمات کا تذکرہ نہیں ہے ورنہ اس کا اختصار یہاں پیش کیا جاتا تاکہ قاری وناظر کتاب ہذا کو مولانا کے سوانحی خاکہ سے کچھ نہ کچھ اندازہ ہو جاتا کہ حضرت نے قادیانیت کے خلاف کیا کیا جدوجہد کی ہے۔ بس یہ چند الفاظ مولانا کے ساتھ رہنے کی بنا پر قاری کے سامنے پیش کئے ہیں۔ زہے نصیب گر قبول افتد۔ بروز جمعرات ۱۷/صفر ۱۴۳۳ھ مطابق ۱۲/جنوری ۲۰۱۲ء

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ

دروس ختم نبوت

یعنی

مولانا اللہ وسایا صاحب

کے اسباق برائے تعارف قادیانیت

پہلا درس ''تعارف وتاریخ فتنۂ قادیانیت''

جوانہوں نے بروز ہفتہ مؤرخہ ۱۴رذی الحجہ ۱۴۰۵ھ مطابق ۳۱راگست ۱۹۸۵ء کو ظہر کی نماز کے بعد انجمن زینت الاسلام ٹیلر اسٹریٹ باٹلی میں دیا تھا

ترتیب مولانا محمد یوسف ماما اُستاذ الحدیث باٹلی

نظرثانی مولانا منوّر حسین سورتی اُستاذ تحفیظ القرآن جامع مسجد بالسم لندن

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمدللّٰه و کفٰی و سلام علیٰ سید الرسل و خاتم الانبیاء، وعلیٰ اٰله واصحابه اللذین هم خلاصة العرب العرباء و خیر الخلائق بعد الانبیاء ۰ اما بعد ۰ فاعوذ باللّٰه من الشیطٰن الرجیم ۰ بسم اللّٰه الرحمٰن الرحیم ۰ واتقوا فتنة لا تصیبن اللذین ظلموا منکم خاصة واعلموا ان اللّٰه شدید العقاب. قال النبی ﷺ: بادروا بالاعمال فتناً کقطع اللیل المظلم یصبح الرجل مؤمنا ویمسی کافرا ویمسی مؤمنا ویصبح کافرا یبیع دینه بعوض من الدنیا. اللهم صل علیٰ سیدنامحمد عبدك ورسولك وصل کذلك علیٰ جمیع الانبیاء والمرسلین وعلی الملائکة المقربین وعلیٰ عباد اللّٰه الصالحین ۰ اجمعین الیٰ یوم الدین.

میرے عزیز بھائیو! دوستو اور بزرگو! میں قطعاً اس لائق نہیں کہ آپ حضرات کو خطاب کرسکوں۔ آپ حضرات کی شفقت ومحبت اور آپ حضرات کی سرپرستی نے مجھے اتنا بے تکلف کردیا ہے کہ میں آپ حضرات کے ساتھ بیٹھا ہوں۔ کل سے آپ حضرات کاغذ وقلم لے کر مجلس میں شریک ہوں تاکہ مرزاغلام احمد قادیانی کے پندرہ بیس عقیدے اور قادیانیوں کے موٹے موٹے اعتراضات مع جوابات قلم بند کرادئے جائیں تاکہ ہمیشہ کے لئے وہ محفوظ ہوجائیں اور جب کبھی قادیانیوں سے آپ کا سابقہ پڑے تو وہ آپ کے کام آسکیں۔

آج چونکہ آپ حضرات کو بھی پیشگی اطلاع نہ تھی اور میں بھی اپنی کاپی ساتھ نہیں لایا۔ اس لئے آج کی مختصر مجلس میں مرزاغلام احمد قادیانی اور اس کے ابتدائی حالات وواقعات اور اس کے دعویٔ نبوت کا پس منظر اور اس کے سیاسی عزائم سے لے کر آج تک کے جو حالات ہیں' جو لکھنے کی بجائے سننے سے متعلق ہیں۔ ان کی قدرے تفصیل آپ حضرات کی خدمت میں عرض کردیتا ہوں۔ کل سے میرے اللہ کو جو منظور ہوگا وہ ہوگا۔

حضرت حاجی امداداللہؒ کا پیرمہرعلی شاہؒ کو فتنۂ قادیانیت سے آگاہ کرنا

ہمارے سید الطائفہ حضرت حاجی امداداللہ مہاجر مکیؒ جو مکہ میں مقیم تھے۔ پیرمہرعلی شاہ صاحبؒ پنجاب کے ایک معروف گدی نشین تھے۔ وہ جب حاجی صاحبؒ کے پاس تشریف لے گئے تو حضرت حاجی صاحبؒ نے ان کو بیعت کیا۔ خلافت دی اور ساتھ ہی پیر صاحبؒ کو حضرت

حاجی صاحبؒ نے ارشادفرمایا:’’درہندوستان عنقریب یک فتنہ ظہورکند،شما ضروردرملک خودواپس برویدواگر بالفرض شمادرہندخاموش نشستہ باشیدتاہم آں فتنہ ترقی نہ کندودرملک آرام ظاہرشود۔‘‘

(ملفوظات طیبہ ص۱۲۶،تاریخ مشائخ چشت ص۷۱۳،۷۱۴)

’’آپ ہندوستان واپس تشریف لے جائیں۔وہاں ایک فتنہ اٹھنے والا ہے۔اللہ رب العزت آپ سے اس فتنہ کے خلاف کام لیں گے۔اگرآپ کام نہ کریں گے۔صرف خاموش بیٹھے رہیں گےتو بھی آپ کاوجوداس فتنہ کےسدباب میں معین ومؤثر ثابت ہوگا۔‘‘

پیر صاحبؒ کہتے ہیں:’’میں حضرت حاجی صاحبؒ سے بیعت ہوکر جب واپس آیاتو قطعًا میرے وہم وگمان میں بھی نہ تھا کہ مستقبل کےکون سے فتنہ کی طرف اشارہ ہے۔ حتیٰ کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کیا تو تب بھی میری توجہ اس طرف مبذول نہ ہوئی۔ یہاں تک کہ حضور(ﷺ) کی خواب میں مجھے زیارت ہوئی۔آپ(ﷺ) نے ارشاد فرمایا:’’پیرمہرعلی شاہ!

”مرزا غلام احمد بمقراض الحاد احادیث من را پارہ پارہ می کرد و تو خاموش نشستہ ای“ترجمہ:مرزاغلام احمدبےدینی کی قینچی سےمیری احادیث کوٹکڑےٹکڑے کر رہاہےاورتو خاموش بیٹھا ہے۔‘‘پیرصاحبؒ کہتے ہیں:’’اس کے بعد میں نے فتنۂ قادیانی کے خلاف کام شروع کیا‘‘۔

حضرت حاجی امداداللہؒ نے مرزا قادیانی کے دعوئ نبوت کی پیشین گوئی کردی تھی

میرے بھائیو! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ حضرت حاجی صاحبؒ نے مرزا غلام احمد کے دعوائے نبوت سے پہلے ہی انہوں نے یہ پیشین گوئی کردی تھی کہ پنجاب میں ایک فتنہ اٹھنے والا ہے ۔آپ کے اور میرے مخدوم حضرت مولانا (محمد ایوب صاحب کھولوڑیا (المعروف بہ السورتی دامت برکاتھم مراد ہیں)نےایک واقعہ سنایا:(جوپہلےبھی بزرگوں سے سنا ہے۔’’ہمارے حضرت رائے پوریؒ کے جداعلیٰ شاہ عبدالرحیمؒ جن سے شاہ عبد القادر رائے پوریؒ بیعت تھے۔(ان کے پیر تھے وہ دوسرے شاہ عبد الرحیم صاحب سہارنپوری ہیں)

حضرت شاہ عبدالرحیم سہارنپوریؒ کا حکیم نورالدین کومتنبہ کرنا

اوروہ یہ ہے کہ ان کی خدمت میں حکیم نورالدین (جو بھیرہ ضلع سرگودھا کا رہنے والا

تھا)ایک مرتبہ حضرت کی مجلس میں گیا۔تو حضرت سہارنپوریؒ نے حکیم نورالدین کو کہا: مرزا غلام احمد نامی ایک شخص نبوت کا دعویٰ کرنے والا ہے۔

یہ حکیم نورالدین اس وقت حضرت سے ارادت وبیعت کا سلسلہ رکھتا تھا۔حضرت کی خدمت میں اصلاح اور مسائل پوچھنے کی غرض سے اور حضرت سے اپنی علمی پیاس بجھانے کے لئے آیا ہوا تھا۔

حضرت ان سے ارشاد فرماتے ہیں: ’’نور الدین تجھے سوال پوچھنے کی عادت ہے۔مختلف مجلسوں اور محفلوں میں جاتا ہے۔ایک شخص نبوت کا دعویٰ کرنے والا ہے۔تو علم کی پیاس بجھانے کے لئے اس کے پاس بھی جائے گا اور وہاں تو گرفتار ہوجائے گا۔وہ شخص جو نبوت کا دعویٰ کرے گا تو اس کا خلیفہ بنے گا‘‘۔چنانچہ اسی طرح ہوا۔

قلندر ہر چہ گوید دیدہ گوید

تو میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ فتنۂ قادیانیت کے رونما اور ظہور پذیر ہونے سے قبل ہی اس زمانہ کے اہل اللہ اور اہل باطن کی چشم بصیرت وفراست ایمانی نے اس فتنہ کی ہولناکی اور اس کے دوررس خطرناک نتائج واثرات کو اچھی طرح محسوس کرتے ہوئے بطور پیشین گوئی اپنے مخصوص متعلقین کو آگاہ کرکے اس کی سرکوبی اور استیصال کے لئے متوجہ کردیا تھا۔محکمہ موسمیات والے اپنے اس علم سے جو انہوں نے پڑھا ہے وہ اور ان آلات سے موسم کے تغیرات کو پہلے سے اندازہ کرکے پیشین گوئی کردیتے ہیں کہ فلاں جگہ بارش ہوگی،فلاں جگہ آندھی آئے گی اور فلاں جگہ برف باری ہوگی۔تو اہل اللہ نے اپنی فراست ایمانی سے پہلے ہی بھانپ لیا تھا کہ ایک فتنہ اٹھنے والا اور رونما ہونے والا ہے۔

برطانوی حکومت کی مسلمانوں کے دلوں سے جذبۂ جہاد ختم کرنے کی عیارانہ چال

برطانوی گورنمنٹ نے (متحدہ) ہندوستان پر اپنا قبضہ مکمل کرنے کے بعد یہ سوچا کہ کوئی ایسی صورت ہوجائے یا پیدا کردی جائے جس سے مسلمانوں کے دلوں پر حکومت کی جاسکے۔باقی دوسری قوموں پر حکومت کرنا ان کے لئے آسان تھا۔مسلمانوں پر حکومت کرنا ان کے لئے اس لئے مشکل تھا کہ ان کا خیال تھا کہ یہ جو علماء ہیں! جس وقت جہاد کا مسئلہ بتاتے ہیں تو مسلمان قوم جہاد کے جذبہ سے سرشار ہوجاتی ہے۔پھر ان کے سامنے کوئی رکاوٹ نہیں ہوتی۔وہ سمجھتے ہیں کہ اگر مرجائیں گے تو شہید ہوں گے۔ماردیں گے تو غازی ہوں گے۔یہ جذبۂ جہاد جب ان

میں پیدا ہو جاتا ہے تو پھر وہ کسی غاصب حکومت کی پرواہ نہیں کرتے۔کسی طرح مسلمانوں کے دلوں سے جذبہ ٔجہاد کو ختم کیا جائے۔

بقول حضرت تھانویؒ مولوی کا کام مسئلہ بتانا ہے،مسئلہ بنانا نبی کا کام ہے

حضرت اقدس تھانویؒ نے لکھا ہے کہ’’مولوی کا کام مسئلہ بتانا ہے مسئلہ بنانا نبی (ﷺ) کا کام ہے۔‘‘نبی (ﷺ) کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ مسئلہ بنالیں۔‘‘پہلے تین نمازیں تھیں نبی (ﷺ) نے آ کر پانچ کردیں۔خدا نہ کرے فی الواقع حقیقت میں اگر کسی نبی نے آنا ہوتو وہ پانچ کی بجائے ایک کردے تو بھی اس کو اختیار ہے اور پانچ کے بجائے دس کردے تو بھی اس کو اختیار ہے اس لئے کہ اللہ کا نبی ہے۔انہوں (انگریز گورنمنٹ) نے ایک وفد بھیجا کہ تم جا کر سروے کرو اور واپس آ کر رپورٹ دو تا کہ اس کے پیش نظر کوئی ایسی شکل اختیار کی جائے کہ جس سے مسلمانوں کے دل سے جذبہ ٔ جہاد کو ختم کیا جاسکے۔

’’ The Arrivel British Empire in India ‘‘نامی ایک رپورٹ یہاں سے چھپ چکی ہے جو برٹیش انڈیا لائبریری سے حاصل کی سکتی ہے۔اس میں یہ تمام حالات درج ہیں۔

برطانوی حکومت کو ایک ظلی جھوٹے نبی کی ضرورت تھی

میرے عزیز بھائیو! میں آپ دوستوں کی خدمت میں اس کا ایک اقتباس پیش کرنا چاہتا ہوں۔’’برطانوی گورنمنٹ کا ایک وفد گیا۔واپس آ کر برطانوی پارلیمنٹ میں اس وفد کے سربراہ نے تقریر کرتے ہوئے کہا:’’ ہمیں ایک عدد حواری نبی کی ضرورت ہے۔ظلی نبی کی،جو بتدریج نبوت کا دعویٰ کرے ۔ نہ کہ پہلے دن سے۔ ورنہ مسلمان بدک جائیں گے ۔ برطانوی گورنمنٹ اس کی پشت پر ہو۔اس کا تعاون کیا جائے۔جس وقت وہ لوگوں میں مقبول ہو جائے تو کیونکہ وہ نبوت کی بنا پر مسئلہ تبدیل کرنے کا حقدار ہوگا اور وہ اعلان کردے گا کہ اب جہاد کا حکم منسوخ ہو گیا ہے۔اور اب وہ حرام اور ممنوع قرار دیدیا گیا ہے۔تب جا کر مسلمانوں کے دلوں پر حکومت کرنا ممکن ہوگا۔‘‘

جھوٹے نبی مرزا غلام احمد کے بے شمار استاذ تھے

جن دنوں مرزا غلام احمد قادیانی سیالکوٹ میں ایک معمولی درجہ کا DC آفس میں کلرک تھا۔گل علی نامی ایک شیعہ اس کا استاد تھا۔یہ ان کے پاس ٹیوشن پڑھتا رہا۔گھر پر اس نے عربی

فارسی کی تھوڑی بہت تعلیم حاصل کی۔ بہرحال اس کے استادوں کی طویل فہرست ہے۔(جو کتاب البریہ ص۱۴۸تا۱۵۰ حاشیہ، خزائن ج۱۳ص۱۷۹تا۱۸۱ میں موجود ہے) حالانکہ آپ دوستوں کو معلوم ہے کہ نبی کسی کا شاگرد نہیں ہوتا۔ نبی براہ راست اللہ جل شانہ سے تعلیم وتربیت حاصل کرتا ہے۔ یہ مرزا غلام احمد قادیانی جس کے بیشمار استاد تھے۔ان کے پاس اس نے تعلیم حاصل کی۔ مختاری کا امتحان دیا۔اتفاق سے فیل ہوگیا۔جی!ان دنوں لمبی چوڑی پڑھائی نہ ہوتی تھی اس لئے مڈل فیل کو بھی انہوں نے ملازم رکھ لیا تھا۔جونیئر قسم کا کلرک تھا۔

برطانوی حکومت نے مرزا غلام احمد کو جھوٹا نبی بننے کے لئے منتخب کرلیا

یہاں سے ایک پادری گیا۔اس رپورٹ کے مطابق پانچ نام منتخب کئے گئے تھے کہ ان آدمیوں سے رابطہ قائم کرکے انہیں آمادہ کیا جاسکتا ہے۔ یہ نبوت کا دعویٰ کرے۔مرزا غلام احمد کو منتخب کیا گیا۔ان کے پاس ڈپٹی کمشنر کا نمائندہ اور ایک پادری نے جاکر ملاقات کی۔ جب وہ واپس چلے گئے تو مرزا غلام احمد قادیانی ملازمت سے استعفیٰ دے کر گھر چلا آیا۔کئی دن یہ اپنی کتابوں کے مطالعہ میں گم سم حالت میں رہتا تھا تو اس کے باپ نے اس کو کہا:"تو ملازمت چھوڑ کر آ گیا ہے۔ ملازمت کرنی چاہئے۔ وہاں تیرا دل نہیں لگتا تو کہیں اور ملازمت کرادیں؟" تو اس نے جواب دیا کہ کہیں ملازمت کرانے کی ضرورت نہیں۔ میری ملازمت ہوچکی ہے۔(یہ ان کی کتابوں میں چھپی ہوئی بات ہے کہ"میری ملازمت ہوچکی ہے") (سیرۃ المہدی حصہ اوّل ص۴۸)

قادیانی پہلے سے طے شدہ باتوں کو اپنے جھوٹے نبی کی نبوت کی دلیل کے طور پر پیش کرتے ہیں

کچھ دنوں بعد اس زمانہ کے سات سو روپے کی رقم کا منی آرڈر اس کے نام آیا اور منی آرڈر کی تفصیل بھی بڑی دلچسپ ہے۔ایک دفعہ بیٹھا بیٹھا کہتا ہے:"آج کیا تاریخ ہے"؟ تو ان لوگوں نے کہا کہ"تیرہ"(۱۳) کہتا ہے:"اچھا،کل چودہ، پندرہ اور پرسوں سولہ تاریخ کو منی آرڈر آجائے گا۔"اور سولہ کو منی آرڈر آ گیا۔تو یہ بدھواب ایسی مضحکہ خیز بات کو مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت کی دلیل کے طور پر پیش کرکے اپنی جماعت کا ثبوت پیش کرتے ہیں کہ:"اس نے چار دن پہلے پیشین گوئی کی تھی کہ فلاں تاریخ کو منی آرڈر آئے گا۔" حالانکہ معلوم ہے کہ یہ ساری باتیں پہلے سے طے شدہ تھیں۔

مرزابشیر کا ایک پُرلطف ڈرامہ

ایک دفعہ ''مرزابشیرالدین محمود'' ایک مجلس میں بیٹھا تھا اس کے پاس اس کے پندرہ بیس حواری بیٹھے تھے۔ مجلس میں بیٹھا بیٹھا کہتا ہے کہ: ''اوہو! فلاں کنواں جو ہے۔ اس میں بچھڑا گر گیا ہے۔ اٹھو وہاں چلتے ہیں۔'' جس وقت یہ سارے حضرات پیدل روانہ ہوئے۔ ایک ٹیکسی ڈرائیور جو مسلمان تھا۔ اس نے ٹیکسی دوڑائی اور آگے پہنچ گیا تو ''مرزابشیرالدین'' کے چند مرید مل کر بچھڑے کو کنویں میں گرانے کی کوشش کر رہے تھے۔ اس نے دور سے ہاتھ ہلا کر کہہ دیا کہ مت گراؤ! پروگرام تبدیل ہو چکا ہے۔

جب ''بشیرالدین محمود'' وہاں پہونچا تو وہ اپنے مریدوں کو دیکھ کر اشاروں میں کہتا ہے: ''گرانے کو کہا تھا گرایا نہیں'' تو وہ ٹیکسی ڈرائیور کی طرف دیکھ کر کہتا ہے: ''اس نے روک دیا تھا''۔ بہرحال اس قسم کی سازش کرنے میں یہ حضرات بڑے ماہر تھے۔ اور میں یہ جتنے واقعات عرض کرتا ہوں بحمدہ تعالیٰ طبع شدہ مواد ہے۔ چھپی ہوئی چیز ہے۔ ٹیکسی ڈرائیور نے مجھے خود یہ واقعہ سنایا ہے۔

جھوٹے نبی کے منی آرڈر بغیر نام کے ہوتے تھے

تو حضور والا: مرزا غلام احمد قادیانی کو منی آرڈر آنا شروع ہو گئے۔ اور ان منی آرڈر پر بھیجنے والے کا نام نہیں ہوتا تھا۔ یہ ان کی کتابوں میں لکھا ہوا ہے۔ آپ حضرات یہ ساری کڑیاں ملا کر بہ آسانی نتیجہ اخذ کر سکتے ہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی کی ۸۰ (اسی) کتابیں ہیں اور یہ ۸۰ ساری کی ساری (الحمدللہ) میں نے پڑھی ہیں۔ اگر کوئی خوبی ہے تو بھی، اگر کوئی عیب ہے تو بھی۔ بہرحال یہ (پڑھنا) میرے کھاتے میں جاتا ہے۔ اس بدبخت کی کتابیں میں نے پڑھی ہیں۔

جھوٹے نبی کی ہر بات میں تضاد سوائے دو باتوں کے

آپ حضرات حیران ہوں گے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی کوئی ایک بات ایسی نہیں پیش کی جا سکتی کہ جس میں کوئی تضاد نہ ہو۔ پہلے دن سے لے کر مرنے تک۔ جس طرح کہتے ہیں: ''دروغ گورا حافظہ نہ باشد''۔ آج کچھ کہہ دیا کل کچھ اور کہہ دیا۔ ایک وقت کچھ دوسرے وقت کچھ، صبح کچھ شام کچھ، ناشتہ پر کچھ روٹی پہ کچھ۔ اس کی ہر بات کا تضاد اس کی کتابوں میں طبع شدہ

ہے۔کوئی اس کی ایسی بات پیش نہیں کی جاسکتی جس میں تضاد نہ ہو۔اس کی ہر بات کے اندر تضاد ہے سوائے دو باتوں کے۔اس میں کبھی تضاد واقع نہیں ہوا۔ایک یہ کہ:’’ انگریزوں کی اطاعت فرض ہے‘‘اور دوسری یہ کہ’’جہاد حرام ہے۔‘‘ پہلے دن سے لے کر آخر وقت تک اپنی ان دو باتوں پر قائم رہا۔باقی اس کی ہر بات میں تضاد رہا۔اوراس نے یہ کہہ دیا:

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال
دین کے لئے حرام ہے اب جنگ اور قتال

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص۴۱،خزائن ج۱۷ص۷۷،۷۸)

جھوٹے نبی کی نظر میں ’’نمک حرام ہوں گے و بدخواہ ہوں گے‘‘

اس نے بڑی شدومد کے ساتھ کہا:’’نمک حرام ہوں گے۔بدخواہ ہوں گے۔‘‘اور غلام احمد قادیانی نے انگریزوں سے جہاد کوفرض اور ضروری قرار دینے والوں کو اپنی تحریرات میں ’’نمک حرام،بدخواہ وغیرہ القاب‘‘ سے نوازا ہے۔

جھوٹا نبی ابتداءً مبلغ اسلام کی حیثیت سے ظاہر ہوا تھا

پتہ نہیں کیا کیا بدزبانی کی گئی ان لوگوں کے لئے جو مسلمان مجاہدین جہاد کرنا چاہتے تھے۔

میرے عزیز بھائیو! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ انگریز نے اپنی مصلحتوں کی خاطر اور جذبۂ جہاد کو مسلمانوں کے دل سے ختم کرنے کی خاطر مرزا غلام احمد قادیانی کو جھوٹی نبوت سے نواز کر حضور(ﷺ) کی ختم نبوت سے کھیلنے کے گر سکھلائے۔ابتداءً مبلغ اسلام کی حیثیت سے ابھرا۔مناظرہ کے لئے لوگوں کو چیلنج دئے۔

مرزا کی پہلی کتاب ’’براہین احمدیہ‘‘ کو دیکھ کر’’علمائے لدھیانہ‘‘ نے کفر کا فتویٰ لگا دیا تھا

اس کی پہلی کتاب جس کا نام’’براھین احمدیہ ‘‘ہے اور آپ حضرات حیران ہوں گے کہ اس پہلی کتاب کو پڑھ کر علماء لدھیانہ نے کہہ دیا تھا کہ:’’یہ کتاب ٹھیک نہیں۔اگر چہ یہ شخص فی الحال اسلام کا اپنے آپ کو پیروکار کہتا ہے۔خدمت اسلام کا اپنے اندر جذبہ رکھتا ہے اور اس کا دعویٰ بھی یہی ہے۔لیکن اس کی تحریروں سے اس کے بلند بانگ دعووں سے یہ پتہ چلتا ہے

کہ یہ شخص آگے چل کر فتنہ کا باعث ثابت ہوگا۔اس لئے کہ مرزا غلام احمد قادیانی بار بار اس کتاب میں کہتا ہے کہ مجھے یہ الہام ہوا ہے۔ مجھے یہ الہام ہوا ہے۔وغیرہ وغیرہ!‘‘

ہمارے حضرات علماء جو تکفیر کے بارے میں بڑے محتاط واقع ہوئے ہیں۔ چنانچہ حضرت امام ربانی مولانا رشید احمد صاحب گنگوہیؒ نے اچھی طرح تحقیق و تنقیح تک تکفیر کو ملتوی کر دیا۔تحقیق کے بعد تکفیر سے اتفاق کیا اور یہ علماء لدھیانہ جو تھے۔انہوں نے پہلے دن سے ہی کہہ دیا کہ یہ مرزا غلام احمد قادیانی کافر ہے۔پھر اس کا کفر جب زیادہ آشکارا ہوا تو ساری دنیا اس کے کفر پر مجتمع ہوگئی۔

کیونکہ قادیان سے لدھیانہ زیادہ قریب ہے۔اس لئے یہ حضرات اس کے حالات سے زیادہ واقف تھے۔

یہ اس کے حالات وواقعات ہیں۔اس کی پیشین گوئی،اس کی زبان،اس کی گفتگو،اس کے عقائد،اس کے عزائم ،اس کے خدائی دعوے،اس کے نبوت کے دعوے،اس کی تحریرات جو انبیاء(علیہم السلام) کی توہین کے متعلق ہیں۔اس کا امت مسلمہ کی تکفیر کا دعویٰ کرنا اور یہ جتنے اس کے دعوے اور تحریرات ہیں انشاءاللہ! کل سے لکھنا شروع کریں گے۔

قادیانیوں کے ایک سوال کا جواب

قادیانی اعتراض:اس نے آخری ایک تقریر کی:مرزائی ہمیشہ اکثر یہ کہا کرتے ہیں:

’’مرزا غلام احمد نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا اور اس کے پہلے دن سے لے کر نبوت کے دعویٰ تک تئیس (۲۳) سال زندہ رہا تو کوئی مدعی نبوت جھوٹی نبوت کا دعویٰ کرنے والا وہ تئیس سال کا عرصہ نہیں گذار سکتا اس لئے کہ قرآن مجید میں ہے کہ ولو تقول علینا بعض الاقاویل لاخذنا منه باليمين ۰ ثم لقطعنا منه الوتين (الحاقه: ٤٤ تا ٤٦) اگر کوئی نبی ہمارے اوپر افتراء کرے تو ہم اس کی شہ رگ کو کاٹ دیتے ہیں۔اور یہ تو تئیس سال سے زیادہ زندہ رہا۔‘‘

جواب...... (۱)ایک تو بالکل اس کا سیدھا سادہ جواب یہ ہے کہ’’ یہ آیت حضور سرور کائنات (ﷺ) کے متعلق ہے کہ حق تعالیٰ فرماتے ہیں:’’میرا سچا نبی ہو کر اگر مجھ پر افتراء کرے تو ہم اس کی شہ رگ کاٹ دیتے ہیں۔‘‘تو یہ آیت جھوٹے نبی کے متعلق ہے ہی نہیں۔اس لئے کہ جھوٹے بیشمار اتنے نبوت کے دعویدار ہیں کہ جنھوں نے نبوت کا دعویٰ کیا اور صرف تئیس سال نہیں ساڑھے تین سو سال ان کی حکومت رہی۔ان کے پیروکاروں کی،ان کے خاندان کی۔جھوٹے

مدعیان نبوت نے بڑی لمبی لمبی عمر پائی۔تو آیت مذکورہ جھوٹے مدعیان نبوت کے متعلق ہے ہی نہیں۔سچے نبی کے متعلق ہے کہ نبی ہوکر خدا پر افتراء کرے۔’’اللہ تعالیٰ یہ فرمانا چاہتا ہے:’’میرا سچا نبی مجھ پر افتراءنہیں کرتا۔اگر کرے تو ہم اس کے سر کو تن سے جدا کر دیں گے۔اس طرح کاٹ دیں گے۔‘‘قرآن کا منشاء یہ ہے۔

جواب...... (۲)لیکن جواباً ہم مرزائیوں سے یہ عرض کرتے ہیں کہ’’مرزا غلام احمد قادیانی پہلے دن سے لے کر آخری دن تک ہمیشہ ہی ایک دن نبوت کا دعویٰ کیا دوسرے دن انکار کیا، تیسرے دن دعویٰ کیا چوتھے دن انکار کیا۔ہمیشہ اس چور کی طرح جو اگر کھڑ کھڑاہٹ ہوتی ہے تو دیکھتا ہے کہ لوگ جاگ اٹھے ہیں تو چار قدم پیچھے ہٹ جاتا ہے اور جب دیکھتا ہے کہ لوگ خراٹے لے رہے ہیں تو چار قدم آگے بڑھنے کی کوشش کرتا ہے۔اس نے چور والی پالیسی اپنا لی تھی اور اس پر عمل پیرا تھا۔‘‘

آخرکار جھوٹے نبی نے نبوت کا دعویٰ کر ہی دیا

’’۲۳رمئی ۱۹۰۸ءکو اس نے آخری خط لکھا کہ لوگ کہتے ہیں:’’تو نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے یا نہیں کیا‘‘؟تو میری تحریرات کے اندر آپ حضرات کو میری مختلف باتیں ملیں گی۔وہ میری مختلف کیفیتیں ملیں گی۔اب میں آخری بات کہتا ہوں:’’میں نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔اور اپنے دعویٰ نبوت میں اس وقت تک قائم ہوں تاوقتیکہ دنیا سے رخصت نہ ہو جاؤں۔‘‘

یہ۲۳رمئی ۱۹۰۸ءکو اس نے کہا اور ۲۶رمئی کو’’اخبار عام‘‘میں یہ بیان چھپا۔جس دن اس کا بیان اخبار میں چھپا اسی دن اس کی موت واقع ہوگئی اور اس کی موت واقع ہونے کی تفصیلات اس کے اپنے لڑکے نے حقیقة النبوۃ میں لکھی ہے:

مرزائیوں کے قرآن کا نام’’تذکرہ‘‘ہے

(تذکرہ:مرزائیوں کی ایک کتاب کا نام ہے۔جس میں مرزا غلام احمد قادیانی کے الہامات،کشوف اور وحی کو جمع کیا گیا ہے۔حالانکہ یہ بھی قرآن مجید کا ایک معروف نام ہے۔تذکرہ!اس کے سرورق پر لکھا ہوا ہے’’وحیٔ مقدس‘‘مجموعہ کشوف والہام جناب مرزا غلام احمد قادیانی:

مرزائیوں کی حدیث کا نام’’سیرۃ المھدی‘‘ہے

اور اس کی تفصیلات ان کی ایک اور کتاب جس کا نام’’سیرت المھدی‘‘ہے اس کے

اندر ہے۔مرزائیوں کا قرآن ’’تذکرہ‘‘ ہے اوران کی حدیث کی کتاب ’’سیرۃ المھدی‘‘ ہے۔ جس طرح ہم کہتے ہیں: ’’حدثنا فلان عن فلان‘‘ مرزائی بھی اسی طرح کہتے ہیں: ’’بسم اللہ الرحمن الرحیم‘‘ روایت کیا مجھ سے عبداللہ سنوری نے‘‘ جس طرح ہمارے یہاں کہتے ہیں: ’’روایت کیا ابو ہریرہ نے‘‘ بس اسی طرح نقل اتارتے ہیں۔ ہم روایت کرتے ہیں کہ: ’’امہات المومنین نے یہ روایت کی ہے۔‘‘ وہ بھی اسی طرح کہتے ہیں: ’’حضرت صاحب کی اہلیہ روایت کرتی ہے۔‘‘

مرزائیوں کی ایک کتاب ’’سیرۃ المھدی‘‘ ہے اس میں ایسی باتیں جمع کر کے مرتب کی گئی ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی کو جو دیکھنے والے تھے ان کو یہ صحابہ کہتے ہیں۔ ان سے روایات جمع کر کے ایک کتاب مرتب کی ہے اوراس کتاب کا نام سیرۃ المھدی ہے اس کی تین جلدیں ہیں۔

مرزائیوں کی حدیث کی کتاب ’’سیرۃ المہدی‘‘ غلاظتوں سے بھرپور

آپ حضرات حیران ہوں گے کہ متحدہ ہندستان کے زمانے میں وہ کتاب چھپی۔ تقسیم ہند کے بعد اس کتاب کو چھاپنے کی ہمت وجرأت کبھی نہیں ہوئی۔ اس لئے کہ جتنی غلاظت اس کتاب میں ہے اورمرزائیوں کی تردید کے لئے جتنی وہ ہمیں مفید ہے اس سے بڑھ کر کوئی دوسری کتاب ہمیں مفید نہیں۔

مرزائیوں کواس کتاب کے چھاپنے کی ہمت نہ ہوئی کیونکہ یہ کتاب کہیں مخالفین کے پاس نہ چلی جائے اوراس سے فائدہ نہ اٹھائیں۔ قادیانی جان چھڑانے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ کسی طرح ان سے گلوخلاصی ہوجائے۔ اس لئے کہ وہ ان کے حلق کا کانٹا بن چکی ہے۔

اس ’’سیرۃ المھدی‘‘ میں مرزاغلام احمد قادیانی کی بیوی سے خودمرزاغلام احمد کا اپنا لڑکا اپنی والدہ سے خودروایت کرتا ہے: ’’خودمرزائی امہات المومنین نے (معاذ اللہ) یہ صورت بیان فرمائی: ’’حضرت مسیح موعود نے وفات کی۔‘‘

ایک مباہلہ سے مرزا کے جھوٹ کا ثبوت

اس سے پہلے مرزا غلام احمد نے مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ سے کہا: مولانا آپ سے میرے بے شمار مناظرے ہوئے۔ ہم کسی نتیجہ پر نہیں پہنچ پائے۔ تو اب اچھی شکل یہ ہے کہ میں خدا تعالیٰ سے دعاء کرتا ہوں کہ جو سچا ہوگا اس کی زندگی میں جھوٹا مرجائے گا۔ یہ خط بھی اس نے شائع

کردیا تھا۔ (مجموعہ اشتہارات ج۳ص ۵۷۸،۵۷۹)

حضرت مولانا ثناءاللہ امرتسریؒ (تقسیم ہند کے بعد پاکستان کے ضلع سرگودھا میں) کی وفات ۱۹۴۹ء میں ہوئی۔ اور مرزا غلام احمد ۱۹۰۸ عیسوی میں مرگیا تھا۔

خود اس نے کہا تھا: ’’جو جھوٹا ہوگا وہ سچے کی زندگی میں مرجائے گا۔‘‘ مرزا غلام احمد چونکہ اپنے دعویٰ نبوت میں جھوٹا تھا۔ اس لئے وہ مولانا ثناءاللہ امرتسریؒ کی زندگی میں مرگیا۔

مرزا کے آخری وقت کے احوال

خود مرزا قادیانی کا بیٹا سیرۃ المہدی میں لکھتا ہے۔ (دیکھئے ج۱ص۱۱ روایت نمبر۱۲) ’’مرزا صاحب کو پہلے قے ہوئی، پھر دست آیا، پھر قے ہوئی، پھر دست آیا، پھر قے آئی، اس کیفیت کو چھ بار لکھا۔‘‘ اس کو ملنے کے لئے ان کا خسر میر نواب ناصر گیا (حیات ناصرؔ نامی ان کی ایک کتاب ہے۔ جس کی اصل ہمارے پاس ہے۔ اس کتاب میں (ص۱۴پر) وہ مرزا غلام احمد قادیانی کا آخری جملہ نقل کرتا ہے) میں مرزا غلام احمد قادیانی کے پاس گیا۔ آخری وقت تھا۔ تو مرزا صاحب نے مجھے دیکھ کر کہا: ’’میر صاحب! مجھے وبائی ہیضہ ہوگیا ہے۔‘‘ اور یہ جملہ کہنے کے بعد مجھے جہاں تک یاد پڑتا ہے کہ: ’’مرزا صاحب کو اور کوئی بات کہنے کی توفیق نہیں ہوئی۔‘‘ تو اس حالت ہیضہ میں مرزا غلام احمد کا انتقال ہوا۔ جو خود اس کے خسر نے بیان کیا ہے۔

مرزا غلام احمد نے چونکہ مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا تھا۔ اس سے پوچھا گیا کہ: ’’دجال کون ہے؟‘‘ تو اس نے اس کی بھی تأویل کی (وہ مستقل ایک بحث ہے)

مرزا کی احمقانہ تأویل

حضور (ﷺ) نے حضرت مسیح عیسیٰ ابن مریم (علیہ السلام) کی علامتیں اور نشانیاں بیان فرمائی ہیں۔ اس کی مرزا غلام احمد قادیانی نے کافرانہ طور پر (استغفراللہ استغفراللہ) جو تاویل کی ہے۔ بلکہ تحریف کی ہے بدترین تحریف۔ مثلاً: حضور (ﷺ) نے ارشاد فرمایا: ’’جب عیسیٰ (علیہ السلام) آئیں گے تو ان کے جسم پر دو زرد رنگ کی چادریں ہوں گی۔‘‘

دو زرد رنگ کی چادر سے دو بیماریاں مراد ہیں

مرزا غلام احمد کہتا ہے: ’’دراصل دو زرد رنگ کی چادروں سے مراد دو بیماریاں ہیں: ایک جسم کے تحتانی حصہ کی اور ایک جسم کے فوقانی حصہ کی۔ اوپر کے حصہ کو مجھے مراق لگا ہوا ہے، اور

نیچے کو مجھے سلس البول کی بیماری ہے۔“ (دیکھئے حقیقت الوحی ص ۳۰۷، خزائن ج ۲۲ ص ۳۲۰)

تو حضور (ﷺ) نے جو فرمایا: ”جو مسیح آئے گا، ان کی دو زرد رنگ کی چادریں ہوں گی“ ، میرا یہ پیشاب اور مراق دو زرد رنگ کی چادریں ہیں۔ اس طرح کہہ کر حضور (ﷺ) کے ساتھ اور حدیث رسول (ﷺ) کے ساتھ بدترین مذاق کیا۔ مثلاً:

جھوٹے مسیح کا منارہ اور دجال کے گدھے کا ذکر بھی ملاحظہ ہو

مرزا غلام احمد قادیانی نے کہا: ”میں مسیح ہوں“، لوگوں نے کہا: ”مسیح علیہ السلام تو دمشق کی جامع مسجد کے شرقی مینار پر نازل ہوں گے اگر تو مسیح ہے تو منارہ کہاں ہے“؟۔ تو اس نے کہا: ”اچھا! مینار نہیں ہے تو اب مینار بنالیں، چندہ اکٹھا کرو“!۔ اسے کہا گیا: تو مسیح ہے تو بتا کہ دجال بھی آئے گا؟ تو جواب دیا کہ ”یہ پادری جو پھر رہے ہیں سب دجال ہیں“۔

حضرات اندازہ لگائیے کہ حضور (ﷺ) نے تو شخص معیّن کے بارے میں فرمایا: حضور (ﷺ) نے دجال کی شکل وشباہت وعلامات اور نشانیاں بیان فرمائیں، جس وقت وہ آئے گا عراق وشام کے درمیانی راستہ سے نکلے گا، جی! اس کی یعنی دجال کی مستقل نشانیاں بیان فرمائی ہیں، لیکن یہ شخص کہتا ہے: ”دجال سے مراد متعین شخص نہیں بلکہ جماعت مراد ہے۔“ جماعت سے مراد پادریوں کی جماعت ہے۔“

تو لوگوں نے پوچھا کہ اچھا! ”اگر یہ دجال ہیں تو دجال کے پاس تو گدھا بھی ہوگا، تو گدھا کونسا ہے؟ کہاں ہے“؟ تو جواب دیا: ”یہ ریل گاڑی جو چل رہی ہے وہ دجال کا گدھا ہے۔“ گفتگو کے طرز کا اندازہ لگائیے۔

دجال کے گدھے پر ہی جھوٹے نبی کا سفر آخرت

مرزا غلام احمد نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا، اور جب مرا تو اس کی لاش کو جسے یہ دجال کا گدھا کہہ رہا تھا' اس پر لاد کر قادیان لے گئے۔ یہ اچھا مسیح (دجال) ہے جو گدھے پر سواری کر کے آخرت کو جا رہا ہے۔ بہرحال وہ وہاں دفن ہوا۔ یعنی قادیان میں حالانکہ نبی کی جہاں جس جگہ وفات ہوتی ہے۔ وہاں دفن ہوتا ہے۔ مرزا قادیانی بقول مرزائیوں کے اگر نبی تھا تو اسے وہاں دفن کرنا چاہئے تھا۔ جہاں وہ مرا ہو۔ یعنی لاہور اور قضائے حاجت کی جگہ! خیر مرزا قادیانی آنجہانی ہوگیا۔

شاہ عبدالرحیم سہارنپوریؒ کی پیشین گوئی کے مطابق سب سے اوّل حکیم نورالدین مرزا قادیانی کا جانشین وخلیفہ بنا

اس کے بعد حضرت شاہ عبدالرحیمؒ کی پیشین گوئی کے مطابق حکیم نورالدین (جو بھیرے کا رہنے والا تھا) غلام احمد قادیانی کا پہلا نام نہاد جانشین منتخب ہوا۔ چونکہ مرزا کی اپنی اولاد چھوٹی تھی۔ جناب والا (اللہ رب العزت آپ علماء حضرات کا سایہ تادیر قائم رکھیں) اس حکیم نور الدین کے بعد غلام احمد کا بیٹا مرزا بشیرالدین جو سترہ اٹھارہ سال کا تھا' جب اس کا نمبر آیا تو مرزائی جماعت میں اختلاف ہوگیا۔

حکیم نورالدین کے مرنے کے بعد مرزا کے خلیفہ بنانے میں اختلاف ہوگیا

اختلاف یہ ہوا کہ مولوی محمد علی جو مرزا غلام احمد کا مرید تھا' وہ ان کی جماعت کا سینئر آدمی تھا، اس کا خیال تھا کہ خلافت اب مجھے ملے گی، وہ مرزا کے خاندان سے نہیں تھا، اور مجھے بعض باتیں بیان کرتے ہوئے شرم آتی ہے کہ کوئی شریف آدمی بیان نہیں کرسکتا۔

مرزا کے مرید کی شادی میں مرزا کی دلچسپی

یہ مرزا کے ایک مرید میاں ظفر احمد کی شادی کا جب وقت آیا، مرزا غلام احمد قادیانی کہتا ہے: ''شادی کروگے؟''

تو انہوں نے کہا: جی! ''کرنی ہے''۔ تو مرزا غلام احمد نے کہا: ''آج میرے گھر چند مریدوں کی نوجوان لڑکیاں آئی ہوئی ہیں، تو یہاں کھڑکیوں میں کھڑے ہوجاؤ! میں ان کو سامنے سے گذارتا ہوں، پردہ ہٹا کر ذرا اس طرح کرکے دیکھ لینا، جو پسند آئے اس کی کوئی نشانی یاد رکھنا، جیسے لال دوپٹے والی، کالے دوپٹے والی وغیرہ۔ فلاں بالوں والی، تو میں تمہاری ان کے ساتھ شادی کرادوں گا۔ (سیرۃ المہدی حصہ اوّل ص ۲۵۹) چنانچہ اسی طرح کیا گیا۔

مرزا کے پسند کی لڑکی

جن مریدوں نے مرزا غلام احمد کو مسیح موعود نبی سمجھ کر تربیت دینے کے لئے ان کے گھر پر اپنی لڑکیاں بھیجی تھیں' یہ ان کو منڈی کا مال بنا کر ان بدمعاشوں کے سامنے سے گذارتا ہے اور

جب واپس آئے تو پوچھا: 'دیکھا'؟ کونسی پسند آئی'؟ تو مرزے کے مرید نے کہا: 'جو لمبے منھ والی ہے'۔ تو کہتا ہے: ''بے وقوف! تمہیں پتہ ہی نہیں ہے کہ لمبے منہ والی جب بیمار ہوتی ہے تو چہرہ خراب ہو جاتا ہے۔ وہ جو گول منہ والی ہے وہ تمہیں رکھنی چاہیئے۔'' (سیرۃ المھدی) یہ مرزا کے مریدوں کی بات ہے۔

آپ حضرات اندازہ لگائیں کہ اس کردار کا یہ گروہ تھا۔ یہ اس کردار کے آدمی تھے۔ ایسے بداخلاق اور غلیظ انسان اور دعویٰ یہ کہ محمد رسول اللہ (ﷺ) سے بڑھا ہوا ہے۔ استغفراللہ۔

دین کے ساتھ جتنا بدترین مذاق اس جماعت نے کیا ہے شاید ہی کسی اور جماعت نے کیا ہو

میں کہتا ہوں: ''دین کے ساتھ جتنا بدترین مذاق اس گروپ، جماعت اور فتنہ نے کیا ہے''، شاید و باید اس کائنات میں اس فتنہ سے بڑھ کر کوئی اور فتنہ نے رسول اللہ (ﷺ) کی گستاخی کی ہو۔''

مولوی محمد علی لاہوری کے اختلاف کی وجہ سے قادیانی دو جماعتوں میں تقسیم ہو گئے

تو میں عرض کر رہا تھا کہ محمد علی یہ سمجھتا تھا کہ خلافت مجھے ملے گی، مرزا غلام احمد کا خاندان اور مرزا کے پنجابی مرید (اس لئے کہ اہل پنجاب کی عادت ہے کہ وہ ہمیشہ پیر پرست ہوتے ہیں) کہتے تھے: مرزا کی اولاد کا حق بنتا چاہیئے، اور یہ مرزا بشیرالدین کا حق ہے۔ تو خلافت کے مسئلہ میں ان کا آپس میں جھگڑا ہو گیا۔

دو گروپ بن گئے، ایک مولوی محمد علی لاہوری کا، یہ حضرات لاہور آ گئے، اور لاہوری کہلائے اور دوسرا گروپ مرزا بشیرالدین کا جو قادیان پر قابض ہوئے۔

جس مسیح موعود کا فرشتہ منافق ہو اس نبی کی شان کیا ہو گی؟

یہاں ایک دلچسپ بات بیان کرتا چلوں، اور وہ یہ ہے کہ جس وقت مرزا غلام احمد قادیانی نے کہا: ''میں مسیح موعود ہوں۔'' تو لوگوں نے کہا: ''حضور (ﷺ) نے ارشاد فرمایا ہے: ''جس وقت حضرت مسیح (علیہ السلام) اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو دو فرشتوں کے

کندھوں (پروں) پر آپ نے ہاتھ رکھے ہوں گے تو تیرے دو فرشتے کون ہیں''؟ تو اس نے دو آدمیوں کے متعلق کہہ دیا کہ ''یہ میرے دو فرشتے ہیں۔ بدھو مرید تھے کہہ دیا: ''ٹھیک ہے''۔

جس وقت ان کا اختلاف ہوا تو مرزا غلام احمد قادیانی کا ایک وہ مرید جس کو مرزا غلام احمد نے فرشتہ کہا تھا وہ مولوی محمد علی کے ساتھ مل گیا، مرزا بشیر الدین محمود نے کہا: ''لاہوری گروپ کے ساتھ جو ملا ہوا ہے وہ منافق اور بے ایمان ہے''۔ تو ایک مرید نے کہا: اس میں حضرت صاحب کا فرشتہ بھی ہے تو مرزا بشیر الدین نے کہا: ''ہے تو حضرت صاحب کا فرشتہ مگر منافق ہو گیا ہے۔'' تو آپ حضرات اندازہ لگائیں کہ جس نبی کا فرشتہ منافق ہو اس نبی کی شان کیا ہوگی۔

حضرت مولانا لال حسین اختر صاحب (اللہ ان کی قبر پر لاکھ لاکھ رحمتیں نازل فرمائے) وہ 'حقیقة الوحی' کا حوالہ دیتے تھے (حقیقة الوحی' بھی ہمارے پاس اصلی موجود ہے) آپ حضرات اصلی کتابیں دیکھنے کی زحمت گوارا فرمائیں! حضرات علماء کرام کم از کم ان (کتابوں) کی فوٹو کاپی کرالیں۔

مرزا کے جھوٹے فرشتے کا نام ٹیچی ٹیچی تھا

تو (حقیقت الوحی ص ۳۳۲، خزائن ج ۲۲ ص ۳۴۶) میں اس کا ایک دلچسپ حوالہ ہے، مرزا غلام احمد قادیانی کہتا ہے: ''میرے پاس ایک فرشتہ آیا'، میں نے اس سے پوچھا: 'آپ کا نام کیا ہے'؟ تو اس نے کہا: 'میرا نام کچھ نہیں'! تو میں نے کہا: 'آخر کچھ تو ہوگا'، تو اس نے کہا: 'میرا نام ٹیچی ٹیچی (ٹیچی ٹیچی)، ہے'۔ آگے خود کہتا ہے کہ ٹیچی (ٹیچی) کے معنی پنجابی زبان میں وقت مقررہ کو کہتے ہیں۔ یعنی عین ضرورت کے وقت پر آنے والا یعنی جب مجھے ضرورت ہوتی ہے ہر وقت پہنچ جاتا ہے۔ اس لئے اس کا نام ٹیچی (ٹیچی) ہے۔'' مولانا لال اختر حسین اختؒر فرمایا کرتے تھے: 'جس وقت اس نے ابتداء اپنے فرشتے سے پوچھا: تیرا نام کیا ہے؟ اس نے کہا: کچھ نہیں، جب دوبارہ پوچھا کہا: کچھ تو ہوگا؟ کیا ہے؟ اس نے کہا: میرا نام ٹیچی (ٹیچی) ہے۔'' مولانا فرماتے ہیں: ''نام کچھ نہیں تھا تو اس نے اپنا نام ٹیچی' (ٹیچی) کیوں بتایا؟ اگر نام ٹیچی (ٹیچی)، تھا تو پہلے یہ کیوں بتایا کہ میرا نام کچھ نہیں۔ یا پہلے جھوٹ بولا یا بعد میں جھوٹ بولا'، دو باتوں میں سے ایک جھوٹ ہے، مولانا لال حسین اخترؒ فرمایا کرتے تھے: ''اس نبی پر قربان جائیے کہ جس کے فرشتے بھی جھوٹ بولا کرتے ہیں۔''

لاہوری قادیانی گروپ ایک دوسرے کو گرانے میں اور لعن طعن کرنے میں مصروف

تو حضور میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ پھر ان کے دو گروپ بن گئے، ایک لاہوری اور ایک قادیانی۔ اللہ معاف فرمائے پھر آپس میں ایک دوسرے پر جتنے الزام لگائے، غلیظ کردار کے اتنے غلیظ الزام، جتنی غلاظت ان کے اندر پوشیدہ تھی وہ سب ان کے اختلاف کے باعث دنیا کے سامنے کھل کر آ گئی۔

انہوں نے کہا: یہ منافق، تو انہوں نے کہا: یہ منافق، انہوں نے کہا: یہ بددیانت! تو انہوں نے کہا: یہ مال کھانے والا! انہوں نے کہا: یہ حرام کاری کرنے والے ہیں۔ تو انہوں بھی یہ کہا: یہ بھی ایسے ہیں، اور فلاں غلطی میں مبتلا ہیں۔

میرے بھائی! میں خانۂ خدا میں بیٹھا ہوں، مجھ سے عمر میں چھوٹے میرے معصوم بھائی بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں تفصیل نہیں بتا سکتا، پھر کتنے گھناؤنے الزام انہوں نے آپس میں ایک دوسرے پر لگائے کہ (الامان و الحفیظ)! الحمد للہ! وہ لٹریچر بھی ہمارے پاس موجود ہے۔

مرزا بشیر الدین محمود نے کہا: ”تم کیا کرتے ہو سوائے چندہ کھانے کے؟ میرے مبلغ وہ ہیں جو لندن جا کر تبلیغ کرتے ہیں۔“ تو جواب میں لاہوری گروپ نے کہا: ”تمہارے مبلغ جو تبلیغ کیا کرتے ہیں وہ ہمیں پتہ ہے؟ تمہارے تین مبلغ فلاں وقت فلاں ہوٹل میں خنزیر کھا رہے تھے۔“ خوب بہت خوب آپس میں ایک دوسرے پر کافی غلاظتیں پھینکیں۔ ان کے دو گروپ بن گئے تھے۔

بقول حضرت عطاء اللہ شاہ بخاریؒ خنزیر خنزیر ہی ہوتا ہے

(”سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاریؒ سے کسی نے پوچھا کہ حضرت! لاہوری مرزائی اور قادیانی مرزائیوں میں کیا فرق ہے؟ تو شاہ صاحب نے فرمایا: ’بھائی خنزیر خنزیر ہی ہوتا ہے چاہے وہ گورا ہو یا کالا‘“!)

وہ جو لاہوری مرزائی ہیں: اب وہ بیچارے! بیچارے میں اس لئے کہتا ہوں: یہ اتنے محروم القسمت لوگ ہیں کہ مرزا غلام احمد کو نبی نہیں مانتے، کہتے ہیں: ”ہم اسے مجدد مانتے ہیں۔“

مولوی محمد علی لاہوری خلافت نہ ملنے کی وجہ سے مرزا کو مجدد مانتا ہے

حالانکہ ''مولوی محمد علی لاہوری'' اس سے پہلے اپنی تحریروں میں نبی کا لفظ لکھ چکا تھا۔جس وقت خلافت پر اختلاف ہوا تو اپنے اختلاف کو عقائد کے اختلاف کا سبب قرار دینے کے لئے اس نے کہہ دیا کہ ہم مجدد مانتے ہیں، نبی نہیں مانتے،حالانکہ وہ پہلے نبی مانتے تھے۔اصل اختلاف ان کا گدی کا تھا۔تو مولوی محمد علی وغیرہ (مرزا غلام احمد کو نبی نہیں مانتے بلکہ مجدد مانتے ہیں) پھر جتنے مرزا غلام احمد کی نبوت کے دعوے ہیں ان میں تاویل کرتے ہیں۔

حقیقت میں لاہوری ڈبل (دوگنے) کافر ہیں

تو مرزا قادیانی کے نزدیک لاہوری گروپ کافر ہے،اس لئے کہ وہ غلام احمد قادیانی کی نبوت کے منکر ہیں،اور مسلمانوں کے نزدیک بھی وہ لاہوری گروپ کافر ہے اس لئے کہ وہ ایک مدعی نبوت کو کافر نہ قرار دینے کی بنا پر کافر ہیں۔تو وہ ڈبل کافر ہیں۔یہ ہیں محروم القسمۃ لوگ!

قادیانی جماعت کو تقسیم ملک کے بعد'' جس وقت ۱۹۵۳ عیسوی کی تحریک چلی تھی، ''آگے چل کر اس کی تفصیل عرض کرتا ہوں''اس وقت مختصر وقت میں قادیانی جماعت کے سیاسی عزائم عرض کرتے ہیں۔

۱۹۵۳ عیسوی کی تحریک کی انکوائری کے لئے جج مقرر کئے گئے تھے،ایک جسٹس مسٹر کیانی اور ایک جسٹس مسٹر منیر،انہوں نے اپنی رپورٹ کے اندر لکھا ہے:''مرزائی جماعت کے عقائد اور ان کے مسائل اور عزائم یہ بتاتے ہیں اور ان کی تحریر یہ بتاتی ہے کہ مرزائیوں کو''اس بات کا یقین تھا اور توقع وابستہ تھی کہ جس وقت انگریز برصغیر سے جائے گا تو اس وقت اقتدار ہمارے سپرد کر کے جائے گا،یہ حضرات اپنے آپ کو اس حد تک مستحکم کر چکے تھے۔''لیکن ایسا نہ ہوا۔

بقول مرزا بشیر الدین''قادیان دارالامان''ہے،جو شخص یہاں سے نکلے گا وہ منافق ہوگا،پھر خود اس نے کیا کیا تھا؟

مرزا غلام احمد قادیانی کے لڑکے مرزا بشیر الدین محمود نے یہ کہا:''قادیان دارالامان ہے،اس سے جو شخص نکلے گا وہ منافق ہوگا''،لیکن جسوقت حالات بدلے یہ مجبور ہوا،سارے اس کے ماننے والے مرید قادیان میں رہ گئے،خود رات کی تنہائی و تاریکی میں برقعہ پہن کر اپنی چند

خواتین کے ساتھ کار میں بیٹھ کر فرار ہوا، اور لاہور جا کر اس نے پناہ لی۔ اور بعد میں اس نے کہا: ”میں اپنے مریدوں کو بھی کہتا ہوں: ”یہاں پر واپس آ جاؤ“! ۔ چنانچہ بعد میں دھکے کھاتے کھاتے وہ بھی پاکستان پہنچے۔

سیالکوٹ میں قادیانیوں کی کیوں زیادہ آبادی ہے؟

جنرل موڈی اس وقت پاکستان میں پنجاب کا گورنر تھا، جنرل موڈی کو کہہ کر ضلع جھنگ میں سینکڑوں ایکڑ اراضی چند ٹکے فی ایکڑ کے عوض اپنی جماعت کے نام پر حاصل کی، (دو پیسے فی مرلہ کے حساب سے ایک ایکڑ کے دس آنے اس زمانے میں بنتے تھے۔ اور وہاں پر (ربوہ موجودہ چناب نگر) شہر بسانا شروع کر دیا۔ یہ ایم ایم قادیانی جو آج کل قادیانی جماعت کا لیڈر رہے، اور ذوالفقار علی بھٹو نے جس وقت ان کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا تھا تو وہ وہاں سے احتجاجاً استعفیٰ دیکر آ گیا تھا۔ اور اب وہ عالمی بینک کے اندر ہے۔

یہ ایم ایم قادیانی غلام احمد کا پوتا اور مرزا بشیر احمد ایم اے کا لڑکا ہے۔ یہ ایم ایم قادیانی ان دنوں سیالکوٹ میں ڈپٹی کمشنر لگا ہوا تھا، جس وقت ملک تقسیم ہوا، گورداسپور اور سیالکوٹ کی سرحدیں آپس میں ملتی ہیں، تو گورداسپور سے قادیانی منتقل ہو کر سیالکوٹ میں آ کر آباد ہو گئے۔ چنانچہ اس وقت پاکستان میں ربوہ (موجودہ چناب نگر) کے بعد سب سے زیادہ آبادی قادیانیوں کی سیالکوٹ میں ہے۔

اسلم قریشی کے اغوا کا جو واقعہ اور سانحہ ہوا ہے۔ وہ بھی سیالکوٹ کے اندر رونما ہوا۔ ان کی تفصیل بھی مختصر الفاظ میں آگے چلکر عرض کروں گا۔ تو اس طرح کر کے کچھ سیالکوٹ میں آباد ہو گئے، اور کچھ ربوہ (چناب نگر) میں اور انہوں نے پر پرزے نکالنے شروع کئے۔

باطل کو جس وقت موقع ملتا ہے تو وہ اکڑتا ہے

۱۹۵۲ عیسوی میں مرزا بشیر الدین محمود کوئٹہ میں تقریر کرنے گیا تو ان کی رعونت کا اندازہ لگائیے ہمیشہ باطل جس وقت ڈھیل ملتی ہے وہ اکڑتا ہے، اور جب اس کو شکنجہ میں کسنے کا وقت آتا ہے اور مصیبت کا وقت آتا ہے تو فوراً دفاعی کاروائی شروع کر دیتا ہے۔ اپنی مصیبت کے ساتھ سمجھوتے پر مجبور ہو جاتا ہے، یہ ہمیشہ سے باطل کی عادت رہی ہے۔ اکڑ کر اس طرح کہا: ”میرے

احمدی دوستو! ۱۹۵۲عیسوی نہ گذرنے پائے اور ۱۹۵۳عیسوی نہ آنے پائے کہ بلوچستان کے صوبہ کو احمدی صوبہ بنالو، میں اگلی تفصیل بعد میں عرض کرتا ہوں۔

بلوچستان صوبہ کو احمدی صوبہ بنانا چاہتے ہیں مگر وہاں سے چُن چُن کر نکالے گئے

یہاں ایک بات اور عرض کرتا ہوں ۔ جسوقت مرزا بشیر الدین محمود نے یہ کہا کہ ’’بلوچستان کے صوبہ کو احمدی صوبہ بنالو‘‘ ۔اللہ کی شان اسی صوبہ کے شہر ژوب سے (مولانا شمس الدین شہید ہمارے بلوچستان اسمبلی کے سپیکر بھی رہے ہیں) مرزائیوں کو ضلع بدر کیا گیا۔ پاکستان کی تاریخ میں یہ پہلا ضلع ہے جہاں سے قادیانیوں کو چن چن کر نکالا گیا۔اور یہ ضلع بلوچستان میں ہے، جس بلوچستان کے متعلق مرزا بشیر الدین احمدی سٹیٹ کا خواب دیکھتا تھا ،قدرت نے اس کا جواب یہ دلوایا کہ ’جس شہر کو اور جس صوبہ کو احمدی سٹیٹ بنانا چاہتے تھے وہاں سے ان کو چن چن کر نکالا گیا۔‘‘

عقیدۂ ختم نبوت کے لئے دس ہزار مسلمانوں کا خون بہا

جس دن مرزا بشیر الدین نے یہ تقریر کی اسی رات سرگودھا میں سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاریؒ کی تقریر تھی ،شاہ صاحبؒ نے کہا: ’’۱۹۵۲عیسوی تیرا ہے تو ۱۹۵۳عیسوی میرا ہے۔ پھر ۱۹۵۳عیسوی کی تحریک چلی اس تحریک میں گورنمنٹ کے اعداد وشمار کے مطابق دس ہزار مسلمان شہید ہوئے۔

سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاریؒ نے عدالت میں قبول کیا کہ دس ہزار شہیدوں کے خون کی دنیا وآخرت میں میں ذمہ داری قبول کرتا ہوں

جسٹس منیر نے کہا: ان کے خون کی ذمہ داری شاہ صاحب! کس پر؟ تو شاہ صاحبؒ عدالت میں کھڑے ہوگئے اور کہا: ’’ان دس ہزار شہیدوں کا وارث عطاء اللہ شاہؒ ہے۔ دنیا میں بھی جواب دہ ہوں اور آخرت میں بھی جواب دہ ہوں گا۔‘‘ اور جواب بھی آخرت میں یہی ہوگا: ’’حضور سرور کائنات (ﷺ) سے عرض کروں گا کہ ’’مسیلمہ کے ساتھ جو جنگ ہوئی تھی، جن شہیدوں نے، جن صحابہ نے مسیلمہ کے ساتھ جنگ کی تھی اور وہ حضرات شہید ہوئے اسی صف میں ان ۱۹۵۳ءعیسوی کے شہیدوں کو بھی شامل کرلیا جائے، وہ بھی آپ (ﷺ) کے ناموس پر

قربان ہوئے تھے اوران کو بھی آپ ﷺ کے ناموس پر قربان کر کے آیا ہوں۔

۱۹۵۳ کی تحریک کے بعد اسلام وکفر ممتاز ہو گیا

شاہ صاحبؒ نے عدالت میں اس کا اقرار کیا۔بات بڑی تلخ ہے مگر حقیقت بہر حال حقیقت ہے۔مولانا مودودی صاحب نے اسی ۱۹۵۳ عیسوی کی تحریک میں ’’باوجودیکہ ہمارے بزرگوں کے ساتھ تھے‘‘ عدالت میں کہہ دیا کہ’میں شہیدوں کے خون کا وارث نہیں‘۔شاہ صاحبؒ نے بڑی بہادری کے ساتھ بھری عدالت میں کہہ دیا کہ’’میں شہیدوں کے خون کی دنیا وآخرت میں اخلاقی طور پر ذمہ داری قبول کرتا ہوں۔‘‘

تو حضور: میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ۱۹۵۳ کی تحریک میں دس ہزار آدمیوں کے شہید ہونے کے باوجود ہمارے جو خصوصی ومخصوص مطالبات تھے ان میں سے ایک بھی اس وقت تسلیم نہیں کیا گیا تھا۔لیکن اس تحریک کا فائدہ یہ ہوا کہ مرزائیوں کا کفر پوری دنیا پر آشکارا ہو گیا۔وہ جا جا کر اسلام کے نام پر لوگوں کو جو دھوکہ دیتے تھے،اب اسلام اور کفر کے درمیان تمیز کر دی گئی۔اور قادیانیت کے بڑھتے ہوئے سیلاب کے آگے بند باندھ دیا گیا۔

بقول مرزا بشیرالدین نوکریوں ورشتوں
اور مال ودولت کا لالچ دے کر انقلاب لاؤ!

چنانچہ’’مرزا بشیرالدین محمود‘‘ نے اعلان کر دیا:’’اب مسلمانوں کے غضب کا مقابلہ نہیں کر سکتے اس لئے اب انڈر گراؤنڈ چلے جاؤ۔اور کوشش کرو کہ اپنی بچیوں کو غیر احمدیوں کو دو،غیر احمدیوں کو اپنے مذہب میں لاؤ۔ان کی شادیاں کرو،اوران کو نوکری کا لالچ دو،رشتوں کا لالچ دو،پیسہ کا ان کو لالچ دو،گورنمنٹ کے جو مختلف شعبے ہیں:فوج کا شعبہ ہے اور دوسرے جتنے اہم شعبے ہیں ان کے اندر اپنے آدمیوں کو بھرتی کرو‘،اس قسم کے حالات پیدا ہو جائیں تو ووٹوں کے ذریعہ ہم اقتدار میں نہیں آسکتے،انقلاب کے ذریعہ تو آسکتے ہیں۔‘‘

۱۹۷۰ء کے انتخاب میں قادیانیوں نے ایڑی چوٹی کا زور لگایا لیکن

ان کی سازش اس طرح کامیاب ہوئی کہ ایک وقت آیا کہ پاکستان کی فوج میں جنرلوں کی ڈار کی ڈار قادیانیوں کی ہو گئی تھی۔بے شمار سیکرٹری قادیانی تھے۔وزارت تعلیم اور

دوسرے محکموں میں قادیانی تھوک کے حساب سے بھرے پڑے تھے۔ ۱۹۷۰ء کا جو انتخاب ہوا اس میں قادیانیوں نے چالیس لاکھ روپے ذوالفقار علی بھٹو کی پیپلز پارٹی کے لئے خرچ کئے۔ (قادیانی جماعت کی جو نیم فوجی تنظیم ہے اس کو وہ خدام الاحمدیۃ کہتے ہیں اور جو لڑکیوں کی جو تنظیم ہے اس کو لجنۃ اماء اللہ کہتے ہیں) وہ لجنہ اور خدام والوں نے ملکر ذوالفقار علی بھٹو کے انتخاب میں حصہ لیا۔ ووٹ ڈلوائے، پیسہ خرچ کیا، دن رات اس کے لئے کام کیا، جس وقت ذوالفقار علی بھٹو بر سر اقتدار آ گئے تو مرزا طاہر احمد (یہ مرزا ناصر احمد اور ذوالفقار علی بھٹو کے درمیان رابطہ کا کام دیتا تھا) ذوالفقار علی بھٹو کے پاس گیا اور اس نے جا کر (ان کے مقابلہ میں ہمارے علماء نے جو کوشش کی وہ یہ کہ مناظرہ مجادلہ اور مباحثہ کے میدان میں قادیانیوں کو شکست دی۔ اور ہمارے بزرگوں نے اعلان کر دیا کہ جس سیٹ پر مرزائی کھڑے ہوں گے ہم ان کا مقابلہ کریں گے۔ پیپلز پارٹی کے ٹکٹ کی وجہ سے صرف تین مرزائی کامیاب ہوئے۔ (۱) اعظم خاں (۲) راجہ منور، چکوال کا (۳) بشیر انور ضلع شیخوپورہ کا۔ یہ راجہ منور نے بعد میں توبہ کر لی تھی۔ دو پکے قادیانی اسمبلی میں پہنچے) محکمہ تعلیم کی وزارت مانگی، ہم نے اتنے پیسے خرچ کئے، یہ کیا وہ کیا؟

مرزائیوں کا محکمہ تعلیم پر قبضہ کرنے کا خواب مگر بھٹو نے پورا کرنے سے انکار کر دیا

اب یہ محکمہ (وزارت) تعلیم ہمیں دے دو۔ اس لئے کہ مرزائی یہ سمجھتے تھے کہ محکمہ تعلیم میں نصاب اپنی مرضی کا بنا کر پوری آنے والی پاکستانی نسل کو قادیانیت کی صف میں کھڑا کر دیا جائے گا۔ مرزائی ذوالفقار علی بھٹو کو اپنے ہاتھ کی چھڑی، جیب کی گھڑی، یا اپنے گھڑے کی مچھلی سمجھا کرتے تھے کہ جب چاہیں گے مسٹر بھٹو کو استعمال کر لیں گے۔ بھٹو ذہین آدمی تھا، اور وہ اپنے اقتدار کی خاطر بڑی سے بڑی دوستی کو بھی قربان کر دیتا تھا۔ اور بڑے سے بڑے دشمن کے ساتھ بھی اقتدار کی خاطر سمجھوتے کرنے والا آدمی تھا۔ جب مرزا طاہر نے کہا کہ ہم اس طرح کر رہے ہیں، ہمیں وزارت تعلیم دے دو۔ تو مسٹر بھٹو نے کہا: ’سوچیں گے، دیکھا جائے گا‘۔

نشتر میڈیکل کالج ملتان کے طلباء کے ساتھ قادیانیوں کا ظالمانہ ودرندانہ سلوک

اسی دوران نشتر میڈیکل کالج ملتان کے طلباء کا انتخاب شروع ہوا، اس میں مرزائی طلباء بھی کھڑے ہوئے اور اس کا مقابلہ ہمارے مسلمان طلباء نے کیا، مرزائی طلباء انتخاب میں شکست کھا گئے، وہ طلباء یونین چناب ٹرین کے ذریعہ پشاور جا رہے تھے، ربوہ سے اس ٹرین کو گزرنا تھا،

اور ربوہ (موجودہ چناب نگر) میں مرزائیوں کی اجازت کے بغیر پتہ بھی نہیں ہل سکتا تھا اوران کی اجازت کے بغیر ربوہ میں چڑیا پر تک نہیں ہلا سکتی تھی۔ مرزائیوں نے ربوہ میں کئی قتل کئے، ان کا مقدمہ تو اپنی جگہ گواہی دینے والا بھی کوئی نہ تھا۔ اور آج تک ان کے گوشت پوست کا ٹکڑا بھی نہ ملا کہ وہ کہاں گئے؟ اس طرح کی یہ ظالمانہ سفا کانہ قادیانیوں کی تنظیم تھی۔ ربوہ کا پورا ایک ماحول تھا، ربوہ پر ان کا کنٹرول تھا۔ ربوہ سے جونہی ٹرین کوئی بھی گزرتی تھی مرزائی جا کر ان کو اپنا لٹریچر، اخبار ''الفضل''، وغیرہ تقسیم کرتے تھے، اور مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کرتے تھے۔

۲۲ رمئی ۱۹۷۴ عیسوی کو چناب ٹرین' جس وقت ربوہ پہونچی تو مرزائیوں نے اپنی عادت کے موافق اپنا لٹریچر مسلمانوں میں تقسیم کیا۔ وہ طلباء مرزائیوں کے ذهـــنــــاً خلاف تھے، اس لئے کہ ملتان میں انہوں نے ان کے خلاف انتخاب لڑا تھا تو انہوں نے مرزائیت مردہ باد کے نعرہ لگائے۔

وہ چلے گئے، مرزائیوں نے با قاعدہ تیاری کی، اورانہوں نے معلوم کیا کہ یہ واپس کب آئیں گے، پتہ چلا کہ ۲۹ رمئی کو واپس آئیں گے، تو سرگودھا، شاہین آباد سے مرزائی غنڈے سوار ہوئے، ربوہ میں پہلے سے غنڈے موجود تھے، ٹرین کو رکوالیا گیا، اسٹیشن کا سارا عملہ قادیانی تھا، اور ۲۹ رمئی ۱۹۷۴ کو ہمارے مسلمان طلباء کو قایانیوں نے مارا پیٹا زخمی کیا، ان کے ناک توڑے، ان پر پیشاب کیا۔ ان کی ہڈیاں تک توڑ دیں، اتنا ظلم وستم کیا۔

بعض امور بڑے تکوینی ہوتے ہیں

ہمارے بزرگ مولانا تاج محمود فیصل آبادیؒ تھے (اللہ ان کی مغفرت کرے فوت ہوگئے ہیں) انہیں پتہ چلا، ٹرین جسوقت فیصل آباد آرہی تھی تو اسٹیشن ماسٹر نے مولانا کو بتایا کہ اس طرح مرزائیوں نے ظلم کیا ہے، طلباء ''چناب'' پر آرہے ہیں، بڑے زخمی ہیں، ان کی موت واقع نہ ہوجائے، ان کے علاج کا آپ کچھ کریں، ایک گھنٹہ بعد ٹرین فیصل آباد پہنچی، (ان دنوں لائل پور اس کا نام تھا) مولانا تاج محمودؒ نے ڈی سی، ایس پی، اور شہر کے علماء کو اور لوگوں کو رکشہ پر سپیکر باندھکر اعلان کرواکے دو ڈھائی ہزار کا مجمع ریلوے اسٹیشن پر جمع کروالیا۔ جس وقت طلباء آئے، مرہم پٹی کی گئی، اور وہاں سے تحریک کا اعلان کردیا گیا۔

بعض امور بڑے تکوینی ہوتے ہیں، علماء کی مجلس ہے لہٰذا میں ایک بات عرض کرنا چاہتا ہوں، جماعت ختم نبوت کے پہلے امیر تھے مولانا عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، اس کے بعد قاضی احسان

احمد شجاع آبادیؒ پھر مولانا محمد علی جالندھریؒ، ان کے بعد پھر مولانا لال حسین اختر صاحبؒ، مولانا لال حسین اخترؒ کی وفات کے بعد امیر بنانا چاہتے تھے مولانا محمد یوسف بنوریؒ صاحب کو، حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ صاحب متواتر کئی دنوں سے عذر کئے جاتے تھے کہ مجھے شرح صدر نہیں، میں صدر نہیں بنتا، مولانا قاضی عبدالقادر صاحب جو جھاوریاں میں رہتے ہیں، تبلیغی جماعت کے خاصے معروف آدمی ہیں، آپ کے ڈیوز بری کے اجتماع میں بھی آئے تھے، یہ واقعہ انہوں نے مجھے سنایا، وہ مولانا میاں عبدالہادی دین پوریؒ کے پاس گئے، تو مولانا میاں عبدالہادی صاحبؒ نے مجھے کہا: میں چل پھر نہیں سکتا، آپ میرے نمائندہ بن کر مولانا محمد یوسف بنوریؒ کے پاس جاؤ اوران کو کہو: ختم نبوت کی امارت قبول کرلیں، حاشا و کلا ہمیں اس بات کا قطعی علم نہیں، مولانا قاضی عبدالقادر صاحب آئے، اورانہوں نے درخواست کی کہ ختم نبوت جماعت کی امارت قبول کرلیں، تو حضرت بنوریؒ نے فرمایا: ’ابھی مجھے انشراح نہیں، مدرسہ کا، تبلیغ وتصنیف کا اتنا کام ہے، مجھ میں ہمت نہیں‘‘، دوسرے دن قاضی صاحب گئے، تیسرے دن گئے، اور جا کر کہا: ’’مولانا مجھے مولانا میاں عبدالہادی صاحبؒ نے بتایا نہیں ہے لیکن میں ان کی گفتگو کے بین السطور سے یہ سمجھا ہوں کہ’’ کوئی اہم کام ہونے والا ہے، اوراس کی خاطر وہ آپ کو کہہ رہے ہیں کہ’’ آپ جماعت کی امارت قبول فرمالیں، کوئی کام قدرت آپ سے لیگی۔‘‘ حضرت بنوریؒ نے کہا: ’’اچھا بھائی شام کو دیکھیں گے۔‘‘ جب شام ہوئی تو مولانا بنوریؒ نے مولانا قاضی عبدالقادر صاحبؒ کو بلا کر کہا: ’’مولانا مبارک ہو، آج شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی کا خط مدینہ سے آیا ہے لکھا ہے: ’’یوسف! بات سمجھ میں آئے نہ آئے، حکمت نہ پوچھو! اس میں کیا حکمت ہے؟ میرا یہ خط ملتے ہی ختم نبوت جماعت کی امارت قبول کرلو۔‘‘

۲۹؍مئی ۱۹۷۳ء کو تحریک چلی

بالآخر ۷؍ستمبر ۱۹۷۴ء کو قادیانی غیر مسلم اقلیت قرار دئے گئے

حضرت بنوریؒ وہاں سے ملتان آئے، ملتان میں جماعت کا اجلاس تھا، جماعت کے امیر بنادئے گئے، اوراس کے بعد ہی ۲۹؍مئی ۱۹۷۴ کا سانحہ رونما ہوا، اللہ کی شان! اس سے پہلے جتنے بھی انتخاب ہوئے تھے ہمارے علماء کرام کو شکست ہوتی تھی، لیکن اس انتخاب میں مولانا عبد الحق صاحبؒ اکوڑہ خٹک والے اور حضرت مولانا مفتی محمود صاحبؒ، دیگر علماء کرام کی بھاری بھرکم

شخصیتیں، مولانا غلام غوث ہزارویؒ اسمبلی میں موجود تھیں، ادھر باہر مولانا بنوریؒ جیسی شخصیت تھی، کتنی عظیم تحریک چلی، اس تحریک کے نتیجہ میں مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔ اس کو اقلیت قرار دینے سے پہلے ۲۹؍مئی ۱۹۷۴ء کو تحریک چلی، ۷؍ستمبر ۱۹۷۴ء کو یہ فیصلہ ہوا ہے۔

مرزا ناصر احمد کی خوشیوں پر اللہ تعالیٰ نے کالک لگادی

تو یہ ۲۸؍دسمبر ۱۹۷۳ء کی بات ہے، مرزا ناصر احمد جلسہ گاہ میں تقریر کرنے کے لئے کھڑا ہوا، گم سم! شیطان کی طرح کھڑا ہے، تقریر شروع نہیں کرتا، لوگ حیران ہیں، پوری جلسہ گاہ اس کی طرف متوجہ ہے، اتنے میں سرگودھا ائیر بیس سے ائیرفورس کے تین جہاز آئے، انہوں نے غوطہ لگا کر مرزا کو سلامی دی۔ مرزائی اتنی طاقت پکڑ چکے تھے، مرزا ناصر احمد نے خطبہ نہیں پڑھا، خوشی میں اتنا پھول گیا کہ تقریر شروع نہیں کی۔ اپنی جماعت کے لوگوں کو کہتا ہے: ’’میرے احمدی دوستو! اب جھولی پھیلالو، پھل پک گیا ہے۔ اور تمہاری جھولیوں میں گرنے والا ہے۔‘‘

جنرل ظفر چودھری قادیانی تھا، جنرل عبدالعلی قادیانی تھا، جنرل ملک اختر قادیانی تھا، جنرلوں میں ڈار کی ڈار قادیانیوں کی بیٹھی ہوئی تھی، جب ان کو اقلیت قرار دیا گیا تو کئی قادیانی غصہ میں استعفاء دے کر آ گئے۔ چند قادیانی باقی رہ گئے تھے۔

ہمارے بزرگوں نے مسئلہ ختم نبوت کے لئے ایک ایک کے پاؤں پکڑے

اس ضمن میں آپ حضرات کو ذوالفقار علی بھٹو کا ایک واقعہ سناتا ہوں، ہماری ختم نبوت تحریک کے ساتھیوں میں سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے ایک رضا کار اور ساتھی شورش کشمیریؒ بھی تھے، شورش کشمیریؒ ایک دن بھٹو کے پاس گئے تو بھٹو نے کہا: آکسفورڈ یونیورسٹی میں میری لڑکی اور لڑکا بھی پڑھتے ہیں، آپ اپنی لڑکی اور لڑکا بھیج دو، حکومت وظیفہ دے گی۔ شورش نے کہا: میں مشرقی طرز کا آدمی ہوں، مغربی تہذیب میں اولاد کو بھیج کر خراب کرنا نہیں چاہتا، تو ذوالفقار علی بھٹو نے کہا: شادمان کالونی، لاہور میں دو پلاٹ پڑے ہیں، تم کم ریٹ پر حکومت سے خرید لو، اور ایک کو بیچ کر دوسرے پلاٹ پر کوٹھی بنالو۔ تو شورش نے جواب دیا: سر چھپانے کے لئے جگہ موجود ہے میں کوٹھی بنانا نہیں چاہتا۔

شورش واپس آیا تو اس نے اپنے بیٹی کو یہ بات سنائی، تو اس کی بیٹی نے کہا: ’’ابو! بھٹو صاحب پلاٹ دے رہے تھے، سرکاری زمین ہے، ہم پیسے داخل کرادیتے، بات صرف اتنی ہے کہ

وہ کوئی اور لے جائے گا، ہمیں رعایت ہوجاتی، آپ نے ہمارے مستقبل کے ساتھ زیادتی کی ہے‘؟ تو جواب میں شورش نے کہا: ’دنیا سب کچھ یہاں رہ جائے گی، میں بھٹو سے ایک ایسا تحفہ لیکر آیا ہوں جو قبر میں بھی مجھے ساتھ دے گا‘، ہم میں سے کسی کو بھی اس بات کا علم نہیں ہے کہ بھٹو اور شورش کی آپس میں کیا بات ہوئی ہے۔

کچھ دنوں بعد شورش بیمار ہوا، اور انتقال کر گیا، جنازے میں مولانا مفتی محمودؒ، مولانا غلام غوث ہزارویؒ، مصطفیٰ کھر، کوثر نیازی، معراج خالد، حفیظ پیر زادہ وغیرہ شریک ہوئے، ہزاروں کا اجتماع تھا۔ ہماری سمجھ میں یہ بات نہ آئی کہ بھٹو اور شورش کے کافی دوستانہ تعلق تھے، پھر بھی بھٹو جنازے میں شریک نہیں ہوا، اس کے دوسرے دن بھٹو چین کے دورے پر گیا، پانچ روزہ دورے کے بعد جب واپس آیا تو ایک رات پنڈی رہا، دوسرے دن لاہور آیا اور شورش کی قبر پر حاضر ہوا، فاتحہ پڑھی، اور شورش کے گھر تعزیت کے لئے گیا۔

جہاں اس نے یہ واقعہ سنایا جو میں طویل تمہید کے بعد عرض کرنا چاہتا ہوں، بھٹو نے یہ کہا: ”جنرل عبدالعلی اور جنرل ظفر چودھری قادیانی ہیں“، شورش نے میرے پاس آ کر کہا: ”آپ میرے بچوں کو آکسفورڈ یونیورسٹی نہ بھجوائیں!، شادمانی کالونی کا پلاٹ مجھے نہ دیں! بس! دو قادیانیوں کو ہٹا دیں! یہی تحفہ میں آپ کے پاس لینے آیا ہوں“، تو بھٹو نے کہا کہ ”میں ہٹا دوں گا اور میں نے یہ وعدہ کیا تھا، بغیر جنرلوں کے ہٹائے میں اگر اس کے جنازے میں آتا تو وعدہ خلافی ہوتی، میری آنکھ میں شرم تھی، میں شورش کے جنازے میں جاؤں اور اس کی بات مان کے نہ جاؤں۔ دوسرے دن میرا چین کا سفر تھا اگر میں اس کو ہٹا کر جنازے میں آتا تو میری غیر حاضری میں اندیشہ تھا کہ اتنی بڑی تبدیلی کے بعد ملک میں کوئی گڑبڑ نہ ہوجائے تو میں اس لئے جنازہ میں نہیں آیا۔ چین چلا گیا، واپس آیا، آج ہی میں نے دونوں جنرلوں کو ہٹایا ہے، شام پانچ بجے کی خبروں میں آجائے گا، اب میں سرخ رو ہو کر آپ حضرات کے پاس آیا ہوں۔ اس طرح کر کے ہمارے بزرگوں نے ایک ایک کے پاؤں اس مسئلہ کے لئے پکڑے ہیں۔“

”مرزا البشیر الدین“ بڑے علماء کے بارے میں بہت ہی متکبرانہ زبان استعمال کیا کرتا تھا

آپ حضرات کی خدمت میں بطور خوشخبری کے کہنا چاہتا ہوں کہ الحمدللہ! پاکستانی فوج

میں قانوناً قادیانی ایک حد سے آگے نہیں جاسکتے۔ جنرل تو بہت دور کی بات ہے، وہ قادیانی جو بڑے کروفر سے کہا کرتے تھے: ”ہم برسراقتدار آئیں گے، آج نہیں تو کل، مرزا بشیرالدین تو کہا کرتا تھا: ”مولانا احتشام الحقؒ، مفتی محمد شفیعؒ اور عطاء اللہ شاہ بخاریؒ وغیرہ اور فلاں فلاں مولانا بدایونیؒ“ میرے سامنے اس طرح پیش ہوں گے جس طرح ابوجہل فتح مکہ کے دن (حالانکہ ابوجہل تو غزوۂ بدر میں قتل ہوا تھا) حضور (ﷺ) کے پاس پیش کیا گیا تھا، اس طرح کی زبان وہ علماء کرام کے متعلق استعمال کیا کرتا تھا۔“

مرزا طاہر کس قسم کا شخص تھا

تو میرے محترم دوستو! یہ ان کا عروج تھا۔ ”مرزا ناصر احمد“ فوت ہوا تو اس کی موت کے بعد مرزائی جماعت میں اختلاف ہوا، مرزا طاہر کے سترہ بھائی ہیں، ”مرزا بشیرالدین“ کے سترہ لڑکے تھے، اس نے کئی شادیاں کر رکھی تھیں، ”مرزا ناصر احمد اور مرزا طاہر احمد“ دو بھائی تھے، ایک ان کا بھائی ”مبارک احمد“ ہے، اور یہ لندن میں رہتا ہے، ان کا ایک اور بھائی ہے ”رفیع احمد“ رفیع احمد سوتیلا بھائی ہے، اور عمر میں ان سے بڑا ہے، اور قادیانی جماعت میں نیک مشہور ہے، اور یہ ”مرزا طاہر احمد“ غنڈہ ٹائپ آدمی ہے، خود اس ”طاہر احمد“ کی کوئی نرینہ اولاد نہیں، ایک لڑکی ہے۔ ناصر احمد کی اپنی اولاد ہے، ناصر احمد کی بیوی فوت ہوگئی تھی، تو اس نے بیوی کے مرنے سے پہلے ایک ۲۲ سالہ نوجوان لڑکی کے ساتھ شادی کی تھی۔

مرزا ناصر کی شادی کا شرمناک واقعہ

”اس کی شادی کا بھی بڑا شرمناک واقعہ ہے، اس لڑکی نے ایم۔بی۔ایس کیا تھا، اس کے والد نے (جن کا پچھلے دنوں انتقال ہوگیا) اور اس کے بھائی نے کوئی گیارہ بارہ آدمیوں کی فہرست بنائی، اور لڑکی کو دی اور اس سے کہا: اس کو حضرت کے پاس لے جاؤ، رقعہ میں یہ لکھا کہ یہ یہ رشتے آئے ہیں، مہربانی کر کے آپ دعا بھی کر دیں، اور کسی ایک پر نشانی لگا دیں تا کہ ان کے ساتھ لڑکی کا رشتہ طے کر دیا جائے۔ یہ لڑکی جس وقت مرزا ناصر کے پاس خط لے کر گئی، تو ناصر احمد نے غور سے لڑکی کو دیکھا، فہرست اٹھائی، ساری فہرست کاٹ کر سب سے اوپر اپنا نام لکھ دیا۔ یہ ان کے اخلاق اور طریقہ ہے۔“

مولانا اللہ وسایا (حفظہ اللہ تعالیٰ) کا ایک تہلکہ خیز خطاب

آپ حضرات میری مجبوری کا بھی اندازہ لگایئے کہ مجھے کن لوگوں کے ساتھ واسطہ پڑتا ہے۔آپ حضرات تسبیحات پڑھتے ہونگے، الا اللہ کی ضربیں لگا کر دل کو پاک کرتے ہوں گے، ہم اس بد بخت کا نام لے لے کر دل پر زنگ چڑھاتے ہیں۔اس طرز کا آدمی تھا، پھرہنی مون منانے اسلام آباد گیا۔

فخرنہیں کرتا! تحدیث نعمت کے طور پر کہتا ہوں: ''یہ مرزا ناصر احمد جہاں ٹھہرا ہوا تھا، اس کی دوسری طرف ہماری مسجد تھی۔درمیان میں صرف ایک سڑک کا فاصلہ تھا، سید امین گیلانی کی نعت تھی۔میری اور مولانا عبدالشکور دین پوریؒ کی تقریر تھی، حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ کی صدارت تھی، ڈھائی ہزار کی تعداد میں خدام الاحمدیۃ کے رضا کار ''مرزا ناصر'' کا پہرہ دے رہے تھے۔پولیس اور فوج نے اس کا گھیرا لگا رکھا تھا۔کہیں مسلمان جلسہ سے فارغ ہوکر ''مرزا ناصر احمد'' پر نہ چڑھ جائیں، ہمارے جلسہ کے لاؤڈ سپیکر کا رخ مرزا ناصر کی طرف کر دیا۔اور تقریر میں میں نے کہہ دیا: آج ہماری جماعت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سربراہ بھی موجود ہیں، اور مرزا ناصر جو قادیانیوں کا سربراہ ہے وہ بھی موجود ہے اور وہ میری گفتگو براہ راست سن رہا ہے۔مرزا ناصر احمد مرنے والا ہے میں ان سے کہتا ہوں: تمہارا یہ عقیدہ ہے اور وہ عقیدہ ہے۔یہ کان کھول کر سن لو تا کہ قیامت کے دن تم یہ نہ کہہ سکو کہ حق بات کسی نے بتائی نہیں۔پندرہ بیس موٹے موٹے حوالے دئے، اس کے بعد کہا: یہ تمہارے عقیدے ہیں۔تمہارے اخلاق یہ ہیں۔یہاں عدالت عظمیٰ کا دفتر موجود ہے۔عدالت کے جج موجود ہیں۔دارالحکومت ہے۔میں آپ سے کہتا ہوں: ''آپ کی سگی ہمشیرہ کے ساتھ آپ کے سگے باپ نے زنا کیا ہے''۔اور میں نے کہا: ''ہمارے پاس شواہد موجود ہیں۔اگر ہمت ہے تو عدالت عالیہ میں چیلنج کرو''! جس وقت میں نے شہادت پیش کی اسی وقت ہی بھگدڑ مچ گئی، کوئی ادھر کوئی ادھر گاڑی آرہی ہے جارہی ہے۔سارے شہر میں شور بلند ہوگیا۔خیر! میں نے تقریر کی، امین گیلانی بڑے سمجھدار آدمی تھے، میں تقریر سے فارغ ہوا تو کہتا ہے: ''آؤ چلیں گاڑی کھڑی ہے۔ہم اپنے دفتر میں چلے گئے''۔

مرنا بد بخت نے قبول کیا مگر ہمارے حوالے کو چیلنج کرنا قبول نہ کیا

ابھی مولانا عبدالشکور صاحب دین پوریؒ تقریر کر رہے تھے کہ پولیس نے آکر گھیرا

ڈالدیا، مولانا عبدالشکور صاحبؒ اور حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ گرفتار ہوگئے، ہم پریشان تھے، پتہ نہیں کیا ہوا، بعد میں ہمیں پتہ چلا کہ اس تقریر کو سننے کے بعد ''مرزا ناصر احمد'' کو ہارٹ کی تکلیف ہوگئی، اور آپ حضرات حیران ہوں گے کہ اسی ہارٹ اٹیک میں اس کی موت واقع ہوگئی۔ مرنا اس بدبخت نے قبول کیا مگر ہمارے حوالے کو چیلنج کرنا اس نے قبول نہ کیا۔ یہ اس طرح کے اخلاق وکردار کے مالک تھے۔

''مرزا ناصر'' کی سب اولاد ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر تھی

''مرزا ناصر احمد'' کے انتقال کے بعد ''رفیع احمد'' یہ سمجھتا تھا کہ قادیانی اقتدار مجھے ملے گا اس لئے کہ میں سینئر ہوں۔ یہ تھا ان کی جماعت میں صوفی اور ناصر احمد اور ان کی ساری اولاد بدمعاش تھی۔لڑکی کے لڑکے بھی بدمعاش تھے۔ یہ ہے رائل (Royal) خاندان کا نوجوان خون۔ ''رفیع احمد'' کی اپنی اولاد نے باپ کو پکڑ کر کمرے میں بند کر کے تالا لگا دیا۔ یہ سارے اور مرزا ناصر احمد کی ساری اولاد نے مل کر مرزا طاہر احمد کو خلیفہ بنادیا۔اس لئے کہ رفیع کی اور ناصر کی اولاد سمجھتی تھی کہ اگر رفیع کو خلیفہ بنایا گیا تو وہ صوفی ہے اس لئے وہ ہم پر پابندی لگادے گا۔''مرزا طاہر'' بدمعاش ہے ان کے ساتھ تعاون کرو۔ فائدہ کے پیش نظر انہوں نے اس کو خلیفہ بنادیا۔

جھوٹے نبی کا پوتا مبارک احمد نے خلافت کو مال ودولت کے بدل میں قربان کردیا

ایم ایم قادیانی اور طاہر کا ایک بھائی مبارک احمد کا کہنا ہے کہ' میں سینئر ہوں میں خلافت کا حقدار تھا'، ایم ایم احمد کا کہنا کہ' ہمیشہ مرزا بشیر الدین کی اولاد کو ہی خلافت ملتی ہے اگر طاہر مرزا قادیانی کا پوتا ہے تو میں بھی پوتا ہوں۔ مجھے کیوں خلافت نہیں ملتی'۔ مرزا طاہر نے مبارک کو اس طرح مطمئن کیا کہ یہ جتنی آمدنی ہماری فارن مشن کی ہے یہ تم لے لو! کھاؤ پیو! اور مزے اڑاؤ! تم ان کے انچارج ہو، میں حساب نہیں لوں گا، وہ مطمئن ہوگیا۔''

ایم ایم قادیانی بجائے صدر بننے کے ہاسپٹل پہنچ گیا

جن دنوں یحییٰ خان برسر اقتدار تھے، وہ شہنشاہ ایران کی سال گرہ میں شرکت کرنے والے تھے، تو انہوں نے ایم ایم قادیانی کو نائب صدر بنایا تھا، جب بھی کوئی نائب صدر بنایا جاتا ہے، اخبار میں اعلان ہوتا ہے، تقریبیں منعقد ہوتی ہیں، مگر اس وقت ایسا نہ ہوا، یحییٰ خان نے کوئی اعلان اخبار میں شائع نہیں کروایا، ہم سب مولوی اپنی اپنی جگہ سوئے ہوئے تھے، جتنے محاذ پر ہم

کام کرتے ہیں وہاں ہم سب مرزائیوں کو جانتے ہیں، ہمیں وہم وگمان بھی نہیں تھا کہ ایم ایم قادیانی قائم مقام صدر بن جائے گا۔ آج شام نامزدگی ہوئی، سویرے یحییٰ خان روانہ ہوا، اور ایم ایم قادیانی جس وقت تیاری کر کے آئے (خدا رحم کرے مولانا اسلم قریشی پر، جس حالت میں بھی ہے، وہ ان دنوں الیکٹریشن کا کام کرتے تھے، بجلی کے سامان کی مرمت کا کام کرتے تھے، اس نے اپنا چاقو چھپایا اور لفٹ کے اندر کھڑا ہوگیا، جس وقت ایم ایم قادیانی لفٹ میں سوار ہوا تو اس نے اس پر چاقو سے حملہ کردیا، پاکستان کی کرسیٔ صدرات کی بجائے ہاسپٹل پہنچ گیا۔ اگر وہ بدمعاش صدر بن جاتا تو یحییٰ خان وہاں ایران ہی میں رہ جاتا اور فوج کے اندر انقلاب آجاتا اور مرزائیوں کی حکومت بن جاتی۔ یہ صرف اسلم قریشی تھا جس نے مرزائیوں کے سارے تانے بانے کا بیڑا غرق کیا۔

کبھی کبھی کوئی شر سر اُٹھاتا ہے، اس میں خیر مقدر ہوتی ہے

''طاہر احمد'' نے برسر اقتدار آکر یہ کام کیا کہ ایم ایم قادیانی کو خوش کرنے کی خاطر اس کی جتنی جائداد سندھ میں تھی، جماعت کے بلڈوزر لگا کر آباد کرادیا۔ آج تک اس کی زمین آباد نہیں تھی، آباد ہونے کے بعد وہ بھی خوش ہوگیا۔ اور دوسرا کام یہ کیا کہ مولانا اسلم قریشی کو اغوا کرالیا، اغوا کرا کے اس نے ایم ایم قادیانی کو خوش کرنے کی کوشش کی۔ کہ جناب آپ کے قاتل سے آج تک کسی جماعت نے انتقام نہیں لیا تھا یہ کام میں نے کر دکھایا۔ اس نے دوہری چال چلی۔ ''رفیع احمد'' کو اس نے لڑکوں کے ہاتھوں پٹوایا، مبارک احمد کو اس نے خارجی آمدنی کا سربراہ بنا کر پٹوایا، ایم ایم احمد کو زمین آباد کر کے اور دشمن کو اغوا کر کے اس کو مطمئن کیا۔ فارسی کا ایک مقولہ ہے: جس کا ترجمہ یہ ہے کہ جب کبھی کوئی شر سر اٹھاتا ہے تو اس میں ہمارے لئے کوئی خیر مقدر ہوتی ہے۔

مولانا اسلم قریشی کے اغوا سے ہمارے بہت سے مطالبے پورے ہوگئے

مولانا اسلم قریشی اغوا ہوئے، اس کے بعد ۱۹۸۴ عیسوی کی تحریک چلی، ہم نے فیصل آباد، کراچی، کوئٹہ، لاہور، سیالکوٹ وغیرہ جگہوں پر کانفرنسیں کیں، اور آخری کانفرنس کرنے کا اعلان کیا، راولپنڈی میں ہم ۲۷/اپریل کو آرہے ہیں، اگر گورنمنٹ نے ہمارے مطالبے نہیں مانے تو پھر یکم/مئی کا الٹی میٹم دے دیا، اگر مطالبات منظور نہیں کئے گئے تو ہم قادیانیوں کی عبادت گاہوں کے

ساتھ پورے پاکستان میں وہ حشر کریں گے جو رسول اللہ (ﷺ) نے منافقین کی عبادت گاہ مسجد ضرار کے ساتھ کیا تھا، ہم نے یہ الٹی میٹم دے دیا پورا ملک راولپنڈی کی طرف رواں دواں تھا۔

''صدر مملکت جنرل ضیاء الحق'' نے ہماری جماعت مجلس عمل کے مولانا مفتی احمد الرحمٰن صاحبؒ اور مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ اور مولانا محمد شریف جالندھریؒ اور ایک شیعہ رہنما، ایک بریلوی رہنما اور ایک اہل حدیث عالم کو بلوایا اور مشورہ کر کے صدر مملکت نے آرڈیننس جاری کیا ان میں مرزائیوں کے متعلق لکھ دیا کہ ''وہ اسلام کی اصطلاحات استعمال نہیں کر سکتے، اذان دینا مسلمانوں کا شعار ہے قادیانی کافر ہو کر مسلمانوں کے شعار اپنا نہیں سکتے، مسجد مسلمانوں کی عبادت گاہوں کا نام ہے، قادیانی اپنی عبادت گاہوں کو مسجد نہیں کہہ سکتے، قادیانی، مرزا غلام احمد قادیانی کو رسول اور نبی نہیں کہہ سکتے، مرزا کی بیوی کو امہات المؤمنین نہیں کہہ سکتے، اس کے خاندان کو اہل بیت نہیں کہہ سکتے، اپنی جماعت کے سربراہ کو امیر المؤمنین اور خلیفۃ المسلمین نہیں کہہ سکتے۔ اپنے مذہب کا نام اسلام نہیں رکھ سکتے، اسلام کے نام پر تبلیغ نہیں کر سکتے وغیرہ، یہ موٹے موٹے تیرہ مطالبات تھے، صدر مملکت نے قبول کر لئے۔''

''عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت'' کے وفد وعلماء کی قربانی سے بڑا فائدہ پہنچا

اس کے نتیجہ میں ''مرزا طاہر احمد'' پاکستان سے بھاگا ہے اور آپ حضرات کے یہاں لندن آ پہنچا ہے۔ پاکستان سے ہر وقت جو بھی ہوا آئے گی ٹھنڈی ہوا آئے گی، مرزائیوں کے متعلق کوئی خوف وخطر کی بات نہیں، قادیانیوں کا پہلا مشن یہاں ۱۹۱۳ عیسوی میں آیا تھا، اس کے بعد مولانا لال حسین اخترؒ کی سربراہی میں ۱۹۶۰ عیسوی میں ختم نبوت کا کام عمل میں آیا، اب یہ ہمارا وفد آیا ہے، دو تین سال مولانا لال حسین اخترؒ کی سربراہی میں قادیانیوں کے متعلق کام ہوا، اب الحمدللہ کام میں اضافہ ہوا۔

۱۹۱۳ عیسوی سے جتنی بھی جدوجہد قادیانیوں نے کی تھی، علماء کرام کے ایک ہی تبلیغی دورہ نے پورے برطانیہ کے اندر الحمد للہ مسلمانوں کے دلوں میں اتنا شعور پیدا کر دیا ہے، کسی قادیانی کے لئے آسانی کے ساتھ پر پرزہ نکالنا ممکن نہیں رہا ہے۔ سوائے اس کے کہ وہ کوئی سازش کرے۔ اس کی سازش کیا ہوگی وہ آگے چل کر میں آپ حضرات کے سامنے عرض کروں گا۔ انشاء اللہ!

مولانا انور شاہ کشمیریؒ کی بے چینی و بے قراری

نفحة العنبر نامی کتاب میں مولانا محمد یوسف بنوریؒ نے حضرت سید انور شاہ صاحب کشمیریؒ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ ''حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں: ''جس وقت مرزائیت نے ترقی کرنا شروع کی، چھ مہینہ متواتر چین کی نیند نہیں سویا، نیند ضرور آتی تھی مگر ہر وقت کھٹکا ضرور لگا رہتا تھا، بے چینی کی نیند، کبھی آنکھ لگ گئی سو لگ گئی۔ سو گئے اور بیدار ہو گئے، ہر وقت پریشان رہتا تھا کہ یا اللہ! اگر مرزائیت اس طرح بڑھتی رہی تو امت کا کیا ہوگا۔ شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں: چھ مہینہ بعد قدرت کی طرف سے یہ القاء ہوا: ''انور شاہ پریشان ہونے کی ضرورت نہیں، ایک وقت آئے گا، پوری دنیا میں تلاش کرنے کے باوجود قادیانیت کا ایک بیج بھی نہیں ملے گا۔''

کہاں ان کا دبدبہ؟ اب کہاں ان کی بے کسی و بے بسی؟

برادران اسلام! حضرات علماء کرام! خدا گواہ ہے، قادیانیوں کا جس وقت کروفر اور ناز و نخرہ دیکھتے تھے، ۱۷ جنرل ان کے فوج میں تھے، اور ان کی اجازت کے بغیر ربوہ (موجودہ چناب نگر) میں چڑیا پر نہیں ہلا سکتی تھی، اب ربوہ میں انتخاب ہوئے، تو ایک مرزائی بھی منتخب نہ ہوسکا۔ کہاں ان کا یہ دبدبہ اور کہاں ان کی یہ بے کسی اور بے بسی!

انشاء اللہ بہت جلد قادیانیوں کا زوال و اختتام ہوگا

کالج میں پہلے قادیانی تھے، ۶۰ اساتذہ میں سے ہمارے ۴۰ اساتذہ ہیں، مسلمان اور قادیانی طلباء برابر ہیں، کالج کی یونین کا انتخاب ہوا، قادیانیوں نے اپنا پینل کھڑا کیا، ہم نے اپنا، اس نیلی چھتری والے کا کس طرح شکریہ ادا کریں! مرزائیوں میں اختلاف ہو گیا، ان کا ایک آدمی بھی کامیاب نہ ہوا، ہمارا پورا پینل کامیاب ہو گیا، یہ ربوہ (موجودہ چناب نگر) کے حالات و واقعات ہیں، ہماری مسجدیں اور ہمارے مدرسے اتنے ہو گئے ہیں کہ قادیانیوں کے خاندان کے خاندان مسلمان ہو رہے ہیں۔

ہر فتنے کے چار دور ہوتے ہیں

میرے عزیز بھائیو! یاد رکھو! ہر فتنہ کے چار دور ہوتے ہیں (۱) ابتدا (۲) عروج (۳) زوال (۴) انتہا۔

جوبھی بے دین فرقے آئے اپنی طبعی عمر گزار کر دنیا سے رخصت ہوئے، دلائل کی دنیا میں ممکن ہے میں آپ حضرات کو مطمئن نہ کرسکوں، لیکن میرا ایمان اور وجدان یہ کہتا ہے کہ ”قادیانیت پر بھی ضرور ایسا وقت آئے گا، تلاش کرنے پر بھی اس کا بیج بھی نہ ملے گا۔“ ان کی ابتداء آپ نے دیکھی، ان کا عروج بھی، ان کا زوال بھی آپ حضرات کے سامنے ہے، اختتام کے لئے آپ حضرات کو اور مجھے کوشش کرنی چاہئے۔ تاکہ یہ فتنہ عبرتناک انجام کو پہنچے، اللہ تعالیٰ اس فتنہ سے امت کو مأمون اور محفوظ فرمائے۔

قادیانیت کے فتنہ سے امت کو محفوظ رکھنا ہم سب کا مشترکہ کام ہے

سب سے زیادہ فکر علماء کرام کو ہونی چاہئے کہ امت کو اس فتنہ سے باخبر رکھیں، آپ سب میرے مخدوم اور میرے مہربان ہیں اور قابل احترام! میں تو صرف آپ حضرات کا رضا کار ہوں۔ آپ حضرات سے رسول اللہ (ﷺ) کی عزت و ناموس کے نام پر مؤدبانہ درخواست اور التماس ہے کہ اس فتنہ کے متعلق جتنی بھی معلومات حاصل کر سکتے ہیں حاصل کریں، اس کے لئے تیاری کریں، آج مولانا (ایوب صاحب کھولوڈیا) نے بڑی اچھی بات بتائی کہ مرزائی باٹلی کو اس لئے مرکز بنانا چاہتے ہیں کہ باٹلی اور ڈیوز بری میں تبلیغی مرکز ہے، پورے یورپ اور دنیا میں اسلام کے داعی اور مبلغ یہاں سے جاتے ہیں، قادیانیوں نے اس لئے یہاں مرکز بنانے کی کوشش کی، یہاں سے ان کے لوگ جائیں گے، باہر کے مسلمان پوچھیں گے کہاں سے آئے ہو؟ کہیں گے: ڈیوز بری سے۔ لوگ کہیں گے تبلیغ والے ہیں اور دین کے نام پر اپنی بے دینی پھیلائیں گے، اس لئے انہوں نے مرکز بنانے کا ارادہ کیا کہ اس نام سے فائدہ اٹھا سکیں۔ بھائی یہ فتنہ اگر آپ کے گلے پڑ گیا ہے تو اس کو بھگانا اور گلے سے اتارنا ہم سب کا مشترکہ کام ہے۔

ختم نبوت کا کام بہت مقدس کام ہے

آخری بات عرض کرتا ہوں: حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستیؒ جو ہمارے پاکستان کے بہت بڑے عالم دین گزرے ہیں، وہ مدینہ طیبہ ہجرت کے ارادے سے گئے تھے، رات کو حضور (ﷺ) کی زیارت ہوئی، حضور (ﷺ) نے ارشاد فرمایا: ”میرے ملک میں دین کا کام کرنے والے کافی لوگ موجود ہیں، تم پاکستان واپس چلے جاؤ، اور میرے بیٹے سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کو سلام کہنا اور کہنا کہ تم ختم نبوت کے لئے جو کام کر رہے ہو، میں گنبد خضراء میں تمہاری

کامیابی کے لئے جھولی پھیلائے دعاء مانگ رہا ہوں۔'' یہ ختم نبوت کا کام اتنا مقدس کام ہے بھائی مقدس!

بقول مولانا رائپوریؒ ختم نبوت کی تبلیغ سب وظیفے وتسبیحات سے بڑھ کر ہیں

مولانا لال حسین اخترؒ فرمایا کرتے تھے: حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ صاحب کی خدمت میں احقر حاضر ہوکر بیعت سے مشرف ہوا، پھر میں نے حضرت سے عرض کیا کہ 'کوئی وظیفہ عطا فرمائیں'؟ فرمایا: ''مولوی صاحب! تمہارا سب سے بڑا وظیفہ یہ ہے کہ تم ختم نبوت کی تبلیغ کیا کرو۔ سب وظیفے الا اللہ کی ضربیں، تسبیحات سے بڑھ کر تمہارا یہ ختم نبوت کا کام ہے، تم ختم نبوت کی تبلیغ کیا کرو''!۔ یہ حضرت رائے پوریؒ کا ارشاد ہے۔

بقول حضرت رائپوریؒ چوتھی پشت پر جا کر مرزائیت کا خاتمہ ہو جائے گا

حضرت رائے پوریؒ کا مقولہ ان کے ایک مرید نقل کرتے ہیں: ''چوتھی پشت پر جا کر مرزائیت ختم ہو جائے گی''، اس وقت بات سمجھ میں نہیں آتی تھی کیونکہ اسوقت مرزائیوں کا دور شباب پر تھا، میرے شیخ مولانا عبدالعزیزؒ صاحب نے حضرت رائے پوریؒ کا یہ مقولہ نقل کیا تو میں نے حضرت سے عرض کیا: ''حضرت کا ارشاد سر آنکھوں پر، لیکن موجودہ حالات وواقعات بظاہر اس کے بالکل برخلاف ہیں، مستقبل قریب میں اس امید کے پورا ہونے کی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔'' لیکن اب یہ مرزائی جماعت کا چوتھا سربراہ مرزا طاہر احمد ہے، اور اب ان کا زوال جس تیزی سے جاری ہے اس سے حضرت رائے پوریؒ کی پیشین گوئی کے حقیقت بننے اور واقعہ کی شکل اختیار کرنے کی پوری توقع ہے۔'' اللہ آپ کو اور مجھ کو اس آخری جنگ (معرکہ) میں شریک ہوکر قائدانہ کردار ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ

دروس ختم نبوت

یعنی

مولانا اللہ وسایا صاحب

کے اسباق برائے تعارف قادیانیت

دوسرا درس ''تعارف مرزائی عقائد ونظریات''

جوانہوں نے بروز ہفتہ مؤرخہ ۱۵/ذی الحجہ ۱۴۰۵ ہجری مطابق مؤرخہ ۱/ستمبر ۱۹۸۵ عیسوی کو ظہر کی نماز کے بعد انجمن زینت الاسلام ٹیلر سٹریٹ باٹلی میں دیا تھا

ترتیب مولانا محمد یوسف ماما أستاذ الحديث باٹلی

نظرثانی مولانا منوّر حسین سورتی أستاذ تحفيظ القرآن جامع مسجد بالسہ لندن

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمدللّٰہ وکفٰی وسلام علیٰ سید الرسل وخاتم الانبیاء وعلیٰ الہ واصحابہ الذین ھم خلاصة العرب العرباء وخیرالخلائق بعد الانبیاء ۔ اما بعد ۔ فاعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرجیم بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم ۔ ومن اظلم ممّن افتری علی اللّٰہ کذبا اوقال اوحی الیّ ولم یوح الیہ شئ وقال النبی ﷺ: انہ سیکون فی امتی کذابون ثلٰثون کلھم یزعم انہ نبی وانا خاتم النّبیین لا نبی بعدی۔ اللّٰھم صلّ علی سیدنا محمد عبدك ورسولك وصل کذٰلك علیٰ جمیع الانبیاء والمرسلین وعلیٰ الملائکة المقربین وعلیٰ عباداللّٰہ الصالحین اجمعین الیٰ یوم الدین۔

میرے محترم بھائیو اور دوستو! کل عرض کیا تھا کہ اگلے دن انشاء اللہ مرزائی عقائد ونظریات پر مدلل اور باحوالہ گفتگو ہوگی۔ لہٰذا آج گفتگو کا آغاز یہاں سے کیا جاتا ہے۔ آپ توجہ فرمائیں۔

قادیانیوں کی طرف سے کلمہ طیبہ کی توہین

قادیانیوں کے متعلق حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ نے ایک چھوٹا سا رسالہ تحریر کیا تھا جس میں قادیانیوں کے عقائد کے متعلق، ان کا کلمہ طیبہ کے ساتھ کیا تعلق ہے؟ اور یہ حضرات حضور(ﷺ) کے متعلق کیا عقیدہ اور نظریات رکھتے ہیں؟ یہ سب باتیں تفصیل سے اس میں لکھ دی گئی ہیں۔

اس کتاب کا نام ”قادیانیوں کی طرف سے کلمۂ طیبہ کی توہین“ ہے۔ کل آپ حضرات میں سے کسی ایک بزرگ نے ارشاد فرمایا تھا: ”حال ہی میں قادیانیوں نے ایک کتاب بنام ”آیت خاتم النّبیین کی تشریح“ شائع کی ہے، جس میں انہوں نے ”فتوحات مکیہ“ اور ”تحذیر الناس“ اور ”ملا علی قاری“ کے حوالہ جات دے کر اوران میں قطع وبرید کر کے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ نعوذ باللّٰہ! یہ حضرات اجراء نبوت کے قائل تھے۔“

تو یہ ان کا کوئی نیا حربہ نہیں! آج سے تقریباً تیس پینتیس سال پہلے یہی کتاب پاکستان میں چاروں طرف تقسیم کی گئی تھی، تو اس وقت اس کا جواب مولانا لال حسین اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا تھا۔ اس میں انہوں نے پہلے (ابن ماجہ ص۱۰۸) کی حدیث ’لو

عاش ابراھیم لکان صدیقاً نبیّاً اور موضوعات کبیر وغیرہ کے جس قدر انہوں نے حوالے لکھے ہیں، ان سب کا جواب بہت بڑے وثوق کے ساتھ دیا ہے۔

ختم نبوت اور بزرگان امت

میرے محترم بزرگو اور دوستو! ''فتوحات مکیہ'' میں حضرت عائشہ صدّیقہؓ کا یہ ارشاد فرمانا: ''قولوا:انہ خاتم الانبیاء ولا تقولوا : لا نبی بعدہ (مجمع البحار ص ۸۵، درمنثور ج ۵ ص ۲۰۴) ''ان سب کا جواب مولانا صاحبؒ نے مرتب فرمایا ہے۔اور حضرت مولانا عبدالحئی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول جو نقل کیا ہے ان سے قادیانی غلط استدلال کرتے ہیں اور ملا علی قاریؒ کے ارشاد سے قادیانی جو غلط استدلال کرتے ہیں ان کے جوابات بھی حضرت نے دئے ہیں۔

غرض یہ کہ اس رسالہ میں جتنے بھی قادیانیوں کے اعتراضات تھے سب کے جوابات حضرت نے دئے ہیں۔یہ رسالہ اور اس کا جواب بھی پہلے پاکستان میں چھپا تھا۔اتفاق سے اس کی ایک کاپی مل گئی ہے، یہ آپ حضرات کے رابطہ کے دفتر میں رہ جائے گی، اگر آپ حضرات رابطہ کا پتہ عنایت فرمادیں تو سب سے پہلے پاکستان پہونچ کر بیس پچیس کاپیاں بھیج دوں گا۔(اس کتاب کا نام جو مولانا لال حسین اختر صاحبؒ نے لکھی ہے''ختم نبوت اور بزرگان امت'' ہے)

مرزائیوں کے عقائد

نمبر دو: آج آپ حضرات کی خدمت میں مرزائیوں کے عقائد، خدا تعالیٰ وانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے متعلق ان کے کیا افکار ونظریات اور عقائد ہیں؟ قرآن وحدیث اور اجماع امت اور بزرگان دین کے متعلق ان کے خیالات اور عقائد کیا ہیں؟ انتہائی اختصار اور ان کی کتابوں کے حوالہ جات کے ساتھ آج کی مجلس میں کوشش کروں گا کہ وہ ختم ہوجائیں۔

ان کی اصل کتابیں میرے پاس یہاں موجود ہیں۔ویسے تو الحمد للہ !ان قادیانیوں کے متعلق ایک ایک سطر، ایک ایک لفظ جو چھپا ہے وہ امت کے پاس محفوظ ہے۔کوشش یہ کی جائے گی کہ حوالے وہ پیش ہوں جن کی اصل اس وقت ہمارے پاس موجود ہے۔اگر آپ حضرات کے پاس نہ ہو تو کوئی بات نہیں، رابطہ کے اخراجات پر ان تمام اصل کتابوں کی فوٹو کاپی

کرالی جائے جن کے حوالے میں اس وقت آپ کولکھواؤں گا تاکہ رابطہ کے دفتر کے اندر محفوظ ہوجائے۔جب کبھی ضرورت پڑے گی ان سے استفادہ کیا جائے،یہ بہت ضروری ہے۔

مرزائی کہتے ہیں کہ ہمیں مرزائی نہ کہا جائے

نمبرتین: مرزائیوں کا یہ کہنا کہ ہمارا نام’’ احمدی ‘‘ ہے،ہمیں مرزائی نہ کہا جائے،قرآن مجید میں ارشاد ہے ’ولا تنابزوا بالالقاب‘تو ہمیں’مرزائی‘ کہنا،یہ’’تنابز بالالقاب‘‘ ہے۔

سب سے پہلے یہ بات یادرکھنی ہے کہ مرزائیوں کے دوگروپ (ایک قادیانی اوردوسرا لاہوری) ہیں تو جب مرزائیوں‘ کے لفظ سے دونوں مراد ہوتے ہیں تواس وقت مرزائی‘ کا لفظ بولتے ہیں۔

جواب (الف) یہ ہے کہ مرزائی،مرزاغلام احمد کے ماننے والوں کے لئے عزت کا نام ہے کیونکہ مرزا کی زندگی میں ۱۹۰۷عیسوی کے سالانہ جلسہ میں (قادیان میں) ان کے مبلغ نے ایک قصیدہ پڑھا،جس میں مرزاکے مبلغوں کی مبالغہ آمیز تعریف کی گئی۔محمدؐعلی ایم۔اے۔(جوبعد میں لاہوری جماعت کاامیر بنا) کی شان میں ایک قصیدہ پڑھا گیا جواخبار بدر،قادیان،۱۷جنوری ۱۹۰۷عیسوی میں چھپا تھا:

کیا ہے راز طشت از بام جس نے عیسائیت کا
یہی ہیں پکے مرزائی ،یہی ہیں پکے مرزائی

مرزا نے یا کسی اور مرزائی نے اس سالانہ جلسہ میں اس پر ناپسندیدگی کا اظہارنہیں کیا،اس سے ثابت ہوا کہ مرزاخوداوراس کے مریدین اس نام کو پسند کرتے تھے۔مرزائی کا لفظ مرزاکے سامنےان کی زندگی میں ان کی جماعت کے سالانہ جلسہ میں یہ لفظ پڑھا گیا،اورشاعر نے بھی بڑے اصرار کے ساتھ یہ کہا: "یہی ہیں پکےمرزائی،یہی ہیں پکےمرزائی۔‘‘مزید برآں،اس کی جماعت کے ترجمان میں یہ نظم شائع ہوئی،خودانہوں نے اپنے لئے یہ نام تجویز کیا ہےاور پھر اگرہم ان کواس نام سے پکاریں توبرامان کرمرزائیوں کااس کو تنابز بالالقاب کہنا غلط ہے۔

آئینہ ان کو دکھایا تو برا مان گئے

مرزائیوں کو’’احمدی‘‘ کہنا رسول اللہ ﷺ کی توہین ہے

(ب) احمدی، ہم ان کو اس لئے نہیں کہتے کہ یہ اسم گرامی یعنی احمد ہمارے حضور (ﷺ) کا ہے، اور حضور (ﷺ) کی نسبت سے احمدی ہم ہیں نہ کہ مرزائی۔ تو مرزائیوں کو ’’احمدی‘‘ کہنا یہ حضور (ﷺ) کی توہین ہے۔ اس لئے ہم ان کو نہ تو ’’احمدی‘‘ کہنے کا حق دیتے ہیں اور نہ ہم ان کو ’’احمدی‘‘ کہنے لئے تیار ہیں۔ مرزائی اپنے آپ کو’’احمدی‘‘ اس لئے کہتے ہیں کہ ’’سورۂ صف‘‘ کی قرآنی آیت’’ مبشراً برسولٍ یأتی من بعدی اسمہ احمد (صف:٦) ‘‘اس میں احمد سے مراد مرزا غلام احمد قادیانی ہے اور اپنے آپ کو مرزا غلام احمد کی طرف منسوب کر کے’’احمدی‘‘ کہلاتے ہیں۔ گستاخی کا اندازہ لگائیے۔ کتنی بڑی گستاخی ہے۔ اس طرح کہ پہلے احمد سے مراد مرزا غلام احمد قادیانی کو لیا۔ پھر غلام احمد سے غلام کا لفظ ہٹایا اور اپنے آپ کو احمدی کہا۔ نعوذ باللّٰہ من ذالك۔ استغفر اللّٰہ۔

اس بات پر ان قادیانیوں سے ہمارے ایک عالم دین کا مناظرہ ہوا، وہ کہتے تھے کہ اس آیت میں احمد سے مراد غلام احمد قادیانی ہے تو ہمارے مناظر نے کہا: عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ’’ مبشراً برسولٍ یأتی من بعدی اسمہ احمد ‘‘یعنی جو میرے بعد آئے گا اس کا نام **احمد** ہوگا۔ اس سے تو رسول اللہ (ﷺ) کی نبوت ثابت ہوتی ہے۔ تو مرزائی مناظر کہنے لگا: اجی حضور! ہمیں کچھ نہیں معلوم! بس اتنا معلوم ہے کہ اس سے مراد مرزا غلام احمد قادیانی ہے۔ اس لئے وہ اپنے آپ کو احمدی کہتے ہیں۔ (نعوذ باللّٰہ) تو میرے بھائیو! یاد رکھو! ان کو احمدی کہنا ہمارے نزدیک رسول اللہ (ﷺ) کی توہین ہے اور یہ مسلمانوں اور اسلام کے ساتھ بدترین زیادتی اور مذاق ہے۔ مرزائی کا لفظ خود انہوں نے اپنے لئے تجویز کیا ہے لہٰذا ان کو مرزائی ہی کہنا چاہئے۔ یا پھر غلامی، اور غلام احمدی کہنا چاہئے، احمدی کہنا جائز نہیں۔

(۴) مسلمانوں سے اختلاف

الف...... مرزائی جماعت کے دوسرے سربراہ’’مرزا بشیرالدین محمود‘‘ نے اپنے خطبہ میں کہا: ’’حضرت مسیح (مرزا قادیانی) کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ مسیح موعود سے مراد مرزا قادیانی ہے میرے کانوں میں گونج رہے ہیں۔‘‘ آپ نے فرمایا:’’ یہ غلط ہے کہ دوسرے بزرگوں سے ہمارا

اختلاف وفات مسیح اور دوسرے چند مسائل میں ہے۔‘‘ آپ (مرزا قادیانی) نے فرمایا: ’’اللہ کی ذات، رسول اکرم ﷺ کی ذات، قرآن، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، غرض یہ ہے کہ آپ نے تفصیل سے بتایا کہ ایک ایک چیز میں ہمیں ان سے اختلاف ہے۔‘‘

(از خطبہ مرزا محمود، مندرجہ اخبار ’الفضل‘ قادیان، ۳۰ جولائی ۱۹۴۰ عیسوی)

ب...... خلیفہ اوّل حکیم نورالدین نے اعلان کیا تھا کہ: ’’ان (مسلمانوں) کا اسلام اور ہے اور ہمارا اسلام اور ہے۔‘‘ (اخبار الفضل قادیان ۳ دسمبر ۱۹۱۴)

مسلمانوں سے ان کا ہر بات میں اختلاف ہے

ملاحظہ ہو: جس طرح پہلے حوالے میں مسلمانوں کے اختلاف کے ضمن میں نوٹ کرایا ہے کہ اس میں مرزا غلام احمد قادیانی کے حوالہ سے اس کا بیٹا کہتا ہے: ’’مسلمانوں سے اختلاف بنیادی اختلاف ہے۔ ہر بات میں اختلاف ہے۔ خدا تعالیٰ کی ذات میں مسلمانوں سے اختلاف ہے، نبی کریم (ﷺ) کی ذات میں مسلمانوں سے اختلاف ہے۔ مسلمانوں سے ہمیں قرآن، نماز، روزہ اور زکوٰۃ غرضیکہ ہر بات میں اختلاف ہے۔‘‘ یہ خود مرزا غلام احمد قادیانی کہتا ہے اور واقعہ بھی یہی ہے۔ اور آج کی ہماری بحث بھی یہی ہے۔ مسلمانوں کا جو تصور خدا کے متعلق ہے وہ مرزا غلام احمد قادیانی کا نہیں ہے۔ اور جو امت کا تصور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے متعلق ہے وہ ان قادیانیوں کا نہیں ہے۔ اسی طرح مابقیہ باتیں جو سابق میں پیش کی گئی ہیں۔

(۵) مرزائیوں کے یہاں خدا کا تصور

(الف) ’’وہ خدا جو ہمارا خدا ہے ایک کھا جانے والی آگ ہے۔‘‘

(از: سراج منیر، مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی ص ۶۲، خزائن ج ۱۲ ص ۶۴)

(ب) ’’وہ خدا جس کے قبضہ میں ذرہ ذرہ ہے، اس سے انسان کہاں کہاں بھاگ سکتا ہے، وہ فرماتا ہے: ’’میں چوروں کی طرح پوشیدہ آؤں گا۔‘‘

(از: تجلیات الھیہ، مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی ص ۱، خزائن ج ۲۰ ص ۳۹۶)

(ج) میں عورت ہوں اور اللہ تعالیٰ نے میرے ساتھ مردانہ طاقت کا استعمال کیا

مرزا قادیانی کے مرید جسے وہ صحابی کہتے ہیں، قاضی محمد یار نے اپنی کتاب ’’اسلامی

قربانی‘‘ ص۱۴۱ پر مرزا غلام احمد کا ایک کشف نقل کیا ہے جس کی عبارت یہ ہے: ’’حضرت مسیح موعود نے اپنے کشف کی یہ حالت ظاہر فرمائی کہ گویا میں عورت ہوں اور اللہ تعالیٰ نے میرے ساتھ مردانہ طاقت کا استعمال کیا۔ (سمجھنے والے کے لئے اشارہ کافی ہے)‘‘ یہ اس کی عبارت ان کی کتاب میں ہے میں نے اپنی طرف سے نہیں کہا ہے۔

مرزائی خود اپنی کتاب سے ہی خائف

یہ کتاب جب چھپی، مرزائیوں نے چند مخصوص لوگوں کو یہ کتاب پڑھنے کے لئے دی کہ اسے پڑھیں۔ پڑھتے ہی وہ چیخ اٹھے، ساری کتاب انہوں نے جلا ڈالی۔ اللہ تعالیٰ کی شان ملاحظہ ہو، حضرت مولانا لال حسین اختر صاحب اس وقت مرزائی جماعت میں تھے، اور مرزائی جماعت کے ایک رسالہ کے ایڈیٹر تھے، کتاب چھپتے ہی تبصرہ کے لئے ایک نسخہ مولانا کو بھیج دیا۔ وہ جب قادیانیت سے تائب ہوکر مسلمان ہوگئے تو وہ کتاب ہم مسلمانوں کے پاس آ گئی۔ مولانا جب لندن آئے تو کتاب بھی ساتھ لے کر آئے اور جب حج پر گئے تو وہ کتاب ’’اشرف گوندل‘‘ کے پاس چھوڑ گئے۔ کیونکہ سعودی عرب کتابیں جا نہیں سکتیں۔ وہاں سے مولانا پاکستان آ گئے، اور ساری کتابیں یہاں ضائع ہوگئیں۔ جس کا بڑا صدمہ ہے۔

قومی اسمبلی میں بحث کے دوران اس کتاب کی ضرورت پڑی، اور وہ بھی اصلی نسخہ کی، تو حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ نے اپنے ملنے والوں کو فون کرایا تو اس صاحب نے دوسرے دن By Air Mail بھیج دیا۔ اتفاق سے وہ کتاب ہمیں مل گئی۔ باقی یہ کتاب الحمدللہ آج تک ہمارے پاس موجود ہے۔ ورنہ کسی مسلمان کے پاس یہ کتاب نہیں تھی۔ اب تو تمام مناظرین کے پاس موجود ہے۔

میں خدا ہوں، نعوذ باللہ

اسی طرح آگے چل کر مرزا غلام احمد کے دعاوی میں یہ بات آئے گی کہ خود کہتا ہے: ’’ایک رات میں نے خواب دیکھا کہ میں خدا ہوں اور یقین کیا کہ میں وہی ہوں۔‘‘ کہتا ہے: ’’زمین بھی میں نے بنائی اور آسمان بھی میں نے بنایا۔ آدم کو بھی میں نے پیدا کیا‘‘۔ (معاذ اللہ) یہ ہے مرزا قادیانی کے متعلق قادیانیوں کا تصور۔

(٦)اس زمانہ میں خدا سنتا تو ہے مگر بولتا نہیں

کیا کوئی عقلمند اس بات کو قبول کرسکتا ہے کہ ’’اس زمانہ میں خدا سنتا تو ہے مگر بولتا نہیں۔ پھر یہ سوال ہوگا کہ کیوں نہیں بولتا۔ کیا زبان پر کوئی مرض لاحق ہوگیا ہے۔‘‘

(از: ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۱۴۴، خزائن ج۲۱ ص۳۱۲۔ از مرزا غلام احمد قادیانی)

کیا کوئی مشرک بھی نبی بن سکتا ہے؟

درمیان میں ایک بات عرض کرنی ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی سب سے پہلی تصنیف یہی ’’براھین احمدیہ‘‘ ہے اور اس براہین احمدیہ میں مرزا غلام احمد قادیانی نے حیات عیسیٰ (علیہ السلام) کا اقرار کیا ہے۔ دیکھئے! (براہین احمدیہ ص۴۹۹، خزائن جلد۱ ص۵۹۳) بعد میں اس نے حیات مسیح کا عقیدہ شرک قرار دیا۔ دیکھئے! (ضمیمہ حقیقت الوحی ص۳۹، خزائن ج۲۲ ص۶۶۰) تو گویا وہ اس شرک میں مبتلا رہا اور بعد میں نبوت کا اعلان کیا۔ یہ بھی سوچنے کا مقام ہے کہ مشرک نبی کس طرح ہوسکتا ہے؟ خود حیات مسیح کا قائل پھر اس کو شرک قرار دیا، اور نبوت کا دعویٰ کیا۔ تو مرزا غلام احمد جتنے دن حیات مسیح کا قائل رہا تو اتنا عرصہ گویا مشرک رہا۔ مشرک سے وہ نبی بن گیا۔ یہ بات بھی قابل فہم ہے کہ کیا مشرک نبی بن سکتا ہے؟

جو حرام مال کھاتا ہے، وعدہ خلافی کرتا ہے۔ کیا وہ نبی ہوسکتا ہے؟

دوسری درخواست یہ ہے کہ ’’براھین احمدیہ‘‘ مرزا غلام احمد قادیانی کی سب سے پہلی تصنیف ہے۔ یہ بحیثیت مبلغ اسلام اور خادم اسلام کے دین کی خدمت کے جذبہ سے اشتہار دے کر شائع کی کہ میں ایک کتاب لکھنے والا ہوں لوگ مجھے اس کی طباعت کے لئے رقم بھیجیں، میں اس کی پچاس جلدوں میں تکمیل کروں گا۔ مرزا غلام احمد نے چار جلدیں لکھیں اور اس کے بعد چپ سادھ گئے۔ تو جن لوگوں نے پیسے دئے تھے انہوں نے خطوط لکھنے شروع کئے کہ صاحب بہادر تم نے پچاس جلدوں کے پیسے لئے ہیں، اب تک چار جلدیں ہم تک پہنچی ہیں باقی جلدیں نہیں آئی ہیں۔

تو خود کہتا ہے: یہ درمیان میں آٹھ دس سال کا عرصہ گذر گیا۔ جس وقت لوگوں نے

شدید مطالبہ کیا تو مرزاغلام احمد قادیانی نے براھین احمدیہ کا پانچواں حصہ لکھا۔اس کے دیباچہ میں اس نے لکھا: میرا ارادہ پچاس کتابیں لکھنے کا تھا مگر چونکہ پچاس اور پانچ میں صرف نقطہ کا فرق ہے۔لہٰذا پانچ کتابیں لکھنے سے پچاس کا وعدہ پورا ہوگیا۔دیکھئے!

(براہین احمدیہ حصہ پنجم، دیباچہ ص۷،۸،خزائن جلد۲۱ص۹)

تو اس نے پچاس کتابوں کے پیسے لئے تھے اور پانچ جلدیں دیں۔لوگوں کا مال حرام کھایا۔پینتالیس کتابوں کے پیسے کھا گیا۔اور ظاہر ہے کہ جو حرام مال کھاتا ہے وہ نبی نہیں ہو سکتا۔اور جو نبی ہوتا ہے وہ حرام خوری نہیں کرتا۔اس نے جھوٹ بولا کہ پانچ اور پچاس میں صرف نقطہ کا فرق ہوتا ہے۔حالانکہ ۴۵ (پینتالیس) کا فرق ہوتا ہے۔اس نے جھوٹ بولا، وعدہ خلافی کی، حالانکہ وعدہ خلافی کرنے والا اور جھوٹ بولنے والا نبی نہیں ہوسکتا۔

مرزائیوں کے ایک سوال کا جواب

اب مرزائی اس کا جواب یہ دیتے ہیں کہ حضور (ﷺ) اللہ کے یہاں معراج پر تشریف لے گئے تھے، معراج کی رات میں اللہ تعالی نے فرمایا: ”امت کے لئے پچاس نمازیں ہیں تو حضور (ﷺ) نے بار بار درخواست کی، میری امت پچاس نمازیں نہیں پڑھ سکے گی۔تو اللہ تعالی نے فرمایا: پچاس کے بجائے پانچ پڑھ لیا کریں۔یہ تو سنت اللہ ہے۔“

تو اس کا جواب یہ ہے کہ ایک تو خالق کے کسی کام کو مخلوق کے کسی کام پر قیاس کرنا یا مخلوق کے کسی کام کو خالق کے کسی کام پر قیاس کرنا' یہ تو قیاس مع الفارق ہے۔

خداوند تعالیٰ کو وصول کرنا ہے اور امت کو ادا کرنا ہے

دوسری بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق سے پچاس نمازیں ادا کرانی تھیں، جب فرض کردی گئیں تو امت کے ذمہ فرض ہوگئیں۔خدا کو وصول کرنی ہے اور امت کو ادا کرنی ہے۔تو لینے والوں کو تو حق ہے کہ میں پچاس نہیں لیتا پانچ لیتا ہوں، جس کے ذمہ ادائیگی ہے اس کو تو حق حاصل نہیں، آپ پر اور ہم پر پانچ نمازیں فرض ہیں، اب ہمیں تو حق نہیں کہ یہ کہہ دیں کہ ”چلو اللہ کو پانچ دینی ہے پانچ کی بجائے ایک ہی دیدیں۔ہمیں تو حق نہیں۔لینے والوں کو تو حق حاصل ہے کہ وہ معاف کردیں“۔

مرزاغلام احمد قادیانی کو پچاس کتابیں دینی تھیں۔لوگوں کو لینی تھیں۔تو لینے والوں کو تو

حق حاصل ہے کہ وہ کہہ دیں کہ مرزا صاحب غریب ہوگئے ہیں اب ہم اس سے کتاب وصول نہیں کرتے۔ دینے والے مرزا غلام احمد کو حق حاصل نہیں کہ وہ یہ کہہ دیں کہ میں پچاس کی بجائے پانچ دے دوں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: پانچ دو پچاس لو! مرزا کہتا ہے: پچاس دو اور پانچ لو!

پھر لطف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ (ﷺ) کو فرمایا: آپ کی امّت پانچ پڑھے گی تو ثواب پچاس کا دوں گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ پانچ دو پچاس لو اور مرزا غلام احمد قادیانی کہتا ہے: پچاس دو اور پانچ لو۔ یہ تو الٹی گنگا ہے۔ مرزائی اس کی الٹی تاویل کرتے ہیں۔

کیا اللہ تعالیٰ کی زبان پر مرض لاحق ہوگیا ہے؟

"براھین احمدیہ" میں مرزا غلام احمد قادیانی لکھتا ہے: "اللہ تعالیٰ کیوں نہیں بولتے، کیا اس کی زبان پر کوئی مرض لاحق ہوگیا ہے؟" (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۱۴۴، خزائن جلد ۲۱ ص۳۱۲) کہنا یہ چاہتا ہے: حضور (ﷺ) کے بعد وحی کا دروازہ کیوں بند ہوگیا؟ یعنی مجھے نبی بنانا ہے! یوں کہتے ہیں کہ وحی کا دروازہ بند ہے اور میں نبی نہیں ہوں تو بتاؤ کہ نعوذ باللہ! اللہ تعالیٰ کی زبان پر مرض لاحق ہوگیا ہے؟

(۵) مرزائیوں کے یہاں تصور نبوت

الف...... "یہودیوں، عیسائیوں اور مسلمانوں پر بباعث کسی پوشیدہ گناہ کے یہ ابتلا آیا کہ وہ جن راہوں سے اپنے موعود نبی کا انتظار کرتے رہے ان راہوں سے وہ نبی نہیں آئے بلکہ چور کی طرح اور راہوں سے وہ آ گئے۔" (نزول المسیح از: مرزا غلام احمد قادیانی ص۳۵ کا حاشیہ، خزائن جلد ۱۸ ص۴۱۳)

ب...... "میں اس بات کا خود قائل ہوں کہ دنیا میں ایسا کوئی نبی نہیں آیا جس نے کبھی اجتہاد میں غلطی نہیں کی۔" (تتمۃ حقیقۃ الوحی از: مرزا غلام احمد قادیانی ص۱۳۵، خزائن جلد ۲۲ ص۵۷۳)

ج...... "مگر تم خود توجہ کرکے سن لو! اب اسم محمد (ﷺ) کی تجلی ظاہر کرنے کا وقت نہیں یعنی اب جلالی رنگ کی کوئی خدمت باقی نہیں، کیونکہ مناسب حد تک وہ جلال ظاہر ہو چکا۔ سورج کی کرنوں کی اب برداشت نہیں، اب چاند کی ٹھنڈی روشنی کی ضرورت ہے۔ اور وہ احمد کے رنگ میں ہوکر میں ہوں" (خلاصہ عبارت اربعین نمبر۴ ص۱۷، خزائن جلد ۱۷ ص۴۴۸، از: مرزا غلام احمد قادیانی)

جھوٹے نبی کے دعویٰ میں تضاد دیکھئے

حضور والا: پہلے میں نے آپ حضرات کی خدمت میں حوالہ عرض کیا کہ مرزائیوں کے نزدیک آیت ’’مبشراً برسولٍ یأتی من بعدی اسمہ احمد ‘‘ کا مصداق غلام احمد قادیانی ہے۔تو اس پر ہمارا اعتراض ہے کہ عیسیٰ (علیہ السلام) نے فرمایا: ’’میرے بعد ایک رسول آئے گا‘‘ نعوذ باللہ! اس خوش خبری سے مراد اور اس پیشینگوئی کا مصداق مرزا غلام احمد قادیانی ہے۔تو عیسیٰ (علیہ السلام) کے بعد جو حضور (ﷺ) آئے وہ اس کا مصداق نہیں،تو مرزائیوں کے اس قول کے مطابق حضو(رﷺ) اس کا مصداق نہیں ہوئے۔

اب خود مرزا غلام احمد قادیانی اس بات کو تسلیم کرتا ہے کہ ’’محمد (ﷺ) کا نام جلالی تھا۔جلال کی جتنی ضرورت تھی وہ ظاہر ہو چکی،اب سورج کی کرنوں کی برداشت نہیں،اب چاند کی ٹھنڈی روشنی کی ضرورت ہے۔اور وہ احمد کے رنگ میں ہوکر میں آیا ہوں۔‘‘نعوذ باللہ! حضو(رﷺ) کی ضرورت نہیں کیونکہ میں آیا ہوں۔‘‘

نبوت وہبی ہے، کسبی نہیں

ایک قادیانی سے گفتگو کے درمیان پوچھا گیا: ’’مرزا غلام احمد کیسے نبی تھے؟ تو اس نے جواباً یہ کہا: مرزا غلام احمد قادیانی نے رسول اللہ (ﷺ) کی اطاعت کی۔اطاعت کرتے کرتے نبی بن گیا۔‘‘

یہ بات بھی محل نظر ہے کہ مرزا غلام احمد نے رسول اللہ (ﷺ) کی اطاعت کی یا نہیں۔یہ ایک مستقل موضوع ہے،اس کو نہیں چھیڑتے اور اس موضوع کو بھی نہیں چھیڑتے کہ آیا چودہ سو سال میں حضور (ﷺ) کی‘ مرزا غلام احمد قادیانی کے علاوہ کسی اور نے اطاعت کی یا نہیں؟ اس لئے کہ اگر اطاعت سے نبوت ملتی ہے تو چودہ سو سال میں حضور (ﷺ) کا کوئی امتی نہیں تھا جس نے حضور (ﷺ) کی اطاعت کی ہو؟ اس بحث کو بھی نہیں چھیڑتے اطاعت سے نبوت ملتی ہے تو وہ نبوت کسبی ہوئی؟ وہبی نہیں ہوئی؟

چند اشکالات کے تشفی بخش جوابات

حالانکہ نبوت ایک وہبی چیز ہے۔ایک یہ بحث بھی ہے جسے ہم یہاں نہیں چھیڑتے کہ

آیا چودہ سو سال میں یعنی حضور (ﷺ) کے زمانہ سے لیکر مرزا غلام احمد قادیانی کے زمانہ تک کوئی نبی ہوا ہے؟ مرزائی کہتے ہیں: کوئی نہیں ہوا ہے اور قیامت تک نہیں ہوگا۔ مرزا غلام احمد قادیانی خود کہتا ہے: میں خدا تعالیٰ کا آخری نور ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ پھر مرزائیوں کے ساتھ کرنے والی یہ بحث بھی اپنی جگہ ہے کہ تمہارا اجراء نبوت کا عقیدہ ہے؟ یا ختم نبوت کا عقیدہ ہے؟

وہ اس بات کے قائل ہیں کہ مرزا غلام احمد نبی ہے اور کوئی نہیں، تو پھر یہ بحث ہونی چاہئے کہ آیا خاتم النّبیین حضور (ﷺ) ہیں یا مرزا غلام احمد قادیانی؟ اگر قرآن وحدیث نے خاتم النّبیین حضور (ﷺ) کو کہا ہے تو انہیں مان لینا چاہئے، اور نعوذ باللہ! اگر اس کا مصداق مرزا غلام احمد ہے تو اس کا ثبوت مرزائیوں کو پیش کرنا چاہئے؟ ان امور کو اس وقت بالائے طاق رکھ کر اس وقت صرف مرزائیوں کا یہ قول زیر بحث ہے کہ حضور (ﷺ) کی اطاعت کرنے کے بعد مرزا غلام احمد قادیانی حضور (ﷺ) کے رنگ میں اتنا رنگ گیا کہ وہ نبی بن گیا۔

تو مرزائیوں سے سوال کیا گیا کہ آپ یہ بتائیں کہ ’’: مرزا غلام احمد قادیانی کو حضور (ﷺ) کی اطاعت کرنے سے نبوت ملی ہے تو ہم میں سے کوئی آدمی حضور (ﷺ) کی اطاعت کرے اور مرزا غلام احمد کو نہ مانے، صرف حضور (ﷺ) کی اطاعت سے ہماری نجات ہو سکتی ہے یا نہیں‘‘؟۔ تو مرزائی کہنے لگا: ’’نجات ہوسکتی ہے۔‘‘ تو ہم نے کہا: ’’صرف حضور (ﷺ) کی اطاعت سے نجات ہوسکتی ہے تو مرزا غلام احمد کو ماننے کی کیا ضرورت ہے‘‘؟ سوچ کر کہتا ہے: ’’نہیں ہوسکتی۔‘‘ ہم نے کہا کہ ’’نہیں ہوسکتی ہے تو یہ بات نہایت قابل غور ہے کہ مرزا غلام احمد کو تو حضور (ﷺ) کی اطاعت سے تو نبوت مل جائے اگر ہم حضور ﷺ کی اطاعت کریں تو ہمیں نجات ہی نہ ملے‘‘؟ جی! اس کا کسی قادیانی کے پاس رہتی دنیا تک کوئی جواب نہیں ہے!۔

جو شخص مرزا غلام احمد کو نہیں مانے گا وہ جہنم میں جائے گا

میں آگے چل کر آپ حضرات کی خدمت میں حوالہ نوٹ کراؤں گا کہ مرزائیوں کے نزدیک اب مدار نجات مرزا غلام احمد قادیانی کی اطاعت ہے۔ گویا حضور (ﷺ) کی اطاعت مدار نجات نہیں، آپ کا دین، آپ کی شریعت، آپ کی وحی، آپ کا قرآن اور آپ کی حدیث اب مدار نجات نہیں۔ ان مرزائیوں کا عقیدہ ہے کہ ہمارے نزدیک مدار نجات غلام احمد قادیانی ہے۔ اور وہ خود اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ جو شخص مرزا غلام احمد کو نہیں مانے گا وہ جہنم میں جائے

گا۔وہ غیر مسلم ہے۔مرزا خود کہتا ہے:اللہ تعالیٰ نے بطور وحی مجھے خوش خبری دی ہے کہ جو مسلمان تیری بیعت میں شامل نہیں ہوں گے سب جہنمی ہیں۔دیکھئے!(اشتہار مندرجہ تبلیغ رسالت جلد۹ص۲۷، مجموعہ اشتہارات جلد۳ص۲۷۵) آگے چلئے حضور!

حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایک ہی سانس میں اور ایک ہی عبارت میں چھ الزام

چہارم:استغفر اللّٰہ !’’یہ بات بالکل غیر معقول ہے کہ آنحضرت (ﷺ) کے بعد کوئی ایسا نبی آنے والا ہے کہ جب لوگ مساجد کی طرف دوڑیں گے تو وہ کلیسا کی طرف بھاگے گا۔اور جب لوگ قرآن شریف پڑھیں گے تو وہ انجیل کھول کر بیٹھے گا۔اور جب لوگ عبادت کے وقت بیت اللہ کی طرف منہ کریں گے تو وہ بیت المقدس کی طرف متوجہ ہوگا۔اور وہ شراب پیئے گا اور سوّر کا گوشت کھائے گا۔اور اسلام کے حلال حرام کی کچھ پرواہ نہیں کرے گا۔‘‘

(حقیقۃ الوحی ص۲۹،خزائن جلد۲۲ص۳۱،ازمرزا غلام احمد قادیانی)

حضور والا !مرزا غلام احمد قادیانی کہتا ہے :یہ بات بالکل غیر معقول ہے کہ آنحضرت (ﷺ) کے بعد کوئی ایسا نبی آنے والا ہے۔مقصد کیا ہے؟ مقصد یہ ہے کہ کوئی ایسا نبی نہیں آئے گا۔یعنی عیسیٰ علیہ السلام نہیں آئیں گے۔اگر عیسیٰ علیہ السلام آئے تو یہ بات لازم ہے کہ لوگ مسجد کی طرف جائیں گے۔الیٰ آخرہ.

جھوٹے نبی نے ایک ہی عبارت میں چھ جھوٹ بولے، چھ الزام و بہتان

مرزا قادیانی نے ’’حقیقت الوحی‘‘ کی مذکورہ بالا عبارت میں چھ جھوٹ بولے ہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر الزام لگائے ہیں۔(۱) حضور ﷺ کے بعد کسی نبی کا آنا غیر معقول بات ہے۔یعنی عقل اس کو نہیں مانتی۔(۲) لوگ مسجدوں میں جائیں گے۔وہ کلیسا کی طرف جائے گا۔(۳) لوگ قرآن شریف پڑھیں گے اور وہ انجیل کھول کر بیٹھ جائے گا۔(۴) بوقت عبادت لوگ بیت اللہ کی طرف منہ کریں گے۔وہ بیت المقدس کی طرف منہ کرے گا۔(۵) وہ شراب پیئے گا اور سور کا گوشت کھائے گا۔(۶) حلال وحرام کی کچھ پرواہ نہیں کرے گا۔یہ ہیں چھ الزام! اللہ کے نبی حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) پر ایک ہی سانس میں ایک ہی عبارت میں لگائے ہیں۔بیک وقت ایک ہی عبارت میں اس نے چھ جھوٹ بولے ہیں۔حالانکہ جس وقت حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) تشریف لائیں گے تو وہ شریعت محمدیہ کے پیرو بن کر اس دنیا میں تشریف لائیں گے۔چنانچہ نزول

کے بعد سب سے پہلا کام وہ یہی کریں گے کہ حضرت مہدی علیہ السلام سے درخواست کریں گے کہ آپ نماز پڑھائیں!۔

جس وقت نازل ہوں گے تو حدیث شریف میں آتا ہے کہ صف بندی ہو چکی ہوگی، اقامت کہی جا چکی ہوگی، حضرت امام مہدی علیہ الرضوان مصلیٰ پر موجود ہوں گے، اس وقت ان کا نزول ہوگا، حضرت امام مہدی علیہ الرضوان ان کے اکرام و اعزاز میں پیچھے ہٹ جائیں گے، حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) سے درخواست کریں گے کہ آپ نماز پڑھائیں، شریعت کا مسئلہ بھی یہی ہے کہ افضل نماز پڑھائے اور مفضول اس کے پیچھے نماز پڑھے، حضرت امام مہدی علیہ الرضوان اپنے تمام تر فضل کے باوجود حضور (ﷺ) کے امتی ہیں۔ حضرت مسیح (علیہ السلام) اپنے وقت کے نبی ہیں اور ان کا حق بنتا ہے کہ وہ نماز پڑھائیں، امام مہدی ان کے اعزاز میں پیچھے ہٹ جائیں گے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضور اکرم ﷺ کی شریعت کے مطابق فیصلہ کریں گے

مگر وہ کہیں گے : آپ نماز پڑھائیں۔ میں آپ کے پیچھے نماز پڑھنا چاہتا ہوں۔ تا کہ دنیا دیکھ لے کہ میں اپنی شریعت چلانے نہیں آیا ہوں۔ محمد عربی (ﷺ) کی غلامی کرنے آیا ہوں۔

اس کے متعلق حضور (ﷺ) نے فرمایا کہ: و امامکم منکم۔ اس کے بعد آئندہ کی تمام نمازوں میں امامت حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کریں گے۔ ہماری ایک کتاب ''الملل والنحل ''میں اس بات کی صراحت موجود ہے کہ یحکم بشریعتنا لا بشریعته۔ عیسیٰ (علیہ السلام)' حضور (ﷺ) کی شریعت کے مطابق فیصلہ کریں گے، نہ کہ اپنی شریعت کے مطابق۔

قیامت کے دن سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی دو حیثیتیں ہوں گی

شرعی مسئلہ یہ ہے اور حضرات علماء کرام پر قربان جایئے کہ انہوں نے ایک ایک بات کی بے حد تنقیح کر دی ہے۔ مثلاً: ایک مسئلہ یہ ہے کہ قیامت کے دن ہر نبی کے پاس جھنڈا ہوگا، وہ اپنی امت کو لے کر حساب وکتاب کرائیں گے، تو عیسیٰ (علیہ السلام) کے متعلق سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا وہ بحیثیت نبی قیامت کے دن اپنا جھنڈا لے کر اپنی اس وقت کی مسیحی امت کا حساب وکتاب کرائیں گے یا بحیثیت حضور (ﷺ) کے امتی ہونے کے آپ (ﷺ) کے جھنڈے تلے کھڑے

ہوں گے،صاحب الیواقیت نے صراحت کی ہے کہ ہر آدمی کا قیامت کے دن ایک حشر ہوگا،لیکن حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کے لئے دوحشر ہوں گے،فلہ حشران، ان کا حشر ایک دفعہ بحیثیت نبی کے اور دوسری مرتبہ بحیثیت امتی ہونے کے اپنا حساب وکتاب کرائیں گے۔تو شریعت کے اندراتنی صاف وضاحت ہونے کے باوجود مرزا غلام احمد قادیانی کا یہ کہنا کہ وہ شراب پیئے گا الیٰ آخرہ۔نعوذ باللہ۔یہ بہت بڑے الزام اور بہت بڑے جھوٹ ہیں تو دیکھیں!ایک عبارت میں یک لخت چھ الزام، چھ جھوٹ اور بہتان لگادیئے۔

حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام بیماری یا کسی پرانی عادت کی وجہ سے شراب پیا کرتے تھے

پنجم:''یورپ کے لوگوں کو جس قدر شراب نے نقصان پہنچایا ہے اس کا سبب تو یہ تھا کہ عیسیٰ (علیہ السلام) شراب پیا کرتے تھے۔شاید کسی بیماری کی وجہ سے یا کسی پرانی عادت کی وجہ سے۔'' (کشتی نوح ص ٦٦ حاشیہ،خزائن جلد۱۹ ص۷۱، از غلام احمد قادیانی) جس وقت ہم یہ حوالہ پیش کرتے ہیں تو فوراً مرزائی کہہ دیتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کی شریعت میں شراب حلال تھی۔

الف...... حالانکہ یہ بھی ان کا الزام ہے،اس وقت جتنے بھی مسیحی علماء ہیں وہ خود تسلیم کرتے ہیں کہ ہمارے مذہب میں شراب پینا جائز نہیں ہے۔

مرزا خود کہتا ہے:انجیل کی رو سے شراب پینا ناجائز ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر الزام لگاتا ہے

ب...... خود مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی کتاب''دافع البلاء''میں کسی عیسائی کے جواب میں لکھا ہے کہ:انجیل کی رو سے شراب پینا ناجائز ہے۔آپ حضرات انجیل کو مانتے ہوئے کیوں شراب پیتے ہو؟خود تسلیم کرتا ہے کہ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کی تعلیمات کی رو سے شراب پینا ناجائز ہے۔خود کہتا ہے:شراب پینی ناجائز ہے اور حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) پر الزام لگاتا ہے کہ وہ شراب پیا کرتے تھے۔اس کے ساتھ بے تکے پن،جارحیت اور دلیری کے ساتھ ان کی توہین کرتا ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تین نانیاں اور دادیاں زنا کار و کسبی تھیں

خدا کی قسم! آپ حضرات اور میں صبر نہیں کر سکتے۔ مثلاً : ''انجام آتھم'' میں اس نے لکھا ہے کہ: ''حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کی ''تین نانیاں اور دادیاں زنا کار تھیں اور کسبی عورتیں تھیں۔'' دیکھئے! (ضمیمہ انجام آتھم ص ۷، خزائن جلد ۱۱ ص ۲۹۱) (نعوذ باللہ) ایک طرف تو مرزا قادیانی نے الزام لگایا، دوسری طرف قرآن پاک حضرت مریم علیہا السلام کی قسمیں اٹھاتا ہے، اور عظمتیں بیان کرتا ہے، ان کے متعلق الزام لگایا کہ ان کی تین نانیاں دادیاں زنا کار پتہ نہیں کیا کیا کہہ کر (بکواس کرتا) گیا۔ ایک تیر سے دو شکار کر گیا۔

دادی اس کی ہوتی ہے جس کا دادا ہو۔ دادا اس کا ہوتا ہے جس کا باپ ہو، جب مرزا یہ کہتا ہے: تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) بن باپ پیدا نہیں ہوئے، تو گویا اس کے نزدیک حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) بن باپ پیدا نہیں ہوئے۔ ان کے مکتوبات کے اندر لکھا ہے کہ حضرت ''عیسیٰ (علیہ السلام) کیا تھے؟، نہ عابد، نہ زاہد۔ نہ حق پرست، بس کھانے پینے والے اور شرابی تھے؟'' (دیکھئے! مکتوبات احمدیہ جلد ۳ ص ۲۳، ۲۴) اتنی توہین کرتا چلا گیا۔

جھوٹے نبی مرزا ملعون نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات سے انکار کر کے ان کی توہین و تنقیص کر کے حقیقت میں قرآن کریم کا انکار کر دیا

قرآن مجید میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزے صراحت کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں۔ (مثلاً: برص والے کا اچھا ہو جانا، مادر زاد اندھے کو بینائی دینا وغیرہ) مرزا غلام احمد کہتا ہے: یہ ان کا کمال نہیں تھا بلکہ اس تالاب کے پانی کا اثر اور کرشمہ تھا کہ اس کی مٹی کو برص والے لگاتے تھے تو اچھے ہو جاتے تھے، کبھی کہتا ہے: وہ جو کام کرتے تھے مسمریزم سے کیا کرتے تھے۔ (دیکھئے! ضمیمہ انجام آتھم ص ۷ حاشیہ، خزائن جلد ۱۱ ص ۲۹۱، ازالہ اوہام ص ۱۲۸ حاشیہ، خزائن جلد ۳ ص ۲۵۵، ۲۵۶) وہ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کی توہین اور تنقیص کیا کرتا تھا، ان کی عزت گراتا تھا تاکہ لوگ یہ نہ کہیں کہ تو مسیح ہے؟ تو اس مسیح میں تو یہ کمالات تھے، تجھ میں کیا کمالات ہیں؟ خود تو ان کمالات تک تو نہیں پہنچ سکتا تھا لہٰذا یہ تنقیص کیا کرتا تھا، جس کا دوسرا مطلب قرآن کا بھی انکار ہے کہ جو باتیں

قرآن مجید بیان کرتا ہے وہ اس کا انکار کرتا ہے تاکہ دونوں مسیح برابر ہو جائیں (نعوذ باللہ)
تو نتیجہ یہ نکلا کہ انبیاء (علیہم السلام) کی ادنیٰ توہین کرنا کفر ہے، اس نے خدا تعالیٰ کی توہین کی، اور ایسی توہین کرنے والا کافر ہے۔ جب اس نے خدا کی توہین کی تو اپنے مبعوث کرنے والے کی توہین کی۔ اچھا نبی تھا یہ۔ نعوذ باللہ!

مرزا کا تصور قرآن

الف......

آنچہ من بشنوم ز وحی خدا بخدا پاک دانمش از خطا
ہم چوں قرآن منزہ اش دانم از خطاہا ہمیں است ایمانم
بخدا ہست ایں کلام مجید از دہاں خدائے پاک و وحید

(نزول المسیح: مرزا غلام احمد قادیانی ص۹۹، ۱۰۰، خزائن جلد۱۸ ص۴۷۷، ۴۷۸)

ترجمۂ فارسی اشعار: میں اللہ کی وحی سے جو سنتا ہوں، خدا کی قسم! اسے خطاؤں سے پاک جانتا ہوں، تمام خطاؤں سے اسے قرآن کی طرح منزہ جانتا ہوں۔ یہی میرا ایمان ہے۔ خدا کی قسم! یہ کلام مجید ہے جو خدائے پاک وحدہ کے منہ سے نکلا ہے۔

وہ کہتا ہے: جو کچھ اللہ کی وحی سے سنتا ہوں وہ تمام خطاؤں سے پاک ہے۔ میں قرآن کی طرح اسے منزہ جانتا ہوں۔ یہ میرا ایمان ہے۔ جس طرح قرآن مجید خطاؤں سے پاک ہے اسی طرح میرے اوپر نازل ہونے والی وحی بھی خطاؤں سے پاک ہے۔ اور جس طرح قرآن مجید اللہ کا کلام ہے اسی طرح میرے اوپر نازل ہونے والی وحی بھی اللہ پاک کا کلام ہے۔

ساری کائنات کی کتابیں مل کر بھی قرآن کریم کا مقابلہ نہیں کر سکتیں

آپ کا میرا عقیدہ یہ ہے کہ ساری کائنات کی کتابیں مل کر بھی قرآن مجید کا مقابلہ نہیں کر سکتیں۔ دنیا کی کوئی کتاب ایسی نہیں جو خطاؤں سے پاک ہو سوائے قرآن مجید کے۔ اور اس نے اپنی وحی کو قرآن کا درجہ دیدیا۔

ب...... قرآن خدا کی کتاب اور میرے منہ کی باتیں ہیں۔ (تذکرہ از مرزا ص۶۶۱) وہاں یہ کہا: میری وحی قرآن کی طرح ہے اور یہاں یہ کہا کہ قرآن میرے منہ کی باتیں ہیں۔ (اندازہ لگائیے)

ج...... ما انا الا کالقرآن: (تذکرہ،ازمرزا قادیانی ص۶۷۴)

جھوٹے نبی مرزا کی وحی وکشوف ورؤیاوالہامات اور بکواس کے مجموعہ کا نام ’’تذکرہ‘‘ ہے

میں نے کل ہی آپ حضرات کی خدمت میں عرض کیا تھا کہ تذکرہ،مرزاغلام احمد قادیانی کی کوئی کتاب نہیں ہے بلکہ اس کی وحی،کشوف اور رؤیا جو کچھ تھے ان کو اکٹھا کر کے اور مرتب کر کے مرزائیوں نے چھاپ دیا ہے،اس کی وحی اور الہامات کے مجموعہ کا نام ’’تذکرہ‘‘ ہے۔

’’تذکرہ‘‘ قرآن مجید کا غیر معروف نام ہے،چورا کر اپنی بکواس کا نام رکھ دیا

اور کل میں نے یہ بھی عرض کیا تھا کہ مرزائیوں کے نزدیک ان کی اتنی ہی عزت ہے جو ہمارے یہاں قرآن مجید کی ہے۔تذکرہ قرآن مجید کا غیر معروف نام ہے:ان ھذہ تذکرۃ ، انہوں نے قرآن مجید کا غیر معروف نام چرا کر اپنی کتاب کا نام رکھ دیا۔

اس ضمن میں ایک لطیفہ مولانا منظور احمد چنیوٹی کا پیدا کردہ ہے۔اللہ انہیں سلامت رکھے۔مولانا نے یہ لطیفہ بنایا:ان کا جو پہلے تذکرہ،چھپا تھا اس کے ۸۴۰ صفحات تھے،اور ورق بنتے ہیں چار سو بیس۔اور ۴۲۰ کہتے ہیں فراڈ کرنے والے کو۔ہم نے بارہا تلاش کیا کہ قرآن مجید کے صفحات کو کہیں سے اتنے ہی صفحات والا قرآن مجید مل جائے مگر نہیں ملا۔مولانا جس ملک جاتے ہیں (یہ ان کا ذوق بھی ہے) اور وہاں کے چھپنے والے قرآن کے صفحات کو دیکھتے ہیں مگر وہ اتنے نہیں ہوتے جتنے کے مرزا کے تذکرہ کے صفحات ہوتے ہیں۔مرزائیوں کی جو کتاب ہے وہ ۴۲۰ پر ہی ختم ہوئی ہے۔جی!:یہ مرزا کے تذکرہ کی باتیں ہیں۔کل اللہ کو منظور ہوگا تو مرزائیوں کے قرآن کی بھی زیارت کراؤں گا۔

مرزائیوں کا تصور صحابہ

الف...... ’’بعض نادان صحابی جن کو درایت سے کوئی حصہ نہیں تھا وہ بھی اس عقیدہ سے بے خبر تھے کہ کل انبیاء فوت ہو چکے ہیں۔‘‘

(ضمیمہ براہین احمدیہ ص۱۲۰ حصہ پنجم،خزائن جلد۲۱ ص۲۸۵،ازمرزا قادیانی)

مرزا جھوٹے نبی کا قرآن ’’تذکرہ‘‘ معجون مرکب ہے،

عربی، فارسی، پنجابی اور انگریزی زبان میں بے شمار الہامات کا مجموعہ ہے

درمیان میں حضرت سے کسی نے پوچھا: جس طرح ہم قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہیں تو وہ حضرات کس کی تلاوت کرتے ہیں؟ جواب میں حضرت نے فرمایا: اچھا! وہ عجیب معجون مرکب ہے، اس میں عربی، انگریزی، فارسی اور پنجابی زبان میں بے شمار اس کے الہامات ہیں۔ دلچسپ مجموعہ ہے۔ مثلاً: اس میں ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کہتا ہے: اللہ تعالیٰ نے مجھ کو فرمایا: ’’love Iyou.‘‘ عجیب قسم کا اور واہیات قسم کا مجموعہ ہے۔ اس کے اندر اس نے محمدی بیگم کی پیشین گوئی کی تھی کہ وہ میرے نکاح میں آئے گی، اللہ کا کرنا ایسا ہوا کہ محمدی بیگم کا سلطان محمد پٹی والے کے ساتھ نکاح ہوگیا، تو کہتا ہے: ’’پٹی، پٹی گئی‘‘، پٹی، سلطان کی بستی کا نام ہے۔ یعنی یہ قصبہ جو پٹی کے نام کا ہے، پٹی گئی یعنی دنیا جہاں سے یہ قصبہ ختم ہوجائے گا۔ اس طرح اس کے الہامات ہیں۔

بے شرمی اور بے حیائی کی حد کردی

میرے محترم ساتھیو! مسجد نہ ہو، اور چھوٹے بچے نہ ہوں، آپ حضرات تو بزرگ لوگ ہیں۔ آپ حضرات کے سامنے اصل مرزائیت پھر پیش ہوتی تو پھر مزا ہوتا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو، ہم سب کو محفوظ فرمائیں۔ اس کے اندر لکھا ہے: ’’آج خواب میں نے دیکھا کہ محمدی بیگم جس کی نسبت پیش گوئی ہے کہ باہر کسی تکیہ میں معہ چند کس کے بیٹھی ہوئی ہے اور سر اس کا شاید منڈا ہوا ہے اور بدن سے ننگی ہے اور نہایت مکروہ شکل ہے۔ میں نے اس کو تین مرتبہ کہا ہے کہ تیرے سر منڈی ہونے کی یہ تعبیر ہے کہ تیرا خاوند مرجائے گا اور میں نے دونوں ہاتھ اس کے سر پر اتارے ہیں اور پھر خواب میں، میں نے یہی تعبیر کی ہے اور اسی رات والدہ محمود نے خواب میں دیکھا کہ محمدی بیگم سے میرا نکاح ہوگیا ہے۔‘‘ (تذکرہ ص ۱۹۹) یہ نبوت ہے یا تماشا ہے؟ بدمعاش کہیں کا! کوئی شریف آدمی اس کو پڑھ نہیں سکتا۔ حوالہ مذکورہ بالا۔

مرزائیوں کا تصور صحابہ رضی اللہ عنہم

ب...... ’’حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ غبی تھے۔‘‘

(اعجاز احمدی ص ۱۸، خزائن جلد ۱۹ ص ۱۲۷، مرزا غلام احمد قادیانی)

ج...... ’’اس لئے یادرکھو کہ پرانی خلافت کا جھگڑا چھوڑ دو،اب نئی خلافت لو۔ایک زندہ علی،تم میں موجود ہے اس کو چھوڑتے ہو اور مردہ علی کی تلاش کرتے ہو‘‘ (ملفوظات احمدیہ جلداوّل ص۴۰۰)

حضرت حسین رضی اللہ عنہ واہل بیت کی توہین وتنقیص

د...... مرزاغلام احمد قادیانی نے (اعجاز احمدی ص نمبر۸۲،خزائن جلد۱۹ص۱۹۴) پر حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے متعلق لکھا ہے۔

نسیتم جلال اللّٰہ والمجد والعلیٰ
وماورد کم الاحسین ا تنکروا
فھٰذا علی الاسلام احدی المصائب
لدٰی نفحات المسک قذر مقنطر

ترجمہ:تم نے خدائے جلال اور مجھ کو بھلا دیا،تمہارا ورد صرف حسین ہے،کیا تو انکار کرتا ہے،پس یہ اسلام پر ایک مصیبت ہے،کستوری کی خوشبو کے پاس ایک گندگی کا ڈھیر ہے۔

دیکھئے حضور!: حضرت امام حسین (رضی اللہ عنہ) کا ذکر خیر!ان کے فضائل و برکات ہمارے ایمان کا ایک حصہ ہے۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے احادیث میں ان کے بے شمار فضائل و برکات بیان فرمائے ہیں۔انہیں سیدا شباب اھل الجنۃ فرمایا ہے۔مرزاغلام احمد قادیانی کہتا ہے:اللہ تعالیٰ کے ذکر کے مقابلہ میں حسین (رضی اللہ عنہ) کا ذکر کرنا اس طرح ہے جس طرح کستوری کے پاس گندگی کا ڈھیر ہو۔اللہ تعالیٰ کے ذکر کو وہ کستوری کہتا ہے،اور حسین رضی اللہ عنہ کے ذکر کو وہ اس طرح تشبیہ دیتا ہے۔

آپ حضرات اندازہ لگائیں،آگے اس کا فارسی کا شعر ہے۔

کربلائے است سیر ہر آنم صد حسین است درگریبانم

جس کا ترجمہ یہ ہے کہ کہتا ہے’’ہر وقت میری کربلا کی سیر ہے،سو حسین جو ہے وہ میرے گریبان میں ہے۔‘‘ (نزول المسیح ص۹۹،خزائن جلد۱۸ص۴۷۷)

اس کے علاوہ بھی اسی (اعجازاحمدی ص۸۱،خزائن جلد۱۹ص۱۹۳) میں کہتا ہے:’’تم حسین کا بار بار ذکر کرتے ہو،اس بات کو یاد نہیں رکھتے کہ حضرت حسین (رضی اللہ عنہ) دشمن کا کشتہ تھا اور میں محبوب کا کشتہ ہوں،اور تمہارا حسین رضی اللہ عنہ ہے کہ کربلا کا نام لیکر آج تک تم روتے ہو،اس کی کسی نے مدد نہیں کی تھی اور میں ہر گھڑی،ہر لحہ مدد کیا جاتا ہوں۔‘‘اس نے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی یہ تصویر کشی کی ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ و حسین رضی اللہ عنہ خصوصاً رسول اللہ ﷺ کی نور نظر لخت جگر کی توہین

سیدہ فاطمہ (رضی اللہ عنہا) کے متعلق (آئینۂ کمالات اسلام ص نمبر۵۴۹،۵۵۰، خزائن ج۵) پر ہے۔ وہ کہتا ہے: ”ایک رات عشاء کی نماز کے بعد میں اپنے گھر میں لیٹا ہوا تھا، نہ مجھے نیند تھی، نہ اونگھ تھی، عین بیداری کی حالت میں میرے دروازہ کو کھٹکھٹانے کی آواز آئی، میں نے جا کر دروازہ کھولا تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ، حسین رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور سرور کائنات (ﷺ) میرے دروازے پر کھڑے ہیں، آئے ہوئے ہیں، اور حضرت فاطمہ (رضی اللہ عنہا) نے میرا سر پکڑ کر اپنی ران پر رکھ دیا۔“ یہ سیدہ فاطمہ (رضی اللہ عنہا) کے متعلق مرزا قادیانی ملعون کی بکواس ہے۔ نعوذ باللہ من ذالك! آگے چلئے حضور....!

اجماع امت کے متعلق مرزائیوں کا عقیدہ

”امت کا اجماع یا اتفاق کیا چیز ہے“؟ (ازالہ اوہام ص۱۴۱، خزائن جلد۳ ص۱۷۲) دیکھئے! ہمارے نزدیک اجماع ادلۂ اربعہ میں سے ہے۔ وہ ملعون یہ کہتا ہے کہ ”امت کا اجماع و اتفاق کور مغز ہے۔ ملعون کہیں کا!، امت کا اجماع کر لینا کیا حیثیت رکھتا ہے“؟

بزرگان امت کے متعلق مرزا غلام احمد کا مرزائی تصور

”ہمارے مخالف سخت شرمندہ ہوکر، لاجواب ہوکر آخر کو یہ عذر پیش کر دیتے ہیں: ہمارے بزرگ ایسے ہی کہتے چلے آئے ہیں، یہ نہیں سوچتے کہ بزرگ معصوم نہیں تھے، بلکہ یہودیوں کے بزرگوں نے جس طرح پیشین گوئی کے سمجھنے میں ٹھوکر کھائی ہے اسی طرح ان بزرگوں نے بھی ٹھوکر کھائی ہے۔“

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص نمبر۱۲۴، خزائن جلد۲۱ ص۲۹۰، از مرزا غلام احمد قادیانی)

مرزا غلام احمد کی پیشین گوئیاں (یہ ایک مستقل موضوع ہے)

مرزا غلام احمد قادیانی جو بھی پیشین گوئی کرتا تھا اس کی وہ پیشینگوئی ہمیشہ غلط نکلتی تھی، جھوٹی ہوتی تھی، اللہ کی شان! جو بات اس نے کہی، قدرت نے اس کے خلاف کر دیا، حتی کہ

ایک مرتبہ مکہ اور مدینہ کے درمیان ریلوے لائن بچھانے کا سعودی حکومت کے ساتھ کسی کا ٹھیکہ ہوا تھا۔ ریلوے پٹری تیار کرلی گئی، سلیپر بچھائے گئے، انجن منگوا کے چلانے کے لئے کھڑے کردئے گئے۔ ۸۶% کام مکمل ہوگیا، مرزا غلام احمد قادیانی کو پتہ چلا کہ مکہ مدینہ کے درمیان ریلوے لائن چلائی جارہی ہے تو اس نے کہہ دیا: ''میرے سچے ہونے کی دلیل یہ ہے: حضور (ﷺ) کے زمانہ میں مکہ اور مدینہ کے درمیان اونٹ چلتے تھے میرے زمانہ میں مکہ اور مدینہ کے درمیان ریلوے گاڑی چلے گی۔'' (دیکھئے تفصیل! تحفہ گولڑویہ ص ۴۶، خزائن جلد ۱۷ ص ۱۹۵)

اسے پتہ تھا کہ کام ہوگیا ہے، ٹھیکہ ہوگیا، لائن بچھ گئی ہے، انجن آ گیا ہے۔ چودہ فیصد کام باقی ہے، ریلوے گاڑی چل پڑے گی، اس نے پیشین گوئی کردی: ''میرے سچے ہونے کی دلیل یہ ہے کہ مکہ اور مدینہ کے درمیان تین چار سال میں ریلوے گاڑی چلے گی۔'' اس بدبخت نے ادھر پیشین گوئی کردی، ادھر اس کا ٹھیکہ کینسل ہوگیا۔ آج تک وہ ریلوے لائن نہیں چل سکی۔ وہ جو پیشین گوئی کرتا تھا وہ جھوٹی نکلتی تھی۔

جھوٹے نبی کی ایک جھوٹی پیشینگوئی

مثلاً: اس کا ایک مرید منظور احمد نامی اس کے پاس آیا اور کہا: میرے گھر میں امید سے ہے۔ حضرت دعا فرمادیں کہ میرے گھر میں بچہ پیدا ہو۔ کہتا ہے: سویرے آنا، وہ وقت پر سویرے آیا، مرزا نے کہا: رات کو میں نے اللہ سے بات کی ہے تو اللہ تعالیٰ نے نہ صرف یہ کہا: تیرے گھر لڑکا پیدا ہوگا بلکہ اس لڑکے کے (نو) ۹ نام بھی لکھوا لئے۔ اگر وہ لڑکا پیدا ہوجاتا تو عجوبہ زمانہ ہوتا۔ وہ نام کیا تھے؟ (۱) کلمتہ العزیز۔ (۲) کلمتہ اللہ خان۔ (۳) وارڈ۔ (۴) شادی خان۔ (۵) بشیرالدین۔ (۶) عالم کباب۔ (۷) ہذا یوم مبارک۔ (۸) ناصرالدین۔ (۹) فاتح الدین۔ (تذکرہ ص ۶۲۶، ۶۲۷)

اس طرح کر کے اس نے نو نام لکھوائے، تم بے فکر رہو! ان شاء اللہ لڑکا پیدا ہوگا۔ اس نے جاکر اپنی بیوی محمدی بیگم (یہ دوسری محمدی بیگم ہے) سے کہا: مبارک ہو! حضرت صاحب نے رات کو اللہ تعالیٰ سے بات کی، لڑکے کی بات ہوچکی ہے، اور اللہ نے اس کے نو نام رکھ دئے ہیں۔ وہ بڑی خوش ہوئی۔ بدھو مرید!، بدھو مریدنی!، جس وقت مدت ختم ہوئی، اللہ کی شان! بچی پیدا ہوئی۔

یہ عجیب متشابہات

وہ واپس آیا کہتا ہے: حضرت میرے گھر بچی پیدا ہوئی ہے، یہ چالاک پیر کی طرح غصہ سے کہتا ہے: میں نے ایسا کب کہا تھا کہ اس دفعہ ہوگا؟ اب کے نہیں ہوا تو آئندہ ہو جائے گا، اگلی دفعہ نہ ہوا تو اس کے اگلی دفعہ ہو جائے گا۔ اتفاق کی بات کہ تین مہینہ بعد لڑکی مرگئی، چھ مہینہ بعد اس کی بیوی مرگئی، اور سال بھر کے بعد وہ خود مر گیا۔ اور آج تک وہ نو نام والا لڑکا پیدا نہیں ہوا۔ مرزائی اس کے جواب میں کہتے ہیں: یہ متشابہات میں سے ہے۔ جی!

اپنے جھوٹ پر کس طرح پردہ ڈالتے ہو؟

تو عرض یہ ہے کہ غلام احمد قادیانی کی پیشین گوئی جھوٹی نکلتی تھی۔ تو ہمارے بزرگ کہتے تھے: بدبخت کی پیشین گوئی یہ بھی جھوٹی اور وہ بھی جھوٹی ہے تو بجائے اپنی پیشین گوئی کو پورا کرنے یا اس کے صداقت ہونے پر کوئی دلیل دے۔ وہ جواب میں کہتا تھا: یہ حضرات بھی وہی عادتیں اور خصلتیں رکھتے ہیں جو یہودی بزرگ اور علماء رکھتے تھے کہ یہودی بزرگ بھی پیشین گوئی کے سمجھنے میں ٹھوکر کھاتے تھے اسی طرح امت محمدیہ کے یہ بزرگ بھی پیشین گوئی کے سمجھنے میں ٹھوکر کھاتے ہیں اور مشابہ میں میری پیشین گوئی کو نہیں سمجھ پا رہے ہیں۔

مرزا کا حدیث کے بارے میں تصور

مرزا ملعون اپنی کتاب ”اعجاز احمدی“ میں لکھتا ہے: ”میرے اس دعوی کی حدیث بنیاد نہیں بلکہ قرآن اور وحی ہے جو میرے اوپر نازل ہوئی، ہاں! تائیدی طور پر ہم وہ حدیثیں بھی پیش کرتے ہیں جو قرآن شریف کے مطابق اور میری وحی کے معارض نہیں، اور دوسری حدیثوں کو ہم ردی کی ٹوکری میں پھینک دیتے ہیں۔“ (اعجاز احمدی ص۳۰، خزائن ج۱۹ ص۱۴۰)

آپ حضرات اس کی بیباکی کا اندازہ فرمائیں کہ جو حدیثیں میرے دعویٰ کے مطابق ہیں وہ تو ٹھیک ہیں، اور جو میرے دعویٰ کے متعلق یا میری وحی کے خلاف ہیں وہ سب ردی کی طرح ہیں۔ اس کے نزدیک اسماء الرجال، اسناد، جرح اور تعدیل کوئی معیار نہیں، موضوع سے موضوع حدیث اگر مرزا کے دعویٰ کے مطابق ہو تو فائدہ اٹھاتا ہے اور اس کے نزدیک وہ صحیح ہے۔ اور جو حدیث صحیح ہو مگر مرزا کو اس سے فائدہ نہیں پہنچتا تو وہ ردی کی طرح پھینک دینے کو کہتا ہے۔ یہ ہے

مرزا کا قرآن کے متعلق، حدیث پاک کے متعلق صحابہ اور بزرگوں کے متعلق، انبیاء اور خدا کے متعلق تصور اور عقائد ونظریات۔

مرزائیت امت سے ہٹ کر کوئی اور چیز ہے

تو جس طرح میں نے پہلا حوالہ آپ حضرات کی خدمت میں پیش کیا تھا، وہ خود کہتا ہے: ’’مسلمانوں سے ہمارا اختلاف خدا تعالیٰ کی ذات میں، نماز، روزہ، حج اور ہر چیز میں ہے۔‘‘ آپ حضرات نے واقعتاً دیکھ لیا کہ مرزائیوں کے جو تمام تر عقائد ہیں وہ امت کے ہر عقیدے کے خلاف ہیں۔ امت مسلمہ کا اور مرزائیوں کا عقیدہ ایک نہیں، نہ قرآن کے متعلق، نہ حدیث کے متعلق، نہ تو انبیاء (علیہم السلام) اور صحابہ (رضوان اللہ علیہم اجمعین) کے متعلق اور نہ خدا کی ذات کے متعلق۔ مرزائی یکسر امت مسلمہ سے ہٹ کر کوئی اور چیز ہے! بس آج ہمارا مقصد یہی ہے۔ اللہ کو منظور ہوا تو باقی معروضات کل عرض کروں گا۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

مولانا اللہ وسایا کے قیام برطانیہ کا مقصد وروئیداد

بعد ازیں مولانا عبدالرشید ربانی صاحب (دامت برکاتہم) کا مختصر بیان ہوا، جو مندرجۂ ذیل ہے:

یہ تقریب مسئلۂ ختم نبوت کے سلسلہ میں منعقد ہو رہی ہے۔ اس تقریب میں پاکستان کے مشہور ومعروف عالم اور مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ، فاتح ربوہ (موجودہ چناب نگر) اور جامع مسجد ختم نبوت کے خطیب حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب دامت برکاتہم جو بزرگوں کے قافلہ کے ساتھ تشریف لائے تھے، باقی بزرگ اس وقت واپس جا چکے ہیں۔ اور حج کر کے پاکستان پہنچنے والے ہیں۔

اور ایک خوشخبری یہ ہے کہ حضرت مولانا عبدالحفیظ مکی کے ساتھ حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب، جو مفتی محمود صاحبؒ کے فرزند ہیں۔ اور پاکستان اور وہاں کی سیاسیات میں مشہور ومعروف ہیں وہ بھی اور واعظ حرم حضرت مولانا محمد مکی صاحب مدظلہ اور مولانا فضل الرحمٰن صاحب کے مدرسہ کے مہتمم اور ان کے نائب مولانا محمد یٰسین صاحب اور دوسرے حضرات کا قافلہ بارہ یا

پندرہ کو یہاں پہنچنے والا ہے۔ جو انشاء اللہ قادیانیت کے بارے میں مسلسل چند ہفتوں تک کام کریں گے، ترتیب بنے گی ان شاءاللہ! ۔حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب (مدظلہ) اسی قافلہ کے ایک فرد عظیم ہیں۔مولانا جب سے آئے ہیں، ختم نبوت کے سلسلہ میں مصروف ہیں۔

خود فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے ختم نبوت کی خدمت کے لئے مصروف کررکھا ہے۔کہیں بیان ہوتا ہے، کہیں تقریر ہوتی ہے، اور کہیں علماء میں خصوصی باتیں ہوتی ہیں۔علماء تمام نوٹس ،نکات اور بیانات لکھتے ہیں۔ جو اس سلسلہ میں ضروری ہیں۔ پوری ترتیب کی اطلاع ''بـاٹـلـی'' کے علماء کرام کے اشتہار کے ذریعہ ہو چکی ہے۔اسی سلسلہ کی تقریب اور مجلس ہے جو کل پرسوں تک جاری رہے گی ،اس کے بعد جمعرات اور جمعہ کا جو پروگرام ہے۔ وہ ''جمعیۃ العلماء برطانیہ'' کے صوبہ ''یورک شائر'' کے صدر اور جمعیۃ کے مرکزی ذمہ دار حضرت مولانا احمد پانڈور صاحب مدظلہ جو اس وقت یہاں موجود ہیں ''بریڈفورڈ'' کا پروگرام بتائیں گے۔تو یہ سلسلہ ان شاء اللہ ہفتہ تک جاری رہے گا۔

قادیانی جعل ساز و دھوکہ باز ہیں

میں یہ سمجھتا ہوں کہ فتنۂ قادیانیت نے اس وقت جس قدر تیزی کے ساتھ اور جس زبردست مہم کے ساتھ اپنی مذموم کوشش کے ساتھ پورے یورپ اور برطانیہ میں تحریراً و تقریراً اور ہر فرد کے پاس جاجا کر اور اپنے تمام وسائل کو بروئے کار لاکر جال پھیلانا شروع کیا ہے۔اس کے مقابلہ میں ہماری کوشش بہت کم ہے۔اس کو بارآور کرنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ حضرت مولانا کے پروگرام کی زیادہ سے زیادہ تشہیر کی جائے۔اس کو کامیاب کیا جائے۔اس کے بعد باقاعدہ قادیانیت کی بیخ کنی کے لئے ایک سلسلہ وار مہم چلائی جائے اور اس کے لئے ایک کمیٹی بنائی گئی ہے اس کے ساتھ تعاون کیا جائے، تاکہ ان بچوں کا جو مقدمہ ۱۶؍تاریخ کو شروع ہونے والا ہے اس میں ہم سرخ رو ہوسکیں۔

اور اس کے علاوہ بھی قادیانیوں کے لٹریچر کے مقابلہ میں لٹریچرز اور بیانات کے مقابلہ میں بیانات اور جلسے وجلوس کے مقابلہ میں جلسے وجلوس کی ہمیں اپنے طور پر پوری تیاری کرنا چاہئے، کتابیں مہیا کی جائیں، اور باقاعدہ مختلف موقع پر بیانات کے ذریعہ وضاحت کی جائے۔

کیونکہ قادیانی جعل ساز اور دھوکہ باز ہیں۔اسلام کا لبادہ اوڑھ کر اسلام کا نام لے کر دھوکہ دیتے ہیں۔یہ کھلے کافروں سے زیادہ خطرناک کافر اور مرتد ہیں،یہ زیادہ خطرناک ہمارے لئے اور ہمارے بچوں کے لئے ہوسکتے ہیں۔اسلام کا نام لے کر اور احمدیت کا لفظ استعمال کر کے،مسلم کا لفظ استعمال کر کے یہ آتے ہیں اور قادیانیت کی تبلیغ اور پرچار کرتے ہیں۔

اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ نوجوان جید فاضل علماء کرام نیز عوام الناس اس کار خیر میں اپنا قیمتی وقت دے رہے ہیں،ان شاءاللہ!وقت کی یہ قربانی ان کے لئے نجات کا ذریعہ بنے گی۔حضرت خاتم النّبیین ﷺ کی شفاعت کے مستحق بنیں گے،آمین۔اور آخرت میں ان کے لئے یہ بڑا ذخیرہ ہوگا۔اللہ تعالیٰ ہمیں سننے اور سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔اور ہر طرح قربانی دینے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین!

وآخر دعوانا ان الحمد للّٰہ رب العالمین
فللّٰہ الحمد والشکر واللّٰہ ھو الموفق
والسلام علی من اتبع الھدیٰ۔

وما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین

دروس ختم نبوت

یعنی

مولانا اللہ وسایا صاحب

کے اسباق برائے تعارف قادیانیت

تیسرا درس ''مرزا غلام احمد قادیانی کی سیرت وکردار''

جوانہوں نے بروز پیر مؤرخہ ۱۶رذی الحجہ ۱۴۰۵ ہجری مطابق مؤرخہ ۲رستمبر ۱۹۸۵ عیسوی کو ظہر کی نماز کے بعد انجمن زینت الاسلام ٹیلر اسٹریٹ باٹلی میں دیا تھا

ترتیب مولانا محمد یوسف ماما اُستاذ الحدیث باٹلی

نظر ثانی مولانا منور حسین سورتی اُستاذ تحفیظ القرآن جامع مسجد بالسم لندن

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الحمدلله وكفى وسلام على سيد الرسل وخاتم الانبياء وعلىٰ اٰله واصحابه اللذين هم خلاصة العرب العرباء وخيرالخلائق بعد الانبياء ۰ اما بعد ۰ فاعوذ بالله من الشيطٰن الرجيم ۰ بسم الله الرحمٰن الرحيم ۰ فقد لبثت فيكم عمرا من قبله افلا تعقلون ۰ قال النبی ﷺ لقريش: اكنتم مصدقى قالوا نعم ماجربنا عليك الاصدقا ۰ اللّٰهم صل علىٰ سيدنا محمد عبدك ورسولك وصل كذلك علىٰ جميع الانبياء والمرسلين وعلىٰ الملائكة المقربين وعلىٰ عبادالله الصالحين ۰ اجمعين الىٰ يوم الدين.

جھوٹے نبی مرزا کی ذاتی سیرت ملاحظہ ہو

میرے عزیز بھائیو! دوستو اور بزرگو! میں آج کی اس نشست میں آپ حضرات کو مرزا غلام احمد کے حالات سنانا چاہتا ہوں۔ مرزا غلام احمد قادیانی کے مرنے کا عبرتناک انجام ،اس کی موت کی باتیں، یہ مختلف عنوانات کے تحت ہوتی رہیں، اور چلتی رہیں۔ اتفاق کی بات ہے کہ اس سلسلہ کا ایک لکھا لکھایا رسالہ مل گیا ہے، اس میں مرزا غلام احمد قادیانی کا غیرمحرم عورتوں کے ساتھ اختلاط جو ہوا کرتا تھا وغیرہ، اس کی ساری تفصیل اس کے اندر موجود ہے۔ مرزا غلام احمد کی موت کس طرح واقع ہوئی، اس کو کون کون سی بیماری تھی، مرگی تھی، مراق کا دورہ پڑتا تھا، الٹی سیدھی جوتی کا خیال نہ کرتا تھا، ذیابیطس کی بیماری تھی، سلس البول تھا، نامرد تھا، ہیضہ کی موت مرا، وغیرہ، یہ ساری تفصیلیں حوالوں کے ساتھ اس میں موجود ہیں۔ بیس کا پیاں ہیں سب حضرات میں تقسیم ہو جائیں گی۔

جھوٹے نبی کے دعاوی کی فہرست

حضرات! یہ مستقل ایک بحث ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے کیا کیا دعاوی کئے، اس سلسلہ میں سب سے پہلے حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ نے ایک رسالہ بنام ”دعاویٔ مرزا“ لکھا، انہوں نے مرزا غلام احمد قادیانی کے ۳۶ دعاوی اکٹھے کئے تھے، مرزا قادیانی نے یہ کہا، وہ کہا، میں یہ ہوں اور وہ ہوں۔

ایک مولانا ابوالبشیر عرفانی تھے، انہوں نے مذکورہ ۳۶ دعاوی پر مزید اضافہ کر کے ۷۱ کے قریب اس کے دعاوی کتابی شکل میں جمع کئے ہیں۔ وہ ’الہامی گرگٹ‘ کے نام سے چھپ گئی ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی کی کتاب ’’تذکرہ‘‘ جس کا تذکرہ بار بار آتا رہا، اسے میں نے چار پانچ بار پڑھا ہے۔ دعاوی کو نئے سرے سے مرتب کیا تو ان کا مجموعہ ۲۰۴ دعاوی بنتے ہیں۔ یہ ایک مستقل علیحدہ رسالہ کی شکل میں چھپا ہے۔ اب وہ نایاب ہوگیا ہے۔ دوبارہ چھپ رہا ہے۔

حضرت مولانا تاج محمود صاحبؒ ہمارے ایک بزرگ رہنما ہیں، انہوں نے ایک رسالہ ’’قادیانی عزائم وعقائد‘‘ کے نام سے لکھا ہے، اس کے ضمیمہ کے طور بھی مرزا غلام احمد قادیانی کے یہ ۲۰۴ دعاوی چھپ چکے ہیں۔ مثلاً:

کہیں کہتا ہے: میں عاجز ہوں، احقر ہوں، احقر العباد ہوں، بشر ہوں، مرزا ہوں، غلام احمد ہوں، چینی الاصل ہوں، مغل برلاس، سیّد، خاک سار، ناچیز، ناکارہ، نالائق، پر خطا، کرم خاکی، محافظ، پہریدار، کتوں کا ڈاکٹر، سوّر مار، لنگور مار، اوتار، کرشن، امین الملک، جے سنگھ، رودر گوپال، حکم، سپہ سالار، گورنر جنرل گواہ، مجسٹریٹ، ایلچی، عالی قدر، آریوں کا بادشاہ، بادشاہ سلامت، آسمانی بادشاہ، آسمانی خاوند، جوان، فارسی جوان، مرد سلامت، مرد بہادر، شیر خدا، توحید خدا، فرشتۂ خدا، پسندیدۂ خدا، وقار خدا، ہمراز خدا، مظہر خدا، آئینۂ خدا، نور خدا، عرش خدا، خدا کی بیوی، (نعوذ باللہ) نطفۂ خدا، خدا کا بیٹا، خدا کا باپ، میں اعلیٰ ہوں، احمد، محمد، محمد رسول اللہ، محمد احمد زماں ہوں۔

جھوٹا نبی مرزا معجون مرکب تھا

کہیں کہتا ہے: میں احمد مختار ہوں، خاتم الانبیاء ہوں، خاتم الخلفاء ہوں، نبی ہوں، نبی اللہ ہوں، رسول اللہ ہوں، رسول اللہ کا بیٹا ہوں، احمد مقبول ہوں، سراج منیر ہوں، مدثر ہوں، امین ہوں، رحمۃ للعالمین ہوں، صاحب کوثر ہوں، سلطان احمد ہوں، غوث محمد ہوں، محمد مصلح یٰسین، خیر الانام، حضور ﷺ سے بھی افضل ہوں، (نعوذ باللّٰہ!) میں مامور من اللہ ہوں، اوّل المومنین، مصلح بالھدیٰ ہوں، میں آدم ہوں، شیث ہوں، نوح ہوں، ابراہیم ہوں، اسحاق ہوں، اسماعیل ہوں، یوسف ہوں، موسیٰ ہوں، عیسیٰ ہوں۔

اس طرح کے اس کے سارے دعاوی اس کتاب کے ضمیمہ کے طور پر چھپے ہوئے ہیں۔ غرض اس نے جتنی بکواس کی ہے وہ سب چھپی ہوئی ہے۔مزید کوشش کی جائے تو اس کے اور دعاوی بھی مل سکتے ہیں، آخر میں اس کا دعویٰ ہے کہ میں معجون مرکب ہوں۔(یہ ایک ہی رسالہ ہے، وہاں تو کافی ہیں۔میں مولانا کو دیتا ہوں تا کہ یہاں ریکارڈ کے طور پر رہے)

کل میں نے آپ حضرات کی خدمت میں عرض کیا تھا کہ مرزائیوں کے نزدیک مدار نجات غلام احمد قادیانی ہے۔اس کا ایک حوالہ ملا ہے وہ میں آپ حضرات کو لکھوا دیتا ہوں۔

مرزا کی وحی مدار نجات

چونکہ میری تعلیم میں امر بھی ہے اور نہی بھی ہے نیز شریعت کے ضروری احکام کی تجدید بھی ہے۔اس لئے خدا تعالیٰ نے میری تعلیم کو اور میری اس وحی کو جو میرے اوپر ہوتی ہے'فلك'یعنی کشتی کے نام سے موسوم کیا ہے۔جیسا کہ ایک الہام الٰہی کی عبارت یہ ہے: واصنع الفلك با عيننا الخ، ان الذين يبايعو نك انما يبايعو ن الله ،يد الله فوق ايديهم۔

(اربعین نمبر۴ص ۶ حاشیہ،خزائن جلد ۱۷ص ۴۳۵،مصنفہ مرزا قادیانی)

مرزا قرآن مجید کی بے شمار آیتوں کو خود اپنی ذات پر چسپاں کرتا تھا

آپ حضرات اندازہ فرمائیں کہ یہ قرآن مجید ہے جو حضور(ﷺ) کی ذات گرامی پر نازل ہوا، آپ کو یہ کہا گیا کہ آپ کے صحابہ کرام (رضوان اللہ علیہم اجمعین) جو آپ کے ہاتھ پر بیعت کر رہے ہیں آپ کے ہاتھ پر بیعت نہیں کر رہے ہیں بلکہ اللہ رب العزت کے ہاتھ پر بیعت کر رہے ہیں۔

مرزا غلام احمد قادیانی کہتا ہے: یہ آیتیں قرآن مجید کی میرے اوپر نازل ہوئی ہیں، اور یہ میری وحی اور میرا الہام ہے۔اسی طرح قرآن مجید میں ''محمد رسول الله 'والذين معه اشداء '' کے بارے میں کہتا ہے: یہ آیت میرے اوپر نازل ہوئی اور اس وحیٔ الٰہی میں میرا نام 'محمد' رکھا گیا ہے اور رسول بھی۔ (دیکھئے!ایک غلطی کا ازالہ ص ۳،خزائن جلد ۱۸ص ۲۰۷)

اس قسم کی اس کی بیشمار بکواس ہیں۔مثلاً: یٰس والقرآن الحکیم کے متعلق اور وما ارسلنك الا رحمةً للعالمين کے متعلق کہتا ہے: یہ میری وحی ہے اور مجھ پر نازل ہوئی ہے

(دیکھئے! تذکرہ ص۷۹،۴۷۹،۳۸۵،۸۱)(دیکھئے! تذکرہ ص۶۷۴)اور یا ایھا المدثر (تذکرہ ص۵۱)اور اس قسم کی جتنی آیات حضور(ﷺ) کی توصیف میں قرآن مجید میں نازل ہوئی ہیں،ان آیات کو مرزاغلام احمد اپنے اوپر نازل شدہ وحی بتاتا ہے اوران کا مصداق اپنے آپ کو قرار دیتا ہے۔نعوذ باللہ ۔"یعنی اس تعلیم اور تجدید کی کشتی کو ہماری آنکھوں کے سامنے ہماری وحی سے بنا،الخ،جولوگ تجھ سے بیعت کرتے ہیں یہ خدا کا ہاتھ ہے جوان کے ہاتھوں پر ہے۔(بالکل قرآن مجید کی آیات کا اپنے آپ کو مصداق قرار دے رہا ہے")

اب دیکھو! خدا نے میری وحی اور میری تعلیم اور میری بیعت کو نوح کی کشتی قرار دیا،تمام انسانوں کے لئے میری وحی کو مدارِ نجات ٹھیرایا،جس کی آنکھیں ہیں وہ دیکھیں اور جس کے کان ہوں وہ سنیں۔(اربعین نمبر۴ص۶ حاشیہ،خزائن جلد۱۷ص۴۳۵،از مرزاغلام احمد قادیانی)ایک ہی عبارت میں مرزاغلام احمد قادیانی نے کئی باتیں کہی ہیں۔وہ خود کہتا ہے: کہ لوگ ہمیں کہتے ہیں: مرزاغلام احمد نے دعویٰ کیا ہے کہ وہ مجدد تھا،(اس کے ماننے والے یہی کہتے ہیں) نبی نہیں مانتے،وہ کہتے ہیں اگر نبی تھے تو غیر تشریعی نبی تھے۔

میں بھی صاحب شریعت ہوں

مرزاغلام احمد قادیانی کہتا ہے: یہ لوگ مجھے غیر تشریعی ہونے کا طعنہ دیتے ہیں،میں ان سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ صاحب شریعت کسے کہتے ہیں؟ صاحب شریعت وہی ہوتا ہے جس کی وحی میں امر بھی ہوتا ہے اور نہی بھی۔کہتا ہے: اس تعریف کی رو سے میرے مخالف ملزم ہیں۔اس لئے کہ میری وحی میں امر بھی ہے اور نہی بھی۔یعنی میں صاحب شریعت ہوں۔اور کہتا ہے: ماسوا اس کے یہ بھی سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے؟ جس نے امرونہی کے ذریعہ چند امر بیان کئے،اپنی امت کے لئے قانون مقرر کیا،وہی صاحب شریعت ہوگیا،پس اس تعریف کی رو سے ہمارے مخالف ملزم ہیں کہ میری شریعت میں امر بھی ہے اور نہی بھی (حوالہ مذکورہ بالا)

نجات صرف ان لوگوں کی ہوگی جو مجھ پر ایمان لائیں گے

اس نے صرف نبوت کا نہیں صاحب شریعت ہونے کا دعویٰ کیا ہے،صاحب شریعت ہونے کا دعویٰ کرکے یہ کہتا ہے: یہ میری جو وحی ہے اس کو اللہ تعالیٰ نے کشتیٔ نوح قرار دیا ہے۔نوح (علیہ السلام) کے طوفان سے وہی لوگ بچے تھے جو کشتی میں سوار تھے۔اب بھی نجات

صرف ان لوگوں کی ہوگی جو مجھ پر ایمان لے آئیں گے، میں ہی مدارنجات ہوں، جولوگ مجھ پر ایمان لائیں گے،میری تعلیمات مانیں گے ،مرزائی بنیں گے وہی نجات پائیں گے، جولوگ حضور(ﷺ) کی شریعت پرعمل کرتے ہیں ان کی قطعًا نجات نہیں ہوگی ،نجات صرف ان لوگوں کی ہوگی جو مجھ پر ایمان لائیں گے۔

دنیا کے تمام مسلمان جومرزا غلام احمد کو نبی نہیں مانتے وہ سب جہنم میں جائیں گے

اب آپ حضرات سوچیں کہ اگر مرزا غلام احمد قادیانی کی تعلیمات مدارِنجات ہیں تو کیا حضور(ﷺ) کی تعلیمات منسوخ ہوگئیں؟ پھران کی تو کوئی قدرو قیمت نہ رہی۔

(اربعین ازمرزا غلام احمد قادیانی)

غلام احمد قادیانی اپنی نبوت کومدارنجات کہتا ہے۔آپ اور میں اور دنیا کے تمام مسلمان جومرزا غلام احمد قادیانی کو نبی نہیں مانتے وہ سب مرزا کے عقیدے کے مطابق جہنمی ہیں،جہنم میں جائیں گے۔(دیکھئے! مجموعہ اشتہارات جلد۳ص ۲۷۵،تذکرہ ص ۶۰۷) نجات صرف ان لوگوں کی ہوگی جوصرف قادیانی ہیں۔(نعوذ باللہ)

مرزائی کا لفظ ان کا پسندیدہ محبوب اوراحمدی کہنے کا حق ہم ان کو نہیں دیں گے

میں نے پرسوں کی معروضات میں عرض کیا تھا کہ مرزائیوں کو جب ہم مرزائی کہتے ہیں تو کہتے ہیں کہ یہ تنابز بالالقاب ہے،قرآن کہتا ہے کہ لا تنابزوا بالالقاب ۔یہ شریعت وقرآن کی تعلیمات کے منافی ہے۔ہمارا نام’’احمدی‘‘ ہے۔ہمیں اس نام سے پکارا جائے۔نہ کہ مرزائی کے نام سے۔ان کے اخبار کا حوالہ میں نے آپ حضرات کی خدمت میں عرض کیا تھا کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی موجودگی میں سنہ ۱۹۰۷ء میں ان کی جماعت کے ایک شاعر نے ’’محمد علی مرزائی‘‘ کی شان میں تعریف میں اشعار پڑھے۔اس میں شاعر نے کہا: ’’یہی ہیں پکے مرزائی یہی ہیں پکے مرزائی‘‘اس کی نظم جلسہ میں بھی پڑھی گئی،غلام احمد کے زمانہ میں پڑھی گئی،ان کی زندگی میں ان کے اخبار میں شائع ہوئی،کسی مرزائی نے کوئی نکیر نہیں کی،تو اس سے ثابت ہوا کہ مرزائی کے لئے’’مرزائی‘‘ کا لفظ پسندیدہ اورمحبوب نام

ہے۔’’احمدی‘‘ کہنے کا ہم ان کو حق نہیں دیتے اس لئے کہ یہ ہمارے نبی (ﷺ) کا نام ہے۔

جھوٹے نبی کے پہلے خلیفہ نے مرزائی کا لفظ اپنے لئے استعمال کیا تھا

اس ضمن میں ایک اور حوالہ تحریر فرمائیے: (کلمة الفصل ازمرزا بشیراحمد ص۱۵۳) مرزائی جماعت کے پہلے سربراہ حکیم نورالدین کا ۵ جولائی ۱۹۰۷ کا ایک فتویٰ چھپا ہے۔وہ کہتے ہیں: ’’میرے خیال میں میں اور اکثر عقلمند مرزائی......‘‘، یہ ان کا پسندیدہ لفظ ہے جو مرزا غلام احمد قادیانی کی موجودگی میں یہ لفظ کہا گیا اور ان کے اخبار میں چھپا،اور ان کی جماعت کا پہلا خلیفہ’’حکیم نور الدین‘‘ نے بھی اسے تسلیم کیا کہ میں اور اکثر عقلمند مرزائی الخ: تو اس نے اپنی جماعت کے لئے یہ لفظ استعمال کیا تو یہ تنابز بالالقاب نہیں ہے بلکہ عین حقیقت ہے۔لہٰذا یہ مرزائی کا لفظ اس نے مرزائی جماعت کے لئے استعمال کیا،تو ہم جب ان کو مرزائی کہیں گے تو یہ تنابز بالالقاب نہیں ہوگا۔

مرزا قادیانی کی دو بعثتیں ہیں: ایک مکہ میں اور دوسری قادیان میں

حضرت مولانا محمد یوسف صاحب لدھیانویؒ کے ایک رسالہ کا حوالہ ہے کہ مرزا قادیانی کے ایک مرید نے مرزا قادیانی کے سامنے یہ شعر پڑھے:

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں — اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شان میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل — غلام احمد کو دیکھے قادیان میں

(اخبار بدر قادیان مورخہ ۲۵/اکتوبر ۱۹۰۶ء)

مرزا قادیانی نے ان اشعار کو پسند بھی کیا اور فریم کرا کے اپنے کمرے میں لٹکا بھی دیا۔

مرزائیوں کے نزدیک حضور (ﷺ) کی دو بعثتیں ہیں ایک مکہ کی اور دوسری قادیان کی۔ ایک! آمنہ کے بطن سے عبداللہ کے گھر میں مکہ میں پیدا ہوئے،اور دوسرے! قادیان میں مرزا غلام احمد کی شکل میں پیدا ہوئے۔(العیاذ باللہ) مرزائیوں کے نزدیک حضور (ﷺ) کی پہلی پیدائش پہلی رات کے چاند کی مانند تھی۔اور مرزا کی شکل میں جو ہے وہ چودھویں کے رات کے چاند کی مانند ہے۔(نعوذ باللہ) مرزائیوں کے نزدیک حضور (ﷺ) کی دوسری بعثت جو مرزا کی شکل میں ہوئی یہ حضور (ﷺ) کی پہلی بعثت سے جو مکہ میں ہوئی روحانی مراتب سے اشد،اکمل اور اقویٰ ہے۔

ان کے گھر کا مسئلہ ہے، وہ فیصلہ کریں کہ باپ سچا یا بیٹا سچا
حقیقت میں دونوں جھوٹے ہیں

اس کے متعلق اس کا ایک شاعر کہتا ہے۔

ایک دفعہ محمد پہلے آئے تھے ایک دفعہ اب آئے ہیں
جو اب آئے ہیں وہ پہلے سے شان میں بڑھے ہوئے ہیں

جو اس پیراگراف میں مذکور موجود ہے۔ اس کا آج کل مرزائی عموماً یہ جواب دیتے ہیں۔

میرے پاس احمدیہ جماعت کی پاکٹ سائز نوٹ بک ہے، اس میں ہم جو کچھ اعتراض کرتے ہیں وہ اس کے جوابات دیتے ہیں۔ پھر ان کے جوابات ہم تیار کرتے ہیں، دشمنوں سے جو مقابلہ ہوا، ان میں ان شعروں کا یہ جواب دیا گیا: احمدیہ پاکٹ میں قاضی نذیر (مر گیا مردود) یہ کہتا ہے کہ میں یہ شعر لے کر مرزائی جماعت کے دوسرے سربراہ مرزا بشیرالدین کو میں نے رقعہ لکھا کہ مسلمان ہمارے اس شعر پر اعتراض کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ان اشعار میں حضور (ﷺ) کی توہین کا پہلو نکلتا ہے۔

اب آپ ارشاد فرمائیں: اس کے متعلق کیا حکم ہے؟ تو وہ کہتا ہے: حضرت صاحب نے مجھے یہ تحریر لکھ کر بھیجی تحریر بھی نقل کی ہے، واقعۃً بادی النظر میں ان اشعار سے حضور (ﷺ) کی توہین کا پہلو نکلتا ہے، ان شعروں کو ختم کر دیا جائے۔ ان اشعار سے ہماری جماعت کا کوئی تعلق نہیں۔ مرزائی اس کا یہ جواب دیتے ہیں لیکن ان کا یہ جواب بھی بودا ہے۔ کیونکہ اس کی کوئی حقیقت نہیں۔

وہ رسالہ موجود ہے، جس رسالہ میں ''ظہورالدین'' کے یہ اشعار چھپے ہیں، تو جب اس ''ظہورالدین'' کو کہا گیا کہ یہ تیرے اشعار غلط ہیں۔ اس نے کہا: تم میرے اشعار کو غلط کہنے والے کون ہو؟ میں نے یہ اشعار مرزا غلام احمد قادیانی کی موجودگی میں پڑھے ہیں۔ مرزا غلام احمد کا شرف سماعت ان اشعار کو حاصل ہے، ان اشعار کو سن کر مرزا غلام احمد نے تحسین کی ہے۔ جزاك اللہ کہا تھا۔ خوش خطی کی شکل میں لکھ کر اپنے گھر لے جا کر لٹکوایا تھا۔

نبی جو کام کرے وہ بھی شریعت میں حجت ہے، نبی کے سامنے کوئی کام کیا جائے اور نبی

خاموش رہے وہ بھی حجت، نبی کے سامنے کوئی کام کیا جائے اور نبی اس کی تحسین کردے وہ تو بدرجہ اتم واعلیٰ حجت ہے۔

تو مرزا غلام احمد قادیانی ان اشعار کو سن کر جزاک اللہ کہتا ہے، تحسین کرتا ہے۔ آپ نے بہت اچھے اشعار کہے ہیں۔ اور اس کے برخلاف ''مرزا بشیر الدین'' کہتا ہے: یہ اشعار بالکل غلط ہیں۔ ان اشعار سے رسول اللہ (ﷺ) کی توہین نکلتی ہے۔

یہ تو ان کے گھر کا مسئلہ ہے، وہ فیصلہ کریں کہ باپ سچا تھا یا بیٹا سچا تھا۔ ہمارے نزدیک تو دونوں جھوٹے تھے۔ (''مرزا غلام احمد'' کہتا ہے بہت اچھا اور ''مرزا بشیر الدین'' کہتا ہے کہ بالکل غلط) مرزا غلام احمد قادیانی کی ان اشعار کی توثیق کے بعد مرزائیوں کا یہ کہنا کہ ان اشعار کی ہمارے یہاں کوئی قدر نہیں۔ اس کی کوئی حیثیت نہیں، اس لئے کہ مرزا غلام احمد جن ان اشعار کو صحیح کہتا ہے تو مرزائی اس سے جان نہیں چھڑا سکتے۔ ان اشعار سے رسول اللہ (ﷺ) کی توہین ہوتی ہے یا نہیں؟ مرزا بشیر الدین کہتا ہے کہ توہین نکلتی ہے۔ آپ حضرات میری معروضات سمجھ گئے ہوں گے کہ میں کیا کہنا چاہتا ہوں۔ (مذکورہ مضمون ملخصاً تحریر کیا جارہا ہے)

قاضی ظہور الدین اکمل مرزائی شاعر نے ایک نظم کہی جو مرزائی جماعت کے اخبار'' بدر '' (قادیان، جلد نمبر۲، شارہ نمبر۴۳ مطابق ۲۵ر اکتوبر ۱۹۰۶) میں شائع ہوئی۔ جس کے شعر یہ ہیں۔

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں ۔۔۔ اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شان میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل ۔۔۔ غلام احمد کو دیکھے قادیان میں

اس کے متعلق مرزائی عموماً یہ جواب دیتے ہیں کہ اس سے ہمارا کوئی تعلق نہیں۔ چنانچہ مرزا بشیر الدین محمود کی ایک تحریر (احمدیہ تعلیمی پاکٹ ص ۲۰۸ ج ۲) پر چھپی ہے، جس میں اس نے لکھا ہے: ''ان اشعار کی نسبت اور الفاظ ناپسندیدہ اور بے ادبی کے ہیں۔'' ''مگر ہمارے نزدیک قادیانیوں کا یہ عذر پسندیدہ نہیں ہے۔ کیونکہ روزنامہ الفضل قادیان مؤرخہ ۲۲ اگست ۱۹۴۴ کی رپورٹ کے مطابق '' یہ نظم مسیح موعود کی موجودگی میں پڑھی گئی، اور خوش خط لکھے ہوئے قطعہ کی صورت میں پیش کی گئی، اور حضور اپنے ساتھ اسے اندر لے گئے۔ حضرت مسیح موعود کا شرف سماعت حاصل کرنے اور جزاک اللہ کا صلہ پانے اور اس قطعہ کو خود اندر لے جانے کے بعد کسی کو کیا حق پہنچتا ہے کہ اپنی کمزوری اور قلت عرفان کا ثبوت دے۔''

دیکھا آپ حضرات نے: غلام احمد تحسین کرتا ہے، جزاک اللہ کہتا ہے، اور مرزائی کہتے ہیں: اس سے ہمارا کوئی تعلق نہیں، یہ کون ہوتے ہیں انکار کرنے والے جب کہ غلام احمد قادیانی نے خود تسلیم کیا ہے؟ اور مرزائی جماعت کا سربراہ کہتا ہے: اس سے حضور (ﷺ) کی توہین نکلتی ہے۔ سخت بے ادبی ہے، ناپسندیدہ ہے۔ جو الفاظ ناپسندیدہ اور بے ادبی کے تھے انہی الفاظ کے بارے میں مرزا غلام احمد قادیانی کہتا ہے: 'جزاك الله'۔

مرزا غلام احمد قادیانی کے کریکٹر اور کردار کے متعلق ایک حوالہ عرض کرنا چاہتا ہوں

ان حوالوں کا لکھنے لکھانے سے ہمارا مقصد صرف یہ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی اپنے عقیدے کے مطابق اپنے آپ کو حضور (ﷺ) سے (نعوذ باللہ) افضل قرار دیتا ہے، نبوت تو در کنار، شریف انسانوں کی صف میں بیٹھنے کے قابل بھی نہ تھا۔ جس کا غیر محرم عورتوں کے ساتھ اختلاط ہو، مرزا غلام احمد کو کھانا کھلانے والی عورت غیر محرم ہوتی تھی۔ (دیکھئے! سیرۃ المہدی حصہ اوّل ص۲۳۴) اس کے لئے استنجاء کے لوٹے میں پانی لے جانے والی عورت غیر محرم ہوتی تھی۔ (سیرۃ المہدی حصہ سوم ص۲۴۳) اس کی خاص خدمت گزار عورتیں غیر محرم ہوتی تھیں۔ (سیرۃ المہدی حصہ سوم ص۱۲۶) غیر محرم عورت مسمّٰی بھانو، مرزا غلام احمد کی ٹانگیں دبایا کرتی تھی۔ (سیرۃ المہدی حصہ سوم ص۲۱۰) اسی طرح اس کی پہرے دینے والی عورت غیر محرم ہوتی تھی۔ (سیرۃ المہدی حصہ سوم ص۲۱۳)

مرزا غلام احمد قادیانی اپنا بچا ہوا قہوہ جس کو پلایا کرتا تھا وہ عورت غیر محرم تھی۔ (سیرۃ المہدی حصہ سوم ص۲۶۶) غیر محرم عورتوں سے مرزا غلام احمد قادیانی اپنی نظم کے قافیہ درست کروایا کرتا تھا (سیرۃ المہدی حصہ سوم ص۲۴۳) مسلسل تین مہینہ تک مرزا غلام احمد قادیانی کو رات کو سوتے وقت پنکھا جھلنے والی عورت غیر محرم تھی۔ اس نے خود ایک کانفرنس کے موقع پر بھی یہی عرض کیا تھا: میں ساری رات لگی رہتی تھی۔ عشاء کی اذان سے صبح کی اذان تک حضرت کی ساری رات خدمت کرتی رہتی تھی۔ اور یہ کہتی تھی: مجھے حضرت کی خدمت کرنے کا ساری رات موقع ملا۔ پھر بھی مجھے ان حالات میں نہ نیند آتی تھی، نہ غنودگی، بلکہ سرور اور خوشی محسوس ہوتی تھی۔'' (سیرۃ المہدی حصہ سوم ص۲۷۲،۲۷۳) یہ اس بدمعاش کا کیریکٹر اور کردار تھا۔

جھوٹا مرید کہتا ہے: مجھے لمبے منہ والی پسند ہے اور جھوٹے نبی کو گول منہ والی پسند

میں نے آپ حضرات کی خدمت میں عرض کیا تھا کہ مرزا غلام احمد قادیانی کا ایک مرید جب اس کی بیوی مرگئی اور اس کو دوسری بیوی کی ضرورت تھی تو اس نے مرزا غلام احمد قادیانی سے اس سلسلہ میں گفتگو کی۔

تو مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے گھر میں تعلیم وتربیت کے لئے آنے والی لڑکیوں کو ان کے سامنے لے جا کر کہتا ہے: تم ان کو دیکھو اور پسند کرو، ان میں سے تم کو کونسی پسند ہے؟ مرزا غلام احمد قادیانی جو نبی ہونے کا مدعی ہے غیر محرم عورتوں کو ایک اجنبی کے سامنے لا کر کہتا ہے کہ تم اس کا نظارہ کرو!

وہ مرید جو غلام احمد کا صحابی ہے ان کا نظارہ کرتا ہے، پھر نبی اور صحابی مل کر تبصرہ کرتے ہیں۔ ان عورتوں کا حسن و جمال کیسا تھا؟ مرید کہتا ہے: مجھے لمبے منہ والی پسند ہے۔ غلام احمد کا یہ صحابی بکواس کرتا ہے۔ نبی صاحب کہتے ہیں: لمبے منہ والی اچھی نہیں ہوتی، گول منہ والی اچھی ہوتی ہے۔ (دیکھئے! سیرۃ المہدی حصہ اوّل ص ۲۵۹) اب آپ حضرات اندازہ فرمائیں کہ یہ نبوت ہے یا نبوت کے ساتھ بدترین مذاق!

پورے واقعہ پر غور فرمائیں اور خود فیصلہ کریں

یہ حوالہ ”مجھ سے بیان کیا عبداللہ سنوری نے، (سنوری کیوں کہتے ہیں، جس طرح ہماری حدیث میں ہوتا ہے عن ابی ھریرۃؓ، عن ابی سعید الخدریؓ وغیرہ۔ یہ اس کی نقل لگا کر کہتے ہیں: میاں عبداللہ سنوری نے مجھ سے بیان کیا۔ بعینہٖ نقل اتارنے کی کوشش کی ہے“)

جب میاں ظفر احمد کپورتھلوی کی پہلی بیوی کا انتقال ہوا تو دوسری بیوی کی تلاش ہوئی، تو ایک دفعہ حضرت صاحب نے ان سے کہا: ہمارے گھر میں دو لڑکیاں رہتی ہیں، ان کو میں لاتا ہوں آپ ان کو دیکھ لیں، ان میں سے آپ کو جو پسند ہیں ان کے ساتھ بعد میں آپ کی شادی کرادی جائے گی۔ (یہ نبی ہے یا شادی رچانے کی دوکان کھولی ہے) چنانچہ حضرت صاحب گئے، دونوں لڑکیوں کو لا کر باہر کردیا، پھر اندر آ کر کہتا ہے: لڑکیاں باہر کھڑی ہیں آپ دیکھ لیں۔ چنانچہ میاں ظفر نے ان کو دیکھ لیا، پھر حضرت صاحب نے ان لڑکیوں کو رخصت کردیا، اس کے بعد میاں ظفر سے کہنے لگے: تم کو کونسی لڑکی پسند ہے؟ وہ نام نہیں جانتے تھے، لہٰذا کہا کہ جس کا منھ لمبا ہے وہ اچھی ہے۔

حضور فرمانے لگے: میرے خیال میں دوسری لڑکی اچھی ہے جس کا منہ گول ہے، پھر فرمایا: جس کا چہرہ لمبا ہوتا ہے وہ بیماری کے بعد عموماً بدنما ہوجاتا ہے۔لیکن گول چہرے کی خوبصورتی قائم رہتی ہے(سیرۃ المہدی حصہ اوّل ص ۲۵۹) یہ نبوت ہے یا مذاق۔دنیا کا بدترین آدمی، بداخلاق انسان، بازاری آدمی بازار کے اندر کھڑے ہوکر یہ زبان استعمال نہیں کرسکتا، جو مرزاغلام احمد کی تعلیمات میں پائی جاتی ہے۔قادیانیت کی یہ ساری کائنات اسی کا نچوڑ ہے۔

مرزاغلام احمد کے چنداشعار میں آپ کولکھوانا چاہتا ہوں

جوان کی حدیث کی کتاب سیرۃ المھدی ، میں موجود ہیں۔آپ وہ اشعار پڑھیں اور مرزاغلام احمد قادیانی کے ذوق کا اندازہ لگایئے۔کیا وہ ''الّو کا پٹّھا'' تھا؟

آخرانگریز جج نے بھی کہہ دیا: کہ یہ کوئی انسان تھا یا اُلوّ کا پٹھا تھا؟

ہمارے حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ نے ایک دفعہ تقریر کرتے ہوئے مرزاغلام احمد قادیانی کو(تقسیم سے پہلے کی یہ بات ہے)''الّو کا پٹھا'' کہہ دیا تھا۔انسان ہزاراحتیاط کرے آخر انسان ہے۔لیکن جس وقت حضور(ﷺ) کی توہین کرے تو وہ کسی سے برداشت نہیں ہوتا۔جس بات پر مولانا نے اس کو''الّو کا پٹھا'' کہہ دیا تھا اس بات پر یعنی الّو کا پٹھا کہنے پر مقدمہ چلا، اور یہ بات ریکارڈ پر موجود ہے۔اس وقت انگریز جج تھا،مولانا اس کے پاس گئے،(مولانا سیّد محمد انور شاہ کے شاگرد تھے) حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے ساتھیوں میں سے تھے اور متکلم اسلام تھے،پنجابی زبان کے بلا کے خطیب تھے،تو جج نے مولانا کو کہا: مولانا آپ کا وکیل؟تو مولانا نے کہا: میں اپنا مقدمہ آپ لڑوں گا،جج نے کہا: مولانا اس مقدمہ کا مقابلہ آپ نہیں کرسکیں گے؟مولانا نے کہا: ڈیفنس نہیں کرسکا تو جیل چلا جاؤں گا۔جیل تو میں نے دیکھی ہے۔آپ کواس سے کیا غرض؟میں خودمقدمہ لڑوں یا وکیل لڑے!۔میں وکیل نہیں لاؤں گا بلکہ اپنا مقدمہ خودلڑوں گا۔

غصہ میں آ کراس نے کہا: یہ عجیب مولوی ہے، اپنی علمیت کا مجھ پر رعب ڈالنا چاہتا ہے،اور کہتا ہے:''اپنا مقدمہ آپ لڑوں گا۔'' غصہ میں آ کرعینک چڑھا کر کہتا ہے: اپنا بیان قلم بند

کرائیں، مولانا نے حوالہ دینا شروع کئے: ’’مرزا غلام احمد نے خدا تعالیٰ کے متعلق یہ کہا، رسول اللہ ﷺ کے متعلق یہ کہا، صحابہؓ کے متعلق یہ کہا۔ یہ سارے پچیس تیس حوالے مولانا نے نوٹ کرائے، جج گھنٹہ بھر لکھتا رہا۔‘‘

لکھتے لکھتے جب وہ تھک گیا تو عینک اتار کر اس نے رکھ دی، اور آنکھوں کو یوں کر کے مولانا کی طرف گھورتے ہوئے، دیکھ کر کہتا ہے: مولانا! آپ جس آدمی کے حوالاجات نوٹ کرا رہے ہیں، یہ کوئی انسان تھا یا ’’الّو کا پٹھا‘‘ تھا؟

مولانا نے مسکرا دیا، اس نے خفت محسوس کی، پھر قلم اٹھا کر کہتا ہے: مولانا! آپ بیان قلم بند کرائیں، مولانا فرماتے ہیں: ’’آپ بیان کو روتے ہیں میرا تو فیصلہ بھی ہوگیا‘‘، وہ کہتا ہے: کس طرح آپ کا فیصلہ ہوگیا؟ مولانا نے فرمایا: میں نے جو کہا تھا وہی آپ بھی کہہ رہے ہیں۔ جو آپ نے کہا ہے وہی میں نے کہا تھا۔ اگر میں مجرم ہوں تو آپ بھی یہ کرسی چھوڑ دیں؟ اگر آپ مجرم نہیں تو میری بھی چھٹی کرائیں۔ جج کہتا ہے: ’’مولانا! میں نے کیا کہا تھا۔‘‘ مولانا نے کہا جو میں نے کہا ہے وہی آپ نے کہا ہے۔ وہ بڑا پریشان ہوا، مولانا نے دو تین دفعہ اس کو رگڑا دیا، اس کی رعونت کو نکالا، پھر پریشان ہو کر کہتا ہے: ’’مولانا خدا کے لئے بات بتاؤ، کیا ہوا‘‘؟

مولانا نے کہا: ’’جو میرے ساتھ ہوا تھا‘‘، اس نے کہا: ’’آپ کے ساتھ کیا ہوا‘‘؟۔ مولانا نے کہا: ’’جو تیرے ساتھ ہوا ہے۔‘‘ جب خوب خراب کیا تو مولانا نے کہا: آپ فائیل پڑھیں۔ مجھ پر الزام یہ ہے کہ میں نے غلام احمد قادیانی کو ’’الّو کا پٹھا‘‘ کہا ہے۔ ’’الّو کا پٹھا‘‘ آپ نے بھی کہہ دیا ہے، اگر میں مجرم ہوں تو آپ بھی میرے ساتھ اس کٹھرے میں کھڑے ہو جائیں؟۔ اگر آپ مجرم نہیں تو میری بھی چھٹی کریں؟۔ چنانچہ اس نے فیصلہ میں لکھا: آپ تشریف لے جائیں۔ میں آپ کو باعزت بری کرتا ہوں، ’’تھا ھی الّو کا پٹھا۔‘‘ بحمدللہ یہ سب باتیں ریکارڈ میں موجود ہیں۔

اُلّو کے پٹھے کے اشعار

اچھا جی! اب الّو کے پٹھے کے شعر سنئے: کتاب کا نام ہے۔

(سیرۃ المہدی حصہ اوّل ص نمبر ۲۳۲)

ہر روایت کو نقل کرنے سے پہلے لکھتے ہیں: بسم اللہ الرحمن الرحیم: خاکسار عرض

کرتا ہے: مرزا سلطان احمد صاحب سے مجھے حضرت مسیح موعود کی ایک کاپی ملی ہے۔ جو بہت پرانی معلوم ہوتی ہے، غالباً نوجوانی کا کلام ہے جو حضرت صاحب کے اپنے قلم (خط) سے ہے۔ جسے میں پہچانتا ہوں، بعض بعض اشعار بطور نمونہ درج ذیل ہیں۔

عشق کا روگ ہے کیا پوچھتے ہو اس کی دوا ۔۔۔ ایسے بیمار کا مرنا ہی دوا ہوتا ہے
کچھ مزہ پایا میرے دل ابھی کچھ پاؤ گے ۔۔۔ تم بھی کہتے تھے کہ الفت میں مزہ ہوتا ہے
ہائے کیوں؟ ہجر کے الم میں پڑے ۔۔۔ مفت بیٹھے بٹھائے غم میں پڑے
اس کے جانے سے صبر دل سے گیا ۔۔۔ ہوش بھی ورطۂ عدم میں پڑے
سبب کوئی خداوندا بنا دے ۔۔۔ کسی صورت سے وہ صورت دکھا دے
کرم فرما کے آو میرے جانی ۔۔۔ بہت روئے ہیں اب ہم کو ہنسا دے
کبھی نکلے گا آخر تنگ ہوکر ۔۔۔ دلا! ایک بار شور و غل مچا دے
نہ سر کی ہوش ہے تم کو نہ پا کی ۔۔۔ سمجھ ایسی ہوئی قدرت خدا کی
میرے بت اب سے پردہ میں رہو تم ۔۔۔ کہ کافر ہوگئی خلقت خدا کی
نہیں منظور تھی اگر تم کو الفت ۔۔۔ تو یہ مجھ کو بھی جتلایا تو ہوتا
میری دلسوزیوں سے تم بے خبر ہو ۔۔۔ میرا کچھ بھید بھی پایا تو ہوتا
دل اپنا اس کو دوں یا ہوش یا جان ۔۔۔ کوئی ایک حکم فرمایا تو ہوتا

(سیرۃ المہدی حصہ اوّل ص۲۳۲، روایت نمبر ۲۲۸)

مرزائی ان اشعار کی تأویل کرتے ہیں، اس کا جواب

یہ مرزا غلام احمد قادیانی کی جوانی کا کلام ہے، آپ حضرات پڑھ کر اندازہ لگائیں کہ کیسا رنگین مزاج آدمی تھا۔ مذکورہ اشعار ایک بار پھر پڑھو اور اندازہ لگاؤ۔ جو نہ معلوم کس کس کے لئے یہ پڑھتا تھا۔ مرزائی اس کی یہ تأویل کرتے ہیں: جی! اس نے اللہ کی تعریف کی ہے۔ نعوذ باللہ۔

ہم نے ان سے کہا کہ ’’میری دل سوزیوں سے بے خبر ہو تم، کیا اللہ تعالیٰ بے خبر ہے؟ کہتے ہیں: ہم بھول گئے اس نے رسول اللہ ﷺ کی تعریف کی ہے۔ ہم نے کہا: اس میں لکھا ہے کہ ’’اب سے پردہ میں رہو تم‘‘ یہ کس کے متعلق کہتا تھا۔

مرزا کبھی کبھی زنا کرلیتا تھا مگر خلیفہ ہر وقت

اب میں آپ حضرات کی خدمت میں مرزائی اخبار کا حوالہ پیش کرتا ہوں: جس میں صراحۃً مرزا غلام احمد کے ایک مرید نے اخبار کو خط لکھا کہ مرزا غلام احمد ولی اللہ تھا، ولی اللہ کبھی کبھی زنا کرلیا کرتے ہیں، مرزا غلام احمد قادیانی پر کوئی الزام نہیں اس لئے کہ وہ کبھی کبھی زنا کرلیا کرتا تھا۔ یہی الزام موجودہ خلیفہ مرزا بشیر الدین پر ہے جو ہر وقت زنا کیا کرتے ہیں۔ (دیکھئے! الفضل قادیان مورخہ ۳۱ر اگست ۱۹۳۸ء) یہ ان کی اپنی جماعت کا حوالہ ہے۔

مرزا کے مکتوبات میں ہے کہ وہ اپنے مرید کو خط لکھا کرتا تھا: ایک خط میں لکھا کہ میرے لئے پلومر کی دکان سے ٹانک وائن شراب کی عمدہ بوتل بھیج دو! (خطوط امام بنام غلام ص۵، از حکیم محمد حسین قریشی قادیانی) شراب منگوانے والا! زنا کرنے والا! یہ آپ حضرات اندازہ لگائیں کہ یہ نبی بننے کے قابل بھی ہے؟!

جھوٹا نبی شراب کا رسیہ تھا (نعوذ باللہ)

حضرت عطاء اللہ شاہ صاحب بخاریؒ نے قادیان میں تقریر کی، اور کہا مرزا غلام احمد شراب کا رسیہ تھا، شراب کی عادت تھی، شراب منگوایا کرتا تھا۔ گورنمنٹ نے شاہ صاحب پر مقدمہ دائر کردیا، اللہ تعالیٰ شاہ صاحبؒ پر کروڑں رحمتیں نازل کریں، فہم وفراست کے مالک تھے، شاہ صاحبؒ عدالت میں پیش ہوئے، عدالت نے شاہ صاحبؒ کو کہا: آپ کی صفائی کا کوئی گواہ؟ شاہ صاحبؒ نے جواب دیا: میری صفائی کا گواہ ''مرزا بشیر الدین ابن مرزا غلام احمد قادیانی'' ہے۔ ان کو صفائی کے گواہ میں رکھ دیا، عدالت نے جب طلب کیا تو ''مرزا بشیر الدین'' کو عدالت میں آنا پڑا۔

وہ خط شاہ صاحب نے عدالت میں رکھ دیا اور کہا: اس خط میں مرزا غلام احمد قادیانی اپنے مرید کو کہتا ہے: میرے لئے اعلیٰ شراب کی بوتلیں بھیجو۔ آپ صرف اس سے یہ پوچھیں کہ یہ خط اس کے باپ کا ہے یا نہیں؟ خط دیکھ کر کہتا ہے کہ یہ خط میرے باپ کا ہے، عدالت کہتی ہے: ہم آپ کو بری کرتے ہیں۔ عدالت کا یہ فیصلہ جس میں مرزا بشیر الدین نے اقرار کیا ہے کہ ''یہ خط میرے باپ کا ہے''، وہ فیصلہ چھپ چکا ہے۔ (خطوط امام بنام غلام)

جھوٹا نبی مرزا اپنے آپ کو سیدنا عیسیٰ علیہ السلام پر قیاس کرتا تھا (نعوذ باللہ)

اور ''مکتوبات احمدیہ'' میں حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کے متعلق یہ بھی لکھا ہے کہ کھاؤ، پیو، نہ عابد نہ زاہد، ایک شرابی، نہ حق کا پرستار، متکبر خود بین اور خدائی کا دعویٰ کرنے والا۔ (مکتوبات احمدیہ جلد۳ص ۲۳،۲۴) عیسیٰ (علیہ السلام) پر الزام لگاتا ہے شرابی کا، اور خود تو تھا ہی شرابی، یہ اس نے اس لئے کیا کہ لوگ یہ نہ کہیں کہ تو مسیح ہو کر شراب پیتا ہے، اس لئے اس نے حفظ ماتقدم کے طور حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) پر الزام لگایا کہ میں اگر پیتا ہوں تو وہ بھی پیتے تھے۔ یہ ہے علت حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) پر تہمت لگانے کی۔

انسان کی شرم والی جگہ دو ہوتی ہیں

مرزا غلام احمد قادیانی کی ایک کتاب بنام ''براہین احمدیہ'' حصہ پنجم

خدا کی قسم: اخلاق وحیا اجازت نہیں دیتا، لیکن مجبوری ہے اگر وضاحت کے ساتھ بیان نہ کریں تو، اس کا دجل وکفر کھل کر آپ حضرات کے سامنے نہیں آئے گا، خود تسلیم کرتا ہے اور اپنے متعلق اقرار کرتا ہے، کہتا ہے:

کرم خاکی ہوں میرے پیارے نہ آدم زاد
ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار ہوں

(براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۹۷، خزائن جلد ۲۱ص ۱۲۷)

اب آپ حضرات فرمائیں۔ میں آپ حضرات کی خدمت میں تو عرض نہیں کرسکتا، میں نے مرزائیوں سے ربوہ (موجودہ چناب نگر) میں درخواست کی کہ انسانوں کی شرم والی جگہ دو ہوتی ہیں۔ مرزائی تعین کریں کہ مرزا کونسی جگہ تھا۔ میں نے پھر درخواست کی تھی کہ مرزا ناصر اپنی لڑکی کے سامنے یہ شعر پیش کرتے ہیں۔ پھر ترجمہ کرادے ہم وعدہ کرتے ہیں کہ آج کے بعد اس کتاب کا حوالہ پیش نہیں کریں گے۔ لیکن کسی مرزائی کو اس کی توفیق نہیں ہوئی۔

میں ''ہڈرسفیلڈ'' میں ٹھیرا ہوا تھا، اتفاق سے میرا ایک دوست مرزا کی کتاب لے کر آیا، اور کہا: ایک قادیانی نے خریدی ہے، مجھے بھی خرید دو، وہ کتابیں دکھانے کے لئے، (یہاں کا ماحول ہی کچھ ایسا ہے کہ اس کی بیوی بھی ساتھ تھی) جس وقت اس نے مجھے کتاب دکھائی اس کی بیوی تک میری آواز جارہی تھی، پردے میں بیٹھی ہوئی تھی۔ میں شرم کے مارے اس آدمی کو

دوسری طرف لے گیا۔ جا کر میں نے حوالہ پڑھا۔ کسی بچی، بیٹی کے سامنے حوالہ پڑھ نہیں سکتا۔ جس آدمی کی زبان، اخلاق، قلم، حیا، شرافت، کردار ایسے ہوں اور اس سے یہ کہا جائے: یہ محمد رسول اللہ ﷺ سے افضل ہے۔ اس سے بڑھ کر حضور (ﷺ) کے ساتھ گستاخی، بے ادبی اور جرأت کیا ہوسکتی ہے؟

ہمیں اعتراض تو موجودہ خلیفہ پر ہے

روزنامہ الفضل (قادیان مورخہ ۳۱ر اگست ۱۹۳۸ص ۶ کالم نمبر ۱۰) میں کسی مرزائی کا خط مرزا محمود کے نام چھپا ہے۔ ”مرزا محمود نے اس خط کو سناتے ہوئے یہ کہا کہ اس سلسلہ سے محبت کا اندازہ اسی سے ہوسکتا ہے کہ ایک خط میں جس کے متعلق اس نے تسلیم کیا ہے کہ اسی نے لکھا ہے، اس پر یہ تحریر کیا ہے ”حضرت مسیح ولی اللہ تھے اور ولی اللہ بھی کبھی کبھی زنا کرلیا کرتے ہیں۔“ (ولی اللہ کی یہ اور کوئی قسم ہوگی) اور انہوں نے بھی کبھی زنا کرلیا تو اس میں حرج کیا ہوا؟ پھر لکھا ہے: ہمیں مسیح موعود پر اعتراض نہیں کیونکہ وہ کبھی کبھی زنا کرلیا کرتے تھے۔ ہمیں اعتراض تو موجودہ خلیفہ پر ہے؟ کیونکہ وہ ہروقت زنا کرتا رہتا ہے۔ اس اعتراض سے پتہ لگتا ہے کہ یہ شخص پیغامی طبع ہے، کیونکہ ہمیں مسیح موعود کے متعلق یہ اعتماد ہے کہ آپ نبی اللہ تھے مگر ”پیغامی“ اس بات کو نہیں مانتے اور وہ صرف آپ کو ولی اللہ مانتے ہیں۔

اچھا جی! اس میں دو تین چیزیں عرض کرنی ہیں

پیغامی طبع کا معنی ہے ”مرزائی لاہوری جماعت“ مرزائی لاہوری جماعت ایک رسالہ نکالتے ہیں جس کا نام ہے ”پیغام صلح“ پہلے یہ اخبار ”الفضل“ نکالا کرتے تھے، ”پیغام صلح“ اب تک نکلتا رہا ہے، اب صدر مملکت کے آرڈیننس کے بعد بند ہوگیا ہے۔ لاہوری مرزائی مرزا غلام احمد کو خود ولی اللہ مانتے ہیں۔ خود لکھتا ہے کہ ”حضرت صاحب ولی اللہ تھے۔“

ظاہر بات ہے کہ جو شخص مرزا غلام احمد کو ولی اللہ مانے وہ مسلمان نہیں مرزائی ہے۔ اس لئے کہ ہم مرزا کو ولی اللہ تو در کنار ایک اچھا، شریف انسان بھی نہیں مانتے۔ ہم تو مرزا غلام احمد قادیانی کو ولی اللہ نہیں کہتے بلکہ جو اس کو مسلمان کہے اس کو بھی کافر سمجھتے ہیں۔ جس آدمی نے مرزا کو اپنے خط میں ولی اللہ لکھا ہے یہ ہمارا آدمی نہیں مرزائی ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی کا ماننے والا چاہے لاہوری ہو یا قادیانی؟! ہمیں اس سے بحث

نہیں؟! یہ مرزائیوں کا اپنے گھر کا اپنے کو کافر کرنے کا معاملہ ہے! وہ کالا سوّر تھا یا سفید سوّر تھا۔ وہ لاہوری تھا یا قادیانی۔ یہ فیصلہ کرنا ہمارا درد سر نہیں۔ ہمیں تو صرف یہ بات ثابت کرنا مقصود ہے کہ جو آدمی مرزا کو ولی اللہ مانتا ہے بقول ''مرزا بشیر الدین محمود'' وہ پیغامی الطبع یعنی لاہوری مرزائی ہے۔ اس کا اقرار پہلے بیان ہو چکا۔

اب آپ حضرات کے ذہن میں یہ سوال ابھرے گا کہ یہ خط مرزا بشیر الدین کو خفیہ آیا تھا۔ تو اس الّو کے چرخے کو اس خط کے اجلاس عام میں سنانے کی کیا ضرورت پیش آئی؟ اور مزید برآں اپنے اخبار میں رپورٹنگ کرانے کی کیوں ضرورت ہوئی؟ اس کے باپ کے متعلق ایک آدمی نے خط لکھا ہے، اپنی عقل کا تقاضا یہ تھا کہ اس خط کو دبا دیا جاتا۔ کھلے جلسہ میں خط میں لکھا ہوا مضمون بیان کرنا، اخبار میں رپورٹنگ کرانا، یہ اس نے ایسا کیوں کیا؟ ضرورت یہ پیش آئی کہ ''مرزا بشیر الدین محمود'' پر اپنے رہنے سہنے والے، اپنے گھر والے اور اپنی جماعت کے افراد نے زنا کاری کا الزام لگایا۔

جھوٹے نبی کے خلیفہ نے اپنی سگی بیٹی کے ساتھ منہ کالا کیا تھا

کل میں نے آپ حضرات کی خدمت میں بات عرض کی تھی کہ اس نے سگی بیٹی کے ساتھ منہ کالا کیا تھا۔ یہ چھپی ہوئی چیزیں ہیں۔۔ مرزا بشیر الدین محمود کی بیٹی نے اپنے ایک آشنا کو خط لکھا: تم کس آدمی کو حضرت صاحب بنائے پھرتے ہو؟ اگر ہمارے خاوندوں کو یہ پتہ چل جائے کہ یہ ہمارے ساتھ اور اپنی بیٹیوں کے ساتھ کیا کرتا تھا۔ تو ہمارے خاوند ایک دن کے لئے بھی ہمیں اپنے گھر میں نہ رکھیں۔ اس کی تو یہ عادت تھی کہ فلاں کے ساتھ یہ کرتا تھا اور فلاں کے ساتھ یہ؟۔ اور میرے ساتھ اس نے یوں کیا۔ اس کی اپنی بیٹی نے اپنے آدمی کو یہ خط لکھا۔ اللہ کی شان! یہ خط ہمارے ہاتھ لگ گیا۔ اور چھپ بھی گیا ہے۔ کوئی قادیانی ماں باپ کا لال اس سے انکار نہیں کر سکتا۔

عقل کے مارے ہوئے نے اپنا گھر صاف کرنے کی خاطر باپ کا گھر بھی صاف کر دیا

تو مرزا محمود پر زنا کاری کے الزام لگتے تھے، تو اس نے اپنی نا کردنی پر پردہ ڈالنے کے لئے خط پڑھ کر سنایا، کوئی بات نہیں جو الزام مجھ پر لگتے ہیں وہ تو میرے باپ پر بھی لگتے تھے؟ اپنا گھر صاف کرنے کی خاطر باپ کا گھر بھی صاف کر دیا۔ اس کی مَت اس طرح ماری گئی کہ اس نے

یہ خط اپنی اخبار میں شائع کرادیا۔ آپ حضرات اندازہ لگایئے! مرزا غلام احمد قادیانی کے متعلق اس کے ماننے والوں کی یہ رائے ہے۔ یہ حوالہ ہے ان کا، اس طرح کے اخلاق اور کردار کے مالک تھے، کہتے ہیں کہ نبی تسلیم کرلو۔ نعوذ باللہ من ذالك !۔

بڑے میاں تو بڑے میاں چھوٹے میاں سبحان اللہ!

چلیئے جی حضور! بڑے میاں یہ تھے غلام احمد قادیانی اور چھوٹے میاں سبحان اللہ۔ مرزا بشیرالدین نے عیدالفطر کے خطبہ میں یہ بیان کیا کہ وہ خود کہتا ہے کہ جب میں انگلستان گیا تھا تو میں نے ننگی عورتوں کا ناچ دیکھا تھا۔ خود ان کے اخبار کا یہ حوالہ ہے۔ گوری عورتوں کے ننگا ناچ دیکھنے والے بدمعاش کہیں کے؟ ''مرزا بشیرالدین محمود'' کے متعلق کہتے ہیں: وہ ثانی عمر تھے۔ جس طرح امیرالمؤمنین حضرت عمرؓ مسلمانوں کے دوسرے سربراہ تھے، قادیانی کہتے ہیں کہ ''مرزا بشیرالدین محمود'' مسلمانوں کا دوسرا سربراہ تھا۔ اس لئے اس زمانہ کا ثانی عمر ہے۔ مرزائی اس کو ثانی عمر کہتے ہیں، اور اخلاق، عادات اور اطوار یہ ہیں۔

کیا یہ ننگی ہیں؟

جب ولایت گیا تو مجھے خصوصیت سے یہ خیال تھا کہ یورپین سو سائیٹی (سماج) کا وہ عیب دار حصہ دیکھوں!، مگر قیام انگلستان کے دوران مجھے اس کا موقع نہیں ملا۔ مگر واپسی پر جب ہم فرانس آئے تو میں نے ''چودھری ظفراللہ خان'' سے (جو میرے ساتھ تھے) کہا: مجھے کوئی ایسی جگہ دکھائیں کہ جہاں یورپین سوسائیٹی (سماج، ماحول) عریانی سے نظر آئے۔ وہ بھی فرانس سے واقف تو نہ تھے مگر مجھے ایک اوپیرا' میں لے گئے، جس کا نام تو مجھ یاد نہیں رہا۔ اوپیرا' سینما کو کہتے ہیں۔ (درمیان میں مفتی صادق کا قصہ سنایا تھا جو اس کے بعد مذکور ہے) چودھری صاحب نے بتایا کہ یہ اعلیٰ سو سائیٹی کی جگہ ہے۔ جسے دیکھ کر آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ ان لوگون کی کیا حالت ہے۔ میری نظر چونکہ کمزور ہے اس لئے دور کی چیز اچھی طرح نہیں دیکھ سکتا تھا۔ (نظر کام نہیں کرتی مگر جو شوق اندھا ہے۔ اب آپ حضرات اندازہ لگائیں کہ جس جماعت کا سربراہ سینما جایا کرتا تھا اور وہ بھی فرانس کا، ولایتی، دیسی نہیں۔ اکیلا نہیں بلکہ مرید کے ساتھ، قربان جایئے!۔ یہ کتنا مقدس گروپ ہے، بدمعاشوں کا ٹولہ! تھوڑی دیر کے بعد جو میں نے دیکھا تو ایسا معلوم ہوا کہ سینکڑوں عورتیں بیٹھی ہیں۔

میں نے چودھری صاحب سے کہا کہ کیا یہ ننگی ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ یہ ننگی نہیں ہیں۔ بلکہ کپڑے پہنے ہوئے ہیں۔ مگر باوجود لباس کے وہ ننگی معلوم ہوتی تھیں۔ تو یہ بھی اس قسم کا لباس ہے، نام تو اس کا لباس ہے مگر اس میں سے جسم کا ہر حصہ بالکل ننگا نظر آتا ہے۔

یہاں پر مولانا موصوف نے یہ کہا کہ مقدر کی بات ہے، آپ حضرات روزانہ بخاری، مسلم پڑھتے ہیں۔ ہم اس کی اس گندگی میں رہتے ہیں۔ بار باران خباثتوں کو ذکر کرنے سے دل پر زنگ چڑھتا رہتا ہے۔

ایک اور حوالہ آپ حضرات کو سناتا ہوں

اللہ کو منظور ہوگا تو کسی وقت لکھ بھی لیا جائے گا:

مفتی صادق نامی مرزا غلام احمد قادیانی کے ایک مرید نے ایک کتاب مرزا غلام احمد کی تعریف میں ’’ذکر حبیب‘‘ لکھی ہے۔

میرے عزیز بھائیو! مرزائی ایسے خبیث ہیں کہ کوئی ان کا ایسا وار نہیں جو انہوں نے خطا جانے دیا ہو، جیسا ہم کہتے ہیں: ’’حبیب خدا‘‘ اسی طرح یہ ان کی کتاب کا نام ہے۔

اس کتاب میں مفتی صادق ایک واقعہ بیان کرتا ہے : ایک دفعہ مرزا غلام احمد قادیانی، میں اور تیسرا کوئی بدمعاش ساتھی فلاں جگہ گئے، امرتسر کی ایک مسجد کے حجرہ کی چھت پر ہم لوگ لیٹے ہوئے تھے، مفتی صادق خود کہتا ہے: رات کو اٹھ کر میں چلا گیا، جو میرے ساتھ والا تھا اس کی آنکھ کھلی تو وہ اِدھر اُدھر دیکھتا ہے کہ کدھر گئے ہیں؟۔ کچھ دیر بعد واپس آیا تو اس نے مجھے کہا: کہاں گئے تھے؟ میں کہا: چپ کرو، کہیں بھی گیا تھا۔ اس نے کہا: صحیح بتاؤ، کہاں گئے تھے؟ دو گھنٹہ لگ گئے ہیں؟ میں متواتر آپ کو چارپائی پر تلاش کرتا رہا، آپ موجود نہیں تھے۔

حضرت! رات یہ تماشا دیکھنے گیا تھا

میں نے کہا: نہیں بتاتا! چپ کر!۔ سینما لگا ہوا تھا، دیکھنے گیا تھا۔ وہ بڑا پریشان ہوا، اکیلا ہی مزہ لوٹ کر آیا ہے۔ مجھے ساتھ نہیں لے گیا، کہتا ہے: صبح حضرت (مرزا قادیانی) سے شکایت کروں گا۔ جب صبح ہوئی تو یہ حضرت صاحب سے کہتا ہے: حضرت یہ رات تماشا دیکھنے گیا تھا۔ مرزا قادیانی کہتا ہے: چپ کر! ایک دفعہ میں بھی گیا تھا۔ یہ ان کی کتاب (ذکر حبیب ص ۱۸) میں چھپا ہوا ہے۔ مرید جس بات کو عیب سمجھتا ہے، وہ بطور شکایت بیان کرتا ہے کہ آپ کے ایک ماننے

والے کے یہ کرتوت ہیں؟۔تو جواب میں کہتا ہے: چپ کرو! میں بھی اس کے ساتھ شریک ہوں۔اس کریکٹر اور اخلاق کے یہ آدمی تھے،اور کہتے ہیں: یہ حضور(ﷺ) کی دوسری بعثت ہے۔اور پہلی بعثت سے زیادہ اقویٰ، اشد اور اکمل ہے۔نعوذ باللّٰہ من ذالک۔

مرزائیوں کا مسلمانوں پر جہنمی اور کافر ہونے کا فتویٰ

(۱) مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی کتاب (چشمۂ معرفت ص نمبر ۳۱۷، خزائن جلد ۲۳ ص ۳۳۲) پر لکھا ہے: خدا تعالیٰ نے اس بات کو ثابت کرنے کے لئے کہ میں اس کی طرف سے ہوں، اس قدر نشانیاں دکھلائی ہیں کہ اگر وہ نشانیاں ہزاروں انبیاء پر بھی تقسیم کی جائیں تو ان سے ان کی نبوت بھی ثابت ہوسکتی ہے۔لیکن چونکہ یہ آخری زمانہ ہے، اور شیطان کا مع اپنی ذریت کے آخری حملہ تھا اس لئے خدا تعالیٰ نے شیطان کو شکست دینے کے لئے ہزارہا نشانیاں ایک جگہ جمع کردی ہیں۔لیکن پھر بھی جو لوگ انسانوں میں سے شیطان ہیں وہ (مجھے نبی) نہیں مانتے۔اور محض افتراء کے طور پر ناحق کے اعتراض کرتے ہیں۔

(۲) مرزا غلام احمد قادیانی نے لکھا ہے: ”مجھے خدا کا الہام ہوا ہے کہ جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا، تیری بیعت میں داخل نہ ہوگا اور تیرا مخالف رہے گا وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا جہنمی ہے۔“ (مجموعہ اشتہارات جلد ۳ ص ۲۷۵، از مرزا غلام احمد قادیانی)

جو مسلمان مرزا قادیانی کو نبی تسلیم نہیں کرتے وہ کنجریوں (طوائف) کی اولاد ہیں

(۳) مرزا غلام احمد قادیانی کی ایک کتاب ہے ”آئینۂ کمالات اسلام“ (ص نمبر ۵۴۷ تا ۵۴۸، خزائن جلد ۵) پر مرزا غلام احمد نے اپنی کتابوں کے متعلق تحریر کیا ہے: ”تلك كتب ينظر اليها كل مسلم بعين المحبة والمودة وينتفع من معارفها ويقبلنى ويصدق دعوتى الا ذرية البغايا“ ”تمام مسلمان میری کتابوں کو محبت اور مودت بھری نگاہوں سے دیکھتے ہیں، پڑھتے ہیں اور میرے دعاوی کو قبول کرتے ہیں، مجھے مانتے ہیں، مگر وہ لوگ جو کنجریوں (طوائف، ویشیا) کی اولاد ہیں، وہ مسلمان جو کنجریوں کی اولاد ہیں، مجھے نہیں مانتے۔باقی جو ہیں مجھے تسلیم کرتے ہیں، استغفر اللّٰہ! مرزا قادیانی کے نزدیک جو مسلمان اس کو نہیں مانتے وہ کنجریوں کی اولاد ہیں۔

جھوٹے نبی کا فیصلہ خود اپنی ذات پر ہی ثابت ہوگیا

اتفاق کی بات ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کا اپنا صاحبزادہ (فضل احمد) مرزا قادیانی کو نہیں مانتا تھا۔ وہ کہتا تھا: میرا باپ بے ایمان ہوگیا ہے، میں نہیں مانتا۔ مرزا کا اپنا بیٹا اس کو نہیں مانتا تھا، تو مرزا کے فتویٰ کے بموجب وہ کنجری کا بیٹا ہوا، جب کنجری کا بیٹا ہوا تو اس کی ماں کنجری ہوئی، اور اس کی ماں غلام احمد کی بیوی تھی، کنجری غلام احمد کی بیوی تھی۔ تو جس کے گھر میں کنجری وہ خود کنجر ہوتا ہے۔ اور جو کنجر کو نبی مانتے ہیں وہ کیا ہوئے؟ یہ آپ حضرات مرزا قادیانی کے فتویٰ کے مقابلہ میں فتویٰ دیں؟

شیطان کی آنت کی طرح اس کی تعلیم ہے

یہ ہے مرزا کی تعلیمات کا نچوڑ! ان کی کوئی ایک بات لے لیں، شیطان کی آنت کی طرح مجال ہے کہ کوئی ان کی بات سیدھی ہو۔ اللہ رب العزت آپ کو مجھ کو اس فتنہ سے محفوظ رکھے آمین! اور اس سلسلہ میں کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

حضرت مولانا عبدالرؤف صاحب (دامت برکاتہم) کی دعاء پر آج کی یہ مجلس ختم ہوئی۔

ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین

دروس ختم نبوت

یعنی

مولانا اللہ وسایا صاحب

کے اسباق برائے تعارف قادیانیت

چوتھا درس ''مرزا غلام احمد قادیانی ایک جھوٹا نبی''

جوانہوں نے بروز منگل مؤرخہ ۱۷ رذی الحجہ ۱۴۰۵ ہجری مؤرخہ ۳ ر ستمبر ۱۹۸۵ عیسوی کو ظہر کی نماز کے بعد انجمن زینت الاسلام ٹیلر اسٹریٹ باٹلی میں دیا تھا

ترتیب مولانا محمد یوسف ماما اُستاذ الحدیث باٹلی

نظرثانی مولانا منور حسین سورتی اُستاذ تحفیظ القرآن جامع مسجد بالسم لندن

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمدللّٰہ و کفٰی و سلام علیٰ سید الرسل و خاتم الانبیاء و علیٰ اٰلہ واصحابہ اللذین ھم خلاصۃ العرب العرباء و خیرالخلائق بعد الانبیاء ۰ اما بعد ۰ فقد قال النبی ﷺ: انہ سیکون فی امتی کذابون ثلاثون کلھم یزعم انہ نبی وانا خاتم النّبیین لا نبی بعدی ۰ اللّٰھم صل علیٰ سیدنا محمد عبدک ورسولک وصل کذلک علیٰ جمیع الانبیاء والمرسلین وعلی الملائکۃ المقربین وعلیٰ عباد اللّٰہ الصالحین ۰ اجمعین الیٰ یوم الدین.

اپنی ہی عمر کے بارے میں پیشینگوئی جھوٹ ثابت ہوئی

تیری عمر اسی (۸۰) سال ہوگی۔ (دیکھئے! مواہب الرحمٰن ص۲۱، خزائن جلد۱۹ ص۲۳۹) ایک اور کتاب میں لکھا: اللہ تعالیٰ نے مجھے کہا: تیری عمر اسی (۸۰) سال یا دو تین سال کم یا زیادہ ہوگی۔ (ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص۵، خزائن جلد۱۷ ص۴۴) تیسری کتاب میں لکھتا ہے: اللہ تعالیٰ نے مجھے کہا: تیری عمر جو ہے وہ اسی (۸۰) سال یا دو چار کم یا چند سال زیادہ ہوگی۔ (اربعین نمبر۳ ص۳۰، خزائن جلد۱۷ ص۴۱۹) یعنی پچھتر (۷۵) سے لیکر پچاسی (۸۵) تک، یہ دس سال کا تفاوت ڈال کر کہتا ہے کہ اتنی عمر ہوگی۔ جس وقت مرا اسوقت بدمعاش کی عمر ۶۹ سال کی تھی۔ (مرزا جس وقت مرا محمدی بیگم کی عمر ۲۶ سال تھی)

انبیاء (علیہم السلام) ہر اعتبار سے قدرت کے مظہر اتم ہوتے ہیں

انبیاء و رسل ہر اعتبار سے، صورت کے اعتبار سے، اللہ تعالیٰ کی قدرت کا مظہر اتم ہوتے ہیں۔ پتہ چلتا ہے کہ یہ خدا کا فرستادہ ہے۔ (یہ اس کے علاوہ دیگر تھا)

مرزا آٹھویں جماعت میں فیل ہوگیا

اس نے عربی فارسی وغیرہ کی تعلیم گھر پر حاصل کی تھی، اس نے دنیوی (عصری، مڈل کی) تعلیم کا یعنی آٹھویں جماعت کا امتحان دیا تھا اتفاق کہئے کہ حضرت فیل ہوگئے تھے۔ اس کے استاد شیعہ تھے۔ ہندوستان میں پہلے زمانہ میں گھر پر ہی تعلیم ہوا کرتی تھی، والد صاحب

پڑھے ہوئے تھے، اس کو پڑھانے کے لئے کچھ ٹیوٹر بھی رکھے ہوئے تھے، اس کی جتنی کتابیں ہیں (بحمدہ تعالیٰ) اس میں کوئی کتاب ایسی نہیں ہے جو عربی صرف ونحو کی غلطیوں سے پاک ہو۔ جتنی بھی ہے وہ سب نور علی نور ہے۔ باوجود عربی کمزور ہونے کے اس نے یہ سب کچھ لکھا ہے۔ یہ سب کارستانی اس کے خلیفہ حکیم نورالدین کی ہے کیونکہ وہ پڑھا لکھا تھا۔ سب کچھ یہ لکھتا تھا، گاڑی اس کی چلتی تھی۔

مولانا عبدالرحیم سہارنپوریؒ کی فراست ایمانی

ہمارے بزرگ مولانا عبدالرحیم صاحب سہارنپوریؒ نے اسی حکیم نورالدین کے متعلق فرمایا تھا: ایک شخص نبوت کا دعویٰ کرے گا، یہ اس کے پاس سائل بن کر مسائل پوچھنے جائے گا اور مرتد ہوجائے گا، اس نبی کے مرنے کے بعد یہ شخص اس نبی کا خلیفہ بنے گا، چنانچہ اسی طرح ہوا۔

جھوٹے نبی نے نبوت کا دعویٰ کیا نہیں، بلکہ کرایا گیا

دوران گفتگو حضرت مفتی محمد موسیٰ بدات صاحب دامت فیوضھم نے یہ سوال کیا کہ 'مرزا غلام احمد قادیانی کو یہ ابتلاء کیوں پیش آیا'؟ دعویٰ نبوت میں کیوں پھنسا؟ کسی گناہ کی پاداش میں یہ ابتلاء پیش آیا یا اور کوئی وجہ تھی؟ اس سلسلہ میں کسی بزرگ کا قول یا مکاشفہ اگر ہے تو وہ عرض کریں''؟

حضرت نے جواباً ارشاد فرمایا: ''نہیں، بزرگوں کے مکاشفہ سے تو انکار نہیں، لیکن نبوت کا دعویٰ اس نے کیا نہیں، کرایا گیا ہے۔ اور وہ انگریزوں نے کرایا ہے۔ یہ تو انگریزوں کا دلال، ایجنٹ تھا، اور انگریزوں کی ضرورت تھی ''مسئلہ جہاد کو ختم کرنا تھا'' کیونکہ انگریز جانتے تھے کہ مولوی کا کام مسئلہ بتانا ہے۔ بنانا نہیں، مسئلہ بنانے کا کام نبی کا ہوتا ہے۔ اسی لئے اس نے اس کے پاس سے دعویٰ نبوت کرایا۔''

جہاد کو منسوخ کرنے کے لئے انگریز نے مرزا کو نبی بنایا

حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''الجهاد ماض الى يوم القيامة'' یعنی جہاد قیامت تک جاری رہے گا۔'' اب جاری جہاد کو بند کرنا، مولوی کے اختیار میں نہیں ہے۔ اس کے لئے نبی چاہئے۔ تو یہ مرزا قادیانی کو نبی اس لئے بنایا گیا کہ وہ یہ کہہ دے کہ جہاد حرام ہے تاکہ انگریز کے خلاف مسلمان کا لڑنا بند ہوجائے۔ جذبۂ جہاد مسلمان کے دلوں سے نکل جائے۔ اور ہماری حکومت ہندوستان پر مضبوط اور مستحکم رہے۔ ایسا کرنا انگریزوں کی

ضرورت تھی۔اسی وجہ سے مرزا قادیانی نے انگریز کی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے کہا:

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال
دین کے لئے حرام ہے اب جنگ اور قتال

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص۲۶،خزائن جلد ۱۷ص ۷۷)

حضوراقدس ﷺ نے فرمایا: ’’الجهاد ماض الى يوم القيامة ‘‘اور یہ کہتا ہے:حرام ہے جنگ وقتال۔

حکیم نورالدین کوکیا ابتلا پیش آیا

محترم مولانا مفتی موسیٰ بدات نے پھر فرمایا:’حکیم نورالدین کوکیا ابتلا پیش آیا؟ کیا اسی طرح کا جس طرح کا مرزا قادیانی کوابتلا پیش آیا؟ جس کی وجہ سے اس نے نبوت کا دعویٰ کیا؟

جواب میں مولانا نے فرمایا: ہاں!’حضرت حاجی امداداللہ مہاجر مکیؒ نے حضرت پیرمہر علی شاہ صاحب گولڑویؒ کوارشادفرمایا: (ابھی مرزاغلام احمد نے نبوت کا دعویٰ بھی نہ کیا تھا)’ایک صاحب پنجاب میں نبوت کا دعویٰ کریں گے! جھوٹی نبوت کا فتنہ اٹھنے والا ہے!اللہ تعالیٰ آپ سے ان کے خلاف کام لے گا‘۔اس سے پہلے بزرگوں نے کشف کے ذریعہ کہہ دیا تھا۔تو وہ فرمان اور ملفوظ آپ کے سامنے پہلے بھی بیان ہو چکے ہیں.

حضرت مولانا انور شاہ کشمیریؒ کا دعویٰ

انہوں نے یہ ارشاد فرمایا:’حضرت مولانا سید انور شاہ کشمیریؒ نے ۱۹۳۵ء میں ایک بیان بھاولپور کی عدالت میں دیا تھا،تو بھری عدالت میں جلال الدین شمس کو کہا تھا کہ:’’اگر تو چاہےتو عدالت میں کھڑے کھڑے دکھا سکتا ہوں کہ مرزاغلام احمد جہنم میں جل رہا ہے۔‘‘

مرزاغلام احمد کی شکل خنزیر جیسی ہے،فرشتے جکڑ کر جہنم میں ڈال رہے ہیں

ہمارے حضرت مولانا لال حسین صاحب اخترؒ پہلے قادیانی تھےلیکن مولانا کے مسلمان ہونے کا ایک سبب یہ ہے کہ انہوں نے مرزاغلام احمد قادیانی کوخواب میں دیکھا تھا کہ وہ آگ میں جل رہا ہے۔مرزا غلام احمد کی شکل خنزیر جیسی ہے۔فرشتے جہنم میں جکڑ کر ڈال رہے ہیں۔مولانا نے صرف اس ایک خواب کی وجہ سے قادیانیت کوچھوڑا تھا۔

سچا خدا وہی خدا ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا

دافع البلاء مرزا غلام احمد قادیانی کی ایک کتاب ہے۔اس میں بے شمار حوالے ہیں۔ایک تو آج آپ حضرات کی خدمت میں عرض بھی کروں گا۔مثلاً: ’لکھتا ہے کہ (چھوٹی تختی ہے اس کا گیارہواں صفحہ اور یہ جو بڑی تختی ہے اس کا بارہواں صفحہ) ”سچا خدا وہی خدا ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔“ (دافع البلاء ص۱۱، خزائن جلد۱۸ ص۲۳۱) اسی کے ص۲۴ پر لکھتا ہے اس کے چار شعر ہیں، جن میں سے آخری شعر یہ ہے ۔

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو
اس سے بہتر غلام احمد ہے

نیچے لکھتا ہے کہ یہ باتیں شاعرانہ نہیں، بلکہ واقعی ہیں۔

(دافع البلاء ص۲۰، خزائن جلد۱۸ ص۲۴۰)

خدا کی تائید میرے ساتھ حضرت عیسیٰ سے بڑھ کر ہے

اور اگر تجربہ کی رو سے خدا کی تائید مسیح ابن مریم (علیہما السلام) سے بڑھ کر میرے ساتھ نہ ہو تو میں جھوٹا ہوں۔یعنی ”ایدناہ بروح القدس“: ”اللہ رب العزت کی تائید جتنی مسیح علیہ السلام کے ساتھ تھی اس سے کہیں بڑھ کر میرے ساتھ ہے۔“ (حوالہ بالا)

مرزا کے خیال میں ایک فرضی مسیح کی توہین

حضرات گرامی! جس وقت قادیانیوں کو ہم یہ کہتے ہیں: ’حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کی مرزا نے یہ توہین کی‘، تو جواب میں قادیانی یہ کہتے ہیں: ’مرزا نے الزامی طور پر یہ لکھا ہے۔اور یہ حضرت مسیح کی توہین نہیں بلکہ ان کے خیال میں ایک فرضی مسیح تھا، ان کی توہین کی ہے اور یہ جو کچھ مرزا غلام احمد قادیانی کہتا ہے: وہ عیسائیوں کی کتاب سے مجرم ٹھہرانے کے لئے کہتا ہے۔نہ کہ اپنی طرف سے کہتا ہے۔

تو اس کا ایک حوالہ میں آپ حضرت کو عرض کئے دیتا ہوں۔اس میں مرزا غلام احمد قادیانی قرآن مجید کی آیت سے استدلال کر کے کہتا ہے کہ ’نعوذ باللہ مسیح ابن مریم (علیہما السلام) یہ غلط کاریوں میں مبتلا تھے۔(دافع البلاء مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی ص۴، خزائن ج۱۸ ص۲۲۰)

قرآن کریم سے استدلال کر کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین (نعوذ باللہ)

حاشیہ:’’مسیح کی راست بازی اپنے زمانہ میں دوسرے راست بازوں سے بڑھ کر ثابت نہیں ہوتی بلکہ یحییٰ نبی (علیہ السلام) کو اس پر ایک فضیلت ہے۔ کیونکہ وہ شراب نہیں پیتا تھا اور کبھی نہیں سنا گیا کہ کسی فاحشہ عورت نے آ کر اپنی کمائی کے مال سے اس کے سر پر عطر ملا تھا۔ یا ہاتھوں اور اپنے سر کے بالوں سے اس کے بدن کو چھوا تھا۔ یا کوئی بے تعلق جوان عورت اس کی خدمت کرتی تھی۔ اسی وجہ سے خدا تعالیٰ نے قرآن مجید میں یحییٰ کا نام حصوراً رکھا۔ مگر مسیح کا یہ نام نہ رکھا۔ کیونکہ ایسے قصے اس نام رکھنے سے مانع تھے۔ (انتہیٰ کلامہ)

دیکھا حضور! اس میں مرزا غلام احمد قادیانی کہتا ہے:’ چونکہ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) شراب پیتے تھے، فاحشہ عورت آ کر اپنی کمائی کے مال سے ان کے سر پر عطر ملا کرتی تھی۔ ہاتھوں اور سر کے بالوں سے ان کے بدن کو چھوا کرتی تھی۔ بے تعلق جوان عورت ان کی خدمت میں رہا کرتی تھی۔ ایسے قصے اس نام کے رکھنے سے مانع تھے۔ اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ (علیہ السلام) کا نام اس لئے حصوراً نہیں رکھا کہ ان میں یہ حصوراً کے اوصاف نہیں پائے جاتے تھے‘۔ قرآن مجید کی آیت سے استدلال کر کے مسیح ابن مریم علیہما السلام پر الزام لگاتا ہے۔

مرزائی حضرت عیسیٰ کی وفات کے قائل ہیں

اب مرزائیوں کا یہ کہنا کہ انہوں نے مسیح علیہ السلام کو ملزم ٹھہرانے کے لئے یہ بات کہی ہے۔ یا انجیل کے اندر اس قسم کے واقعات لکھے ہوئے ہیں یا عیسائیوں کے اس قسم کے عقیدے ہیں۔ فرضی مسیح کی بات ہے یہ سب قادیانیوں کی دجل ہے۔ مرزا قرآن مجید سے استدلال کر کے اللہ کے ایک نبی پر الزام لگاتا ہے۔

اب حضرات ایک اور حوالہ ’’براھین احمدیہ‘‘ کا ملاحظہ ہو: مرزا غلام احمد قادیانی قرآنی آیت سے استدلال کرتا ہے کہ ’’حضرت مسیح (علیہ السلام) دوسری بار دنیا میں تشریف لائیں گے۔‘‘ (براہین احمدیہ ص۴۹۹، خزائن جلد۱ ص۵۹۳) اس کا لڑکا کہتا ہے:’’مسیح موعود جو ہے وہ عیسیٰ (علیہ السلام) کی وفات کے اس لئے قائل ہوئے کہ بار بار اللہ تعالیٰ کے الہامات نے حضرت مسیح (مرزا قادیانی) کو مجبور کر دیا کہ وہ اعلان کرے کہ عیسیٰ (علیہ السلام) فوت ہو گئے۔‘‘ قرآن کی آیت پڑھ کر کہتا ہے:’’عیسیٰ (علیہ السلام) آئیں گے۔‘‘ اپنے الہامات کی بنا

پر کہتا ہے کہ ’’عیسیٰ (علیہ السلام) فوت ہوگئے۔‘‘ تو لازمی نتیجہ نکلتا ہے کہ گویا مرزا کے الہامات قرآن مجید کے لئے ناسخ ہوگئے۔ (العیاذ باللہ)

رسول اللہ ﷺ نے جس غلبۂ کاملہ دین کا وعدہ کیا اس کو اپنے اوپر چسپاں کرنا

مرزا قادیانی نے ’’براہین احمدیہ‘‘ میں لکھا ہے: ’’هو الذی ارسل رسوله بالهدٰی و دین الحق لیظهره علی الدین کله ‘‘ یہ آیت جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیشین گوئی ہے۔ اور جس غلبۂ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ سے ظہور میں آئے گا اور جب حضرت مسیح دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جائے گا۔‘‘

(براهین احمدیه ہر چہار حصص طبع پنجم ص ۴۹۹، خزائن جلد ۱ ص ۵۹۳)

مرزا کا الہام گویا قرآن کریم کے لئے ناسخ ہے

مرزا غلام احمد قادیانی کے لڑکے ’’مرزا بشیر الدین محمود‘‘ نے مرزا کی زندگی پر ایک کتاب لکھی ہے۔ جس کا نام سیرت مسیح موعود، ہے۔ اس میں ’’مرزا بشیر الدین محمود‘‘ نے لکھا ہے کہ: ’’لیکن ۱۸۹۱ء میں ایک اور تغیر عظیم ہوا یعنی حضرت مرزا صاحب کو الہام کے ذریعہ بتایا گیا کہ حضرت مسیح ناصری جن کے دوبارہ آنے کے مسلمان اور مسیحی دونوں قائل ہیں فوت ہوچکے ہیں اور ایسے فوت ہوئے ہیں کہ پھر واپس نہیں آسکیں گے۔‘‘ (سیرت مسیح موعود ص ۱۸)

آپ حضرات نے ملاحظہ فرمایا کہ پہلا حوالہ جو میں نے عرض کیا ہے اس میں مرزا غلام احمد قادیانی قرآنی آیت پڑھ کر کہتا ہے کہ: ’’اس آیت کا مصداق حضرت مسیح (علیہ السلام) ہیں‘‘ جس وقت وہ دوبارہ آئیں گے تو اس آیت کی رو سے اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جائے گا۔‘‘ اب اپنے الہام کی بنیاد پر کہتا ہے: ’’حضرت مسیح (علیہ السلام) فوت ہوگئے۔‘‘ تو اس کا الہام گویا قرآن کے لئے ناسخ ہوا۔ نعوذ باللہ!۔

مسلمانوں پر کافر اور جہنمی ہونے کا فتویٰ

’’مرزا بشیر الدین محمود‘‘ نے اپنی کتاب ’’آئینۂ صداقت ‘‘ میں لکھا ہے کہ: ’’کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے ہیں خواہ انہوں نے مسیح موعود کا نام

بھی نہ سنا ہو، وہ کافر ہیں اور دائرۂ اسلام سے خارج ہیں۔ میں تسلیم کرتا ہوں کہ یہ میرے عقائد ہیں۔“ (آئینۂ صداقت ص ۳۵)

چند اہم سوالوں کے جوابات

حضرات گرامی! یہ جو مرزائی ہیں، وہ عموماً یہ سوال اٹھاتے ہیں اور ہمارے تعلیم یافتہ جو لوگ ہیں ان کو وہ بارہا تنگ کرتے ہیں کہ حضور (ﷺ) کی خدمت میں ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ (ﷺ): فلاں کافر تھا میں مارنے لگا تو اس نے کلمہ پڑھ لیا، کلمہ پڑھنے کے باوجود میں نے اس کو مار دیا، تو حضور (ﷺ) نے ارشاد فرمایا: ”اگر قیامت کے دن اس کا کلمہ قبول ہو گیا تو میں اس سے بری الذمہ ہوں۔“

انہوں نے عرض کیا کہ ”یا رسول اللہ (ﷺ) اس نے ڈر کے مارے پڑھا تھا۔ تلوار جس وقت اس کے سر پر لٹک رہی تھی اس وقت اس نے پڑھا“ تو حضور (ﷺ) نے فرمایا: ”تو نے اس کے قلب کو چیر کر دیکھ لیا تھا کہ وہ ڈر کے مارے پڑھ رہا ہے۔“

ایک اور حدیث شریف جس میں ہے کہ ”جو ہمارے قبلہ کی طرف رخ کرے، ہمارے ذبیحہ کو کھائے وغیرہ، ہم اس کے جان ومال کے ذمہ دار ہیں۔“

مرزائی ان حدیثوں سے استدلال کرتے ہیں کہ ”ہم کلمہ پڑھتے ہیں، نمازیں پڑھتے ہیں، روزہ رکھتے ہیں، مسجدیں بناتے ہیں وغیرہ دین کے نیک کام کرتے ہیں۔ ہمارے کلمہ پڑھنے کے باوجود ہم کو کافر کیوں کہا جاتا ہے“؟، اس کے اور جوابات کے علاوہ ایک جواب یہ بھی ہے کہ جو آپ نے تحریر فرمایا: مرزائیوں کے نزدیک تمام مسلمان اگرچہ اس نے مرزا کا نام بھی نہ سنا ہو کافر ہیں۔ آپ اور میں کلمہ پڑھتے ہیں، کروڑہا حضور (ﷺ) کے امتی نماز پڑھنے والے، روزہ رکھنے والے، حج کرنے والے، ان تمام مسلمانوں کو مرزائی کافر قرار دیتے ہیں۔

تو ہم مرزائیوں کو بھی کہہ سکتے ہیں: ہم بھی کلمہ پڑھتے ہیں اور تم ہمیں کافر قرار دیتے ہو؟۔ تو مرزائی جواب میں یہ کہیں گے کہ ”تم نے اللہ کے ایک نبی کو نہیں مانا اس لئے تمہارے کلمہ کا اعتبار نہیں“، تو ہم ان سے عرض کریں گے کہ تم نے ایک جھوٹے آدمی کو نبی بنا لیا اس لئے تمہارے کلمہ کا بھی اعتبار نہیں؟۔ جس طرح اللہ کے نبی کو نہ ماننا کفر ہے اسی طرح جھوٹے آدمی کو نبی ماننا بھی کفر ہے؟

مجھے آپ حضرات کے سامنے یہ بیان کرتے ہوئے شرم آتی ہے کہ آپ حضرات علماء ہیں، شرعی مسئلہ یہ ہے کہ اسلام میں داخل ہونے کا ایک ہی راستہ ہے اور وہ ہے کلمہ طیبہ! کافر ہونے کے لئے کلمہ کا انکار ضروری نہیں۔ دین کے کسی ایک مسئلہ کا انکار کرے گا تو آدمی کافر ہو جائے گا۔ چاہے وہ کلمہ کیوں نہ پڑھتا ہو۔ مسلمان ہونے کے لئے ضروری ہے کہ انسان حضور ﷺ کے پورے دین کو مانے۔ تصدیق الرسول بما جاء به الخ:

دین کے کسی ایک مسئلہ کا انکار بھی کفر ہے

آپ حضرات تو علماء ہیں یہ باتیں سب جانتے ہیں۔ اور کافر ہونے کے لئے ضروری نہیں کہ پورے دین کا انکار کرے۔ دین کے کسی ایک مسئلہ کا انکار کرے گا کافر ہو جائے گا۔ مرزائیوں نے دین کے ایک مسئلہ کا نہیں بے شمار مسائل کا انکار کیا، ختم نبوت کا انکار کیا، حیات مسیح (علیہ السلام) کا انکار کیا، اللہ کی توحید کا انکار کیا۔ حوالہ جات آپ حضرات لکھ چکے ہیں۔ انبیاء علیہم السلام کی توہین کی۔ بالخصوص حضرت مسیح (علیہ السلام) کی توہین کی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی توہین کی۔ امت کو کافر قرار دیا۔ حضور (ﷺ) کی معراج کا انکار کیا۔ قیامت کا انکار کرتے ہیں۔ فرشتوں اور جنات کا انکار کرتے ہیں۔ ضروریات دین میں سے ایک کا نہیں اکثر کا انکار کرتے ہیں۔ اور ضروریات دین میں سے کسی ایک کا انکار کرنا، کفر ہے۔ اس لئے ان کے کلمہ پڑھنے کا کوئی اعتبار نہیں۔

دین کے کسی ایک مسئلہ کا انکار بھی کفر ہے اس کی دلیل

ہمارے پاس اس کی دلیل یہ ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور مسیلمہ کذاب کی جو جنگ ہوئی تھی ﴿مسیلمہ کذاب اپنی اذان میں اشھد ان محمداً رسول اللہ کہتا تھا، یہی کلمہ پڑھتا تھا، مسلمانوں کی طرح نماز پڑھتا تھا۔ بیت اللہ کی طرف رخ کرکے نماز پڑھتا تھا۔ کسی مسئلہ میں صحابہ رضی اللہ عنہم سے اختلاف نہیں تھا۔ اختلاف صرف یہ تھا کہ مسیلمہ کذاب کہتا تھا کہ حضور (ﷺ) بھی نبی ہیں اور میں بھی نبی ہوں۔

ہمارا کلمہ اور ہے اور مرزائیوں کا کلمہ اور ہے

صحابہ (رضی اللہ عنہم) کہتے تھے نا بھائی: حضور ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ بات صرف یہ ہے، اور کسی بھی چیز کا اختلاف نہ تھا۔ صرف اسی ایک اختلاف کی بنا پر صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس کے کلمہ کا

اعتبار نہیں کیا۔ نہ اس کی نماز کا اور نہ کسی اور دینی کام کا اعتبار کیا۔ اس کے ساتھ جنگ ہوئی اور اس فتنہ کو فرو کیا۔ اب مرزائی کچھ بھی کریں، کہیں ان کے کہنے کا اعتبار نہیں۔ وہ دائرۂ اسلام سے خارج ہیں۔

دوسری درخواست یہ ہے کہ مرزائی ہمارا والا کلمہ پڑھتے ہی نہیں۔ ان کا کلمہ اور ہے اور ہمارا کلمہ اور ہے۔ آپ حضرات سوچیں گے یہ کس طرح؟ بحث چل نکلی ہے اس لئے کتاب کا حوالہ کل بتاؤں گا، ''مرزا بشیر الدین ایم اے'' نامی ''مرزا غلام احمد قادیانی'' کا ایک لڑکا ہے۔ ''کلمة الفصل'' نامی ایک کتاب اس نے لکھی ہے۔ اس میں وہ لکھتا ہے کہ ''مسلمان ہمیں کہتے ہیں کہ جب آپ نے نبی علیحدہ بنایا ہے تو اپنا کلمہ بھی علیحدہ بنالو۔'' جواب میں کہتا ہے: ''ہمیں علیحدہ کلمہ بنانے کی ضرورت نہیں''، کیوں کے جواب میں لکھتا ہے کہ ''اللہ تعالیٰ نے مرزا غلام احمد قادیانی کو محمد رسول اللہ کہا ہے، مرزا قادیانی محمد رسول اللہ ہے۔ تو جب تک مرزا صاحب نہیں آئے تھے اس وقت تک محمد رسول اللہ سے مراد حضور (ﷺ) کی ذات گرامی تھی۔ جب مرزا غلام احمد قادیانی آ گئے تو اس کے مفہوم میں ایک نبی کی زیادتی ہوگئی۔ (کلمۃ الفصل ص۱۵۸)

جس وقت آپ، میں اور دنیا کے باقی مسلمان کلمہ پڑھتے ہیں تو اس وقت محمد رسول اللہ (ﷺ) سے مراد صرف محمد رسول اللہ (ﷺ) ہوتے ہیں۔ جس طرح ہم اللہ کی ذات کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھیراتے، وہ توحید میں وحدہ لا شريك له ہیں، اور نبوت میں محمد (ﷺ) وحدہ لا شريك له ہیں۔ شریک خدا بھی کوئی نہیں اور رسول اللہ (ﷺ) کا بھی شریک کوئی نہیں۔ لیکن مرزائیوں کے نزدیک محمد رسول اللہ (ﷺ) کے مفہوم میں مرزا غلام احمد قادیانی بھی شریک ہیں۔ تو نتیجہ یہ نکلا کہ جس وقت مرزائی کلمہ پڑھتے ہیں تو اس وقت اس کے مفہوم میں مرزا غلام احمد قادیانی بھی شریک ہیں۔ ہمارے نزدیک شامل تو درکنار! اس کی شمولیت کے تصور کو بھی ہم کفر قرار دیتے ہیں۔ تو معلوم ہوا کہ ہمارا کلمہ اور ہے اور مرزائیوں کا کلمہ اور ہے۔ اگر وہ کہیں کہ ہم بھی کلمہ پڑھتے ہیں ہمیں کافر مت کہو؟ تو ہم دو لفظی جواب دے سکتے ہیں کہ ''ہم بھی کلمہ پڑھتے ہیں۔''

مرزا بشیر احمد ایم اے نے ''کلمة الفصل'' میں لکھا ہے کہ ''ہر ایک شخص جو موسیٰ (علیہ السلام) کو تو مانتا ہے مگر عیسیٰ (علیہ السلام) کو نہیں مانتا یا عیسیٰ (علیہ السلام) کو مانتا ہے مگر محمد (ﷺ) کو نہیں مانتا یا محمد (ﷺ) کو تو مانتا ہے مگر مسیح موعود کو نہیں مانتا وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔'' (کلمۃ الفصل ص۱۱۰)

مرزا کا منکر کافر ہی نہیں بلکہ پکا کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج ہے

دیکھئے! مرزائیوں کے نزدیک جس طرح حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کا منکر کافر ہے اور عیسیٰ (علیہ السلام) کا منکر کافر ہے اور جس طرح حضرت محمد (ﷺ) کا منکر کافر ہے اسی طرح مرزا کا منکر بھی کافر ہے۔ بلکہ پکا کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔(معاذ اللّٰہ، استغفر اللّٰہ)

مرزائی مسلمانوں کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے

یہ بہت معروف مسئلہ ہے کہ مرزائی مسلمانوں کے پیچھے کبھی بھی نماز نہیں پڑھتے، حتیٰ کے جس وقت بانئ پاکستان ''محمد علی جناح'' فوت ہوئے، علامہ شبیر احمد عثمانیؒ نے ان کی جنازہ کی نماز پڑھائی تھی، تو ''ظفر اللہ قادیانی'' نے جنازہ کی نماز نہیں پڑھی تھی۔ یہ کہہ کر نہیں پڑھی تھی کہ قائداعظم مسلمان ہے تو میں کافر ہوں۔ اگر میں مسلمان ہوں تو یہ کافر ہے۔ موجود ہونے کے باوجود، کھڑا رہا مگر جنازہ میں شریک نہیں ہوا۔ اور ان کے حوالے بھی موجود ہیں کہ غیر احمدی کے پیچھے نماز نہیں پڑھنی چاہیئے۔

بقول ''مرزا بشیر الدین'' قادیانی مسلمانوں کے بچوں کے جنازہ میں شریک نہیں ہوسکتے

کسی نے پوچھا کہ یہ بڑی عمر کے مسلمان ہیں اگر یہ فوت ہو جائیں تو ہم ان کے جنازے نہ پڑھیں یہ ٹھیک ہے کہ یہ لوگ مرزا کو نہیں مانتے، مگر چھوٹے چھوٹے بچے فوت ہو جائیں تو ہم ان کے جنازہ میں شریک ہوسکتے ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ ''جس طرح ہم ہندوؤں اور عیسائیوں کے جنازہ میں شریک نہیں ہوسکتے اسی طرح ہم مسلمانوں کے بچوں کے جنازہ میں بھی شریک نہیں ہوسکتے۔'' (انوار خلافت از مرزا بشیر الدین ص ۹۳)

مرزائیوں کی شرعی حیثیت آپ حضرات سے بیان کرنا چاہتا ہوں

ان کا حکم کافروں والا ہے یا مرتدوں والا ہے یا کوئی اور؟ ایک تو بڑی سادہ سی بات ہے کہ جو لوگ پہلے سے مسلمان تھے اور پھر انہوں نے مرزا غلام احمد قادیانی کو مانا، پھر مرزائی ہوئے تو وہ مرتد ہیں۔ اس میں تو کوئی کلام نہیں۔ باقی جو مرزائی ہیں، آیا وہ مرتد ہیں یا کافر؟ ظاہر بات ہے

کہ مرتد کی جو اولاد ہوتی ہے وہ کافر ہوتی ہے لیکن یہ جتنے مرزائی ہیں یہ صرف کافر ہی نہیں بلکہ زندیق ہیں۔

زندیق کی توبہ بھی قابل قبول نہیں

''اکفار الملحدین ''میں حضرت مولانا سید انور شاہ صاحب کشمیریؒ نے بڑی صراحت کے ساتھ بہت سارے حوالجات سلف صالحین سے نقل کئے ہیں کہ جو زندیق ہوتا ہے وہ بھی مرتد کے حکم میں ہوتا ہے۔ بلکہ مرتد سے بھی زیادہ سزا کے اعتبار سے سخت ہے۔اس لئے کہ مرتد کو تین دن تک مہلت دی جاتی ہے۔(بعض علماء نے لکھا ہے کہ زندیق کی توبہ بھی قبول نہیں)، مرتد کے متعلق گنجائش ہے کہ تین دن کی مہلت دی جائے، اگر وہ اپنے عقائد سے رجوع کر لے تو اس کی توبہ قبول ہوگی۔ جب وہ اصرار کرے یعنی اپنے عقائد باطلہ سے رجوع نہ کرے تو اس کو قتل کردیا جائے۔لیکن زندیق کے متعلق حضرت مولانا سید انور شاہ کشمیریؒ نے سلف صالحین کے اقوال نقل کئے ہیں کہ زندیق کی توبہ قابل قبول نہیں۔

مرزائیوں نے شریعت محمدیہ کی ایسی تاؑ ویلیں کیں جو شیطان کو بھی نہ سوجھی ہوں گی

بعض حضرات نے لکھا ہے کہ گرفتار ہونے سے پہلے توبہ کرلیتا ہے تو قبول ہے، اگر گرفتاری کے وقت توبہ کرتا ہے تو وہ قبول نہیں کی جائے گی بلکہ اسے قتل کیا جائے گا۔بعض علماء نے صراحت کی ہے کہ زندیق کی توبہ سرے سے قبول ہی نہیں۔ یہ قادیانی جتنے ہیں سب زندیق ہیں اور یہ شریعت محمدیہ کی ایسی تاویلیں کرتے ہیں کہ جو شیطان کو بھی نہ سوجھی ہوں گی۔یعنی صاحب شریعت (ﷺ) کی مراد کچھ ہوتی ہے اور یہ کچھ اور مراد لیتے ہیں، یہ ان کی کھلی بغاوت ہے۔

مرزائیوں کو غیر مسلم قرار دینے کا مطالبہ قانونی تھا' شرعی مطالبہ نہ تھا

ان کو غیر مسلم قرار دینے کے لئے ہمارے پاکستان میں جتنے آرڈیننس ہوئے یہ علماء کا مطالبہ نہ تھا اور نہ یہ اسلام کا مطالبہ ہے کہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے تا کہ یہ غیر مسلم ہونے کے باوجود مسلم کے حقوق پر ڈاکہ نہ ڈالیں، ان کو ہم سے علیحدہ قرار دیا جائے۔'' علامہ اقبالؒ' کا یہ ایک قانونی مطالبہ تھا شرعی مطالبہ نہ تھا۔

اسلام کا مطالبہ وہی ہے جو سیدنا ابوبکر صدیقؓ نے مسیلمہ کذاب کے ساتھ کیا

چونکہ پاکستان بننے کے بعد بدنصیبی سے وہ حضرات اقتدار میں آئے جن کے ذہنوں پر انگریزوں کی چھاپ تھی، انگریزی ذہنیت کی وہ پیداوار تھے۔ اس لئے مجبوراً علماء کو ان کے سامنے وہی مطالبات رکھنا پڑے جو ''علامہ اقبال مرحوم'' نے انگریزوں کے سامنے رکھے تھے۔ ورنہ یہ اسلام کا مطالبہ نہیں ہے کہ قادیانیوں کو غیرمسلم اقلیت قرار دیا جائے۔ اسلام کا مطالبہ اور فیصلہ صرف اور صرف وہی ہے جو سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مسیلمہ کذاب کے ساتھ کیا تھا۔

تو ہم نے قادیانیوں سے پاکستان میں یہ درخواست کی کہ یہ ''جنرل ضیاء الحق'' کا آرڈیننس ہے۔ ضیائی آرڈیننس ہے، اور یہ مان لو ورنہ مصطفائی آرڈیننس آئے گا تو یہی ہوگا کہ من بدل دینه فاقتلوه۔ اس کے علاوہ کوئی تیسرا راستہ نہیں۔

بین الاقوامی قانون ہے کہ باغی کی سزا موت ہے

میں نے مولانا محمد علی جالندھریؒ کا تذکرہ بارہا آپ حضرات کے سامنے کیا ہے۔ مولانا سے ایک انگریز نے کہا تھا کہ مرتد کی سزا قتل کیوں ہے؟ تو جواب میں مولانا جالندھریؒ نے فرمایا: یہ تو بین الاقوامی قانون ہے۔ تو انگریز نے کہا کہ کس طرح؟ مولانا نے کہا: ساری کائنات اس قانون کو مانتی ہے۔ روس، امریکہ اور چائنا سب اس کو تسلیم کرتے ہیں کہ مرتد کو قتل کردیا جائے۔ ایک آدمی تحقیق اور مطالعہ کرکے یہ نتیجہ اخذ کرتا ہے کہ وقت کی حکومت غلط ہے۔ اور وہ اس کے خلاف بغاوت کردے تو آپ کے نزدیک اس کی سزا کیا ہے؟ تو انگریز نے کہا: مولانا باغی کی سزا تو قتل ہے؟۔ مولانا نے فرمایا: تمہارے نزدیک باغی کی سزا قتل ہے اسی طرح ہمارے نزدیک اسلام اور محمد مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے باغی کی سزا موت ہے۔

اپنی ذات پر زد پڑتی ہے تو تنگ نظری نظر آتی ہے

ارتداد خدا اور مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے بغاوت کا دوسرا نام ہے۔ آج کل کا پتہ نہیں! نئے تعلیم یافتہ حضرات ہیں۔ پتہ نہیں یہ اس سے کیوں چڑتے ہیں حالانکہ اس کے یہاں بھی یہی قانون مسلم ہے۔ حکومت کا کوئی باغی ہو تو وہ کہیں گے کہ اس کی سزا موت ہے۔ اگر کوئی خدا کا باغی ہے تو اس کے متعلق کہیں گے کہ یہ بڑی تنگ نظری ہے۔ اپنی ذات پر زد پڑتی ہے تو تنگ نظری نظر آتی ہے۔ اگر دین پر زد پڑتی ہے۔ پیدا کرنے والے کے خلاف بغاوت سر اٹھاتی

ہےتو اس کے متعلق فیصلہ ہوتا ہے کہ یہ علماء کی بڑی تنگ نظری ہے۔نعوذ باللہ۔

نوٹ: یہ ایک مستقل بحث ہے مرزا قادیانی کی پیشین گوئیوں کے بارے میں،اس کے متعلق مستقل کتابیں لکھی گئی ہیں۔اور یہ سب پیشین گوئیاں جھوٹی نکلی ہیں۔میں تفصیلات میں جانا نہیں چاہتا وہ سب آپ حضرات کو معلوم ہیں تو وقت ضائع کئے بغیر ہم اگلی بحث شروع کرتے ہیں۔

مرزا غلام احمد کی قابلیت

آپ حضرات توجہ فرمائیں۔مرزا قادیانی کہتا ہے:

مگر بخدا! یہ سچ اور بالکل سچ ہے اور قسم ہے مجھے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے!''درحقیقت مجھ میں کوئی علمی اور عملی خوبی یا ذہانت اور دانشمندی کی لیاقت نہیں۔''

(ازالہ اوہام ص۱۵،خزائن جلد۳ص ۶۳۵)

یہ قسم اٹھا کر کہتا ہے کہ مجھ میں کوئی دانشمندی عقلمندی نہیں،اور آگے کہتا ہے: درحقیقت یعنی یہ نہیں کہ میں کوئی کسر نفسی کر رہا ہوں،کسر نفسی بھی نہیں کہتا۔درحقیقت،کہتا ہے۔بخدا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے! مجھ میں کوئی لیاقت نہیں،جب لیاقت نہیں تو لال بجھکڑ ہوا،لال بجھکڑ بھی نبی ہوسکتا ہے؟ مرزا قادیانی کی کتاب''حمامتہ البشریٰ''کا ایک حوالہ ملاحظہ ہو:''والقسم یدل علیٰ ان الخبر محمول علیٰ الظاھر''صرف ایک جملہ لکھا کہ قسم ظاہر پر دلالت کرتی ہے۔ (حمامتہ البشریٰ ص۱۴حاشیہ،خزائن جلد۷ص ۱۹۲)

مکہ ومدینہ کی چھاتیوں کا دودھ خشک ہوگیا ہے

قادیانی جماعت کا سالانہ جلسہ ہر سال ہوا کرتا تھا،اس سالانہ جلسہ کو قادیانی حضرات ''ظلی حج'' کہتے ہیں۔مرزا بشیرالدین کی ایک کتاب ہے۔''حقیقت الرؤیا''اس کے اندر یہ لکھا ہوا ہے کہ'' مکہ اور مدینہ کی چھاتیوں کا دودھ خشک ہوگیا ہے،جس آدمی کو اب تازہ دودھ کی ضرورت ہے وہ قادیان کے ساتھ رابطہ رکھے۔''نعوذ باللہ۔ان کے سالانہ جلسہ کی جو کیفیت ہے وہ حج جیسی ہوتی ہے،چنانچہ حاجی صاحبان ظہر وعصر کی نماز اکٹھی کرکے پڑھتے ہیں، اور مغرب اور عشاء بھی۔

قادیانی بھی اپنے سالانہ جلسہ میں اپنے گھر ہوتے ہوئے بھی اپنی عبادت گاہ میں جمع بین الصلوٰتین کرتے ہیں۔صرف حج کی نقل اتارتے ہیں۔اور باقاعدہ ان کا ٹائم ٹیبل

چھپا ہوا ہوتا ہے۔
اور مقیم ان کا امام ہوتا ہے، ان کے گھر سے مرزائی واڑہ جو چند گز کے فاصلہ پر ہوتا ہے بد بخت نماز پڑھاتا ہے۔

ملت اسلامیہ سڑا ہوا گوشت اور دودھ ہے

مرزا محمود قادیانی کہتا ہے: ان لوگوں کو ایسے حالات کے ساتھ ملانا، تعلق رکھنا ایسا ہے جیسا کہ عمدہ گوشت و دودھ میں سڑا ہوا گوشت و دودھ ڈال دیں۔ اس لئے ہماری جماعت ان لوگوں کے ساتھ کسی طرح کا تعلق نہیں رکھ سکتی۔ اور نہ ہمیں ایسے تعلق کی حاجت ہے۔ یعنی مرزائیوں کے نزدیک ملت اسلامیہ سڑا ہوا گوشت ہے اور مرزائی جو ہیں وہ تازہ گوشت اور دودھ ہیں۔ تو اس میں جو حوالہ ہے وہ میں عرض کرنا چاہتا ہوں۔

علامہ اقبالؒ کے بے شمار حوالجات ہیں

(علامہ اقبالؒ نے اتنا کام کیا کہ مرزائی چیخ اُٹھے)

اس میں ہے کہ ''علامہ اقبالؒ'' کے والد ''شیخ نور محمد'' نامی تھے، وہ مرزائی ہو گئے تھے۔ بعد میں اللہ کے فضل سے ''علامہ اقبالؒ'' کے کہنے پر سمجھانے پر توبہ کر لی، اور مسلمان ہو گئے تھے اور علامہ کو بھی اس وقت مسئلہ سمجھ میں آیا جب علامہ سید انور شاہ کشمیریؒ نے سمجھایا تھا۔ پھر ''علامہ اقبالؒ'' نے اتنا کام کیا، اتنا کام کیا کہ مرزائی چیخ اٹھے۔ خود مرزائی لکھتے ہیں: پڑھے لکھے طبقہ میں جتنی نفرت پیدا کی گئی وہ سب علامہ کی پیدا کردہ ہے۔ (سیرۃ المہدی سوم ص ۲۵۰) اور علامہ کشمیریؒ کا یہ صدقہ ہے۔ اللہ ان کی قبروں پر رحمت کی بارش نازل فرمائیں۔ آمین!

''علامہ اقبالؒ'' کے والد کو کہا: آپ کا نام صرف جماعت سے نہیں بلکہ اسلام سے کاٹ دیا گیا

یہ شیخ نور محمد نے جب مرزا قادیانی کو اعتدال سے خط لکھا کہ اب میں بوڑھا اور کمزور ہو گیا ہوں آپ کے ساتھ، جماعت کے ساتھ تعلق نہیں رکھ سکتا، تو مرزا قادیانی نے یہ جواب دیا کہ (شیخ نور محمد نے لکھا تھا کہ جماعت سے میرا نام کاٹ دیا جائے) صرف جماعت سے تیرا نام نہیں کاٹا بلکہ اسلام سے تیرا نام کاٹ دیا۔ یہ جو ان کی عبارت ہے میں پڑھ کر سنا دیتا ہوں۔

''مرزا بشیر احمد ایم اے'' نے سیرۃ المہدی میں تفصیل سے لکھا ہے۔ملاحظہ فرمائیں:

جیسی روح ویسے فرشتے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

''منشی محمد اسماعیل صاحب سیالکوٹی نے مجھ سے بیان کیا کہ ڈاکٹر سر محمد اقبال جو سیالکوٹ کے رہنے والے تھے،ان کے والد کا نام شیخ نور محمد تھا،جن کو عام لوگ شیخ نتھو کہہ کر پکارتے تھے۔شیخ نور محمد صاحب نے غالباً ۱۸۹۱یا۱۸۹۲عیسوی میں مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم اور سید حامد شاہ صاحب مرحوم کی تحریک پر حضرت مسیح موعود کی بیعت کی تھی۔'' (یہ مولوی عبدالکریم مرزا قادیانی کا امام الصلوٰۃ تھا۔ذکر حبیب میں اس کا حوالہ موجود ہے دیکھئے!ص۲۴،۲۵)

(ان کا حلیہ یہ لکھا گیا کہ ان کا قد چھوٹا اور بدن موٹا تھا۔کیا خوبصورت گول دیکھائی دیتا ہوگا۔ایک آنکھ سے کانے تھے اور ایک بازو نہیں تھا۔منھ کے اوپر ماتا کے داغ تھے۔پیٹ آگے کو نکلا ہوا تھا۔پیٹ آگے کو نکلا ہوا ہو،منھ کے اوپر ماتا کے داغ ہوں،ایک آنکھ نہ ہو اور ایک ہاتھ بھی نہ دارد،قد چھوٹا اور جسم موٹا،آپ اندازہ لگائیں کہ چلتا پھرتا اس کائنات میں اللہ رب العزت کی طرف سے بھینسا کی کوئی قسم بنا کر پیدا کیا گیا ہوگا اور ادھر سے امام الصلوٰۃ۔وہ مثال مشہور ہے کہ جیسی روح ویسے فرشتے۔یہ جس طرح کے نبی تھے اللہ رب العزت نے امام بھی ایسا ہی نصیب فرمایا تھا۔نبی بھی چلتا پھرتا کارٹون تھا اور ان کا امام بھی چلتا پھرتا کارٹون۔اچھا خاصا بدمعاش!)

''ان دنوں سر محمد اقبال سکول میں پڑھتے تھے اور اپنے باپ کی بیعت کے بعد اپنے آپ کو احمدیت میں شمار کرتے تھے۔اور حضرت مسیح موعود (مرزا مردود) کے معتقد تھے۔اور چونکہ سر کو بچپن سے ہی شعر وشاعری کا شوق تھا اس لئے ان دنوں میں انہوں نے سعداللہ لدھیانوی کے خلاف حضرت مسیح موعود کی تائید میں ایک نظم بھی لکھی تھی۔مگر اس کے چند سال بعد جب سر اقبال کالج میں پہنچے تو ان کے خیالات میں تبدیلی آ گئی۔

انہوں نے اپنے باپ کو بھی سمجھا بجھا کر احمدیت سے منحرف کر دیا۔چنانچہ شیخ نور محمد صاحب نے حضرت مسیح موعود کی خدمت میں ایک خط لکھا کہ جس میں یہ تحریر کیا کہ سیالکوٹ کی جماعت چونکہ نوجوانوں کی جماعت ہے اور میں بوڑھا آدمی ان کے ساتھ چل نہیں سکتا۔لہٰذا آپ

میرا نام اس جماعت سے الگ رکھیں۔اس پر حضرت صاحب کا جواب میر حامد شاہ صاحب مرحوم کے نام گیا، جس میں لکھا تھا کہ شیخ نور محمد کو کہہ دیویں کہ وہ جماعت سے ہی الگ نہیں بلکہ اسلام سے بھی الگ ہیں۔“ (سیرۃ المہدی حصہ سوم ص ۲۴۹، روایت نمبر ۸۵۸)

گویا مرزائیوں کے نزدیک جو شخص مرزائی نہیں ہے وہ مسلمان نہیں ہے۔یہ ہے بد بخت مرزا کی کہانی خود اس کی زبانی۔

میرے مرید جانوروں سے بھی بدتر ہیں

مرزا غلام احمد قادیانی اپنی جماعت کا سالانہ اجتماع کیا کرتا تھا، ایک دفعہ کسی وجہ سے یہ سالانہ اجلاس ملتوی کر دیا، جلسہ ملتوی کرنے کے لئے اس نے اشتہار چھاپا، اس اشتہار کی چند سطریں میں آپ حضرات کی خدمت میں عرض کرتا ہوں۔اس سے مرزائیوں کے باقی حالات کا اندازہ لگ سکے گا۔

کہتا ہے:”میرے مرید اتنے بد اخلاق ہو گئے ہیں کہ میں ان کو چھوڑ کر جنگل میں درندوں کے ساتھ جا کر رہوں۔“یعنی مرتے وقت یہ بے ایمان اپنے مریدوں کو یہ سند دیکر جا رہا ہے کہ یہ درندوں سے بھی بدتر ہیں۔حضور (ﷺ) اپنے صحابہ (رضوان اللہ علیہم اجمعین) کے متعلق فرماتے تھے: اصحابی کالنجوم الخ اور یہ قادیانی کہہ رہا ہے: میرے مرید جانوروں سے بھی بدتر ہیں۔تو یہ ایسا ہے جیسی روح ویسے فرشتے!۔

مرزائیوں کی بداخلاقی کے چند نمونے خود مرزا کی زبانی

”مگر میں دیکھتا ہوں کہ یہ ہماری جماعت کے بعض لوگوں میں ایسے بدتہذیب ہیں کہ اگر ایک بھائی ضد سے اس کی چارپائی پر بیٹھتا ہے تو سختی سے وہ اسے اٹھانا چاہتا ہے۔اگر وہ نہیں اٹھتا تو وہ چارپائی کو الٹ دیتا ہے۔اور اس کو نیچے گراتا ہے۔پھر دوسرا بھی فرق نہیں کرتا اور وہ اس کو گندی گالیاں دیتا ہے۔اور تمام بخارات نکالتا ہے۔یہ حالات ہیں جو میں اس جماعت میں مشاہدہ کر رہا ہوں۔دل کباب ہوتا ہے، جلتا ہے۔اور بے اختیار دل میں یہ خواہش پیدا ہوتی ہے کہ اگر میں درندوں میں رہوں تو اس بنی آدم سے اچھا رہوں۔میں کس خوشی میں لوگوں کو جلسہ کے لئے اکٹھا کروں۔“

(از اشتہار التواء جلسہ، ۲۷؍دسمبر ۱۸۹۳ء، میلادی، ملحقہ شہادۃ القرآن ص ۱۰۰،۱۰۱، خزائن جلد ۶ ص ۳۹۶،۳۹۷)

برتن سے وہی ٹپکتا ہے جو اس میں ہوتا ہے

کہتے ہیں: ہر چیز اپنی اصل کی طرف لوٹتی ہے، تو چونکہ یہ خود درندہ صفت تھا اس لئے اسے درندوں سے محبت تھی، بارہا اس کا دل بے اختیار چاہتا تھا کہ اے کاش کہ میں ان مریدوں کی بجائے خنزیروں کے پاس رہوں۔ (اشتہار التوائے جلسہ ملحقہ شہادۃ القرآن) مرزا غلام احمد کا' اس نبی کا دل بے اختیار چاہتا تھا کہ میں خنزیروں کے پاس رہوں۔ توبہ! استغفراللہ!

۱...... آج کل ہمارے پڑھے لکھے لوگ بہت کہتے ہیں: مرزائی بڑے اخلاق والے ہیں، مولوی صاحب! قربان جایئے کہ مرزائی بڑے اخلاق والے ہیں۔ مولوی بہت جلدی غصہ ہو جاتے ہیں، یہ ان کو ان کا نبی سند دے رہا ہے۔ جس کو آپ اخلاق والے کہتے ہیں۔

چور جس وقت آئے گا نرمی کے ساتھ آئے گا

۲...... اگر مرزائی کسی وجہ سے مسلمانوں کے ساتھ نرمی کرتے ہیں اور ہم لوگ کسی وجہ سے گرمی کرتے ہیں تو اس کی وجہ یہ ہے کہ چور جس وقت بھی آئے گا نرمی کے ساتھ آئے گا، اور جس کی چوری ہوتی ہے وہ بے چارہ چیختا چلاتا ہے۔ چونکہ مرزائی ہماری متاع عزیز ایمان کو لوٹنا چاہتے ہیں جس سے ہمیں تکلیف ہوتی ہے، ہمارا مال (ایمان) لوٹا جا رہا ہے ہمیں چیخنا چلانا پڑتا ہے، کیونکہ وہ ڈاکو ہیں اس لئے وہ نرمی کرتے ہیں، چور کبھی نہیں اکڑتا، بلی کی طرح ہمیشہ نرم رہے گا، اور جس کا مال ہوتا ہے اس کو صدمہ ہوتا ہے اس لئے وہ چلاتا ہے چیختا ہے۔

مرزائی جس کو اخلاق کہتے ہیں حقیقت میں وہ بے غیرتی ہے

دوسرا یہ کہنا کہ مولوی صاحب! مرزائی اتنے اخلاق والے ہیں۔ میں نے بیٹھ کر گفتگو کی۔ مرزا غلام احمد کو گالیاں نکال کر دی۔ تو بھی اس کے ماتھے پر شکن نہ پڑی۔ یہ جس چیز کا نام آپ اخلاق رکھتے ہیں یہ اخلاق نہیں، اس کو بے غیرتی کہا جاتا ہے۔ کسی گنہگار سے گنہگار مسلمان کے سامنے حضور (ﷺ) کی توہین ہو، خدا کی قسم مرجائے گا لیکن اپنے نبی (ﷺ) کی توہین برداشت نہیں کرے گا۔ مرزائی ان کے سامنے ان کے نبی کی توہین ہو اور ان کی پیشانی پر بل نہ پڑے، آپ چاہیں اسے اخلاق کہیں ہمارے نزدیک بے غیرتی ہے۔ غیرت کا تقاضا یہ ہے کہ انسان مرجائے لیکن اپنے نبی کی توہین برداشت نہ کرے۔

مرزا غلام احمد کے جھوٹے ہونے کی ایک دلیل

مرزا غلام احمد کے جھوٹے ہونے کی دلیل یہ ہے کہ اس کے ماننے والوں کے سامنے اس کی ملاحی سنائی جاتی ہے مگر ان کے چہرے پر کوئی بل نہیں پڑتا۔ ورنہ سچے نبی کے ماننے والے اپنے سچے نبی کی توہین برداشت نہیں کر سکتے تھے اور نہ کر سکتے ہیں۔ نبی کا سب سے پہلا کام یہ ہوتا ہے کہ قوم کے اندر غیرت اجاگر کرتا ہے۔ چونکہ وہ بے ایمان اور بے غیرت تھا اس لئے اس کے سارے ماننے والے بے غیرت ہیں۔

مرزا غلام احمد قادیانی کے فرشتوں کے اسماء گرامی

(۱) انگریز فرشتہ۔ (تذکرہ ص ۳۱، ۵۹۳) (۲) مٹھن لال فرشتہ۔ (تذکرہ ص ۵۶۱) (۳) شیر علی فرشتہ۔ (تذکرہ ص ۳۱) (۴) حاکم فرشتہ۔ (تذکرہ ص ۱۶، ۵۱۷) (۵) غلام قادر فرشتہ۔ (تذکرہ ص ۶۷۶، ۱۸۸) (۶) دس سالہ فرشتہ۔ (تذکرہ ص ۱۷، ۱۸، ۷۵۷) (۷) خونی فرشتہ۔ (تذکرہ ص ۷۷۲) (۸) قصاب فرشتہ۔ (تذکرہ ص ۱۸، ۱۹) (۹) سیٹھ عبدالرحمٰن فرشتہ۔ (تذکرہ ص ۲۸۹) (۱۰) مردمی کی دوائی دینے والا فرشتہ۔ (تذکرہ ۱۲۴) (۱۱) خیراتی فرشتہ۔ (تذکرہ ص ۲۹) (۱۲) ٹی چی فرشتہ۔ (تذکرہ ص ۵۲۸)

ان فرشتوں کے تذکرہ کے وقت حضرت نے حواشی کے طور پر چند باتیں بیان کی ہے وہ یہ ہیں:

۱...... ویسے میں آپ حضرات سے پوچھتا ہوں: جب فرشتہ انگریز ہوگا تو آپ کیا ہوگا؟ (مولانا مفتی موسیٰ بدات صاحب دامت فیوضھم نے خوب کہا: ان کا خون سفید ہوگیا ہے!)

گندگی آپ کے دماغ کو ماؤف کرے گی

لیکن قادیانیت ایمان کو فالج زدہ کر دے گی

۲...... آپ حضرات سوچتے ہوں گے کہ کیا یہ واقعی کارٹون تھا یا نہیں؟ میں الزام نہیں لگاتا یہ بالکل حقیقت ہے کہ وہ کارٹون تھا۔ آپ حضرات مرزائیوں کے خلاف اتنی نفرت پیدا کریں کہ مرزائی ایک گالی بن جائے۔ آپ حضرات جو یہ بات کرتے ہیں کہ جانے میں کیا حرج ہے جا کر چلے آتے ہیں۔ بس چیک کرنے جاتے ہیں۔ کبھی کوئی گندگی کو بھی چیک کرنے کے لئے ہاتھ ڈالتا

ہے، چلو چیک کر لیتے ہیں آیا گندگی ہے یا اور کوئی چیز؟ جس طرح گندگی انتہائی نفرت کی چیز ہے قادیانیت اس سے بڑھ کر نفرت کی چیز ہونی چاہئے۔ گندگی آپ کے دماغ کو ماؤف کرے گی لیکن قادیانیت آپ کے ایمان کو فالج زدہ کر دے گی۔ گندگی سے انسان کو فطری نفرت ہوتی ہے اس سے بڑھ کر ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ اس سے زیادہ مرزائیت سے نفرت ہونی چاہئے۔ اللہ محفوظ فرمائیں۔ مرزائیت کے متعلق دل میں ذرہ برابر نرم گوشہ نہیں ہونا چاہئے۔ جس شخص کے دل میں مرزائیوں کے متعلق نرم گوشہ ہے وہ سمجھے کہ میرا ایمان کمزور ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی محبت کا تقاضا یہ ہے کہ آپ ﷺ کے دشمنوں کو ماں باپ کے دشمنوں سے زیادہ سمجھے۔ مولانا سید انور شاہ کشمیریؒ بار بار فرمایا کرتے تھے: مرزائیت سے، مرزا غلام احمد قادیانی سے جتنا بغض بڑھے گا اتنا ہی رسول اللہ ﷺ کا قرب بڑھے گا۔ جس طرح درود شریف پڑھنے سے ثواب ہوتا ہے اسی طرح مرزا قادیانی سے نفرت کرنے سے بھی ثواب ملے گا۔

سچے نبی و جھوٹے نبی کا فرق

۳...... مجھے جہاں تک یاد پڑتا ہے کہ بخاری شریف کی روایت ہے: حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کے پاس حضرت عزرائیل علیہ السلام آئے، تو انہوں نے تھپڑ مارا تو ان کی آنکھ کا ڈورہ باہر آ گیا۔ فرشتہ جس وقت اللہ کے نبی کے دروازہ پر جاتا ہے دروازہ کھٹکھٹا کر جاتا ہے۔ اجازت مانگ کر، سلام کہہ کر جاتا ہے۔ اور اسی طرح چلا جائے تو جان کے لالے پڑ جاتے ہیں۔ سچے نبی کے پاس فرشتہ جان لینے کے لئے جائے تو سلام کر کے اجازت لے کر، سر جھکائے جاتا ہے۔ جھوٹے نبی کے پاس جب جاتا ہے تو ٹٹی خانہ (استنجا خانہ) سے باہر نہیں نکلنے دیتا۔ ایسے ہی رگڑ دیوے (اس کی موت بیت الخلاء میں ہوئی تھی) خدا کی قسم! مولانا صاحب نبوت تو بہت دور کی بات ہے اس میں شریف انسان والی بات بھی نہیں تھی!۔

بقول حضرت درخواستیؒ خدا جب ناراض ہوتا ہے تو عقل چھین لیتا ہے

ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ ''ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی'' کو جب نوبل پرائز ملا تو ہمارے ایک بزرگ ساتھی دوڑے ہوئے آئے اور کہنے لگے: مولوی صاحب! یہ بات سمجھ میں نہیں آ رہی کہ اتنے بڑے پڑھے ہوئے لوگ ذہین حضرات ظفر اللہ قادیانی، ایم ایم احمد کیوں مرزا قادیانی کو مانتے ہیں؟

میں نے کہا: حضور! ہم سے کئی گنا ہندو پڑھے لکھے ہیں۔ اپنے ہاتھ سے بت بناتے ہیں، پھر بت کی شرم گاہ کے سامنے جھکتے ہیں۔ اپنے ہاتھ سے بت بناتے ہیں، پھر ان کی تعلیم کہاں جاتی ہے؟ مولانا محمد عبداللہ درخواستیؒ فرماتے ہیں: خدا جب ناراض ہوتا ہے عقل چھین لیتا ہے۔ یہ علم وغیرہ کی بات نہیں۔ ابوجہل سے بڑھ کر حکمت کا بادشاہ مکہ میں کون تھا؟ لیکن توفیق نصیب نہیں ہوئی! ہدایت کا محکمہ اور خزانہ خدا نے اپنے پاس رکھا ہے۔ یہ علم کی، ذہانت کی، دولت کی پابند نہیں۔ جو جتنا زیادہ علم والا ہوگا، مقدر یاوری کرے گا تو ہدایت نصیب ہوگی۔ دیکھئے! حضور ﷺ کے چچا ابوطالب کے لئے اللہ تعالیٰ نے فرمادیا: ’’انك لا تهدی من احببت ولكن الله يهدی من يشاء‘‘ کہ آپ جسے چاہیں ہدایت نہیں دے سکتے اور لیکن اللہ تعالیٰ جسے چاہتے ہیں ہدایت عطاء فرماتے ہیں۔

کینسر لا علاج مرض ہے، اسی طرح رسول اللہ ﷺ کی توہین بھی لا علاج مرض ہے

یہ جتنے مرزائی ہیں قدرت کی طرف سے ان کی عقل پر فالج پڑا ہوا ہے۔ علم کے باوجود حق و باطل کی تمیز نہیں۔ مرزائیوں میں بہت کم لوگ ہیں جن کو ہدایت نصیب ہوتی ہے۔ مرزائیوں میں دس پندرہ مثالیں موجود نہ ہوتیں تو ہم یہ تسلیم ہی نہ کرتے کہ مرزائیوں میں بھی کوئی مسلمان ہوتا ہے۔ مرزائی مسلمان نہیں ہوتا۔ کیوں؟ یہ رسول اللہ (ﷺ) کی متوازی جماعت ہے، آپ (ﷺ) کی مخالف ہے۔ جو مرزائی ہوتا ہے اس نے پہلے دن سے ہی رسول اللہ ﷺ سے بغاوت کرلی ہوتی ہے۔ حضور (ﷺ) کی بغاوت کی، مخالفت کی اور آپ (ﷺ) کی توہین کی مرزائیوں پر ایسی نحوست پڑتی ہے کہ ان کو ایمان کی توفیق نصیب نہیں ہوتی۔ جس طرح کینسر لا علاج مرض ہے اسی طرح رسول اللہ (ﷺ) کی توہین بھی لا علاج مرض ہے۔ اس مرض میں جو مبتلا ہو جائے اس کو پھر شفاء نصیب نہیں ہوتی۔ بہت کم قادیانی ہیں جن کو پھر ایمان کی دولت نصیب ہوئی ہے۔ ویسے بھی علماء نے مسئلہ لکھا ہے آپ حضرات اپنے اکابر سے مزید تفصیلات پوچھ سکتے ہیں۔

جس نبی کا فرشتہ جھوٹا ہو وہ نبی کتنا مقدس ہوگا

جو آدمی حضور (ﷺ) کی توہین کا ارتکاب کرے اس کے لئے کوئی معافی نہیں۔ سوائے اس کے کہ حضور (ﷺ) کے گنبد خضراء پر جاکے معافی مانگے۔ اگر اس کے لئے مقدر نہیں تو

اس کے لئے معافی کا کوئی چانس نہیں۔اس لئے مرزائیوں کو ایمان کی توفیق نہیں ہوتی۔

۴...... اس کے ٹی چی فرشتہ کے متعلق میں پہلے عرض کر چکا ہوں، مرزا کے فرشتہ کا کردار یہ تھا کہ یہ مرزا غلام احمد کے پاس آیا، مرزا صاحب نے پوچھا تمہارا نام کیا ہے؟ فرشتہ نے کہا: کچھ بھی نہیں، مرزا قادیانی نے کہا: کچھ تو ہوگا؟ تو فرشتہ نے فرمایا: میرا نام ٹی چی ہے۔اور معنی ہے ٹیچ کر کے بروقت پہنچنے والا! (حقیقت الوحی ص ۳۳۲، خزائن جلد ۲۲ ص ۳۴۶)

مجھے جب روپے پیسے کی ضرورت ہوتی ہے تو وہ مجھے بروقت پیسہ دے جاتا ہے۔اس پر مولانا لال حسین اخترؒ پکڑ کیا کرتے تھے: اگر اس کا نام کچھ نہیں تھا تو اس نے یہ کیوں کہا کہ میرا نام ٹی چی فرشتہ ہے؟ اگر اس کا نام ٹی چی تھا تو پہلی دفعہ یہ کیوں کہا کہ میرا نام کچھ نہیں؟ نام تھا، تو کچھ نہیں پھر کیوں کہا؟ اور نہیں تھا، تو ٹی چی کیوں بتایا؟ یا تو پہلے جھوٹ بولا یا بعد میں جھوٹ بولا؟! تو وہ نبی جس کے فرشتے جھوٹ بولتے ہیں وہ نبی کتنا مقدس ہوگا!

مرزا قادیانی کی کتاب ''تذکرہ'' میں ہے کہ کوئی شخص ہے میں اس سے کہتا ہوں کہ تم حساب کرلو، مگر وہ نہیں کرتا، اتنے میں ایک شخص آیا اور اس نے مجھے مٹھی بھر روپے دئے، اس کے بعد ایک اور شخص آیا، جو الٰہی بخش کی طرح ہے۔مگر انسان نہیں، فرشتہ معلوم ہوتا ہے، اس نے دونوں ہاتھ مٹھی بھر کے میری جھولی میں ڈالدئے۔وہ اس قدر ہوئے کہ میں اس کو گن نہیں سکتا تھا۔میں نے اس کا نام پوچھا تو اس نے کہا: میرا نام کچھ نہیں دوبارہ دریافت کرنے پر اس نے اپنا نام ٹی چی بتایا۔ (تذکرہ ص ۵۲۸)

خواب میں بھی سوائے روپئے پیسے کے کچھ نظر نہیں آتا

اچھا غور کریں کہ فرشتہ کا نام ٹی چی اور ماں کا نام گھسیٹی۔آپ حضرات ویسے ہی تمسخر کرتے ہیں کہ کتنی مقدس روحانیت کا مالک ہے۔یہ خواب میں بھی دنیا دیکھتا ہے۔روپے پیسوں کے ہی اس کو خواب آتے ہیں کہ جھولی بھر جائے۔خواب میں بھی سوائے روپیہ پیسہ کے اور کچھ نظر نہیں آتا۔معاذ اللہ، استغفر اللہ!

بقول مرزا جھوٹ بولنا گوہ کھانے کے برابر ہے

مرزا قادیانی اتنی کثرت سے جھوٹ بولتا تھا

میری درخواست سن لیں کہ جھوٹ بولنا اتنی بری چیز ہے کہ حضور (ﷺ) نے اس کو

منافق کی نشانی میں شمار کیا ہے۔اورقر آن مجید میں جھوٹ بولنے والوں کو اللہ کی رحمت سے دور بتایا ہے۔اور یہ اتنا برا ہے کہ کائنات میں رہنے والے جتنے انسان ہیں چاہے وہ کسی بھی مذہب وفرقہ سے تعلق رکھتے ہوں جھوٹ کو کوئی انسان اچھا نہیں سمجھتا۔خودمرزا قادیانی کہتا ہے: جھوٹ بولنا اور گوہ کھانا برابر ہے۔ (حقیقت الوحی ص ۲۰۶، خزائن جلد ۲۲ ص ۲۱۵) اس کے باوجود خود مرزا غلام احمد قادیانی اتنے تھوک سے جھوٹ بولا کرتے تھے کہ الامان و الحفیظ!

جھوٹے نبی نے بخاری کی طرف نسبت کر کے جھوٹ بولا تھا

”شہادت القرآن “اس کی کتاب ہے،اس میں وہ لکھتا ہے: بخاری شریف جواصح الکتب بعد کتاب اللہ ہے اس میں ہے کہ جس وقت حضرت مہدی (علیہ السلام) آئیں گے تو آسمان سے آواز آئے گی کہ ھذا خلیفۃ اللہ المھدی (شہادۃ القرآن ص ۴۱، خزائن جلد ۶ ص ۳۳۷) دنیا جہاں میں کسی بخاری شریف میں رہتی دنیا تک کوئی مائی کا لال قادیانی یہ حدیث نہیں دکھا سکتا تو ظاہر بات ہے کہ اس نے جھوٹ بولا!۔

حضرت مسیح موعود چودھویں صدی کے شروع میں پنجاب میں آئیں گے (جھوٹ کا پلندہ)

”ضمیمہ براہین احمدیہ“ میں ہے کہ احادیث صحیحہ میں آیا ہے کہ حضرت مسیح موعود چودھویں صدی کے شروع میں آئیں گے۔ (ضمیمہ براہین احمدیہ ص ۱۸۸، خزائن جلد ۲۱ ص ۳۵۹) اور یہ کہ پنجاب میں آئیں گے۔کائنات کی کسی صحیح حدیث کو چھوڑ کر حدیث میں بھی نہیں، صحیح حدیث کو چھوڑ کر کسی غیر صحیح حدیث میں بھی نہیں، جس میں یہ کہا گیا ہو کہ وہ چودھویں صدی کے شروع میں آئے گا۔اور یہ کہا گیا ہو کہ پنجاب میں آئیں گے۔رہتی دنیا تک کوئی ماں کا لال قادیانی زہر کا پیالہ پی لے گا مگر یہ حوالہ جات کسی حدیث کی کتاب میں نہیں دکھا سکتا۔مرزا غلام احمد قادیانی نے چودھویں صدی کے شروع میں آنے کا قصہ کیوں تراشا، کیونکہ خود چودھویں صدی میں ہوا ہے اور اس نے مسیح ہونے کا دعویٰ کیا،اور الزام حضور (ﷺ) کی طرف لگایا۔

مرزائیوں کی چند باطل تأویلیں

اب شرعی مسئلہ یہ ہے کہ احادیث کی رو سے جس وقت حضرت مسیح (علیہ السلام)

آئیں گے، حضرت مسیح (علیہ السلام) کے بعد تمام ادیان باطلہ مٹ جائیں گے الا ملة واحدة وھی الاسلام۔ مرزائی یہ کہتے ہیں: جس وقت حضرت مسیح (علیہ السلام) آئیں گے تو وہ شام میں اتریں گے، اگر وہ سعودیہ جائیں گے تو کیا پاسپورٹ اور ویزا لینے کی ضرورت ہوگی؟ اور دوسرا یہ کہ کیا زرمبادلہ حاصل کریں گے؟ یہ سب ان کی باطل تاویلیں ہیں۔ شریعت کے نقطۂ نظر سے اس وقت صرف اسلام کی حکومت ہوگی۔ کل کائنات میں صرف اسلام کی حکومت ہوگی۔ حضرت مسیح (علیہ السلام) اس حکومت کے روح رواں ہوں گے!۔ بادشاہ اپنے ملک کے کسی حصہ میں جاتا ہے تو نہ اسے پاسپورٹ کی ضرورت ہوتی ہے اور نہ اسے زرمبادلہ اور ویزا کی ضرورت ہوتی ہے!۔

کبھی مرزائی یہ کہتے ہیں: معاذ اللہ! حضرت مسیح (علیہ السلام) آسمانوں میں ہیں تو وہاں کھاتے کیا ہوں گے؟۔ کیا پیتے ہوں گے؟ اور ان کی حجامت بڑی ہوگئی ہوگی تو کون بناتا ہوگا؟ حضرت مسیح (علیہ السلام) پیشاب کہاں کرتے ہوں گے؟ اس قسم کی باتیں کرتے ہیں۔ یہ ان کی باتیں سب کی سب غلط ہیں۔

جس وقت دجال آئے گا تو تمام دنیا کے خزانوں پر قابض ہوگا

حضور (ﷺ) کی حدیث آپ کے سامنے میں متعدد بار بیان کرچکا ہوں کہ حضور (ﷺ) سے صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا تو آپ نے ارشاد فرمایا: جس وقت دجال آئے گا تو دنیا کے تمام خزانوں پر اس کا قبضہ ہوجائے گا، تو جولوگ اللہ اللہ کرنے والے ہیں ان کو کھانے پینے کی کوئی چیز نہیں ملے گی۔ اس لئے کہ سب کچھ اس کے پاس ہوگا۔ تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ جو مسلمان ہوں گے وہ کس طرح گزارا کریں گے؟ حضور (ﷺ) نے ارشاد فرمایا: ان کو وہ غذا کفایت کرے گی جو اہل سماء کی غذا ہے۔

صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: وہ کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: خدا کی تسبیح اور تقدیس ان کی غذا ہے۔ اور یہ تسبیح اور تقدیس آسمان والوں کی غذا ہے۔ تو جب حضرت مسیح (علیہ السلام) آسمان پر ہیں، اللہ کی حمد وثنا بیان کرتے ہیں وہی ان کی غذا کا کام دیتی ہے۔

مرزائی معراج نبوی کے منکر ہیں

۲...... حضرت مسیح علیہ السلام کے متعلق مرزائی جتنے بھی اعتراض کریں کہ وہ آسمانوں پر کس طرح گئے؟ آگے کرۂ زمہریر ہے، فلاں کرہ ہے وغیرہ۔ ایک کرہ ایسا ہے کہ آدمی وہاں جاتا ہے تو

جل جاتا ہے، اتنے اتنے کرے ہیں، حضرت مسیح کس طرح پہنچ گئے؟ (دیکھئے! ازالہ اوہام ص ۴۷، خزائن جلد ۳ ص ۱۲۶) ان کو جواب میں کہا جائے: جس طرح حضور اقدس (ﷺ) پہنچ گئے تھے۔ تو مرزائی جواب دیتے ہیں: حضور (ﷺ) معراج پر گئے ہی نہیں۔

مرزائی حضور (ﷺ) کی معراج کا اس لئے انکار کرتے ہیں کہ کہیں آسمانوں پر آنا جانا کسی کا ثابت نہ ہو جائے۔ اگر یہ آمد و رفت ثابت ہوگئی تو ہمارے لئے مشکل ہوگا، اس لئے حضور (ﷺ) کی معراج کا انکار کر دیا، مرزائی کہتے ہیں: وہ اعلیٰ درجہ کا کشف تھا، آپ (ﷺ) کو خواب میں معلوم ہوا کہ وہ آسمانوں پر گئے ہیں۔ نعوذ باللہ!

(دیکھئے! ازالہ اوہام ص ۴۷ حاشیہ، خزائن جلد ۳ ص ۱۲۶)

معراج نبوی اگر خواب ہوتا تو مشرکین کو سوال و اعتراض کرنے کی ضرورت کیوں پیش آتی

حالانکہ جس وقت آپ (ﷺ) واپس تشریف لائے ہیں تو مشرکین مکہ آپ (ﷺ) سے علامتیں اور نشانیاں طلب نہ کرتے۔ جب آپ (ﷺ) نے فرمایا: میں بیت المقدس گیا ہوں، آسمانوں پر جا کر آیا ہوں تو مشرکین نے کہا: آسمان تو ہم نے نہیں دیکھا مگر بیت المقدس دیکھا ہوا ہے، آپ بتائیں کہ بیت المقدس کی نشانیاں کیا کیا ہیں؟ آپ (ﷺ) فرماتے ہیں: میں جب گیا تو نشانیاں اور علامات گننے نہیں گیا تھا، میں اپنے کام سے گیا تھا، کام کیا اور روانہ ہوگیا۔ مثلاً: میں پانچ چھ روز سے آپ کی مسجد میں حاضر ہو رہا ہوں، کوئی مجھ سے پوچھے کہ مسجد کی کھڑکیاں کتنی ہیں؟ مسجد کے دروازے، کھڑکیاں، صفیں اور دیگر تفصیلات پوچھیں تو مجھے کیا معلوم؟ نہ مجھے اس کا علم ہے اور نہ میں اس مقصد کے لئے آیا ہوں۔

حضور (ﷺ) ارشاد فرماتے ہیں کہ مجھے کسی کے سوال سے اتنی تکلیف نہیں ہوئی جتنی اس سوال سے تکلیف ہوئی، روایت میں آتا ہے کہ حضور (ﷺ) نے پیشانی پر ہاتھ رکھا، آنکھیں بند کی، اللہ جل مجدہ نے کائنات کے سب دروازے کھول دئے، اور حضور (ﷺ) کو حکم ہوا کہ آنکھیں اٹھائیں، نظر اٹھانا آپ (ﷺ) کا کام ہے، پردے ہٹا کر بیت المقدس آپ (ﷺ) کے سامنے کر دینا ہمارا کام ہے۔ حضور (ﷺ) نے دیکھا اور کہا: آپ سوال کرتے جاؤ، میں جواب دئے جاتا ہوں اور ایسا ہی ہوا کہ مشرکین سوال کرتے گئے

اور آپ جواب عنایت فرماتے گئے۔

تو حضور (ﷺ) کا یہ واقعہ اگر خواب تھا تو مشرکین کو اعتراض کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ میں آپ حضرات کے انگلینڈ میں رہتے ہوئے پاکستان کا خواب دیکھتا رہتا ہوں!، آپ یہاں رہتے ہوئے تھانہ بھون کے خواب دیکھتے ہوں گے؟، تو اگر کوئی آدمی خواب دیکھے تو خواب میں تخیل تو کسی طرح بھی ہوسکتا ہے، اس پر کوئی اعتراض نہیں کرسکتا۔

حضور (ﷺ) کا دعویٰ یہ تھا کہ مجھے جسمانی معراج ہوئی ہے، تب ہی تو دشمنوں نے اعتراض کئے۔ تو مرزا غلام احمد قادیانی صرف اس لئے حضور (ﷺ) کی معراج کا انکار کرتا ہے کہ کہیں یہ ثابت نہ ہوجائے کہ حضور (ﷺ) گئے تھے، تو جس طرح رسول اللہ (ﷺ) جاکر آئے اسی طرح مسیح علیہ السلام گئے تھے، اور واپس آئیں گے۔ اسی وجہ سے مرزا نے معراج کے واقعہ کا انکار کیا۔ ان تمام اعتراضات کے جوابات کا حوالہ اور اس حوالہ کا نام ہم نے ایٹم بم رکھا ہے اور یہ سب سے پہلا الزامی جواب ہے۔

قادیانیوں کے بہت سے اعتراضوں کا خوب جواب

”حمامته البشریٰ، نور الحق “مرزا غلام احمد قادیانی کی کتابیں ہیں۔ جن میں لکھا ہے کہ حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کی حیات نص قرآن سے ثابت ہے اور وہ آسمان پر زندہ ہیں۔ (حمامتہ البشریٰ ص ۵۵، خزائن جلد ۷ ص ۲۲۱، نور الحق ص ۵۰، خزائن جلد ۸ ص ۶۹) تو ہمارا مرزائیوں کے لئے سب سے پہلے الزامی جواب یہ ہے کہ (میں یہ بحث نہیں کرتا کہ جس کے متعلق حضور (ﷺ) نے یہ فرمایا کہ یہ فوت ہوچکے تو وہ کہتا ہے زندہ ہے اور جس کے متعلق حضور (ﷺ) فرماتے ہیں کہ یہ زندہ ہے تو وہ کہتا ہے کہ فوت ہوچکے)

حضور (ﷺ) نے ارشاد فرمایا: اے لوگو! مجھے قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! یقیناً تم میں مسیح ابن مریم (علیہما السلام) نازل ہوں گے۔ حضور (ﷺ) نے قسم کھا کر فرمایا: مسیح (علیہ السلام) ضرور آئیں گے۔ (دیکھئے! بخاری جلد ا ص ۴۹۰) مرزا قادیانی حضور (ﷺ) کے مقابلہ میں قسم کھا کر کہتا ہے: حق کی قسم! مسیح ابن مریم (علیہما السلام) مرگیا۔ (ازالہ اوہام ص ۷۶۴، خزائن جلد ۳ ص ۵۱۳) اس طرح تقابل حضور (ﷺ) کے ساتھ کرتا تھا۔

اس وقت صرف اتنا استدلال کرنا مقصود ہے مسیح آسمانوں پر کیا کھاتے ہوں گے

وغیرہ؟ مرزائی جو یہ اعتراض کرتے ہیں ان کا یہی جواب ہے کہ جس طرح موسیٰ (علیہ السلام) گئے مسیح (علیہ السلام) بھی گئے۔موسیٰ (علیہ السلام) جو کھاتے ہوں گے وہی عیسیٰ (علیہ السلام) کھاتے ہوں گے وغیرہ تفصیلات جیسی موسیٰ (علیہ السلام) کی اسی طرح عیسیٰ (علیہ السلام) کی بتائی جائیں۔تو جو اعتراض مرزائی ہم پر کرتے ہیں وہی اعتراض ہم ان پر موسیٰ (علیہ السلام) کے بارے میں کرتے ہیں فما جوابکم فھو جوابنا ۔یہ ایک بھاری بھر کم حوالہ قادیانیوں کے بہت سارے اعتراضوں کا جواب ہے۔

سچا مسیح جھوٹے نبی کے منہ میں پیشاب کرتا ہے

ویسے قادیانیوں نے مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ کو کہا تھا: حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) پیشاب کہاں کرتے ہوں گے؟ بیت الخلاء آسمانوں پر کہاں بنی ہے؟ تو مولانا نے یہ جواب قادیانیوں کو دیا کہ اللہ تعالیٰ نے فلش سسٹم کا ایسا نظام قائم کردیا ہے کہ ہمیں نظر آئے یا نہ آئے مگر حضرت مسیح (علیہ السلام) جب پیشاب کرتے ہوں گے تو سیدھا مرزا غلام احمد قادیانی کی قبر میں جاتا ہے۔

آج کل سائنس کی دنیا اتنی ترقی کرگئی ہے کہ فضا میں طیارے کے اندر کوئی نقص واقع ہوجائے تو نیچے بیٹھے بیٹھے کمپیوٹر کے ذریعہ اس نقص کو دور کردیا جاتا ہے۔بظاہر کوئی چیز ہمیں نظر نہیں آتی ۔لیکن نظام ایسا ہے کہ دونوں کے مابین رابطہ موجود ہے

جب سائنس نے اتنی ترقی کرلی تو کیا اللہ رب العزت میں اتنی قدرت نہیں؟ مولانا کا جواب ہمیں سمجھ میں آتا ہے کہ اللہ رب العزت نے کوئی ایسا نظام قائم کیا ہے جو ہمیں نظر نہیں آتا مگر حضرت مسیح (علیہ السلام) جب بھی پیشاب کرتے ہوں گے تو وہ پیشاب سیدھا مرزا غلام احمد قادیانی کی قبر میں جاتا ہوگا تاکہ سچا مسیح (علیہ السلام) جھوٹے مسیح کے منہ میں پیشاب کرتا رہے۔

رسول اللہ ﷺ جس گلی سے گزرتے تھے وہ معطر ہوجاتی تھی

میں قربان جاؤں ! حضور (ﷺ) کے متعلق صحابہ ؓ ارشاد فرماتے ہیں : حضور (ﷺ) جب ہماری مجلس سے اٹھ کر تشریف لے جاتے تھے اور آپ (ﷺ) کو دیر ہوجاتی تھی اور کسی صحابیؓ کو آپ (ﷺ) کو تلاش کرنا مقصود ہوتا تھا تو باہر جا کر کسی سے پوچھنے کی ضرورت نہ پڑتی تھی۔اس لئے کہ جب حضور (ﷺ) کسی گلی سے گزر جاتے تھے تو وہ گلی اتنی معطر ہوجاتی تھی

کہ وہاں کی ہوا فضا بتاتی تھی کہ ابھی ابھی یہاں سے محمد عربی (ﷺ) گزرے ہیں۔

جھوٹا نبی مرزا دن میں سو سو بار پیشاب کرتا تھا

مرزا غلام احمد قادیانی دن میں سو مرتبہ پیشاب کرتا تھا۔ (دیکھئے! اربعین نمبر۴ ص۴، خزائن جلد۱۷ ص۴۷۱) ہمارے پاکستان کی حکومت چونکہ مقروض رہتی ہے، ہفتہ بچت مناتی ہے، میں نے مشورۃً بلدیہ والوں کو کہا: یہ ٹنکی جس سے آپ چھڑکاؤ کرتے ہو، ایک دو ہفتہ ٹنکی کھڑی کردو، پانی کی بچت ہوگی، پیٹرول کی بچت ہوگی۔ ربوہ موجودہ چناب نگر کی سڑکوں پر سے مرزا کو گزاردو چھڑکاؤ ہو جائے گا۔

جھوٹا نبی مرزا جدھر گزرتا گیا پیشاب کرتا گیا

حضور (ﷺ) جہاں گزر گئے، راستوں پر رنگ وخوشبو لاتے گئے، اور یہ جدھر سے گزرتا گیا پیشاب کرتا گیا، بدبو لاتا گیا۔ بدمعاش، نہ عقل تھی، نہ صورت تھی، نہ حیا تھی اور نہ شرم۔ اس کائنات اور دنیا کا سب سے ذلیل ترین انسان اور دعویٰ نبوت! استغفر اللّٰہ !۔ معاذ اللّٰہ! اللہ رب العزت آپ کو مجھ کو اس سے محفوظ رکھے۔ آمین۔ انشاء اللہ!

حضور ﷺ اصل تھے، میں ان کا ظل ہوں (نعوذ باللہ)

اس کے علاوہ حلول وتناسخ کا عقیدہ بھی رکھتے ہیں۔ کہتے ہیں: ہمارے سامنے شیشہ ہو ہم اصل ہیں اور شیشہ کے اندر کا جو عکس ہوتا ہے وہ ظل ہوتا ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی کہتا ہے: حضور (ﷺ) اصل تھے۔ میں ان کا ظل ہوں۔ نعوذ باللّٰہ ۔ پھر نبوت ورسالت کا دعویٰ کرتے ہوئے کہتا ہے: سچا خدا وہی خدا ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔

(دافع البلاء ص۱۱، خزائن جلد۱۸ ص۲۳۱، مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

وآخر دعوانا ان الحمد للّٰہ رب العالمین۔ والصلاۃ والسلام علی سید المرسلین وخاتم الانبیاء والمرسلین

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَٰكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ

دروس ختم نبوت

یعنی

مولانا اللہ وسایا صاحب

کے اسباق برائے تعارف قادیانیت

پانچواں درس ''قرآن پاک کا دیا ہوا نقشۂ نبوت اور مرزائیوں کے نزدیک معیار نبوت''

جوانہوں نے بروز بدھ مورخہ ۱۸؍ذی الحجہ ۱۴۰۵ ہجری مطابق مورخہ ۴؍ستمبر ۱۹۸۵ عیسوی کو ظہر کی نماز کے بعد انجمن زینت الاسلام ٹیلر اسٹریٹ باٹلی میں دیا تھا

ترتیب: مولانا محمد یوسف ماما اُستاذ الحدیث باٹلی

نظرثانی: مولانا منوّر حسین سورتی اُستاذ تحفیظ القرآن جامع مسجد بالہم لندن

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمدللّٰہ وکفٰی وسلام علٰی سید الرسل وخاتم الانبیاء وعلٰی اٰلہ واصحابہ اللذین ھم خلاصۃ العرب العرباء وخیرالخلائق بعد الانبیاء ۰ اما بعد ۰ فاعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرجیم ۰ بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم ۰ ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللّٰہ وخاتم النّبیین، وکان اللّٰہ بکل شئ علیما ۰ قال النبی ﷺ: انہ سیکون فی امتی کذابون ثلاثون کلھم یزعم انہ نبی وانا خاتم النّبیین لا نبی بعدی۔ اللّٰھم صل علٰی سیدنا محمد عبدك ورسولك وصل كذلك علٰی جمیع الانبیاء والمرسلین وعلی الملائکۃ المقربین وعلٰی عباد اللّٰہ الصالحین ۰ اجمعین الٰی یوم الدین.

صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہی ابتداوانتہاء سے پاک ہے

میرے واجب الاحترام حضرات علماء کرام اور برادران اسلام عزیز دوستواور بزرگو! اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم (علیہ السلام) سے انبیاء (علیہم السلام) کا سلسلہ شروع فرمایا، ہر چیز جس کی ابتداء ہوتی ہے اس کی انتہاء بھی ہوتی ہے۔صرف اللہ تعالیٰ کی ذات گرامی ابتدااورانتہاء سے پاک ہے۔باقی ہر چیز کی ابتداء بھی ہوتی ہے اورانتہاء بھی۔اللہ تعالیٰ نے سلسلۂ انبیاء (علیہم السلام) کوحضرت آدم (علیہ السلام) سے شروع فرمایااوراس کی انتہاءحضرت محمد (ﷺ) کی ذات گرامی پر کی ہے۔چنانچہ خودرسول اللہ (ﷺ) نے ارشادفرمایا:’’اوّل الانبیاء آدم و آخرھم محمد ﷺ (کنزالعمال جلد ۱۱ ص ۴۸۰) ۔‘‘جس طرح آدم (علیہ السلام) سے پہلے کوئی نبی نہیں تھااسی طرح میرے بعد بھی کوئی نبی نہیں ہوگا۔

قرآن کریم کے اسلوب بیان پرغوروفکرکریں

قرآن مجید نے اس سلسلۂ نبوت کے متعلق جو اسلوب بیان اختیار کیا ہے وہ یہ ہے: حضرت آدم (علیہ السلام) کی ابتدائے آفرینش کے وقت اولادِ آدم کو جو حکم دیا گیا ہے یٰبنی آدم اما یاتینکم رسل منکم یقصون علیکم اٰیتی (اعراف:۳۵) وہاں یہ فرمایا گیا:تمہارے بعد رسل آئیں گے،جمع کا صیغہ،کوئی تحدید نہیں اورکوئی تعیین نہیں فرمائی۔کافی انبیاء (علیہم السلام)

آئیں گے۔اور یہ سلسلہ جب حضرت نوح (علیہ السلام) اور حضرت ابراہیم (علیہ السلام) پر پہنچتا ہے،تو اس کے متعلق قرآن مجید اعلان کرتا ہے:وجعلنا فی ذریتھما النبوۃ اور آگے ارشاد باری ہے ثم قفینا علی آثارھم برسلنا (حدید:۲۶،۲۷)

ان کے بعد بھی ہم نے نوح (علیہ السلام) اور ابراہیم (علیہ السلام) کی اولاد میں نبوت کا سلسلہ جاری رکھا،اور ایک دو نہیں،پے در پے برسلنا متواتر انبیاء (علیہم السلام) آئیں گے،کتنے؟ کوئی تعین نہیں،کوئی تحدید نہیں۔آگے جس وقت موسیٰ (علیہ السلام) کا زمانہ آتا ہے تو قرآن مجید کا ارشاد ہے:ہم نے موسیٰ علیہ السلام کے بعد بھی یہی (متواتر) سلسلہ جاری رکھا،تعیین اور تحدید نہیں کی۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دور آتا ہے تو قرآن مجید کا انداز بیان بدل جاتا ہے

اور جس وقت حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کا دور آتا ہے وہاں جا کر قرآن مجید کا اندازِ بیان بدل جاتا ہے کہ آپ کے بعد رسل نہیں آئیں گے صرف ایک رسول (برسولٍ) آئیں گے۔اور جس وقت حضور (ﷺ) تشریف لائے تو آپ (ﷺ) نے فرمایا: انا بشارۃ عیسیٰ : میرے متعلق عیسی بشارت دے کر گئے ہیں۔مبشراً برسولٍ یاتی من بعدی اسمہ احمد (صف:٦) جس ایک رسول کے متعلق حضرت عیسی (علیہ السلام) بشارت دے کر گئے ہیں وہ ایک رسول میں ہوں۔اس کا مصداق میں ہوں۔

جب حضور (ﷺ) تشریف لائے تو قرآن مجید نے بیان کر دیا: ماکان محمد ابا احدٍ من رجالکم ولکن رسول اللّٰہ و خاتم النّبیین (احزاب:٤٠) آدم (علیہ السلام) کے بعد فرمایا کافی آئیں گے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا:ایک آئیں گے،یہ ہے قرآن مجید کا انداز بیان

نوح (علیہ السلام) اور ابراہیم (علیہ السلام) کے بعد فرمایا: کافی آئیں گے۔حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کے بعد فرمایا: کافی آئیں گے،حضرت عیسیٰ (علیہ السلام کے) بعد فرمایا: ایک آئیں گے۔جب وہ ایک آ گئے تو حضور (ﷺ) نے فرمایا: وہ ایک میں ہوں۔اور میرے بعد کوئی نبی نہیں،یہ قرآن مجید کا اندازِ بیان ہے۔

مسلمانوں پر لازم قرار دیا گیا کہ جو حضور ﷺ پر ایمان لائے وہ ان انبیاء علیہم السلام پر بھی ایمان لائے جو آپ سے پہلے آ گئے، اس میں بعد کا ذکر نہیں

قرآن مجید کی ایک دو نہیں بلکہ کافی آیتیں ہیں، جن میں اللہ رب العزت نے یہ فرمایا ہے: اے مسلمانو! ایمان لے آؤ تم اس وحی پر جو حضور (ﷺ) کی ذات گرامی پر نازل ہوئی ہے اور جو حضور (ﷺ) سے پہلے نازل ہوئی تھی۔ ہر جگہ یہی فرمایا۔ ہمارے لئے جس طرح حضور (ﷺ) کو ماننا ضروری ہے اسی طرح حضور (ﷺ) سے پہلے جتنے انبیاء (علیہم السلام) تشریف لائے تھے ان سب کا ماننا بھی ضروری ہے۔ اتباع، پیروی اور تابعداری ہمیں حضور (ﷺ) کی شریعت کی کرنی ہے۔ مگر ایمان ان انبیاء سابقین (علیہم السلام) پر لانا بھی ضروری ہے۔ ہم سے پہلے جو امت تھی ان کے ذمہ یہ تھا کہ وہ اپنے نبی (علیہ السلام) کو مانتے تھے اور اپنے نبی (علیہ السلام) سے پہلے جو انبیاء (علیہم السلام) آئے ان کو بھی مانتے تھے۔ اور اپنے بعد آنے والے انبیاء (علیہم السلام) کو بھی مانتے تھے۔ جو پہلے تھے وہ بھی سچے، جواب ہے وہ بھی سچا اور جو آنے والے ہیں وہ بھی سچے۔

جس وقت حضور (ﷺ) تشریف لائے تو آپ (ﷺ) نے فرمایا: قرآن مجید یہ کہتا ہے: جو حضور (ﷺ) پر نازل ہوا اس کو بھی مانو اور جو حضور (ﷺ) سے پہلے تھا اس کو بھی مانو، اور یہ قرآن مجید میں کہیں بھی نہیں کہا گیا کہ حضور (ﷺ) کے بعد جو آئے اس کو بھی مانو، حالانکہ حضور (ﷺ) کے بعد کسی اور کو آنا ہوتا تو گزشتہ جو انبیاء (علیہم السلام) ہیں ان کی بہ نسبت حضور (ﷺ) کے بعد آنے والے کی ہمیں زیادہ ضرورت تھی۔ وہ تو پہلے گزر چکے۔ جس کو حضور (ﷺ) کے بعد آنا ہے امت کو واسطہ اسی سے پڑنا ہے۔ تو حضور (ﷺ) کی تعلیمات میں آنے والے کی زیادہ پیشین گوئی ہوتی۔ آنے والے کے متعلق انتظار کرایا جاتا، لیکن قرآن مجید میں یہ کہیں بھی نہیں کہا گیا کہ حضور (ﷺ) کے بعد بھی انبیاء (علیہم السلام) کا سلسلہ ہوگا۔ یا کوئی اور نئے نبی آئیں گے یا کسی اور کو ماننا ہوگا۔ مسلمانوں کے لئے صرف یہ لازم قرار دیا گیا کہ حضور (ﷺ) سے جو پہلے تھے ان کو مانو اور حضور (ﷺ) کو بھی مانو۔ حضور (ﷺ) کے بعد کا قرآن میں کوئی ذکر نہیں بلکہ اس کے (بعد) خاتمہ (خاتم النّبیین) کا ذکر ہے۔ اور الیوم اکملت لکم دینکم، واتممت علیکم نعمتی، ورضیت لکم الاسلام دینا (مائدہ:۳) کے ذریعہ یہ متعین فرمادیا کہ اب حضور (ﷺ) کے بعد کوئی نبی نہیں۔

قرآن مجید میں نقشۂ نبوت

جس وقت حضرت آدم (صفی اللہ) اس دنیا میں بودو باش کے لئے تشریف لائے تو ان کے ہبوط کا ذکر قرآن نے اس طرح کیا ہے:قلنا اهبطوا منها جميعاً ،فاما ياتينكم منى هدىً فمن تبع هداى فلا خوف عليهم ولا هم يحزنون ۔(سورہ بقرہ:۳۸)''ہم نے حکم دیا کہ نیچے جاؤ یہاں سے تم سب، پھر اگر تم کو پہنچے میری طرف سے کوئی ہدایت تو جو چلا میری ہدایت پر نہ خوف ہوگا ان پر اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔''

دوسری آیت میں اسی مضمون کو ذرا سی تبدیلی کے ساتھ یوں بیان کیا گیا ہے:يبنى آدم اما ياتينكم رسل منكم يقصّون عليكم آياتى فمن اتقىٰ واصلح فلا خوف عليهم ولا هم يحزنون۔ (الاعراف:۳۵)''اے آدم کی اولاد اگر آئیں تمہارے پاس رسول تم میں کے کہ سنائیں تم کو میری آیتیں تو جو کوئی ڈرے اور نیکی پکڑے تو نہ خوف ہوا ان پر اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔''

جس وقت حضرت نوح (علیہ السلام) کا زمانہ آیا اور پھر حضرت ابراہیم (علیہ السلام) کا زمانہ آیا تو ان کے متعلق قرآن مجید میں یوں ذکر ہے: ولقد ارسلنا نوحًا و ابراهيم و جعلنا فى ذريتهما النبوة والكتاب فمنهم مهتد و كثير منهم فاسقون۔ ثم قفينا علىٰ آثارهم برسلنا (سورۂ حدید:۲۶،۲۷)''اور ہم نے بھیجا نوح اور ابراہیم کو اور ٹھہرادی دونوں کی اولاد میں پیغمبری اور کتاب پھر کوئی ان میں راہ پر ہے اور بہت ان میں نافرمان ہیں۔پھر پیچھے بھیجے ان کے مدتوں پر اپنے رسول۔''

ان آیات میں بھی صاف طور حضرت نوح (علیہ السلام) اور حضرت ابراہیم (علیہ السلام) پر نبوت کا جو دروازہ ہے وہ بند نہیں کیا گیا بلکہ یہ فرمایا گیا کہ ان کے بعد بھی متواتر کافی انبیاء آئیں گے۔جس وقت موسیٰ (علیہ السلام) کا زمانہ آیا تو قرآن مجید نے اس کو یوں بیان فرمایا:ولقد آتينا موسى الكتاب وقفينا من بعده بالرسل (سورہ بقرہ:۸۷)''اور بے شک دی ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو کتاب اور پے درپے بھیجے اس کے پیچھے رسول۔'' تو معلوم ہوا کہ حضرت موسیٰ (علیہ السلام) پر بھی نبوت کا دروازہ بند نہیں ہوا۔بلکہ ان کے بعد بھی پے درپے (کوئی تحدید نہیں کوئی تعیین نہیں) انبیاء (علیہم السلام) تشریف لائیں گے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی باری آئی تو وہاں برسول میرے بعد صرف ایک رسول آئے گا

لیکن جب حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کی باری آئی تو وہاں قرآن مجید کا پہلے انبیاء (علیہم السلام) کے ذکر کا جو اسلوب ہے اس سے ہٹ کر عیسیٰ (علیہ السلام) کا ذکر کیا گیا واذ قال عیسی ابن مریم یا بنی اسرائیل انی رسول اللّٰہ الیکم مصدقاً لما بین یدی من التوراۃ و مبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد۔ (سورۂ صف:۶) ''اور جب کہا مریم کے بیٹے عیسیٰ علیہ السلام نے اے بنی اسرائیل میں بھیجا ہوا آیا ہوں اللہ کا تمہارے پاس۔ یقین کرنے والا اس پر کہ جو مجھ سے آگے ہے تورات اور خوشخبری سنانے والا ایک رسول کی جو آئے گا میرے بعد اس کا نام ہے احمد (ﷺ)'' دیکھیں! حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) نے فرمایا: میرے بعد صرف ایک رسول آئے گا۔ پہلے فرمایا: کئی رسل آئیں گے، یہاں فرمایا صرف ایک آئے گا۔ اور جب وہ ایک حضور (ﷺ) تشریف لائے تو حضور (ﷺ) نے فرمایا: ''انا بشارۃ عیسیٰ''، ''انا محمد و احمد'' اور حضور (ﷺ) کے بعد کا جو مسئلہ ہے اس کے متعلق قرآن مجید نے کہا: ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللّٰہ و خاتم النّبیین۔ (سورۂ الاحزاب:۴۰) ''(حضرت) محمد ﷺ باپ نہیں کسی کا تمہارے مردوں میں سے لیکن رسول ہے اللہ کا اور مہر سب نبیوں پر۔''

قادیانی عذر لنگ پیش کرتے ہیں، اس کا جواب

یہاں پر ایک اور درخواست کرنی ہے اور وہ یہ ہے کہ مرزائی حضرات کہتے ہیں: جس وقت حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) دنیا میں دوبارہ تشریف لائیں گے تو قرآن مجید کی آیات یہ کہتی ہیں کہ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) آسمان پر گئے ہیں، قرآن مجید کی آیات یہ کہتی ہیں: حضرت عیسی (علیہ السلام) دوبارہ تشریف لائیں گے۔ تو جب حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) آجائیں گے تو پھر کیا قرآن کی آیات یہی کہیں گی: عیسیٰ (علیہ السلام) آسمان پر گئے ہوئے ہیں اور وہ پھر تشریف لائیں گے، حالانکہ عیسیٰ (علیہ السلام) تشریف لا چکے ہیں۔ کیا قرآن کی ان آیات کو نکال دیا جائے گا؟

قادیانی یہ عذر لنگ پیش کرتے ہیں۔ تو یہ آیات ان کے جواب میں بھی پیش کی جاسکتی

ہیں کہ جب حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) آئیں گے تو وہ خود فرمائیں گے کہ جو آیات یہ کہتی ہیں: میں آسمانوں پر ہوں اور جو آیات یہ کہتی ہیں کہ مجھے یعنی عیسیٰ (علیہ السلام) کو نازل ہونا ہے۔ میں اس کا مصداق بن کے آ گیا ہوں۔ جس طرح یہاں ہے کہ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) نے فرمایا: میرے بعد ایک رسول آئے گا، وہ قرآن کا ایک حصہ ہے نکالا نہیں جا سکتا، اس کے مصداق دنیا میں آ ہی چکے۔ تو حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) بھی جس وقت اس کا مصداق بن کے تشریف لائیں گے تو فرمائیں گے کہ حضور (ﷺ) نے جن کے جانے اور آنے کے متعلق فرمایا تھا وہ میں آ گیا ہوں اور میں ان کا مصداق ہوں۔ تو ان آیات کو نکالا نہیں جا سکتا بالکل اس کا مصداق امت کے سامنے آ جائے گا اور وہ آیات روز روشن کی طرح چمکنے لگیں گی اور مسلمان خوش ہو جائیں گے کہ اللہ کا حکم پورا ہو گیا ہے۔

حضور ﷺ کے بعد کسی کو نبوت ملنا ہوتی تو قرآن میں اس کا ذکر ہوتا

قرآن مجید نے جہاں اللہ کی توحید اور قیامت کا تذکرہ کرتے ہوئے ان چیزوں کو ہمارے عقائد اور ایمان کا جزء بتایا ہے وہاں انبیاء کی نبوتوں کا ماننا اور ان پر ایمان لانا بھی جزء ایمان بتایا گیا۔ اوّل سے آخر تک قرآن مجید کو دیکھ لیا جائے کہیں بھی یہ نہیں کہا گیا کہ حضور (ﷺ) کے بعد بھی کسی کو نبوت حاصل ہوگی اور اس پر بھی تمہیں ایمان لانا ہوگا۔ انبیاء سابقین (علیہم السلام) کا ذکر تو قرآن مجید میں موجود اور ان پر ایمان لانا بھی موجود ہے، مگر آپ کے بعد کسی فرد بشر کو نبوت عطا کرنا اس کا نہ اشارہ اور نہ کنایہ موجود ہے۔ حالانکہ انبیاء سابقین (علیہم السلام) کے بعد کسی فرد بشر کو نبوت ملنا ہوتی تو اس کا ذکر لازمی تھا، کیونکہ پہلے انبیاء (علیہم السلام) تو گزر چکے، امت مسلمہ کو تو آنے والے سے واسطہ پڑنا تھا مگر اس کا نام و نشان تک نہ ہونا بلکہ ختم نبوت کو قرآن مجید میں صاف الفاظ میں بیان کرنا یہ اس بات کی بڑی واضح دلیل ہے کہ آپ (ﷺ) کے بعد کسی کو نبوت عطا نہیں کی جائے گی۔ یہ آیات اس ضمن میں واضح حکم رکھتی ہے۔

حضور ﷺ کے بعد نبوت نہیں بلکہ قیامت ہے

والذین یؤمنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک وبالآخرۃ ھم یوقنون ۔

(سورہ بقرہ:٤) ”وہ لوگ جو ایمان لائے اس پر کہ جو کچھ نازل ہوا تیری طرف اور اس پر کہ جو کچھ نازل ہوا تجھ سے پہلے اور آخرت کو وہ یقینی جانتے ہیں۔“ قرآن مجید کی اس آیت میں کہا گیا ہے:

یؤمنون بما انزل الیك وما انزل من قبلك۔ یہ نہیں کہا گیا: وما انزل من بعدك۔اس لئے کہ من قبلك کی بھی ہمیں ضرورت ہے۔ان کو ماننا بھی ہمارے ایمان کا حصہ ہے۔لیکن واسطہ پڑنا تھا ہمیں حضور (ﷺ) کے بعد آنے والے سے،اگر حضور (ﷺ) کے بعد کسی اور کو آنا ہوتا تو قرآن مجید میں اللہ رب العزت ہمیں رہنمائی فرماتے،رحمتِ عالم (ﷺ) ہماری ضرور رہنمائی فرماتے،تو اس وقت مؤمن وہ کہلاتا جو حضور (ﷺ) پر بھی ایمان لاتا اور حضور (ﷺ) سے پہلے انبیاء (علیہم السلام) اور بعد آنے والے انبیاء (علیہم السلام) پر ایمان لاتا۔حالانکہ قرآن مجید میں من قبلك کا ذکر تو ہے مگر من بعدك کا قطعاً ذکر نہیں۔یہ اس بات کی دلیل ہے کہ من بعدك کچھ بھی نہیں۔

اور من بعدك کیا ہے؟اور وہ وبالآخرۃ ھم یوقنون ہے۔حضور (ﷺ) کے بعد نبوت نہیں، قیامت ہے۔چنانچہ حضور (ﷺ) نے فرمایا: میں اور قیامت اس طرح جوڑے ہوئے ہیں۔یعنی میرے اور قیامت کے درمیان کوئی نبی نہیں۔ان صاف احکامات کے ہونے کے باوجود کوئی نبوت کا دروازہ کھولتا ہے تو وہ قرآن مجید کے ساتھ اور اپنے آپ کے ساتھ زیادتی کرتا ہے۔

ما قبل انبیاء (علیہم السلام) پر ایمان لانے کا ذکر مختلف آیتوں میں

(۱) قل یا اھل الکتاب ھل تنقمون منا الا ان آمنا باللّٰہ وما انزل الینا وما انزل من قبل (سورۂ مائدہ:۵۹) ’’فرمادیجئے! اے اہل کتاب کیا ضد ہے تم کو ہم سے مگر یہی کہ ہم ایمان لائے اللہ پر اور جو نازل ہوا ہم پر اور جو نازل ہو چکا پہلے۔‘‘

(۲) لکن الراسخون فی العلم منھم والمؤمنون یؤمنون بما انزل الیك وما انزل من قبلك (نساء:۱۶۲) ’’لیکن جو پختہ ہیں علم میں ان میں سے،اور ایمان والے سو مانتے ہیں اس کو جو نازل ہوا تجھ پر اور جو نازل ہوا تجھ سے پہلے۔‘‘

(۳) یا ایھا الذین آمنوا آمنوا باللّٰہ و رسولہ والکتاب الذی نزل علی رسولہ والکتاب الذی انزل من قبل۔(سورۂ نساء:۱۳۶) ’’اے ایمان والو! یقین لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول پر اور اس کتاب پر جو نازل کی ہے اپنے رسول پر اور اس کتاب پر جو نازل کی گئی پہلے۔‘‘

(۴) ولقد اوحی الیك والی الذین من قبلك (سورۂ زمر:۶۵) ’’اور حکم ہو چکا ہے تجھ کو اور تجھ سے اگلوں کو۔‘‘

(۵) کذالك یوحی الیك والی الذین من قبلك (شوریٰ:۳) ''اسی طرح وحی بھیجتا ہے تیری طرف اور تجھ سے پہلوں کی طرف۔''

آپ حضرات علماء کرام ہیں مزید آیات اکٹھی کر سکتے ہیں۔ مثلاً: قولوا آمنّا باللّٰہ وما انزل الینا وما انزل الیٰ ابراھیم ...... الخ دوجگہ آیا ہے۔ (سورۂ بقرہ:۱۳۶ اور سورۂ آل عمران) انّا اوحینا الیك کما اوحینا الیٰ نوح...... الخ (سورہ نساء:۱۶۳) تو جہاں کہیں بھی ذکر آیا ہے وہاں حضور (ﷺ) کا اور اس سے پہلوں کا ذکر آیا ہے۔ حضور (ﷺ) کے بعد کا ذکر کہیں نہیں آیا ہے۔ من بعد کہیں نہیں کہا گیا۔

یہ تمام آیات بھی ختم نبوت کی دلیل ہیں

میں کہتا ہوں: قرآن مجید میں خاتم النّبیین والی آیت نہ بھی ہوتی، صرف یہی آیات ہوتیں تو قرآن مجید کا اسلوب بیان ہمیں بتاتا کہ حضور (ﷺ) کے بعد کسی اور نبی کو نہیں آنا ہے۔ دنیا میں جتنے نبی آئے ہر نبی پہلے نبی کا ''مصدّق'' ہوتا تھا اور آنے والے کے لئے مبشر، حضور (ﷺ) جس وقت دنیا میں تشریف لائے تو آپ (ﷺ) نے اپنی امت کو ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء (علیہم السلام) (جو آپ (ﷺ) سے پہلے آئے تھے) کی تصدیق کرنے کو کہا، اللہ تعالیٰ کے جتنے نبی تھے وہ سب برحق تھے، اور سب پر ایمان لانا تم پر ضروری ہے۔ پیروی میری شریعت کی کرنا ہوگی۔ میں تمہارے لئے نبی مبعوث ہوکر آیا ہوں۔ لیکن ان انبیاء (علیہم السلام) کو ماننا ضروری جس طرح اللہ اور قیامت کو ماننا ضروری ہے۔ حضور (ﷺ) نے کبھی یہ نہیں کہا کہ میرے بعد کوئی نبی ہوگا، تو یہ دلیل ہے اس بات کی کہ حضور (ﷺ) کے بعد کوئی نیا نبی نہیں۔

میرے بعد کوئی دعویٰ نبوت کرے تو وہ اسلام سے خارج ہے

دوسرا یہ کہ خود حضور (ﷺ) نے فرمایا: کہ میرے بعد اگر کوئی کہے کہ ''میں نبی ہوں'' تو آپ (ﷺ) نے فرمایا: انه سیکون فی امتی ثلاثون کذابون وفی روایة دجالون کلھم یزعم انه نبی وانا خاتم النّبیین لا نبی بعدی (ابوداؤد ج۲ ص۵۹۵، ترمذی ج۲ ص۴۵) میرے بعد کوئی دعویٰ نبوت کرے تو وہ اسلام سے خارج ہے۔ حضور (ﷺ) نے انا خاتم النّبیین لا نبی بعدی کے ذریعہ آیت کا معنی بھی متعین فرمادیا: حضور (ﷺ) کی ذات گرامی پر قرآن مجید نازل ہوا تھا تو حضور (ﷺ) نے لا نبی بعدی کے ساتھ ترجمہ کر کے اس کے معنی بھی متعین

فرمادیئے۔اب مزید کسی ترجمہ کے اندروقت ضائع کرنے کی،گنجائش نکالنے کی کسی کواجازت نہیں ہوگی،حق نہیں ہوگا۔

مرزائیوں سے سوال کریں آیاحضورﷺ خاتم النّبیین ہیں یا آپ ﷺ کے بعد مرزاغلام احمد؟(نعوذ باللہ)

اب اس بحث کے بعد: میں آپ حضرات کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں: ایک تو اصولی طور پر آپ حضرات یادرکھیں کہ: مرزائی عمومًا جس وقت بحث چھیڑتے ہیں تو یہ کہ حضور(ﷺ) کے بعد نبوت جاری ہے۔ہم اس بحث میں لگ جاتے ہیں: رسول اللہ (ﷺ) کے بعد نبوت جاری نہیں!وہ کہتے ہیں: جاری ہے،ہم کہتے ہیں: جاری نہیں!۔ بلا وجہ وقت ضائع ہوتا ہے،اور یہ بحث مرزائیوں کے ساتھ سرے سے ہی غلط ہے۔اوران کے ساتھ یہ بحث کرنی چاہیئے کہ حضور(ﷺ) خاتم النّبیین ہے یانعوذ باللہ مرزا قادیانی خاتم النّبیین ہے؟ کیوں؟اس لئے کہ مرزائیوں کے یہاں حضور(ﷺ) سے لے کرمرزا قادیانی تک چودہ سوسال میں کوئی نبی نہیں ہے۔اورمرزا قادیانی کے یہاں مرزا قادیانی کے بعد قیامت تک کوئی نبی نہیں!۔

مرزا قادیانی کہتا ہے کہ ”میں اللہ کےنوروں میں سے آخری نور ہوں

اور اللہ کی راہوں میں سے آخری راہ ہوں۔“ (کشتی نوح،خزائن جلد۱۹ص۶۱) اس کی تصریحات موجود ہیں۔خودتسلیم کرتا ہے:تو بحث یہ ہونی چاہیئے کہ آیاحضور(ﷺ)خاتم النّبیین ہیں یا مرزاغلام احمد قادیانی؟ ہمارا ذمہ یہ ہوگا کہ قرآن وحدیث سے دکھائیں کہ حضور(ﷺ)خاتم النّبیین ہیں۔مرزائیوں کے ذمہ ہوگا کہ وہ دلائل کے ساتھ بتائیں کہ مرزاغلام احمد خاتم النّبیین ہے۔اگرآپ ان کواس بحث میں جکڑ دیں گےتو کوئی ماں کالال قیامت تک قرآن مجید کی ایک آیت یاایک حدیث موضوع سے موضوع سہی!آپ کے سامنےنہیں پڑھ سکتا کہ جس سے ثابت ہو کہ مرزاغلام احمد قادیانی آخری نبی ہے۔یہ بدبخت کچھ کرتے ہیں اورنتیجہ کچھ اور نکالتے ہیں۔

قادیانی دھوکہ دیتے ہیں: دعویٰ خاص دلیل عام پیش کرتے ہیں

اس بحث سے ہٹ کرہم ایک تیسرا راستہ اختیار کرتے ہیں اوروہ یہ ہے کہ مرزائیوں کے نزدیک ہرقسم کی نبوت جاری نہیں اوروہ یہ کہتے ہیں: ہمارے نزدیک ایک خاص قسم کی نبوت

جاری ہے۔ کہتے ہیں: نبوت دوقسم کی ہوتی ہے۔ایک تشریعی اوردوسری غیرتشریعی ۔جونبوت غیر تشریعی ہےاس کی آگے دوقسم ہیں:ایک بالواسطہ اوردوسری بلا واسطہ۔وہ کہتے ہیں: نبوت تشریعی بھی بند ہےاوراورنبوت غیرتشریعی جو بلاواسطہ ہےوہ بھی بند ہے۔نبوت غیرتشریعی جو بالواسطہ ہے وہ جاری ہے۔ (دیکھئے تفصیل:قول فیصل مرزا بشیر الدین ص۱۴،کلمۃ الفصل ص۱۱۲،مباحثہ راولپنڈی ص۱۷۵)

جس وقت ان کا دعویٰ خاص ہوا،نبوت کی تقسیم تین چار کر کے دوقسم کی بند ماننا،اورایک قسم کو جاری ماننا توان کا دعویٰ خاص ہوا۔اوردلیل عام ہوتو وہ کوئی حجت نہیں ہوا کرتی۔جب ان کا دعویٰ خاص ہےتواس خاص دعویٰ کے متعلق قرآن مجید کی آیت پڑھنی چاہیئے۔

اگرآپ ان کے سامنے یہ موقف رکھیں گے تو کوئی قادیانی آپ کے سامنے نہیں چل سکے گا کہ قرآن مجید کی کوئی ایک آیت پڑھ دیوے جس میں یہ لکھا ہوکہ یہ غیرتشریعی اور بالواسطہ ہو۔نہ قرآن مجید کی کوئی ایک آیت یا حضور (ﷺ) کی کوئی ایک حدیث اپنے دعویٰ کے ثبوت کے لئے پیش کر سکتے ہیں۔باقی ان کا یہ دعویٰ کہاں ہے کہ نبوت کی تین قسم ہیں کما مر من قبل (دیکھئے!حوالہ جات مذکورہ بالا)

قادیانیوں کے نزدیک نبوت کی اقسام

۱...... قادیانی جماعت کے سربراہ مرزا بشیر الدین محمود نے’’قول فیصل ‘‘میں لکھا ہے:میں نبیوں کی تین اقسام مانتا ہوں۔(۱) جوشریعت لانے والے ہیں (۲) جوشریعت تو نہیں لائے مگر ان کو نبوت بلا واسطہ ملی ہےاورکام پہلے نبی کا ہی کرتے ہیں جیسے زکریا،یحییٰ اورسلیمان علیہم السلام (۳) وہ جو نہ تو شریعت لاتے ہیں اورنہ ان کو نبوت بلا واسطہ ملتی ہےلیکن وہ پہلے نبی کی اتباع سے نبی بنتے ہیں۔

۲...... مرزا غلام احمد قادیانی کالڑکا،مرزا بشیر ایم اے نے اپنی کتاب (کلمۃ الفصل ص۱۱۲) پرلکھا ہے:’’اس جگہ یادرہے کہ آج تک نبوت تین قسم پرظاہر ہوچکی ہے،اوّل: تشریعی :اس نبوت کو حضرت مسیح نے حقیقی نبوت کے نام سے پکارا ہے۔دوم: وہ نبوت جس کے لئے حقیقی یا تشریعی ہونا ضروری نہیں۔ایسی نبوت مسیح کی اصطلاح میں مستقل نبوت ہے۔سوم : ظلی و امتی نبوت، حضور(ﷺ) کی آمد سے مستقل اورحقیقی نبوت کا دروازہ بند ہوگیا،اورظلی نبوت کا دروازہ کھولا گیا۔‘‘

۳...... حوالہ مباحثہ راولپنڈی ص نمبر۱۷۵ پرہے کہ انبیاء(علیہم السلام)دوقسم کے ہوتے ہیں۔تشریعی اورغیرتشریعی ،اورپھرغیرتشریعی دوقسم کے ہوتے ہیں۔(۱) براہ راست نبوت

پانے والے(۲) نبی تشریعی کی اتباع سے نبوت پانے والے۔آنحضرت ﷺ سے پیشتر صرف دو قسم کے نبی آتے تھے۔

ان تین حوالہ جات میں کئی چیزیں ثابت ہوئیں: ایک تو یہ کہ مرزائی کہتے ہیں: نبوت کی تین قسم ہیں،وہ جو بلا واسطہ ملتی ہے، یہ دو قسم کی نبوت حضور(ﷺ) سے پہلے جاری تھی اور حضور(ﷺ) کی آمد سے یہ نبوت ختم ہوگئی۔حضور(ﷺ) کے زمانہ سے پہلے غیر تشریعی بالواسطہ نبوت نہیں تھی۔حضور(ﷺ) کے آنے کے بعد اطاعت کرکے نبوت ملی۔

یہ نئی نبوت کا سلسلہ حضور(ﷺ) کے بعد جاری کیا گیا۔یہ جو قادیانیوں کا مؤقف ہے پورے قرآن مجید یا احادیث کے ذخیرے میں دکھلا دیں؟ وہ بھی لکھا ہو کہ پہلی دو نبوت بند ہوگئیں یا نہ بند ہوگئیں ہوں۔صرف اتنی بات بتادیں کہ حضور(ﷺ) کے اتباع سے کسی کو نبوت مل سکتی ہے؟

اگر مرزائیوں کے اس دعویٰ کو تسلیم کرلیا جائے تو پھر نبوت کسبی ہوگی

اگر ان کا دعویٰ تسلیم کرلیا جائے کہ نبوت حضور(ﷺ) کی اتباع سے مل سکتی ہے تو پھر نبوت کسبی ہوئی،وہبی نہ ہوئی۔حالانکہ اکابرِ علماء نے تصریح کی ہے کہ نبوت کو کسبی ماننا کفر ہے۔اللہ اعلم حیث یجعل رسالته (انعام:١٢٤) یہ محکمہ اللہ نے اپنے پاس رکھا ہے،نبوت جو ہے وہبی چیز ہے، کسبی چیز نہیں۔قادیانی کہتے ہیں: نبوت کی وہ قسم جو حضور(ﷺ) کی اتباع سے حاصل ہوتی ہے وہ حضور(ﷺ) کے بعد جاری ہوئی،تو گویا ان کے نزدیک نبوت جو ہے وہ ایک کسبی چیز ہے۔اگر نبوت کسبی چیز ہے تو پھر قادیانیوں سے یہ سوال ہوگا کہ حضور(ﷺ) کے زمانہ سے لے کر چودہ سوسال تک مرزا قادیانی تک یہ جو وقت گذرا ہے اس پورے وقت میں حضور(ﷺ) کی کسی نے کامل اتباع نہیں کی؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ،عمر رضی اللہ عنہ وعثمان رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ ہیں۔میں اس بحث میں بھی نہیں پڑتا کہ مرزا قادیانی نے حضور(ﷺ) کی کامل اتباع کی ہے یا نہیں؟ اس لئے کہ اس بحث پر بھی چلیں تو ہمارے نزدیک مرزا قادیانی نے حضور(ﷺ) کی اتباع تو درکنار ساری زندگی اس نے حضور ﷺ کی اتباع نہیں کی۔مثلاً اس نے اعتکاف نہیں کا، جہاد نہیں کیا، حج نہیں کیا۔وغیرہ!

کیا چودہ سوسال میں ایک فرد نے بھی کامل اتباع نہ کی؟

جن لوگوں نے حضور(ﷺ) کی کامل اتباع کی مثلاً : حضرات صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) جن کی اتباع اور اطاعت کی قرآن نے گواہی دی،صرف گواہی نہیں دیتا بلکہ آگے ان کے

ایمان کو مدارِ ایمان بتاتا ہے کہ اس طرح ایمان لاؤ جس طرح یہ حضرات ایمان لائے۔تو جن کے ایمان کی قرآن گواہی دیتا ہے کہ ان حضرات نے کامل اتباع کی تھی تو ان حضرات کو نبوت کیوں نہیں ملی؟اور اگر انہوں نے کامل اتباع نہیں کی تھی تو (نعوذ باللہ) یہ چودہ سوسال میں حضور(ﷺ) کی امت میں سے کوئی ایک فرد بھی ایسا نہیں تھا کہ جس نے حضور(ﷺ) کی کامل اتباع کی ہو؟

رسول اللہ ﷺ کی امت خیرامت ہے یا شرامت؟

مرزائیوں کے اس دعوی کو مان لینے کے بعد آپ حضرات اندازہ لگائیں: کتنے فسادات لازم آتے ہیں۔اگر نبوت حضور(ﷺ) کا اتباع سے ملتی ہے تو چودہ سوسال میں کسی نے حضور(ﷺ) کی کامل اتباع کی یا نہیں؟اگر اتباع کی تو اس کو نبوت کیوں نہیں ملی؟اور چودہ سوسال میں کسی کو نبوت نہیں ملی تو اس کا معنی یہ ہے کہ حضور(ﷺ) کی کسی نے اتباع نہیں کی؟ تو پھر حضور(ﷺ) کی امت خیرِ امت ہوئی یا شرِامت ہوئی؟ کہ ایک فرد بھی حضور(ﷺ) کے اتباع میں پورا نہیں اترا،تو ان کے ایسے فضول قسم کے دعووں کو ماننے کے بعد اس قسم کے فسادات لازم آتے ہیں۔اور پورے دین اسلام کی بنیادوں کو ہلا کر رکھ دیتے ہیں۔

ایک عاشق رسول ﷺ کا قصہ

آپ دوستوں کو معلوم ہے کہ ایک دفعہ ایک صحابی رضی اللہ عنہ حضور(ﷺ) کی خدمت میں گئے،گرمی کا موسم تھا،اتفاق سے حضور(ﷺ) کا گریبان مبارک کھلا تھا۔ساری زندگی انہوں نے اپنا گریبان کھلا رکھا۔بند نہیں کیا،جو ملنے والے ساتھی تھے انہوں نے کہا:تم ایک دفعہ گئے ہو،اتفاقاً گریبان کھلا تھا،حضور(ﷺ) کی عادت مبارکہ نہیں،تو انہوں نے کہا: مجھے نہیں معلوم ! حضور(ﷺ) گریبان مبارک کھلا رکھا کرتے تھے یا بند رکھا کرتے تھے۔جس دن میں نے حضور(ﷺ) کو دیکھا تھا جناب کا گریبان مبارک کھلا تھا۔جس حالت میں دیکھ کر آیا ہوں ساری زندگی اس کا اتباع کروں گا۔انہوں نے ساری زندگی گریبان کھلا رکھا،اس کو کہتے ہیں کامل اتباع!

دوسرا قصہ

ایک مرتبہ حضور(ﷺ) خطبہ دے رہے تھے،رش کی وجہ سے کوئی چل رہا ہے کوئی پھر رہا ہے اور کوئی کناروں پر کھڑے ہیں،حضور(ﷺ) نے فرمایا: جو جہاں ہے وہیں بیٹھ جائے،

ایک صحابیٔ رسول (ﷺ) جو غالبًا حضرت عبداللہ بن مسعودؓ ہیں وہ ابھی مسجد نبوی کی طرف آ رہے تھے، ابھی راستے پر ہی تھے، جوں ہی ان کے کانوں تک حضور ﷺ کی مبارک آواز پہنچی، بیٹھ جاؤ! تو وہ وہیں بیٹھ گئے، اس سے بڑھ کر حضور (ﷺ) کی اتباع کرنے والا کوئی اور ہے؟ غالبًا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے گھر کے پرنالہ کے بارے میں فرمایا تھا: اسے ہٹادو! تو اسے ہٹادیا گیا۔ تو جب حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو پتہ چلا تو انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو فرمایا: پرنالہ گرانے والے تم کون ہوتے ہو؟ یہ تو حضور (ﷺ) کے حکم سے میں نے لگوایا ہے۔

جہاں رسول اللہ ﷺ کا فرمان آجاتا تو وہاں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سرنگوں ہوجاتے تھے

جن دنوں حضور (ﷺ) نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو پرنالہ لگوانے کو کہا تھا اس دن مسجد نبوی کی اتنی توسیع نہیں تھی کہ گرنے والا پانی نمازیوں پر گرے۔ اب وہاں گزرگاہ ہوگئی، نمازیوں کا آنا جانا ہوا، اب پرنالہ نقصان دہ تھا۔ اب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نیچے بیٹھ جاتے ہیں اور فرمایا: میرے کندھوں پر کھڑے ہوکر پرنالہ وہیں لگاؤ جہاں حضور (ﷺ) نے لگوایا تھا۔ اس سے بڑھ کر دنیا میں کوئی اتباع ہوسکتی ہے؟ یہ بات اور ہے کہ وہ پرنالہ لگوانے کے بعد حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے وہ مکان مسجد کو دیدیا۔ کہتے تھے: میں دنیا کو اتنی بات بتانا چاہتا تھا کہ جہاں حضور (ﷺ) کا فرمان آجائے وہاں ان کے غلاموں کو سرنگوں ہوجانا چاہئے۔ چاہے بڑے سے بڑا آدمی کیوں نہ ہو؟

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی خوب نقل اتاری

یہ لوگ جنہوں نے حضور (ﷺ) کی کامل اتباع کی، ایک ایک قدم پر، غالبًا سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا واقعہ ہے کہ آپ کے پاس ایک کرتہ آیا، جس کے آستین لمبے تھے، آپ نے چھری منگوائی، اور بیٹوں کو کہا: پکڑو!، اور آستین کو کاٹ دو، تو انہوں نے کہا: چھری سے کپڑا ٹیڑھا کٹے گا، آپ نے کہا: تم چھری لاؤ!۔ کپڑا کاٹ دیا گیا۔ آستین کاٹنے کے بعد صاحبزادے نے عرض کیا: میں نے کہا تھا: کپڑا ٹیڑھا کٹے گا، کپڑا قینچی سے کاٹا جاتا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے بھی اس بات کا علم تھا کہ کپڑا ٹیڑھا کٹے گا، فرمایا: کہ حضور (ﷺ) کے پاس بھی ایسا ہی لمبی آستین والا کپڑا آیا تھا۔ اتفاقًا اس دن آپ (ﷺ) کے پاس قینچی نہیں تھی، تو آپ (ﷺ) نے اس دن چھری سے اس کو کاٹا تھا۔ آج اسی طرح کا کپڑا آ گیا

ہے۔دل نے چاہامیں بھی اسی سنت پرعمل کرلوں۔اورمیں نے ایسا ہی کیا،اوراس سنت پر عمل کرلیا۔

کیا سچے عاشقوں وکامل متبعین کوتو نبوت نہیں ملی؟

تو جن لوگوں نے کمالِ اتباع کی ،یعنی چلنے پھرنے میں،وضع قطع میں،ایک ایک بات میں ۔حضور(ﷺ) کی اتباع کا حق ادا کردیا،اور خدا کی قسم !صحابہ(رضی اللہ عنہم) سے بڑھ کر حضورﷺ کی اطاعت کوئی نہیں کرسکتا۔وہ لوگ جنہوں نے کامل اتباع کی ان کوتو نبوت نہیں ملی ۔اس غلام احمد قادیانی کوجس کی نہ عقل تھی، نہ شکل تھی، نہ سیرت تھی ،نہ صورت،نہ حیا تھی نہ شرم!اس کے متعلق کہتے ہیں :اس نے کامل اتباع کی ۔اس کونبوت مل رہی ہے۔اگر نبوت اتباع سے ملنا ہوتی تو چودہ سوسال میں کسی کو کیوں نہیں ملی؟اوراگر یہ کہا جائے کہ چودہ سوسال میں صرف مرزا غلام احمد قادیانی نے ہی اتباع کی ،تو اس کا معنی یہ ہوا کہ چودہ سو سال میں کسی نے حضور(ﷺ) کی اتباع نہیں کی۔نہ امام ابوحنیفہؒ نے اور نہ شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے ،اور نہ امام مالکؒ وغیرہم نے۔(نعوذ باللہ)کسی نے حضور(ﷺ) کی کامل اتباع نہیں کی۔تو مرزائیوں کے ان فاسدعقائدکی بنیاد پران کے دعووں کوصحیح تسلیم کرلیا جائے تو یہ فسادات لازم آتے ہیں۔

ہمارے مطالبات کا جواب قیامت تک کوئی مرزائی پیش نہیں کرسکتا

آپ تینوں حوالہ جات کوسامنے رکھتے ہوئے مرزائی حضرات سے آپ مطالبہ کرسکتے ہیں کہ:قرآن مجیدکی کسی ایک آیت سے ثابت کردیں یااحادیثِ صحیحہ میں سے ایک حدیث پڑھ دیں! جس کے اندر یہ لکھا ہوا ہو کہ نبوت غیرتشریعی بالواسطہ جاری ہے۔(تو پھر جہادکی تنسیخ مرزا کس طرح کرتا ہے؟جب کہ یہ خودغیرتشریعی نبوت کا دعویٰ کرتا تھا)رہتی دنیا تک کوئی ماں کالال ایک آیت یاحدیث پیش نہیں کرسکے گا۔دعویٰ خاص ہے دلیل عام دیتے ہیں۔مثلاً: اما یاتینکم رسـل ۔غلام احمدقادیانی نے’’آئینۂ کمالات‘‘میں خودلکھاہے کہ رسول کالفظ عام ہے۔(آئینہ کمالات اسلام ص۳۲۲،خزائن جلد۵)اللہ نے فرمایا:میں بھیجوں گاتو اللہ بھیج رہے ہیں وہ نبوت تو وہبی ہوئی کسبی نہ ہوئی،حالانکہ تمہارے نزدیک ان باتوں سے نبوت کسبی ہوتی ہے۔

بسا اوقات مرزائی امکان کی بحث چھیڑ دیتے ہیں

چودہ سوسال میں کوئی نبی بنا یا نہ بنا،بن تو سکتا ہے۔تو جس وقت یہ امکانی بحث چھیڑیں تو آپ حضرات یہ جواب دیں کہ مرزاغلام احمدقادیانی کی کتاب تریاق القلوب میں لکھا

ہوا ہے کہ ایک آدمی بھنگی جو ساری زندگی نمبرداروں کے گاؤں کی صفائی کرتا ہو، چوری کے اندر پکڑا گیا ہو، زنا کاری میں پکڑا گیا ہو، گاؤں کے لوگوں اور نمبرداروں نے اس کو جوتے بھی مارے ہوں، اس کا پورا خاندان اس کے اندر مبتلا ہو، ممکن ہے کہ خدا کی قدرت پر یقین کرتے ہوئے یہ تو کہا جاسکتا ہے کہ وہ بھی نبی بن جائے، یہ نبوت ہے یا تماشہ؟

جس وقت وہ یہ کہے کہ ممکن ہے، بن سکتا ہے تو اس کے سامنے یہ حوالہ پیش کرو، تمہارے نزدیک بھنگی، زنا کار، چوری کرنے والا وغیرہ نبی بن سکتا ہے۔ ویسے آپ حضرات اندازہ فرمائیں کہ اس قسم کے زانی وغیرہ نبی بن جائیں تو یہ نبوت ہے یا بازیچہ اطفال؟ آپ حضرات قادیانیت کے لٹریچر کا مطالعہ فرمائیں۔ خدا کی قسم! ان کی ایک بات بھی نبوت تو در کنار، شرافت کے معیار پر بھی پوری نہیں اترتی۔ کسی ایک کو لے لیں۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی کتاب تریاق القلوب میں لکھا ہے کہ جس بھنگی کا ذکر اوپر ہوا ہے اس کو ذکر کرنے کے بعد لکھتا ہے: اب خدا تعالیٰ کی قدرت پر یقین کر کے ممکن ہے کہ تائب ہو کر مسلمان ہو جائے اور پھر یہ بھی ممکن ہے کہ اللہ کا فضل ان پر ہو۔ وہ رسول اللہ اور نبی اللہ بھی بن جائے۔ (تریاق القلوب ص ۶۷، خزائن جلد ۱۵ ص ۲۷۹، ۲۸۰)

یہ ہیں قادیانیوں کے نزدیک نبوت کا معیار

اللہ تعالیٰ انبیاء (علیہم السلام) کی پشت در پشت جن پشتوں سے چل کر آگے نبی بننا ہوتا ہے اللہ تعالیٰ ان کی پشتوں کی بھی حفاظت فرماتے ہیں غلط کاریوں سے، کہ نبی پر حرف نہ آئے۔ کسی نبی نے شرک نہیں کیا، اور کبھی کسی اللہ کے نبی نے زنا نہیں کیا۔ کبھی بھی اللہ کے نبی سے غلط کام نہیں ہوا۔

ایک مسئلہ آپ حضرات کی خدمت میں عرض کرتا ہوں: انبیاء (علیہم السلام) معصوم ہوتے ہیں۔ اور صحابہ (رضی اللہ عنہم) محفوظ ہوتے ہیں۔ معصوم وہ ہوتا ہے جس کے قریب گناہ نہیں جاتے، گناہ کی جرأت نہیں ہوتی۔ محفوظ وہ ہوتا ہے کہ جو گناہ کے پاس نہ جائے۔ صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) کی اللہ تعالیٰ نے اس طرح حفاظت فرمائی کہ وہ گناہ کے پاس بھی نہ جاسکے۔

عصمت نبوت کی دلیل

باقی انبیاء (علیہم السلام) کہ ان کے پاس گناہ کو جانے کی ہمت ہی نہیں ہوتی۔ حضرت

یوسف (علیہ السلام) کے واقعہ کے سلسلہ میں علماء نے صراحت کی ہے کہ گناہ کی جرأت نہیں ہوتی کہ وہ نبی کے پاس جائے۔ جب زلیخا حضرت یوسف (علیہ السلام) کو اپنے بند کمرے میں لے گئی اور اس نے برائی کی ابتدائی گفتگو کی۔ حضرت یوسف (علیہ السلام) نے آسمان کی طرف دیکھا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کیا ہوا؟ حضرت یوسف (علیہ السلام) نے فرمایا: آج غلطی ہوگئی تو میری نبوت کی خیر نہیں! اور تیری خدائی کی بھی خیر نہیں!

لوگ یہ کہیں گے کہ یہ خدا کا نبی ہے، یہ اللہ کا فرستادہ ہے، یہ رب کا انتخاب ہے! جس کے یہ کرتوت ہیں، صرف میری نبوت پر حرف نہیں آئے گا۔ تیرے انتخاب پر بھی حرف آئے گا۔ تیری قدرت پر بھی حرف آئے گا!۔ یوسف (علیہ السلام) نے فرمایا: میں عزیز مصر کے محل میں بند ہوں۔ بظاہر نکلنے کا کوئی راستہ نہیں، آہنی دروازہ طاقتور تالے، فرمایا اللہ تعالیٰ نے: یوسف! تو طاقتور تالوں کو دیکھتا ہے میری قدرت کو نہیں دیکھتا!، میرا نام لے کے چلنا تیرا کام ہے!، اور تالے کو کھولنا میرا کام ہے!۔ اللہ تعالیٰ نے صرف یوسف (علیہ السلام) کو نہیں بچایا ہے، نبوت کو بھی بچایا ہے کہ نبوت پر حرف نہ آئے اور مرزا قادیانی بکواس کرتا ہے کہ جو زانی ہو وغیرہ وغیرہ اوصاف ذمیمہ کا مالک ہو وہ بھی نبی بن سکتا ہے۔

ان وضاحتوں کے بعد: قادیانیوں کی دجل وفریب کاریاں

قادیانی قرآن مجید کی ایک آیت پڑھتے ہیں جس میں ہے کہ ”من یطع اللّٰہ و الرسول فاولٰئك مع الذین انعم اللّٰہ علیھم من النّبیین والصدیقین والشھداء والصالحین وحسن اولئك رفیقا (نساء:۶۹)“ کہتے ہیں: جو شخص اللہ اور رسول کی اطاعت کرے (تو اطاعت کیسی ہوئی) وہ نبیین، صدیقین وصالحین اور شہداء کے ساتھ ہوگا۔ وہ کہتے ہیں: تمہارے نزدیک صدیقین، صالحین وغیرہ بن سکتے ہیں تو نبی کیوں نہیں بن سکتے؟

اس آیت میں چار درجات کا ذکر کیا گیا ہے۔ نبی، صدیق، صالح اور شہید!، تو تم تین کو جاری مانتے ہو اور ایک کو بند مانتے ہو۔ یہ کیوں؟ یہ صرف لے دے کے پورے قرآن مجید سے ایک آیت پیش کرتے ہیں لیکن وہ اس کے اندر بھی دجل کرتے ہیں۔ اس آیت میں یہ کہیں نہیں ہے کہ جو اللہ اور رسول کی اطاعت کرے گا وہ نبی بن جائے گا۔ صدیق، صالح اور شہید بن جائے گا۔ یہاں جنت میں معیت کا ذکر ہے کہ جو اللہ اور رسول کی اطاعت کرے گا وہ نبیوں، صدیق اور شہید کے ساتھ ہوگا۔ اور آگے قرآن مجید نے کہا ہے: و حسن اولئك رفیقاً۔ تو یہ جو

رفاقت ہے وہ بہت اچھی سنگت ہے۔رفاقت ہے۔اور یہ رفاقت قیامت کے دن کی مراد ہے۔

رفاقت سے قیامت کے دن کی رفاقت مراد ہے

چنانچہ علامہ سیوطیؒ نے شان نزول میں حضرت ثوبانؓ سے نقل کیا ہے: انہوں نے حضور(ﷺ) سے عرض کی اور کہا: ''کیف نراك فی الجنة وانت فی الدرجات العلیٰ ونحن اسفل منك فنزل ومن یطع الله والرسول (جلالین ص ۸۰)'' کہ ہم جنت میں آپ کا دیدار کیسے کر پائیں گے۔جب کہ آپ جنت کے بلندوبالا درجات میں ہوں گے اور ہم آپ سے نچلے درجات میں ہوں گے تو یہ آیت ''ومن یطع الله والرسول'' نازل ہوئی۔وہ جنت جس میں آپ کا دیدار نہ ہو اس جنت کا فائدہ کیا؟ تو اس کے جواب میں قرآن مجید کی یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔تو یہ قیامت کے دن ان کے ساتھ ہونے کا ذکر ہے۔یہ نہیں کہ جو اللہ اور رسول کی اطاعت کرے گا وہ نبی بن جائے گا۔

قادیانیوں کا یہ کہنا کہ صدیقیت،صالحیت اور شہادت کو کیوں جاری مانتے ہو؟

تو وہ قرآن مجید کی دوسری آیات ہیں جن میں صدیق،صالحین اور شہید بننے کا ذکر ہے۔جن آیات میں درجات ملنے کا ذکر ہے وہاں نبوت نہیں،جہاں درجات ملنے کا ذکر ہے وہاں نبوت کا ذکر نہیں۔جہاں نبوت کا ذکر ہے وہاں رفاقت کا ذکر ہے۔جہاں درجات ملنے کا ذکر ہے وہاں صدیق،صالح اور شہید کا لفظ قرآن میں ہے۔وہاں نبوت کا لفظ موجود نہیں۔اور جہاں نبوت کا لفظ موجود ہے وہاں قرآن مجید نے پابندی لگادی کہ خاتم النّبیین خبردار!اس کے بعد کوئی نبی نہیں!

اس آیت میں معیت ہے عینیت نہیں۔ان لوگوں کا ساتھ ہوگا (یہ معنی نہیں کہ وہ عین ہوں گے)مثلاً:قرآن مجید میں ہیں: ان الله مع الصابرین ''کہ اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہیں۔'' یہ مطلب نہیں کہ صبر کرنے والے خدا بن جاتے ہیں اور حدیث میں ہے:المرء مع من احب، حضور(ﷺ) نے فرمایا:التاجر الصدوق الامین مع النّبیین والصدیقین والشهداء (منتخب کنز العمال برحاشیہ مسند احمد جلد۲ص۲۰۹) اس کا یہ معنی نہیں کہ جو سچا امانت دار تاجر ہوگا وہ نبی ہوگا۔اور یہاں رفاقت ملنے کا ذکر ہے اور یہ قیامت کے دن کا ذکر ہے۔جو شخص جس کے ساتھ محبت کرے گا قیامت کے دن اسی کے ساتھ اٹھایا جائے گا۔تو جس کو حضور(ﷺ) کے ساتھ محبت ہوگی وہ حضور(ﷺ) کے ساتھ ہوگا،صدیق اور صالح کے ساتھ محبت ہوگی تو وہ اس کے ساتھ ہوگا۔اور

آ گے فرمایا: وحسن اولئك رفیقاً۔ قرآن مجید کی اس آیت سے مرزائی غلط استدلال کرتے ہیں۔

من یطع اللّٰہ و الرسول فاُلٰئك مع الذین انعم اللّٰہ علیھم من النّبیین والصدیقین والشھداء والصالحین و حسن اولئك رفیقا. (سورۃ النساء:۶۹) آپ حضرات کے ذہنوں میں مرزائیوں کا استدلال تو ہے۔ یہاں معیت ہے عینیت نہیں، معیت فی الدنیا ہر مؤمن کو حاصل نہیں۔ اس لئے اس سے مراد معیت فی الآخرۃ ہے۔ چنانچہ مرزائیوں کے مصدقہ نویں صدی کے مجدد امام جلال الدین سیوطیؒ نے اس آیت کا شان نزول یہ لکھا ہے کہ جو حضرت ثوبان کی حدیث میں اوپر مذکور ہو چکا۔ معلوم ہوا کہ یہاں درجات کے ملنے یا عین ہو جانے کا ذکر نہیں بلکہ رفاقت کا ذکر ہے جو قیامت کے دن ہوگی۔

عن معاذ بن انسٍ قال: قال رسول اللّٰہ ﷺ من قرأ الف آیۃٍ فی سبیل اللّٰہ کتب یوم القیامۃ مع النّبیین و الصدیقین والشھداء والصالحین و حسن اولٰئك رفیقاً (کنز العمال برحاشیہ، مسند احمد جلد۱ص۳۶۳) ''حضرت معاذ بن انسؓ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ جو شخص ایک ہزار آیت اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے پڑھے وہ قیامت کے دن نبیوں صدیقوں اور شہداء وصالحین کے ساتھ بہترین رفاقت میں ہوگا۔'' اسی طرح حضور (ﷺ) نے فرمایا: التاجر الصدوق الامین مع النّبیین والصدیقین والشھداء والصالحین۔ یہ دونوں حوالے کنز العمال منتخب مسند احمد کے حاشیہ پر ہیں۔ منتخب کنز العمال حاشیہ علیٰ مسند احمد ابن حنبلؒ.

جہاں درجات ملنے کا ذکر ہے وہاں نبوت کا ذکر نہیں

تو دیکھئے! تلاوت کرنا، تجارت کرنا یہ دونوں کسب کی چیزیں ہیں۔ تو کیا کوئی شخص اللہ کے راستہ میں ایک ہزار آیتیں پڑھ لے تو نبی بن سکتا ہے؟ اور اس گئے گزرے دور میں جو سچا تاجر اپنی امانت و دیانت کا معیار برقرار رکھے گا، اور تجارت کو اسلام کے اصولوں پر چلائے گا، تو وہ قیامت کے دن صدیقین، صالحین اور شہیدوں کے ساتھ ہوگا۔ نہ کہ نبی بن جائے گا؟۔

اس آیت میں نبوت، صدیقیت اور صالحیت اور شہادت کے ملنے کا ذکر نہیں۔ بلکہ ان کی معیت فی الآخرۃ کا ذکر ہے۔ باقی رہا کہ صدیقیت اور صالحیت اور شہادت کو جاری مانتے ہو تو اس کے متعلق یہ عرض ہے: قرآن وحدیث میں یہ کہیں نہیں ہے کہ یہ درجات بند ہیں اور نبوت کے متعلق تو صراحت کے ساتھ لفظ خاتم النّبیین آیا ہے۔ ان کے متعلق صراحت کا دکھانا

قادیانیوں کا کام ہے۔ان کے ذمہ ہے۔جو قیامت تک نہیں دکھا سکتے۔ہم ان تین درجات کے ملنے کا مذکورہ آیت سے استدلال نہیں کرتے بلکہ ان درجات کے ملنے کا ذکر دوسری آیات میں ہے۔ جہاں درجات ملنے کا ذکر ہے وہاں نبوت کا ذکر نہیں اور جہاں نبوت ملنے کا ذکر ہے وہاں درجات کے ملنے کا ذکر نہیں۔

وہ آیات جن میں درجات ملنے کا ذکر ہے

۱...... والذین آمنوا باللّٰه و رسوله اولئك هم الصديقون والشهداء عند ربهم (حدید:۱۹)''اور جو لوگ اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لائے وہی ہیں سچے اور لوگوں کے احوال بتلانے والے اپنے رب کے پاس۔'' دیکھا یہاں درجات ملنے کا ذکر ہے نبوت کا نہیں۔

۲...... والذین آمنوا وعملوا الصالحات لندخلنهم فی الصالحین (عنکبوت:۹) ''اور جو لوگ یقین لائے اور بھلے کام کئے ہم ان کو داخل کریں گے نیک لوگوں میں۔'' اسی طرح سورۂ حجرات کے آخر میں جو مجاهدين في سبيل اللّٰه ہیں وہاں اولئك هم الصادقون کہا گیا ہے۔اور آیت یہ ہے:انما المؤمنون الذين آمنوا باللّٰه ورسوله ثم لم يرتابوا وجاهدوا باموالهم وانفسهم فی سبيل اللّٰه اولئك هم الصادقون۔(حجرات:۱۵)''ایمان والے وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اللہ پر اور اس کے رسول پر پھر شبہ نہ لائے اور لڑے اللہ کی راہ میں اپنے مال اور اپنی جان سے وہ لوگ جو ہیں وہی ہیں سچے۔''

مرزائیوں نے ہر چند رسول اللہ ﷺ کی مخالفت کی

تو صدیق اور صالحین جو ہم کہتے ہیں کہ: بن سکتے ہیں تو ہم اس آیت سے استدلال کی وجہ سے کہتے ہیں: کہ بن سکتے ہیں۔یہ نہیں کہتے کہ:من يطع اللّٰه الخ والی آیت سے ان درجات کے ملنے کا ذکر ہے۔ان کی بنیاد پر ہم یہ کہتے ہیں: صدیق،صالح اور شہید تو بن سکتے ہیں۔

خدا نہ کرے قرآن کی یہ آیتیں بھی اگر نہ ہوتیں تو بھی ان درجات کو جاری اس لئے مانتے ہیں کہ ان کے بند ہونے کا ذکر قرآن میں نہیں۔نبوت کو بند اس لئے مانتے ہیں کہ اس کا ذکر قرآن میں ہے۔تو اگر یہ درجات بند ہیں تو مرزائی ہمیں قرآن میں دکھائیں کہ یہ درجات بھی بند ہیں۔ہم اس کو ماننے کے لیے تیار ہیں۔رہتی دنیا تک کوئی بھی قادیانی ان درجات کے بند ہونے کا ذکر قرآن میں نہیں بتلا سکتا۔

اللہ کی شان ! حضور(ﷺ) نے فرمایا: نبوت بند، یہ بدبخت کہتا ہے: نبوت جاری ہے۔حضور(ﷺ) نے فرمایا: جہاد جاری ہے، یہ کہتا ہے: بند ہے۔حضور(ﷺ) نے فرمایا: خدا کی قسم ! حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) آسمانوں پر زندہ ہے۔یہ کہتا ہے: حق کی قسم! ابن مریم مر گیا۔یعنی ہر بات میں حضور(ﷺ) کا الٹ۔العیاذ باللہ اور ہر بات میں حضور ﷺ کا مخالف ہے جب مخالف ہے تو متبع نہ بنا اور جب متبع نہ بنا تو نبی بھی نہ ہوا۔لہٰذا ماننا پڑے گا کہ مرزا قادیانی دعویٰ نبوت میں جھوٹا ہے۔

میں خدا کے نوروں میں سے آخری نور ہوں

اب یہی ہے کہ مرزائی جو ہیں وہ مرزا غلام احمد کے بعد کسی کو نبی نہیں مانتے۔ان کے یہاں خلافت کا نظام ہے۔نبوت کا نظام نہیں اور مرزا غلام احمد قادیانی کے مرید (برساتی مینڈک کی طرح ہیں) جس وقت مرزا غلام احمد نے نبوت کا پھاٹک کھولا تو کئی اُلّو کے پٹھے جو مرزا کے مرید تھے۔انہوں نے نبوت کا دعوی شروع کر دیا،کوئی کیا ہے؟اور کوئی کیا ہے؟

نبوت کا دروازہ کھول دیا گیا تو ہزاروں

ایک ناک کٹا تھا اس کا نام تھا نور نبی۔اس نے بھی نبوت کا دعویٰ کر دیا،اس کے باپ کا نام تھا نور اللہ!

شاہ صاحبؒ نے عدالت میں مقدمہ (مقدمہ تھا شاہ صاحبؒ پر انہوں نے کہا تھا کہ مرزا شراب پیتا تھا) کے گواہ کے طور پر مرزا بشیر الدین کو رکھا۔صفائی کا اسی نور نبی کو گواہ رکھا، یہ نور نبی آیا تو عدالت نے پوچھا: آپ کا نام؟ اس نے جواب دیا: نوں نوں نوں۔عدالت ادھر ادھر دیکھے! لاکھ سمجھ میں نہ آئے!۔عدالت نے پھر کہا: آپ کا نام؟اس نے پھر کہا: نوں نوں نوں۔

تو جج نے کہا: شاہ صاحب! اس کو گواہ رکھنے کی کیا ضرورت تھی؟ شاہ صاحب نے فرمایا: یہ اس لئے لایا ہوں کہ نبوت کا دروازہ اگر کھول دیا گیا تو اس طرح کے اُلو کے پٹھے بھی نبوت کا دعویٰ کریں گے۔نبوت مذاق نہیں! کئی لوگوں نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔

مرزا کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنے والے سب مرزائی تھے

اب حال ہی کی بات ہے کہ اخبارات میں ابھی چھپا ہے کہ لاہور میں ایک آدمی نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ایک آدمی نے کہا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے نبی بنایا ہے۔پہلے ''مرزا طاہر'' کی

میں اطاعت کرتا تھا اب ’’مرزا طاہر‘‘ میری اطاعت کرے۔اور یہ کہ مجھے لندن سے تار آیا ہے۔اللہ تعالیٰ نے مجھے نبی کنفرم کر دیا ہے۔

یہ اس بے چارے کا بھی کوئی قصور نہیں۔جتنے لوگوں نے مرزا غلام احمد قادیانی کے بعد نبوت کا دعویٰ کیا سب مرزائی تھے،اور وہ تیرہ کے قریب ہیں۔اس لئے کہ جب دماغ خراب ہوتا ہے تو تھوک کے حساب سے نبوت کا دعویٰ کرنے والے پیدا ہو جاتے ہیں،اور وہ سمجھتے تھے کہ مرزا نبی بن سکتا ہے تو ہم کیوں نہیں بن سکتے؟مرزا غلام احمد قادیانی کی زندگی میں جنہوں نے دعویٰ نبوت کیا ان سب کو مرزا نے کافر کہا۔اگر مرزا قادیانی کے بعد کوئی نبوت کا دعویٰ کرے تو مرزا اور مرزائیوں کے نزدیک کافر ہے۔اسی فتویٰ کی رو سے حضور ﷺ کے بعد مرزا قادیانی بھی کافر ہے، دجال ہے،کذاب ہے۔جس طرح مرزا کے بعد کوئی نبی نہیں بن سکتا تو حضور کے بعد بھی کوئی نبی نہیں بن سکتا۔معلوم ہوا کہ مرزا کے بعد کوئی نبی نہیں بن سکتا،اگر گنجائش ہے تو ان کو بھی مانو!

بقول مرزا نویں صدی کے مجدد امام جلال الدین سیوطیؒ تھے

مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی تحریرات میں ’’عبدالحکیم‘‘ کو خود لکھا کہ یہ مرتد ہو گیا ہے۔ اس نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔مرزا کے بعد کوئی مرزائی کسی کو نبی نہیں مانتا۔ان کے یہاں خلافت کا نظام ہے۔وہ خود کہتے ہیں:قیامت تک کسی کو نبی نہیں بننا گویا کہ(نعوذ باللہ)ان کے یہاں مرزا خاتم النّبیین ہے۔

ازالۂ اوھام میں مرزا غلام احمد قادیانی نے لکھا ہے کہ:علامہ جلال الدین سیوطیؒ نویں صدی کے مجدد تھے۔اس نے یہ بھی لکھا ہے اور تسلیم بھی کیا ہے کہ:’’یہ حضرت امام جلال الدین سیوطیؒ پچھتر دفعہ احادیث کی تصحیح کے لئے حضور (ﷺ) کی خدمت میں حالت بیداری میں پیش ہوئے۔‘‘ (دیکھئے!ازالہ اوہام ص۱۵۱،خزائن جلد۳ص۱۷۷)

’’عسل مصفی‘‘ مرزائیوں کی کتاب ہے جسے مرزا قادیانی کے ایک مرید خدا بخش نامی نے تصنیف کیا ہے اور یہ مرزا غلام احمد قادیانی کی حرف بحرف تصدیق شدہ ہے۔اس میں تیرہ صدی کے مجددین کی فہرست شائع کی ہے۔اس میں نویں صدی کا مجدد امام جلال الدین سیوطیؒ کو لکھا ہے۔ (دیکھئے!عسل مصفّٰی ص۱۶۲تا۱۶۵)

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین

دروس ختم نبوت
یعنی

مولانا اللہ وسایا صاحب

کے اسباق برائے تعارف قادیانیت

چھٹا درس ''خاتم النبیین کون؟''

جوانہوں نے بروز جمعرات مؤرخہ ۱۹؍ذی الحجہ ۱۴۰۵ ہجری مطابق ۵؍ستمبر ۱۹۸۵ عیسوی کو ظہر کی نماز کے بعد انجمن زینت الاسلام ٹیلر اسٹریٹ باٹلی میں دیا تھا

ترتیب مولانا محمد یوسف ماما استاذ الحدیث باٹلی

نظرثانی مولانا منور حسین سورتی استاذ تحفیظ القرآن جامع مسجد بالسم لندن

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمدللّٰه وكفىٰ وسلام علىٰ سيد الرسل وخاتم الانبياء وعلىٰ آله واصحابه الذين هم خلاصة العرب العرباء وخيرالخلائق بعد الانبياء ۰ اما بعد ۰ فاعوذ باللّٰه من الشيطٰن الرجيم ۰ بسم اللّٰه الرحمٰن الرحيم ۰ ماكان محمد ابا احد من رجالكم ولكن رسول اللّٰه وخاتم النّبيين، وكان اللّٰه بكل شئ عليما۔

قال النبی ﷺ: انه سيكون فی امتی كذابون ثلاثون كلهم يزعم انه نبی وانا خاتم النّبيين لا نبی بعدی۔ اللّٰهم صل علىٰ سيدنا محمد عبدك ورسولك وصل كذلك علىٰ جميع الانبياء والمرسلين وعلى الملائكة المقربين وعلىٰ عباد اللّٰه الصالحين ۰ اجمعين الىٰ يوم الدين.

ماقبل کے درس سے ربط

میرے واجب الاحترام معزز علماء کرام! عزیز بھائیو! دوستو! اور بزرگو! گذشتہ گفتگو کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سلسلۂ نبوت حضرت آدم (علیہ السلام) سے شروع کیا، مسلسل، پے در پے اور متواتر نبی آتے رہے، یہی سلسلہ جب چل کر نوح (علیہ السلام) اور ابراھیم (علیہ السلام) پر پہنچا تو اس وقت یہی اعلان دوبارہ ہوا، وجعلنا فی ذریتهما النبوة والكتاب ”اور ہم نے ان دونوں کی اولاد میں نبوت اور کتاب رکھ دی۔“ اور آگے ثم قفينا على آثارهم برسلنا (حدید:۲۷،۲٦) ”پھر ہم نے ان کے پیچھے اپنے رسول پے در پے بھیجے۔“ تو معلوم ہوا کہ ان کے بعد بھی پے در پے نبی آتے رہے۔ اور جس وقت یہ سلسلہ حضرت موسیٰ (علیہ السلام) پر پہنچتا ہے تو اس وقت بھی قرآن مجید یہی بیان کرتا ہے کہ حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کے بعد بھی کئی رسل آئیں گے۔ جب عیسیٰ (علیہ السلام) پر یہ سلسلہ پہنچتا ہے تو قرآن مجید جمع کی بجائے واحد کا صیغہ برسولٍ استعمال کرتا ہے۔ اور ان کے نام کی تعیین بھی قرآن مجید کر دیتا ہے اور جب حضور (ﷺ) تشریف لائے تو آپ (ﷺ) نے فرمایا: انا بشارة عيسىٰ (مشکوٰۃ ص ۵۱۳) انا محمد وانا احمد (مشکوٰۃ ص ۵۱۵) اور ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے فرمایا: عیسیٰ (علیہ السلام) کے بعد جس ایک کو آنا تھا وہ ایک آ گئے، اور اب نبوت ختم ہو چکی، اور فرمایا: ماكان محمد ابا احدٍ من رجالكم ولكن رسول اللّٰه وخاتم النّبيين (احزاب:۴۰)

اس کے علاوہ دوسری بات یہ ہے کہ قرآن مجید میں پانچ دس مقامات پر اللہ رب العزت نے حضور (ﷺ) کو یہ کہا کہ جو کچھ آپ (ﷺ) پر اترے اس پر بھی ایمان لاؤ، اور آپ (ﷺ) سے پہلے جو کچھ نازل کیا گیا ہے اس پر بھی ایمان لاؤ۔ اگر حضور (ﷺ) کے بعد کسی کو آنا تھا تو ایمان کے بارے میں ''مــن بـعــد'' کا ذکر ہوتا۔ قرآن مجید پورا گواہ ہے کہ کہیں بھی ''مــن بعد'' کا ذکر نہیں ہے۔ تو معلوم ہوا کہ حضور (ﷺ) کے بعد کسی کو نبی بن کر آنا نہیں ہے۔

حضور (ﷺ) کے بعد کسی کو نبی بن کر آنا نہیں ہے

ہمارے ذمہ حضور (ﷺ) کی تابعداری، پیروی اور اطاعت کرنا ہے، لیکن حضور (ﷺ) سے پہلے جتنے بھی انبیاء (علیہم السلام) آئے ہیں ان کو ماننا بھی ضروری ہے، اگر حضور (ﷺ) کے بعد کسی کو آنا ہوتا تو جس طرح پہلے انبیاء (علیہم السلام) نے اپنے بعد آنے والے نبی کی تصدیق کی اور اپنی امت کو بتایا تو حضور (ﷺ) بھی اپنے بعد آنے والے نبی کی بشارت دیتے، اور اپنی امت کو تصدیق کرنے کو کہتے، اور ایمان لانے کو بتاتے کہ اس نبی کی تصدیق کرنا اور اس پر ایمان لانا جیسے کہ حضور (ﷺ) سے پہلے آئے ہوئے انبیاء (علیہم السلام) کے متعلق بتایا گیا۔ حضور (ﷺ) کا آنے والے کی خوشخبری نہ دینا، اور قرآن مجید میں اس کا ذکر نہ ہونا ہی دلیل ہے اس بات کی کہ حضور (ﷺ) پر سلسلہ نبوت ختم ہوگیا۔ اور جب کہ قرآن مجید نے صراحت کے ساتھ ''خاتم النّبیین'' کا لفظ بھی ذکر کر کے اس کی مزید تاکید کردی۔

ہمارے یہاں ہر قسم کی نبوت بند ہے

حضرات گرامی! قادیانی عموماً دھوکا یہ دیتے ہیں، اور بحث شروع کر دیتے ہیں کہ نبوت جاری ہے، اور عام آیت پڑھ دیتے ہیں۔ حالانکہ ان کے یہاں بھی ہر قسم کی نبوت جاری نہیں، ان کے نزدیک نبوت کی تین قسمیں ہیں (حوالہ پچھلے درس میں گذر چکا ہے وہاں ملاحظہ فرمائیں) دو قسم کی نبوت بند ہے اور ایک قسم کی نبوت جاری ہے۔ نبوت کی دو قسم، ایک تشریعی اور دوسری غیر تشریعی، جو غیر تشریعی ہے اس کی بھی دو قسم ہے۔ ایک نبوت غیر تشریعی بالواسطہ اور دوسری قسم نبوت غیر تشریعی بلاواسطہ۔ اور نبوت تشریعی اور نبوت غیر تشریعی بلاواسطہ بند ہے۔ اور ان کے نزدیک غیر تشریعی بالواسطہ جاری ہے۔ ان کے عقیدے کے مطابق غیر تشریعی بالواسطہ جاری ہے۔ اور وہ یہ بھی کہتے ہیں: کہ حضور (ﷺ) سے پہلے یہ نبوت جاری نہیں تھی۔ حضور (ﷺ) کے بعد یہ سلسلہ

جاری ہوا۔تو سارا قرآن مجید اور احادیث کا جوذخیرہ ہے اس میں سے اپنے دعویٰ کے متعلق ایک آیت یا ایک حدیث بھی قادیانی نہیں بتا سکتے اور نہ ہی دکھلا سکتے ہیں۔

تیسری درخواست یہ کی تھی کہ قادیانیوں کا ہمارے ساتھ یہ بحث کرنا کہ حضور کے بعد نبوت جاری ہے، یہ بحث ہی سرے سے غلط ہے۔اس لئے کہ قادیانیوں کے یہاں بھی نبوت بند ہے۔اور ہمارے یہاں بھی ہر قسم کی نبوت بند ہے۔فرق یہ ہے کہ قادیانیوں کے نزدیک ''غلام احمد قادیانی'' پر بند ہے اور ہم کہتے ہیں کہ حضور خاتم النّبیین(ﷺ) پر بند ہے۔ہمارے نزدیک حضور(ﷺ) کو قرآن مجید اور احادیث پاک میں خاتم النّبیین کہا گیا ہے۔مرزائی کہتے ہیں: حضور(ﷺ) کے زمانہ سے لے کر ''مرزا غلام احمد'' تک کوئی نبی نہیں،اور ''غلام احمد'' کے بعد قیامت تک کوئی نبی نہیں ہوگا۔صرف ''مرزا غلام احمد قادیانی'' نبی ہے۔دلائل دیں گے نبوت جاری ہے اور عملاً کہتے ہیں: نبوت بند ہے۔اور یہ کہتے ہیں: صرف غلام احمد قادیانی آخری نبی ہے۔

دراصل بحث یہ ہونی چاہئے کہ مرزا غلام احمد قادیانی آخری نبی ہے یا حضور(ﷺ) آخری نبی ہیں۔تو قادیانی ''مرزا غلام احمد قادیانی'' کو آخری نبی ثابت کرنے کے لئے قرآن مجید کی ایک آیت یا احادیث پاک میں سے ایک حدیث بھی پیش نہیں کر سکتے کہ ''مرزا غلام احمد قادیانی'' آخری نبی ہے۔

اگر ان بحثوں میں ان تمام قیود کو سامنے رکھتے ہوئے مرزائیوں کے ساتھ یہ گفتگو کی جائے تو کوئی مرزائی قرآن مجید سے ایک آیت یا احادیث پاک میں سے ایک حدیث بھی پیش نہیں کرسکتا۔باقی یہ کہ ''مرزا غلام احمد'' نے یہ کہاں لکھا ہے کہ صرف میں ہی نبی ہوں،آیات و حوالہ جات سامنے ہیں؟

آیت سے غلط استدلال

نمبر(۲): وہ حضرات اپنے دعویٰ کی صداقت کے لئے قرآن مجید کی یہ آیت پیش کرتے ہیں کہ قرآن مجید میں ہے اللہ رب العزت نے فرمایا: من یطع اللّٰہ والرسول فالئك مع اللذین انعم اللّٰہ علیھم من النّبیین والصدیقین والشھداء والصالحین آگے کہتے ہیں: قرآن مجید میں ہے اھدنا الصراط المستقیم ۔نماز میں ہم دعاء مانگتے ہیں کہ اے اللہ! ہمیں سیدھا راستہ دکھا،راستہ ان لوگوں کا جن پر تو نے انعام کیا،پھر وہ منعمین کون ہیں؟ وہ چار ہیں،(۱) نبی،(۲) صدیق،(۳) صالح اور (۴) شہید۔مرزائی اس آیت سے غلط استدلال

کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ وہ جو اطاعت کرے گا اسی میں سے ہوگا انہی میں سے ہوگا۔تو جس طرح صدیق وغیرہ بن سکتے ہیں منعم علیھم تو چار ہیں تین بن سکتے ہیں۔چوتھا یعنی نبی کیوں نہیں بن سکتا؟۔

تو اس سلسلہ میں آپ حضرات کی خدمت میں امام جلال الدین سیوطیؒ کے حوالہ سے اس کا شان نزول اور پوری تفصیل آگے پیش کی جا چکی ہے،اور آگے (قرینہ موجود ہے) و حسن اولٓئك رفیقًا پر بھی گفتگو ہوچکی ہے کہ یہاں رفاقت مراد ہے معیت مراد ہے۔عینیت مراد نہیں کیونکہ مع الذین کہا ہے من الذین نہیں کہا۔

جھوٹا نبی مرزا کہتا ہے: پوری امت میں میں ہی

اس کے علاوہ قادیانیوں کا یہ کہنا کہ آپ حضرات تین درجات کو جاری مانتے ہو اور ایک کو بند مانتے ہو تو اس پر بھی تفصیل سے گفتگو ہوچکی ہے،اور یہ تمام معروضات کل بروز بدھ ۴ ستمبر ۱۹۸۵ء کو بیان کئے جا چکے ہیں۔

حضرات گرامی! میں یہ عرض کررہا تھا کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے خود تسلیم کیا ہے کہ پوری امت میں سے صرف میں ہی نبوت کے لئے مخصوص کیا گیا ہوں۔(حقیقة الوحی ص ۳۹۱، خزائن ج ۲۲ ص ۴۰۶) کل ہم یہاں تک پہنچے تھے۔

تیسری بحث کو اگر ساتھ ملا کر دیکھا جائے اور مرزا کا قول: اطاعت اور پیروی سے نبوت ملتی ہے تو کیا چودہ سو سال میں کسی نے حضور (ﷺ) کی کامل پیروی کی یا نہیں؟ اگر جواب ہاں، میں ہے تو وہ کیوں نبی نہیں بنایا گیا؟ اگر کسی نے کامل پیروی نہیں کی تو یہ امت خیر امت نہ ہوئی کہ جس میں کسی امتی نے اپنے نبی کی کامل پیروی نہیں کی؟ حالانکہ صحابہ (رضوان اللہ علیہم اجمعین) کے لئے خود خدا تعالیٰ نے شہادت دی ہے: یطیعون اللّٰہ و رسولہ کہ حضرات صحابہ (رضوان اللہ علیہم اجمعین) اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں۔اگر اطاعت سے نبوت ملتی ہے تو وہ نبوت کسبی ہوئی، حالانکہ نبوت وہبی چیز ہے کما قال تعالیٰ: اللّٰہ اعلم حیث یجعل رسالته (انعام:۱۲۴) ”اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے اس موقع کو جہاں بھیجے اپنا پیغام۔“

بچے کے وجود کے لئے کسب ہے لیکن وہب میں قطعًا دخل نہیں

مرزائی یہ بھی کہتے ہیں کہ: بسا اوقات چیز وہبی ہوتی ہے مگر اس کے اندر کسب کو بھی دخل

ہوتا ہے، مثلاً: قرآن مجید میں ہے: یھب لمن یشاء اناثا و یھب لمن یشاء الذکور (شوریٰ:۴۹) ’’بخشتا ہے جس کو چاہے بیٹیاں اور بخشتا ہے جس کو چاہے بیٹے۔‘‘ مرزائی کہتے ہیں کہ جب تک عورت مرد کا ملاپ نہیں ہوتا بچہ پیدا نہیں ہوسکتا، حالانکہ وہ وہبی چیز ہے۔ لیکن اس میں انسان کے کسب کو بھی دخل ہے۔

ہم نے اس کا جواب یہ دیا کہ ٹھیک ہے: اس کے اندر انسانی کسب کو دخل ہے۔ لیکن وہب کرنے میں انسان کا قطعاً کوئی دخل نہیں ہے۔ ہزارہا میاں بیوی کا ملاپ ہوتا رہے لیکن اولاد نہیں ہوتی، لڑکی لڑکا دینے میں قطعاً کسی کو کوئی دخل نہیں۔ اس کے اندر قطعاً کسب نہیں ہے۔

جھوٹا نبی مرزا تو پورا تابعدار بھی نہیں تھا

اگر نبوت حاصل کرنے میں تابعداری شرط ہے تو بھی مرزا قادیانی نبی نہیں بن سکتا۔ اس لئے کہ اس نے حضور (ﷺ) کی کامل تابعداری نہیں کی۔ ہجرت نہیں کی، جہاد بالسیف نہیں کیا۔ کبھی پیٹ پر پتھر نہیں باندھا، اعتکاف نہیں کیا اور حج نہیں کیا وغیرہ وغیرہ۔

جھوٹا نبی مرزا رسول اللہ ﷺ کے دین کا حلیہ بگاڑنے والا تھا

متواتر چھ سال ماہ رمضان کے اس بدبخت نے روزے نہیں رکھے، کبھی کبھار موڈ بن جاتا تو مسجد میں چلا جاتا تھا۔ ورنہ اپنے گھر میں عورتوں کو کھڑا کر کے جماعت کرا لیتا تھا۔ اور کوئی مرد اس کے ساتھ نہیں ہوتا تھا۔ پیچھے عورت کھڑی ہوجاتی۔ چل بھائی! اللہ اکبر!۔ جی! اس ذوق کا آدمی تھا۔ میل دو میل کے سفر پر روزہ افطار کر لیتا اور نماز میں قصر لیتا۔ تو یہ من مانی کرنے اور حضور (ﷺ) کے دین کا حلیہ بگاڑنے کا انچارج تھا۔ نہ کہ حضور (ﷺ) کے دین کی کامل تابعداری کرنے والا۔

ایک علمی بحث لفظ ’’مع‘‘ کے معنی کے بارے میں

یہ سوچنے کی بات ہے کہ مع کا معنی کبھی بھی ’’من‘‘ کے ساتھ نہیں کریں گے۔ ورنہ بڑی پریشانی ہوگی مثلاً: قرآن مجید میں ہے: ان اللہ مع الصابرین۔ دیکھئے! میرے حضور! صدیق ابوبکر رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ (ﷺ) نے فرمایا: لاتحزن ان اللہ معنا (توبہ:۴۰) ’’مت غم کیجئے! یقیناً اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہیں۔‘‘ تو یہاں مع، کا معنی من، سے کرنا صحیح نہیں ہے۔ نعوذ باللہ اگر کیا

جائے تو صدیق اکبرؓ اور رسول اللہ (ﷺ) کو اللہ بنانا ہے۔ یا صبر کرنے والے خدا بن جاتے ہیں۔ یا خدا صبر کرنے والوں میں سے ہے۔ ان کی یہ کوئی بات قابل فہم نہیں!۔

مرزائیوں کا ذہنی افتراء ہے

مرزا غلام احمد قادیانی نے دعا کی: اے اللہ تعالیٰ تو اہل مکہ کو نصرت دے، اور ان کو نبیین، صدیقین، صالحین اور شہداء کا ساتھ نصیب کر!۔ وہاں اس نے مع، کا لفظ استعمال کیا ہے۔ تو کیا اس کا معنی یہ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی یہ دعا کر رہا تھا کہ جتنے مکہ والے ہیں سب نبی بن جائیں؟ (از حمامۃ البشریٰ ص۹۶، خزائن ج۷ ص۳۲۵) مع، کا ترجمہ من، کے ساتھ کرنا نہ تو عقل کے موافق ہے، اور نہ عربی صرف ونحو کے قواعد کے موافق ہے۔ اور نہ تو ۱۴۰۰ (چودہ سو) سوسال کی تفسیر اس کا ساتھ دیتی ہے۔ یہ ترجمہ صرف مرزائیوں کی ذہنی افتراء ہے۔ اور دین کے اندر صرف قینچی چلانے کے لئے تأویلیں کرتے ہیں۔ ورنہ خدا گواہ ہے کہ شریعت کے اندر اس کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

خاتم المھاجرین سے بھی غلط استدلال

مرزائی کہتے ہیں کہ ایک حدیث میں حضور (ﷺ) نے اپنے چچا حضرت عباسؓ کو فرمایا: اطمئن یاعمّ فانك خاتم المهاجرين فی الهجرة كما انا خاتم النّبيين فی النبوة . (از کنز العمال جلد ٦ ص۱۷۸) جس طرح ہزاروں لوگوں نے حضرت عباسؓ کے بعد ہجرت کی تو معلوم ہوا کہ خاتم المہاجرین کے معنی آخری مہاجر نہیں۔ اسی طرح خاتم النّبيين کا معنی آخری نبی نہیں۔ تو ظاہر بات ہے کہ حضرت عباسؓ کے بعد ہجرت ختم نہیں ہوئی۔ حضرت عباسؓ خاتم المهاجرين ہیں، لیکن اس کے باوجود دوسرے لوگ مہاجر بن سکتے ہیں۔ تو حضور (ﷺ) بھی خاتم النّبيين ہے اس کے باوجود بھی دوسرے نبی بن سکتے ہیں۔ دوسرا کوئی شخص نبی بن سکتا ہے۔ یہ ہے مرزائیوں کا استدلال!۔

اس ضمن میں درخواست یہ ہے کہ حضرت عباسؓ والی روایت مرزائی پوری نہیں پڑھتے، دراصل روایت یہ ہے کہ حضور (ﷺ) جس دن فتح مکہ کے لئے تشریف لا رہے تھے، حضرت عباسؓ ہجرت کی نیت سے مکہ سے مدینہ کی طرف نکل چکے تھے۔ ادھر سے حضور (ﷺ) تشریف لا رہے تھے۔ حضرت عباسؓ نے ان کو دیکھا، دیکھ کر ان کو پریشانی لاحق

ہوئی کہ مجھے ہجرت کا ثواب نہیں ملے گا اس لئے کہ میں اس سے قبل ہجرت نہ کرسکا۔تو حضور(ﷺ) نے ان کے اطمینان کے لئے ارشادفرمایا: آپ خاتم المھاجرین ہیں۔مکہ مکرمہ سے جن کوہجرت کرنی تھی وہ ہجرت کرچکے، آپ اس کے آخری مہاجر ہیں۔ہجرت ہمیشہ ’’دار الکفر‘‘ سے ’’دارالاسلام‘‘ کی طرف کی جاتی ہے،اورآج میں مکہ فتح کرنے جارہا ہوں، مکہ ایسا فتح ہوگا قیامت تک ’’دارالاسلام‘‘ رہے گا۔اب مکہ سے کوئی ہجرت نہ کرسکے گا۔اس لئے کہ ہجرت اس کو کہتے ہیں: جودارالکفر سے دارالاسلام کی طرف ہجرت ہو۔چنانچہ امام بخاریؒ نے مستقل باب باندھاہے لا ھجرۃ بعد الفتح (بخاری ج ۱ ص ۴۳۳) تو معلوم ہوا کہ فتح مکہ سے قبل مکہ معظّمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرنے والوں میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ آخری مہاجر ہیں۔ یہ بات بالکل ٹھیک ہے۔اس میں کوئی کلام نہیں۔

اللہ تعالیٰ کی شان! شیعہ تفسیروں میں بھی کوئی سند نہیں

’’اوردوسرا استدلال مرزائی یہ پیش کرتے ہیں کہ حضور(ﷺ) نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرمایا: انك انت خاتم الاولیاء. میرے بھائیو! دنیاجہان میں اس کی کوئی سند نہیں۔شیعہ کسی غیرمشہور تفسیر کا حوالہ پیش کرتے ہیں، اللہ کی شان!: شیعہ تفسیر میں بھی اس کی کوئی سند مذکور نہیں۔جس قول کا نہ باپ ہے اورنہ ماں!: قادیانی اس مقطوع النسل ٹکڑے کواپنے عقائد کے طور پر پیش کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

مرزا کے نزدیک اقوال سلف وخلف کوئی مستقل حجت نہیں

حالانکہ اس کے مقابلہ میں حضور(ﷺ) کی واضح و صحیح حدیث موجود ہے: حضور(ﷺ) نے حضرت علیؓ کو غزوہ تبوک کے موقعہ پرارشادفرمایا: انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی (مسلم ج۲ ص۲۷۸) آپ میرے اسی طرح قائم مقام ہیں جس طرح حضرت ہارون (علیہ السلام) موسیٰ (علیہ السلام) کے قائم مقام تھے۔شبہ ہوسکتا تھا کہ حضرت موسیٰ (علیہ السلام) اللہ کے نبی، اورحضرت ہارون (علیہ السلام) بھی اللہ کے نبی، حضور(ﷺ) اللہ کے نبی تو یہ ممکن ہوسکتا تھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی اللہ کے نبی ہوسکتے ہوں۔لیکن رسول اللہ ﷺ نے لا نبی بعدی کہہ کراس وہم کودورکردیا کہ میرے بعدکوئی نبی نہیں۔تو اس صحیح حدیث کے ہوتے ہوئے قادیانی حضرت علی (رضی اللہ عنہ) کے متعلق قول مجہول پیش

کرتے ہیں اس کا کوئی اعتبار نہیں۔جس کی کوئی سند بھی نہیں ہے۔یادرکھیں! ہمیشہ مرزائی تنکوں کا پل بنا کراس پرسے ہاتھی کوگزارنے کی کوشش کرتے ہیں اورنا کام ہوجاتے ہیں۔

قادیانی شیعہ راویوں کی غیرمشہور روایت پیش کرتے ہیں: ان کے جواب میں ہم مرزا قادیانی کا ایک حوالہ پیش کرتے ہیں۔مرزا قادیانی خودلکھتا ہے: ’’اقوال سلف وخلف کوئی مستقل حجت نہیں رکھتے۔‘‘ (ازالہ اوہام ص ۳۸، خزائن ج ۳ ص ۳۸۹) یعنی کسی بزرگ کا کوئی قول وفعل جوقرآن وحدیث کے خلاف ہو، وہ شرعاً حجت نہیں۔اور جب حجت نہیں تو خلاص! (تو شیعہ روایت کی بھی چھٹی ہوگئی)

پہلے اللہ رب العزت نبی بناتے تھے اب یہ محکمہ

مرزائی یہ کہتے ہیں کہ خاتم النّبیین کامعنی سرے سے ہی آخری نبی کا نہیں ہے، بلکہ خاتم، کامعنی مہراورانگوٹھی کے ہیں، تو حضور (ﷺ) سے پہلے اللہ رب العزت نبی بناتے تھے۔اب حضور (ﷺ) نبی بناتے ہیں۔اس طرح کہ حضور (ﷺ) مہر لگاتے جائیں گے نبی بنتے جائیں گے۔یعنی اب نبی بنانے کا اختیار ومحکمہ اللہ تعالیٰ نے حضور (ﷺ) کے سپرد کردیا، حضور (ﷺ) اپنی مرضی سے جس کو چاہیں اسے نبی بنا کراس کی نبوت پر اپنی مہرتصدیق ثبت کردیں گے۔قادیانی خاتم کا یہ ترجمہ پیش کرتے ہیں۔میرے بھائیو یادرکھو! ختم کا لفظ قرآن مجید میں چندجگہ آیا ہے اورسب جگہ قدر مشترک کے طور پرایک ہی ترجمہ ہے اوروہ یہ ہے کہ: ’’کسی چیزکواس طرح بندکرنا کہ کوئی چیز باہر سے اندرجا نہ سکے اوراندر سے باہر آنہ سکے۔‘‘

ختم اللّٰہ علی قلوبھم: (بقرہ:۷)، اللہ تعالیٰ نے ان (مخصوص کافروں) کے دلوں پراس طرح مہرلگادی کہ ان کے قلوب سے کفرنہیں نکلے گا۔اور باہر سے ایمان اندرداخل نہیں ہو سکےگا۔یہ ہے اس کا ترجمہ۔تو خاتم النّبیین کے معنی یہ ہوں گے کہ اللہ رب العزت نے نبوت کا سلسلہ اس طرح بندکردیا کہ جتنے بھی انبیاء اب تک آنے مقدر تھے وہ آ گئے ان میں سے کسی کو باہر نہیں نکالا جاسکتا اور باہر سے کسی کونبوت کے اندرداخل نہیں کیا جاسکتا۔

خاتم کے معنی آخری یہ خودمرزا نے تسلیم کیا ہے

لیکن مرزائی اس ترجمہ کونہیں مانتے۔پھران کی خدمت میں مرزا غلام احمد قادیانی کی کتاب’’ تریاق القلوب‘‘ کاایک حوالہ پیش کرتے ہیں: مرزا قادیانی اس میں لکھتا ہے: میں

اپنے والدین کے یہاں خاتم الاولاد تھا۔(تریاق القلوب،خزائن ج۱۵ص۴۷۹)بایں معنی کہ پہلے میری ماں کے پیٹ سے جنت بی بی نکلی اور پھر میں نکلا۔ آ گے لکھتا ہے:اس کی ٹانگیں تھی اور میرا سر تھا۔(آپ حضرات علماء کرام ہیں مجھے کہتے ہوئے شرم آتی ہے،اس پنجابی نبی کی عظمت پر قربان !)ہم مرزائیوں سے درخواست کرتے ہیں:وہاں’’خاتم النّبیین‘‘ کالفظ ہےاور یہاں’’خاتم الاولاد‘‘ کالفظ ہے۔تو’’خاتم النّبیین‘‘ کا جوترجمہ تم کرتے ہویہی ترجمہ’’خاتم الاولاد‘‘ کا بھی کرو۔

مرزا غلام احمد قادیانی مہر لگاتا جائے گا اس کی ماں بچے جنتی جائے گی۔حالانکہ کوئی مرزائی اس ترجمہ کوتسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں۔سب کہتے ہیں: غلام احمد کے بعد مرزا کے والدین کے یہاں کوئی لڑکا یالڑکی پیدانہیں ہوئی،یہ آخری لڑکا تھا۔جب ایک ہی لفظ کاترجمہ وہ یہ کرتے ہیں تو خاتم النّبیین کاترجمہ بھی ان کویہی کرنا چاہئے۔یعنی آخری نبی اس کے بعد کوئی نبی نہیں۔کسی قسم کی نبوت نہیں۔

خاتم کے معنی قرآن مجید،حدیث اوراہل لغت سب کےنزدیک آخرکے ہیں

(۲)وختم علیٰ قلوبکم (الانعام:۴۶)(۳)فان یشأ اللّٰہ یختم علیٰ قلبك (شوریٰ:۲۴)(۴)وختم علیٰ سمعہ الخ (جاثیہ:۲۳)(۵)الیوم نختم علیٰ افواھھم (یٰسین:۶۵)(۶)من رحیق مختوم ختٰمہ مسك (مطففین:۲۵)حضور(ﷺ)نےاس کا یہ ترجمہ فرمایا:عن ثوبانؓ قال: قال رسول اللّٰہﷺ انہ سیکون فی امتی کذابون ثلثون کلھم یزعم انہ نبی و انا خاتم النّبیین لا نبی بعدی ۔(ترمذی شریف جلد۲ص۴۵)تو حضور(ﷺ)کے ترجمہ کے ہوتے ہوئے کسی دوسرے شخص کواپنا من مانا ترجمہ کرنے کا کیا حق ہے۔حضور(ﷺ)کی ذات گرامی پرقرآن مجیدنازل ہواتھا۔کیارسول اللہ(ﷺ)نے غلط ترجمہ کیا؟اور یہ صاحب صحیح ترجمہ کررہے ہیں۔نعوذ باللّٰہ ،استغفر اللّٰہ!

پھرمرزائی اعتراض کرتے ہیں اورکہتے ہیں:لفظ خاتم‘کاترجمہ آخری نہیں ہے۔مرزائیوں کااعتراض ہے کہ قرآن مجید میں جو خاتم النّبیین آیاہےوہ بکسرالتاءنہیں ہے۔لہٰذااس کے معنی ختم کرنے کےنہیں ہوسکتے۔جواب:خاتم النّبیین کی دوقرأتیں

ہیں، حضرت حسن اور حضرت قتادہ کی قرأت بفتح التاء ہے، اور ان کے علاوہ تمام قاریوں کی قرأت بکسر التاء ہے۔ تفصیل کے لئے (درمنثور ج۵ ص۲۰۴) دیکھی جاسکتی ہے۔

(۱) اسی آیت کے ماتحت لسان العرب میں ہے کہ خاتِمُهم اور خاتَمُهم ای آخرُهم، ان کے نزدیک بکسر التاء اور بفتح التاء کی قرأت کے ہر حال میں معنی آخری کے ہیں۔

(۲) الخاتِم الخاتَم و الخاتام ای آخر القوم۔ (المنجد) (۳) الخاتِم آخر القوم کالخاتَم (قاموس) لغۃ کے دو تین حوالے آپ حضرات کو لکھوا دیئے ہیں۔ لغۃ والوں نے تسلیم کیا ہے کہ خاتَم اور خاتِم (چاہے بکسر التاء ہو یا بفتح التاء) کا ترجمہ ''آخری'' ہے۔ دونوں ترجموں میں کوئی فرق نہیں۔

حضور (ﷺ) کی امت میں جتنے بھی مفسرین چودہ سو سال میں گزرے ہیں، سب نے خاتم النّبیین کا یہی ترجمہ پیش کیا ہے کہ حضور (ﷺ) آخری نبی ہیں۔ کسی ایک امتی کو بھی اس سلسلہ میں کوئی اختلاف نہیں۔ کسی نے اگر دوسرے معنی کا احتمال نکالا ہے تو بھی اس نے یہی کہا: مراد یہی ہے کہ حضور (ﷺ) آخری نبی ہیں اور حضور (ﷺ) کے بعد کوئی نبی نہیں۔ اس مسئلہ پر چودہ سو سال سے امت کا اجماع چلا آرہا ہے۔ یہ بد بخت نیا طبقہ نکلا ہے جو دوسرا اور اپنا من پسند ترجمہ کرتا ہے۔ اور آج تک امت نے کسی مدعی نبوت کو برداشت نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ آپ حضرات کو بھی اس ملعون فتنے کا مقابلہ کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین!

ایک سوال کا جواب

درمیان میں کسی صاحب نے حضرت سے پوچھا: کیا اہل کتاب حضور (ﷺ) کو آخری نبی مانتے ہیں؟ ایک لفظ ''فارقلیط'' ان کی کتاب میں آتا ہے جس کے معنی ''انتظار کرنے'' کا ہے۔ جواب میں مولانا نے فرمایا کہ: حضور (ﷺ) کو اہل کتاب نبی مانتے تو ان کی تعلیمات پر عمل کرتے! اہل کتاب تو یوں کہتے ہیں کہ: حضرت محمد (ﷺ) مسلمانوں کے نبی ہیں۔ اپنا نبی نہیں مانتے، اگر نبی مانتے تو جھگڑا ہی ختم ہو جاتا۔ یہ درمیان میں جملہ معترضہ تھا۔

خاتم کا مفہوم

میں یہ عرض کر رہا تھا کہ قرآن مجید مسلمانوں کا قیمتی اثاثہ ہے۔ مسلمانوں نے چودہ سو سال میں اس کا جو ترجمہ سمجھا وہ یہی ہے کہ آپ (ﷺ) آخری نبی ہیں۔ اگر اہل لغت کو لیا جائے تو

وہ بھی یہی ترجمہ کرتے ہیں۔’’المنجد‘‘ عیسائیوں کی کتاب ہے وہ **الخاتِم، الخاتَم** کا ترجمہ ’’آخری‘‘ سے کرتے ہیں۔ غیر مسلم کو لیا جائے تب بھی وہ یہی ترجمہ کرتے ہیں کہ الخاتِم اور الخاتَم کے معنی آخری کے ہیں۔ مسلمانوں کو لیا جائے تب بھی وہ یہی ترجمہ کرتے ہیں۔ باقی عیسائیوں کا یہ کہنا ہے: ’’عیسیٰ (علیہ السلام) آخر میں نازل ہوں گے۔‘‘

عیسائی حضرات فارقلیط کا مصداق رسول اللہ ﷺ کو نہیں مانتے

حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) نے جو پیشین گوئی کی تھی لفظ ’’فارقلیط‘‘ کہہ کر، اس کا مصداق وہ حضور (ﷺ) کو نہیں سمجھتے، ہمارے نزدیک اس سے مراد حضور (ﷺ) کی ذات گرامی ہے۔ اور وہ ان کی کتابوں میں موجود ہے کہ وہ دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ آئے گا، فتح مکہ کے دن حضور (ﷺ) کے ساتھ دس ہزار صحابہ (رضوان اللہ علیہم اجمعین) تھے۔ ہم یہ مانتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) نے جو پیشین گوئی کی تھی کہ میرے بعد ایک آئے گا اس سے مراد حضور (ﷺ) کی ذات گرامی ہے۔ عیسائی بھی انتظار کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) دنیا میں دوبارہ تشریف لائیں گے۔ ہم بھی انتظار کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) دوبارہ تشریف لائیں گے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام شریعت محمدیہ کے پیرو بن کر نزول فرمائیں گے

اب میری درخواست ہے کہ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کی تعلیمات پر عمل کرنا اور ان کی تابعداری کرنا ہمارے لئے قطعًا ضروری نہیں۔ ہم حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کے نزول کو صرف اس لئے مانتے ہیں کہ ہمارے نبی (ﷺ) نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) دوبارہ تشریف لائیں گے۔ اور اس وقت حضرت عیسی (علیہ السلام) شریعت محمدیہ کے پیرو بن کر نزول فرمائیں گے، یحکم بشریعتنا لا بشریعته اور یہ میں بارہا کہہ چکا ہوں۔

تمام ادیان باطلہ مٹ جائیں گے صرف ایک اسلام دین باقی رہے گا

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہونے کے بعد سب سے پہلا کام یہ کریں گے کہ وہ حضرت امام مہدی علیہ الرضوان کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔ حالانکہ امام مہدی علیہ الرضوان ان کو امامت کرانے کی درخواست کر چکے ہوں گے۔ پھر بھی وہ حضرت امام مہدی علیہ الرضوان کے

پیچھے نماز پڑھیں گے۔ حالانکہ شریعت کا تقاضا یہ ہے کہ افضل کو نماز پڑھانا چاہئے اور مفضول کو مقتدی بننا چاہئے۔ حضرت امام مہدی علیہ الرضوان اپنی تمام تر فضیلت وعظمت کے باوجود صرف امتی ہیں۔ حضرت عیسی (علیہ السلام) اپنے زمانہ کے نبی ہیں۔ تو عیسیٰ (علیہ السلام) کی شان زیادہ ہے کہ وہ نماز پڑھائیں۔ لیکن مقتدی بن کے دنیا کو یہ بتائیں گے کہ میں اپنی شریعت چلانے نہیں آیا ہوں بلکہ حضرت محمد ﷺ کی غلامی کرنے آیا ہوں۔ اس کے بعد یہودیوں کے ساتھ مقابلہ ہوگا جو مان لیں گے وہ مان لیں گے اور جو بچ جائیں گے، نہ مانیں گے وہ مریں گے۔ اور حضرت عیسی (علیہ السلام) حضو(ر ﷺ) کی تعلیمات کے نمائندہ ہوں گے۔ اس کے متعلق آیا ہے کہ یھلك الملل کلھا الا ملة واحدة وھی الاسلام۔ (تفسیر کشاف ج۱ ص۵۸۹، ابوداؤد ج۲ ص۱۳۵، مسند احمد ج۲ ص۴۰۶) تمام ادیان باطلہ مٹ جائیں گے صرف ایک دین باقی رہے گا اور وہ دین اسلام ہوگا۔

حضور ﷺ کے بعد کوئی نیا نبی پیدا نہیں ہوگا

مرزائی یہ استدلال بھی کرتے ہیں: جس وقت حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) تشریف لائیں گے تو حضور (ﷺ) نے فرمایا: عیسیٰ نبی اللّٰہ تشریف لائیں گے، مسلم شریف میں نبی اللہ کا لفظ آیا ہے۔ آپ حضرات ہمیں ملزم ٹھہراتے ہو۔ حالانکہ آپ کے یہاں بھی حضور (ﷺ) کے بعد ایک نبی کا آنا ثابت ہے، تو جس وقت حضرت عیسی (علیہ السلام) آئیں گے تو حضور (ﷺ) آخری نبی نہ رہے۔

ہم ان کو جواب میں یہ کہتے ہیں: حضور (ﷺ) آخری نبی بایں معنی ہیں کہ حضور (ﷺ) کے بعد کسی کو نبوت نہیں ملنی اور آخری بعثت حضور (ﷺ) کی ذات گرامی کی ہے۔ باقی رہا حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کا مسئلہ تو ان کے متعلق مفسرین نے کہا: وعیسیٰ علیہ السلام ممن نبیٔ قبلہ: ”وہ حضور (ﷺ) سے پہلے نبی بنائے جاچکے تھے۔“ حضور (ﷺ) کے بعد ان کو نبوت نہیں ملی۔ اگر نبوت ملنا تھی تو یہ خاتم النّبیین کے خلاف تھا۔ ان کا تشریف لانا ختم نبوت کے منافی نہیں۔ وہ اپنی نبوت سابقہ کے ساتھ شریعت محمدیہ کے تابع ہوکر اتریں گے۔

مرزائی یہ بھی کہتے ہیں کہ: اھل السنت والجماعت حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کے آسمان سے اترنے کے قائل ہیں۔ تو جب حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) دوبارہ تشریف

لائیں گے تو حضور(ﷺ) کس طرح آخری نبی ہوئے؟

جواب میں یہ کہا جاتا ہے کہ کنز العمال(جلد۶ص۱۱۳) پر ہے اور اسی طرح درمنثور (جلد۵ص۸۴) پر ہے اور ابن کثیر (جلد۸ص۸۹) پر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: قال النبی(ﷺ) کنت اول النّبیین فی الخلق و آخرھم فی البعث۔ اس حدیث نے خاتم النّبیین کے معنی واضح کردیئے کہ حضور(ﷺ) کی بعثت سب انبیاء(علیہم السلام) کے بعد ہوئی۔ حضور(ﷺ) کے بعد اور کوئی نبی پیدا نہ ہوگا۔ اور نہ کوئی نبی بنایا جائے گا۔ باقی رہے حضرت عیسیٰ(علیہ السلام) تو وہ حضور(ﷺ) سے پہلے نبوت سے سرفراز ہوچکے تھے۔

آسان بات یہ ہے کہ حضور(ﷺ) کے بعد کسی کو نبوت نہیں ملنی، یہ ہے خاتم النّبیین کا معنی، اور حضرت عیسی (علیہ السلام) کو حضور(ﷺ) کے بعد نبوت نہیں ملی، اعتراض تو جب ہو سکتا تھا کہ حضرت عیسی (علیہ السلام) کو حضور(ﷺ) کے بعد نبوت ملتی۔ بلا وجہ کھینچ تان کر اعتراض بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ کوئی اعتراض نہیں بلکہ یہ حقیقت ناشناسی ہے۔

ہمارا علم محدود ہے، اللہ تعالیٰ کا علم یقینی اور غیر محدود

مرزائی ایک اعتراض یہ بھی کرتے ہیں کہ آپ حضرات کسی کے متعلق یہ کہتے ہیں کہ یہ خاتم المحدثین ہے، یہ حضرت خاتم المفسرین ہیں، اور یہ خاتم الشعراء ہے۔ اور یہ حضرت خاتم الفقھاء ہیں۔ اس قسم کی اصطلاحات وغیرہ۔ تو ان کے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ: خاتم المفسرین، خاتم المحدثین، خاتم الفقھاء اور خاتم الشعراء کے بعد بھی دوسرے محدثین، مفسرین، فقہاء اور شعراء ہوسکتے ہیں تو خاتم النّبیین کے بعد دوسرے نبی کیوں نہیں ہوسکتے؟

تو اس کا جواب یہ ہے کہ خاتم کا معنی تو واقعۃً آخری کا ہے، باقی ہم نے اپنے طور پر جس کو آخری سمجھا اس کو "خاتم" کہہ دیا۔ ہمارا علم محدود ہے، اس لئے سہو ہوسکتا ہے لیکن اللہ کا علم محدود نہیں بلکہ غیر محدود ہے۔ اس لئے اللہ نے جس کو خاتم کہہ دیا وہ واقعی خاتم آخری ہے۔ اور اس معنی کے اعتبار سے یعنی اللہ کے علم کے اعتبار سے حضور(ﷺ) آخری نبی ہیں اس کے بعد قصہ ختم۔ اس بحث میں بالکل نہ پڑیں کہ یہاں خاتم کا مجازی معنی مراد لیا جاتا ہے۔

خـاتـم کا حقیقی معنی یہاں آخری کا ہے۔جسے ہم آخری سمجھتے ہیں اس کو ہم آخری کہہ دیتے ہیں۔لیکن چونکہ ہمارا علم محدود ہے اس لئے ہوسکتا ہے کہ ہمارے علم کے خلاف ہو جائے۔اوراللہ تعالیٰ نے جس کو آخری کہا وہ حقیقی معنی کے اعتبار سے کہا ہے۔اللہ تعالیٰ کا علم چونکہ یقینی اورغیرمحدودہے،اللہ تعالیٰ کے علم کا تخلف نہیں ہوسکتا۔

جہاں حقیقی معنی مرادلینادشوارہووہاں مجازی معنی مرادلیاجاتا ہے

جی ہاں! یہ بھی یادرکھیں کہ مجازی معنی وہاں مرادلیا جاتا ہے جہاں حقیقی معنی مراد لینا دشوار ہو۔کسی ایک جگہ مجازی معنی مراد لینے سے یہ نہیں ہوسکتا کہ ہر جگہ مجازی معنی مراد لیا جائے۔مثلاً:ایک شاعرکہتا ہے اپنے محبوب کے لئے۔

صبحدم چوں رخ نمودی شد نماز من قضاء
سجدہ کے باشد روا چوں آفتاب آمد بروں

جس وقت میں نے اپنے محبوب کے چہرے کودیکھا تو میری نماز قضاہوگئی،اس لئے کہ سورج کے نکلنے کے بعدسجدہ کس طرح جائز ہے۔شاعرنے یہاں رخ محبوب کوسورج کے ساتھ تشبیہ دی ہے۔اب کوئی بد بخت یہ کہے کہ سورج کے معنی ہی رخ محبوب ہے تو اس کی یہ لغت اور اسلوب کلام کے ساتھ زیادتی ہوگی۔میری بات آپ حضرات سمجھ گئے ہوں گے کہ کسی ایک جگہ کسی لفظ کومجازی معنی میں استعمال کرنا اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہمیشہ وہ لفظ مجازی معنی ہی میں مستعمل ہو۔اور یہاں آفتاب کے معنی مجازاً رخ محبوب سے کیا گیا ہے۔

مفتی موسیٰ بدات صاحب دامت فیوضہم کا اسی قسم کا ایک شعر ہے جومولانا نے اس مجلس میں پڑھا تھا وہ یہاں نقل کیا جارہا ہے۔

شب میں پڑھی نماز تو قبلہ کو پیٹھ تھی
میں تھا امام، قبلہ تھا مقتدی

یہاں قبلہ سے مراد والدمحترم ہے اور یہاں مجازی معنی میں استعمال ہوا ہے۔لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ قبلہ کا لفظ ہمیشہ والدمحترم کے مجازی معنی میں مستعمل ہو۔کوئی احمق ہمیشہ قبلہ سے مرادوالد لے اوراس کا طواف کرے تو کیا اس کا طواف ادا ہوجائے گا۔والدصاحب سے ہی زمزم مانگیں تو یہ اس کی زیادتی ہوگی۔

اس سلسلہ میں قادیانی حضرات دو تین آیات قرآن مجید سے غلط استدلال کرتے ہیں۔ایک تو وہ جو بیان کی جا چکی:من یطع اﷲ والی آیت۔

ماضی کے احوال کی حکایات ہیں

دوسری آیت: یٰبنی آدم اما یاتینکم رسل منکم یقصون علیکم آیاتی فمن اتقیٰ واصلح فلا خوف علیھم ولا ھم یحزنون ۔(اعراف:۳۵)''اے آدم کی اولاد اگر آئیں تمہارے پاس رسول تم میں کے کہ سنائیں تم کو میری آیتیں تو جو کوئی ڈرے اور نیکی پکڑے تو نہ خوف ہوگا ان پر اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔'' قادیانی اس آیت سے استدلال کرتے ہیں:یہ آیت حضور(ﷺ) پر نازل ہوئی۔لہٰذا حضور(ﷺ) کے بعد آنے والے رسولوں کا ذکر ہے،تو اس سے ثابت ہوا کہ حضور ﷺ کے بعد بھی رسول اور نبی آسکتے ہیں۔

جواب :یہ ہے کہ اس آیت میں اول تو تمام اولاد آدم سے خطاب ہے نہ کہ حضور(ﷺ) کے بعد آنے والی اولاد آدم کو۔سیاق وسباق بھی اس بات کا قرینہ ہے تو بات واضح ہوجاتی ہے کہ یہاں احوال ماضیہ کی حکایات ہیں۔(یعنی یہ واقعات عالم ارواح سے متعلق رکھتے ہیں جواب قرآن پاک میں نقل کئے گئے ہیں۔)

میری ایک بات یادرکھیئے کہ جہاں حضور(ﷺ) کی امت کو خطاب کیا گیا ہے وہاں یا ایھا الذین آمنوا' کہا گیا ہے۔اور جہاں امت دعوت مراد ہوتی ہے وہاں یا ایھا الناس' کہا جاتا ہے۔اور یا بنی آدم'جہاں کہیں استعمال ہوا ہے وہاں احوال ماضیہ کی حکایات مراد ہیں۔

ہاں:اگر اس کے خلاف واقعی کوئی حکم نہ ہو تو جب بھی اس کے عموم کے اندر حضور(ﷺ) کی امت داخل ہوتی ہے،لیکن اس کے اندر کوئی رکاوٹ موجود ہے تو پھر اس کے عموم سے حضور ﷺ کی امت نکل جاتی ہے۔آپ حضرات !میری بات سمجھ گئے ہوں گے۔جہاں حضور(ﷺ) کی امت کو خطاب کیا گیا وہاں یا ایھا الذین آمنو اور یا ایھا الناس کہا گیا ہے۔اور جہاں کہیں یا بنی آدم کہا گیا ہے وہاں حضور(ﷺ) کی امت مراد نہیں ہے۔بسا اوقات اس کے عموم کی وجہ سے حضور(ﷺ) کی امت بھی شامل ہوتی ہے لیکن وہ اس وقت شامل ہوتی ہے جس وقت اس کے اندر کوئی رکاوٹ نہ ہو۔اگر کوئی رکاوٹ ہے تو پھر حضور(ﷺ) کی امت شامل نہیں ہوتی۔اس وقت

وہاں حکایات ماضیہ مراد ہوا کرتی ہیں جو حضور(ﷺ) کی امت کے سامنے بیان کی جارہی ہیں۔

یہ اللہ کا وعدہ تھا

اس وعدہ کا ایفاء یوں ہوا، لقد ارسلنا نوحاً الی قومه الخ، والیٰ عادٍ اخاهم هوداً، والیٰ ثمود اخاهم صالحاً، ولوطًا اذ قال لقومه، والیٰ مدین اخاهم شعیبًا، ثم بعثنا من بعدهم موسیٰ. یہ سب اس وعدہ کی تکمیل ہے۔ جب آپ کی باری آئی تو فرمایا: الذین یتبعون الرسول النبی الامیّ الذی یجدونه مکتوباً عندهم فی التوراة والانجیل، (اعراف:۵۷) ’’وہ لوگ جو پیروی کرتے ہیں اس رسول کی جو نبی امی ہے کہ جس کو پاتے ہیں لکھا ہوا اپنے پاس تورات اور انجیل میں۔‘‘ اور آپ(ﷺ) کا فرمانا: قل یا ایها الناس انی رسول الله الیکم جمیعًا، (اعراف:۵۸) ’’فرمادیجئے! میں رسول ہوں اللہ کا تم سب کی طرف۔‘‘ تو معلوم ہوا کہ رسولوں کے مبعوث ہونے کا جو وعدہ بنی آدم سے یا بنی آدم میں کیا گیا تھا وہ نوح علیہ السلام سے، موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام سے ہوتا ہوا رسول اللہ(ﷺ) پر ختم کر دیا گیا۔

اس آیت کے سیاق وسباق اور تفسیر القرآن بالقرآن کی رو سے پورے قرآن کو سامنے رکھ کر یہ بات بخوبی سمجھی جاسکتی ہے کہ اس خطاب کے اولین مخاطب حضور ﷺ سے پہلے کے بنی آدم ہیں اوّلاً وہ مراد ہیں، آپ(ﷺ) کے بعد کے بنی آدم مراد نہیں۔

مرزا غلام احمد قادیانی تو بنی آدم میں بھی شامل نہیں

یہ تمام گفتگو میں نے ان آیات کو سامنے رکھ کر آپ حضرات کے سامنے بیان کی۔ مرزائیوں کے منہ کو بند کرنے کے لئے صرف ایک ہی بات کافی ہے کہ یا بنی آدم اس میں اللہ تعالیٰ نے بنی آدم کو حکم دیا ہے۔ باقی رہا مرزا قادیانی تو وہ بنی آدم میں شامل بھی نہیں، اس لئے کہ وہ خود کہتا ہے: ’’مرزا غلام احمد بندے کا پتر ہی نہیں۔‘‘ وہ کہتا ہے ؎

کرم خاکی ہوں میرے پیارے نہ آدم زاد ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسان کی عار

(براہین احمدیہ پنجم، خزائن ج۲۱ ص۱۲۷)

مرزا غلام احمد قادیانی کے لئے یہ آیات مددگار ثابت ہی نہیں ہوسکتیں۔ پہلے اس کو آدم کی اولاد ثابت کرو، پھر یہ دیکھو کہ یہ آیات اپنے مفہوم کے اعتبار سے اس کے متعلق ہوسکتی ہیں یا کہ نہیں یہ ثابت کرو۔

کرم خاکی یہ کونسی کسر نفسی ہے؟

مرزائیوں کے سامنے جب یہ شعر پڑھا جاتا ہے تو مرزائی یہ کہتے ہیں کہ اس نے یہ کسر نفسی کی ہے۔تو میرے بھائیو! آج تک دنیا جہان میں کسی نے اس طرح کی کسر نفسی نہیں کی۔جو یہ کہتا ہے: ’’بندے کا پتر نہیں‘‘! ایک آدمی یوں کہے کہ میں’’ خاکسار ہوں، عاجز ہوں، غریب آدمی ہوں، مسکین ہوں، گنہگار ہوں، میں کچھ نہیں۔جی!، آپ میرے سردار ہیں، میں آپ کے پاؤں کی دھول ہوں۔‘‘ تو یہ الفاظ تو کسر نفسی ہیں۔یہ کونسی خاکساریت ہے جس میں آدمی یہ کہے: ’’میں آدم زاد نہیں‘‘ یہ کوئی خاکساریت کی نئی قسم ہے، اگر یہ خاکساریت اور کسر نفسی کی کوئی قسم ہے تو تمام مرزائیوں سے ہماری درخواست ہے کہ سب اکٹھے ہو کر اس قسم کی کسر نفسی کریں اور کہیں: ’’مرزائی آدم زاد نہیں‘‘ تا کہ بات ہی ختم ہو جائے۔

کرم خاکی کہہ کر بھی جھوٹ کا اظہار و متکبرانہ انداز اختیار کیا

دوسرا یہ کہنا کہ مرزا غلام احمد نے کسر نفسی کی ہے یہ بھی جھوٹ ہے، وہ کیوں؟ اس لئے کہ مرزا کی کتابوں سے جو کسر نفسی سمجھ میں آتی ہے وہ کچھ اور ہے۔مرزا خود کہتا ہے:

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو اس سے بہتر غلام احمد ہے

(دافع البلاء، خزائن ج۱۸ ص۲۴۰)

جو اپنے آپ کو مسیح علیہ السلام سے افضل قرار دے رہا ہے۔یہ کسر نفسی کرنے والا نہیں۔جو شخص یہ کہتا ہو کہ ؎

کربلائے است سیر ھر آنم
صد حسین است در گریبانم

(نزول المسیح، خزائن ج۱۸ ص۴۷۷)

سو حسین میرے گریبان میں پڑے ہیں‘‘، یہ آدمی کسر نفسی کرنے والا نہیں، ایسا متکبر تو کائنات میں پیدا ہی نہیں ہوا۔

بڑے میاں تو بڑے میاں، چھوٹے میاں سبحان اللہ!

اور آگے پڑھو، ’’بڑے میاں تو بڑے میاں چھوٹے میاں سبحان اللہ‘‘! مرزا بشیر الدین کہتا ہے: ’’لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ مرزا غلام احمد نے یہ کہا: ’’میں سو حسین کے برابر ہوں‘‘، حالانکہ مرزا

صاحب کی یہ مراد نہیں۔ میرے نزدیک اس سے بڑھ کر ترجمہ یہ ہے کہ ”مرزا غلام احمد کی ہر گھڑی سو حسین کی قربانی کے برابر تھی۔“ (خطبۂ محمود مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۲۶؍جنوری ۱۹۲۶ء) نعوذ باللہ۔“ اب آپ حضرات اندازہ فرمائیں کہ یہ قوم کسر نفسی کرنے والی ہے۔

جھوٹے نبی نے رسول اللہ ﷺ کی ہر بات میں مخالفت کی اور مقابلہ کیا

روضۂ آدم کہ جو تھا ناکمل اب تلک
میرے آنے سے ہوا کامل بجملہ برگ و بار

(براہین احمدیہ پنجم، خزائن ج۲۱ ص۱۴۴)

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”مثلی و مثل الانبیاء کمثل رجل بنی داراً فاحسنها واجملها واکملها فطاف به النظار فیتعجبون من حسن بنیانه الا ترك منه موضع لبنةٍ فطاف به النظار“ (ترمذی ج۲ ص۲۰۲، بخاری ج۱ ص۵۰۱، مسلم ج۲ ص۲۴۸)

حضور (ﷺ) نے ارشاد فرمایا: ”مجھ سے پہلے نبی کی مثال ایسی ہے جیسے کسی نے گھر بنایا ہو اور اس کو بڑا خوبصورت کر کے، بڑا شاندار بنایا ہو، اور اس کی ایک اینٹ کی جگہ باقی ہو، لوگ اس مکان کو دیکھنے کے لئے آئے اور اس کی تحسین کی، ماشاء اللہ کیا خوب عمدہ بنایا۔ اور اس کی تعریف کرتے ہوئے اس کونے پر پہنچے اور دیکھا کہ ایک اینٹ نہیں لگی ہوئی ہے، دیکھنے والے ایکدم کہہ اٹھے کہ اے کاش! یہ اینٹ بھی لگادی جاتی تاکہ مکان مکمل ہوجاتا۔“

حضور (ﷺ) فرماتے ہیں: ”انا تلك اللبنة، ختم بی البنیان، و ختم بی الرسل۔“ ”لوگو! وہ آخری اینٹ میں ہوں۔“ جس محل نبوت کی اینٹ اللہ رب العزت نے حضرت آدم (علیہ السلام) سے رکھی تھی اس محل نبوت کی میں آخری اینٹ ہوں۔ میرے آنے سے ختم بی البنیان و ختم بی الرسل۔ حضور ﷺ نے فرمایا: ”اس مکان کی آخری اینٹ میں ہوں۔“

مرزا بدبخت حضور (ﷺ) کے مقابلہ میں کہتا ہے۔

روضۂ آدم کہ جو تھا نا مکمل اب تلک
میرے آنے سے ہوا کامل بجملہ برگ و بار

اس حدیث پاک کا اپنے آپ کو مصداق بنانے کی کوشش کر رہا ہے۔ میں پہلے بھی آپ حضرات کی خدمت میں عرض کر چکا ہوں کہ ہر بات میں اس نے حضو(رﷺ) کا مقابلہ کیا۔ حضور (ﷺ) نے ارشادفرمایا: ”نبوت بند“ اس نے کہا: ”جاری“ حضور (ﷺ) نے

ارشادفرمایا:’’الجھاد ماض جار الی یوم القیامۃ ‘‘مرزا کہتا ہے:’’جہاد آج کے بعد حرام ہے۔‘‘حضور نے ارشادفرمایا: ’’والذی نفسی بیدہ لیوشکن ان ینزل فیکم عیسیٰ ابن مریم‘‘ (بخاری ج۱ص۴۹۰) مرزا قادیانی کہتا ہے:’’حق کی قسم:ابن مریم مرگیا۔‘‘(ازالہ اوہام ص۷۶۴،خزائن ج۳ص۵۱۳)حضور(ﷺ) کی ہر بات میں اس بدبخت وملعون نے مقابلہ کیا۔

ایک حوالہ کا جواب

حضرت مفتی موسیٰ بدات صاحب مدظلہ نے مذکورہ حدیث کا حوالہ مانگا تو کہا گیا کہ حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ کی کتاب ختم نبوت ،کاوہ حصہ جو ختم نبوت فی الحدیث ،ہے اس میں مل جائے گا(اور بخاری جلد اوّل ص۴۹۰ پر بھی مل جائے گا)اب یہ کسرنفسی ہے،میرا خیال ہے کہ اس نے اپنے ضمیر کے ساتھ بھی دھوکا کیا ہے۔انسانی دنیا کا سب سے بڑا بدبخت انسان مرزاغلام احمد قادیانی تھا۔

مضارع کے صیغہ کا استعمال بھی غلط

قرآن مجید کی ایک آیت’’ اللّٰہ یصطفی من الملٰئکۃ رسلاًومن الناس ‘‘ (حج:۷۵)اس آیت کے ایک لفظ یصطفی، کے بارے میں قادیانی کہتے ہیں کہ’’ یہ مضارع کا صیغہ ہے،اوروہ استمرار کے لئے آتا ہے،اللہ تعالیٰ فرشتے اورانسانوں سے رسول چنتے رہتے ہیں اور چنتے رہیں گے۔‘‘ حضور(ﷺ) پر یہ آیت نازل ہوئی،تو حضور کے بعد بھی اللہ تعالیٰ رسول چنیں گے،اب وہی حوالجات پیش کریں جو پہلے پیش کئے گئے ہیں کہ مرزائیوں کے نزدیک بھی سلسلۂ نبوت مرزاغلام احمد قادیانی پر ختم ہوگیا تو اس کے بعد بھی کیا وہ سلسلۂ نبوت جاری رہے گا؟تو یہ آیت ان کے دعویٰ نبوت کے خلاف ہوئی،اوروہ یہ بھی کہتے ہیں:اطاعت کے ساتھ نبوت ملتی ہے تو یہ بھی اس آیت کے خلاف ہوا۔

دوسرا قادیانی یہ کہتے ہیں کہ یہ مضارع کا صیغہ ہے۔اور ہر مضارع کا صیغہ استمرار کے لئے آتا ہے یہ بھی غلط ہے۔اگر صحیح ہو تو پھر سب سے پہلے یہ ضابطہ اپنے اوپر استعمال کریں۔ کیونکہ مرزا قادیانی کی کتابوں میں اس کی متعدد مثالیں موجود ہیں۔مثلاً:خودمرزاغلام احمد قادیانی کہتا ہے:’’یریدون ان یروا طمثك ‘‘(تتمہ حقیقت الوحی،خزائن ج۲۲ص۵۸۱)بابوالٰہی بخش چاہتا ہے کہ تیرا حیض دیکھے،یہاں’’یروا‘‘ مضارع کا صیغہ ہے تو اس کا یہ معنی کہاں ہوا کہ مرزاغلام احمد

قادیانی کو ہمیشہ حیض آتا رہے گا۔ اور یا بابو الٰہی بخش ہمیشہ اس کا حیض دیکھتا رہے گا۔ قادیانی ہمت کریں یہاں یہ ترجمہ کریں۔ قرآن مجید میں ہے: ’’واذ یرفع ابراھیم القواعد‘‘ اس کے یہ معنی کہاں ہیں کہ ابراہیم (علیہ السلام) ہمیشہ خانہ کعبہ بناتے رہیں گے۔ یہ آیت مرزائیوں کے لئے کسی طرح بھی مفید نہیں۔ ان کے پانچ سات جواب ہوگئے۔ یا بنی آدم، کا جواب بھی ہوگیا۔

’’انھم ظنوا کما ظننتم ان لن یبعث اللّٰہ احداً‘‘ (جن:۷) قادیانی استدلال: وہ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اللہ رب العزت اس کے بعد کسی کو نبی مبعوث نہیں کریں گے، تو ختم نبوت کا جو عقیدہ ہے اس کی اس آیت سے نفی ہوگئی، اب یہ آیت آپ کے عقیدے کے بھی خلاف ہے، نبوت اللہ کی رحمت ہے اس کو جاری رہنا چاہئے۔ آپ بند کیوں کہتے ہیں؟

تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں رسولوں کے مبعوث کرنے کا سرے سے ذکر نہیں، بلکہ قیامت کے دن دوسری بار پیدا ہونے اور قبروں سے اٹھنے کا ذکر ہے۔ منکرین بعث بعد الموت یہ کہتے ہیں کہ قیامت کے دن اللہ کسی کو پیدا نہیں کریں گے۔ یہ اس آیت کا مفہوم اور مقصد ہے۔ قادیانی اس سے غلط استدلال کرتے ہیں۔ اس سے آپ قادیانیوں کا مبلغ علم معلوم کر سکتے ہیں۔

یہ قول کفار ہے اگر اللہ تعالیٰ کا قول ہوتا تو ہمارے عقیدے کے خلاف ہوتا

مذکورہ آیات کے علاوہ اس آیت سے بھی قادیانی غلط استدلال کرتے ہیں جو حضرت یوسف علیہ السلام کے متعلق کفار نے کہا تھا۔ ’’لن یبعث اللّٰہ من بعدہ رسولاً (مؤمن:)‘‘

قادیانی استدلال: وہ لوگ یہ سمجھتے تھے کہ حضرت یوسف (علیہ السلام) کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ قادیانی یہ کہتے ہیں: اس وقت کے بنی اسرائیل یہ سمجھتے تھے کہ حضرت یوسف (علیہ السلام) کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اس کی تردید کی اور اس کے بعد بھی نبی آئے۔ آپ حضرات بھی یہ کہتے ہیں کہ: حضور (ﷺ) کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اور جب نبی آیا (غلام احمد قادیانی) تو اس کی تردید ہوگئی۔ اس آیت سے یہ حضرات استدلال کرتے ہیں۔

جواب یہ ہے کہ یہ قول قولِ کفار ہے، کفار یہ کہتے تھے: اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف (علیہ السلام) پر نبوت ختم کردی۔ اور حضرت یوسف (علیہ السلام) کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ یہ اگر اللہ کا قول ہوتا تو ہمارے عقیدہ کے خلاف جاتا۔ دوسری بات یہ ہے کہ اس وقت تک نبوت بند نہیں تھی، جن لوگوں نے اس کو بند سمجھا وہ کافر تھے۔ اب جبکہ نبوت بند ہے اور اب اس کو جو جاری سمجھے وہ کافر ہے۔ بس اتنی بات آپ حضرات کی خدمت میں عرض کرنا مقصود تھی۔

آپ حضرات معمولی جدوجہد کریں گے تو کوئی قادیانی آپ کے سامنے ٹک نہیں سکتا

ابھی حیاتِ مسیح علیہ السلام کا مسئلہ باقی رہتا ہے۔ حضرت مولانا محمد حیات صاحبؒ اور مولانا لال حسین اختر صاحبؒ کی اسی موضوع پر اسی نام سے مشترکہ کتاب تقریباً پچاس صفحہ کی ہے، جس کی تلخیص ہم لوگوں نے کی ہے۔ وہ آج ہی میں مولانا کو پیش کردوں گا۔ آپ حضرات اس کی نقل لے لیں، اور مطالعہ کرلیں۔ آپ حضرات معمولی جدوجہد کریں گے تو کوئی قادیانی آپ کے سامنے نہیں ٹک سکے گا۔ انشاءاللہ!

آج جتنی بات پیش کی گئی ان سب کے حوالجات کے لئے ”حقیقة الوحی“ کو دیکھنا چاہئے۔ مرزا قادیانی خود کہتا ہے: ”میں اس امت میں صرف نبی کا نام پانے کے لئے مخصوص کیا گیا ہوں۔“ (حقیقت الوحی، خزائن ج۲۲ ص۴۰۶) جب ایک آدمی مخصوص کیا گیا ہے تو اجراء نبوت کی بحث بالکل نہیں ہوئی، تو بحث یہ ہونی چاہئے کہ ”آخری نبی کون ہے آیا حضور (ﷺ) یا مرزا غلام احمد قادیانی۔“ اس ایک بات کو لے کر آپ حضرات بیٹھ جائیں اور ان سے دلیل کے طور پر قرآن کی ایک آیت یا حدیث طلب کریں کہ جس میں یہ لکھا ہوا ہو کہ مرزا غلام احمد قادیانی خاتم النّبیین ہے۔ تو ظاہر بات ہوگی کہ قیامت تک کوئی ماں کا لال آپ کو چیلنج نہ کرسکے گا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو مجھ کو اس کی توفیق بخشے۔ آمین یا رب العالمین۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

نوٹ: باٹلی، میں مولانا کا یہ آخری درس تھا، ہماری دلی خواہش تو یہ تھی کہ اسباق اور یہ سلسلہ چلتا رہے، اور حضرت کا فیض ہم مزید حاصل کرتے رہیں۔ مگر دوسرے ٹاؤن، شہر والوں کی بھی طلب تھی کہ حضرت مولانا ہمارے یہاں بھی قدم رنجہ فرمائیں، تو اس طلب نے ہمیں مجبور کردیا اور مولانا کا باٹلی (ٹاؤن) میں درس کا سلسلہ یہاں بند ہوا۔ اللہ تعالیٰ جل مجدہ اس کے جملہ فوائد سے ہمیں مستفید فرمائیں۔ آمین! بروز بدھ، تاریخ ۵، ستمبر ۱۹۸۵ء

تشکر وامتنان

مذکورہ اعلان کے مطابق حضرت والا نے یہ فرمایا: آج آخری مجلس ہے، میرا اخلاقی

فریضہ بنتا ہے کہ میں اللہ رب العزت کو حاضر و ناظر جان کر یہ کہتا ہوں کہ آپ حضرات نے بڑا احسان فرمایا، دیانتداری کی بات یہ ہے کہ میرے قلب کے، جگر کے ٹکڑے کر کے بھی آپ حضرات پر نچھاور کر دئے جائیں تو بھی میں آپ حضرات کا حق ادا نہیں کر سکتا۔ ایک غریب الدیار مسافر کے درد کے اندر آپ حضرات شریک ہوئے، یہ ہمارا درد نہیں' پوری امت کا مشترکہ درد ہے۔ کسی بزرگ نے بڑی اچھی بات کہی: ''حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ کے سینہ کے اندر قادیانیت کے خلاف جو نفرت کی بھٹی جل رہی تھی حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کو اللہ تعالیٰ نے اس کی عملی تفسیر بنادیا اور قادیانیت کے خلاف حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کا غیظ و غضب، اس کی عملی تفسیر تھی، قدرت آپ حضرات کو بھی اس (غیظ و غضب) کی عملی تفسیر بنادیں۔'' آمین!

مولانا اللہ وسایا مدظلہ کے اس بیان کے بعد حضرت مولانا مفتی موسیٰ بدات صاحب دامت فیوضہم نے مولانا موصوف کا شکریہ ادا کیا: اور دو لفظوں میں مفتی صاحب نے کہا: آپ محترم نے قادیانیت کے مسئلہ کے بارے میں ہماری واقعی صحیح رہنمائی فرمائی، ورنہ اس سے پہلے ہم میں سے اکثر اس فتنہ سے ناواقف ہی تھے۔ بس اتنا جانتے تھے کہ غلام احمد قادیانی نامی کسی شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے اور بس! اللہ رب العزت حضرت مولانا کو دونوں جہان میں اس کا بدلہ عنایت فرمائیں۔ آمین!

تو اس کے جواب میں حضرت نے فرمایا: آپ حضرات شرمسار نہ فرمائیں، اللہ تعالیٰ آپ حضرات کو جزائے خیر دے، میں تو آیا ہی اسی مقصد کے لئے تھا، اندھے کو کیا چاہئے؟ دو آنکھیں! میں تو خادم تھا، میرا فرض بنتا تھا، ایثار و قربانی تو آپ حضرات کی ہے، اللہ تعالیٰ آپ حضرات کو جزائے خیر دے اور ہم سب کو اس کام کے لئے قبول فرمائے۔ آمین!

نوٹ: جمعیۃ العلماء کے ناظم اعلیٰ مولانا عبدالرشید صاحب مدظلہ نے دعا سے پہلے فرمایا: دعا کیجئے کہ حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب جو شاہین اور مبلغ ختم نبوت و فاتح ربوہ، پاکستان ہیں، انہوں نے اپنے علمی اور مناظرہ کے انداز میں جو بات فرمائی اور ختم نبوت کے دلائل کتاب و سنت سے، اقوال صحابہؓ و سلف سے دیے اور مرزا قادیانی کی جھوٹی نبوت اور اس کے دجل و فریب کے سلسلہ میں اسی کی کتابوں اور رسالوں سے جو باتیں لکھوائی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک مقدس امانت ہے، ہم سے ہر ایک عالم یہ محنت کرے گا اور امت کو ہمیشہ مرزائیوں کے دجل و فریب کو بتلاتا

رہے گا اور دلائل کی روشنی میں واضح کرتا رہے گا۔ مرزائی کی کوئی بھی شکل ہو، (لاہوری ہو یا قادیانی) وہ قطعًا کافر ہیں۔ ان میں تردد کرنا اور کافر نہ ماننا اور کافر نہ کہنا بھی کفر ہے۔ مرزا قادیانی کسی بھی لحاظ سے ایک شریف انسان نہیں تھا چہ جائیکہ اس کے اسلام کو زیر بحث لایا جائے۔ یقینًا وہ ابتداءً دعویٰ نبوت کے ساتھ ہی اسلام سے خارج تھا اور اس کے ماننے والے چاہے کسی گروپ سے تعلق رکھتے ہوں، وہ قطعًا مسلمان نہیں، کافر ہیں۔ محمد رسول اللہ ﷺ کی حیات میں اور بعد از حیات جن لوگوں نے بغاوت کی ہے، ان باغی اور طاغی فتنوں میں سب سے بڑا اور باغی فتنہ یہ قادیانیت کا فتنہ ہے۔ ان باغیوں میں سب سے بڑا باغی، جسارت کرنے والا یہ مرزا غلام احمد قادیانی ہے۔

اب دعا کیجئے کہ حضرت مولانا ممدوح کو اللہ تعالیٰ لمبی عمر عطا کرے اور ان کی عمر میں برکت عطا کرے، اور اس فتنہ کی سرکوبی کے لئے ان کے مجاہدانہ کارناموں کو اللہ رب العزت قبول فرمائے۔ آمین۔ تحریراً، تقریراً، درسًا اور علماً اور عوام سے خطاب کو کامیاب فرمائے۔ آمین!

اور حضرت مولانا جس جماعت ﴿عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، پاکستان﴾ کے ساتھ منسلک ہیں اللہ تعالیٰ اس جماعت کو ہمیشہ باغ و بہار بنائے رکھے۔ آمین۔ اور امت مسلمہ پر اس کے انعام واکرام کو قائم ودائم رکھیں۔ آمین۔ شرق وغرب، شمال وجنوب میں قادیانی جہاں بھی جائیں، اللہ تعالیٰ اس جماعت کے مبلغین ونمائندوں کو اس کی سرکوبی کے لئے پوری پوری توفیق عطا فرمائے۔ آمین! اور پورے عالم کے مسلمانوں کو اس کی توفیق عطا فرمائے کہ وہ اس جماعت کی سرپرستی کرتے رہیں۔ اور اپنے ایمانیات اور عقائد کی حفاظت کے لئے خصوصاً ختم نبوت کے لئے اور ﴿عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان﴾ کی سرپرستی کے لئے اور اس کی رہنمائی میں چلتے رہنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین!

والحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی سید المرسلین وخاتم النبیین محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) وعلی آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین

(تمت دروس ختم نبوت)

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَٰكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ

ضمیمہ دروس ختم نبوت

افاداتِ قطب الاقطاب شیخ المشائخ عارف باللہ حضرت اقدس

مولانا شاہ سیّد نفیس الحسینی صاحب نور اللہ مرقدہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سالانہ جلسہ میں تقریر

مورخہ ۱۰/اگست ۱۹۹۷ عیسوی

از طرف: حضرت مولانا ایوب کھلوڈیا صاحب سورتی قاسمی (مدظلہ العالی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

’’عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت‘‘ کی جانب سے سالانہ جلسۂ ختم نبوت (مورخہ ۱۰ راگست ۱۹۹۷ء) میں شرکت کی غرض سے خصوصی دعوت ملنے پر شیخ المشائخ عارف باللہ حضرت شاہ سیّد نفیس الحسینی صاحب لاہوری نوراللہ مرقدہ، (خلیفۂ اعظم قطب عالم حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائپوری قدس سرہ،) بھی تشریف لائے تھے۔

حضرت شاہ صاحبؒ نے قادیانی دجل وفریب کو (اہل اللہ اور بزرگانِ دین کے مکاشفات کی روشنی میں اجاگر کرتے ہوئے) مقالہ کی شکل میں تحریر فرما کر اہلِ مجلس کی خدمت میں پیش کیا۔ جسے مولانا محمد جمیل خان صاحبؒ نے کانفرنس میں پڑھ کر سنا دیا تھا۔ اسے اب عوام کے استفادہ کے لئے شائع کیا جارہا ہے۔

اللہ تعالیٰ حضرت نبی (ﷺ) کے پیارے امتیوں کی اس ملعون کذاب و دجال مرزا غلام احمد قادیانی اور قادیانیوں کے دجل وفریب سے حفاظت فرما کر سب کو شفیع المذنبین ﷺ کی شفاعت کا مستحق بنائے۔ آمین ثم آمین۔

الحمد للّٰہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسول اللّٰہ (ﷺ) اعوذ باللّٰہ من الشیطان الرجیم۔ بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم۔ واذ قال عیسیٰ ابن مریم یا بنی اسرائیل انّی رسول اللّٰہ الیکم مصدقًا لما بین یدیّ من التوراۃِ و مبشرًا برسولِ یأ تی من بعدی اسمہ احمد (صف:٦)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے حضور (ﷺ) کی تشریف آوری کی بشارت انجیل میں دی ہے اور یہ کہا کہ: اس پر وحی آسمانی گواہ ہے۔

خلاصۂ تفسیر: اور اسی طرح وہ وقت بھی قابل تذکرہ ہے جب کہ عیسیٰ ابن مریم (علیہما السلام) نے فرمایا کہ: اے بنی اسرائیل! میں تمہارے پاس اللہ کا بھیجا ہوا آیا ہوں، مجھ سے پہلے جو تورات آچکی ہے، اس کی تصدیق کرنے والا ہوں، اور میرے بعد جو ایک رسول آنے والے

ہیں جن کا نام مبارک (حضرت) ''احمد'' (ﷺ) ہوگا، میں ان کی بشارت دینے والا ہوں۔
(تفسیر بیان القرآن، پارہ:۲۸)

مرزا قادیانی کے بارے میں چند بزرگوں کے مکاشفات

۱...... حضرت سیّد حسن شاہ بٹالویؒ کے ملفوظات میں لکھا ہے کہ: حضرت شاہ صاحبؒ کی خدمت میں مرزا غلام مرتضٰی (مرزا غلام قادیانی کا باپ) اپنے لڑکے غلام احمد کو لے کر حاضر ِ خدمت ہوئے، اور حضرتؒ سے نصیحت اور دعاء کی درخواست کی۔ حضرتؒ نے فرمایا کہ مسلک اہل سنت والجماعت سے روابط رکھنا۔ مرزا غلام مرتضٰی کے چلے جانے کے بعد آپ نے فرمایا: یہ لڑکا (غلام احمد قادیانی) گمراہی کا راستہ اختیار کرے گا۔

لوح مزار کی شہادت

۲...... قادیان کے قریب ہی ایک گاؤں ''جسانیاں'' ہے، اس میں ایک قدیم بزرگ سیّد بدر الدین گیلانیؒ (جسانیاں) کا مزار شریف ہے۔ اس مزار شریف پر ختم نبوت سے متعلق آیات واحادیث لکھی ہوئی ہیں ''ما کان محمد ابا احد من رجالکم و لکن رسول اللّٰہ و خاتم النّبیین '' اور حدیث پاک '' انا خاتم النّبیین لا نبی بعدی''......''لو کان بعدی نبی لکان عمر ابن الخطاب، وغیرہ''

اس سے محسوس ہوتا ہے کہ صاحب مزار پر مرزا قادیانی کے پیدا ہونے سے پہلے یہ بات منکشف ہوگئی تھی کہ اس علاقہ میں کوئی کذاب نبوت کا دعوٰی کرے گا۔ اس بزرگ نے اسی زمانہ میں اس کا (پیشین گوئی کے طور پر) برملا اظہار کیا۔ چنانچہ اس کے ثبوت کے طور پر ان کی وفات کے بعد ان کے مزار مبارک پر ختم نبوت کے مضمون کی آیات واحادیث کندہ کردی گئی۔

مرزا قادیانی کا منہ اور بھینسے کی دم

۳...... ماضی قریب میں ہندوستان کے مشہور شہر ''سہارنپور'' میں حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب سہارنپوریؒ (متوفی ۱۳۴۴ھ) ایک صاحب کشف وکرامات بزرگ گزرے ہیں۔ انہوں نے عالم

رؤیا میں دیکھا کہ: مرزا قادیانی ایک بھینسے پر سوار ہے جو دوڑا جا رہا ہے۔ اور منہ اس کا بھینسے کی دم کی طرف ہے۔ یہ خواب ’’مولانا ابوالقاسم رفیق دلاوریؒ‘‘ نے اپنی کتاب ’’رئیس قادیان ص ۳۸۰‘‘ میں نقل کیا ہے۔

راجہ کی خدمت چھوڑ کر کذاب کے قدموں میں

۴...... حضرت مولانا سیّد ابوالحسن علی ندویؒ نے اپنی کتاب ’’سوانح حضرت شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوری قدس سرہ‘‘ (متوفی ۱۹۶۲ عیسوی) میں حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب سہارنپوریؒ کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ: ان کی خدمت میں ’’حکیم نورالدین‘‘ دعاء کے لئے حاضر ہوا۔ اس زمانہ میں ’’حکیم نورالدین‘‘، ’’راجۂ کشمیر‘‘ کا معالج تھا۔ راجہ بیمار ہوا، اور ان کی بیماری نے زیادہ شدت اختیار کی تو ’’راجہ‘‘ نے ’’حضرت شاہ عبدالرحیم سہارنپوریؒ‘‘ کی خدمت میں دعاء کرانے کے لئے ’’حکیم نورالدین‘‘ کو بھیجا۔

اس حاضری کے دوران حضرت سہارنپوریؒ نے فرمایا: ’’قادیان میں ایک شخص پیدا ہوا ہے، جو بڑے بڑے دعوے کرے گا جو نہ اٹھائے جائیں گے اور نہ رکھے جائیں گے، تم اس کے مصاحب (خادم خاص) لکھے ہوئے ہو۔ یہ اس لئے کہ تمہیں بحثوں میں الجھنے کی عادت ہے۔ یہی عادت تمہیں وہاں لے جائے گی۔ چنانچہ ویسا ہی ہوا۔

مکہ مکرمہ میں بیٹھے ہوئے ایک اہل اللہ نے مرزا قادیانی کے متعلق پیشین گوئی فرمادی تھی

۵...... شیخ العرب والعجم حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکیؒ (متوفی ۱۳۱۷ ہجری) کے زمانہ میں حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ کو سلسلۂ عالیہ صابریہ کی اجازت مرحمت فرمائی اور نصیحت کی کہ: ’’تم ہندوستان جاؤ وہاں ایک فتنہ نمودار ہونے والا ہے اس کے استیصال کی کوشش کرنا۔‘‘

حضرت پیر مہر علی شاہ صاحبؒ اس فتنہ کو ’’فتنۂ قادیان‘‘ سے تعبیر کیا کرتے تھے۔ چنانچہ

پیرمہرعلی شاہ صاحبؒ نے قادیانی کذاب کی تردید میں کتاب بھی لکھی ہے۔جس کا نام’’سیف چشتیائی‘‘ ہے۔جواس موضوع پرشافی کتاب ہے۔چنانچہ مرزا قادیانی نے خوف زدہ ہوکر پیرمہرعلی شاہ صاحبؒ سے راہ فراراِختیار کی۔

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کی پیشین گوئی

۶...... حضرت مولانا ابوالحسن زید فاروقیؒ اپنی کتاب’’مقامات خیر‘‘میں جوانہوں نے اپنے والد مرحوم کے حالات میں لکھی ہے،رقم طراز ہیں کہ:شاہ ابوالخیر صاحب کا بیان ہے کہ مکہ معظّمہ میں میرے والد ماجد بیمار تھے،جو بڑے برگزیدہ لوگوں میں سے تھے،حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ ان کے پاؤں دبارہے تھے،دباتے ہوئے حضرت نانوتویؒ نے میرے والدؒ سے عرض کیا: ’’حضرت ہندوستان میں دودجال پیدا ہونے والے ہیں،دعاءفرمائیں اللہ تعالیٰ ان کے فتنہ سے مسلمانوں کومحفوظ رکھے۔‘‘

ایک دیوبندی عارف باللہ کاواقعہ

مرزاقادیانی کے مبلغ اوروکیل’’جلال الدین شمس‘‘ کوعدالت کے دامن میں

مرزاقادیانی کوجہنم کی آگ میں جلتے ہوئے دکھانے کی پیشکش کرنے والے

۷...... امام المحدثین حضرت مولانا سید محمد انورشاہ صاحب کشمیری قدس سرہ،قادیانیوں کے خلاف مشہور مقدمہ میں’’بہاولپور‘‘ تشریف لے گئے تھے۔اورفرماتے تھے کہ:میں یہاں اپنی شفاعت کے لئے حاضر ہوا ہوں۔

ایک دن عدالت کاوقت ختم ہونے پر’’مرزائی مبلغ جلال الدین شمس‘‘ باہر نکلا،اس کے پیچھے پیچھے حضرت شاہ صاحبؒ بھی نکلے،اس دن شاہ صاحبؒ ایک عجیب عالم وکیفیت میں تھے،تیز تیز قدم بڑھا کر جلال الدین شمس کے کاندھے پر ہاتھ رکھا۔اورفرمایا:شمس!اگرتم چاہوتو میں اسی وقت اسی جگہ تمہیں دکھا سکتا ہوں:مرزا قادیانی جہنم کی آگ میں جل رہا ہے۔یہ سن کرخوف زدہ ہوکراس نے انکار کردیا اورکہا:میں اس کوآپ کا استدراج سمجھوں گا۔یہ سن کرشاہ صاحبؒ نے اپنا دست مبارک کھینچ لیا،اورآیت مبارکہ:’’ختم اللّٰہ علیٰ قلوبھم‘‘ پڑھ لی۔

میری تعلیم کے پیچھے قادیانیوں نے پچاس ہزار روپے خرچ کئے

۸...... اب آخر میں مولانا لال حسین اختر صاحبؒ کی مرزائیت سے توبہ کا واقعہ سماعت فرمایئے!۔حضرت مولانا لال حسین صاحب اخترؒ نے کہا: میں ۱۹۲۴ عیسوی میں مرزائی ہوا،اور ۱۹۳۲ عیسوی میں توبہ کی اور مسلمان ہوا،آٹھ سال مرزائیت میں گزرے،تین سال تک مرزائیوں نے ہمیں تعلیم دلائی،ایک میں اور دوسرے مولوی مظفر علی تھے۔ہم دونوں کی تعلیم پر پچاس ہزار روپیہ خرچ ہوا،دو استاذ ڈیڑھ، ڈیڑھ سو، روپیہ ماہواری تنخواہ پر عبرانی پڑھانے والے تھے۔ان سے ہم نے تورات،زبور اور انجیل پڑھی۔دو استاذ ''سنسکرت'' پڑھانے والے تھے۔ان سے ہم نے ''وید'' اور ہندوؤں کی دوسری مذہبی کتابیں پڑھیں۔یہ آریوں سے مناظرہ کے لئے پڑھائی گئی تھیں۔اس کے علاوہ دو اور تھے جو حدیث پڑھاتے تھے اور ایک استاذ تفسیر پڑھانے والا تھا۔پہلے تیس طالب علم رکھے گئے تھے۔مگر سنسکرت زبان کی مشکل گردان دیکھ کر سب چھوڑ کر بھاگ گئے،ان میں صرف میں اور مولوی مظفر رہ گئے۔اس طرح ہم نے تین سال میں تعلیم مکمل کی۔اس کے بعد مسلسل آٹھ سال تک مرزائیوں کی طرف سے مناظرہ کرنے میں لاہوری پارٹی میں شامل تھا۔

قادیانیت سے توبہ کرنے کی وجہ

ایک مرتبہ حضرت اقدس شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوریؒ نے دریافت فرمایا کہ:تم نے مرزائیوں سے توبہ کیوں کی؟ تو مولانا لال حسین اختر صاحبؒ کہنے لگے: مجھے محض اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے مختلف قسم کی خوابیں آنی شروع ہوگئی،ایک ایک رات میں دو تین خواب آتے، اور بہت برے برے خواب آتے ، جسے دیکھنے کے بعد میں آیت الکرسی، معوذتین اور لاحول پڑھ کر سوتا،لیکن پھر پہلے سے زیادہ ڈراؤنے خواب آتے، میں سمجھتا یہ شیطانی خواب ہیں۔کبھی کہتا: چونکہ مسلمانوں کے ساتھ مناظرے ہوتے رہتے تھے اس لئے ویسے ہی خیالات خواب میں آتے ہیں۔لیکن یہ سلسلہ جب لگاتار شروع ہوگیا تو میں سوچنے

لگا کہ آخر وجہ کیا ہے؟۔اس زمانہ کے دوخواب تو بہت اچھی طرح یاد ہیں جن کو میں اکثر بیان کرتا رہتا ہوں۔

مرزا قادیانی نے کہا: میں تو یہاں برے حال میں ہوں تم یہاں کیوں آئے ہو؟

خواب (۱) ایک دفعہ خواب آیا کہ صاف چٹیل میدان ہے اور زمین شور (کلروالی) ہے، اور وہاں ایک کمرہ ہے اس کے قریب بہت سے لوگ اکٹھے ہو رہے ہیں۔میں نے ان لوگوں سے پوچھا: تم لوگ یہاں کیوں جمع ہوئے ہو؟ انہوں نے کہا کہ یہاں ہم مرزا غلام احمد قادیانی کو دیکھنے آئے ہیں۔میں نے کہا: پھر تم اندر کیوں نہیں جاتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہمیں اندر جانے کی اجازت نہیں۔میں کہا: مجھے اندر جانے کی اجازت ہے، چلو میں جاتا ہوں۔

چنانچہ میں اس کمرہ میں داخل ہو گیا، وہاں دیکھا کہ ایک لمبا چوڑا پلنگ ہے جو سارے کمرہ کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔اس پر مرزا قادیانی لیٹا ہوا ہے اور اس کے اوپر ایک سفید چادر لپٹی ہوئی ہے۔میں پلنگ کے پاس جا کر ادب سے کھڑا ہو گیا تو فوراً مرزا قادیانی نے منہ سے کپڑا ہٹا دیا۔میں نے دیکھا: اس کا منہ تین بالشت لمبا ہو چکا ہے اور اس کی شکل خنزیر کی بن چکی ہے، ایک آنکھ کانی ہے، اور دوسری چھوٹی ہے، مجھے کہنے لگا: ”میں تو برے حال میں ہوں تم یہاں کیوں آئے ہو“؟ بس اتنا دیکھنے کے بعد میری آنکھ کھل گئی۔

گمراہی کی رسی کٹی، جھٹکا لگا اور ہدایت نصیب ہوئی

خواب (۲) دوسرا خواب اس طرح دیکھا کہ ایک شخص میرے آگے آگے جا رہا ہے، اس کی کمر میں ایک تانت (رسی) ہے، اُدھر اس کی کمر کے ساتھ بندھی ہوئی ہے۔اور پیچھے میری گردن کے ساتھ بندھی ہوئی ہے۔اور ہم دونوں آگے پیچھے چل رہے ہیں۔اتنے میں سامنے سے سفید ریش اور سفید لباس میں ملبوس ایک شخص نمودار ہوئے اور مجھے کہنے لگے: تم کہاں جا رہے ہو؟ میں نے کہا: اس شخص کے پیچھے پیچھے جا رہا ہوں۔اس شخص نے کہا: یہ تو ”مرزا غلام احمد قادیانی“ ہے اور یہ تو دوزخ میں جا رہا ہے۔تم اس کے پیچھے کیوں جا رہے ہو؟ میں نے کہا: کوئی شخص از خود

بھی دوزخ میں جاتا ہے؟ اور دوسرے کو بھی لے جاتا ہے؟ اس نے کہا: اگر تمہیں یقین نہیں تو آگے دیکھو، جب میں نے اُدھر دیکھا تو دور سے سارا آسمان کا کنارہ سرخ آگ نما نظر آیا۔ اس نے کہا: یہ جہنم کی شعائیں ہیں اور یہ قادیانی تمہیں وہیں لے جارہا ہے۔ میں نے کہا: یہ مجھ سے دور ہے، جب یہ جہنم میں گرنے لگے گا تو میں بھاگ جاؤں گا۔ آخر اس بزرگ آدمی نے چھری یا چاقو کو زور سے اس تانت اور رسی پر مارا تو وہ کٹ گئی۔ اس کے کٹ جانے سے میری گردن کو زور سے جھٹکا لگا۔ اس جھٹکے سے میری آنکھ کھل گئی۔

آخر صداقت نمایاں ہوگئی

آخر کاران ڈراؤنے خوابوں سے متاثر ہوکر فیصلہ کیا کہ خداوند کریم کو حاضر وناظر سمجھ کر اور محبت اور عداوت کو چھوڑ کر مرزا قادیانی کی مشہور تصنیفات کا مطالعہ شروع کردوں، اور خالی الذہن ہوکر جوں جوں مطالعہ کرتا گیا مرزا قادیانی کی صداقت مشتبہ ہوتی گئی، یہاں تک کہ مجھے یقین کامل ہوگیا کہ مرزا قادیانی کذاب اور جھوٹا ہے۔ چنانچہ یکم رجنوری ۱۹۳۲ء کو مرزائیت سے تائب ہوکر میں نے اسلام قبول کرنے کا اعلان کردیا۔

(منقول از حیات طیبہ، ڈاکٹر صاحبزادہ محمد حسین انصاری ص۳۲۶ تا ۳۲۸)

نوٹ: یہ پورا مضمون پیرومرشد سیدنا حضرت شاہ نفیس الحسینی صاحب نوراللہ مرقدہ کا لکھا ہوا ہے مگر اس مضمون کے اوپر جو عنوانات قائم کئے گئے ہیں وہ اس ناچیز (ناچیز سے مراد ''مولانا محمد ایوب کھلوڈیا صاحب سورتی'' مدظلہ ہے۔ ناقل!) کے قائم کردہ ہیں۔

احقر: (مولانا) محمد ایوب سورتی (قاسمی ہاشمی کھولوڈیا) صاحب مدظلہ

باٹلی، برطانیہ ...... بروز جمعہ ۱۵رجون ۲۰۱۲ میلادی

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَٰكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ

بیانات ختم نبوت

مولانا اللہ وسایا صاحب

کے بیانات برائے تعارف قادیانیت

جوانہوں نے بروز ہفتہ مؤرخہ ۳۱؍اگست تا ۵؍ستمبر ۱۹۸۵ عیسوی کو

باٹلی کی مختلف مساجد میں روزانہ عصر بعد فرمائے تھے

ترتیب مولانا محمد یوسف ماما اُستاذ الحدیث باٹلی

نظرثانی مولانا منوّر حسین سورتی اُستاذ تحفیظ القرآن جامع مسجد بالسم لندن

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ!

عرض حال!

ایک صدی سے زائد کا عرصہ بیت رہا ہے کہ فتنۂ قادیانیت امت مسلمہ وامت محمدیہ (علیٰ صاحبھا الصلوٰۃ والسلام) کے لئے ناسور بنا ہوا ہے۔ جب سے یہ فتنہ رونما ہوا ہے تب سے امت مسلمہ کے خوش نصیب وسعادت مند افراد اس فتنہ کے خلاف برسرپیکار ہیں۔ پورے عالم میں جہاں کہیں بھی یہ فتنہ پر پرزے نکالتا ہے۔ ''عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت'' اس کی سرکوبی کے لئے ہراول دستہ بن جاتی ہے اور یہ فتنہ لومڑی کی طرح دم دبا کر کھسک جاتا ہے۔ ''قادیان'' سے یہ فتنہ ابھرا تو امت مسلمہ کی مقتدر شخصیات نے ایسا تعاقب کیا کہ اسے اپنے مرزبوم سے جانا پڑا۔ ''پاکستان'' میں سر نکالا تو امت مسلمہ کی برگزیدہ ہستیاں یہاں پہنچیں اور اسے ناکوں چنے چبوائے اور ایسی لات اس کی کمر پر رسید کی کہ پھر یہ فتنہ سیدھا کھڑا نہ ہوسکا۔ یہاں تک کہ دبے پاؤں اپنے سفید آقاؤں کی گود میں پناہ لینے میں عافیت سمجھی۔ وہاں جاکر اپنے سفید آقاؤں کی نمک حلالی کرنی شروع کی تو عاشقان رحمۃ للعالمین، شفیع المذنبین، حضور خاتم النّبیین ﷺ پابرکاب وہاں پہنچے اور شیر کی طرح ان پر تابڑتوڑ حملہ کیا۔ تا آنکہ ان کے قدم اکھاڑ کر اس جگہ کو اس فتنہ کی نحوست سے پاک کیا اور حضور ﷺ کی ختم نبوت کی خدمت اور بیانات سے اس جگہ کو معطر وخوشبودار بنادیا۔ ایسا کہ کبھی اس فتنہ کی وہاں بو بھی محسوس نہ ہوئی۔

یہ ۱۹۸۵ء کی بات ہے کہ برطانیہ ویورپ کے علاقوں میں فتنۂ قادیانیت اپنے ناپاک قدم رکھنا چاہتا تھا۔ اس کا احساس ''عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت'' کے اکابرین کو ہوا تو انہوں نے علماء کرام کا منتخب گروہ اس فتنہ کے استیصال کے لئے تشکیل دیا۔ ان میں سے مناظر اسلام، شاہین ختم نبوت، حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب مدظلہ مرکزی رہنما عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بھی تھے۔ حضرت نے وہاں جاکر ''باٹلی'' کی مختلف مساجد میں عوام کو اور خواص علماء کرام کو اپنے ''دروس وبیانات'' سے

حضورﷺ کی ختم نبوت کو بیان فرمایا اور فتنۂ قادیانیت سے آگاہ فرمایا۔ان دروس وبیانات کو حضرات علماء کرام نے کیسٹوں اور کاغذ وقلم کے ذریعہ محفوظ کیا۔جن کا مجموعہ درج ذیل دروس وبیانات کے ساتھ آپ کے ہاتھ میں ہے۔اس کے دو حصے ہیں۔حصۂ اوّل: دروس میں اور حصۂ دوم بیانات میں ہے۔

۱...... پہلا بیان: ’’عظمت واہمیت ختم نبوت‘‘

۲...... دوسرا بیان: ’’مرزا غلام احمد قادیانی کا دجل وفریب‘‘

۳...... تیسرا بیان: ’’مرزا قادیانی کی نبوت کا معیار (یعنی جھوٹ)‘‘

۴...... چوتھا بیان: ’’آیت خاتم النّبیین کی تفسیر‘‘

۵...... پانچواں بیان: ’’اکابر علماء دیوبند کی قربانی‘‘

۶...... چھٹا بیان: ’’تحفظ ختم نبوت میں علماء دیوبند کا کردار‘‘

اور کچھ ’’دروس‘‘ ارشاد فرمایئے۔ان دروس وبیانات کا سلسلہ ۳۱؍اگست سے ۵؍ستمبر ۱۹۸۵ء تک رہا۔جن سے عوام وخواص کو بہت ہی فائدہ ہوا۔سب سے آخر میں باٹلی کے علماء وخطباء نے اظہار تشکر میں ایک عظیم الشان ’’الوداعی جلسہ‘‘ منعقد کیا۔اس جلسہ میں حضرات علماء کرام نے حضرت اقدس دامت برکاتہم العالیہ کا تہہ دل سے شکریہ ادا کیا۔(جس کی تفصیل چھٹے بیان کے تحت آئے گی) کہ آنجناب کی تشریف آوری ہمارے ایمان کے تحفظ بالخصوص حضور اقدسﷺ کی ختم نبوت کے تحفظ کا قوی ذریعہ بنی، اللہ تعالیٰ حضرت اقدس شاہین ختم نبوت، مناظر اسلام، حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب دامت برکاتہم العالیہ کا یہ مبارک سفر قبول فرمائیں اور اس ’’مجموعہ دروس وبیانات‘‘ کو مسلمانوں کے لئے نافع اور بالخصوص قادیانیوں کے لئے ذریعہ ہدایت بنائیں۔آمین!

محتاج دعا: غلام رسول دین پوری

مورخہ ۲۳؍رمضان المبارک ۱۴۳۳ھ

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

فہرست بیانات ختم نبوت

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُولَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ

بیانات ختم نبوت

یعنی

مولانا اللہ وسایا صاحب

کے بیانات برائے تعارف قادیانیت

پہلا بیان ''عظمت واہمیت ختم نبوت''

جوانہوں نے بروز ہفتہ مؤرخہ ۳۱ راگست عیسوی کو

باٹلی کی مسجد میں بعد نماز عصر فرمایا تھا

ترتیب مولانا محمد یوسف ماما اُستاذ الحدیث باٹلی

نظرثانی مولانا منور حسین سورتی اُستاذ تحفیظ القرآن جامع مسجد بالہم لندن

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم!

الحمدللّٰہ و کفٰی و سلام علیٰ سید الرسل و خاتم الانبیاء و علیٰ اٰلہ واصحابہ اللذین ھم خلاصۃ العرب العرباء و خیر الخلائق بعد الانبیاء۔ اما بعد۔ فاعوذ باللّٰہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم۔ ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللّٰہ و خاتم النّبیین و کان اللّٰہ بکل شئ علیما۔ قال النبی (ﷺ): "اوّل الانبیاء اٰدم و اٰخرھم محمد" (ﷺ) اللھم صل علیٰ سیدنا محمد عبدك ورسولك، وصل كذلك علیٰ جميع الانبياء والمرسلين، وعلیٰ الملائكة المقربين وعلیٰ عباد اللّٰہ الصالحين۔ اجمعين الیٰ يوم الدين۔

ختم نبوت کے دلائل قران کریم وحدیث رسولؐ وآ ثارصحابہؓ میں

میرے بھائیواور دوستو! ابھی کچھ دیر پہلے میرے اور آپ حضرات کے مخدوم حضرت مولانا محمد ایوب صاحب (دامت برکاتھم) ختم نبوت کی اہمیت پر بیان کر رہے تھے، میں انہی کی بات کو آگے چلانا چاہتا ہوں۔ آپ حضرات ختم نبوت کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایئے کہ اس کو سمجھانے کے لئے اللہ رب العزت نے ایک سو آیات کریمہ قرآن مجید میں نازل فرمائیں۔ دارالعلوم کراچی کے مفتیٔ اعظم مولانا مفتی محمد شفیع (رحمۃ اللہ علیہ) (جو مولانا انور شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردوں میں سے ہیں) نے ایک کتاب لکھی ہے، اس کے تین حصے ہیں (۱) ختم نبوت فی القرآن (۲) ختم نبوت فی الحدیث (۳) ختم نبوت فی الآثار۔ کتاب میں مولانا نے ایک سو کے قریب قرآن مجید کی آیات کریمہ جمع کر دی ہیں، جو سب کی سب ختم نبوت کے متعلق ہیں۔ دو سو دس احادیث انہوں نے نقل کی ہیں، جن سے حضور (ﷺ) کی ختم نبوت ثابت ہوتی ہے، اور انہوں نے کافی تعداد میں آ ثار صحابہؓ اوران کے اقوال نقل کئے ہیں جن سے حضور (ﷺ) کی ختم نبوت کے مسئلہ کی اہمیت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

(ختم نبوت دین کا اہم و بنیادی مسئلہ ہے) اسود عنسی کا قتل

میرے قابل احترام دوستو! ختم نبوت کا مسئلہ دین کا اہم اور بنیادی مسئلہ ہے۔ اس سے کبھی بھی امت نے چشم پوشی نہیں کی، خود صدّیق اکبر (رضی اللہ عنہ) کے زمانہ میں ختم نبوت کا

مسئلہ پیش آیا، اور آپ حضرات کو معلوم ہوگا کہ خود رسول اللہ (ﷺ) کی حیات طیبہ میں مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔

اسود عنسی کو قتل کرنے (ٹھکانے لگانے) کے لئے رسول اللہ (ﷺ) نے حضرت فیروز دیلمی (رضی اللہ عنہ) کو روانہ فرمایا۔ اللہ کی شان! حضرت فیروز (رضی اللہ عنہ) نے جاکر اسود عنسی کو قتل کردیا، اس وقت آپ مرض الوفات میں تھے، ادھر حضرت فیروز (رضی اللہ عنہ) کی واپسی سے پہلے آپ (ﷺ) کا انتقال کرجانا' اللہ کے امر میں طے تھا، لہٰذا اس کے قتل ہوتے ہی حضرت جبرئیل (علیہ السلام) کی معرفت اللہ جل مجدہ نے رسول اللہ (ﷺ) کو اطلاع فرمائی کہ فیروزؓ (رضی اللہ عنہ) اپنے مقصد میں کامیاب ہوگئے ہیں تاکہ رسول اللہ (ﷺ) کا دل مطمئن ہو جائے۔ چنانچہ جس وقت رسول اللہ (ﷺ) کو اطلاع ہوئی تو رسول اللہ (ﷺ) نے صحابہ (رضوان اللہ علیہم اجمعین) کو اطلاع دی کہ جس مقصد کے پیش نظر فیروز (رضی اللہ عنہ) کو بھیجا گیا تھا اس میں وہ کامیاب ہوگیا ہے۔ آپ (ﷺ) کے مقابلہ میں نبوت کا دعویٰ کرنے والا اپنے عبرتناک انجام کو پہنچ گیا۔ حضرت فیروز (رضی اللہ عنہ) کے تشریف لانے سے پہلے حضور (ﷺ) کا انتقال ہوچکا تھا۔

مسیلمہ کذاب کے دو قاصد رسول اللہ (ﷺ) کی خدمت میں

مسیلمہ کذاب کی طرف سے دو قاصد رسول اللہ (ﷺ) کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مسیلمہ کا رقعہ رسول اللہ (ﷺ) کو دیا۔ حضور (ﷺ) نے رقعہ پڑھا، اور قاصدوں سے پوچھا ''تم بھی مسیلمہ کو مانتے ہو''؟ تو انہوں کہا: ''جی مانتے ہیں تو حضور (ﷺ) نے فرمایا: اگر بین الاقوامی طور پر سفیر کو قتل کرنا جائز ہوتا تو میں تمہیں قتل کرادیتا!۔ اللہ کی شان! ان میں سے ایک تو مسیلمہ کے ساتھ جو جنگ صدیق اکبر (رضی اللہ عنہ) کے زمانہ میں ہوئی اس میں مارا گیا اور دوسرا فاروق اعظم (رضی اللہ عنہ) کے زمانہ میں کسی کام کی وجہ سے حاضر خدمت ہوا تو حضرت فاروق (رضی اللہ عنہ) نے ارشاد فرمایا: تو اب سفیر بن کے نہیں آیا ہے لہٰذا اس کو حضرتؓ نے ٹھکانے لگوادیا۔

ابدال، غازی، رازی، مجاہد، غوث اور قطب جتنے بھی ہیں
ساری کائنات میں وہ سب مل کر بھی صحابہ کرامؓ کے برابر نہیں ہوسکتے ہیں

میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ حضور (ﷺ) کے صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) دین کا قیمتی

سرمایہ ہیں، یہ ایک بالکل صاف وبیّن حقیقت اور دین کا سیدھا سادہ مسئلہ ہے، ہم میں سے ساری کائنات کے انسان، ابدال، غازی، رازی، مجاہد، غوث، قطب، ولی اور جتنے بھی ہیں، جمع ہوجائیں تو سب مل کر بھی ایک صحابیٔ رسول اللہ (ﷺ) کے برابر نہیں ہو سکتے، صحابہ (رضی اللہ عنہم) اتنے قیمتی ہیں۔ یہی صحابہ (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) رسول اللہ (ﷺ) کی ۲۳ سالہ نبوت کی زندگی میں دین کی خاطر اور تبلیغ کی خاطر شہید ہوئے جن کی تعداد ۲۶۹ ہے، انہوں نے اپنا سب کچھ دین کی خاطر قربان کیا۔

عظمت ختم نبوت کے لئے بارہ سو صحابہؓ شہید ہوئے ہیں:

میرے محترم دوستو اور بزرگو! ختم نبوت کی عظمت پر میرے ماں باپ قربان! جسم و جان قربان! اسلام میں رسول اللہ (ﷺ) کے بعد مسیلمہ کذاب کے ساتھ جو سب سے پہلی جنگ لڑی گئی وہ ختم نبوت کے لئے لڑی گئی، اس میں بارہ سو کے قریب صحابہ (رضی اللہ عنہم اجمعین) شہید ہوئے، جن میں سات سو سے زائد حافظ قرآن اور قاری تھے۔ اس میں بدری صحابہ (رضی اللہ عنہم) بھی شریک تھے۔

نبی کے بدلنے سے امت بدل جاتی ہے:

اس سے یہ بات سمجھ میں آئی کہ پورے دین کی خاطر جتنی قربانی صحابہ (رضی اللہ عنہم) نے دی اس سے زیادہ قربانی مسئلہ ختم نبوت کے لئے صحابہ (رضی اللہ عنہم) نے دی۔ یہ دین کا ایک بنیادی اور اہم مسئلہ ہے، اس لئے کہ نبی کے بدلنے سے امت بدل جاتی ہے۔ حضرت موسیٰ (علیہ السلام) اللہ کے نبی ہیں، ان کے بعد عیسیٰ (علیہ السلام) آئے تو جن لوگوں نے عیسیٰ (علیہ السلام) کو مان لیا وہ یہودی نہ رہے۔ جب رسول اللہ (ﷺ) تشریف لائے تو جن عیسائیوں نے اسلام قبول کرلیا یا اہل کتاب رسول اللہ (ﷺ) پر ایمان لے آئے تو وہ مسلمان کہلائے، حالانکہ وہ عیسی اور موسی (علیہما السلام) کا بھی انکار نہیں کرتے، اب مسیحی یا یہودی نہ رہے، اب انہیں مسلمان کہا جائے گا۔ تو حضور (ﷺ) کے بعد کسی نبی کو تسلیم کرلیا جاوے اور رسول اللہ (ﷺ) کی نبوت کا انکار نہ کیا جاوے، پھر بھی وہ آدمی جو اس دوسرے نبی پر ایمان لائے گا اس کو مسلمان نہ کہا جائے گا بلکہ کسی اور نام سے پکارا جائے گا، اور وہ مسلمان نہ رہے گا، جو اس کا کلمہ اور دین ہوگا وہی اس کا دین ہوگا۔ اس نئے نبی کا اقرار اور اس پر ایمان لانے کے بعد وہ اسی کا ہو

جائے گا۔تو نتیجہ یہ نکلا کہ نبی کے بدلنے سے امت بدل جاتی ہے۔حالانکہ خاتم النبیین (ﷺ) نے فرمایا: میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی اور نبی نہیں آئے گا۔تم آخری امت ہو تمہارے بعد کوئی اور امت نہیں۔

چودہ سو سالہ اسلامی تاریخ گواہ ہے کہ اسلامی حکومت نے کسی بھی مدعی نبوت کو قبول نہیں کیا، جو شخص بھی رسول اللہ (ﷺ) کے بعد ارتداد اختیار کرے، اور آپ (ﷺ) کو خاتم النبیین نہ مانے تو اس کا ایک ہی علاج ہے کہ اس کو اسلامی حکومت سزائے موت دے۔ حضور (ﷺ) کا باغی، دشمن ہے، اس کو اس دھرتی پر رہنے کا کوئی حق نہیں۔کبھی بھی امت اور اسلامی حکومت نے اس کا وجود برداشت نہیں کیا، اسلامی حکومت میں مسیحی اور یہودی اور دوسری اقوام تو رہ سکتی ہیں کیونکہ مسیحی خود غلط ہیں لیکن ان کا نبی سچا نبی تھا، اور یہودی خود غلط ہیں لیکن ان کا نبی سچا نبی تھا۔تو سچے نبی کے جھوٹے پیروکاروں کو تو اسلامی حکومت برداشت کر لیتی ہے لیکن جھوٹے نبی کے جھوٹے پیروکاروں کو اسلامی حکومت اسلامی شریعت برداشت نہیں کر سکتی۔

مرتد کی سزا آخر قتل کیوں؟

ہمارے ایک بزرگ گزرے ہیں مولانا محمد علی جالندھری (رحمۃ اللہ علیہ)، ان سے انگریز نے تقسیم ہند سے پہلے ایک سوال کیا تھا کہ اسلام میں جو یہ قانون ہے کہ جو شخص ارتداد اختیار کرے اس کو صفحۂ ہستی سے مٹا دیا جائے، یہ تو بڑی تنگ نظری کی بات ہے؟۔ایک آدمی جان بوجھ کر، تحقیق کر کے اپنی تفتیش علم کے بعد مذہب اسلام کو غلط سمجھ کر چھوڑ دیتا ہے تو اسلام اس کو قتل کرنے کا حکم کیوں دیتا ہے؟

تو مولانا موصوف نے کہا کہ یہ اسلام کا قانون نہیں یہ تو بین الاقوامی قانون ہے۔امریکہ اور روس اس قانون کو تسلیم کرتے ہیں اور چین بھی، یہ تو ساری دنیا کا قانون ہے۔ جسے اسلام نے اپنایا ہے۔تو وہ انگریز حیران ہو کر کہتا ہے کہ: یہ بین الاقوامی قانون کس طرح ہے؟ دنیا کا کوئی قانون اس سے انکار نہیں کرتا، اس انگریز نے کہا کہ میں آپ کے سامنے کھڑا ہوں اور میں انکار کرتا ہوں کہ میں اس قانون کو نہیں مانتا اور کہتا ہوں کہ یہ قانون غلط ہے؟

باغی کی سزا موت ہی ہے یہی ہے بین الاقوامی قانون:

مولانا موصوف نے فرمایا: آپ بھی مانتے ہیں، آپ کے والد صاحب بھی مانتے

تھے،اور آپ کے دادا بھی اور آپ کی ساری پشتیں بھی مانتی تھیں۔اور آنے والی ساری نسلیں بھی مانیں گی۔

وہ انگریز حیران ہوکر کہتا ہے: کس طرح؟ مولانا نے فرمایا: میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ ایک آدمی تحقیق کرکے اور اپنے مطالعہ کی وجہ سے اس نتیجہ پر پہنچتا ہے کہ وقت کی گورنمنٹ (حکومت) غلط ہے اور وقت کی گورنمنٹ کے خلاف بغاوت کرتا ہے تو آپ کے نزدیک اس کی سزا کیا ہے؟

تو اس انگریز نے جواب دیا کہ باغی کی سزا تو موت ہے۔مولانا نے فرمایا: تمہارے نزدیک باغی کی سزا قتل اور موت ہے، ہمارے نزدیک ختم نبوت کے انکار کی سزا موت ہے۔کیونکہ ارتداد بغاوت ہے اللہ اور رسول سے، اسلام سے اور ساری دنیا میں بغاوت کی سزا موت ہے۔

رسول اللہ (ﷺ) کی ناموس وعزت کے لئے جو کام کرتے ہیں تو رسول اللہ (ﷺ) کی دعائیں ان کے ساتھ ہیں:

تو بھائی! میں عرض کرتا ہوں کہ کبھی بھی مدعی نبوت کے وجود کو کسی بھی اسلامی حکومت نے برداشت نہیں کیا۔وہی مولانا موصوف فرماتے ہیں: میرے پاس دلائل نہیں لیکن میرا وجدان یہ کہتا ہے کہ: جو لوگ رسول اللہ (ﷺ) کی ناموس اور عزت کے تحفظ کے لئے کام کرتے ہیں، حضور (ﷺ) کی دعائیں ان کی پشت پر ہوتی ہیں، ان کی نگرانی کرتی ہیں، حضور (ﷺ) کی دعاء کا سایہ ان پر ہوتا ہے۔اس سلسلہ کے دو تین واقعات آپ حضرات کی خدمت میں عرض کرتا ہوں۔

مرزا عبدالحق کے قتل کا ایک قصہ:

سندھ پاکستان کے ایک شہر میر پور خاص میں ایک مرزائی عبدالحق نامی تھا، یاد رکھیں! مرزائی سے جب کہا جائے کہ مرزا غلام احمد نے جھوٹ بولا۔تو فوراً کہتا ہے: نعوذ باللہ۔حضور (مرزا قادیانی) نے جھوٹ بولا؟ جب اس سے کہا جاتا ہے: مرزا غلام احمد قادیانی کی فلاں بات جھوٹ ہے تو فوراً کہتا ہے: کیا حضور (مرزا قادیانی) نے جھوٹ بولا تھا۔(نعوذ باللہ)۔اللہ تعالیٰ اس کے تصور سے بھی بچائے۔مرزائی اتنے بیباک اور بے شرم ہیں کہ مرزا غلام احمد کی صفائی دینے کی بجائے انبیاء (علیہم السلام) پر الزام لگانا شروع کردیتے ہیں، یہ اتنا بدبخت طبقہ ہے۔

تو حاجی محمد مانکؒ نے اس مرزائی عبدالحق سے کہا: آپ ہمارے ساتھ گفتگو کریں، اس

نے کہا: کس بات پر گفتگو کریں؟ ہم نے کہا: مرزا غلام احمد سچا تھا یا جھوٹا؟ تو اس مرزائی نے کہا: اگر اسی بات پر گفتگو کرنی ہے تو پہلے اس بات پر گفتگو ہونی چاہیئے کہ حضور (ﷺ) سچے تھے یا جھوٹے! نعوذ باللہ!۔

قادیانی کا یہ کہنا تھا کہ حاجی مانک صاحبؒ نے قادیانی کا کام تمام کردیا، اور خود ہی پولیس چوکی پر حاضر ہوگئے، اور کہا کہ فلاں قادیانی نے حضور (ﷺ) کو گالی دی ہے، میں نے اس کی آنتیں نکالدی ہیں، تھانیدار سید تھا، اس نے حاجی صاحب کو حوالات میں بند کردیا۔ تھانیدار کی بیوی سیدزادی تھی، رات کو اس کے پاس خواب میں رسول اللہ (ﷺ) تشریف لاتے ہیں، اور کہتے ہیں: بیٹی! آج تمہارے تھانے میں میرا مہمان آیا ہوا ہے، اس کا خیال رکھنا!، بیوی نے شوہر کو اٹھایا، اور کہا: آج تھانے میں کون آیا ہے؟ تو شوہر نے کہا: فلاں حاجی صاحب! تو بیوی نے کہا: آپ کے تھانے میں بے شمار مجرم آئے ہوں گے، کسی نہ کسی بڑے آدمی نے اس کی سفارش کی ہوگی، مگر اس حاجی صاحب کی سفارش کرنے کیلئے خود حضور (ﷺ) تشریف لائے ہیں۔

ختم نبوت کے تحفظ کے لئے جس نے بھی کام کیا اللہ تعالیٰ نے اس کو عزتوں سے نوازا:

مقدمہ عدالت میں پہنچا، حضرت مولانا مفتی محمود صاحبؒ، مولانا شمس الحق افغانی صاحبؒ، مولانا یوسف بنوری صاحبؒ، مولانا عبداللہ درخواستی صاحبؒ، مولانا عبدالحق صاحبؒ، مولانا محمد علی صاحبؒ جید علماء کرام عدالت میں گئے۔ اس وقت ہمارا جو وکیل تھا آج وہ سندھ کا وزیر اعلیٰ ہے۔ غوث علی شاہ! اس نے ختم نبوت کے مسئلہ کی خدمت کی، اللہ نے اس کو عزت دی۔ میں نے مولانا اسلم قریشی کا واقعہ بیان کیا تھا، راجہ ظفر الحق نے اس کا مقدمہ لڑا تھا، بعد میں وزیر اطلاعات بنا، اور آج وہ مصر میں سفیر ہے۔ جن لوگوں نے ختم نبوت کے سلسلہ میں کوئی خدمت انجام دی۔ اللہ نے اس کو نواز دیا ہے۔

اس وقت کشمیر اسمبلی کے اسپیکر راجہ ایوب صاحب تھے، وہ حج کرنے کے بعد مدینہ منورہ گئے تو حضور (ﷺ) کے گنبد خضراء کے پاس ان کے دل میں خیال آیا کہ میں حضور (ﷺ) کی خدمت میں آیا ہوں، اور میرے ملک میں حضور (ﷺ) کے دشمن دندناتے پھر رہے ہیں، میں کس منہ سے حضور (ﷺ) کے سامنے پیش ہوں گا؟ خیر! خوب روئے دھوئے

دعائیں کی کہ یا اللہ! اگر میں واپس جاؤں تو مجھے مرزائیت کے خلاف کام کرنے کی توفیق عطا فرما! یہ جب حج سے واپس آیا تو سب سے پہلے کشمیر اسمبلی میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی قرارداد پیش کی اور بحمد اللہ! وہ منظور ہوگئی۔

جس نے بھی ختم نبوت کی مخالفت کی وہ ذلیل ہوا:

میرے عزیز بھائیو! میری درخواست سنیں! جن لوگوں نے ختم نبوت کی مخالفت کی تھی ان کا انجام کیا ہوا؟ گورنر غلام محمد نے مخالفت کی تھی، مسلمان ہوکر مسلمان ملک میں عیسائیوں کے قبرستان میں دفن ہوا۔ اس کی قبر پر آج کل کتے پاخانہ پیشاب کرتے رہتے ہیں۔ اس نے ختم نبوت کی تحریک پر گولی چلائی، اور خوب مخالفت کی تھی۔ دوسرا تھا سکندر مرزا! آپ حضرات کے لندن کی کسی ہوٹل میں ملازم رہا، اس کی بیوی ایرانی تھی، مرا تو ایران جا کر دفن ہوا۔ جب خمینی کا انقلاب آیا تو اس کی لاش اور مٹی کو اکھاڑ کر سمندر میں پھینکوا دیا، جن لوگوں نے مخالفت کی، اللہ کی زمین نے بھی اس کو برداشت نہیں کیا۔

میرے عزیز بھائیو! میں حاجی مانک کا واقعہ سنا رہا تھا۔ مقدمہ کے تعاقب کے لئے مولانا محمد علی صاحبؒ عدالت پہنچے، اس غوث علی شاہ نے کہا: مولانا! موقع کا گواہ کوئی نہیں!، میری عرض ہے کہ آپ حاجی صاحبؒ کو کہہ دیجئے کہ تھوڑا سا بیان بدل دیں تو آسانی کے ساتھ بری ہو سکتے ہیں؟!۔ مولانا نے فرمایا: آپ کہتے ہیں: بیان بدل دیں؟، میرا دل یہ چاہتا ہے کہ حاجی صاحبؒ کھڑے ہوکر عدالت میں بیان دیں کہ اس قادیانی نے حضور (ﷺ) کی میرے سامنے توہین کی، میں نے اس کو قتل کیا، پھانسی لگ جائے! سو! لگ جانے دو!، عدالت کے ریکارڈ میں یہ بات آنی چاہئے کہ مسلمان سب کچھ برداشت کرسکتا ہے مگر اپنے نبی کے منصب پر کسی اور کو برداشت نہیں کرسکتا۔

تو وکیل صاحب نے کہا: میں حاجی صاحبؒ سے بات کر لیتا ہوں، تو غوث علی شاہ نے گفتگو کی، وکیل صاحب نے کہا: حاجی صاحبؒ! آپ کی جان بہت قیمتی ہے، حاجی صاحبؒ کی آنکھوں میں آنسو آگئے، اور کہا: جان سے زیادہ ایمان قیمتی ہے۔

حاجی مانک صاحبؒ حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ کی طرف متوجہ ہوکر کہنے لگے: وکیل صاحب کو یہ بات سمجھ میں نہیں آئے گی، میں آپ کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میں

نے سات حج کئے، بیشمار عمرے کئے، ہر دفعہ رسول اللہ (ﷺ) کے گنبد خضراء پر صلوٰۃ وسلام کے لئے حاضر ہوا، میں مسجد نبوی (ﷺ) میں اعتکاف بھی بیٹھا، بہت سارے علماء کے پاس گیا کہ کوئی وظیفہ بتادیں جس سے مجھے رسول اللہ (ﷺ) کی خواب میں زیارت ہوجائے، اتنا سارا کرنے کے باوجود مجھے رسول اللہ (ﷺ) کی زیارت خواب میں نہیں ہوئی۔اللہ کا کرنا ایسا ہوا جس دن سے میں نے اس قادیانی کو تمام کیا ہے، خاتم النّبیین (ﷺ) کے دشمن کو ٹھکانے لگایا ہے، میری کوئی رات خالی نہیں جاتی! یعنی ہر رات حضور (ﷺ) کی زیارت ہوتی ہے۔

اب آپ اس واقعہ سے اندازہ لگایئے کہ ختم نبوت کے تحفظ کی رسول اللہ (ﷺ) کے یہاں کتنی اہمیت اور قدر و قیمت ہے۔ یہ بات ممکن ہے کہ علماء کرام دلیل کے طور پر روایت بیان کرنے کی اجازت نہ دیں لیکن فضائل کے درجہ میں اجازت دیدیں، حضور (ﷺ) کے بعد صدیق اکبر (رضی اللہ عنہ) نے خلافت سنبھالی تو حضرت ابوبکر (رضی اللہ عنہ) وہاں نہ بیٹھے جہاں رسول اللہ (ﷺ) تشریف رکھتے تھے، صدیق اکبر (رضی اللہ عنہ) وہاں بیٹھے جہاں رسول اللہ (ﷺ) کے قدم مبارک رکھے جاتے تھے۔

تو حضرات گرامی!: صدیق اکبر (رضی اللہ عنہ) اپنی تمام تر عظمت کے باوجود حضور (ﷺ) کی مسند پر قدم نہ رکھ سکے، تو ہم حضور (ﷺ) کی مسند پر کس آدمی کو برداشت کر سکتے ہیں؟ جو حضور (ﷺ) کے بعد دعویٰ نبوت کرنے والا دراصل حضور (ﷺ) کے مسند پر قبضہ کرنے کا متمنی ہے اور وہ قبضہ کرنا چاہتا ہے۔

دین کے سب شعبے قابل احترام لیکن رسول اللہ کی ختم نبوت کی حفاظت کے لئے کام کرنے والے سب سے اہم:

حضرات گرامی! فوج کا نام تو آپ نے سنا ہوگا، ان میں ایک وہ حصہ ہوتا ہے جو سرحد کی حفاظت کرتا ہے، ایک وہ حصہ ہوتا ہے جو عدالت میں بیٹھتا ہے، اس کے مختلف حصے ہوتے ہیں اور ان کی مختلف ذمہ داریاں ہوتی ہیں لیکن سربراہ مملکت کے نزدیک سب سے زیادہ قابل احترام وہ دستہ ہوتا ہے جو اس کی حفاظت پر مأمور ہوتا ہے اور یہ قابل اعتماد دستہ ہوتا ہے۔اسی طرح دین کے سب شعبے قابل احترام صحیح، اور سب کے لئے بشارت ہی بشارت ہے لیکن جو لوگ حضور (ﷺ) کی عزت اور ناموس کی حفاظت کے لئے کام کررہے ہیں، یہ حضور (ﷺ) کی

سیکورٹی گارڈ ہیں اور محافظ دستے ہیں۔

مسلمانو! اب جو لوگ حضور (ﷺ) کی عزت وناموس کے درپے ہیں ان کا حال سنو!

تقسیم سے پہلے کی یہ بات ہے۔ راجپال نامی ایک ہندو نے رنگیلا رسول نامی ایک کتاب لکھی تھی، جس میں آپ (ﷺ) اور امہات المؤمنین کی توہین کی گئی تھی (نعوذ باللہ!)۔

حضرت مفتی کفایت اللہ صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) سحبان الہند مولانا سعید احمد دہلوی (رحمۃ اللہ علیہ) جیسے جید علماء کرام کو حضرت مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری (رحمۃ اللہ علیہ) نے لاہور بلایا، غالباً حضرت قاری محمد طیب صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) بھی موجود تھے، اور شاہ صاحبؒ نے ان حضرات کی موجودگی میں تقریر کی، اور کہا:

اے لاہور والو! جس نے رسول اللہ (ﷺ) کے متعلق یہ کتابچہ لکھا ہے اور بدزبانی کی ہے تمہاری غیرت کا تقاضا ہے کہ یا لکھنے والے کے ہاتھ نہ رہیں یا پڑھنے والی زبان نہ رہے!۔ بس اور کوئی فیصلہ نہ چاہئے۔

اور بڑے دردمندانہ لہجے میں اپنے خطیبانہ انداز میں کہا: دیکھو مفتی صاحب کے دروازہ پر بی بی فاطمہ (رضی اللہ عنہا) آئی ہیں اور سوال کرتی ہیں، میرے ابو کے متعلق یہ لکھا ؟ آپ اٹھتے کیوں نہیں؟ مجمع کی چیخیں نکل گئیں، علم الدینؒ نامی ایک لوہار گیا، اور اس نے مصنف کو ٹھکانے لگا دیا۔ اس پر مقدمہ ہوا اور پھانسی ہوگئی۔ لاہور میں اس کا مزار ہے۔

غازی علم الدینؒ کو رسول اللہ (ﷺ) نے خواب میں بشارت دی:

قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ جیل میں گئے، تو جیل کا وارڈن جو ہندو تھا، اس نے قاضی صاحب سے کہا: قاضی صاحب آپ کو مبارک ہو! آپ آج اس کمرے میں آئے ہیں جس کمرے میں علم الدینؒ رہتا تھا۔ قاضی صاحب کو دلچسپی ہوئی تو اس ہندو نے بتایا: جس صبح کو غازی علم الدینؒ کو پھانسی لگنا تھی، اس آخری رات کو میں ڈیوٹی پر تھا، بجلی اور کوئی دوسرا انتظام نہ ہونے کے باوجود اس کا کمرہ روشن ہو جاتا تھا، میں نے دروازہ کھٹکھٹایا کہ اس کے پاس ماچس وغیرہ نہ ہو، جس کی وجہ سے آگ لگا کر وہ خودکشی نہ کرلے۔ اس کی تلاشی لینے کے باوجود کوئی اور چیز نہ ملی۔ تھوڑی دیر بعد پھر ایسا ہی ہوا، پھر تفتیش ہوئی، پھر ایسا ہی دو تین بار ہوا، میں نے غازی علم الدینؒ سے پوچھا؟ بھائی کیا بات ہے؟

تو غازی علم الدینؒ نے کہا: تم ہندو ہو، تمہیں بات سمجھ میں نہیں آئے گی، مجھے پھانسی لگنا ہے، اور اس میں مجھے ذاتی غرض تو ہے نہیں، میں نے حضور (ﷺ) کی عزت و ناموس کی خاطر کام کیا تھا، اس ضمن میں مجھے پھانسی لگنا ہے، آج آخری رات ہے، میں باوضو ہوں، جس وقت مجھے نیند آتی ہے تو حضور (ﷺ) کی زیارت ہوتی ہے، اور حضور (ﷺ) مجھے ارشاد فرماتے ہیں: بیٹا پریشان ہونے کی ضرورت نہیں، سویرے روزہ رکھ کر آنا، افطاری میرے ساتھ ہوگی!، یہ ہے حضور (ﷺ) کی ناموس اور عزت کی تحفظ کرنے والوں کے لئے بشارت!، اتنا اہم کام ،اتنی اہم ذمہ داری، جتنا کام اہم ہے اتنی ہی نوازشات اور محبتیں بھی اتنی ہی زیادہ ہیں۔

رسول اللہ (ﷺ) کے دشمن کو اپنا دشمن سمجھو:

''باٹلی'' کے رہنے والے مسلمانو!: میں کسی سے نہیں کہتا کہ کسی غیر مسلم کو قتل کردو!، میں کسی سے نہیں کہتا کہ قانون شکنی کرو! میں قطعاً یہ کہنے کے لئے نہیں آیا کہ یہاں کے نظام کو درہم برہم کردو!، قطعاً نہیں!۔ میں حضور (ﷺ) کی ناموس کے نام پر کاسۂ گدائی لئے اتنی خیرات مانگتا ہوں کہ رسول اللہ (ﷺ) کے دشمن کو اپنا دشمن سمجھو۔ اگر کوئی شخص ہمارے والد کے متعلق کوئی غلط بات کہہ دے تو پہلے ہم انتقام کی کوشش کرتے ہیں، اگر ایسا نہیں ہوتا ہے تو ساری زندگی اس کے ساتھ بولیں گے نہیں۔ اس نے میرے باپ کی توہین کی ہے۔ اگر ہم اپنے والد کے دشمن کے ساتھ بولنا گوارا نہیں کرتے تو رسول اللہ (ﷺ) کے دشمنوں کے ساتھ اتنی فراخدلی کیوں؟ وہ برابر رسول اللہ (ﷺ) کی توہین کرتے رہیں، اور ہم ان کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا روا رکھیں اور مزاج و رویئے میں کوئی فرق نہ آئے؟۔

قادیانی سید الاولین والآخرین محبوب رب العالمین (ﷺ) کے دشمن ہیں:

سوچئے! ہم نے اپنے باپ کی توہین کا اتنا خیال کیا، اور رسول اللہ (ﷺ) کی توہین کی کوئی پروا نہیں! حالانکہ ساری دنیا حضور (ﷺ) کے نقش پا پر قربان کی جاسکتی ہے، ہم میں سے کوئی آدمی اس وقت تک پکا مسلمان ہو نہیں سکتا جب تک اپنی تمام محبوب چیزوں سے زیادہ رسول اللہ (ﷺ) کی محبت ہمارے دل میں نہ ہو۔ یہ حدیث شریف ''لا یؤمن احد کم حتی اکون احب الیه من والده وولده والناس اجمعین (مشکوٰۃ ص ۱۲) '' کا مفہوم ہے۔ تو قادیانی براہ راست میرے اور آپ کے نبی (ﷺ) کے دشمن ہیں۔

قادیانیت نے فقط نبوت ہی کی توہین نہیں کی بلکہ صحابہ کرامؓ، اہل بیتؓ اورازواج مطہراتؓ کی توہین کرتے ہوئے یہانتک کہ مکہ ومدینہ اور شیخینؓ کو بھی نہیں بخشا:

میرے عزیز بھائیو! قادیانیت نے حضور (ﷺ) کی نبوت کے مقابلہ میں مرزا غلام احمد کی نبوت کو چلایا، حضور (ﷺ) کے صحابہ (رضی اللہ عنہم) کے مقابلہ میں مرزا غلام احمد قادیانی کے دیکھنے والوں کو صحابہ قرار دیا، حضور (ﷺ) کی ازواج مطہرات (رضی اللہ عنہن) کے مقابلہ میں مرزا کی بیویوں کو امہات المومنین کہا، مرزا غلام احمد قادیانی کے خاندان کو اہل بیت کہا، مرزا غلام احمد قادیانی کی بیٹی کو سیدۃ النساء کہا۔ حضور (ﷺ) کے مکہ ومدینہ کے مقابلہ میں قادیان اور ربوہ کا تصور پیش کیا، جنت البقیع کے مقابلہ میں بہشتی مقبرہ کا تصور پیش کیا، اور یہ کہا کہ ابوبکرؓ وعمرؓ کیا تھے؟ مرزا غلام احمد کے جوتے کے تسمہ کھولنے کے لائق نہ تھے۔ (ماہنامہ ''المہدی'' جنوری، فروری ۱۹۱۵ء، نمبر۲،۳، ص۵۷)(انا لله، ونعوذ بالله من شرور انفسنا)۔ بہرحال حضور (ﷺ) کے پورے دین سے بغاوت، حضور (ﷺ) کے دین کے مقابلہ میں متوازی پروگرام، ہر چیز کی مخالفت، ہر چیز کی نقل اتارنے کی کوشش کی۔

(یہاں تک حضرت مولانا بیان کرنے پائے تھے کہ کسی صاحب دل شخص نے چیخ ماری! اور حضرت نے درود شریف پڑھا)

تو ان کی بدبختی کا علاج یہ ہے کہ ان کا بائیکاٹ کیا جاوے، جس طرح ہم باپ کے دشمنوں کے پاس جانا پسند نہیں کرتے، رسول اللہ خاتم النّبیین (ﷺ) کے دشمن کا بائیکاٹ ہم کریں، بات صرف اتنی عرض کرنی ہے اللہ تعالیٰ حضور (ﷺ) کے دشمن کو دشمن جاننے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین۔

نوٹ: اس دن چونکہ تبلیغی جماعت کے دوستوں کے گشت کا دن تھا تو حضرت موصوف نے ان کو وقت دیا کہ آپ حضرات اپنا بیان وتشکیل وغیرہ کریں، جزاکم اللہ احسن الجزاء!

ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین

بیانات ختم نبوت

یعنی

مولانا اللہ وسایا صاحب

کے بیانات برائے تعارف قادیانیت

دوسرا بیان ''مرزا غلام احمد قادیانی کا دجل وفریب''

جوانہوں نے بروز ہفتہ مؤرخہ یکم ستمبر ۱۹۸۵ عیسوی کو

باٹلی کی مسجد میں بعد نماز عصر فرمایا تھا

ترتیب مولانا محمد یوسف ماما اُستاذ الحدیث باٹلی

نظرثانی مولانا منور حسین سورتی اُستاذ تحفیظ القرآن جامع مسجد باٹلی لندن

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ!

الحمدللّٰہ و کفیٰ و سلام علیٰ سید الرسل و خاتم الانبیاء وعلیٰ آلہ واصحابہ اللذین ھم خلاصة العرب العرباء و خیر الخلائق بعد الانبیاء۔ اما بعد۔ فاعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم۔ ومن اظلم ممن افتریٰ علی اللّٰہ کذبا اوقال اوحی الیّ ولم یوح الیہ شئ۔ قال النبی ﷺ: ”انہ سیکون فی امتی کذابون“ وفی روایة ”دجالون“ ثلثون کلھم یزعم انہ نبی وانا خاتم النّبیین لا نبی بعدی۔ اللھم صل علیٰ سیدنا محمد عبدك ورسولك وصل کذلك علیٰ جمیع الانبیاء والمرسلین وعلی الملائکة المقربین وعلیٰ عباد اللّٰہ الصالحین اجمعین الیٰ یوم الدین

سیدالاولین والآخرین محبوب رب العالمین ﷺ کی ایک پیشینگوئی

حضرات گرامی! حضور خاتم النّبیین (ﷺ) کا ارشاد گرامی ہے: ”انہ سیکون فی امتی کذابون ثلثون “ کہ میرے بعد تیس جھوٹے مدعی نبوت پیدا ہوں گے (ہم سب مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ ساری کائنات کا نظام بدل سکتا ہے مگر اللہ کے نبی (ﷺ) کا فرمان نہیں بدل سکتا سب بھائی مل کر بولیں! نبی کا فرمان؟ نہیں بدل سکتا۔) تو حضور (ﷺ) نے جو اور پیشینگوئیاں فرمائیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ میرے بعد تیس جھوٹے مدعیٔ نبوت پیدا ہوں گے، ان جھوٹے نبیوں کے لئے حضور (ﷺ) نے ایک اور حدیث شریف میں جو الفاظ ارشاد فرمائے ہیں وہ دجالون کذابون ہیں، یہ دونوں مبالغہ کے صیغے ہیں، اور صیغۂ مبالغہ کا مطلب یہ ہے کہ ان کی ہر بات میں دجل وفریب اور جھوٹ ہوگا۔

مرزا کے چند دجل ودھوکے:

میرے عزیز بھائیو! اور دوستو! میں آپ حضرات کی مجلس میں آج مرزا غلام احمد قادیانی ملعون کے چند دجل پیش کرنا چاہتا ہوں، اگر میرے اللہ کو منظور ہوگا تو کسی اور مجلس میں ان کا جھوٹ (کذب) پیش کروں گا، اس وقت چند دجل پیش کرنا مقصود ہے۔ (آج ظہر کے وقت مولانا محمد ایوب سورتی ہاشمی (کھلوڈیا صاحب مدظلہ) نے اطلاع دی کہ ظفر اللہ خان قادیانی مرگیا

ہے لہٰذا اس کے متعلق بھی کچھ باتیں عرض کرنی ہیں)
چند دجل مرزا ملعون کے سماعت فرمائیں: حضور (ﷺ) نے ارشاد فرمایا: ”فعند ذلك ینزل اخی عیسیٰ ابن مریم “ کہ قیامت کے قریب حضرت مسیح عیسیٰ بن مریم (علیہ السلام) نازل ہوں گے، حضرت مہدی تشریف لائیں گے، آپ (ﷺ) نے ارشاد فرمایا: دجال آئے گا، حضور اقدس (ﷺ) نے حضرت مسیح عیسیٰ ابن مریم (علیہ السلام) اور حضرت مہدی (علیہ الرضوان) کی الگ الگ نشانیاں بیان فرمائی ہیں۔

امام مہدی (علیہ الرضوان) کی علامت:

حضرت مہدی (علیہ الرضوان) کے متعلق فرمایا: ”یواطئ اسمه اسمی واسم ابیه اسم ابی “ان کا نام میرے نام کے مطابق ہوگا، یعنی محمد! اور ان کے والد کا نام میرے والد کے نام کے مطابق عبد اللـــه ہوگا۔ شام کے ابدالوں کی ایک جماعت رکن یمانی کے پاس ان کو پہچانے گی۔ ان کی چال ڈھال اور وضع قطع سے معلوم کرلیں گے کہ یہ شخص حضرت مہدی (علیہ الرضوان) ہیں تو وہ ان کے دست مبارک پر بیعت کریں گے، اور ظہور مہدی (علیہ الرضوان) کے بعد خروج دجال ہوگا۔

دجال کی علامتیں:

اور دجال کے متعلق حضور (ﷺ) نے فرمایا: عراق اور شام کے درمیانی راستوں سے خروج کرے گا، حضور (ﷺ) نے ارشاد فرمایا: کوئی ایسی بستی اور شہر نہ ہوگا جہاں دجال کا فتنہ نہ پہنچے گا سوائے میرے مکہ اور مدینہ کے!، وہاں اللہ تعالیٰ فرشتوں کی ایک جماعت مقرر فرمادیں گے تاکہ مکہ معظّمہ اور مدینہ منورہ میں دجال کا داخلہ نہ ہوسکے، باقی ساری دنیا میں ہر جگہ اس کا فتنہ پھیلے گا، شام کے ابدال حضرت امام مہدی (علیہ الرضوان) کے دست مبارک پر بیعت جہاد کریں گے، یہ حضرات مکہ مکرمہ سے روانہ ہوں گے۔

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی علامتیں ومقام نزول:

میرے بھائیو! ذرا میری طرف توجہ فرمائیں۔ ایک طرف حضور خاتم النّبیین (ﷺ) نے امام مہدی (علیہ الرضوان) اور دجال کی علامتیں ارشاد فرمائیں اور دوسری طرف حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کے متعلق حضور (ﷺ) نے الگ نشانیاں اور علامات بیان فرمائی ہیں، ان میں

سے چند یہ ہیں: (۱)ان کا نام عیسیٰ (علیہ السلام)، (۲)بغیر باپ کے پیدا ہوئے، (۳)والدہ کا نام مریم، (۴)آسمانوں سے تشریف لائیں گے۔ (۵)جس وقت وہ تشریف لائیں گے ان کے سر کے بالوں سے پانی ٹپک رہا ہوگا، اور آپ (ﷺ) نے ارشادفرمایا: (۶)دوفرشتوں کے پروں پر انہوں نے ہاتھ رکھے ہوئے ہوں گے۔ (۷)دمشق کی جامع مسجد کے مینارہ پر نزول فرمائیں گے۔ (۸)حضرت مہدی (علیہ الرضوان) اس سے پہلے مصلیٰ پر کھڑے ہو چکے ہوں گے۔ اذان اور اقامت ان کی امامت کے لئے ہو چکی ہوگی۔ اور نماز کی صفیں درست ہو چکی ہوں گی۔ اتنے میں حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کا نزول ہوگا۔

حضرت مسیح (علیہ السلام) کے بارے میں حضور (ﷺ) نے ایک سو اسی (۱۸۰) علامتیں بیان فرمائی ہیں، اللہ تعالیٰ حضرت مولانا سید انور شاہ کشمیری (رحمۃ اللہ علیہ) اور مولانا مفتی محمد شفیع صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) کی قبروں پر رحمت کی بارش نازل فرمائیں، انہوں نے ان علامتوں کو مرتب کر دیا ہے۔

مرزا غلام احمد نے مسیح ومہدی کو خلط ملط کر دیا (نعوذ باللہ):

اب مرزا غلام احمد قادیانی ملعون کو دیکھئے کہ پہلے اس نے کہا: میں مسیح ہوں، جب اس کو کہا گیا کہ: مسیح کے زمانے میں مہدی بھی ہوں گے، تو اس نے کہا: مسیح اور مہدی دونوں ایک ہیں، پوچھا گیا: دونوں کی جامع شخصیت کون ہیں؟ تو مرزا غلام احمد نے کہا: میں ہوں، کہا گیا: آنے والے کا نام تو مسیح عیسیٰ ابن مریم (علیہما السلام) ہوگا؟ اور تیرا نام تو غلام احمد ہے؟ آنے والا تو بغیر باپ کے پیدا ہوا ہوگا، اور تیرا تو باپ ہے چھ فٹ کا؟

اور مرزا غلام احمد خود بھی لمبا تڑنگا آدمی تھا، یہ بات ہے تو نشانی پوری نہیں ہوئی، آنے والے جو مسیح ہیں ان کی والدہ کا نام تو مریم اور تیری والدہ کا نام چراغ بی بی عرف گھسیٹی ہے، یہ پیشین گوئی تجھ پر صادق نہیں آتی۔ مرزا غلام احمد نے کہا: میں مسیح ہوں، تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے، پوچھا گیا وہ کس طرح؟

مسیح بننے کے لئے اچھی جھوٹی کہانی گھڑی:

اب یہ مسیح بننے کے لئے دجل کرتا ہے، وہ دجل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے (غلام احمد کو) کہا کہ تو مسیح ہے۔ پوچھا گیا کہ کس طرح؟ تو مرزا نے کہا اللہ تعالیٰ نے مجھے غلام احمد سے مریم

بنایا، اور پھر استعارہ کے رنگ میں اللہ تعالیٰ نے میرے پیٹ میں مسیح کی روح پھونکی، دس مہینہ تک متواتر میں حمل سے رہا، اور اس کے بعد مجھے دردزہ کی تکلیف ہوئی، اور میں ایک کھجور کے پاس گیا، اور جا کر میں نے اس کے تنہ کو پکڑ کر زور لگایا، پیچھے پلٹ کر دیکھا تو میں خود بخود پیدا ہوگیا تھا، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اسی طرح مسیح ابن مریم بنا دیا، دیکھئے! مرزا کی کتاب (کشتی نوح ص ۴۶، ۴۷، خزائن ج ۱۹ ص ۵۰، ۵۱) اس نے مسیح بننے کے لئے خود ہی یہ کہانی گھڑی۔

دجال سے مراد پادریوں کی جماعت ہے:

اس کو کہا گیا کہ حضرت مسیح کے زمانے میں تو دجال ہوگا، تو اس نے جواب دیا کہ دجال سے مراد پادری صاحبان ہیں، یعنی شخص واحد نہیں بلکہ دجال سے مراد پورا ایک گروہ (جماعت) مراد ہے۔ ایک مستقل جماعت ہے، اور وہ پادریوں کی جماعت ہے۔ تو اسے کہا گیا کہ یہ پادری دجال ہیں؟ تو حضرت (مسیح علیہ السلام) تو دجال کو قتل کریں گے، آپ کا فرض بنتا ہے کہ آپ ان پادریوں کے ساتھ قتال کریں، لیکن اس کے برخلاف آپ تو برطانوی حکومت کا خود کاشتہ وپرداختہ شجرہ خبیثہ ہیں۔ یہ تو اچھا مسیح ہے جو دجال کی جماعت کی پیروی کرتا ہے۔ تو اس نے کہا کہ لڑائی سے مراد یہ نہیں کہ دجال کے ساتھ تلوار کی لڑائی ہوگی بلکہ اس سے مراد جہاد بالقلم تحریری مقابلہ ہے۔

ابن صیاد کا تعاقب:

حالانکہ حضور (ﷺ) کے زمانہ میں مدینہ طیبہ میں ابن صیاد نامی ایک لڑکا پیدا ہوا تھا، اور یہ بات مشہور ہوئی کہ وہ الٹی سیدھی باتیں کرتا ہے، اور اس کے متعلق دجال ہونے کا شبہ ہوا۔ حضور (ﷺ) کو جب اس کی اس قسم کی باتوں کی اطلاع پہنچی تو آپ (ﷺ) ایک مرتبہ بعض صحابہ (رضی اللہ عنہم) کے ہمراہ کھجوروں کے اس باغ کی طرف روانہ ہوئے، اور کھجور کے درختوں کے تنوں میں چھپتے چھپتے چلے تا کہ ابن صیاد آپ (ﷺ) کو آتا ہوا نہ دیکھ لے۔ اور آپ (ﷺ) اس کی بے خبری میں چپکے سے اس کے کلام کو سننا چاہتے تھے تا کہ اس کے کلام سے اندازہ ہو سکے کہ یہ ابن صیاد کوئی ساحر ہے یا کاہن ہے، اور یہ ایک چادر اوڑھے پڑے پڑے کچھ بول رہا تھا مگر اس کی ماں نے دور سے حضور (ﷺ) کو دیکھ کر اس کو مطلع کر دیا کہ یہ محمد (ﷺ) آ گئے! چنانچہ وہ اچھل کر بالکل ٹھیک ٹھاک ہو کر بیٹھ گیا، لہٰذا بات نہ ہو سکی۔

پھر اور کسی وقت تشریف لے گئے تو آپ (ﷺ) نے کچھ سوال کئے، علماء تفصیلات جانتے ہیں، اس نے الٹی سیدھی باتیں کیں، تو حضور (ﷺ) نے فرمایا: اس پر معاملہ خلط ملط کر دیا گیا ہے، حضور (ﷺ) کی موجودگی میں حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) نے تلوار نکال لی، اور فرمایا: مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس کو قتل کر دوں؟، تو جواب میں حضور (ﷺ) نے ارشاد فرمایا کہ اے عمرؓ! اگر یہ دجال ہے تو تو اس کے قتل کرنے پر قادر نہیں!، اس کو مسیح ابن مریم (علیہما السلام) ہی قتل کریں گے، اگر یہ دجال نہیں تو ناحق کسی کو قتل کر کے اپنے ہاتھ کو کیوں رنگین کرتے ہو؟

(دیکھئے! تفصیل مشکوٰۃ ص ۴۷۹، باب قصۃ ابن صیاد)

دجال سے جنگ قلم سے نہیں بلکہ تلوار سے ہوگی:

تو جس وقت حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) نے تلوار نکالی تھی اور اسے قتل کرنا چاہتے تھے تو اگر بہ قول غلام احمد تلوار کی لڑائی مراد نہ تھی، بلکہ قلم کی لڑائی مراد تھی تو حضور (ﷺ) ارشاد فرماتے: اے عمرؓ! دجال کو قتل کرنے کے یہ معنی نہیں کہ تلوار سے قتل کیا جائے بلکہ یہ معنی مراد ہے کہ قلم کی لڑائی مراد ہے۔ حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) کا تلوار نکالنا اور حضور (ﷺ) کا جواب میں ارشاد فرمانا: اگر یہ دجال ہے تو اس کو مسیح ابن مریم (علیہما السلام) ہی قتل کریں گے، لڑائی جو ہوگی وہ قلم کی نہ ہوگی بلکہ تلوار کی ہوگی۔

دجال کے قتل کا مقام:

میرے ماں باپ، میرا جسم و روح آپ (ﷺ) پر قربان! دجال کے قتل ہونے کی جگہ بھی حضور (ﷺ) نے مقام لُد متعین فرمادی، آج بھی مقام لُد موجود ہے، اور وہ اسرائیل کے لشکر کے ہوائی مستقر کے طور پر استعمال ہو رہا ہے۔

حضرت عیسیٰؑ و امام مہدیؑ کو دیکھ کر دجال اور اس کے رفقاء نمک کی طرح پگل جائیں گے:

تو حضور (ﷺ) نے ارشاد فرمایا: جس وقت حضرت مہدی (علیہ الرضوان) اور حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) نماز پڑھ کر فارغ ہوں گے تو معلوم ہوگا کہ مسجد کے دروازہ پر دجال پہنچ چکا ہے، اور حضرت مہدی (علیہ الرضوان) کی جماعت ان کا تعاقب کرے گی، حضور (ﷺ) نے

ارشادفرمایا: دجال اوراس کی جماعت حضرت مسیح (علیہ السلام) کودیکھ کر بالخصوص دجال اس طرح پگھلنا شروع ہوگا جس طرح نمک پانی میں پگھل جاتا ہے۔

مقام لُد پر دجال اوراس کے رفقاء کاقتل ہوگا:

دجال مسیح علیہ السلام کودیکھ کر بھاگے گا،آپ (علیہ السلام) اس کا تعاقب کریں گے، اورمقام لـــــــد، پراس کوجا پکڑیں گے،اوردجال حضرت مسیح (علیہ السلام) کے ہاتھوں قتل ہوگا۔آپ (ﷺ) نے جگہ بھی متعین کردی اورلڑائی کا بھی ارشادفرمایا،آپ (ﷺ) نے ارشاد فرمایا: اس جنگ میں جومسلمان شریک ہوں گے تو پتھراوردرخت بھی مسلمان کوآوازدیں گے کہ اے مسلمان آ! یہ میرے پیچھے یہودی چھپا ہوا ہے اسے پکڑ کرقتل کردیں،تو آپ (ﷺ) نے ارشادفرمایا: ان یہودیوں کوسر چھپانے کی جگہ نہیں ملے گی،اکثر وبیشتران میں سے قتل ہوجائیں گے،جوباقی بچیں گے وہ دین حق کوقبول کرلیں گے۔

دجال اوراس کے رفقاء کےقتل کے بعد یہودونصاریٰ اورامت محمدیہ ایک امت ہوجائیں گے:

اوراس وقت کے لئے حضور (ﷺ) نے ارشادفرمایا: یهلك الملل كلها: تمام ادیان باطلہ مٹ جائیں گے،الا ملة واحدة و هی الاسلام،اوردین اسلام کاغلبہ ہوگا،ساری کائنات میں صرف محمدعربی (ﷺ) کی شریعت کاجھنڈالہرائے گا،اورقرآن مجید نے بھی اسی طرف اشارہ کیاہے: ھوالذی ارسل رسوله بالھدیٰ الخ۔(اگرملعون کی بات مرادلی جائے اورجہادقلم مرادلیاجائےتوملعون کے جہادقلم سے دیگرادیان باطلہ ختم ہوجانے چاہئیں تھے،حالانکہ ملعون کے ہوتے ہوئے ایساہوانہیں)

مرزاغلام احمدقادیانی نے کہا: دجال سے مرادپادری اورلڑائی سے مرادقلم کی لڑائی ہے۔

دجال کی سواری گدھا ہوگی:

ان کوکہا گیا: حضور (ﷺ) نے ارشادفرمایا: جودجال آئے گا اس کی سواری کے لئے گدھا ہوگا،تودجال بقول شمایہ پادری ہیں توان کا گدھا کہاں ہے؟ توجواب میں ملعون نے کہا: دجال کے گدھے سے مرادیہ ریل گاڑی ہے۔اس سے آپ حضرات اس کے دجل کا اندازہ

لگا یئے، یعنی سواری دجال کی ہوگی تو اس پر سواری جس کی ہوگی وہ کون ہوں گے؟

مرزا کی موت کے بعد اس کی لاش اس کے دجال کے گدھے پر لاد کر بٹالہ ’لائی گئی:

اور پھر اتفاق یہ ہے کہ مرزا غلام احمد کی موت لاہور میں واقع ہوئی، اور جس مقدس (بری) موت سے وہ مرا ہے الامان والحفیظ۔ (میں دعاء کرتا ہوں کہ اللہ ہر مسلمان کو وہ مقدس موت نصیب فرمائیں جو ہمارے نبی (ﷺ) کو نصیب فرمائی تھی اور ہر قادیانی کو وہ موت دے جو اس کے نبی کو آئی تھی، اللہ معاف فرمائیں، نعوذ باللہ، استغفر اللہ، اللہ دشمن کو بھی اس کے شر سے محفوظ رکھے، آمین)

مرزا غلام احمد قادیانی جس وقت فوت ہوا تو اس کی لاش نے مال گاڑی میں لاہور سے بٹالہ تک کا سفر کیا، خود مرزائیوں کو سوچنا چاہئے کہ ”یہ اچھا مسیح ہے کہ جس کو یہ دجال کا گدھا کہہ رہا تھا خود اس پر اس کی لاش نے سفر کیا ہے۔“

حضرت عیسیٰؑ جامع مسجد کے مینارہ پر تشریف لائیں گے مگر مرزا کا مینارہ اس کی موت کے بعد تیار ہوا:

پھر جب کہا گیا: مرزا اگر مسیح ہے تو مسیح (علیہ السلام) تو جامع مسجد کے شرقی مینارہ پر تشریف لائیں گے، تو مرزا کو کہا گیا کہ اگر تو مسیح ہے تو مینارہ کہاں؟ تو کہا کہ مینار ہونا چاہئے! مینار پر اتریں گے!، بہت اچھا!، چندہ کرو مینارہ ابھی بنالیتے ہیں۔

چنانچہ مرزا غلام احمد قادیانی کے زمانہ میں چندہ کیا گیا اور مینارہ اس کی موت کے بعد تکمیل کو پہونچا۔ حالانکہ حضور (ﷺ) نے ارشاد فرمایا: مینار پہلے سے ہوگا مسیح (علیہ السلام) بعد میں آئیں گے، یہ شخص کہتا ہے کہ مجھے مسیح پہلے مان لو، مینار بعد میں بنالیتے ہیں۔

مرزا کے مینارہ کو ایک لطیفہ سے تشبیہ:

ہمارے حضرت قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ ایک مثال دیا کرتے تھے کہ ایک بھنگی تھا جب وہ بیت الخلاء جاتا تھا، اپنے ساتھ سوراخ والا لوٹا لے جاتا تھا، جب وہ قضائے حاجت سے فارغ ہوتا اس سے پہلے لوٹے میں پانی ختم ہوجاتا تھا۔ جب بارہا ایسا ہوا تو ایک دن لوٹے سے مخاطب ہوکر کہتا ہے کہ آج میں تیرا انتظام کرتا ہوں کہ میں پہلے استنجاء کرتا ہوں بعد میں پیشاب کرتا

ہوں، چنانچہ اس بھنگی نے ایسے ہی کیا کہ پہلے استنجاء پھر پیشاب کیا تو مرزا غلام احمد قادیانی کی جو مثال ہے وہ بھنگی والی ہے، مسئلہ یہ کہ مینار پہلے بعد میں مسیح (علیہ السلام)، اور یہ شخص کہتا ہے: نہیں جی! پہلے میں بعد میں مینار!۔

اللہ تعالیٰ کا فیصلہ اٹل ہوتا ہے مگر جھوٹا نبی مرزا اس میں شک پیدا کرتا ہے:

جب مرزا کو یہ کہا گیا کہ: حضرت مسیح (علیہ السلام) تو مدینہ میں فوت ہوں گے اور قبر شریف بھی مدینہ میں ہوگی، مسیح (علیہ السلام) کے دفن ہونے کے لئے حجرۂ عائشہ (رضی اللہ عنہا) میں ایک جگہ باقی ہے) تو مرزا غلام احمد نے کہا کہ بہت اچھا! وہ بھی بہت آسان بات ہے، اللہ تعالیٰ نے ہمارے ساتھ وعدہ کیا ہے کہ: ”ہم مدینہ میں مریں گے یا مکہ میں۔“ (البشریٰ ج۲ ص۱۰۵، تذکرہ ص۵۹۱) اور کہتا ہے: مجھے یہ بات خدا نے کہی ہے۔ تو مطلب یہ ہوا کہ خدا تعالیٰ کو یا، یا کہنے کی کیا ضرورت تھی کہ مکہ یا مدینہ میں موت ہوگی۔ اللہ تعالیٰ اپنے علم سے ایک بات فرماتا ہے اس کو. یا، شک کے ساتھ والی بات کہنے کی ضرورت نہیں۔

مرزا ساری زندگی نہ مکہ جاسکا نہ مدینہ اور نہ تو مسجد اقصیٰ:

مرزا جی کا مرنا تو درکنار ساری زندگی مکہ نہ جاسکا نہ مدینہ جانا ہوا۔ اس وقت قادیانی جماعت نہ مکہ جاسکتی ہے نہ مدینہ، اس کا داخلہ حکماً ممنوع ہے، مرزا غلام احمد قادیانی کا مکہ اور مدینہ نہ جانا تو ہماری سمجھ میں آسکتا ہے کہ حضور (ﷺ) کی پیشینگوئی پوری ہورہی ہے کہ حضور (ﷺ) نے ارشاد فرمایا: میرے مکہ اور مدینہ میں دجال کا داخلہ ممنوع ہے۔ اچھا ہوا! مرا وہ لاہور میں، دفن ہوا وہ قادیان میں!۔

موت کا معنی فتح بھی ہے تو سارے قادیانیوں کو مرجانا چاہئے تاکہ ان کو مکمل فتح نصیب ہو!

اس کے ماننے والوں کو جب کہا گیا کہ مرزا کی پیشین گوئی پوری نہ ہوئی، وہ تو قادیان میں دفن ہوا، تو مرزائی کرم فرماؤں نے اس کی تاویل یہ کی کہ جناب مرنے سے مراد یہ ہے کہ مکی فتح ہوگی یا مدنی فتح ہوگی۔ اب آپ حضرات ارشاد فرمائیں کہ میں نے بھی کافی ملکوں کے دورے کئے ہیں اور آپ حضرات بھی اچھی معلومات رکھتے ہیں کہ آج تک کوئی کتاب ایسی نہ لکھی گئی جس میں موت کے معنی فتح کے لکھے ہوں۔ الہام تھا کہ مکہ میں مروں گا یا مدینہ میں! ترجمہ کرتے ہیں کہ مکی فتح

ہوگی یا مدنی فتح ہوگی۔تو ہم نے پھر مرزائیوں سے درخواست کی کہ موت کے معنی جب فتح کے ہیں تو تم سارے مرزائی مرجاؤ تا کہ تم سب کی فتح ہو جائے۔

دوزرد رنگ کی چادر کی بھی عجیب احمقانہ تاویل:

مرزائیوں سے کہا گیا: حضرت مسیح (علیہ السلام) جو ہیں وہ روضۂ اطہر میں دفن ہوں گے تو مرزائیوں نے اس کا یہ جواب دیا کہ مرزا غلام احمد بھی روضۂ اطہر میں دفن ہے، ہماری حیرت کی انتہا نہ رہی، ہم نے پوچھا کہ وہ کس طرح؟ (اب آپ ان کے دجل کا اندازہ لگایئے کہ حضور (ﷺ) نے ارشاد فرمایا: حضرت مسیح (علیہ السلام) تشریف لائیں گے تو ان کے جسم پر دو زرد رنگ کی چادریں ہوگی، مرزا غلام احمد کو کہا گیا کہ وہ زرد رنگ کی چادریں کہاں ہیں؟ تو اس نے جواب دیا کہ زرد رنگ کی چادروں سے مراد یہ دو بیماریاں ہیں جو مجھے لاحق ہیں، ایک مراق اور دوسری سلس البول۔زرد رنگ کی چادروں کی میں تاویل نہیں کہتا بلکہ دجل کہتا ہوں، یہ کہا گیا کہ زرد رنگ کی چادروں سے مراد یہ ہے کہ سلس البول اور دوسری مراق ہے، میں ان کی تفصیلات میں نہیں جاتا، (نعوذ باللہ من ذالك) بلکہ وقت ضائع کرنا ہے۔

جھوٹے نبی کی عجیب احمقانہ باتیں:

وہ کہنے لگے کہ حدیث شریف میں آتا ہے کہ گنہگار کو جس وقت قبر میں رکھا جاتا ہے تو اس کی قبر تنگ ہو جاتی ہے، اور مؤمن کی لاش جس وقت قبر میں رکھی جاتی ہے تو حد نگاہ تک اس کی قبر فراخ ہو جاتی ہے، تو حضور (ﷺ) نہ صرف مؤمنوں کے بلکہ کل انبیاء (علیہم السلام) کے سردار آپ (ﷺ) کی قبر اطہر فراخ ہوتے ہوتے قادیان تک پہنچ گئی، مرزا غلام احمد قادیان میں دفن ہوا گویا روضۂ اطہر میں دفن ہوا۔اب آپ حضرات سے انصاف کے نام پر درخواست کرتا ہوں کہ کوئی معمولی عقل والا، سوجھ بوجھ والا آدمی اس کو سن بھی سکتا ہے یا سننے کی ہمت بھی رکھتا ہے۔

اس مخبر صادق (ﷺ) پر قربان! جنہوں نے چودہ سو سال پیشتر یہ پیشین گوئی کی تھی جو دجالون اور کذابون والی حدیث میں ہے کہ جو میرے بعد نبوت کا دعویٰ کرے گا، اس کی ہر بات میں دجل وفریب ہوگا، بات پر پیچ ہوگی۔

قادیانی اس سوال کے جواب سے عاجز آ گئے:

ہم نے کہا: اچھا اگر اسی طرح ہے کہ حضور (ﷺ) کی قبر مبارک قادیان تک فراخ ہوگئی

ہے، تو مدینہ طیبہ سے چلیں تو پہلے جدہ آتا ہے، اس کے بعد کراچی، حیدرآباد، سکھر، بھاولپور، لاہور وغیرہ کے بعد قادیان آتا ہے، تو ان تمام شہر اور ان کے درمیان میں اور گاؤں قریہ وغیرہ بہت سارے چھوٹے بڑے شہر ہیں، جن میں غلام احمد قادیانی کا کوئی استثناء نہیں بلکہ اس میں تو قبر مبارک کے فراخ ہونے کی وجہ سے (نعوذ باللہ) دیگر غیر مسلم اقوام ہندو، سکھ، یہودی، عیسائی وغیرہ بھی مدفون ہیں، تو وہ بھی قبر اطہر میں مدفون ہیں۔ تو اس پر وہ لوگ فبھت الذی کفر کا مصداق بنے اور پھر کوئی جواب نہیں دے سکے! یا للعجب!۔

کیا جنگ بدر سے چودھویں مراد ہے:

مرزا غلام احمد قادیانی کا اب ایک اور دجل سنئے! اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا: ہم نے بدر کے دن آپ کو فتح عطا فرمائی۔ اس کی پوری تفصیلات ہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی اس کا ترجمہ کرتا ہے کہ بدر سے مراد ۱۴ ویں (چودھویں) رات کا چاند ہے۔ کہتا ہے کہ یہ آیت میرے متعلق نازل ہوئی ہے، بدر سے مراد وہ مقام بدر نہیں اور ۱۴ ویں (چودھویں) رات کے چاند سے مراد چودھویں صدی ہے، تو یہ پیشین گوئی میرے متعلق ہے۔

سید الاولین والآخرین کئی کئی ماہ فاقہ سے رہتے تھے، مگر مرزا کو نئے نئے کھانوں کے لئے نبی بنایا گیا:

اس کی ایک اور سنئے! یہ کہتا ہے کہ میرے سچا ہونے کی دلیل یہ ہے کہ یہ جتنی کھانے پینے کی چیزیں ہیں تو جس وقت دنیا ترقی کر کے عروج پر پہنچ گئی تو ان اشیاء نے اللہ تعالیٰ سے درخواست کی کہ یا اللہ! ہم تو تیار ہیں مگر ہم کو کھانے والا تیرا کوئی نبی نہیں ہے؟۔ خود یہ لکھتا ہے کہ حضور (ﷺ) کے زمانہ میں پیسٹری وغیرہ نہیں تھے، تو ان پیسٹریوں نے مل کر درخواست کی کہ ہم رنگ بہ رنگی غذائیں تو تیار ہیں مگر ہمیں کھانے والا کوئی نبی نہیں ہے؟۔ تو اللہ تعالی نے مجھے کھانے کے لئے نبی بنادیا۔ تو جناب والا ان کے دجل کا اندازہ لگایئے!

ایک پیٹ بھرو نبی کا لطیفہ بھی سنئے:

ہارون رشیدؒ کے زمانہ میں ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا بادشاہ کو پتہ چلا تو بادشاہ نے اس کو بلایا، اس کی حالت کو دیکھا، بھوکا ہے، ننگا ہے، کھانے کو کچھ نہیں ملتا، ہارون رشیدؒ نے کہا: اس کو

مطبخ میں بند کردو، اس کی خوب خدمت کرو، دو چار دن رکھا اور اس کے بعد بلا کر کہا: سناؤ بھائی اور کوئی وحی آئی ہے!؟، اس نے کہا: تازہ وحی یہ آئی ہے کہ "یا ایھا النبی باورچی خانہ میں رہیو"!۔

تو قادیانی خود یہ کہتا ہے کہ کھانے پینے کی چیزوں نے مل کر یہ درخواست کی کہ کھانے پینے کے لئے کوئی نبی بھیج دو، کھانے پینے کے لئے میں آ گیا ہوں۔ لہٰذا میں نبی ہوں۔ (معاذ اللہ) اس کے دجل کا اندازہ لگایئے۔

ایک اور تاویل کی، آپ دجل کا اندازہ لگایئے: مرزا غلام احمد کہتا ہے کہ رسول اللہ (ﷺ) کے زمانہ میں یہ ڈاک، رسل ورسائل اور پریس وغیرہ کا انتظام نہ تھا، تو ان سب چیزوں نے مل کر دعا کی کہ ہم تو سب دین کی خدمت کے لئے تیار ہیں مگر تیرا کوئی نبی نہیں تو اللہ تعالی نے درخواست کو مان کر مجھے نبی بنا دیا، میں لکھتا جاؤں گا، مطبع چھاپتا جائے گا، لہٰذا میں نبی ہوں۔

ظفر اللہ قادیانی کی موت:

دجل وفریب کے متعلق حضور (ﷺ) کی یہ پیشین گوئی ہے، آج کی مجلس میں مرزا غلام احمد قادیانی کے دجل وفریب کے متعلق اتنی بات عرض کرنا تھی، اگر اللہ کو منظور ہوا تو اس کی کذب بیانی کے متعلق حضور (ﷺ) کی اسی حدیث کا دوسرا لفظ "کذابون" ہے تو اس کی تفصیل کسی اور مجلس میں ہوگی۔ ان شاء اللہ۔

آج اطلاع ملی کہ ظفر اللہ خان (قادیانی ملعون) مر گیا، بھائی! یہ ظفر اللہ قادیانی مرزا غلام احمد کی نبوت کی کشتی کا بہت بڑا کشتی بان تھا، ۱۹۵۳ عیسوی کی جو تحریک چلی اس میں حکومتی اعداد وشمار کے مطابق ہمارے دس ہزار مسلمان شہید ہوئے، یہ تحریک اس کے علل وبلل کی وجہ سے تھی، حکومت میں وزیر خارجہ تھا، یہ "روزنامہ نوائے وقت" کی رپورٹ ہے کہ باہر کی دنیا میں جتنے بھی سفارت خانے تھے اس نے ان کو قادیانیت کی تبلیغ کا مرکز بنا رکھا تھا، خواجہ ناظم الدین سے یہ کہا گیا: اس کو ہٹا دو تو اس نے ہمارے علماء کو یہ جواب دیا کہ شاید میری (منیر) انکوائیری کے اندر یہ بات آ گئی ہے: اگر اس کو ہٹایا گیا تو امریکہ ہمیں گندم نہیں دے گا! بین الاقوامی طاقتوں کا گماشتہ اور اس کا آلۂ کار تھا!۔

تحریک چلنے کا سبب یہ بنا کہ قادیانیوں نے "آرام باغ کراچی" میں ایک جلسہ رکھا، ان دنوں مولانا لال حسین صاحب اختر (رحمۃ اللہ علیہ) کراچی میں ہماری جماعت کے مبلغ

تھے،مرزائیوں کو کہا گیا: جلسہ میں گڑ بڑ ہوگی، ہمارے نمائندے نے حکومت سے کہا: اگر ظفر اللہ اس جلسہ میں شریک ہوا تو بہت بڑے حادثے کا خطرہ ہے۔حکومت کے ذمہ داروں نے ظفر اللہ کو بلا کر کہا: آپ جلسہ میں شریک نہ ہوں ورنہ بہت بڑا حادثہ ہوگا!؟ ظفر اللہ قادیانی نے یہ جواب دیا: حکومت کی ملازمت چھوڑ سکتا ہوں مگر اپنی جماعت کا جلسہ نہیں چھوڑ سکتا۔ چنانچہ وہ جلسہ میں گیا،اور جلسہ میں گڑ بڑ ہوئی، پکا قادیانی تھا اس کے بعد تحریک چل پڑی۔

الحمدللہ! ہمارے علماء کی قربانیاں رنگ لائی ہیں:

میرے عزیز بھائیو! آج ایک درخواست آپ حضرات سے یہ کرنا چاہتا ہوں کہ قادیانی خدا کی قسم اپنی موت مر چکے ہیں، ہمارے علماء کرام نے جو آواز ممبر ومحراب سے شروع کی تھی، الحمد للہ! قومی اسمبلی تک سنی گئی، جو مقدمات انہوں نے مقامی عدالتوں میں شروع کئے تھے وہ سپریم کورٹ اور وفاقی شرعی عدالت تک سنے گئے۔

جو علماء کا موقف تھا عدالت نے بھی وہی فیصلہ دیا، جو کمزور ونحیف آواز علامہ بخاری صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) اوران کے رفقاء وعلماء کرام نے اٹھائی تھی، اس وقت وہ چار دانگ عالم میں سنائی دے رہی ہے۔ علماء جیلوں میں گئے، ماریں کھائیں، قربانی دی، ایثار کیا، الحمدللہ! جگہ جگہ ان کا موقف سنا گیا، مرزائیت کے متعلق پوری امت بیدار ہوگئی، اگر اس وقت مرزائیت زندہ ہے تو صرف دو باتوں کی وجہ سے، ایک اپنی تنظیم کی بناء پر زندہ ہے اور دوسرے اپنے مسلمان افسروں کی بے حسی اور بے غیرتی کی بنا پر زندہ ہے۔

اپنے آپ کو اور اپنی جماعت کو فعال بناؤ:

مرزائیت کی تنظیم کا تقاضا یہ ہے کہ ان کی تنظیم کے مقابلہ میں ہماری تنظیم بھی ہونا چاہئے، حضرت مولانا ابراہیم نوسارکا صاحب، مولانا ایوب صاحب اور مولانا عبدالرشید صاحب ربانی! آپ حضرات میرے مخدوم ہیں، آپ حضرات کو ان کی تنظیم کے مقابلہ میں اپنی تنظیم بنانا چاہئے، جماعت کا مقابلہ جماعت ہی کر سکتی ہے، فرد جماعت کا مقابلہ نہیں کر سکتا ہے۔ قادیانی ایک جماعت ہے اس کے مقابلہ لئے ایک جماعت کا ہونا ضروری ہے۔ پاکستان میں جگہ جگہ تنظیم ہے تو یہاں بھی اس کے مقابلہ کے لئے تنظیم ہونی چاہئے۔ وہ جماعت دنیا جہان کے وسائل و سیاست سے یکسر منہ موڑ کر صرف اس مسلک کے لئے ہو، اپنے آپ کو وقف کر دیں، اوڑھنا بچھونا

صرف یہی ایک مسئلہ ہو، اگر قادیانی حکومت کے کسی محکمہ میں ملازم ہے تو وہ اپنی جماعت کا وفادار پہلے ہوگا بعد میں وہ حکومت کا ملازم و وفادار ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمارے افسران کو بیدار کردیں:

اور دوسرے حصے میں ہمارے جو مسلمان افسران ہیں وہ رشوت خور، مصلحت کو سوچنے والے، سفارش کے طلب گار، ان کو قطعًا اس کا احساس نہیں کہ حضور (ﷺ) کے امتی ہونے کے ناطے ہمارا بھی کوئی فرض بنتا ہے۔ اگر وہ بیدار ہو جائیں تو قادیانی چند مہینوں کے مہمان ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں بھی بیدار ہونے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین۔

ظفر اللہ بڑا اکھڑ متعصب قادیانی تھا:

میرے دوستو اور بھائیو! مرزائی اپنی جماعت کے کاز کے لئے کتنے پکے ہیں جیسا کہ ظفر اللہ خان کا واقعہ پیش کیا گیا، یہ جب باہر بھیجا گیا تو عرب ممالک نے کہا: آپ ہمارا مقدمہ اقوام متحدہ میں پیش کریں؟، اس نے کہا: میں مقدمہ تب پیش کروں گا جب آپ ہماری جماعت کے سربراہ مرزا بشیر الدین محمود کو تار دیں، پھر وہ مجھے لکھیں! تب جا کر میں مقدمہ پیش کروں گا!، پھر جس وقت آپ کو ووٹ دوں تب بھی شکریہ کا برقیہ آپ ہمارے سربراہ کو ارسال کریں گے۔ کٹر متعصب تھا، ظفر اللہ، مرزا!۔

ملک شاہ فیصل نے خادم ختم نبوت بن کر بہت خدمت انجام دی:

مرزا غلام احمد کی متعفن لاش کو عطر لگا کر اس کے جنازے کو کندھے پر ڈالے پوری دنیا میں گھومتا رہا، تعارف کراتا رہا، اتنا متعصب ترین قادیانی تھا، حضور (ﷺ) کے روضہ مبارک کی جو جالی مبارک ہے وہاں ایک پردہ لگا ہوا تھا، وہاں آیت ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النّبیین و کان اللہ بکل شئ علیما لکھی ہوئی ہے، ایک دوسری یاایھا الذین آمنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی و لا تجھر والہ بالقول کجھر بعضکم لبعض ان تحبط اعمالکم وانتم لا تشعرون بھی لکھی ہوئی ہے۔ اس سے پہلے (بیسیوں سال پہلے کی بات ہے) وہاں ایک گول دائرہ بنا کر لکھا گیا تھا: یہ حضرت ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کی جگہ ہے یہ حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) کی جگہ ہے، چوتھا گول دائرہ بنا کر اس میں لکھا ہوا تھا کہ یہ عیسیٰ (علیہ السلام) کے لئے مخصوص ہے۔ اس قسم کا وہاں پردہ تھا۔

سعودی حکومت کا یمن کے ساتھ ایک چوکی کا جھگڑا تھا، دونوں حکومت سرحد کے ملنے کی وجہ سے چوکی پر دعویدار تھیں، مقدمہ بین الاقوامی عدالت میں گیا، ظفر اللہ خان اس کا جج تھا۔ اس زمانے میں ابھی سعودی حکومت کو مرزائیت کا کما حقہ تعارف نہیں ہوا تھا، شاہ فیصل پر اللہ تعالیٰ کروڑں رحمتیں نازل فرمائے، بعد میں ختم نبوت کے وکیل بن کر بہت ہی خدمت کی۔

مولانا محمد یوسف بنوریؒ کا ”شاہ فیصل“ کو متوجہ کرنا:

۱۹۷۴ء عیسوی میں مولانا محمد یوسف بنوری (رحمۃ اللہ علیہ) شاہ فیصل کے پاس تشریف لے گئے اور جا کر کہا: مرزائی خانہ کعبہ کی زیارت کو آ جاتے ہیں، تو قرآن وحدیث کا فیصلہ ہے کہ مرزائی اپنے ناپاک قدم سے حرم شریف کو ناپاک و پامال نہیں کرسکتا، براہ کرم آپ پابندی لگا دیں کہ مرزائی کوئی نہ آ سکے۔

شاہ فیصل نے کہا کہ مولانا! کسی کی پیشانی پر یہ تو لکھا ہوا نہیں ہوتا! آپ اپنی حکومت کو کہو کہ پاسپورٹ میں مذہبی خانہ بنادو کہ اس میں لکھ دیا جائے کہ یہ مرزائی وقادیانی ہے تو پھر ہم کسی کو نہ آنے دیں گے۔

تو مولانا نے فرمایا: میں آپ کی خدمت میں حضور (ﷺ) کی عزت کا مسئلہ لے کر آیا ہوں اگر گورنمنٹ پاکستان میرا مطالبہ مان لیتی تو آپ کے دروازہ پر رسول اللہ (ﷺ) کی عزت کی خاطر خیرات مانگنے کے لئے کبھی نہ آتا!، اور آپ مجھے ان کا راستہ بتاتے ہیں یہ کہہ کر حضرت بنوری (رحمۃ اللہ علیہ) آبدیدہ ہو گئے، شاہ فیصل بھی رو پڑا، اور کہا: مجھے آپ کی مجبوری کا علم نہیں تھا، آج کے بعد جس آدمی کے متعلق آپ لکھ دیں گے کہ یہ مرزائی ہے تو چاہے وہ پاکستان کی حکومت کا سربراہ ہی کیوں نہ ہو، وہ حرمین شریفین نہ آ سکے گا۔

شاہ فیصل کا دوٹوک مطالبہ:

جب ۱۹۷۴ء عیسوی کا مقدمہ چل رہا تھا، شاہ فیصل نے بھٹو سے کہا: یہ مطالبہ مان لو ورنہ ہمارے تعلقات کشیدہ ہو جائیں گے!، ہم سب کچھ برداشت کر سکتے ہیں مگر رسول اللہ (ﷺ) کے دشمنوں کو برداشت نہیں کر سکتے!۔

مرزا طاہر جھوٹی نبوت کا تاج اتار کر آئے تو شاہی مہمان بنائیں گے ورنہ:

غالباً ”یوگنڈا“ کے قادیانیوں نے شاہ فیصل کو لکھا کہ: ہماری جماعت کے سربراہ

مرزا طاہر احمد آپ کے یہاں حج کرنے کو آنا چاہتے ہیں۔ برائے کرم! آپ ان کو دعوت دیں! جواب میں انہوں نے لکھا: مرزا طاہر احمد مرزا غلام احمد کی جھوٹی نبوت کا تاج اتار کر آجائیں تو نہ صرف ہم ان کو دعوت دیں گے بلکہ ان کا استقبال کریں گے، اور سرکاری مہمان کے طور پر ان کو جگہ دیں گے۔ اور اگر یہ مرزا غلام احمد کی جھوٹی نبوت کو ساتھ لے کر آنا چاہتا ہے تو آپ کو یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ جب تک جان میں جان باقی ہے حرمین شریفین کو اس کے ناپاک قدموں سے ناپاک نہیں ہونے دیں گے۔ یہ سب کچھ شاہ فیصل کی خدمت کا صلہ ہے۔

مرزائی وقادیانی غیر مسلم اقلیت ہیں:

ایک اور بات آپ کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں اور وہ یہ کہ پاکستان میں قادیانی غیر مسلم ہیں، جس کے معنی یہ ہیں کہ وہ غیر مسلم بن کر پاکستان میں رہ سکتے ہیں، کئی ممالک ایسے ہیں جہاں مرزائیت خلاف قانون ہے، وہاں قادیانی غیر مسلم بن کر بھی نہیں رہ سکتے۔

حکومت ملائشیا ودیگر سترہ ممالک کا فیصلہ ہو چکا ہے کہ قادیانی غیر مسلم اقلیت ہیں:

حتیٰ کہ ملائشیا کی حکومت نے پچھلے دنوں اعلان کیا تھا کہ ہمارے یہاں جو شخص قادیانی ہوگا اگر وہ غیر ملکی ہے تو اس کو جلاوطن کر دیا جائے گا۔

اگر ہمارے ملک کا ہے تو اس کو جیل میں رہنا پڑے گا، رسول اللہ (ﷺ) کے دشمنوں کو کھلے بندوں پھرنے کی اجازت نہیں دیں گے، اسی طرح سترہ ممالک احتیاطی اندازہ کے مطابق ایسے ہیں جنہوں نے اپنے یہاں مرزائیت وقادیانیت کو خلاف قانون قرار دیا ہے، اور غیر مسلم بھی قرار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ پوری دنیا میں قادیانیت کے دجل وفریب کو اجاگر کرنے کی ہمیں توفیق عنایت فرمائیں (حاضرین: آمین)

ظفر اللہ خان ملعون کی کافرانہ وشاطرانہ ایک چال:

اسی سعودی حکومت نے یہ کہا: فیصلہ ہمارے حق میں کر دیں تو ظفر اللہ خان نے کہا: میں فیصلہ آپ کے حق میں کرنے کو تیار ہوں مگر ایک کام میرا بھی کر دیں اور وہ یہ ہے کہ رسول اللہ (ﷺ) کی قبر اطہر پر جو چادر ہے اس کو ہٹا دیں، اور وہاں دوسری چادر رکھ دیں مگر اس میں یہ نہ لکھیں کہ یہ جگہ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کے لئے ہے۔ اگر ایسا لکھا ہوا ہے تو اس میں مرزا غلام

احمد قادیانی کی جھوٹی نبوت کا جنازہ نکلتا ہے، چنانچہ سعودی حکومت اس وقت مرزائیت سے واقف نہ تھی اور وہ چادر ہٹادی گئی، اور دوسری چادر لگادی اور آج تک وہی چادر چلی آرہی ہے۔ یہ سب ظفر اللہ خان، ملعون کے کفر کی کارستانی اور نتیجہ ہے۔ یہ اتنا بڑا سنگین کافر تھا۔

اس کو وزارت خارجہ سے ہٹانے کے لئے ۱۹۵۳ عیسوی کی تحریک چلی، اور اس تحریک میں لوگوں نے جس بہادری سے قربانی دی، اس کے لئے ایک واقعہ عرض کرتا ہوں، پاکستان کے معروف ومشہور سیاستدان ''نوابزادہ نصر اللہ خان'' ہیں، یہ مولانا عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے رفقاء میں سے تھے، یہ پہلے مجلس احرار میں تھے، اس شخص کے نظریات سے اختلاف ممکن ہے مگر اس کے اخلاص میں کسی کو کلام نہیں، بہت محبّ وطن سیاستدان ہے۔

وہ خود کہتے ہیں: ان گنہگار کانوں نے سنا اور آنکھوں نے دیکھا کہ مذکور تحریک میں جب سارا دن گولیاں چلتی رہیں اور مسلمان شہید ہوتے رہے، اور شام کو جب قافلے آنا بند ہوگئے تو وہ کہتے ہیں: ہم نے ایک ۸۰ سال کے خمیدہ کمر بوڑھے باپ کو دیکھا کہ وہ اپنے پانچ سالہ بچے کو کندھے پر اٹھایا اور یہ کہتا ہوا آرہا ہے ''قلم تاریخ لکھ رہا ہے اور اس کو میں اس بات کی اجازت نہیں دیتا ہوں کہ شام کو رسول اللہ (ﷺ) کی عزت وناموس کے لئے کوئی قافلہ نہیں نکلا تھا، ایک بوڑھی جان ہے اور ایک بچہ ہے۔ بوڑھا باپ بچے سے کہتا ہے: میرے کندھے پر بیٹھو! اور ختم نبوت کا نعرہ لگاؤ! میں زندہ باد کا نعرہ لگاتا ہوں۔ اور ہم قربان ہوجائیں تاکہ تاریخ کا قلم یہ لکھے کہ: ''جب رسول اللہ (ﷺ) کی عزت وناموس کے لئے قربانی مانگی جارہی تھی تو ایک پانچ سالہ معصوم بچے اور ایک اسی سالہ بوڑھے باپ نے بھی قربانی دی تھی''۔

ظفر اللہ ملعون کو ہٹانے کے لئے دس (۱۰) ہزار دین کے عاشقوں کا خون بہانا پڑا:

چنانچہ اسی طرح ہوا۔ اس تحریک میں صرف ظفر اللہ کو ہٹانے کے لئے دس ہزار مسلمان شہید ہوئے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان کے خون کی لاج رکھنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین!

دنیا میں ظفر اللہ ملعون نے اپنے کئے ہوئے کی خوب سزا پائی:

یہ ظفر اللہ قادیانی ایک مرتبہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ کراچی سے لاہور جارہا تھا، حیدرآباد اسٹیشن کے قریب اس کی ٹرین کو حادثہ ہوگیا۔ اس کے چند ساتھی مارے گئے، اور یہ بچ گیا، کسی نے سید عطاء اللہ شاہ صاحبؒ کو آکر کہا: ظفر اللہ خان بچ گیا! تو شاہ صاحبؒ نے کہا: یہ

اپنا انجام دیکھ کر مرے گا۔

شاہ صاحبؒ کی عظمت پر قربان! یہ بات شاہ صاحبؒ نے آج سے سالہا سال پہلے کہی تھی، مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت کو اور مرزا بشیر الدین محمود کی خلافت کو متعارف کرانے کے لئے ظفر اللہ نے جس ایڑی چوٹی کا زور لگایا تھا، آج اس کی بے کسی اور بے بسی کا یہ عالم کہ اس جماعت کا سربراہ اس کے جنازہ میں شریک نہ ہوسکا۔ جس مرزائیت کو ظفر اللہ قادیانی نے ساری دنیا میں متعارف کرایا تھا، اسی ظفر اللہ کے سامنے پوری مرزائیت کے کفر کا جھنڈا سارے عالم میں لہرا دیا گیا، اور پوری دنیا میں بلند کردیا گیا۔ جس مرزائیت کو متعارف کرانے کے لئے حکومت کے صیغوں میں اپنے افراد بھرتی کئے، اسی ظفر اللہ ملعون کی موجودگی میں حکومت کا ہر محکمہ اس کا مخالف ہوا۔ اور جس ملک کا وزیر خارجہ بن کر اس نے نفع اٹھایا تھا، اسی ملک نے مرزائیوں کے غیر مسلم اقلیت ہونے کا فیصلہ دیا۔

ظفر اللہ خان ملعون دنیا میں بھی اپنا بدانجام دیکھ کر مرا ہے:

ہماری جماعت ''عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت'' کے ترجمان دو رسالے نکلتے ہیں: ''ایک ''ماھنامہ لولاك'' اور دوسرا ''ھفت روزہ ختم نبوت''۔ اس دفعہ جو ختم نبوت کا رسالہ چھپا (ہماری جماعت کے مبلغ مولانا کریم بخش کا فون آیا ہے) اس نے یہ خبر شائع کی ہے کہ جس وقت ظفر اللہ قادیانی بیمار تھا، اس کی حالت یہ تھی کہ ''بیمار ہونے کی حالت میں یہ بستر میں پیشاب پاخانہ کرتا رہا، اور مدت تک بیہوش رہا، ہوش آتا تھا پھر بیہوش ہوجاتا تھا، اس کو گلوکوز دیتے تھے تو منہ کے راستے جھاگ نکل آتی تھی۔ موت ایسی تھی کہ جیسے کسی کو ڈوبکیاں دے کر مارا جارہا ہو''۔ یہ اس طرح کی بری موت مرا ہے، اس نے امت کی مذاق اڑائی تھی، اب وہ اپنا انجام دیکھ کر مرا ہے۔ جس طرح ''مرزا غلام احمد قادیانی اور ظفر اللہ خان'' کا انجام ہمارے سامنے ہے، دعا کرو کہ اللہ تبارک وتعالیٰ پوری مرزائیت کا انجام ہمارے (امت کے) سامنے کردے۔ (حاضرین نے کہا: آمین)

ڈاکٹر افتخار صاحب مرحوم کی حق گوئی وبے باکی:

آخری بات کہہ کر بات ختم کرتا ہوں: ''مرزا بشیر الدین محمود'' ان کی جماعت کا سربراہ تھا، پاکستان کے مشہور ومعروف ''ڈاکٹر افتخار'' میڈیکل پروفیسر ہیں، جو اس وقت لاہور میں رہتے تھے، ''مرزا بشیر الدین'' جس وقت بیمار ہوا تو مذکور ڈاکٹر صاحب کو فیس دیکر بلایا گیا تاکہ کوئی نسخہ تجویز کریں۔ جب وہ ''ربوہ'' (موجودہ نام چناب نگر) پہنچے تو ان کو ایک ویٹنگ

روم (انتظار گاہ) میں بٹھایا گیا اور یہ کہا گیا: حضرت صاحب مصروف ہیں!، ملاقاتی مل رہے ہیں آپ تھوڑا انتظار فرمائیں!۔

ڈاکٹر صاحب کہتے ہیں: میں آدھا گھنٹہ انتظار کرتا رہا، پھر میں نے کہا کہ ملاقات کرائیں کہ میں مریض کو دیکھوں! تو انہوں نے پھر کہا: حضرت مصروف ہیں، تھوڑا اور انتظار کرو!۔ بیس منٹ گذر گئے تو میں نے گھڑی دیکھ کر کہا: آپ نے مجھ سے ایک گھنٹہ کا وقت لیا ہے ملاقات کرائیں یا پھر میں جاتا ہوں۔ حضرت صاحب ہوں گے تو آپ کے ہوں گے!، میرے لئے تو وہ صرف ایک مریض ہیں۔ مجھے ایک گھنٹہ کی فیس دی ہے، اور اب گھنٹہ پورا ہونے کو ہے ،اور اب میں چلا جاؤں گا اور میں وقت میں اضافہ بھی نہیں کرسکتا چاہے تم مجھے دوسری فیس بھی دو۔

بقول ڈاکٹر موصوف' خدا کی مار کا میرے پاس کوئی علاج نہیں:

میں نے وقت دوسروں کو بھی دے رکھا ہے، تو انہوں نے آپس میں مشورہ کے بعد کہا: آؤ جی! حضرت صاحب فارغ ہیں، آپ ان کا معائنہ کریں!۔ تو ڈاکٹر صاحب کہتے ہیں: میں جب مریض کے پاس پہنچا تو وہاں کوئی ملاقاتی نہیں تھا۔ (بس ملاقاتیوں کا بہانا تھا اپنے آپ کو بڑا بتانے کے لئے) ڈاکٹر صاحب کہتے ہیں: میں نے معائنہ کیا اور واپس آیا تو مجھے مرزائیوں نے کہا: آپ کے پاس ان کے علاج کا کوئی نسخہ ہے؟ میں کہا: بھائی بیمار ہو تو میں اس کا کوئی نسخہ تجویز کرتا! خدا کی مار پڑی ہے اس کا میرے پاس کوئی علاج نہیں۔ اللہ ڈاکٹر افتخار پر رحمت نازل کریں۔ (حاضرین نے کہا: آمین)

ڈاکٹر صاحب جب واپس آئے تو انہوں نے ''آغا شورش کشمیریؒ'' کو یہ بات بتادی، شورش نے یہ بات اپنے رسالہ ''چٹان'' میں چھاپ دی تا کہ ریکارڈ کے طور پر محفوظ رہے۔ اب ڈاکٹر کے موجود ہوتے ہوئے وہ انکار بھی تو نہیں کرسکتے تھے! اگر انکار کریں تو ''شورش'' ان کو برابر کرسکتا تھا کہ یہ دیکھو! ہمارے پاس حوالہ کے طور پر موجود ہے۔

''مرزا غلام احمد قادیانی'' کا حشر جو ہوا وہ آپ کے سامنے ہے، ''مرزا محمود'' بھی اسی طرح کی موت مرا اور ''مرزا ناصر احمد'' کا واقعہ میں کل بیان کر چکا ہوں، یہ کم بخت کسی شریف انسان کی مجلس میں بیٹھنے کے بھی لائق نہیں چہ جائیکہ وہ نبوت کی جگہ پر بیٹھ جائے۔ بلکہ سارا خاندان ایسا ہی رہا۔

سو(۱۰۰)سال سے امت قادیانیت کے خلاف جنگ لڑ رہی ہے:

سوسال امت نے قادیانیت کے خلاف لڑائی لڑی ہے۔اللہ تعالیٰ امت کے ان افراد پر رحم فرمائیں جو سوسال تک بڑی بے جگری سے لڑتے رہے۔اور الحمد للہ! اب بھی لڑائی جاری ہے،امید ہے کہ یہ آخری معرکہ یورپ میں ہوگا۔انشاء اللہ۔قادیانی بھاگ بھاگ کر اپنے آباء و اجداد کے پاس آ رہے ہیں۔

چور ڈاکو اسی گھر پر ڈاکہ ڈالتے ہیں جو غفلت کی نیند سوتے رہتے ہیں:

بھائی! چور ڈاکو اسی گھر پر ڈاکہ ڈالتے ہیں جہاں گھر والے سوتے رہتے ہیں،اگر گھر والے جاگتے رہتے ہیں تو پھر ڈاکو چور کو یہ ہمت نہیں ہوتی۔مرزائی آپ کو سوتا ہوا سمجھ کر یہاں آئے ہیں،آپ حضرات کا فرض بنتا ہے کہ انکے خلاف آخری معرکہ لڑنے کے لئے آپ بیدار ہوں،تیار ہوں۔تیار ہیں؟جی ہاں! تیار ہیں!(یہ حاضرین مجلس نے کہا)

رسول اللہ (ﷺ) کے دشمن سے جتنا بغض ہوگا
اتنا ہی رسول اللہ (ﷺ) سے قرب ہوگا:

یہی آپ حضرت سے گذارش ہے۔اللہ تعالیٰ جو دلوں کے راز کو جاننے والے ہیں اس میں میری کوئی ذاتی غرض نہیں!۔آپ کا اور ہم سب کا نفع اسی میں ہے۔مرزائیت کے خلاف ”حضرت مولانا انور شاہ کشمیری“ (رحمۃ اللہ علیہ) کی عادت یہ تھی کہ سبق پڑھاتے ہوئے جب مرزائیت کا نام آجاتا تو دو تین بڑے سخت جملے کہتے اور نام لینے کے بعد بھی دو چار سخت جملے کہتے! لعین ابن لعین،کذاب ابن کذاب،اللہ ان کو دنیا و آخرت میں رسوا کرے!،”حضرت جذبات میں آکر اس طرح کے بڑے سخت جملے کہتے“! کسی ساتھی نے عرض کی کہ حضرت آپ جیسا نفیس الطبع انسان حدیث پڑھاتے ہوئے مرزا غلام احمد کی تردید کے لئے کوئی بات آجاتی ہے تو آپ اتنا برانگیختہ کیوں ہوتے ہیں؟مرزا کو اتنا سخت الفاظ کیوں کہتے ہیں؟جواب ارشاد فرمایا: مرزا غلام احمد،رسول اللہ (ﷺ) کا دشمن ہے،تو مرزا سے جتنا بغض ہوگا اتنا ہی رسول اللہ (ﷺ) سے قرب ہوگا۔

جو شخص رسول اللہ (ﷺ) کی سفارش چاہتا ہے اسے چاہئے کہ ختم نبوت کا کام کرے:

حضرت شاہ صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) وفات سے پہلے اپنی چارپائی اٹھوا کر دار العلوم

لائے (آج ہی میں نے یہ واقعہ ’’نقش دوام‘‘ میں پڑھا ہے) تمام طلباء واساتذہ کو اکٹھا کر کے کہا: تم میں سے جو شخص رسول اللہ (ﷺ) کی سفارش چاہتا ہے اسے چاہئے کہ ختم نبوت کا کام کرے۔ مرزائیت براہ راست نبی (ﷺ) سے متصادم ہے۔ رسول اللہ (ﷺ) کے دشمن کے سامنے سینہ سپر ہونا ہر مسلمان کے ایمان کا تقاضا ہے، اور یہ بنیادی ضرورت ہے۔

جیسی صحبت ویسا اثر ہوتا ہے:

قادیانی مجلس ومحفل ہوتی ہے، ہمارے بعض دوست جاتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ: ہم عقیدے کے تو پکے ہیں، ہم وہاں اس لئے جاتے ہیں دیکھتے ہیں: وہ کیا کہتے ہیں؟ بھائی! آپ کسی عطر والے کی دکان پر جائیں، آپ کا ارادہ عطر خریدنے کا نہیں ہے، جب بھی عطر کی خوشبو آپ کو مفت میں ملے گی، لیکن اسی طرح کسی لوہار کی دوکان پر چلے جائیں، بیشک اس سے کوئی چیز نہ بنوائیں، جب واپس ہوگے تو لوہے کا زنگ اور بدبو آپ کے ساتھ ضرور ہوگی۔

دینی غیرت وحمیت کا تقاضا کیا ہے؟

وہ کیسی مجبوری ہے جو آپ کفر کے مکان کو دیکھنا پسند کرتے ہیں؟ اور اس کی ہمت رکھتے ہیں؟، آیا یہ خدا یا رسول اللہ (ﷺ) کی طرف سے حکم ہے؟ مرزائی آپ کی مجلس ومحفل میں نہیں آتا! اگر آپ مسلح نہیں ہیں تو آپ ان کی نحوست کا ضرور اثر لے کر آئیں گے! ہم سب کے دین کی غیرت کا تقاضا ہے کہ قادیانیوں کا لین دین میں، میل ملاپ میں، علیک سلیک میں، گفتگو میں، شادی بیاہ میں، خوشی غمی میں ان کا بائیکاٹ (قطع تعلق) کریں! بھائی! قادیانی کا آپ جتنا بائیکاٹ کریں گے، جتنی اس فتنہ کو ضرب لگائیں گے رسول اللہ (ﷺ) کی شفاعت کے اتنے ہی مستحق ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ سب حضرات کو ختم نبوت کا کام کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ اور قیامت کے دن آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ آپ سب حضرات کے سر پر ہو، اللہ تعالیٰ میری ٹوٹی پھوٹی معروضات کو قبول فرمائیں۔ آمین۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

اللھم ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم، وتب علینا انک انت التواب الرحیم۔ برحمتک یا ارحم الراحمین۔

نوٹ: مولانا کے اس بیان کے بعد ہمارے پیر بھائی (آج جب کہ یہ لکھا جا رہا ہے

اللہ تعالیٰ نے ان کو واقعی شرف وعزت بخشی کہ ان کو خلافت بھی ملی اور حضرت کی محبت اور خصوصیت بھی) اور مجاز حضرت مسیح الامت ومسیح البیان (حضرت مولانا مسیح اللہ صاحب (دامت برکاتھم زادہ اللہ شرفا و عظما) حضرت ابراہیم بھائی پٹیل المعروف به تسبیح والا نے چند کلمات ارشاد فرمائے جن کو تبرکاً نقل کیا جارہا ہے۔

مسئلہ ختم نبوت کے لئے ہر طرح کی قربانی کا جذبہ ہونا چاہئے:

عزیزم نے خطبۂ ماثورہ کے بعد ارشاد فرمایا: بھائیو! حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب دامت برکاتھم نے جو فرمایا: قادیانیوں کے خلاف اس ملک میں ایک جماعت ہونی چاہیئے، تو کسی کام میں کمال پیدا کرنے کے لئے اس کام میں کمال مشغولی کی ضرورت رہتی ہے، جب تک یہ چیز نہ ہوگی اس کام میں کمال پیدا نہ ہوگا، اور اس کام میں کمال کا حاصل ہونا ممکن نہیں، تو اس سے جی (دل) بہت خوش ہوا۔ مولانا موصوف نے بہت صحیح مشورہ پیش کیا، میرے جی کو بھی لگا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ یہاں کے رہنے والے لوگ اپنی طرف سے جس قسم کی بھی مدد کر سکتے ہیں مدد کریں گے، علم کی لائن سے، جانی مالی (تن من دھن سے)۔

بس! اس چھوٹی سی بات پر میں اپنی بات ختم کرتا ہوں۔ یہ بات ہمیں ہمارے حضرت مولانا مسیح اللہ صاحب (دامت برکاتھم) نے بتائی، اورانہوں نے یہ بھی فرمایا: یہ بات ہمیں ہمارے حضرت حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی (رحمۃ اللہ علیہ رحمۃ واسعۃ) نے بتائی تھی جو ہم سب جانتے ہیں۔ ایک مرتبہ پھر دہراتا ہوں کہ اگر کوئی انسان کوئی کام میں کمال حاصل کرنا چاہتا ہے تو اس کام میں کامل مشغولی کا ہونا ضروری ہے، جس طرح ہمارے یہ بزرگ (حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب دامت برکاتھم) پاکستان سے جو یہاں تشریف لائے ہیں ہم نے دیکھ لیا کہ وہ حضرات اس میں کامل مشغولی لئے ہوئے ہیں (اور اس کام کو انہوں نے اپنا اوڑھنا بچھونا بنایا ہوا ہے) اسی لئے اللہ تعالیٰ ایسی جماعت کو کامیاب کرتے ہیں، اللہ تعالی ہر قسم کے فتنوں سے ہماری حفاظت فرمائیں۔ آمین اور درود شریف کے بعد محترم تسبیح والے صاحب نے دعا فرمائی۔

اللهم ربنا تقبل منا انک انت السميع العليم۔ و تب علینا انک انت التواب الرحیم۔ برحمتک یا ارحم الراحمین۔

ما كان محمد ابا احد من رجالكم ولكن رسول الله وخاتم النبيين

بیانات ختم نبوت

یعنی

مولانا اللہ وسایا صاحب

کے بیانات برائے تعارف قادیانیت

تیسرا بیان ”مرزا قادیانی کی نبوت کا معیار (یعنی جھوٹ)“

جوانہوں نے بروز ہفتہ مؤرخہ ۲ر ستمبر ۱۹۸۵ عیسوی کو

باٹلی کی مسجد میں بعد نماز عصر فرمایا تھا

ترتیب مولانا محمد یوسف ماما اُستاذ الحدیث باٹلی

نظرثانی مولانا منوّر حسین سورتی اُستاذ تحفیظ القرآن جامع مسجد بالہم لندن

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ!

الحمد للّٰہ و کفٰی و سلام علیٰ سید الرسل و خاتم الانبیاء و علیٰ اٰلہ و اصحابہ اللذین ھم خلاصة العرب العرباء و خیر الخلائق بعد الانبیاء۔ اما بعد۔ فاعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرجیم بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم۔ ومن اظلم ممن افتریٰ علی اللّٰہ کذبا اوقال اوحی الیّ ولم یوح الیہ شئ۔ قال النبی ﷺ: ”انہ سیکون فی امتی کذابون“ وفی روایة ”دجالون“ ثلثون کلھم یزعم انہ نبی وانا خاتم النّبیین لا نبی بعدی۔ اللھم صل علیٰ سیدنا محمد عبدك ورسولك وصل كذٰلك علیٰ جمیع الانبیاء والمرسلین وعلیٰ الملائکة المقربین وعلیٰ عباد للّٰہ الصالحین۔ اجمعین الیٰ یوم الدین۔

پاکستان میں ختم نبوت کے روح رواں

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ تھے

کل گذشتہ حضرت اقدس تھانوی (رحمۃ اللہ علیہ) کے ارشاد گرامی پر ہماری مجلس ختم ہوئی تھی، آج بھی چاہتا ہوں کہ حضرت کے ارشاد گرامی سے اپنی بات کا آغاز کروں! پاکستان میں ختم نبوت کے روح رواں تھے امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری (رحمۃ اللہ علیہ)، مولانا احمد علی لاہوری (رحمۃ اللہ علیہ) کی ایک دینی درسگاہ جس کا نام ”خدام الدین“ تھا، اس کے سالانہ جلسہ میں تقریبا پانچ سو کے قریب علماء کرام تشریف لائے ہوئے تھے، ان میں علامہ سید انور شاہ کشمیری (رحمۃ اللہ علیہ) اور مولانا شبیر احمد عثمانی (رحمۃ اللہ علیہ) اور مولانا محمد یوسف بنوری (رحمۃ اللہ علیہ) وغیرہم بھی موجود تھے، ان تمام علماء کرام نے علامہ سید انور شاہ کشمیری (رحمۃ اللہ علیہ) کے کہنے پر سید عطاء اللہ شاہ بخاری (رحمۃ اللہ علیہ) کے ہاتھ پر بیعت کی، اور انہیں امیر شریعت کا خطاب دیا۔

حضرت تھانویؒ کی خدمت میں امیر شریعت کا حاضر ہونا:

حضرت مولانا خیر محمد صاحب جالندھری (رحمۃ اللہ علیہ) (ان کا ملتان میں خیر المدارس نامی بہت بڑا مدرسہ ہے) حضرت اقدس تھانوی (رحمۃ اللہ علیہ) کے مجاز صحبت اور مجاز بیعت تھے، شاہ صاحبؒ سے ان کے بہت ہی قریبی تعلقات تھے، انہوں نے شاہ صاحبؒ سے

کہا کہ حضرت تھانوی (رحمۃ اللہ علیہ) کے پاس چلنا چاہئے، شاہ صاحبؒ حضرت تھانوی (رحمۃ اللہ علیہ) کی خدمت میں حاضر ہونے سے بہت ڈرتے تھے۔ شاہ صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) نے ایک ٹوکری پھلوں کی خریدی اور جس وقت حضرت کی خدمت میں پہنچے تو سر پر سے کپڑا اتار لیا، اور حضرت کی خدمت میں پہنچے، مجلس میں قدم رکھا تو مولانا خیر محمد صاحبؒ نے عرض کی: شاہ صاحبؒ! آپ کی خدمت میں آنے سے بہت ڈرتے ہیں تو حضرت اقدس تھانوی صاحبؒ نے کہا: انہیں تو نہیں ڈرنا چاہیے پابندی تو غیروں کے لئے ہے ان کے لئے تو کوئی پابندی نہیں، شاہ جی! آگے بڑھے مصافحہ کیا اور پھلوں کی ٹوکری خدمت میں پیش کی۔

حضرت تھانوی (رحمۃ اللہ علیہ) نے کہا: یہ کیا ہے؟ تو شاہ صاحبؒ نے کہا: ہم نے اپنے بزرگوں سے سنا ہے کہ جس وقت بزرگوں کے پاس جاؤ خالی ہاتھ نہ جاؤ؟ اور سر سے ٹوپی اس لئے اتار دی کہ بزرگوں کا کہنا ہے کہ جس وقت بزرگوں کی خدمت میں جاؤ تو سر خالی کر کے جاؤ اور جب واپس ہو تو بھر کے لے جاؤ! شاہ صاحبؒ نے یہ خوش طبعی کی۔ حضرت اقدس تھانوی (رحمۃ اللہ علیہ) نے ان کے سر پر ہاتھ پھیرا اور گفتگو شروع ہوئی تو حضرت تھانوی (رحمۃ اللہ علیہ) نے شاہ صاحبؒ سے پوچھا: آج کل آپ مرزائیت کے متعلق کیا کام کرتے ہیں؟

حضرت تھانویؒ کا تا حیات ختم نبوت کا ممبر بننا:

تو شاہ صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) نے فرمایا: ہم نے اپنی مجلس احرار کا ایک شعبہ تبلیغ کے نام کا بنایا ہے جو صرف ختم نبوت کا کام کرتا ہے اور ملکی سیاست سے ان کو کوئی تعلق نہیں۔ خالصًا دینی نقطۂ نظر سے مرزائیت و قادیانیت کا تعاقب کرتا ہے، تو اس پر حضرت تھانوی (رحمۃ اللہ علیہ) بہت خوش ہوئے۔ حضرت تھانوی (رحمۃ اللہ علیہ) نے پوچھا: شاہ صاحبؒ آپ کی مجلس میں شریک ہونے کا کوئی طریقہ ہو تو بتاؤ!؟ شاہ صاحبؒ نے فرمایا: سال کا ایک روپیہ! حضرت تھانوی (رحمۃ اللہ علیہ) نے پچیس روپے نکالے اور شاہ صاحبؒ سے کہا: مجھے بھی ممبر بنایا جائے، اور ان پچیس سال میں میرا انتقال ہو گیا تو میں ختم نبوت کے ممبر ہونے کی حیثیت سے فوت ہوں گا۔ اللہ تعالیٰ کی شان! کہ انہی پچیس سال میں حضرت اقدس تھانوی (رحمۃ اللہ علیہ) کا انتقال ہو گیا۔

حضرت تھانویؒ کے مرزائیت کے خلاف دو رسالے:

حضرت اقدس تھانوی (رحمۃ اللہ علیہ) نے مرزائیت کے خلاف دو رسالے لکھے، ایک

کا نام ہے:’’الخطاب الملیح فی تحقیق المهدی و المسیح ‘‘ہمارے پاس موجود ہے۔اوردوسرے رسالہ کا نام ہے’’ قائد قادیان ‘‘۔حضرتؒ نے یہ دورسالے قادیانیت کے خلاف لکھے تھے۔

اللہ تعالیٰ کا پیغمبر کبھی بھی جھوٹ نہیں بولتا ہے:

آپ کے خطیب مولانا مفتی حافظ قاری استاد حدیث اور خلیفہ مفتی محمود صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) جناب حضرت موسیٰ بدات صاحب (دامت برکاتہم) نے یہ ارشاد فرمایا:’’آج کی مجلس میں یہ گفتگو ہونی چاہیۓ کہ’’ آیا مرزا غلام احمد قادیانی نبوت کے معیار پر پورا اترتا بھی ہے یا نہیں‘‘؟ تو اس ضمن میں آج ایک ہی بات عرض کرسکوں گا اور وہ یہ ہے کہ اللہ کا پیغمبر کبھی جھوٹ نہیں بولتا، ہمارے یہاں یہ بات مسلم ہے کہ ساری کائنات کا نظام بدل سکتا ہے، چاند ستارے بےنور ہو سکتے ہیں، آگ ٹھنڈی ہوسکتی ہے دریا خشک ہو سکتے ہیں، پہاڑ اپنی جگہ سے ہٹ سکتا ہے مگر نبی کا فرمان جھوٹا نہیں ہوسکتا! (حاضرین مجلس: بےشک!)

حضور (ﷺ) کی جملہ اولاد حضرت خدیجہؓ کے بطن سے تھی سوائے (حضرت) ابراہیمؓ کے:

میرے عزیزو! رحمۃ للعالمین (ﷺ) کی جتنی صاحبزادیاں (رضوان اللہ علیهن) تھیں وہ سب ام المؤمنین حضرت خدیجہ (رضی اللہ عنہا) کے بطن مبارک سے تھیں سوائے حضرت ابراہیمؓ کے جو حضرت ماریہ قبطیہ (رضی اللہ عنہا) کے بطن مبارک سے تھے۔حدیث شریف میں آتا ہے کہ’’جس وقت حضرت ابراہیم کا انتقال ہورہا تھا۔

نرینہ اولاد کے بچپن میں فوت ہونے کی حکمت الٰہیہ:

ایک مسئلہ عرض کیۓ دیتا ہوں کہ حضور (ﷺ) کی جتنی نرینہ اولاد تھی ان سب کا بچپن میں انتقال ہوگیا تھا،اوراس کی وجہ امام بخاری (رحمۃ اللہ علیہ) نے یہ لکھی ہے کہ حضور (ﷺ) کی نرینہ اولاد اگر جوان ہوتی اور انہیں نبوت ملتی تو یہ ختم نبوت کے منافی تھا،اوراگرانہیں نبوت نہ ملتی تو پھر سوال پیدا ہوتا کہ ابراہیم (علیہ السلام) کا بیٹا اسحاق (علیہ السلام) اور اسماعیل (علیہ السلام) نبی اور یعقوب (علیہ السلام) کا بیٹا یوسف نبی تو محمد (ﷺ) کا بیٹا نبی کیوں نہیں؟ اگر جوان ہوتے

نبوت ملتی تو یہ ختم نبوت کے منافی تھا۔امام بخاری (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں: اللہ رب العزت نے اس مسئلہ کو شروع سے ہی ختم کر دیا تا کہ ختم نبوت کا مسئلہ زندہ وتابندہ رہے۔اس کی تشریح اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہوئی تو کل پرسوں کی مجلس میں ہو جائے گی تو حضور (ﷺ) گھر تشریف لے گئے، اپنے بچے کو اٹھایا، گود میں لٹایا، آخری وقت آیا ہچکی لگی، تو حضور (ﷺ) کے آنسو جاری ہوگئے، آپ (ﷺ) کے آنسو گرتے گرتے چہرۂ مبارک سے ہوتے ہوئے بچے کے چہرے پر گرے، ایک صحابی (رضی اللہ عنہ) پاس بیٹھے ہوئے تھے، انہوں نے حضور (ﷺ) کا کندھا ہلا کر عرض کی: آقا! آپ بھی روتے ہیں؟

کسی عزیز یا اولاد کی موت پر آنسو بہانا صبر کے خلاف نہیں ہے:

تو حضور (ﷺ) نے جواب میں ارشاد فرمایا: کسی عزیز کی جدائی پر دل صدمہ کرے اور آنکھ آنسو بہائے، میں نے کبھی اس سے منع نہیں کیا، اس کے خلاف واویلا کرنا، سینہ زنی کرنا، قدرت کے خلاف پروپیگنڈا کرنا، آوازیں نکالنی یہ ممنوع ہیں۔دل صدمہ کرے، آنکھ آنسو بہائے یہ فطرت کا تقاضا ہے۔

توام المؤمنین حضرت ماریہ قبطیہ (رضی اللہ عنھا) اپنے بچے کے صدمے میں بار بار روتی تھیں، حضور (ﷺ) ایک بار تشریف لائے اور صبر کی تلقین کی، دوبارہ فرمائی، سہ بارہ فرمائی! مگر ماں صاحبہ! ان کو تسلی نہیں ہوتی تھی، ایک ہی بچہ تھا بچپن میں انتقال ہوگیا۔میں نے بارہا اس کو منع کیا کہ آپ اتنا نہ رویا کریں؟ لیکن تمہیں صبر نہیں آتا۔اگر تو چاہے تو میں اللہ سے دعا کروں کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں کے پردے ہٹادے، اور جنت تیرے سامنے کردی جائے، اور تو آنکھوں سے دیکھ لے کہ تیرا بیٹا جنت میں حوروں کے پاس پرورش پارہا ہے تو کیا تجھے تسلی ہو جائے گی؟۔

رسول اللہ ﷺ کے فرمان پر جنت دیکھنے کی پیش کش قبول نہ کرنا:

حضور (ﷺ) کی پیش کش کا انداز ہ فرمائیں! میں دعاء کروں! اللہ تعالیٰ پردے ہٹادے!، اور جنت تیرے سامنے کردی جائے ، اور تو آنکھوں سے دیکھ لے کہ تیرا بیٹا جنت میں حوروں کے پاس پرورش پارہا ہے تو کیا تجھے تسلی ہو جائے گی؟! حضرت ماریہ (ضی اللہ عنھا) نے عرض کیا: یا رسول اللہ (ﷺ) مجھے تسلی ہوگئی! اب دعاء کرنے اور جنت دکھانے کی ضرورت نہیں! عرب کی عورتوں نے حضرت ماریہ (رضی اللہ عنہا) سے کہا: تیرے مقدر کو کیا ہوا؟ حضور (ﷺ) کا دریائے

رحمت جوش میں تھا، حضور(ﷺ) دعاء کرتے اور جنت تیرے سامنے کردی جاتی! اورتو اپنے بچے کو جنت میں حوروں کے ساتھ کھیلتا ہوا دیکھ لیتی! اور دنیا کی عورتوں میں تو واحد عورت ہوتی جس نے دنیا میں رہ کر جنت کا نظارہ کیا، حضور(ﷺ) کی اتنی بڑی پیشکش کا انکار کردیا؟۔

ماریہ قبطیہؓ کو رسول اللہ(ﷺ) کے فرمان پر یقین وایمان ہے مگر اپنی آنکھوں پر نہیں:

حضرت ماریہ(رضی اللہ عنہا) نے جواب میں یہ کہا: کہ بی بی! تمہاری رائے اور سوچ اور سمجھ بھی صحیح ہے لیکن جو میں نے کیا وہ بھی صحیح ہے اس لئے کہ میں حضور(ﷺ) کی خدمت میں درخواست کرتی اور حضور(ﷺ) دعاء کرتے اور جنت میرے سامنے آجاتی اور میں اپنے بیٹے کو حوروں کی گود میں کھیلتا ہوا دیکھ لیتی تو اس کا معنی یہ تھا کہ مجھے اپنی آنکھ پر تو اعتبار ہے مگر حضور(ﷺ) کی بات پر اعتبار نہیں؟، حالانکہ میری نظر خطا کرسکتی ہے مگر حضور(ﷺ) کی زبان مبارک خطا نہیں کرسکتی؟

رسول اللہ(ﷺ) کی ایک پیشین گوئی:

تو بھائی:!: بات یہ ہے کہ پیغمبر جو بات کہہ دے یہ ناممکن ہے کہ وہ بات پوری نہ ہو۔ میں اس ضمن میں رسول اللہ(ﷺ) کی ایک پیشین گوئی کا تذکرہ کرنا چاہتا ہوں، حضور(ﷺ) جس وقت مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ ہجرت کرکے جارہے تھے اور حضرت صدیق اکبر(رضی اللہ عنہ) آپ کے ساتھ تھے، پیچھے ابوجہل نے اعلان کردیا کہ لوگو! تم میں سے جو شخص حضور(ﷺ) کو زندہ گرفتار کرکے لائے گا اسے اتنا اکرام وانعام دیا جائے گا۔

رسول اللہ(ﷺ) کو جب جلال آتا تو کوئی مائی کا لال آمنہ کے لال کے جلال کا مقابلہ نہیں کرسکتا تھا:

سراقہ ابن مالکؓ عرب کا ایک مشہور بہادر تھا، ابھی تک مسلمان نہیں ہوئے تھے، اللہ کی شان!: باقی لوگ رسول اللہ(ﷺ) کو تلاش کرنے میں اور راستہ پر چل دیئے، اور سراقہؓ اسی راستہ پر چلا جس راستہ پر حضور(ﷺ) اور صدیق اکبر(رضی اللہ عنہ) مدینہ منورہ کا سفر کررہے تھے تو سراقہؓ چلتے چلتے حضور(ﷺ) کے پیچھے پہنچ گیا۔(یہاں ایک بات اور عرض کرنی ہے وہ یہ کہ

ہمارے نبی (ﷺ) سراپا رحمت وشفقت تھے مگر جب حضور (ﷺ) کو جلال آتا تو کوئی مائی کا لال آمنہ کے لال کے جلال کا مقابلہ نہیں کرسکتا تھا) حضور (ﷺ) کی خدمت میں جب صدیق اکبر (رضی اللہ عنہ) نے عرض کی کہ: ''یہ سراقہ آ گیا ہے''! تو حضور (ﷺ) نے اپنے گھوڑے کو موڑا، سراقہؓ کی طرف رخ کیا، بس! حضور (ﷺ) کی نظر جلال پڑنے کی دیر تھی' سراقہؓ کے گھوڑے کے پاؤں زمین میں دھنسنا شروع ہوگئے حالانکہ سنگریزے، پتھر اور سخت زمین تھی۔

حضور (ﷺ) نے اس حالت میں ارشاد فرمایا: سراقہؓ! تو آج ہمیں گرفتار کرنے آیا ہے حالانکہ میں دیکھ رہا ہوں کہ کل قیصر وکسریٰ کے ملک فتح ہوں گے وہاں سے سونے کے کنگن آئیں گے اور تجھے سپرد کئے جائیں گے اور تو مجھے گرفتار کرنے آیا ہے؟

نبی (ﷺ) کا بے کسی اور بے بسی کے عالم میں بھی اللہ تعالیٰ سبحانہ پر کتنا زبردست اعتماد و یقین تھا:

آپ حضرات ! حالات کو دیکھیں، حضور (ﷺ) نے بات اس وقت کہی جب حضور (ﷺ) کو مکہ سے نکالا جا رہا ہے، اور مکہ کی زمین تنگ کردی گئی، جس وقت آپ مکہ مکرمہ سے یہ کہہ کر نکلے کہ مجھے تجھ سے محبت ہے، میں یہاں پیدا ہوا، یہاں پلا، بڑا ہوا، آج تجھے چھوڑ کر جانے کو جی نہیں چاہتا لیکن میں کیا کروں، یہاں کے مکین، رہنے والے مجھے رہنے نہیں دیتے!۔

حضور (ﷺ) کی پریشانی، بے کسی اور بے بسی کا عالم یہ ہے کہ مکہ مکرمہ چھوڑنے پر مجبور کردیئے گئے، مگر نبی (ﷺ) کو خدا کی ذات پر یہ اعتماد ہے کہ ان حالات میں جب آپ (ﷺ) کو اپنے ہی شہر میں رہنے نہیں دیا جاتا! آپ پیشین گوئی کر رہے ہیں، سراقہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ (ﷺ) میری غلطی معاف فرمائیں!، میں آپ کے ساتھ وعدہ کرتا ہوں کہ آئندہ ایسی غلطی و گستاخی نہیں ہوگی، میں واپس جارہا ہوں، اگر کوئی آرہا ہے تو اسے بھی میں واپس کردوں گا، حضور (ﷺ) نے اسے امان دیدی اور وہ واپس چلا گیا۔

حضرت عمرؓ کو رسول اللہ (ﷺ) کی پیشین گوئی پر کتنا ایمان و یقین تھا:

آپ حیران ہوں گے حضور (ﷺ) کا زمانہ گزرا، صدیق اکبر (رضی اللہ عنہ) کا زمانہ گزرا، حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) کا زمانہ آیا، قیصر و کسریٰ فتح ہوئے، وہاں سے خزانہ کا مال آیا، حضرت فاروق اعظم (رضی اللہ عنہ) کی خدمت میں وہ مال ڈھیر کردیا گیا، آپ (رضی اللہ

عنہ) نے اعلان کردیا کہ نماز کے بعد کسی کو جانا نہیں، مال غنیمت تقسیم ہوگا، نماز کے بعد فاروق اعظم (رضی اللہ عنہ) اس ڈھیڑ کی طرف گئے جس طرف سونا رکھا ہوا تھا، وہاں جا کے کسی چیز کی تلاش کررہے تھے اور وہ مل نہیں رہی تھی، واپس ممبر کے پاس آ گئے اور پوچھا کہ یہ مال کون لایا ہے؟ تو دس بارہ آدمی کھڑے ہوگئے، فرمایا: مال پورا کرو مال پورا نہیں!

انہوں نے حیرت سے کہا!: یا عمر (رضی اللہ عنہ) آپ کا ہمارے متعلق یہ گمان! نعوذ باللہ! ہم نے مال کے اندر خیانت و بددیانتی نہیں کی، ہم وہ ہیں: جنہوں نے رسول اللہ (ﷺ) کی خدمت میں رہ کر امانت ودیانت کے اسباق پڑھے، اگر ہم مال پورا نہیں لائے تو دنیا میں کون شخص ایسا ہوگا جو دیانت کا معیار برقرار رکھ سکے گا، یہ کہنا تھا کہ حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔

فرمایا: ایک طرف تمہاری امانت ہے اور ایک طرف رسول اللہ (ﷺ) کا فرمان ہے، میں کیا کروں؟! میرے نبی (ﷺ) نے ارشاد فرمایا تھا: جس وقت قیصر وکسریٰ کے علاقے فتح ہوں گے تو اس کے خزانہ میں سونے کے کنگن بھی آئیں گے، تمام مال آ گیا مگر سونے کے کنگن نہیں ہیں۔ جب تک سونے کے کنگن نہیں آئیں گے اس وقت تک مال پورا نہیں ہوگا، اس لئے کہ ساری کائنات کا نظام بدل سکتا ہے مگر میرے نبی (ﷺ) کا فرمان بدل نہیں سکتا۔ جھوٹا نہیں ہوسکتا۔

چنانچہ اسی اثنا میں ایک اور شخص آیا اس نے اپنی جیب سے رقعہ نکال کر فاروق اعظم (رضی اللہ عنہ) کو دیا انہوں نے پڑھا اور کہا: بھائی مال لاؤ! اس رقعہ میں علاقہ کے گورنر نے لکھا تھا: تمام تر مال ہم نے آپ کی خدمت میں بھیج دیا سوائے سونے کے کنگن کے، ان کے متعلق رسول اللہ (ﷺ) کی خاص پیشین گوئی ہے، لہٰذا خاص قاصد وآدمی کے ذریعہ اس کو آپ کی خدمت میں بھیجا گیا ہے۔

حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) نے کنگن کو ہاتھ میں لئے اور کہا کہ: ”ھل منکم سراقہ ابن مالك (رضی اللہ عنہ)“ بوڑھا آدمی، لکڑی کے سہارے کونے میں کھڑا ہوا، کہتا ہے: مجھے سراقہؓ کہتے ہیں۔ فاروق اعظم (رضی اللہ عنہ) نے کہا: تمہیں یاد ہے: رسول اللہ (ﷺ) کا وعدہ یاد کرو؟ میں پورا کردیتا ہوں۔ اور فرمایا: مرد کے لئے سونا پہننا حرام ہے، یہ کنگن ہاتھ میں لے کر ، ہوا میں لہرادو تا کہ دنیا جہان اس بات کی گواہ ہوجائے کہ کائنات کا نظام بدل سکتا ہے مگر میرے نبی (ﷺ) کا فرمان جھوٹا نہیں ہوسکتا۔ اس ضمن میں ایک اور بات بھی ہے۔

حضرت عمرؓ نے رسول اللہ (ﷺ) کی زبان سے نکلے ہوئے ایک ایک لفظ کا کتنا خیال رکھا:

وہی جس وقت قیصر وکسریٰ کے علاقے فتح ہوئے، وہاں سے بادشاہ کا تخت، جبہ، دستار بھی اس مال میں آیا تھا، حضرت فاروق اعظم (رضی اللہ عنہ) نے ارشاد فرمایا: سب کے ٹکڑے کرکے مجاہدین میں تقسیم کردو، اور آخر میں ارشاد فرمایا: بادشاہ کی قالین کے بھی ٹکڑے کرکے مجاہدین میں تقسیم کردیا جائے، ایک صحابی (رضی اللہ عنہ) نے عرض کیا: دوسری چیزوں کے ٹکڑے ہوئے میں نہ بولا مگر قالین کے ٹکڑے کرنے سے اس کی افادیت ختم ہو جائے گی؟ حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) نے ارشاد فرمایا: بھائی! مجھے ٹکڑے کرانے دو اور ٹکڑے کرانے کی حکمت میں بعد میں سمجھاتا ہوں۔ میں نے یہ کیوں کیا؟، چنانچہ ٹکڑے کرا کے تقسیم کئے گئے، اس کے بعد حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) نے ارشاد فرمایا: بھائی! تمہاری نظر چیزوں پر تھی اور میری نظر رسول اللہ (ﷺ) کے فرمان پر تھی۔

بھائی! حضور (ﷺ) کا والا نامہ اس بادشاہ کے پاس گیا تھا، اس نے رسول اللہ (ﷺ) کے خط کے ٹکڑے کئے تھے، اس کی اطلاع جب حضور ﷺ کو ملی تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: اچھا اس نے آج میرے خط کے ٹکڑے کئے ہیں ایک وقت آئے گا اللہ تعالیٰ اس کے ملک کے، بادشاہی کے ٹکڑے ٹکڑے کردے گا۔ میں نے ان چیزوں کے ٹکڑے نہیں کئے ہیں بلکہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان پورا کیا ہے۔ (ورنہ مجھے بھی اس کی افادیت کا علم تھا)

قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک رسول اللہ (ﷺ) کی ایک ایک پیشین گوئی پوری نہ ہوجائے:

حضرت مولانا انور شاہ کشمیری (رحمتہ اللہ علیہ) فرماتے تھے: اس وقت تک قیامت قائم نہ ہوگی جب تک رسول اللہ (ﷺ) کا ایک ایک فرمان پورا نہ ہوجائے۔ میں نے حدیث شریف خانپور کے چھوٹے سے دیہات میں حضرت مولانا محمد عبد اللہ درخواستیؒ کے ہاں پڑھی تھی۔ (جس زمانہ میں میں نے حدیث شریف پڑھی تھی، شباب کا عالم تھا ابھی ڈاڑھی بھی نہ آئی تھی، یہ یورپ کا ماحول سامنے نہ رکھیں بلکہ پاکستان کا ماحول اور وہ بھی ایک چھوٹے سے دیہات

کا) وہ حدیث شریف یہ تھی کہ حضور (ﷺ) نے ارشاد فرمایا: قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی کہ ایک وقت آئے گا کہ عورتوں کے سر کے بال اس طرح ہلیں گے جس طرح اونٹ کی کوہان ہلتی ہے۔ خدا گواہ ہے کہ یہ بات قطعاً سمجھ میں نہیں آئی، عورت جس وقت کنگھی کرتی ہے اس کے بال سر سے چپک جاتے ہیں وہ کس طرح ہلیں گے یہ بات قطعاً سمجھ میں نہیں آتی تھی۔ جس وقت ماحول نے پلٹا کھایا، اور شہر آنا ہوا تو دیکھا کہ عورتیں کیا کرتی ہیں، اور وہی بات دیکھی جس کا حدیث شریف میں ارشاد ہے۔ عورتوں کے بال نہیں ہل رہے بلکہ نبی (ﷺ) کا فرمان پورا ہو رہا ہے۔ تو حضور (ﷺ) نے جو کچھ پیشین گوئی فرمائی ہے وہ سب قیامت تک پوری ہو کر رہے گی۔

اللہ تعالیٰ کا نبی اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر کچھ نہ کرتا ہے، نہ کچھ کہتا ہے:

اور ارشاد سنیں کہ انسان ماں باپ کی خدمت نہیں کریں گے بلکہ دوستوں کی خدمت کا خیال رکھیں گے اور ماں باپ کا خیال نہیں رکھیں گے۔ آپ کے یورپ کا یہی حال ہے، دوست پروری ہو رہی ہے۔ والدین جب بوڑھے ہو جاتے ہیں تو ان کو بوڑھے خانے کے اندر بھیج دیا جاتا ہے، تو میں یہ عرض کر رہا تھا کہ اللہ کا نبی اللہ سے حکم پا کر ﴿حکم پا کر، کی قید اس لئے لگائی کہ اللہ کا نبی اللہ کے حکم کے بغیر کچھ کہتا ہی نہیں ''وما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحی'' پھر نبی اللہ کے حکم سے جو بول دے یہ ناممکن ہے کہ نبی کا کہا ہوا پورا نہ ہو۔ قبل از وقت کوئی بات کہے اسے شرعی اصطلاح مین پیشین گوئی کہتے ہیں۔

اس معیار پر کذاب غلام احمد قادیانی کو جانچنے کی کوشش کریں:

اب اس معیار پر آپ حضرات غلام احمد قادیانی کو پرکھنے (جانچنے) کی کوشش کریں؟، کیا ''مرزا غلام احمد قادیانی'' کی پیشین گوئی پوری ہوئی؟ لیکن میں بڑے وثوق کے ساتھ کہتا ہوں: اللہ رب العزت کے گھر میں باوضو ہو کے کہتا ہوں: میری دیانت دارانہ رائے یہ ہے کہ اس کی تمام تر کتابوں کا مطالعہ کر لیں اس کی ایک بھی پیشین گوئی ثابت نہیں کی جا سکتی کہ اس نے پیشین گوئی کی ہو اور دنیا جہان میں پوری ہوئی ہو۔ ریل گاڑی مکہ میں چلے گی! اس کا حال سن چکے ہو، اور میں مکہ میں مروں گا یا مدینہ میں! اس کا بیان بھی سن چکے ہو۔

آج کی مجلس میں صرف دو پیشین گوئیاں بیان کرنا چاہتا ہوں۔﴾ ویسے اس کی تمام

پیشین گوئیاں ہیں جو سب کی سب جھوٹی ثابت ہوئی ہیں اللہ کو منظور ہوگا تو کسی اور مجلس میں بیان کی جائیں گی۔ ✿اس کو ملاحظہ فرمائیں دیکھیں کہ ”آیا مرزا غلام احمد نبوت کے معیار پر پورا اترتا ہے یا نہیں؟“ مرزا احمد بیگ نامی‘ اس کا ایک چچازاد بھائی تھا، وہ جس وقت مرزا غلام احمد قادیانی کے پاس آیا تو اس کے ساتھ اس کی نوجوان بچی بھی (تقریباً سترہ سال کی) تھی۔ ایک بھائی دوسرے بھائی کو ملنے جارہا ہے ساتھ بچی ہے، چلو! چچا کو ملتے چلیں! احمد بیگ نے غلام احمد قایانی کو یہ کہا: ”ایک عزیز جو مفقود الخبر ہے، ان کے بارے میں آپ سے گذارش ہے کہ آپ ایک بیان دیدیں کہ زمین میرے نام ہوجائے“ (اس وقت مرزا کی عمر ۶۰ سال کی تھی)

مرزا غلام احمد قادیانی ہر وقت اپنی کانی آنکھ سے شیطانی مطابقت ومشابہت کرتا رہتا تھا:

غلام احمد قادیانی نے کہا: آج نہیں کل میرے پاس آئیں، میں رات اللہ تعالیٰ سے مشورہ کروں گا اور سویرے بیان دوں گا۔ اس نے کہا: بہت اچھا!، سویرے آجاؤں گا۔ (چونکہ مرزا نے اس کی لڑکی کو دیکھ لیا تھا) آج بھی میں نے علماء کرام کی مجلس میں حوالہ پیش کیا تھا کہ مرزا غلام احمد کس کردار کا آدمی تھا؟، ہر وقت کانی آنکھ سے شیطانی مطابقت ومشابہت کرتا رہتا تھا، اس کی پیروی کے اندر مشغول رہتا تھا۔

مرزا کی کانی آنکھ کا ایک پُرلطف لطیفہ:

اس کی کانی آنکھ کا بھی ایک شاندار لطیفہ ہے۔ اس کی کتاب ”سیرۃ المہدی“ میں لکھا ہے (دیکھئے! سیرت المہدی حصہ دوم ص ۷۷، روایت نمبر ۴۰۴) کہ ایک مرتبہ فوٹو گرافر آئے، انہوں نے آکر کہا: ہم آپ کا فوٹو لینا چاہتے ہیں تو مہربانی کرکے آپ آنکھ کھلی رکھیں۔ آنکھیں پھاڑ کے رکھیں تاکہ فوٹو صحیح آجائے۔ ہم آپ کی کتابوں میں فوٹو چھاپیں گے تاکہ باہر کی دنیا والے قیافہ شناش ہوتے ہیں آپ کا فوٹو دیکھ کر رائے قائم کریں گے کہ آپ کتنی بڑی شخصیت ہیں؟۔ اگر آپ کی آنکھ بند رہی یا اور کچھ دوسرے طریقے پر رہی تو آپ کے لئے اچھی رائے قائم نہیں کریں گے۔ اس لئے آپ تیار ہوکر آئیں، مرزا غلام احمد گھر گیا، اور بڑے آب وتاب کے ساتھ جوتے پہنے دایاں جوتا بائیں پاؤں میں اور بایاں جوتا دائیں پاؤں میں پہن کر تیار ہوکر آگیا۔ یہ ان کی کتابوں کے اندر لکھا ہوا ہے۔

مرزا کی ویسکٹ کی جیب میں تین راتوں تک اینٹ پڑی رہی اس کا اسے پتہ تک نہیں:

’’مرزا غلام احمد قادیانی‘‘ ایک رات سویا تو اس کی پسلیاں دکھتی رہیں، دوسری رات سویا تو بھی ایسے ہی پسلیاں درد کرتی رہیں، تیسری رات کو بھی سو نہیں سکا پسلیوں کی وجہ سے، پھر کہا: بھائی! دیکھو تو سہی کیا ہے؟ دیکھا جو سہی تو جرسی کی جیب میں اینٹ پڑی ہوئی تھی، تین راتوں تک جیب میں اینٹ پڑی رہی اور اس کو پتہ تک نہیں چلا!، کہنے لگا: فلاں دن ’’مرزا بشیر الدین محمود‘‘ نے شرارت کی تھی، اینٹ میری جیب میں ڈال دی۔ یہ میری جیب میں پڑی رہی اور مجھے پتہ تک نہیں ہوا، (دیکھئے! حضرت مسیح موعود کے حالات ملحقہ براہین احمدیہ ص ق) (یہ سیدھا سادہ ہے یا الّو کا پٹھا ہے جسے یہ معلوم نہیں کہ دوسیر کی اینٹ جیب میں ڈالے پھر رہا ہوں۔ کیا یہ سیدھا سادہ ہے) یہ تو میں کئی دفعہ بتا چکا ہوں کہ یہ حضرت جرسی کے بٹن اوپر نیچے لگا لیا کرتے تھے، (اگر اس طرح کیا جائے تو سنت قادیانی پر عمل ہوگا، کیا ہر قادیانی کے لئے اپنے نبی غلام احمد کی سنت پر عمل کرنا ضروری ہوگا؟) آپ حضرات اندازہ لگائیں: یہ سب ان کی کتاب سیرت المہدی میں لکھا ہوا ہے۔ (دیکھئے! سیرت المہدی حصہ دوم ص ۱۲۶، روایت نمبر ۴۴۴) یہ نبی ہے یا کارٹون!

مرزا کے دائیں بائیں پاؤں پر نشان لگانے کے باوجود غلط جوتے کا استعمال:

حضرت صاحب جوتے جو الٹا پہنتے تھے، تو ایک دن اس کی بیوی نے کہا: میاں! آج میں تمہارے پاؤں پر نشان لگا دیتی ہوں جس پر نشان ہو وہ جوتا دائیں پاؤں میں پہننا اور دوسرا بائیں پاؤں میں، حضرت نے کہا: بہت اچھا! دوسرے دن آئے تو وہی حالت۔

(سیرت المہدی حصہ اوّل ص ۶۷، روایت نمبر ۸۳)

مرزا دن میں سوسو بار پیشاب کرتا تھا:

مرزا غلام احمد قادیانی دن میں سوسو بار پیشاب کرنے کو جاتا تھا، (ضمیمہ اربعین نمبر ۴ ص ۴، خزائن ج ۱۷ ص ۴۷۱) اندازہ کیجئے دن میں سو بار!، یہ آدمی ہے یا ٹوٹا ہوا لوٹا؟ (جو رستا رہتا ہے) بدبختی کا اندازہ لگایئے!، میرے خیال میں کوئی خاص بیت الخلاء حضرت کے لئے ہوگا جس میں گھر کا آدمی تو جا سکتا نہیں؟! معلوم نہیں کب حضرت کی نبوت زور کرے اور استنجاء کو جانا پڑے؟!۔

مرزا کبھی ڈھیلا منہ میں رکھتا تھا اور کبھی گڑ سے استنجاء کرتا تھا:

ایک جیب میں حضرت صاحب کے ڈھیلے ہوتے تھے اور دوسری جیب میں گڑ ہوتا تھا ، کیونکہ حضرت صاحب کو گڑ کا بڑا شوق تھا، اور یہ بھی کہتے ہیں: حضرت صاحب کو مراق کا دورہ بھی کبھی کبھی پڑتا تھا، صاحب بہادر پر مراق کا دورہ پڑے تو یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ڈھیلا منہ میں اور گڑ استنجاء میں استعمال کرنے لگے۔ اندازہ لگائیے کہ یہ نبی ہے یا؟ (نعوذ باللہ!)

مرزا کے والد اپنے بیٹے کے بارے میں نشان دہی کرتے ہیں:

اور سنئے!: مرزا غلام احمد قادیانی کے والد کے پاس مرزا کا ایک دوست آیا اور کہنے لگا: مجھے مرزا غلام احمد قادیانی سے ملنا ہے؟ کہنے لگا: تم مسجد چلے جاؤ! تمہیں وہاں مسجد میں مل جائے گا، اگر مسجد میں نہ ملے تو مسجد کے کونوں میں مسجد کی صفیں کھڑی ہوتی ہے وہاں تمہیں مل جائے گا۔ اس لئے کہ وہ کسی چٹائی پر سو گیا ہوگا۔ چٹائی کے بند کرنے والوں نے اس کو چٹائی کے اندر لپیٹ کر بند کر دیا ہوگا، اس کی صفوں کو جھاڑنا، وہاں سے نکل آئے گا۔ اگر وہاں سے نہ نکلے تو وضوء کی ٹوٹنی دیکھنا کہ ٹوٹنی کے اندر داخل ہو گیا ہوگا۔ (استغفر اللہ ربی من کل ذنب واتوب الیہ) آپ حضرات اندازہ لگائیے کہ یہ آدمی ہے یا شیطان جو وضوء کی ٹوٹنی کے اندر گھس گیا ہے۔ یہ اس کمال کا آدمی تھا۔ یہ تھے اس کے والد کے خیال اپنے لڑکے بارے میں۔

مرزا جھوٹے نبی کا استاد گل علی شیعہ تھا:

ایک دفعہ سکول سے پڑھ کر آیا اور اپنی والدہ سے کہتا ہے: ”(شریعت کا مسئلہ تو آپ حضرات نے سن رکھا ہے کہ نبی کا کوئی استاد نہیں ہوتا نبی کا استاد براہ راست اللہ رب العزت کی ذات گرامی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر ہر قدم پر اپنے نبی کی رہنمائی کرتے ہیں۔ مرزا غلام احمد گل علی شیعہ کے پاس پڑھتا تھا۔ اس کے کئی اور استاد بھی ہیں اور خود اس نے والد صاحب سے بھی پڑھا ہے) (دیکھئے! کتاب البریہ ص ۱۴۸ تا ۱۵۰، خزائن ج ۱۳ ص ۱۷۹ تا ۱۸۱)

مرزا راکھ کو روٹی پر رکھ کر کھاتا تھا:

میرے عزیز بھائیو! ایک مرتبہ مرزا غلام احمد قادیانی اپنی ماں سے کہنے لگا: امی روٹی! اس نے کہا: وہاں پڑی ہوئی ہے، اٹھا لو! روٹی اٹھا کر کہتا ہے: کس کے ساتھ کھاؤں؟ اس نے کہا

:سالن سے۔اس نے کہا: میں سالن سے نہیں کھاتا۔اس نے کہا: اچھا سالن سے نہیں کھاتے تو اچار سے کھالو! اس نے کہا: میں اچار سے بھی نہیں کھاتا۔اس نے کہا: اچار سے نہیں کھاتے تو دہی لےلو، ملائی لے لو، میٹھا لے لو!۔اس نے کہا: میں کسی سے نہیں کھاتا تو ماں نے کہا: کسی چیز سے نہیں کھاتے تو چولہے کی راکھ سے کھالو۔چنانچہ مرزا غلام احمد دوڑتا ہوا گیا اور چولہے کی راکھ اٹھائی اور روٹی پر راکھ رکھ کر بیٹھ گیا۔(دیکھو! سیرت المہدی حصہ اوّل ص۲۴۵، روایت نمبر۲۴۵) آپ حضرات اندازہ فرمائیں کہ یہ نبی ہے؟ یہ نبی ہے یا کارٹون یا کہیں کا پاگل! (حاضرین نے کہا: نبی نہیں!)

جھوٹے نبی کی تصویر کشی ملاحظہ ہو:

ایک دن اس کے مریدوں نے کہا: حضرت آج آپ کی تصویر لینی ہے۔کرم فرمائیں! اور آج آپ اپنی آنکھیں کھلی رکھیں!۔کہا: بالکل ٹھیک ہے تیار ہوکر آجائیں!۔شیروانی پہنی، عمامہ باندھا اور حضرت صاحب تیار ہوکر تصویر کھینچوانے آگئے۔(علماء کرام نے صراحت کردی ہے کہ بغیر ضرورت کے تصویر بنانا حرام ہے، حضور (ﷺ) نے تصویر کھینچوانے والے پر اور کھینچنے والے پر لعنت فرمائی ہے) مگر اس نبی پر قربان جو اس خاص لعنت کا طوق گلے میں ڈلوانے جارہا ہے۔تو مرزا غلام احمد قادیانی تصویر کھینچوانے آیا۔آکر کھڑا ہوگیا، فوٹو گرافر نے کہا: حضور! میں کہوں کہ ریڈی، تو آپ بالکل تیار رہیں، میں ایک دو تین کہوں گا، جس وقت تین کہوں گا تو میں بٹن دبادوں گا۔بس! ایک درخواست ہے کہ آنکھیں کھلی رکھیں تصویر آجائے گی۔مرزا نے کہا: آج تو آنکھیں ایسی کھلی رکھنی ہیں کہ مزا آجائے گا۔حضرت صاحب! کھڑے ہوگئے، فوٹو گرافر اٹھا، اس نے اپنا کیمرہ لیا، اس نے کہا: حضرت ریڈی! کہا: بالکل ریڈی!۔تین کہہ کر اس نے بٹن ڈبادیا۔کیمرہ سے جو لائٹ نکلی اور اس کی آنکھوں پر پڑی، تو اس کی آنکھیں پھر بند ہوگئیں، (حوالہ گذر چکا ہے) یہ صاحب بہادر تھے مرزا غلام احمد قادیانی۔

قادیانی لعنتی کا درود ہزارہ:

”نور الحق“ نامی مرزا غلام احمد قادیانی کی ایک کتاب ہے، اس کو غصہ آیا تو اس نے لعنتیں لکھنی شروع کی، اور چار صفحوں تک اس نے لعنتیں لکھی۔چار صفحات اس نے کالے کئے۔یہ نہیں کہا: فلاں پر لعنت، فلاں پر ایک ہزار لعنت! ایک سے لے کر ہزار تک ہندسے ڈال کر لعنت

لکھا۔ہمارے حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ فرمایا کرتے تھے: یہ قادیانیوں کا درود ہزارہ ہے۔(نعوذ باللہ)(کیا ہر قادیانی اس کا پابندی سے ورد کرتا ہے؟)

جھوٹا نبی سور مارا اور اس جھوٹے نبی کا صحافی مرید کتا مار:

اس کے پاس اس کا ایک مرید مفتی محمد صادق آیا،اور آتے ہی کہا: مجھے لوگوں نے کتے مار پیر کہنا شروع کر دیا' جس سے مجھے بڑی تکلیف ہوتی ہے۔کہتا ہے: کوئی بات نہیں؟ تجھے لوگ کتّے مار کہتے ہیں مجھے اللہ نے سوّر مار کہا ہے۔اس نے یہ سوّر مار' لفظ کیوں کہا؟

مرزا کا اپنے آپ کو "سور مار" کہنے کی وجہ:

حضور(ﷺ) نے کہا: جس وقت مسیح علیہ السلام آئیں گے تو خنزیر قتل ہوں گے۔ جی!اس وقت دنیا خنزیر کی پرورش کر رہی ہے ایک وقت آئے گا کہ دنیا والوں کو خنزیر خود اپنے ہاتھ سے قتل کرنا پڑیں گے۔مرزا غلام احمد قادیانی اس پیشین گوئی کا مصداق اپنے آپ کو بنانے کے لئے اپنے آپ کو سور مار کہتا ہے یعنی اس کا مذاق کیا جائے اور میں کہہ سکوں کہ اس کا مصداق میں ہوں،اس میں اس کی کمینگی کارفرما ہے

مرزا احمد بیگ نے خوب کھری کھری سنائیں:

تو میرے بھائیو! میں عرض کر رہا تھا کہ اس وقت تو احمد بیگ کو واپس کر دیا۔ جب وہ دوبارہ آیا تو مرزا غلام احمد قادیانی "احمد بیگ" کو کہتا ہے: رات کو میں نے اللہ تعالیٰ سے بات کی تھی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:(پہلے وہ ٹرخاتا رہا اور آج نہیں کل پھر کل پھر تیسرے دن کو کہا) احمد بیگ کا بیان اس وقت تک نہ دینا تاوقتیکہ اس کی لڑکی کا نکاح تم سے نہ کرے۔(یہ پچاس کا بوڑھا اور وہ سترہ سال کی معصوم لڑکی) اس کے باپ کو غصہ آتا ہے تو وہ حق بجانب تھا،چنانچہ اس نے خوب کھری کھری سنائیں۔اس نے کہا: تمہیں بات کرتے ہوئے شرم نہیں آتی،تیری وہ بچی بیٹیوں جیسی ہے،ظالم کہیں کا!،بچوں کے رشتے یوں مانگا کرتے ہیں؟،میں بچی و بھتیجی سمجھ کر تیرے پاس لایا اور تو اس کردار کا آدمی ہے۔زمین جہنم میں جائے،مرنا ہو تو مرو،مگر تم لڑکی کی بات کرتے ہوئے شرم کرو،خوب سنا کر چلا گیا۔

مرزا غلام احمد کا جب میٹر گھوم گیا تو پھر ڈبا ڈب وحی کی بارش ہونا شروع ہوگئی،وہ وحی یہ ہوئی کہ(استغفر اللہ ،!معاذ اللہ!)

محمدی بیگم سے میری شادی نہیں کی تو ’’احمد بیگ‘‘ مرجائے گا:

احمد بیگ اپنی لڑکی کی شادی مجھ سے نہ کرے گا تو احمد بیگ مرجائے گا۔ اگر کسی اور آدمی سے وہ شادی کرے گی تو اس کا خاوند مرجائے گا، بالآخر یہ لڑکی میرے پاس آئے گی۔ باپ اس کا مرے گا تین سال میں اور خاوند مرے گا ڈھائی سال میں۔ اور یہ لڑکی تمام رکاوٹیں دور ہونے کے بعد میرے پاس آئے گی۔ (دیکھئے! مجموعہ اشتہارات ج۱ص۱۰۲ حاشیہ)

محمدی بیگم کا نکاح مجھ سے آسمانوں پر اللہ تعالیٰ نے کردیا ہے: (نعوذ باللہ)

اور یہ کہا: اللہ تعالیٰ کی میرے اوپر وحی نازل ہوئی ہے کہ ہم نے اس کا نکاح آسمانوں میں تیرے ساتھ کردیا ہے۔ یہ کیوں کہا کہ آسمانوں میں تیرے ساتھ کردیا ہے؟ یہ جو حضور (ﷺ) کا ارشاد گرامی ہے کہ آپ (ﷺ) نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے حضرت زینب بنت جحش (رضی اللہ عنہا) کا نکاح میرے ساتھ آسمانوں پر کردیا ہے۔ (حضرت زینب (رضی اللہ عنھا) جب باقی امہات المؤمنین کے ساتھ بیٹھتی تھیں تو تحدیث بالنعمۃ کے طور پر کہا کرتی تھیں: ’’آپ میرا مقابلہ کس طرح کرسکتی ہو؟ میرا نکاح تو اللہ تعالیٰ نے آسمانوں پر کیا ہے اور تمہارا نکاح تمہارے رشتہ داروں نے کیا ہے‘‘)۔ جب حضور (ﷺ) کو اس نکاح کی اطلاع ہوئی تو فوراً حضرت زینب کے گھر تشریف لے گئے۔ مرزا غلام احمد قادیانی رسول اللہ (ﷺ) کا قول نقل کرکے کہتا ہے: ’’میرا نکاح محمدی بیگم کے ساتھ آسمانوں میں پڑھا گیا ہے‘‘۔ (نعوذ باللہ)

بالآخر محمدی بیگم کا نکاح ’’سلطان محمد‘‘ پٹی سے ہوگیا:

لڑکی کے والد کو جب یہ پتہ چلا کہ مرزا جی یہ باتیں کرتے ہیں تو اس نے سلطان محمد صاحب سے جو پـٹّـی، کے رہنے والے تھے اس کو بلایا۔ اور اس کو اپنی بیٹی کا نکاح دیدیا۔ اب میں آپ حضرات سے پوچھتا ہوں کہ کسی مسجد کا مولوی اگر کسی کا نکاح پڑھادے تو اس نکاح کو کوئی عدالت بھی نہیں توڑ سکتی؟ اور اس مرزا جی کا نکاح آسمانوں پر ہوا اور نکاح پر نکاح کیا جارہا ہے کیا مرزا جی کا خدا (نعوذ باللہ) ایسا کمزور تھا کہ نکاح تو مرزا غلام احمد قادیانی کے ساتھ ہوا اور لے جارہا ہے سلطان محمد پٹی والا!۔ یاللعجب!۔

اچھا! مرزا کے مریدوں نے کہا: محمدی بیگم کا نکاح ہوگیا تو اس نے کہا: صبح باتیں کریں گے۔ صبح ہوئی تو کہتا ہے:

مرزا کو الہام ہوا کہ ”پٹی پُٹی گئی“ پورا گاؤں تباہ وبرباد ہوجائے گا:

رات کو مجھے الہام ہوا ہے کہ پَٹی پُٹی گئی۔ پٹی گاؤں کا نام ہے کہتا ہے کہ پٹی پُٹی گئی۔ میری منگیتر کے ساتھ جو سلطان بیگ نے نکاح کیا ہے اس پر وبا آئے گی اور پورے گاؤں پر بھی وبا آئے گی۔ سارا گاؤں تباہ وبرباد ہوجائے گا۔

جھوٹے نبی کی ایک اور پیشینگوئی:

اس کو کیا برباد ہونا تھا خود مرزا کا خانہ اس طرح برباد ہوا کہ اس نے کہا: اللہ تعالیٰ نے مجھے کہا ہے کہ یہ تقدیر مبرم ہے۔ (انجام آتھم، خزائن ج۱۱ص۳۱) کسی قیمت پر ٹالنے سے ٹلتی نہیں، بالآخر وقت آئے گا، ضرور آئے گا، یہ محمدی بیگم تیرے پاس ضرور آئے گی۔ مرزا نے کہا: اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ میں تمام رکاوٹیں دور کردوں گا۔

محمدی بیگم کا خواب شرمندہ تعبیر نہ ہوا:

”محمدی بیگم“ کا خاوند مرے گا، باپ بھی مرے گا، اور ملعون آگے کہتا ہے: ”ہم اس کو سنیعدھا سیرتھا الا ولیٰ پر لوٹا دیں گے۔“ اس کی تشریح آپ حضرات کے سامنے نہیں کرسکتا، مجھے آپ حضرات کا احترام مانع ہے، اس کی کیا تشریح کی جائے۔ اس کے مقدر کا جنازہ نکلا، اس کی عقل کا جنازہ اٹھ گیا۔ مگر ”محمدی بیگم“ اس کے پاس نہ آئی۔

جھوٹا نبی مرگیا، اس کے بعد محمدی بیگم چالیس (۴۰) سال زندہ رہی:

مرزا غلام احمد ۲۶ رمئی ۱۹۰۸ بروز منگل کو لاہور میں مرا، اور محمدی بیگم کا تقسیم پاکستان کے بعد ۱۶ر اپریل ۱۹۶۶ء لاہور میں انتقال ہوا ہے۔ محمدی بیگم ”عارف والا“ ایک گاؤں ہے وہاں کی رہنے والی تھی، لاہور میں اس کا انتقال ہوا، مرزا غلام احمد قادیانی عمر بھر ایڑیاں رگڑتا رہا، خواب دیکھتا رہا مگر محمدی بیگم نہ ملنا تھی نہ ملی۔

میں آپ حضرات سے پوچھتا ہوں کہ اس کی یہ پیشین گوئی سچی نکلی یا جھوٹی؟ تو ظاہر بات ہے کہ جس نبی کی پیشین گوئی جھوٹی وہ نبی جھوٹا، اور جو نبی ہوتا ہے اس کی پیشین گوئی جھوٹی نہیں ہوسکتی۔

شیطان کی آنت کتنی لمبی ہے:

’’محمدی بیگم‘‘ مرزا کے بعد چالیس سال زندہ رہی۔ تو مرزائیوں نے یہ تاویل کی کہ مولوی صاحب! خواہ مخواہ اعتراض کرتے رہتے ہیں، کیا ہوا محمدی بیگم سے نکاح نہیں ہوا؟ غلام احمد قادیانی کے لڑکے کا لڑکا، پھر اس کے لڑکے کا لڑکا، پھر اس کے لڑکے کا لڑکا، لاالیٰ نہایہ! ادھر محمدی بیگم کی لڑکی کی لڑکی، پھر اس کی لڑکی کی لڑکی لاالیٰ نہایہ! آگے چلکر کسی پشت میں شادی ہوگی، مرزا کے کسی لڑکے کے لڑکے کے ساتھ محمدی بیگم کی کسی لڑکی کی لڑکی کی شادی ہوگی جب ایسا ہوگا تو مرزا کی پیشین گوئی پوری ہوگی۔ آپ حضرات اندازہ لگائیے کہ شیطان کی آنت کتنی لمبی ہے۔ اچھا! تو ہم نے مرزائیوں سے درخواست کی کہ وعدہ ہوا مرزا غلام احمد قادیانی سے، اور فائدہ اٹھائے اس کی اولاد، یہ کہاں کا انصاف۔ اس بدبخت کو کیا ملا!

اللہ تعالیٰ کی شان! محمدی بیگم کی ایک بھی لڑکی نہیں بلکہ سات لڑکے ہوئے:

میرے اللہ کی شان ملاحظہ ہو’’سبحان اللہ و بحمدہ سبحان اللہ العظیم میں اللہ کی قدرت! اللہ کی جبرویت پر قربان ہوں!‘‘ کہ محمدی بیگم کو ایک بھی لڑکی پیدا نہ ہوئی، سات لڑکے، وہ بھی کڑیل جوان، اور لڑکی ایک بھی نہ ہوئی۔

جھوٹے نبی کی پیشینگوئی کو پورا کرنے کے لئے طویل تاویل:

تو مرزائیوں سے کہا گیا: چلو اس طرح پیشین گوئی پوری نہ ہوئی تو اس طرح کرلو تم لڑکی دیدو، چلو یوں نہیں تو یوں سہی۔ جس وقت وہ فوت ہوئی اس کو ایک بھی لڑکی نہ ہوئی تو مرزائیوں نے اس کی ایک اور تاویل کی، مولوی صاحب اعتراض کرنا تمہارے مقدر میں لکھا ہے۔ اللہ کے ایک نبی کو تم نہیں مانتے۔ (ماشاءاللہ! اللہ کے نبی جی اور تم اس کو نہیں مانتے)

ایک پُر لطف لطیفہ:

کسی کا کہنا یہ ہے کہ میراثیوں نے ایک مرتبہ تماشہ کیا، اور یہ میراثی بھی بڑے حضرت ہوتے ہیں، اور تماشہ یہ تھا کہ ایک میراثی خدا بن بیٹھا اور ایک کو جبرئیل بنا دیا، باقیوں نے حاضری میں پیشی دی، میراثی خدا نے کہا کہ جلدی جلدی میرے نبیوں کی فہرست لاؤ، اور فہرست پیش ہونا شروع ہوگئی، تو جس وقت ساری فہرست پیش کردی گئی تو ایک کالا کلوٹا آدمی آ کر کہنے لگا کہ نبیوں کی فہرست میں میرا نام نہیں پڑھا، رہ گیا، وہ شامل کریں۔

(یہ میراثیوں کی بات چل رہی ہے) میراثی خدا نے فہرست دیکھ کر کہا: اس میں تو اس کا نام نہیں ہے، میز کے نیچے جو میراثی شیطان بنا بیٹھا تھا اس نے کہا: آپ نے ایک لاکھ چوبیس ہزار بھیجے! ہم نے کسی پر اعتراض نہیں کیا؟ میں نے صرف ایک کو بھیجا ہے اور وہ بھی تم نہیں مانتے؟ میں نے صرف ایک قادیان میں بھیجا تم اسے بھی نہیں مانتے۔

محمدی بیگم سے نکاح دنیا میں تو نہ ہوا: قیامت میں ہوگا:

تو صاحبو! مرزائیوں نے جواب میں یہ کہا: مولوی صاحب! آپ بلا وجہ غلام احمد قادیانی کی ذات میں کیڑے نکالتے ہو؟ کیا ہوا حضرت کا نکاح اس دنیا میں نہیں ہوا تو قیامت کے دن ہو جائے گا۔ اندازہ لگایئے پیشی بھی ڈالی تو قیامت کی ڈالی!، اتنی لمبی پیشی کہ جب تک قیامت نہ آئے مولوی حضرات خاموش رہیں! کیا خوب جواب دیا۔ (ملاں آں باشد کہ چپ نہ باشد)

ہم نے کہا: قیامت میں جو ہونا ہے سو ہونا ہے۔ ابھی فیصلہ کئے دیتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے عقیدے کے مطابق ”(آج میں نے اپنے بزرگوں کو حوالہ لکھوایا ہے کہ مرزا غلام احمد کہتا ہے کہ جو مجھے نہیں مانتا وہ جہنمی ہے“) محمدی بیگم جہنمی ہے، کیونکہ وہ غلام احمد قادیانی کو نہیں مانتی تھی۔ تو مرزا کے عقیدے کے مطابق وہ جہنم میں ہوگی اور مرزا اور اس کے مرید ہوں گے جنت میں۔

مرزا جھوٹا نبی اچھا ہے جو جنت سے نکل کر جہنم میں بارات لے کر جائے گا:

تو کیا نکاح کرنے کے لئے مرزا جی جنت سے نکل کر جہنم میں جائیں گے، یہ تو اچھا نبی ہے جو جنت سے نکل کر جہنم کی طرف رخ کئے جا رہا ہے۔ بہت ساری جگہ یہ بھی رواج ہے کہ شادی کے بعد داماد بھی رکھ لیا کرتے ہیں جیسا کہ ہمارے پنجاب میں بھی اکثر ایسا ہوتا ہے، اور آپ کے انگلینڈ میں بھی اکثر ایسا ہی ہوتا ہے، تو کیا مرزا جی کو اگر کہا جائے داماد بن کے رہنے کو تو یہ حضرت کس کو ترجیح دیں گے؟۔ بھائی! نبی صاحب پر قربان! جو جہنم میں جلنے جا رہے ہیں۔ اندازہ لگایئے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی یہ پیشین گوئی بھی پوری نہ ہوئی۔ (سب مل کر کہو پوری نہیں ہوئی!)

ایک جھوٹی پیشینگوئی:

اب میں اس کی ایک اور پیشین گوئی عرض کرنا چاہتا ہوں (جو میں نے مختلف مجلسوں میں کہی ہے) اور وہ یہ کہ مرزا غلام احمد قادیانی کا ایک مرید میاں منظور نامی تھا، اس کی گھر والی کا نام

بھی محمدی بیگم تھا (وہ محمدی بیگم اور ہے جس کے ساتھ مرزا جی شادی کرنے والے تھے) منظور احمد مرزا کے پاس آ کر کہتا ہے: میرے گھر میں امید ہے، آپ مہربانی کر کے دعاء کردیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے لڑکا دیدیں! اس نے کہا: اچھا! جاؤ!، رات کو رابطہ قائم کروں گا، سویرے بات ہوگی۔

لڑکا ہوگا اللہ تعالیٰ نے اس کے نو (۹) نام رکھے ہیں:

یہ جب سویرے آیا تو مرزا غلام احمد کہتا ہے: مبارک ہو!، رات بات ہوگئی ہے۔ اس نے کہا کہ کیا ہوا، اللہ نے کہا: نہ صرف لڑکا ہوگا بلکہ اللہ تعالی نے لڑکے کے نام بھی بتادئے ہیں، اور اللہ تعالیٰ نے اس کے نو نام رکھے ہیں، لڑکا ایک نام نو، اور وہ نام بھی کیا!؟ (۱) کلمۃ العزیز۔ (۲) کلمۃ اللہ خان۔ (۳) وارڈ۔ (۴) بشیرالدین۔ (۵) شادی خان۔ (۶) عالم کباب۔ (۷) ناصرالدین۔ (۸) فاتح الدین۔ (۹) ہذا یوم مبارک۔ یہ ایک لمبا نام ہے، بچہ تو چھوٹا سا! نام اتنے لمبے۔ (دیکھئے! تذکرہ ص ۶۲۶)

مگر بجائے لڑکا کے لڑکی پیدا ہوئی:

منظور بڑا خوش ہوا، گھر جا کر اپنی بیوی صاحبہ سے کہتا ہے: مبارک ہو! اس نے کہا: کیا ہوا؟ تو کہا کہ لڑکا ہوگا، حضرت صاحب نے دعاء کردی "چٹ منگنی پٹ بیاہ" کام بن گیا، لڑکا پیدا ہوگا، اور اس کے نو نام ہوں گے، وہ بھی بڑی خوش ہوئی، مدت پوری ہوئی اللہ کی شان، بجائے لڑکا کے لڑکی پیدا ہوئی۔

جھوٹے نبی مرزا نے کہا: بات سنی مگر سمجھی نہیں:

اس بیچارے کی مت ماری، دوڑ کے مرزا صاحب کے پاس پہنچا، اور کہا: کہ بات سنی مگر سمجھی نہیں، (یہاں میراثیوں کا ایک مقولہ عرض کئے دیتا ہوں، آپ حضرات حیران ہوں گے کہ مولوی صاحب مسجد میں بیٹھ کر میراثیوں کے مقولے کیوں سناتے ہیں؟ اس لئے کہ میں جس آدمی کی بات کرتا ہوں وہ بھی اس قبیلہ سے ملتا جلتا ہے۔ (یہاں حضرت کی بات سمجھ میں نہیں آئی لہٰذا معنیً لکھ دی ہے)

آدمی بازاری ہے تو گفتگو بھی بازاری ہوگی، اس میں ہمارا کیا قصور؟:

بسا اوقات میں اپنی گفتگو میں وہ معیار قائم نہ رکھ سکوں جو ہونا چاہئے تو اس میں ہمارا

قصور کوئی نہیں، اس لئے کہ آدمی بازاری ہے لہٰذا گفتگو بھی بازاری ہوجاتی ہے۔ اسی قسم کا کوئی میراثی شریف آدمی تھا اس نے تھانیدار کو دیکھا کہ گھوڑے پر سواری کرتا ہوا آرہا ہے۔ تو اس نے دعاء کی کہ یا اللہ! مجھے بھی گھوڑی مل جائے! تھانیدار نے اس کو بلا کر کہا: بات سنیں یہ، میری گھوڑی کا بچہ ہے جو چل نہیں سکتا، اس کو اٹھاؤ اور میرے تھانے میں چھوڑ کر آجاؤ! اب وہ گھوڑی کے بچے کو سر پر اٹھا کے لے جارہا ہے، اور تھانے میں جا کر اتارا، اور آسمانوں کی طرف دیکھ کر کہتا ہے: خداوند! تو نے سنی ضرور ہے مگر سمجھی نہیں؟ میں نے کہا تھا کہ مجھے گھوڑی ملے جس پر میں سواری کروں، تو نے گھوڑی تو دی لیکن وہ مجھ پر سوار ہوئی۔

میں نے لڑکا مانگا تھا اور لڑکی پیدا ہوگئی، ایک دفعہ میں نے ربوہ (چناب نگر) میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ ہمارے پنجاب میں چارپائی بانس کی بنی ہوئی ہوتی ہے، اس کو کانو کہتے ہیں، اور کھجور کی بان (رسی) ہوتی ہے جب اس پر برسات گرتی ہے تو اس کی ٹانگ (پاؤں) اوپر ہوجاتی ہے۔

اس بدبخت کی شرم کو تو دیکھئے اور خود فیصلہ کیجئے:

مرزا غلام احمد کی آنکھ کانی تھی، وہ آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ ملتی نہیں تھیں، کہتے ہیں: حضرت صاحب بڑے شرمیلے تھے، اتنے شرمیلے کہ حضرت صاحب کچھ دیکھتے ہی نہیں تھے، اور ان کے نہ دیکھنے کی حالت یہ ہے کہ حضرت صاحب ایک دن بیٹھے ہوئے کچھ کام کررہے تھے کہ ایک عورت ان کے کمرے میں گئی، اور ننگا نہانا شروع کردیا، اور حضرت کو کچھ پتہ ہی نہ لگا، (ذکر حبیب، مفتی صادق قادیانی ص۳۸) میں تمہیں خدا اور رسول کا واسطہ دیکر کہتا ہوں کہ مرزا کی موجودگی میں کوئی عورت اسی کے کمرے میں ننگے بدن غسل کرے (یہ کیا ممکن ہے) یہ نبی ہے؟ (حاضرین: نہیں یہ نبی نہیں!) اس بدبخت کی بدبختی کا اندازہ لگایئے۔

اس دفعہ نہ سہی آئندہ لڑکا ہوگا:

مرزا غلام احمد قادیانی آنکھ اٹھا کر کہتا ہے: میں نے کب کہا تھا کہ اس دفعہ پیدا ہوگا، اس دفعہ نہیں تو آئندہ کسی دفعہ لڑکا پیدا ہوگا۔ (یہ جملہ مولانا نے تین چار بار کہا ہے) منظور بیچارہ بڑا پریشان ہوتا ہے، نام اس دفعہ بتادئے، لڑکا آئندہ دفعہ پیدا ہوگا۔ یہ اچھی بات ہے فیصلہ ابھی سنادیا جرمانہ بعد میں وصول کیا جارہا ہے۔ (جرمانہ پہلے وصول کرلو بعد میں فیصلہ ہوگا)

ایک جھوٹے پیر کی عیاری:

کہتے ہیں کہ ایک چالاک پیر تھا، اس کے پاس اس کا کوئی مرید آتا اور کہتا ہے کہ مجھے تعویذ دیدو کہ لڑکا پیدا ہو جائے، وہ لکھ دیتا تھا کہ: ''لڑکا نہ لڑکی۔'' ایک اور آدمی آتا ہے کہتا ہے کہ میرے پاس لڑکے بفضلہٖ تعالیٰ بہت ہیں، لڑکی کوئی نہیں آپ کوئی تعویذ دیدیں اللہ تعالیٰ مجھے بھی لڑکی دیدیں۔ وہ بھی یہی لکھ دیتا تھا کہ: ''لڑکا نہ لڑکی'' تعویذ بند کر کے وہ لے جاتا۔

ایک مرید واپس آیا اور کہتا ہے کہ میرے گھر تو لڑکا ہوا ہے لڑکی نہیں ہوئی ہے، وہ کہتا ہے کہ تعویذ لاؤ!، دیکھ کر کہتا ہے: میں نے بھی یہی لکھا تھا کہ لڑکی نہ لڑکا۔ دوسرا آتا ہے کہتا ہے کہ میں نے لڑکی لئے کہا تھا وہ تو لڑکا پیدا ہوا، کہتا ہے: تعویذ لاؤ، دیکھ کر کہتا ہے کہ لڑکا ہے نہ کہ لڑکی۔ تو ٹھیک ہے لڑکا ہو گیا۔ اور کسی کو کچھ نہیں ہوا تو کہتا ہے کہ میں نے یہی لکھا تھا کہ نہ لڑکا نہ لڑکی، کچھ بھی نہیں۔ تو یہ چالاک پیر کی طرح کہتا ہے کہ اس دفعہ نہیں تو آئندہ دفعہ ہو جائے گا۔

تین ماہ بعد لڑکی، چھ ماہ بعد ماں اور سال کے بعد منظور خود فوت ہو گیا:

آپ حضرات حیران ہوں گے کہ تین مہینہ بعد لڑکی مر گئی، اور چھ مہینہ بعد منظور کی بیوی اللہ کو پیاری ہو گئی، اور سال بعد وہ منظور بھی فوت ہو گیا۔ تو میں آپ حضرات سے پوچھتا ہوں کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی یہ پیشین گوئی پوری ہوئی یا جھوٹی ثابت ہوئی۔ تو جس کی پیشین گوئی جھوٹی ہو وہ نبی نہیں ہوسکتا، اور جو نبی ہوتا ہے اس کی پیشین گوئی جھوٹی نہیں ہوسکتی۔

مرزا غلام احمد نبی نہیں، ایک فراڈی و مکار شخص تھا:

یہ جو نبوت کا معیار ہے ان میں سے صرف ایک آپ حضرات کی خدمت میں پیش کیا ہے، نبوت کے جو اوصاف و شرائط ہیں ان پر آپ حضرات غور فرمائیں تو خدا کی قسم! مرزا غلام احمد میں ایک بھی نہیں پائی جاتی تھی۔ ایک بھی نہیں۔ مرزا غلام احمد نبی نہیں تھا ایک فراڈیہ تھا، مکار تھا، حضور (ﷺ) کا یہ فرمان کہ تیس جھوٹے کذاب دجال پیدا ہوں گے جو میرے بعد نبوت کا دعویٰ کریں گے یہ انہی میں سے ایک تھا۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو اس کے فتنے سے محفوظ رکھیں۔ آمین، اللہ تعالیٰ ان کے رد کرنے، مقابلہ کرنے اور ایک ہونے اور نیک ہونے کی امت کو توفیق دے۔ آمین!

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین

بیانات ختم نبوت

یعنی

مولانا اللہ وسایا صاحب

کے بیانات برائے تعارف قادیانیت

چوتھا بیان ''آیت خاتم النبیین کی تفسیر''

جوانہوں نے بروز ہفتہ مؤرخہ ۳؍ستمبر ۱۹۸۵ عیسوی کو

باٹلی کی مسجد میں بعد نماز عصر فرمایا تھا

ترتیب مولانا محمد یوسف ماما اُستاذ الحدیث باٹلی

نظرثانی مولانا منوّر حسین سورتی اُستاذ تحفیظ القرآن جامع مسجد بالہم لندن

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ!

الحمد للّٰہ و کفٰی و سلام علیٰ سید الرسل و خاتم الانبیاء و علیٰ اٰلہ و اصحابہ الذین ھم خلاصۃ العرب العرباء و خیر الخلائق بعد الانبیاء ۰ اما بعد ۰ فاعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرجیم بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم ۰ ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللّٰہ و خاتم النّبیین و کان اللّٰہ بکل شیٔ علیما ۰ قال النبی (ﷺ) اوّل الانبیاء اٰدم و اٰخرھم محمد (ﷺ) وقال النبی (ﷺ) انا اٰخرالانبیاء وانتم اٰخر الانبیاء الامم وقال النبی (ﷺ) انا خاتم الانبیاء ومسجدی خاتم مساجد الانبیاء ۰ اللھم صل علیٰ محمد عبدک ورسولک وصل کذلک علیٰ جمیع الانبیاء والمرسلین وعلیٰ الملائکۃ المقربین وعلیٰ عباداللّٰہ الصالحین اجمعین الیٰ یوم الدین۔

ہر چیز کی ابتدا بھی ہوتی ہے اور انتہا بھی

حضرات گرامی! اس وقت آپ حضرات کے سامنے جو آیت کریمہ تلاوت کی ہے یہ وہ آیت ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد رسول اللہ (ﷺ) کی ختم نبوت کے مسئلہ کو بیان فرمایا ہے۔ میرے عزیز بھائیو! ہر چیز کی ابتدا بھی ہوتی ہے اور ہر چیز کی انتہاء بھی ہوتی ہے۔ صرف اللہ کی ذات ہے جو ابتداء وانتہاء کی قید سے پاک ہے۔ سلسلۂ نبوت اللہ رب العزت نے حضرت آدم (علیہ السلام) سے شروع فرمایا، عقل وانصاف کا تقاضا بھی تھا کہ اس کا کہیں اختتام بھی ہو، چنانچہ اللہ رب العزت نے حضور (ﷺ) کی ذات پر اس کا اختتام فرمایا۔ اور خود رسول اللہ (ﷺ) ارشاد فرماتے ہیں: ’’اوّل الانبیاء آدم علیہ السلام وآخرھم محمد (ﷺ) (کنزالعمال ج ۱۱ ص ۴۸۰)‘‘سب سے پہلے نبی آدم (علیہ السلام) ہیں اور سب سے آخری نبی میں ہوں۔ حضرت آدم (علیہ السلام) سے پہلے کوئی نبی نہیں اور میرے بعد بھی کوئی نبی نہیں۔

شان نزول کسے کہتے ہیں؟

محترم دوستو! آپ کے اور میرے مخدوم حضرات علماء کرام اس آیت کریمہ کا شان نزول جانتے ہیں۔ شان نزول اس کو کہتے ہیں کہ یہ آیت کیوں، کس وقت، اور کس واقعہ کے سلسلہ میں نازل ہوئی؟ اول سے آخر تک پورا قرآن مجید ایک دفعہ نازل نہیں ہوا۔ بلکہ جوں جوں جس

مسئلہ کی ضرورت پڑتی تھی اللہ رب العزت ضرورت کے مطابق قرآن مجید نازل فرماتے تھے، کسی نے حضور (ﷺ) سے کوئی مسئلہ پوچھا، اللہ رب العزت نے قرآن نازل فرما کر اس مسئلہ کو بیان فرمایا۔ حضور (ﷺ) کو کوئی ضرورت ہوئی تو اللہ نے اس کا جواب قرآن کی شکل میں نازل فرمایا۔ وہ کونسا مسئلہ تھا؟ وہ کونسی ضرورت تھی جس کی بناء پر آیت نازل ہوئی؟ اور اس کے نازل ہونے کا سبب کیا تھا؟ اس کو شان نزول کہتے ہیں۔

حضرت زیدؓ کو رسول اللہ (ﷺ) سے محبت:

حضور (ﷺ) کے پاس زیدؓ نام کے ایک غلام (خادم) تھے، اتفاق سے بچپن میں اپنے والدین وخاندان سے بچھڑ گئے تھے، کسی قافلہ والوں نے انہیں قید کر کے ''بازار عکاظ'' میں فروخت کر دیا۔ حضرت خدیجہؓ نے خرید کر کے رسول اللہ ﷺ کو ہبہ کر دیا تو یوں ایک دوسرے کے ہاتھ فروخت ہوتے ہوتے حضور (ﷺ) کی خدمت میں پہنچے اور ان کے والدین کو ان کی تلاش تھی، ایک وفد حضور (ﷺ) کی خدمت میں حاضر ہوا، حضرات علماء کرام نے یہ تصریح فرمائی ہے ''مستدرک حاکم'' میں موجود ہے اور سیرت کی کتابوں میں اس کی تفصیلات ہیں کہ جس وقت یہ وفد آیا، اس وفد میں حضرت زیدؓ کے والد اور دوسرے رشتہ دار شریک تھے۔ اس وقت حضرت زیدؓ حضور (ﷺ) کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے۔

سالہا سال گزرنے کے بعد انہوں نے اپنے والد صاحب کو دیکھا، تو پہلی ہی نظر میں حضرت زیدؓ نے اپنے والد صاحب کو پہچان لیا، اور انہوں نے بھی پہچان لیا کہ یہ میرا بیٹا ہے۔ دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھ کر رونا شروع کر دیا لیکن حضرت زیدؓ ملنے کے لئے اٹھے نہیں۔ حضور (ﷺ) نے توجہ فرمائی اور کہا: زیدؓ کیا ہوا؟ فرمایا: یہ میرے والد صاحب ہیں۔ ارشاد فرمایا: ملے کیوں نہیں؟ حضرت زیدؓ نے کہا: آپ کے ہوتے ہوئے مجھے شرم آتی ہے کہ اٹھ کر دوسروں کو سلام کرتا پھروں! یاد رکھیں اس سے بڑوں کی مجلس کا ایک ادب بھی معلوم ہو گیا کہ بڑوں کی موجودگی میں کسی اور کی طرف دھیان نہیں دینا چاہئے۔ خیر! حضور (ﷺ) نے حکم فرمایا: حضرت زیدؓ اپنے والد سے ملے، گفتگو شروع ہوئی، حضرت زیدؓ کے والد صاحب نے کہا: اتنا عرصہ ہو گیا ہے حضرت زیدؓ کو بچھڑے ہوئے اور یہ اب آپ (ﷺ) کی خدمت میں ہے، آپ (ﷺ) جو معاوضہ لینا چاہیں لے لیں اور حضرت زیدؓ کو ہمارے سپرد کر دیں!۔

آپ (ﷺ) نے بڑے انصاف کی بات کہی:

حضور (ﷺ) نے ارشاد فرمایا: زیدؓ اگر بخوشی تمہارے ساتھ جانا چاہے تو میری طرف سے اجازت ہے، کوئی انکار نہیں، لیکن اگر وہ خود نہ جانا چاہے تو میں تمہارے ساتھ جانے پر اس کو مجبور نہیں کروں گا، اور بلا معاوضہ لے جائیں، مجھے معاوضہ کی ضرورت نہیں۔ بس اتنی میری درخواست ہے۔ ”اسئلکم ان تشھدوا ان لا الہ الا اللّٰہ وانی خاتم انبیائه ورسله وارسله معکم (مستدرك حاکم ج۳ ص۲۱٤)“ ﴿کہ میں تم سے صرف ایک چیز مانگتا ہوں وہ یہ کہ اس بات کی شہادت دو کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور میں اللہ تعالیٰ کے انبیاء ورسل کا خاتم ہوں۔﴾ (میں آپ کے اس اقرار پر) زیدؓ کو تمہارے ساتھ کردوں گا تو وہ وفد اور وہ حضرات بھی رسول اللہ (ﷺ) کے اس ارشاد پر بڑے خوش ہوئے، اور کہا: آپ (ﷺ) نے بڑے انصاف کی بات کی ہے۔ حضور (ﷺ) کے ممنون ہوئے اور شکریہ ادا کیا۔

حضرت زیدؓ نے وطن، آزادی، والدین، رشتہ دار اور ہر چیز کو قربان کردیا:

حضرت زیدؓ کو کہا: جانے کی تیاری کریں؟ جواب میں حضرت زیدؓ نے کہا: میں تو نہیں چلتا! وفد بڑا حیران و پریشان ہوا! حضرت زیدؓ نے گفتگو شروع کی اور کہا: آپ یہ فرمائیں گے: یہاں مسافری ہے، وہاں وطن ہے، یہاں غلامی ہے وہاں آزادی ہوگی۔ یہاں میں اکیلا ہوں وہاں سب رشتہ دار ہوں گے۔ یہاں میرے پاس کچھ نہیں، وہاں کاروبار ہوگا، تجارت ہوگی، میں والدین کو چھوڑ سکتا ہوں، بھائی بہن کو چھوڑ سکتا ہوں، کاروبار چھوڑ سکتا ہوں، اپنا ملک چھوڑ سکتا ہوں، اپنی آزادی قربان کرسکتا ہوں مگر حضور (ﷺ) کی مجلس اور آپ کی بارگاہ کی حاضری نہیں چھوڑ سکتا۔ اور آپ (ﷺ) کی جدائی مجھے گوارا نہیں۔

آج سے زیدؓ میرا بیٹا ہے، آپ (ﷺ) نے اپنی پھوپی زاد بہن سے نکاح کردیا:

حضرت زیدؓ کے والدین گفتگو سن کر بڑے حیران ہوئے اور رسول اللہ (ﷺ) کو درخواست کی کہ آپ انہیں ارشاد فرمائیں: وہ ہمارے ساتھ چلیں۔ حضور (ﷺ) نے ارشاد فرمایا: یہ جانا چاہے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں اور اگر یہ رہنا چاہتے ہیں تو میں یہ کیوں کہوں کہ چلے جاؤ؟ یہ

بڑی بے انصافی ہوگی۔ اگر جانا چاہے تو اجازت ہے اور اگر رہنا چاہے تو یہ اس کا گھر ہے۔ جو وفد حضرت زیدؓ کو لینے آیا تھا وہ وفد واپس چلا گیا۔

اس کے بعد: حضور(ﷺ) نے ارشاد فرمایا: اب سے زیدؓ میرا بیٹا ہے اور گھر میں اس طرح رہے گا جس طرح ایک بیٹا اپنے باپ کے گھر میں رہتا ہے۔ آپ(ﷺ) نے حضرت زیدؓ کو اپنی محبت وشفقت دی اور آگے چل کر حضور(ﷺ) نے اپنی پھوپی زاد بہن حضرت زینبؓ سے حضرت زیدؓ کا نکاح کر دیا۔ (اللہ کی شان!) بسا اوقات بعض رشتے کامیاب نہیں ہوتے، سالہا سال انہوں نے آپس میں زندگی گزاری مگر بالآخر ایک موڑ اور وقت ایسا آیا کہ دونوں کے مابین طلاق کے ذریعہ تفریق ہوگئی۔ کچھ ایسا ہی معاملہ حضرت زینبؓ اور حضرت زیدؓ کا بنا کہ چند دن گزرنے کے بعد حضرت زینبؓ اور حضرت زیدؓ کے مابین تفریق ہوگئی۔

حضرت زینبؓ کا نکاح آسمانوں پر اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ(ﷺ) کے ساتھ کر دیا:

میرے بھائیو! ایک مدت وعرصہ کے بعد حضور(ﷺ) کو وحی کے ذریعہ اطلاع دی گئی کہ: ”زوجنالها(سورہ احزاب:۳۷) “ہم نے آپ(ﷺ) کا نکاح حضرت زینبؓ سے کر دیا ہے۔ آنحضرت(ﷺ) نے حضرت زینبؓ کو اطلاع کرائی اور شام کو حضرت زینبؓ کے گھر تشریف لے گئے۔ اور دنیا میں نکاح پڑھنے کی ضرورت پیش نہ آئی۔ اسی وجہ سے حضرت زینبؓ باقی ازواج مطہراتؓ سے فخر کے طور پر فرمایا کرتی تھیں کہ میرا نکاح آسمانوں پر اللہ رب العزت نے کرایا ہے۔ (آگے کی تفصیل پہلے بیان کر دی گئی ہے)

زمانۂ جاہلیت کی ایک رسم کا توڑا:

تو میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جب حضرت زینبؓ کا نکاح ہوگیا تو مخالفین نے یہ پروپیگنڈا کرنا شروع کر دیا کہ حضور(ﷺ) نے اپنے بیٹے کی بہو کے ساتھ نکاح کر لیا (کیونکہ اس زمانۂ جاہلیت میں حقیقی بیٹے کی بیوی کی طرح منہ بولے بیٹے کی بیوی کو بھی اپنے لئے حرام سمجھا جاتا تھا) ایک طرف حضرت زیدؓ بیٹے ہیں اور دوسری طرف ان کی مطلقہ بیوی جس سے حضور(ﷺ) نے نکاح کر لیا۔ (نعوذ باللہ)

تو اس کے جواب میں قرآن کریم کی یہ آیت کریمہ نازل ہوئی: ’’ما کان محمد ابا احد من رجالکم و لکن رسول اللہ و خاتم النّبیین۔ محمد (ﷺ) تم میں سے کسی بالغ مرد کے باپ نہیں، لیکن وہ اللہ کے رسول اور خاتم النّبیین ہیں۔‘‘ جب آپ کا جوان بیٹا کوئی نہیں تو بہو سے نکاح کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ بہو تو اس کی ہوتی ہے جس کا جوان بیٹا ہو پھر اس کا نکاح ہو اور اس کی بیوی مطلقہ ہو کر منکوحہ ہو اور بلاوجہ تمہارا یہ کہنا کہ ’’بیٹے کی بہو کے ساتھ شادی کر لی‘‘ یہ بہت بڑا الزام ہے۔ قرآن کریم نے زمانۂ جاہلیت کے اس غلط عقیدہ کی اصلاح کی اور اس رسم بد کو مٹانے کے لئے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔

خاتم النّبیین (ﷺ) کی ساری نرینہ اولاد بچپن میں فوت ہوگئی:

میرے عزیز بھائیو! یہاں ایک بات عرض کرتا چلوں: حضور (ﷺ) کی جتنی نرینہ اولاد تھی ان سب کا بچپن میں ہی انتقال ہوگیا، اور حضرت ابراہیمؓ کے انتقال کے سلسلے میں امام بخاریؒ کی صراحت آپ حضرات کے سامنے آ چکی، اور آپ (ﷺ) کے جتنے صاحبزادے تھے سب کا بچپن میں انتقال ہوگیا۔

دو سوالوں کے مختصر جواب:

اب سوال یہ ہے کہ انسان کی جتنی نسل چلتی ہے وہ سب اس کی اولادِ نرینہ سے چلتی ہے، تو حضور (ﷺ) کا کوئی جوان بیٹا ہی نہیں جو باپ کا نام روشن رکھے، تو ظاہر بات ہے کہ آپ کی نسل نہیں چلے گی۔ تو آپ کا نام لیوا دنیا میں کوئی نہیں ہوگا۔

دوسری بات یہ کہ باپ اپنی اولاد کے لئے رحیم ہوتا ہے، تو ظاہر بات ہے آپ (ﷺ) اس صفت سے شفقت ومحبت سے بھی خالی ہیں۔ تو اس کا جواب قران مجید نے یہ دیا: حضور (ﷺ) کے متعلق تمہارا یہ سوچنا کہ ’’آپ (ﷺ) کی نسل نہیں چلے گی، آپ (ﷺ) کا نام لیوا کوئی نہیں ہوگا‘‘، تو اللہ تعالیٰ نے ’’و لکن رسول اللّٰہ‘‘ کہہ کر جواب دے دیا کہ: حضور (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں، رسول اللہ (ﷺ) کی امت اپنے رسول اور نبی کی نام لیوا ہوگی اور یہ کہنا کہ ’’محبت وشفقت نہیں ہوتی‘‘، حالانکہ باپ کو اپنی اولاد کے ساتھ اتنی محبت نہیں ہوتی جتنی محبت اللہ کے رسول ﷺ کو اپنی امت سے ہوتی ہے۔ رسول (ﷺ) اپنی امت سے بیحد محبت کرتے ہیں، باپ میں بھی اتنی محبت نہیں ہوتی جتنا رسول اللہ (ﷺ) کو اپنی امت سے ہے اور امت کے فرمانبردار لوگ رسول

اللہ (ﷺ) کی اطاعت میں اپنی زندگی گزارتے ہیں۔آپ کے دین کی اشاعت کرتے ہیں اور آپ (ﷺ) کی ختم نبوت کا تحفظ کرتے ہیں۔لہٰذا ان تمام وجوہ کی بناء پر رسول اللہ (ﷺ) کا نام بھی قیامت تک روشن ہوگا۔کون کہتا ہے کہ کوئی آپ (ﷺ) کا نام لیوانہیں ہوگا۔

اب قیامت تک خاتم النّبیین حضرت محمد (ﷺ) کی شریعت کا سکہ چلے گا:

اور (نعوذ باللہ) اللہ کے رسول میں کوئی عیب بھی نہیں، نقص کی بجائے آپ (ﷺ) میں خوبی ہی خوبی ہے، ولٰکن رسول اللہ، یہاں ایک گنجائش تھی کہ اللہ کے رسول آئے اور چلے گئے، بات ختم ہوگئی، پھر دوسرے آئے چلے گئے بات ختم ہوگئی۔جب یہ اصول کارفرما ہے تو حضور (ﷺ) آئے اور چلے گئے تو ایک مدت بعد دوسرے نبی آسکتے ہیں؟ پھر حضور (ﷺ) کی شریعت ختم ہوجائے گی، آپ (ﷺ) کا نام ختم ہوجائے گا اور نئے نبی کا سکہ چلے گا، تو قرآن مجید نے اس غلط فہمی کے ازالہ کے لئے فرمایا: ولٰکن رسول اللہ و خاتم النّبیین، پہلے نبی، رسول آتے تھے، چلے جاتے تھے، لیکن محمد (ﷺ) ایسے نبی ہیں کہ جن کی شریعت کا سکہ قیامت تک چلے گا، آپ کا ہی نام روشن ہوگا، آپ (ﷺ) کی شفقت ومحبت سے کائنات فائدہ اٹھائے گی۔اس لئے حضور (ﷺ) کے لئے قرآن مجید نے لفظ خاتم النّبیین کا انتخاب فرمایا۔

خاتم النّبیین کا غلط ترجمہ:

(پہلے اللہ تعالیٰ منصب نبوت عطا فرماتے تھے، اب نبوت کا محکمہ حضرت محمد (ﷺ) کی طرف منتقل ہوگیا۔نعوذ اللہ!)

یہاں پر مرزائی کرم فرما لفظ خاتم النّبیین کا الٹا ترجمہ کرتے ہیں، کہتے ہیں: خاتم النّبیین کا معنی آخری نبی نہیں بلکہ اس کے معنی یہ ہیں کہ پہلے اللہ تعالیٰ نبی بناتے تھے اب حضور (ﷺ) نبی بنائیں گے۔وہ اس طرح کہ جو شخص حضور (ﷺ) کی کامل اتباع کرے گا اس کو حضور (ﷺ) اپنی مہر سے نبی بنائیں گے۔خاتم کا معنی مہر کا (مہر سے) کیا ہے۔پہلے اللہ تعالیٰ نبی بناتے تھے اب حضور (ﷺ) نبی بنائیں گے۔یہ نبوت کا محکمہ اب اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ (ﷺ) کی طرف منتقل کردیا۔(نعوذ باللہ!) یہ موقف قادیانیوں کا ہے۔

قادیانی ایسی الٹی ہڈی کے بنے ہوئے ہیں کہ خاتم کا ترجمہ نہ تو اللہ تعالیٰ کا، نہ تو رسول اللہؐ، نہ تو صحابہ کرامؓ اور یہاں تک کہ غلام احمد قادیانی کا ترجمہ بھی قبول نہیں کرتے:

میرے عزیزو! قادیانی کہتے ہیں کہ اب حضور(ﷺ) کی مہر سے نبوت کا سلسلہ چلے گا۔جس کو نبی بنانا ہے رسول اللہ (ﷺ) نے مہر لگائی نبی بن گیا۔ہم نے ان کی خدمت میں درخواست کی کہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید کے نازل کرنے والے ہیں، اللہ رب العزت سے اس کا ترجمہ پوچھ لیا جائے، وہ تم بھی مان لو ہم بھی مان لیتے ہیں۔حضور(ﷺ) کی ذات گرامی پر قرآن مجید نازل ہوا۔حضور(ﷺ) سے اس کا ترجمہ پوچھ لیتے ہیں وہ جو بھی ترجمہ بتائیں وہ ہم بھی مان لیتے ہیں اور آپ بھی مان لیں۔

قرآن کریم کے اولین مخاطب صحابہ کرام(رضوان اللہ تعالیٰ علیهم اجمعین) تھے۔وہ جو ترجمہ کریں وہ ہم بھی مان لیتے ہیں وہ تم بھی مان لو۔اگر یہ تینوں صورتیں تم کو پسند نہیں ،اللہ رب العزت کا ترجمہ تمہیں پسند نہیں! رسول اللہ(ﷺ) کا ترجمہ تمہیں پسند نہیں! صحابہؓ کا ترجمہ بھی تمہیں پسند نہیں!

چلو! مرزا غلام احمد قادیانی جو ترجمہ کردیں وہ تم مان لو! یہ ہماری عدل وانصاف کی بات ہے۔ان کے ساتھ کوئی زیادتی نہیں ہوگی۔لیکن قادیانی ایسی الٹی ہڈی کے بنے ہوئے ہیں کہ کسی طرح وہ حضرات ماننے کے لیے تیار نہیں، نہ تو وہ اللہ تعالیٰ کا ترجمہ مانتے ہیں اور نہ تو رسول اللہؐ کا ترجمہ ماننے کو تیار ہیں اور نہ تو صحابہ کرامؓ کا ترجمہ ماننے کو تیار ہیں حتیٰ کہ غلام احمد قادیانی کا ترجمہ ماننے کو بھی تیار نہیں ہیں۔

قرآن کریم میں سات جگہ ''ختم'' کا لفظ استعمال ہوا ہے:

میں آپ دوستوں کی خدمت میں اللہ رب العزت کا ترجمہ پیش کرنا چاہتا ہوں، قرآن مجید میں سات جگہ ختم کا لفظ استعمال ہوا ہے۔(۱) ختم اللہ علیٰ قلوبهم (البقرة۷)(۲) الیوم نختم علیٰ افواههم (یٰس ٦٥)(۳) یسقون من رحیق مختوم ، (۴) ختامه مسك(المطففین ۲۵،۲٦)(۵) واضلّه اللہ علیٰ علم وختم علیٰ سمعه وقلبه الخ (الجاثية ۲۳)(٦)قل ارءیتم ان اخذ اللہ سمعکم و ابصارکم و ختم علیٰ قلوبکم

من الٰہ غیر اللہ یأتیکم بہ (الانعام۴۶)(۷) فان یشاِ اللہ یختم علیٰ قلبك (الشوریٰ ۲۴)

یہ لفظ جہاں کہیں استعمال ہوا ہے اس کے معنی ہر جگہ قدر مشترک کے طور پر اس طرح کے ہیں کہ ”کسی چیز کو اس طرح بند کرنا کہ کوئی دوسری چیز اندر داخل نہ ہو۔اور جو کچھ اس میں داخل ہے اس کو باہر نہ نکالا جاسکے۔“ مثلاً :اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ختم اللہ علی قلوبھم ،اللہ تعالیٰ نے ان مخصوص کافروں کے دلوں پر مہر لگادی۔کیا معنی؟ (جواب یہ کہ) کفران کے دلوں سے باہر نہیں نکل سکتا اور باہر سے ایمان ان کے دلوں کے اندر داخل نہیں ہوسکتا۔

اب خاتم النّبیین کے یہ معنی ہوں گے کہ حضور (ﷺ) کے تشریف لانے سے سلسلۂ انبیاء (علیہم السلام) پر ایسی مہر لگادی گئی کہ اب آئندہ کوئی شخص نبوت میں داخل نہیں ہوسکتا اور ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء (علیہم السلام) جو داخل نبوت ہیں ان کو نبوت سے باہر نہیں نکالا جاسکتا۔لیکن قادیانی خداتعالیٰ کے اس بتلائے ہوئے ترجمہ کو ماننے کے لئے تیار نہیں۔

شب معراج میں تمام انبیاء (علیم السلام) نے آپ کی اقتدا میں نماز پڑھی تو کیا مرزا غلام احمد قادیانی اس میں تھا؟

ہم نے ان کی خدمت میں درخواست کی کہ معراج کی رات میں اللہ تعالیٰ نے جن جن لوگوں کو نبی بنایا تھا اور جن جن حضرات کو اللہ تعالی نے نبوت سے سرفراز فرمایا تھا،ان سب نے اس رات حضور (ﷺ) کی اقتداء میں نماز پڑھی۔یہاں پر آپ اپنے نمائندہ کو دکھلا دیں تو ہم بھی مان لیتے ہیں۔کل کائنات میں آدم (علیہم السلام) کی نسل میں جو نبی بن چکے تھے وہ سب موجود تھے،اگر اس میں آپ کا نمائندہ ہے تو ہم ماننے کو تیار ہیں،اور اگر آپ کا نمائندہ نہیں ہے تو یہ زیادتی ہوگی کہ آپ اس میں اس کو یعنی مرزا غلام احمد کو شامل کرتے ہیں۔

قادیانی یہ بات ثابت نہ کرسکے تو معراج کا انکار کردیا:

قادیانیوں نے ہم پر اعتراض کردیا اور وہ اعتراض یہ کہ جسم خاکی آسمانوں پر کیسے جا سکتا ہے؟ جب جسم خاکی آسمانوں پر نہیں جاسکتا تو حضور (ﷺ) اس جسد خاکی کے ساتھ کیسے گئے ہیں؟ لہٰذا معلوم ہوا کہ حضور (ﷺ) کو معراج نہیں ہوئی،معراج کا انکار اس لئے کرتے ہیں کہ کہیں حضور (ﷺ) کا آسمانون پر آنا جانا ثابت ہوگیا تو یہ بھی ماننا پڑے گا کہ عیسیٰ (علیہ السلام)

بھی آسمانوں پر گئے، تو ہمارا سارا کاروبار ختم، اپنے کاروبار کو بچانے کے لئے اور مرزا کی دکان چمکانے کے لئے رسول اللہ (ﷺ) کی معراج کا انکار کرتے ہیں۔(نعوذ باللہ)وہ کہتے ہیں: حضور (ﷺ) کو خواب آیا تھا، معراج ایک خواب تھا، اس کی لمبی تفصیل ہے، دلائل کیا ہیں؟ اس میں میں جانا نہیں چاہتا۔ خلاصہ یہ ہے کہ وہ معراج کے واقعہ کا انکار کرتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ دیکھو! معراج کی رات کو اللہ تعالیٰ نے انبیاء (علیہم السلام) کی صورتوں کو مثالی اجسام عطا کئے تھے، اور وہ کل انبیاء (علیہم السلام) تھے جو فوت ہوگئے تھے، تو ظاہر بات ہے کہ اگر عیسیٰ (علیہ السلام) اس میں موجود تھے تو وہ بھی فوت ہوگئے۔

معراج کی رات خود جبرئیلؑ اور رسول اللہ (ﷺ) بھی موجود تھے تو کیا وہ فوت ہوگئے تھے؟

تو ان سے کوئی پوچھے کہ اس میں تو جبرئیل (علیہ السلام) بھی تھے تو کیا وہ بھی فوت ہوگئے؟ اس اجتماع میں رسول اللہ (ﷺ) کی ذات گرامی بھی اپنے اصلی جسم کے ساتھ موجود تھی تو کیا وہ بھی فوت ہوگئے؟ (نعوذ باللہ) جس طرح رسول اللہ (ﷺ) اس اجتماع میں تھے اسی طرح حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) بھی تھے۔ تو عیسیٰ (علیہ السلام) کا اس اجتماع میں ہونا کوئی اعتراض کی بات نہیں۔

یہاں پہنچ کر قادیانیوں کے جھوٹے دعویٰ کی قلعی کھل جاتی ہے:

جس روایت سے وہ استدلال کرتے ہیں اس کو وہ آگے نہیں پڑھتے، اگر آگے پڑھتے تو ان کے سارے دعویٰ کی قلعی کھل جاتی۔ اسی روایت کے آگے آتا ہے کہ حضور (ﷺ) ارشاد فرماتے ہیں: جس وقت میں اور انبیاء (علیہم السلام) نماز پڑھ کر فارغ ہوئے تو ہر ایک نبی کو دعوت دی گئی کہ وہ خطبہ دیں، اور اللہ کی حمد وثنا کریں تو حضرت آدم (علیہ السلام) اور ابراہیم (علیہ السلام) نے اللہ رب العزت کی تعریف کی اور ارشاد فرمایا: اس رب کا شکریہ کس طرح ادا کریں کہ جس نے محمد عربی (ﷺ) کو میری اولاد میں پیدا فرمایا، پھر اسی طرح ابراہیم (علیہ السلام) نے بھی فرمایا الیٰ آخرہ:

شب معراج میں حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کا وعظ:

حضور (ﷺ) ارشاد فرماتے ہیں: سب سے آخر میں میرا وعظ ہوا، اور بعد میں ہم

انبیاء(علیھم السلام) کے مابین قیامت کا تذکرہ چل پڑا۔تو پوچھا گیا: قیامت کب آئے گی؟ تو ہر ایک نے جواب دیا کہ ہمیں اس کا علم نہیں، اللہ رب العزت ہی جانتے ہیں کہ قیامت کب آئے گی؟ جس وقت حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کی باری آئی تو انہوں نے فرمایا: قیامت کا صحیح علم تو اللہ تعالیٰ کو ہی ہے،لیکن میں اتنا جانتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک مجھے دنیا میں دوسری بار نہ بھیجا جائے۔(اسی معراج شریف کی روایت کے اندر یہ بات موجود ہے جس کا قادیانی صرف ایک ٹکڑا بھولے بھالے مسلمانوں کے سامنے پیش کرتے ہیں)۔تو قادیانیوں سے ہم نے درخواست کی کہ قرآن کے اسلوب بیان کو دیکھتے ہوئے اللہ رب العزت کا جو ترجمہ ہے وہ تو مان لو! یہ بھی تسلیم کرنے کے لئے آمادہ نہیں۔

دوسو سے زیادہ احادیث مبارکہ سے ختم نبوت واضح ہے:

ہم نے پھر درخواست کی کہ حضور(ﷺ) نے جو ترجمہ کیا ہے وہ مان لو: اچھا جی حضور(ﷺ) نے کیا ترجمہ کیا؟ آپ(ﷺ) کی دوسو سے زیادہ احادیث مبارکہ ہیں جن میں ختم نبوت کے مسئلہ کو بیان کیا گیا ہے۔مثلاً: آپ(ﷺ) نے ارشادفرمایا: انا آخر الانبیاء و انتم آخر الامم (ابن ماجه ص ۲۹۷) :لوگو! میں نبیوں میں سب سے آخری نبی ہوں اورتم سب سے آخری امت ہو۔میرے بعد کوئی نبی نہیں اور تمہارے بعد کوئی امت نہیں۔

نبی کے بدلنے سے امت بدلتی ہے اور میرے بعد کوئی نبی نہیں تو تم قیامت تک کے لئے میری امت ہو اور یہ امت قیامت تک باقی رہے گی اور رسول اللہ(ﷺ) نے فرمایا:انا خاتم الانبیاء و مسجدی خاتم مساجد الانبیاء (کنزالعمال ج ۱۲ ص ۲۷۰) میں آخری نبی ہوں اور میری مسجد انبیاء کی مسجد کی خاتم ہے، ہر نبی آکر مسجد بناتا ہے، میں نبیوں کا آخری ہوں۔نبیوں نے جو مسجدیں بنائی ہیں ان میں سے میری مسجد ان مسجدوں کی خاتم ہے۔اب نیا نبی کوئی نہیں آئے گا اب کسی نبی کی مسجد نہیں بنے گی۔حضور(ﷺ) نے متعدد مثالیں پیش کیں۔

آپ ﷺ کے ارشادات سے جہاں کہیں کوئی غلط فہمی ہوسکتی تھی تو آپ(ﷺ) نے امت کو فوراً متنبہ فرمایا:

میرے عزیز بھائیو! ذرا توجہ فرمائیں! میرے ماں باپ، میری روح وجسم آنحضرت

(ﷺ) پر قربان! جہاں کہیں جھوٹے مدعیان نبوت سے خطرہ محسوس فرمایا اور کوئی گنجائش نکل سکتی تھی تو وہاں فوراً حضور (ﷺ) نے امّت کو اس طرف متوجہ کیا تا کہ بعد میں کوئی غلط فہمی نہ رہے۔مثلاً: حضور (ﷺ) ایک مرتبہ غزوۂ تبوک کے سفر پر تشریف لے جارہے تھے، آپ (ﷺ) نے حضرت علیؓ سے فرمایا: علی آپؓ میرے قائم مقام ہوں گے،ان کے دل میں خیال آیا کہ یہاں کمزور، بیمار اور بچے ہیں،ان کی امامت وانتظامات کے لئے مجھے یہاں رہنا ہے اور جو بہادر ساتھی ہیں وہ جا کر جنگ میں شریک ہوں گے۔تو حضرت علیؓ کے دل میں ایسا خیال آیا کہ مجھے بھی جنگ میں جا کر شریک ہونا چاہئے تا کہ وہاں میں بہادری کے جوہر دکھاؤں اور جہاد کے ثواب سے مستفید ہوں۔

علیؓ: تم اس بات کو پسند نہیں کرتے:

تو حضور (ﷺ) نے ارشاد فرمایا: علیؓ تم اس بات کو پسند نہیں کرتے کہ آپؓ کا میرے پاس وہی مرتبہ ہو جو ہارون (علیہ السلام) کا حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کے پاس تھا، جس وقت وہ طور پر اللہ سے ہم کلامی کے لئے تشریف لے گئے تھے تو اپنے بھائی ہارون (علیہ السلام) کو قائم مقام بنا کر گئے تھے۔آپ (ﷺ) نے ارشاد فرمایا کہ: ’’انت منی بمنزلة ھارون من موسیٰ‘‘ جس طرح حضرت موسیٰ کے بھائی ہارون (علیہ السلام) موسیٰ (علیہ السلام) کے قائم مقام ہوتے تھے اسی طرح تم میرے قائم مقام ہو گے۔

اس میں ایک شبہ ہوسکتا تھا جس کا جواب دیا گیا:

یہاں سوال یہ پیدا ہوسکتا تھا کہ حضرت موسیٰ (علیہ السلام) بھی اللہ کے نبی اور حضرت ہارون (علیہ السلام) بھی اللہ کے نبی ہیں تو حضور (ﷺ) تو اللہ کے نبی ہیں اور شاید حضور (ﷺ) کے بعد بھی حضرت علیؓ نبی ہوں تو حضور (ﷺ) نے فوراً تنبیہ فرمائی کہ علیؓ: ’’انت منی بمنزلة ھارون (علیہ السلام) من موسیٰ (علیہ السلام) و لکن لا نبی بعدی‘‘ (مسلم ج ۲ ص ۲۷۸) لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

تو جہاں جہاں ایسا اشکال ہوسکتا تھا رسول اللہ (ﷺ) نے فوراً ’’لا نبیّ‘‘ کہہ کر تنبیہ فرمادی۔تو خود حضور (ﷺ) نے خاتم النّبیین کا لفظ بول کر لا نبیّ بعدی سے اس کی تفسیر فرمادی۔آپ (ﷺ) نے ارشاد فرمایا: انه سیکون فی امتی ثلاثون دجّالون کذّابون

کلھم یزعم انہ نبی وانا خاتم النّبیین لا نبی بعدی (ابوداؤد ج۲ ص۵۹۵، ترمذی ج۲ ص۴۵) خاتم النّبیین کا ترجمہ لا نبی بعدی سے کر کے مسئلہ کو رسول اللہ (ﷺ) نے بالکل واضح فرما دیا۔

اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کے ترجمہ کو نہیں مانتے تو صحابہ کرامؓ کے ترجمہ کو مان لو:

لیکن مرزائی رسول اللہ (ﷺ) کے اس ترجمہ کو بھی ماننے کے لئے تیار نہیں، ہم نے ان سے درخواست کی، تم نے خدا کے ترجمہ کو نہیں مانا، رسول اللہ (ﷺ) کے ترجمہ کو نہیں مانا، تو سب سے پہلے حضور (ﷺ) کی ذات گرامی سے قرآن سننے والے حضرات صحابہ کرام (رضوان اللہ علیہم اجمعین) تھے، قرآن کے سب سے پہلے مخاطب بھی صحابہ (رضوان اللہ علیہم اجمعین) کی جماعت تھی۔ تو صحابہ (رضوان اللہ علیہم اجمعین) جو ترجمہ کر دیں وہ مان لو، اور ان کا ترجمہ بڑا واضح ہے، ''حضرت صدیق اکبر (رضی اللہ عنہ)'' کے زمانہ میں جب ''مسیلمہ کذّاب'' نے نبوت کا دعویٰ کیا، تو صحابہ (رضوان اللہ علیہم اجمعین) نے جو موقف اختیار کیا وہی ہمیں اختیار کرنے کی اجازت دیدو، یا تو صحابہ (رضوان اللہ علیہم اجمعین) کے اس موقف کو تسلیم کر لو، تو قادیانی ان صحابہؓ کے موقف کو تسلیم کرنے کیلئے تیار نہیں۔

ختم نبوت پر امت کا اجماع ہے:

میرے بھائیو! ذرا میری طرف متوجہ ہوں۔ میں یہاں ایک بات عرض کرتا چلوں کہ چودہ سو سال سے حضور (ﷺ) کی امت کا اجماع ہے، اس بات پر کسی ایک فرد نے بھی اس مسئلہ سے انکار نہیں کیا، اور اس بات پر بھی اتفاق ہے ملا علی قاریؒ نے فرمایا: ان دعوی النبوۃ بعد نبینا کفر بالاجماع (شرح فقہ اکبر ص۲۰۲) کہ جو شخص رسول اللہ (ﷺ) کے بعد نبوت کا دعویٰ کرے وہ بالاتفاق کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔ حضور (ﷺ) کے بعد مسیلمہ کذاب سے جنگ کر کے صحابہ (رضوان اللہ علیہم اجمعین) نے اس مسئلہ کو خوب واضح کر دیا۔

سچے نبی کے جھوٹے پیروکاروں کو اسلام برداشت کرتا ہے مگر!:

انہوں نے کہا: ہم سب کچھ برداشت کر سکتے ہیں مگر حضور (ﷺ) کے بعد کسی مدعی نبوت کو برداشت نہیں کر سکتے۔ اسلامی حکومت میں عیسائیت و یہودیت قابل برداشت ہے مگر جھوٹا دعویٰ نبوت اور اس کے متبعین قابل برداشت نہیں۔ کیونکہ مسیحی و یہودی خود جھوٹے ہیں مگر

ان کے نبی سچے تھے، سچے نبی کے جھوٹے پیروکاروں کو اسلام برداشت کرسکتا ہے مگر جھوٹے نبی اور اس کی پیروی کرنے والوں کو اسلام قطعاً برداشت نہیں کرسکتا۔ سب بولیں! اسلام! قطعاً برداشت نہیں کرسکتا۔

مرتدین خنزیر سے بھی بدتر ہیں:

میرے بھائی! توجہ فرمائیں۔ اس سے بڑھ کر اور عرض کرتا چلوں کہ اسلام کی رو سے مرتد ہوجانا بدترین چیز ہے حتیٰ کہ مرتد خنزیر سے بھی بدتر ہے، آپ حضرات کہیں گے وہ کس طرح؟ کوئی بھی اسلامی حکومت ہو اس کے ذمہ یہ چیز نہیں کہ وہ خنزیر کو تلاش کرے اور اس کو ٹھکانے لگائے۔ خنزیر پالنے کی شرعاً اجازت نہیں۔ مل جائے ضرور قتل کرے مگر اس کے لئے وفد ترتیب دینے کی ضرورت نہیں۔ ایک ٹیم، محکمہ مقرر کرے اور سارے جنگلات کا سروے کرے اور خنزیر کو پکڑ پکڑ کر قتل کرے یہ اسلامی حکومت کی ذمہ داری نہیں۔ بخلاف مرتد کے کہ اسلامی حکومت پر فرض ہے کہ ان کو چن چن کر خدا اور رسول اللہ (ﷺ) کے باغیوں کو قتل کرے۔ تو معلوم ہوا کہ خنزیر اتنا بدتر نہیں جتنا کہ مرتد بدتر ہے۔

مرتدین ہمارے ایمان کے دشمن ہیں:

میرے عزیز بھائیو! یاد رکھو! یہ بھی اسلامی حکومت کی ذمہ داری نہیں کہ وہ سانپ بچھو کو قتل کراتی پھرے، مل جائے ضرور قتل کردے مگر اس کے لئے اہتمام مطلوب نہیں۔ لیکن اسلامی حکومت کا فرض بنتا ہے کہ وہ ایک ایک مرتد کو ٹھکانے لگائے۔ معلوم ہوا سانپ بچھو اتنے خطرناک نہیں جتنے مرتد خطرناک ہیں۔ سانپ بچھو آپ کی جان کے دشمن ہیں اور مرتد آپ کے ایمان کے دشمن ہے۔ تو مرتد دونوں طریقوں سے سب سے زیادہ خطرناک ہے، تو قادیانیوں سے ہم نے کہا اس مسئلہ پر امت کا اجماع چودہ سو سال سے چلا آرہا ہے کہ رسول اللہ (ﷺ) کے بعد کوئی نبی نہیں اور جو ایسا کہے کہ نبوت جاری ہے تو وہ مرتد ہے، دائرۂ اسلام سے خارج ہے، واجب القتل ہے

امام ابوحنیفہؒ کا فیصلہ:

حضرت امام ابوحنیفہؒ کے زمانہ میں ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ اس نے کہا: تم مجھے نبی نہیں مانتے ہو نہ مانو مگر میرے متعلق استخارہ کرلو! لوگوں نے جمع ہو کر امام صاحبؒ کی خدمت

میں جا کر یہ مسئلہ پوچھا: کہ کیا ہمیں استخارہ کرنے کی اجازت ہے؟ امام صاحبؒ نے ارشاد فرمایا: تم سے جو شخص مدعیٔ نبوت کے متعلق استخارہ کی نیت کرے گا، صرف دل کے اندر خیال لاتا ہے کہ چلو استخارہ کرلیں۔ امام صاحبؒ نے فرمایا: ایسا شخص بھی دائرۂ اسلام سے خارج ہے کیونکہ استخارہ اس کام کے لئے کیا جاتا ہے جو مباح و جائز ہو اور اس کے بارے میں متردد ہو کہ یہ کروں یا یہ؟ اور ظاہر ہے کہ نبوت کا دعویٰ حرام اور ناجائز ہے، اور حرام اور ناجائز کام محل استخارہ نہیں ہوا کرتا جیسے ماں کے ساتھ نکاح حرام ہے۔ بہن کے ساتھ نکاح حرام ہے۔ لیکن کوئی آدمی استخارہ کرے کہ شاید ماں اور بہن کے ساتھ نکاح کی کوئی صورت نکل آئے یہ ارادہ کرنا بھی حرام ہے۔ استخارہ تو اپنی جگہ تو محل استخارہ امور مباح ہیں۔ جس کام کا فعل و ترک دونوں جائز و مباح ہوں وہ محل استخارہ ہے۔ اس میں استخارہ جائز ہے۔ اور وہ چیز کہ جس میں وجوب یا حرمت کی ایک جہت متعین ہو، مثلاً: پنج وقتہ نماز کہ وہ فرض ہے، اس کا ترک جائز نہیں، اور مثلاً: زنا کہ وہ حرام ہے اس کا ارتکاب جائز نہیں، وہ محل استخارہ ہی نہیں۔

خاتم النّبیین حضرت محمد (ﷺ) کے بعد مدعیٔ نبوت کے متعلق استخارہ کرنا یا معجزہ طلب کرنا بھی کفر ہے:

تو کوئی شخص اگر حضور (ﷺ) کے بعد مدعیٔ نبوت کے متعلق استخارہ کا خیال دل میں لاتا ہے تو خیال لانے والا شخص دائرۂ اسلام سے خارج ہو جائے گا۔ کیونکہ دل میں استخارہ کرنے کا خیال لانے کا مطلب یہ ہے کہ اس کے نزدیک رسول اللہ (ﷺ) کے بعد کسی دوسرے مدعیٔ نبوت کا دعویٰ نبوت حق اور صحیح ہے۔ ایک اور مسئلہ سن لیجئے! حضرت امام ابوحنیفہؒ نے یہ بھی فرمایا: مناظرہ کی غرض سے کسی مدعیٔ نبوت سے اس کی نبوت کی دلیل طلب کرنے کی تو گنجائش ہے تا کہ اس کی دلیل کو توڑا جاسکے، لیکن اس کو شکست دینے اور مناظرہ کی نیت کے بغیر مدعیٔ نبوت سے معجزہ کا مطالبہ کرنا کہ کوئی معجزہ دکھلا، یہ موجب کفر ہے۔

میری محبت کا دعویٰ اور دیکھتے کسی اور کی طرف ہو؟

کہتے ہیں کوئی خوبصورت عورت سفر کر رہی تھی، ایک آدمی اس کے پیچھے لگ گیا، اس آدمی نے کہا: میرا دل تجھ پر فریفتہ ہو گیا ہے اس عورت نے کہا کہ دیکھو وہ میرے پیچھے جو آرہی ہے وہ مجھ سے زیادہ خوبصورت ہے، اور وہ میری بہن ہے، جیسے ہی اس نے پیچھے کی طرف منہ کیا اس

عورت نے اس مرد کو طمانچہ لگایا اور کہا، کیا تمہیں شرم نہیں آتی؟ میری محبت کا دعویٰ کر کے کسی اور کی طرف دیکھتے ہو؟ تو حضور (ﷺ) کے ہوتے ہوئے کسی اور طرف دیکھنا اور نبی آخر الزماں ﷺ کے امتی بننے کے بعد کسی اور کی طرف دیکھنا، دیکھنے کا دل کے اندر خیال لانا بھی انسان کو کفر تک پہنچا دیتا ہے۔

خاتم النّبیین کے امتی بننے سے بڑھ کر بھی کوئی شرف ہے؟

مسلمانو! حضور (ﷺ) کا امتی بننے کا شرف جس کو حاصل ہو جائے اور پھر وہ کسی اور مدعیٔ نبوت کی طرف دیکھے اس سے زیادہ کون شخص محروم القسمت ہو سکتا ہے؟۔ حضور (ﷺ) کا امتی بننے کے لئے دوسرے انبیاء سابقین (علیہم السلام) بھی ترستے تھے، حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کے متعلق آیا ہے جب انہوں نے نبی (ﷺ) کے فضائل و برکات اپنی کتاب میں پڑھے تو موسیٰ (علیہ السلام) نے دعاء کی: مجھے رسول اللہ (ﷺ) کا امتی بنا دے۔

چوں بشانش نگاہ موسیٰ کرد
شدن از امتش تمنا کرد

انبیاء سابقین (علیہم السلام) حضور (ﷺ) کے امتی بننے کے لئے ترستے تھے، حضور (ﷺ) کے ہوتے ہوئے حضور (ﷺ) کی امت کا کوئی شخص کسی اور طرف دیکھتا ہے تو یہ اتنی بڑی محروم القسمتی ہے کہ نہ تو میں اس کو بیان کر سکتا ہوں اور نہ آپ حضرات کو اس کی تفصیل میں جانے کی ضرورت ہے۔ خاتم النّبیین کا ترجمہ صحابہ (رضوان اللہ علیہم اجمعین) کی طرف سے طے شدہ ہے کہ حضور (ﷺ) آخری نبی ہیں۔ آپ (ﷺ) کے بعد جو شخص نبوت کا دعویٰ کرے وہ دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔ لیکن یہ مرزائی نہ تو خدا کا بتلایا ہوا ترجمہ مانتے ہیں اور نہ رسول اللہ (ﷺ) کا، نہ صحابہ (رضوان اللہ علیہم اجمعین) کا اور نہ امت کا ترجمہ ماننے کے لئے تیار ہیں۔

آخر جھوٹے نبی مرزا غلام احمد قادیانی کے ترجمہ کو ہی مان لو!:

تو ہم نے مرزائیوں سے درخواست کی کہ تم کسی ترجمہ کو نہیں مانتے تو مرزا غلام احمد قادیانی کے ترجمہ کو مان لو! وہ یہ کہ تریاق القلوب نامی مرزا غلام احمد قادیانی کی ایک کتاب ہے، اس میں مرزا غلام احمد نے خود لکھا ہے: میری ماں کے پیٹ سے پہلے میری بہن جنت بی بی نکلی، اور پھر میں نکلا (تریاق القلوب ص۱۵۷، خزائن ج۱۵ ص۴۷۹) (میں نے ہو بہو عبارت

نقل کی ہے اور لفظ نکلا اور نکلی ان کی کتاب میں موجود ہے) اس لفظ نکلا نکلی کی بحث کے لئے مجھے مسجد کا احترام، آپ حضرات علماء کرام کا ادب اور میرے معصوم چھوٹے بچے اوران بزرگوں کا اکرام مانع ہے۔ میں تفصیل میں جانا نہیں چاہتا۔

مرزا جھوٹا نبی اتنا بیہودہ انسان تھا جو اپنے پیدا ہونے کی حالت بیان کرتا ہے:

مرزا غلام احمد قادیانی نے کیا لفظ استعمال کیا، ماں جن کے متعلق حضور (ﷺ) نے ارشاد فرمایا: جس کو جنت کی تلاش ہو وہ ماں کے پاؤں کے نیچے تلاش کرے یا میدان جہاد میں تلوار کے سایہ کے نیچے تلاش کرے۔ یہ صاحب کہتے ہیں: میری ماں کے پیٹ سے پہلے میری بہن نکلی پھر میں نکلا، اور یہ نکلا نکلی کی گردان جو بار بار کرتا ہے اس سے آپ حضرات اس کی ذہنیت وشرافت کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔ آگے اس کی تفصیل بیان کرتا ہے: میری بہن جنت بی بی کی ٹانگیں تھیں اور میرا سر اس کے ساتھ ملا ہوا تھا۔ (استغفر الله ، معاذ الله !) اتنا بیہودہ انسان (جو اپنے پیدا ہونے کی حالت) بیان کرتا ہے کہ میں اس طرح پیدا ہوا۔

اور آگے کہتا ہے: میرے پیدا ہونے کے متعلق اللہ تعالیٰ نے وحی نازل کی یـا آدم اسکن انت و زوجك الجنة ، اور زوجك الجنة سے مراد دوسرا جوڑا، اور جوڑے سے مراد بہن، میری بہن کا نام جنت تھا، اللہ تعالیٰ نے مجھے آدم بنایا، اس لئے ہم، میں اور میری بہن جنت اور مرزا غلام احمد اس طرح جوڑا کر کے پیدا ہوئے۔ قرآن مجید میں ہماری طرف اشارہ کرکے کہا گیا تھا۔ یہ ''زوج'' کا معنی جوڑا کیا، اور جنت سے مراد جنت بی بی کو مراد لیا گیا۔ آدم سے خود آپ بن گیا، آپ حضرات اندازہ لگا سکتے ہیں کہ کائنات میں اس سے بڑا زندیق کوئی اور تھا؟ (حاضرین مجلس: نہیں!)

زندیق کے ساتھ وہی سلوک کیا جائے جو مرتد کے ساتھ کیا جاتا ہے:

میں علماء حضرات کی خدمت میں مرتد کے متعلق یہ مسئلہ عرض کر چکا ہوں: اسے اسلامی حکومت میں تین دن کی مہلت دی جاسکتی ہے اور زندیق کے لئے تین دن کی مہلت بھی نہیں۔ علماء نے کہا ہے: زندیق کی توبہ قبول نہیں، زندیق کے ساتھ وہی سلوک کیا جائے جو مرتد کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ بعض علماء نے کہا ہے: گرفتاری سے پہلے توبہ کر لے تو قبول کی جائے گی، گرفتاری کے بعد نہیں۔

اللہ کی دھرتی کو پاک کرو:

بہر حال مہلت دینے کے متعلق کوئی گنجائش نہیں، زندیق کا وہی حکم ہے جو مرتد کا ہے۔ اس کو پکڑو اور اللہ کی دھرتی کو اس سے پاک کرو! ۔غلام احمد قادیانی اتنا بڑا زندیق ہے، کہتا ہے: جنت سے مراد میری بہن جنت بی بی ہے اور آدم سے میں خود مراد ہوں، اور زوجك کا معنی جوڑا یعنی ہم جوڑواں پیدا ہوئے۔ اور پیدا ہونے کی تفصیل ابھی بیان کی جاچکی۔

یہاں مرزا نے خاتم کا وہی ترجمہ کیا جو ہم کرتے ہیں:

آگے کہتا ہے: میں اپنے والدین کے یہاں ’’خاتم الاولاد‘‘ تھا، میرا صرف اس لفظ ’’خاتم الاولاد‘‘ سے استدلال ہے۔ یعنی میرے بعد میرے والدین کے یہاں نہ کوئی لڑکا ہوا اور نہ کوئی لڑکی، میں ’’خاتم الاولاد‘‘ تھا۔

تو ہم نے مرزائیوں سے کہا کہ ’’خاتم النّبیین‘‘ کا وہ ترجمہ کرو جو ہم کرتے ہیں: حضور (ﷺ) آخری نبی ہیں ان کے بعد کوئی نبی نہیں۔ تم ’’خاتم النّبیین‘‘ کا یہ ترجمہ کرتے ہو کہ حضور (ﷺ) مہر لگائیں گے اور نبی بنائیں گے۔ تو پھر ’’خاتم الاولاد‘‘ میں بھی تمہیں یہ ترجمہ کرنا پڑے گا۔ دونوں لفظ عربی ہیں ’’خاتم الاولاد‘‘ بھی اور ’’خاتم النّبیین‘‘ بھی۔ جو ترجمہ ’’خاتم الاولاد‘‘ کا کرتے ہو وہی ترجمہ ’’خاتم النّبیین‘‘ کا کرو۔ ’’خاتم النّبیین‘‘ کا ترجمہ ’’خاتم الاولاد‘‘ کے علاوہ کرتے ہو تو پھر ہمیں اجازت دو کہ تم جو ترجمہ ’’خاتم النّبیین‘‘ کا کرتے ہو وہی ترجمہ ہم ’’خاتم الاولاد‘‘ کا کرلیں کہ مرزا غلام احمد مہر لگاتا جائے گا اور اس کی ماں بچے جنتی جائے گی۔ حالانکہ کوئی مرزائی یہ ترجمہ کرنے کے لئے اور ماننے کے لئے تیار نہیں۔

مرزائیوں کی بدبختی کہ وہ کسی ترجمہ کو تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں:

محترم حضرات! آج کی بحث میں آپ دوستوں سے یہ درخواست کی کہ خداوند کریم کا ترجمہ، یا، رسول اللہ (ﷺ) کا ترجمہ، یا، صحابہ (رضوان اللہ علیہم اجمعین) کا ترجمہ یا، چودہ سو سال سے وہ امت جو ترجمہ کرتی آئی ہے وہ ترجمہ یا، خود مرزا غلام احمد قادیانی کا ترجمہ کسی بھی ترجمہ کو سامنے رکھا جائے تو یہی بات سامنے آتی ہے کہ رسول اللہ (ﷺ) اللہ کے آخری نبی ہیں۔ بلکہ مرزائیوں کی بدبختی کا اندازہ لگائیے کہ وہ کسی بھی ترجمہ کو تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں۔ وہ ایک ایسا ترجمہ کرتے ہیں جس کی نہ تو شریعت اجازت دیتی ہے اور نہ عقل اجازت دیتی ہے۔

قادیانیت کا وجود امت کے لئے ایک ناسور!

قادیانیت کا وجود امت کے لئے ناسور کی حیثیت رکھتا ہے۔قادیانی جتنے بڑھتے جائیں گے امت کے لئے اتنی ہی خطرناک صورتیں اورشکلیں پیدا ہوتی جائیں گی۔حضرات گرامی! حضور(ﷺ) کی محبت کا تقاضا یہ ہے کہ حضور(ﷺ) کے بعد آپ کی مسند شریف پر جو شخص قدم رکھنے کی کوشش کرے ہم اسے ہمیشہ کے لئے نکیل ڈالیں۔ہم دنیا کی تمام مصیبتیں قبول کرلیں مگر رسول اللہ(ﷺ) کے دشمنوں کو قبول نہ کریں۔یہ وہ کوشش اورکاوش ہے جس کے لئے آپ حضرات کو بار بار تکلیف دی جارہی ہے۔بار بار آپ حضرات کے سامنے بیانات ہورہے ہیں۔

باطل پر جب مصیبت آتی ہے تو وہ ہمیشہ مصیبت کے ساتھ سمجھوتہ کرلیتا ہے اورحق باطل کے سامنے ڈٹ جاتا ہے:

قادیانی یہاں انگلستان میں ایک نئے جذبہ کے ساتھ آئے ہیں اورآپ حضرات کو بے خبر پاکر پرزے نکالنا چاہتے ہیں،جس طرح آپ کے دوستوں نے ،آپ کے بھائیوں نے،آپ کے ساتھیوں نے پاکستان سے آکر یہاں تک تعاقب کیا آپ حضرات کا بھی فرض بنتا ہے کہ آپ اٹھیں!ایک ہوجائیں!اوریہ ثابت کردیں کہ امت کا ہر ہر فرد قربانی دے سکتا ہے۔ہر قسم کی مصیبت برداشت کرسکتا ہے۔مگر رسول اللہ(ﷺ) کے دشمنوں کو برداشت نہیں کرسکتا۔حضور(ﷺ) سے جو محبت ہے حضور(ﷺ) کے امتی ہونے کا جو تقاضا ہے وہ صرف ہم سے اورآپ سے قربانی مانگتا ہے۔ہم کسی بھی شکل میں،کسی بھی قیمت پر آپ(ﷺ) کے بعد کسی بھی مدعیٔ نبوت کو برداشت نہ کریں۔چودہ سو سال سے امت کا یہی عمل ہے۔میرا رب مجھ کو آپ کو حضور(ﷺ) کی غلامی کا حق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔آمین۔

اگر آپ حضرات جاگ اٹھے،اٹھ کھڑے ہوئے تو یقیناً قادیانیوں کوریورس گیئر لگانا پڑے گا۔اوروہ رجعت قہقریٰ پر یعنی پیچھے کی طرف ہٹنے پر مجبور ہوجائیں گے،آگے نہ بڑھ سکیں گے،باطل پر جب مصیبت آتی ہے تو وہ ہمیشہ مصیبت کے ساتھ سمجھوتہ کرلیتا ہے۔اورحق والا جس وقت اس پر مصیبت آتی ہے وہ باطل کے سامنے ڈٹ جاتا ہے۔باطل پیچھے بھاگنے کی کوشش کرتا ہے،قادیانیوں کا اگر آپ نے تعاقب کیا تو وہ اس طرح بھاگیں گے کہ اس کی مثال آپ

کے سامنے کوئی پیش نہیں کرسکتا۔اس دنیا میں اگر کوئی بزدل طبقہ ہے تو وہ قادیانیوں کا ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی سب سے زیادہ بزدل تھا:

مرزا غلام احمد قادیانی سب سے زیادہ بزدل تھا۔اسے کسی عالم دین کے سامنے آنے کی جرأت نہیں ہوئی۔یہ طبقہ مع ان کے مریدین وتابعداروں کے بزدلوں کا طبقہ ہے۔آپ حضرات کوشش کریں اوراٹھ کھڑے ہوں تو کوئی قادیانی آپ کے سامنے آنے کی جرأت نہ کرے گا۔اس کا پتہ پانی ہوجائے گا،قادیانیوں کے اندراتنی جرأت قطعاً نہیں کہ وہ امت مسلمہ کی جرأت کا مقابلہ کرسکیں۔شرط یہ ہے کہ آپ حضرات جاگ اٹھیں اورہمت سے کام لیں۔

کون ہے رسول اللہ (ﷺ) کی شفاعت کا طالب؟

میرے عزیزو! آخری بات کہنا چاہتا ہوں! ذرا توجہ فرمائیں۔حضرت مولانا انورشاہ کشمیریؒ فرمایا کرتے تھے: جولوگ حضور (ﷺ) کی شفاعت کے طالب ہوں ان کو چاہئے کہ وہ حضور (ﷺ) کی ختم نبوت کا کام کریں۔حضور (ﷺ) کی ختم نبوت کے لئے جو جتنا زیادہ کام کرے گا تو قیامت کے دن اس کو رسول اللہ (ﷺ) سے اتنا ہی قرب نصیب ہوگا۔

میرا رب مجھ کو اورآپ حضرات کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔آمین۔میں آپ دوستوں کا شکر گذار ہوں کہ آپ نے اپنا قیمتی وقت رسول اللہ (ﷺ) کی ختم نبوت کی باتیں سننے کے لئے قربان کیا۔اور مجھ جیسے بے عمل آدمی کی معروضات کو توجہ سے سنا۔اللہ تعالیٰ آپ کو اور مجھ کو حضور (ﷺ) کی ختم نبوت کے لئے دیوانہ وار کام کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔آمین۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ

بیانات ختم نبوت

یعنی

مولانا اللہ وسایا صاحب

کے بیانات برائے تعارف قادیانیت

پانچواں بیان ''اکابر علماء دیوبند کی قربانی''

جوانہوں نے بروز ہفتہ مؤرخہ ۵ر ستمبر ۱۹۸۵ عیسوی کو

باٹلی کی مسجد میں بعد نماز عصر فرمایا تھا

ترتیب مولانا مُحَمَّد یوسف ماما اُستاذ الحدیث باٹلی

نظرثانی مولانا مُنوّر حسین سورتی اُستاذ تحفیظ القرآن جامع مسجد بالہم لندن

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم!

الحمد للّٰہ و کفٰی و سلام علیٰ سید الرسل و خاتم الانبیاء و علیٰ اٰلہ واصحابہ اللذین ھم خلاصۃ العرب العرباء و خیر الخلائق بعد الانبیاء ۰ اما بعد ۰ فاعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرجیم بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم ۰ یایھا الذین اٰمنوا من یرتدمنکم عن دینہ فسوف یاتی اللّٰہ بقوم یحبھم ویحبونہ، اذلۃ علی المؤمنین اعزۃ علی الکفرین، یجاھدون فی سبیل اللّٰہ ولا یخافون لومۃ لائم، ذٰلک فضل اللّٰہ یؤتیہ من یشاء واللّٰہ واسع علیم ۰ (صدق اللّٰہ العظیم) اللھم صل علیٰ سیدنا محمد عبدک ورسولک وصل کذلک علیٰ جمیع الانبیاء والمرسلین وعلیٰ الملائکۃ المقربین وعلیٰ عباد اللّٰہ الصالحین ۰ اجمعین! الیٰ یوم الدین۔

سب حضرات مل کر محبت کے ساتھ درود شریف پڑھ لیں!

جھوٹے مدعیٔ نبوت کے دعویٰ نبوت کا پس منظر (BACKGROUND)

حضرات گرامی! آج کی مجلس میں پنجاب کے جھوٹے مدعی نبوت کے دعویٰ نبوت کا بیک گراؤنڈ (پس منظر) آپ حضرات کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں۔انگریز سامراج نے جس وقت متحدہ ہندوستان پر غاصبانہ قبضہ کیا،اس وقت کچھ ایسے لوگ بھی تھے جو آزادی کا سوچ رہے تھے،اور کچھ ایسے لوگ بھی تھے جو برطانوی سامراج کا پنجہ مضبوط کرنے کا سوچ رہے تھے۔مولانا نورمحمد جھنجھانوی (رحمۃ اللہ علیہ)،ہمارے روحانی سلسلہ کے جداعلیٰ گزرے ہیں،ان سے حضرت حاجی امداداللہ مہاجر مکی (رحمۃ اللہ علیہ) بیعت تھے۔

میرے عزیز بھائیو! میری یہ ابتدائی گفتگو ہے،تھوڑی سی توجہ فرمائیں گے تو بات سمجھ میں آجائے گی۔یہ میری درخواست ہے۔جس وقت ٹرین اسٹیشن سے آگے نکل جائے گی تو بات آسانی سے سمجھ میں آجائے گی،بھرپور توجہ کرنے کی ضرورت ہے۔

حضرت میانجیؒ نے حضرت حاجی امداداللہؒ کی روحانی تکمیل کو حضرت حافظ ضامن شہیدؒ کے ذمہ لگایا

میرے بھائیو! میں عرض کررہا تھا کہ حضرت حاجی صاحبؒ کا روحانی تعلق حضرت میاں

جی نور محمد صاحبؒ سے تھا جب حضرت میاں صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) کا وقت قریب آ گیا، اور ابھی حاجی صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) کی باطنی وروحانی تربیت مکمل نہ ہوئی تھی لہٰذا حضرت صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) نے حضرت حافظ محمد ضامن صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) کے ذمہ یہ لگایا کہ حضرت حاجی صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) کی تکمیل کرادیں۔

حاجی صاحبؒ اور حافظ ضامنؒ صاحبؒ دونوں حضرات نے ظاہری علوم کی تکمیل نہیں کی تھی:

حضرت حاجی صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) اور حضرت حافظ صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) دونوں میں اتفاق کی بات یہ ہے کہ انہوں نے ظاہری علوم کی تکمیل نہیں کی تھی۔اس لئے دونوں حضرات مسائل وغیرہ کے سلسلہ میں مولانا شیخ محمد تھانوی صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) پر (وہ جوفتویٰ دیا کرتے تھے) اعتماد کیا کرتے تھے۔

بقول شیخ محمد تھانویؒ جہاد کی شرائط مفقود ہیں لہٰذا جہاد کرنا جائز نہیں:

یہ اس زمانہ کی بات ہے جب مولانا شیخ محمد تھانوی صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) کا بڑی دیانت داری کے ساتھ یہ خیال تھا کہ انگریز کے ساتھ جہاد کرنا مناسب نہیں۔ بلکہ وہ جہاد کو حرام قرار دیتے تھے۔ان کا موقف تھا کہ انگریز کے پاس اتنی طاقت ہے کہ مسلمان اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔بغیر طاقت کے مسلمانوں کا انگریزوں سے جنگ ومقابلہ کرنا بہ الفاظ دیگر موت کو دعوت دینا ہے۔جب تک تیاری نہ ہواور جہاد کی شرطیں نہ پائی جائے جہاد کرنا جائز نہیں۔

حضرت حاجی صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) کے مریدین میں سے تھے حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی (رحمۃ اللہ علیہ) اور مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی (رحمۃ اللہ علیہ)، یہ دونوں حضرات بڑی شدومد کے ساتھ آزادی کے خواہاں تھے۔اب ان کے مابین یہ بحث ہوتی ہے کہ جہاد کرنا درست ہے یا نہیں؟ یہ دونوں حضرات سفر کر کے حضرت حاجی صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) کی خدمت میں پہنچتے ہیں۔اور درخواست کی کہ حضور والا کا جہاد کے متعلق کیا خیال ہے؟ حضرت حاجی صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) نے فرمایا کہ مجھے نہیں معلوم! مولانا شیخ محمد تھانوی (رحمۃ اللہ علیہ) کی یہ رائے ہے تو انہیں بلا لیتے ہیں۔

خالی ہاتھ جہاد کی تلقین میری سمجھ میں نہیں آتی: (شیخ محمد تھانویؒ کا موقف)

مولانا شیخ محمد صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) آئے تو ان سے پوچھا گیا: جہاد کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے؟ تو انہوں نے کہا: انگریز کے پاس توپیں، فوج، اسلحہ، طاقت، اس کے پاس یہ اس کے پاس وہ اور ہم مسلمان تہی دست، تہی دامن، ہمارے پاس لڑنے کے لئے بندوق بھی نہیں، ان حالات میں ہم مسلمان ان کا مقابلہ کرتے ہیں تو گویا حرام موت مرتے ہیں۔ ان حالات میں جہاد کی تلقین میری سمجھ میں نہیں آتی۔

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی (رحمۃ اللہ علیہ) نے فرمایا: مولانا کیا ہمارے پاس اتنی طاقت بھی نہیں جتنی بدر کے دن رسول اللہ (ﷺ) کے پاس تھی؟ اور کہا: ہمارے پاس تین سو تیرہ کی تعداد بھی نہیں؟ بس! اتنا کہنے کی دیر تھی کہ حضرت حاجی صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) نے اور کوئی بات نہیں سنی اور فرمایا: مولانا انشراح ہو گیا۔ آپ جہاد کا اعلان کریں، چنانچہ سب سے پہلی کابینہ، ادارہ، انجمن اور جماعت تحریک آزادی کی یہ ہے۔ حضرت حاجی صاحبؒ کو امیر المجاہدین بنایا جاتا ہے۔ کسی کو سپہ سالار بنایا جاتا ہے اور حضرت گنگوہی (رحمۃ اللہ علیہ) کو قاضی القضاۃ بنایا جاتا ہے۔ کسی کو میمنہ کا اور کسی کو میسرہ کا انچارج بنایا جاتا ہے۔ کابینہ بنی اور جہاد کا اعلان کر دیا جاتا ہے۔

حاجی صاحبؒ کے حلقہ سے جہاد کی آواز اُٹھی سب مسلمان اس تحریک میں شامل ہو گئے:

حضرت حاجی صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) کے حلقہ سے جہاد کی آواز اٹھتی ہے، اور سب مسلمان اس تحریک میں شامل ہونا شروع ہو گئے، انگریز کو خیال تھا کہ یہ تحریک اس طرح ابھرتی رہی تو کسی وقت ہمارے لئے مشکلات پیدا ہو سکتی ہیں۔ انہوں نے مظفر نگر سے شاملی کے محاذ کو مضبوط کرنے کے لئے ایک کمک وفوج بھیجی، (یہ کتابوں میں ہم نے پڑھا ہے) خدا کی شان! اس فوج کو تھانہ بھون سے گزرنا تھا۔ ان حضرات کو یہ اطلاع ہو گئی کہ رات کو فوج تھانہ بھون سے گزرے گی۔ تو حضرت گنگوہی (رحمۃ اللہ علیہ) نے حضرت حاجی صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) سے درخواست کی کہ رات فوج گزرے گی، یہ پہلا معرکہ ہے مقابلہ ہو جائے۔ حضرت حاجی صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) نے اجازت دیدی۔

سب سے پہلا معرکہ و مقابلہ:

ان کی اطلاع یہ تھی کہ رات کے بارہ اور ایک کے درمیان فوج کا ایک دستہ اسلحہ سمیت سڑک سے گزرے گا، تو وہ حضرات سڑک کے قریب ایک باغ تھا اس میں جا کر بیٹھ گئے۔ ان حضرات نے باہمی مشورہ کے ساتھ یہ طے کیا کہ بھائیو! بندوق سنبھال کے رکھو، ان کے گھوڑے پر تمہارا ہاتھ ہو! دل کی رو اللہ کے ساتھ ہو! اللہ کا ذکر ہو! جس وقت فوج سامنے آئے گی، ہم نعرۂ تکبیر بلند کریں گے تو اللہ اکبر کہہ کر گولی چلانا تمہارا کام ہوگا۔ کامیابی اللہ کے سپرد! چنانچہ اسی طرح ہوا کہ رات کے ایک بجے کے قریب فوج نزدیک آئی، نعرۂ تکبیر بلند ہوا، مجاہدین نے گولیاں چلادیں، انگریز کی فوج کے اکثر و بیشتر مارے گئے، باقی دم دبا کر بھاگنے میں کامیاب ہوگئے، اسلحہ وغیرہ وہیں چھوڑ گئے۔

انگریز کا توپ خانہ مسجد کے احاطہ میں کھڑا پایا:

حضرت حاجی صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) رات کو جب تہجد پڑھنے کے لئے مسجد آئے تو انہوں نے انگریز کا توپ خانہ مسجد میں کھڑا ہوا پایا، بعد ازیں شاملی کے میدان میں آگے چل کر باقاعدہ لڑائی ہوئی۔ جس میں حضرت حافظ ضامن صاحب شہید ہوگئے، (انا للہ الخ) میں ان لمبی تفصیلات میں جانا نہیں چاہتا اس کے بعد حضرت حاجی صاحب (رحمۃ اللہ علیہ)، حضرت گنگوہی (رحمۃ اللہ علیہ) اور حضرت نانوتوی (رحمۃ اللہ علیہ) کے خلاف بغاوت کا مقدمہ قائم کیا گیا ، حضرت حاجی صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) نے ہجرت کی اور آخر وقت تک انگریز کے ہاتھ نہیں آئے۔

حاجی صاحبؒ کی ہجرت کا ایمان افروز واقعہ:

ان کی ہجرت کا واقعہ بھی بڑا ایمان افروز ہے، گھر سے نکل کر ایک گاؤں (نام پنجلاسہ) جہاں حضرت حاجی صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) کے معتقدین میں راؤ عبداللہ (رحمۃ اللہ علیہ) تھے، وہاں آ کر رات گزاری۔ کسی مخبر نے گورنمنٹ کو اطلاع کر دی کہ حضرت حاجی صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) اس مکان میں ہیں کیونکہ بغاوت کے مقدمہ کے پیش نظر گورنمنٹ انہیں تلاش کر رہی تھی۔ حضرت حاجی صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) بیٹھے تھے، اچانک یہ کہتے ہیں: نواب صاحب! یہ سامنے کے کمرہ میں کیا ہے؟ اجی حضرت! اس میں گھوڑے ہیں، جانور ہیں، اور ان کے لئے چارہ کاٹنے کی مشین ہے۔ اور وہاں بھوسہ وغیرہ ٹوٹی پھوٹی چیزیں ہیں۔ اچھا وہاں کا

دروازہ کھول کر مصلیٰ پانی رکھدو۔اور بھائی جلدی کرو۔نواب صاحب نے اپنے شیخ کا حکم پا کر سب چیزیں رکھدیں۔اورنواب صاحب نے فرمایا: حضرت انتظام ہوگیا ہے۔آپ (رحمۃ اللہ علیہ) اٹھے اور جا کر کمرے میں بیٹھ گئے ۔اورانہیں فرمایا: دروازہ بند کردو۔نواب عبداللہ نے حضرت حاجی صاحبؒ (رحمۃ اللہ علیہ) کو کمرے میں بند کر کے باہر سے کنڈی لگادی۔

حاجی صاحبؒ کی ایک کرامت:

بس !اسی وقت کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا۔نواب صاحب اٹھے اور باہر گئے تو دیکھا کہ باہر پولیس کھڑی ہے ۔ کپتان نے نواب عبداللہ کو کہا: سنا ہے کہ آپ کے یہاں عمدہ نسل کے گھوڑے ہیں،فوج کے لئے درکار ہیں؟ چل کر معائنہ کرادیجئے!،اوردیکھ لیں کہ کیسے ہیں؟ پسند آ گئےتو فوج کے لئےخرید لیں گے۔

نواب عبداللہ نے کہا: حکم سرآنکھوں پر!اچانک آ جانے پر نواب عبداللہ کو کپکپی طاری تھی،اندیشہ تھا،حضرت شیخ میرے گھر میں ہیں،خدا خیر کرے! کپتان اصطبل میں گھوڑے کا معائنہ کرتے ہوئے بڑھتے بڑھتے اس کمرہ کی طرف جانے لگا جہاں حضرت حاجی صاحب تھے،تو موت میرے قریب ہوتی جاتی تھی،میرے جسم پرلرزہ طاری تھا،یا اللہ! اگر حاجی صاحب گرفتار ہوتے ہیں تو میرے بچے گرفتار کر لئے جائیں گے، مجھے لٹکا دیا جائے گا،میری جائداد ضبط کر لی جائے گی۔نوابی جاتی رہے گی۔اورسب سے بڑی مصیبت یہ ہوگی کہ میرے شیخ میرے گھر سے گرفتارہوں گے۔وہ کمرے کے قریب گیااورکہا:اس کمرے میں کیا ہے؟ میں ابھی جواب دینا چاہ رہا تھا کہ اس نے جھٹ سے کنڈی کھول دی۔کیا دیکھا کہ مصلیٰ موجود ہے،اور پانی کا خالی لوٹا بھی پڑا ہوا موجود ہے جیسے ابھی کسی آدمی نے وضو کیا ہو،جگہ تر ہے۔لیکن آدمی کوئی نہیں۔اور کپتان آگے کہتا ہے:تم نے یہ مصلیٰ یہاں کیوں رکھا؟

کہا کہ ہم مسلمان ہیں،فرض نماز مسجد میں پڑھتے ہیں اورنفل وغیرہ گھر میں آ کر پڑھتے ہیں،ادھر بچے وغیرہ تنگ کرتے ہیں،اس لئے ہم نماز یہاں پڑھتے ہیں۔ کپتان نے کہا: ہم معافی چاہتے ہیں کوئی گھوڑا وغیرہ پسند نہیں آیا۔اگر کبھی ضرورت پڑی تو پھر تکلیف دیں گے۔اجازت چاہتے ہیں۔ کپتان مخبر کو بار بار گھوررہا تھا کہ تم نے ہمیں غلط اطلاع دی۔

نواب عبداللہ کہتے ہیں: میں ان کو چھوڑنے کے لئے گاؤں کے باہر تک گیا۔ان کو رخصت کر کے واپس آیا، مجھے پہلے ہی خدشہ تھا کہ اگر حضرت شیخ پکڑ لئے گئے تو کیا ہوگا؟اب

مجھے ڈر اس بات کا تھا کہ حضرت شیخ کو تو میں اپنے ہاتھ سے بند کر کے گیا تھا، اب مجھے بڑی تشویش ہوئی، ان کو رخصت کر کے لمبے قدم اٹھاتا ہوا گھر آیا اور سیدھے اس کمرہ کی طرف گیا جہاں حضرت حاجی صاحب تھے۔ آ کر دیکھا:

حاجی صاحبؒ سے تین سوال:

حضرت حاجی صاحب نماز پڑھتے ہوئے تشہد کی حالت میں ہیں۔ اور دوسری طرف سلام پھیرنے کی تیاری کر رہے ہیں۔ سلام سے فارغ ہوئے تو میں نے تین سوال کئے، (۱) حضرت انگریز آئے تھے؟ تو کہا: آئے تھے۔ (۲) آپ کہاں تھے؟ کہا: میں اسی جگہ پر تھا (۳) آپ نظر نہیں آئے؟ تو کہا: وہ اندھے ہو جائیں تو امداد اللہ کا کیا قصور؟ چنانچہ حضرت حاجی صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) وہاں سے ساہیوال، وہاں سے پاک پٹن کے علاقے سے ہوتے ہوئے حیدر آباد اور کراچی اور وہاں سے مکہ مکرمہ چلے گئے۔ آخر وقت تک انگریز ان کو گرفتار نہ کر سکے۔

حضرت نانوتویؒ کی سیاست:

اب سنئے! قصہ حضرت نانوتوی (رحمۃ اللہ علیہ) کا: حضرت چھتہ کی مسجد میں کھڑے تھے کہ پولیس آ گئی، آ کر کہنے لگے: ہمیں مولانا قاسم نانوتوی (رحمۃ اللہ علیہ) سے ملنا ہے وہ کہاں ہیں؟ مولانا جہاں کھڑے تھے، وہاں سے دو قدم پیچھے ہٹ گئے اور کہا: ابھی تھوڑی دیر پہلے تو یہیں تھے۔ وہ سمجھے کہ ابھی یہیں تھے کا معنی یہ ہے کہ ابھی یہیں تھے، اب کہیں چلے گئے ہیں۔ حضرت کی تاویل پر وہ دھوکہ کھا گئے۔

حضرت نانوتویؒ کی ذہانت کے دو واقعات:

میرے عزیز دوستو! بات آ گئی ہے تو مناسبت سے حضرت نانوتویؒ کے دو واقعے اور سنا تا چلوں۔ پہلا واقعہ یہ ہے کہ (۱) حضرت اپنے عزیزوں کے یہاں ملنے کے لئے چلے گئے، تو وہاں پر بھی پولیس والے آ گئے۔ عزیز رشتہ دار بہت پریشان تھے کہ آج حضرت کی خیریت نہیں۔ حضرت بڑی بہادری کے ساتھ سامنے آئے، اور کہا: تم مجھے سنبھال نہیں سکتے تو پیچھے ہٹ جاؤ!۔ میں خود اس کا انتظام کرتا ہوں۔ یہ کہا: اور جا کر دروازہ کھول دیا، انہوں نے کہا: ہمیں مولانا محمد قاسم (رحمۃ اللہ علیہ) سے ملنا ہے!۔ فرمایا: ہم نہیں جانتے مولانا وغیرہ کو۔ پولیس والوں نے کہا: سنا ہے اسی مکان میں ہے؟۔ فرمایا: دیکھ لیں۔ پولیس نے کہا کہ اسی مکان میں ہیں؟ حضرت نے

فرمایا: تلاشی لے لو! پولیس نے کہا: ٹھیک ہے؟ پردہ کراؤ! تلاشی لیتے ہیں۔ حضرت نے پولیس والوں کے ساتھ رہ کر تلاشی کرادی۔ حضرت بڑے ذہین اور بہادر تھے۔

(۲) دوسرا واقعہ یہ ہے کہ ایک دفعہ ایک سکھ ہاتھ میں تلوار لے کر سامنے آیا اور کہا: آج بچ کر نہیں جاسکو گے؟ مولانا کے پاس بھی ایک چھوٹی سی تلوار تھی جو ہاتھ میں لئے علم کا پہاڑ خراماں خراماں جارہا تھا۔ سنجیدگی اور متانت کے ساتھ جارہے تھے۔ وہ بڑے نخرے کے ساتھ آرہا تھا۔ کہتا ہے: مولوی صاحب! آج بچ کر نہیں جاؤ گے؟ جس وقت وہ قریب آیا، مولانا نے فرمایا: ارے پگلے! پیچھے تو دیکھ! وہ سمجھا کہ پیچھے کوئی آرہا ہے۔ جو اس نے پیچھے دیکھا تو حضرت نے تلوار گردن پر ماردی اس کا کام ختم ہوگیا..... چل بھائی!

تین دن روپوش رہے (آقا (ﷺ) کی ہجرت کی رات کی سنت پر عمل کیا:

حضرتؒ اس طرز کے آدمی تھے، بالا خانہ میں حضرت تین دن تک روپوش رہے۔ تین دن بعد بچیوں کو آواز دی، پردہ کرو! مجھے باہر جانا ہے۔ انہوں نے کہا: ہم آپ کو باہر نہیں جانے دیں گے۔ باہر پولیس والے آپ کے انتظار میں ہیں۔ حضرت نے فرمایا: میں نے تین دن پولیس کے ڈر سے روپوشی اختیار نہیں کی۔ میرے آقا (ﷺ) ہجرت کے موقعہ پر صرف تین رات غار میں چھپے تو دشمن سے بچاؤ کے لئے تین دن تک چھپنا آقا کی سنت ہے۔ اس لئے میں نے سنت پر عمل کیا ہے۔ چوتھے دن چھپ کر رہتا ہوں تو سنت کی خلاف ورزی ہوگی۔

اب جان جوکھم میں ڈال سکتا ہوں مگر رسول اللہ (ﷺ) کی سنت کی خلاف ورزی نہیں کرسکتا۔ وہ مستورات اڑ گئیں اور کہا: ہم پردہ نہیں کریں گی۔ تو کہا: بہت اچھا! تم پردہ نہیں کرتی تو میں کرلیتا ہوں، یہ کہہ کر حضرت نے کپڑا اپنے منہ پر کرلیا، راستہ دیکھا ہوا تھا سیڑھیوں سے اترے، نکل کر چلے گئے، آخر وقت تک اللہ نے فضل فرمایا کہ حضرت نانوتوی (رحمۃ اللہ علیہ) گرفتار نہ ہوسکے۔

حضرت گنگوہیؒ کا بڑا ہی عجیب واقعہ:

اب سنئے! قصہ حضرت گنگوہی (رحمۃ اللہ علیہ) کا! ان تینوں حضرات میں سے حضرت گنگوہی (رحمۃ اللہ علیہ) گرفتار ہوگئے، پولیس والوں کا الزام تھا کہ ان کے پاس بندوق بغیر لائیسنس کی ہے۔ اور ساتھ ساتھ انہوں نے ایک کتاب کا بکس بھی اپنی تحویل میں لے لیا۔ حضرت

جیل میں چلے گئے، (یہ جو اہل اللہ ہیں ان کو کام کرنے لئے میدان چاہئے، چاہے باہر کا ہو چاہے اندر کا ہو، انہیں تو کام کرنا ہے، ویسے بھی کام کرنے کے لئے جتنا مفید میدان جیل کا ہے اتنا اور کوئی میدان نہیں۔ جیل کے اندر آدمی جب جاتا ہے تو وہاں کی دنیا کو بالکل نرالی دیکھتا ہے۔ وہ باہر کی دنیا سے کٹا ہوا ہوتا ہے، اور اس کا دماغ بالکل ٹھکانے آ جاتا ہے، لوہا بالکل گرم ہوتا ہے اس کو ہتھوڑا مارنے کی ضرورت ہوتی ہے، اور ایسے انسان کے دل میں آسانی کے ساتھ دین کی باتیں ڈالی جا سکتی ہے۔ جیل کا ماحول بالکل الگ ہوتا ہے اور اس زمانے کی جیل)۔ الامان و الحفیظ۔

سیّد عطاء اللہ شاہ بخاری (رحمۃ اللہ علیہ) ایک مرتبہ میانوالی، جیل میں گئے۔ گرمی کا موسم، انگریز کا زمانہ، جیل کا ماحول، ہر روز شاہ صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) بیس سیر دانے پیستے تھے۔ جب رہا ہو کر آئے تو کسی نے پوچھا: شاہ صاحبؒ! آپ چکی چلاتے تھے؟، دانہ پیستے تھے؟ آپ کو تکلیف تو ہوتی ہوگی؟ آپ جیسا نازک جسم، ریشم جیسی ہتھیلی؟ شاہ صاحبؒ آبدیدہ ہو گئے! فرمایا: سودا مہنگا نہیں، دن کو حضرت فاطمہ (رضی اللہ عنہا) کی سنت پر عمل کرتا تھا تو رات کو نانا مصطفیٰ (ﷺ) کی زیارت سے مستفید ہوتا تھا۔

حضرت گنگوہی (رحمۃ اللہ علیہ) نے وعظ و تبلیغ شروع کی، ماحول بدلنا شروع ہو گیا، جیل کے صدر نے وزارت داخلہ کو لکھا کہ ”مولوی صاحب آئے ہیں، اس نے یہاں بھی اپنی جماعت تیار کر لی ہے۔ یا تو ان کو فوراً کسی اور جیل میں منتقل کیا جائے یا ان کے مقدمے کی سماعت جلد از جلد کی جائے۔ تاکہ انہیں کوٹھی میں رکھا جائے اور کسی سے ملاقات نہ ہو سکے“۔ لو جی! اللہ نے ایسا ماحول پیدا کر دیا کہ صدر جیل خود سفارش کرتا ہے کہ مولانا کے مقدمے کی فوراً سماعت ہو۔ اور مقدمہ شروع ہو گیا۔

حضرت گنگوہیؒ سے عدالت نے تین سوالات کئے:

حضرت مولانا عدالت میں گئے، عدالت نے حضرت سے تین سوال کئے، (۱) سنا ہے کہ آپ کے پاس اسلحہ ہے؟ مولانا نے جیب میں ہاتھ ڈالا اور تسبیح نکال کر فرمایا: مؤمن کا سب سے بڑا اسلحہ یہ ہوتا ہے (۲) مولانا! سنا ہے کہ آپ کے پاس بندوق ہے؟ فرمایا: مجھے بندوق سے کیا غرض! (۳) انہوں نے کہا: آپ کے پاس جو یہ بکس ہے اس میں ہماری اطلاع کے مطابق بندوق ہے؟ مولانا نے چابی نکال کر کہا: لو اور تلاشی لے لو! مولانا نے انکار نہیں کیا۔ انکار کرتے تو جھوٹ بنتا! اس کے اندر بندوق تھی۔ جج نے صندوق کھلوائی، وہاں کتابوں کی تہہ لگی ہوئی

تھی۔پندرہ بیس کتابیں اوپر سے نکلوائیں اور فرمایا: بھائی! بندوق ہے،کوئی سوئی وغیرہ تو نہیں؟ بندوق ہے تو کتابیں خراب ہوتیں،کتابیں اندر رکھ دواور تالا لگا دو! مخبر کو کہا:تم نے جھوٹ بولا ہے لہٰذا تمہیں سزا دیجاتی ہے۔اور مولانا کو بری کرتا ہوں۔

کئی علماءکرام کو خنزیر کے چمڑے میں بند کر کے جلا دیا:

جس وقت ہمارے اکابر انگریز کے خلاف برسر پیکار تھے،آزادی کی جدوجہد میں مصروف تھے،اوراپنی جان کی بازی لگا رہے تھے۔کئی علماءکرام کو خنزیر کے چمڑے میں بند کر کے جلا دیا۔ہزار ہا علماءعظام کو دہلی سے لاہور تک راستہ میں الٹا باندھ کر لٹکا دیا گیا۔ایسے ماحول میں انگریز کو ضرورت تھی ایک ایسے آدمی کی جو جھوٹی نبوت کا دعویٰ کرے،اور وہ جھوٹا نبی یہ کہہ دے کہ ’’جہاد حرام ہے‘‘۔چنانچہ اس کے لئے مرزا غلام احمد قادیانی کی خدمات حاصل کی گئیں۔

اللہ تعالیٰ آپ حضرات سے دین کا کام (اپنے حبیب ﷺ کی عزت وناموس کا کام) لینا چاہتے ہیں:

اب میں آپ دوستوں سے دو باتیں عرض کرنا چاہتا ہوں۔آج میں مرزا غلام احمد کے جھوٹے عقائد وعزائم اور اس کے جھوٹے ہونے پر کوئی وعظ نہیں کرتا۔بس ایک ہی درخواست آپ دوستوں سے کرنی ہے اور وہ یہ ہے کہ آپ کے اسلاف جن کے نام لیوا آپ حضرات ہیں،الحمدللہ! آپ ان کے وارث ہیں۔اور ایک وہ ہیں جو مرزا غلام احمد کو ماننے والے مرزائی ہیں۔مرزائیوں کا یہاں آنا سمجھ میں آ سکتا ہے،وہ یہاں اس لئے آئے ہیں کہ اپنے آباءو جداد کے پاس آ کر وہ محفوظ ہو جائیں۔والدین کے پاس اولاد اسی لئے ہی آتی ہے۔آپ حضرات بھی آئے،میری بات نظر کے سامنے رکھ کر سن لینا،پانچ فیصد آپ حضرات میں ایسے ہوں گے جو صرف دین کے لئے آئے،باقی ۹۵٪ فیصد ایسے ہیں جو دین کی خاطر نہیں آئے،دنیا کی خاطر آئے،دنیا کمانا برا نہیں ہے میں بھی بچوں والا آدمی ہوں۔میں آپ حضرات پر الزام نہیں لگاتا۔ہر آدمی کو پیٹ پالنے کی خاطر دنیا کمانی ہے۔یہ کوئی معیوب بات نہیں،کوئی ملازمت کے لئے،کوئی کاروبار کے لئے اور کوئی شادی کے لئے آیا۔

آپ حضرات کے ائمہ نے آپ کو دین کے لئے بلایا۔آپ آئے تھے کسی مقصد کے لئے لیکن آپ حضرات کے سامنے ماحول ایسا پیدا ہو گیا ہے کہ خدا آپ حضرات سے اپنے دین

کا کام لینا چاہتا ہے۔ بزرگوں والا کا کام لینا چاہتا ہے، اپنے حبیب (ﷺ) کی عزت وناموس کا کام آپ حضرات سے لینا چاہتا ہے۔ یہ اتنا گولڈن چانس ہے کہ اگر آپ حضرات نے اسے کھودیا تو یہ اتنے خسارے کا سودا ہوگا کہ ’الامان و الحفیظ‘۔

میرا ایک ہی پیغام ہے:

میرے عزیز بھائیو اور دوستو! ہم پاکستان سے آئے اور یہی ایک پیغام آپ حضرات کی خدمت میں ہم لے کے آئے ہیں، سارے ہمارے اکابر جا چکے ہیں۔ میں اکیلا ان حضرات کے حکم پر یہاں موجود ہوں۔ باٹلی میں آج کا اور کل کا دن ہے۔ دس دن دار العلوم میں رہنا ہے۔ بہرحال! اب میرا رخ بھی پاکستان کی طرف ہے۔ ہمیں خوشی اس بات کی ہوئی کہ قادیانی اس ملک میں ۱۹۱۳ عیسوی میں آئے تھے۔ اس کے بعد بیس پچیس سال پہلے مولانا لال حسین اختر صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) تشریف لائے تھے، مولانا لال حسین اختر (رحمۃ اللہ علیہ) کے بعد یہ پہلی ٹیم ہے جو یہاں اسی مقصد کے لئے آئی ہے۔ (یہ ۱۹۸۵ کی بات ہے) ان کی اتنے سال کی کوشش اور ہماری یہ کوشش۔ لیکن اس ایک دفعہ کے ٹور (سفر) نے برطانیہ کے مسلمانوں کو بیدار کردیا ہے۔ یہ قادیانیوں پر بہت بڑا حملہ ہے۔ مجھے اس سے اچھی تعبیر نظر نہیں آتی کہ قادیانی اس طرح بیٹھ گئے ہیں جس طرح پیشاب کی جھاگ بیٹھ جاتی ہے۔ بالکل ختم ہوگئے ہیں۔

آپ کی جدوجہد بیکار نہیں جائے گی: انشاءاللہ!

”باٹلی“ کے اندر زور وآزمائش کی کوشش کی، اس کے نتیجہ سے خائف ہوکر ”بریڈفورڈ“ میں سامنے آنے کی جرأت نہ کرسکے۔ کانفرنس کے دنوں کا اعلان کیا تھا کہ ہمیں لندن میں کانفرنس کرنی ہے، ہم سمجھتے تھے کہ قادیانی بھی اجتماع کریں گے، اور پورے یورپ ”خدام الاحمدیہ“ کو بلائیں گے ، ایسا خیال تھا کہ اشتہار شائع کریں گے، پروپگنڈہ کریں گے، ہماری کانفرنس کی طرح کانفرنس کرنے کی کوشش کریں گے۔ لیکن وہ دن بالکل خاموشی کے ساتھ گزر گئے، لیکن اس کے دوسرے دن اخبار میں سرخی چھپی، ان کا ایک اجتماع ہوا، یہ کل پرسوں کے اخبار میں تھا۔ گویا اکٹھے ہوئے، جیسے کسی کی موت پر اکٹھے ہوتے ہیں۔ دعا کی اور چل دئے۔ قادیانیوں کی اب یہ حالت ہے۔

ختم نبوت کا دشمن تاک میں بیٹھا ہے (آپ جاگتے رہیں، ہوشیار رہیں!)

عزیز بھائیو! میری آپ حضرات سے خدا اور رسول اللہ (ﷺ) کے نام پر درخواست ہے کہ آپ حضرات کو جو یہ ولولہ اور جوش ہے اس کو برقرار رکھنا ہے، یہ اگر گرا، اور اس میں کمی آئی،

ختم ہو گیا تو پھر خطرہ ہے کہ دشمن کہیں آپ پر حملہ نہ کردیں۔ دانا دشمن ہے اور تاک میں بیٹھا ہے، آپ خواب غفلت میں مبتلا ہوگئے یا مطمئن ہوگئے تو وہ حملہ کرنے کی ضرور کوشش کریں گے، اگر آپ جاگتے رہے، ہوشیار رہے تو دشمن یہ محسوس کرنے لگے گا کہ آپ کے اونگھنے کا کوئی پروگرام نہیں تو آخر وہ کب تک انتظار کرے گا۔ اور ایسا پسپا ہوگا کہ آئندہ کبھی سامنے آنے کی جرأت نہ کرسکے گا۔

اب ان حالات پر غور کرنا، لیٹریچر تقسیم کرنا، مسلمانوں کو قادیانیوں کی شرارت اور لائحہ عمل سے باخبر کرنا، مسلمانوں کی مساجد میں قادیانیوں کے بارے میں جلسہ کرنا، خطاب کرنا، ان پر کڑی نگرانی رکھنا یہ سب آپ حضرات کا کام ہے۔ بھائی! یہ حضور(ﷺ) کی عزت وناموس کا مسئلہ ہے، میں آپ حضرات کو حاشا و کلاّ کسی مولوی کے متعلق، کسی مدرسہ کے متعلق نہیں کہتا۔ دین کے کسی کام کے متعلق نہیں کہتا۔ میں براہِ راست آپ حضرات کو رسول اللہ(ﷺ) کی سکیوریٹی گارڈ (محافظ دستہ) میں شامل ہونے کا مشورہ دیتا ہوں۔ ہمت کریں اور رسول اللہ(ﷺ) کے محافظ دستہ میں اپنا نام لکھوادیں۔ اور حضور(ﷺ) کی عزت وناموس کے تحفظ کی خاطر جو حضرات کام کررہے ہیں ان کے ساتھ ان کی فہرست میں آپ حضرات کا نام بھی آنا چاہئے۔ ہمت کریں اور رسول اللہ(ﷺ) کے غلاموں میں اپنا نام لکھوادیں۔ دشمن آپ حضرات کی طرف میلی نگاہ سے نہیں دیکھے گا۔ ان شاءاللہ۔ آج آپ حضرات سے اتنی باتیں کہنی تھیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اور مجھ کو رسول اللہ(ﷺ) کی عزت و ناموس کے تحفظ کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین! وآخردعوانا ان الحمد للّٰہ رب العلمین!

نوٹ: مولانا کی طبیعت کافی خراب تھی لہٰذا مختصر بیان فرمایا، سامعین نے اصرار کیا لیکن مولانا نے عذر فرمایا۔

حضرت مولانا ایوب سورتی صاحب (دامت برکاتہم) کی کچھ قیمتی باتیں:

اس کے بعد مولانا ایوب کھولوڈیا المعروف بہ ’سورتی‘ صاحب (دامت برکاتہم) نے مختصر بیان کیا: اور خطبہ مسنونہ کے بعد ارشاد فرمایا: مجھے تقریر نہیں کرنی، صرف ایک بات کی طرف آپ حضرات کو توجہ دلانا چاہتا ہوں، اصل مقصد تو آپ حضرات کے سامنے آ گیا ہے، حضرت مولانا کی تشریف آوری اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ مگر اس سلسلہ کے اندر مولانا عطاءاللہ شاہ بخاری (رحمۃ اللہ علیہ) کا واقعہ بیان کرنا چاہتا ہوں جو آپ نے ٹیلر سٹریٹ مسجد میں اور جامع مسجد میں بیان فرمایا تھا، اس سلسلہ میں میں نے جامع مسجد کے اندر چند باتیں عرض کی تھیں،

انہی کو پھر دہراتا ہوں۔اور آج پھر کہنا چاہتا ہوں: اصل مقصد تو اس سلسلہ میں کام کرنا ہے۔

حضرت مولانا اللّٰہ وسایا صاحب حافظ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللّٰہ درخواستی کے تلمیذ رشید ہیں

حضرت مولانا نے یہ فرمایا تھا: کہ میرے شیخ اور استاد مولانا محمد عبداللّٰہ درخواستی صاحبؒ جو اس وقت پورے پاکستان اور ہندوستان میں حافظ حدیث اور محدث ہیں، انہیں ہزاروں حدیثیں متن کے ساتھ اور راوی کے اسماء کے ساتھ ازبریاد ہیں۔میں بھی حضرت درخواستی کے لئے دعاگو ہوں کہ اللّٰہ تعالیٰ ان کو شفاء کاملہ عاجلہ نافعہ عطا فرمائیں، عمر میں برکتیں عطا فرمائیں اور بڑی قیمتی ہستی ہیں، اللّٰہ تعالیٰ ان کا سایہ تادیر ہم پر قائم رکھیں، آمین!

(یہ ۱۹۸۵ کی بات ہورہی ہے) انہوں نے اپنی جوانی کے اندر (جب کے علامہ سید عطاء اللّٰہ شاہ بخاری (رحمۃ اللّٰہ علیہ) حیات تھے) ارادہ کیا کہ ہجرت کرکے مدینہ منورہ چلا جاؤں، وہیں بقیہ زندگی گزاردوں جیسا کہ شیخ الحدیث حضرت مولانا بدر عالم صاحب میرٹھی (رحمۃ اللّٰہ علیہ) ہجرت کرکے مدینہ طیبہ تشریف لے گئے تھے۔چنانچہ حضرت درخواستی نے بھی ارادہ کیا اور مدینہ منورہ چلے گئے اور ارادہ یہ لے کر گئے کہ وہیں ٹوٹی پھوٹی دین کی خدمت جو ہوسکے وہ کرنی ہے۔

حضرت مولانا درخواستیؒ کو خواب میں رسول اللّٰہ ﷺ نے فرمایا: آپ اپنے ملک میں دین کی خدمت کریں!:

مدینہ منورہ رہتے ہوئے کچھ عرصہ ہوا خواب میں رسول اللّٰہ (ﷺ) کی زیارت ہوتی ہے۔حضور (ﷺ) ارشاد فرماتے ہیں: اے عبداللّٰہ! یہ مرکز نبوت ہے، مرکز علم وعمل ہے، یہاں دین کی خدمت کرنے والے بہت ہیں۔آپ اپنے ملک تشریف لے جائیں!، وہاں ضرورت ہے دین کی خدمت کرنے کی!۔

ردقادیانیت کے لئے کام کرنے والوں کو بشارت:

دوسری بشارت یہ فرمائی: میرے بیٹے سید عطاء اللّٰہ شاہ بخاری (رحمۃ اللّٰہ علیہ) (جو اس وقت ردقادیانیت پر زوروں پر تھے اور جیل کی مصیبت کاٹ رہے تھے پورے برصغیر کے اندر ان کے بیانات نے لوگوں کے سینہ کے اندر ردقادیانیت کی آگ لگا دی تھی، بہت زوروں پر کام کررہے تھے) کو یہ کہنا: اے عطاء اللّٰہ! میں تیرے لئے جھولی پھیلائے دعائیں مانگ رہا ہوں، تم اس کام کو کرتے رہنا، اللّٰہ تعالیٰ تمہاری مدد فرمائیں گے۔(آمین) گویا ردقادیانیت کا کام کرنے

والے کے لئے حضور(ﷺ) کی کتنی توجہات ہیں۔ جھولیاں پھیلا کر دعائیں مانگ رہے ہیں۔
آج باٹلی کے اندر ہم ایسے نازک موقع پر آچکے ہیں کہ یہ حضرات ”باٹلی“ کے اندر اپنا بین الاقوامی مرکز بنانے کا خواب دیکھ رہے ہیں۔ جس طرح کہ ”ڈیوز بری“ تبلیغ کا مرکز ہے اور اسی اسکیم کے ماتحت چرچ بھی بنا رکھا ہے۔ پہلے انہوں نے سکول پر حملہ کیا مگر اس میں شاید وہ فیل ہو گئے۔ سنا گیا ہے چرچ خرید لیا گیا ہے اور وہ چاہتا ہے کہ یہاں جو شہرت ہے اس سے ناجائز فائدہ اٹھا کر پوری دنیا کے اندر اس کو مرکز بنا کر کام کیا جائے۔ مگر اللہ جزائے خیر دے ان لوگوں کو جو ٹاؤن ٹاؤن (شہر در شہر) جا جا کر جس طریقہ سے انہوں نے خدمت کی واقعی خدمت کی۔ انہوں نے اپنی مجاہدانہ کاروائی سے ان کو ٹھنڈا کر دیا، اور ختم کر دیا۔ مگر چند بچوں کو پولیس نے پکڑا تھا، اور پولیس اسٹیشن لے گئے تھے ان پر مقدمات چلیں گے۔ خدا کرے وہ ناکامیاب ہو جائے! اور مقدمہ میں ہم کو کامیابی نصیب ہو۔ آمین۔

الحمدللہ! ختم نبوت کے مسئلہ پر سب نے اتفاق کر لیا:

اللہ کا فضل ہے کہ اس باب میں انڈین، پاکستانی، بریلوی اور دیوبندی سب نے مل کر ایکشن کمیٹی کے نام سے ایک کمیٹی تنظیم بنائی ہے۔ اس کمیٹی والوں نے مشورہ کر کے یہ طے کیا ہے کہ ”باٹلی“، ”ڈیوز بری“ اور ”ہیکمنڈ وائیک“ کے اندر جتنی ہماری مساجد ہیں وہ ایکشن کمیٹی کو سو سو پاؤنڈ چندہ کر کے دیں، اس سلسلہ میں باٹلی کے اندر کچھ رقم جمع ہو چکی ہے۔ اس سلسلہ میں جب پہلی میٹنگ ہوئی تو وہ حضرات جو بریلوی مسلک کے ہیں، اور وہ جیب میں سو سو پاؤنڈ کے نوٹ لے کر آئے اور کہا: ہم سے پیسہ لے لو اور وہ حضرات ہم سے پہلے پیسہ دے کر چلے گئے اور ہم لوگ اب تک پیسے جمع نہ کرا سکے۔ تو گذارش ہے کہ جو حضرات دوسری مساجد سے یہاں آئے ہیں ان سے گذارش ہے کہ وہ اپنی اپنی مساجد میں پیسہ جمع کرا دیں۔ اور جو اس علاقے کے ہیں ان سے گذارش ہے کہ وہ مشورہ کر کے رقم جمع کرا دیں اس ایکشن کمیٹی کو تا کہ خادمان کے پاؤں لڑ کھڑا نہ جائیں اور رقم کے نہ ہونے کی وجہ سے وہ حضرات ہمت نہ ہار جائیں۔ میں صرف اسی لئے کھڑا ہوا ہوں۔ اللہ تعالیٰ اس سلسلہ میں پوری جدوجہد کرنے کی توفیق عطا کریں۔ آمین۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو جانی و مالی قربانی کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ

الوداعی جلسہ

برائے تشکر وامتنان

مولانا اللہ وسایا صاحب

ترتیب مولانا محمد یوسف ماما اُستاذ الحدیث باٹلی

نظرثانی مولانا منور حسین سورتی اُستاذ تحفیظ القرآن جامع مسجد بالسم لندن

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ!

جناب مولانا اللہ وسایا صاحب دامت برکاتہم کے اعزاز میں ہوا، مولانا موصوف سات دن تک قادیانیت کے عنوان پر درس دیتے رہے، اب چونکہ حضرت موصوف اپنے مادر وطن کی طرف پا برکاب ہیں، اور اپنے وطن پاکستان جانے کی تیاری میں ہیں، لہذا یہ ''الوداعی جلسہ'' مولانا کے اعزاز اور اکرام میں کیا جارہا ہے۔

مولانا موصوف نے مکمل ایک ہفتہ مؤرخہ ۳۱، اگست ۸۵ سے مؤرخہ ۷، ستمبر ۸۵ تک ''باٹلی، ڈیوز بری'' میں علماء حضرات کو درس بھی دیا اور عوام میں وعظ بھی فرمایا۔(جس کا نقشہ ساتھ میں منسلک ہے) دوران ہفتہ ''بریڈ فورڈ'' اور قرب و جوار کے علما ء کرام اور مولانا احمد پانڈور صاحب دامت برکاتہم (صدر جمعیۃ علماء برطانیہ) اپنے شرکاء و رفقاء کے ساتھ تشریف لاتے رہے، دوران ہفتہ ''بریڈفورڈ'' کے علماء کرام کے اصرار پر مولانا نے دومرتبہ (ایک ہی دن میں جمعہ اور عصر کے بعد) ان کو بھی وقت مرحمت فرمایا۔فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔

دیگر علماء کرام نے بھی اس ''الوداعی جلسہ'' میں بیان فرمایا جو دراصل مولانا کے درس اور وعظ کا خلاصہ تھا۔جمعیۃ العلماء برطانیہ کے ناظم اعلیٰ جناب مولانا عبدالرشید ربانی صاحب بھی پورا ہفتہ درس و بیان کی مذکورہ بالا مجلسوں میں شریک ہوتے رہے۔(کیونکہ امامت وخطابت اور درس وتدریس بھی ان کی ذمہ داری میں شامل تھی)عدم فرصت کے باوجود ان کا ہماری اس مجلس میں شریک ہونا ہمارے لئے باعث فخر، مسرت اور خوشی کا باعث ہے۔فجزاہ اللہ احسن الجزاء۔

جلسہ کی کاروائی کا آغاز

قاری حافظ مولانا سلیمان مانکڈا صاحب (مدظلہ) کی افتتاحی قرآت سے ہوا۔مولانا ہاشم راوت صاحب مدظلہ نے سٹیج سکرٹیری کے فرائض انجام دئے۔اور مولانا عبدالرشید ربانی صاحب (مدظلہ)، مفتی موسیٰ بدات صاحب (مدظلہ)، مولانا ایوب سورتی کھولوڈیا (مدظلہ) اور حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب (مدظلہ) نے علی الترتیب اس جلسہ میں خطاب کیا۔

سب سے پہلے مولانا عبدالرشید صاحب تشریف لائے اور انہوں نے ارشاد فرمایا:

یــا رب صــل و ســلــم دائــمًــا ابــدًا

عــلــیٰ حبيبك خيــر الــخـلـق كـلـهـم

علماء ومبلغین کا پورے ملک کا دورہ :

واجب الاحترام سامعین: آج کے اس جلسہ کا موضوع بھی (سابقہ جلسوں کی طرح) ''ختم نبوت'' ہے۔ آپ حضرات یہ دیکھ رہے ہیں کہ ۲۰ / اپریل ۱۹۸۵ عیسوی کو ختم نبوت کے موضوع پر جو جلسہ برمنگھم میں (جمعیۃ العلماء برطانیہ کے زیر اہتمام) ہوا تھا، اس کے بعد ۴ / اگست ۱۹۸۵ میلادی کو ویملی ہال میں انٹرنیشنل ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی، جس میں پورے عالم اسلام کے مندوبین نے شرکت فرمائی، یا اپنے پیغامات بھیجے، اس کے بعد ''لندن'' سے لیکر ''گلاسگو'' تک اور ''مانچسٹر'' سے لے کر ''کراڈیف'' تک ختم نبوت کے مبلغین وزعماء نے دورہ کر کے مسلمانوں کو اس ختم نبوت کے مسئلہ کی نزاکت واہمیت سے آگاہ کیا۔

مولانا اللہ وسایا کا ہڈرسفیلڈ، بریڈفورڈ اور باٹلی میں ورود مسعود

اسی قافلہ کے ایک محترم رفیق ومبلغ عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت پاکستان کے مرکزی رہنما حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب (دامت برکاتہم) جو یہاں برطانیہ میں کچھ عرصہ کے لئے ٹھر گئے تھے، اور چند ایام اور ٹھیرنے والے ہیں، ان کے لئے یہ پروگرام ترتیب دیا گیا تھا کہ وہ مختلف شہروں میں رہ کر خواص وعوام کو اس موضوع کے بارے میں خصوصی طور پر آگاہ فرمائیں، اور علماء کو بھی باقاعدہ طور پر اس کے لئے تیار کریں، اور ان کو بھی اس سلسلہ کا مواد اور چیزیں مہیا فرمائیں۔ تو ہڈرسفیلڈ میں بھی مولانا کا بیان ایک ہفتہ تک چلتا رہا۔ اس کے بعد باٹلی کے فضلاء و علماء کی جماعت رابطہ نے اپنے زیر اہتمام پورا ہفتہ باٹلی میں حضرت مولانا کا پروگرام رکھا، جس میں ہمارے فاضل علماء مولانا موصوف کا بیان وغیرہ لکھتے بھی رہے اور ریکارڈنگ بھی کرتے رہے۔ حضرت مولانا موصوف اپنے تجربہ اور اس فن کے ماہر ہونے کی بنا پر فضلاء کرام کو بتلاتے رہے۔ یہ سلسلہ پورا ہفتہ چل کر کل ختم ہوگیا۔ اور مولانا موصوف کل ''بریڈفورڈ'' بھی اسی سلسلہ کی تبلیغ کے لئے تشریف لے گئے تھے۔

مولانا اللہ وسایا کے اکرام میں الوداعی جلسہ:

آج کی یہ الوداعی مجلس اور یہ جلسہ باٹلی، ڈیوز بری کی حیثیت سے مولانا موصوف کے اعزاز میں گویا آخری پروگرام ہے۔ جس میں مسئلہ ختم نبوت کے نازک اور اہم پہلو پر حضرت مولانا اپنے انداز میں بیان فرمائیں گے۔ اور مولانا کے بیان سے پہلے وہ فاضل علماء جنہوں نے مولانا کا درس تحریری طور پر ضبط کیا ہے وہ بھی اپنے اپنے تأثرات وقلبی احساسات نظم ونثر کی شکل میں پیش کر کے حاضرین کو محظوظ کریں گے۔ ان شاء اللہ۔ میں صرف ایک بات عرض کرنے کی خاطر کھڑا ہوا ہوں اور وہ یہ کہ مسئلہ ختم نبوت اسلامی عقائد کا ایک بنیادی مسئلہ ہے۔ جس پر اگر آپ غور کریں تو سارے مذہب کا، سارے دین کا اور ساری شریعت کا دارومدار ہے۔

رسول اللہ (ﷺ) مقام، مکان او زمان ہر لحاظ سے خاتم الانبیاء ہیں:

عقیدۂ ختم نبوت کا مفہوم یہ ہے کہ سلسلۂ انبیاء (علیھم السلام) جو حضرت آدم (علیہ السلام) شروع ہوا، اس کو حق سبحانہ وتعالیٰ نے حضرت محمد مصطفیٰ (ﷺ) پر مکمل فرمادیا، حضرت محمد (ﷺ) مرتبہ کے لحاظ سے بھی خاتم النّبیین ہیں اور مکان کے لحاظ سے بھی خاتم النّبیین ہیں، زمان کے لحاظ سے بھی خاتم النّبیین ہیں۔ نبوت کا کوئی مرتبہ آپ (ﷺ) کے مرتبہ سے بڑھ کر نہیں، نبوت کی کوئی شان آپ (ﷺ) کی شان سے ماوراء نہیں۔ اسی طرح آپ (ﷺ) کے بعد نبوت کی کوئی ضرورت باقی نہیں رہی۔

قرآن کریم کی سو آیتوں میں ختم نبوت کا ذکر ہے:

حق تعالیٰ نے مختلف عنوانات کے ذریعہ اس کا اعلان قرآن مجید میں فرمایا۔ اور سو سے اوپر آیتیں ایسی ہیں جن میں بڑی صراحت کے ساتھ یہ فرمایا گیا کہ رسول اللہ (ﷺ) آخری نبی ہیں۔ اور یہ فرمایا گیا: وما ارسلناك الا رحمةً للعالمين ۔ اب عالمین، میں تو سارا جہان، قیامت تک آنے والا سب کچھ شامل ہے۔ اور کہیں یہ فرمایا کہ وما ارسلناك الا كافة للناس، اور کہیں یہ فرمایا کہ یا ایھا الناس انی رسول الله الیکم جمیعًا۔ تو یہ عمومیت نبوت کی، رحمت کی اور یہ عمومیت رسالت کی، کیا یہ کافی نہیں ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ (ﷺ) ساری دنیا جہان کے لئے پیغمبر بن کر تشریف لائے۔ بلکہ اتنی بات پر بات ختم نہیں ہوتی۔

حضور (ﷺ) کا حجۃ الوداع کا خطبہ ختم نبوت کی دلیل ہے:

بلکہ حضور (ﷺ) نے حجۃ الوداع کے خطبہ میں جوارشادفرمایا: (اورخطبہ کاانداز ایسا تھا کہ گویا کوئی آدمی کسی سے آخری ملاقات اور بات کر رہا ہو) کہ شاید میری اورتمہاری ملاقات آئندہ ہو یا نہ ہو، اورکبھی یہ ارشادفرماتے ہیں: خدا کی طرف سے جودین دیا گیا ہے وہ سارامیں نے پہنچا دیا ہے۔تو سب لوگوں نے گواہی دی کہ آپ (ﷺ) نے بلاکم وبیش دین پہنچادیا ہے۔بلکہ پہنچانے کا حق ادا کردیا ہے۔تو آپ (ﷺ) آسمان کی طرف اشارہ کرکےارشادفرماتے ہیں: اے اللہ! انہوں نے میری رسالت کی گواہی دے دی۔تو بھی گواہ ہوجا کہ میں نے تیرادین بلاکم وبیش کامل ومکمل ان تک پہنچادیا۔پھر آپ (ﷺ) یہ ارشادفرماتے ہیں: لوگو: تم اس پر گواہ رہو کہ اب میں تمہیں یہ کہتا ہوں: ’’الا فلیبلغ الشاھد الغائب ‘‘اورکہا: اب کوئی نیا نبی نہیں آئے گا، میرے بعد جس کا آپ کوانتظار کرنا پڑے، اب کوئی اورکتاب نہیں آئے گی، اوراب امت کوئی اورنہ ہوگی۔تم میری آخری امت ہو۔میں خدا کا آخری پیغمبر ہوں۔یہ دین خدا کا آخری اورمکمل دین ہے، اب اس دین کو پوری دنیا میں تم ہی کو پھیلانا ہے۔

صحابہ کرامؓ نے دین کے پہنچانے کا حق ادا کردیا:

صحابہ کرام (رضوان اللہ علیہم اجمعین) نے بھی اس دین کے پہنچانے کا حق اس طرح ادا کیا کہ ایک لاکھ سے زائد صحابہ کرامؓ عرب کے اس خطہ میں تھے، لیکن آج دس ہزار کے قریب کی قبریں اس خطہ میں موجود ہیں، باقی سارے عرب سے نکل کر دنیا کے کونے کونے میں اس دین کی نشرواشاعت کی خاطر پہنچ گئے، کیونکہ وہ اس بات کے منتظر نہ تھے کہ کوئی نیا نبی آئے گا، کوئی نئی شریعت لائے گا، نیا دین لائے گا، انہوں نے دین اوردین کی دعوت کا حق ادا کیا، مراکش اور افریقہ کے جنگلوں سے لے کرانڈونیشیا کے کناروں تک دین کو پہنچایا، اوردین کوانہوں نے، ان کے شاگردوں نے کشتیوں پر سوار ہوکر، پیدل چل کر، پہاڑوں اور جنگلوں کا راستہ قطع کرتے ہوئے، اورگھوڑوں اوراونٹوں پر سفر کرتے ہوئے، پیٹ پر پتھر باندھتے ہوئے، بھوکے رہ کراور پیاس کو برداشت کرتے ہوئے خدا کے دین کودنیا کے کونے کونے میں پہنچایا۔اس لئے کہ ان کا عقیدہ تھا کہ اب ہمارے پیغمبر کے بعدکوئی پیغمبر پیدا نہ ہوگا۔

حجۃ الوداع کے موقع پر نازل شدہ آیت ’’ الیوم اکملت لکم دینکم الی آخرہ‘‘ بھی ختم نبوت کی دلیل ہے:

یہ آیت کریمہ جو میں نے آپ حضرات کے سامنے تلاوت کی ہے اس کا نزول حجۃ الوداع کے موقع پر ہوا؛ اللہ تعالیٰ نے بھی اس بات پر گویا مہر لگادی جب حضرت نبی کریم (ﷺ) نے حضرات صحابہ (رضوان اللہ علیہم اجمعین) کو گواہ بنایا کہ میں نے خدا کا دین تم تک کامل ومکمل پہنچادیا، تو سب نے کہا کہ پہنچایا نہیں بلکہ پہنچانے کا حق ادا کردیا، پھر آپ (ﷺ) نے ’’اللھم اشھد ‘‘ تین مرتبہ فرمایا۔ تو خدا نے گواہ کے طور پر، شہادت کے طور پر یہ آیت نازل فرمائی ’’ الیوم اکملت لکم دینکم الخ‘‘۔

کوئی شخص یا جماعت ضد وضلال و پاگل پن میں نہ ہو تو اس کے لئے بہت واضح ہے:

دوستو! یہ تو اتنی عام بات ہے کہ معمولی پڑھا لکھا آدمی بشرطیکہ کسی ضد، کسی ضلال اور کسی گمراہی کا شکار نہ ہوگیا ہو، اور اس کا دماغ کام کررہا ہو، پاگل نہ ہوگیا ہو، وہ بھی یہ بات سمجھ سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنا دین مکمل فرمادیا ہے اور یہ کامل اور مکمل کا لفظ اللہ تعالیٰ نے آدم (علیہ السلام) کے لئے نہیں فرمایا، اور نہ تو نوح (علیہ السلام) کے لئے فرمایا، اور نہ تو موسیٰ (علیہ السلام) اور داؤد (علیہ السلام) اور عیسی (علیہ السلام) کے لئے فرمایا، حالانکہ یہ سب انبیاء (علیھم السلام) آسمانی کتابیں لیکر آئے تھے۔

جھوٹے نبی کی نبوت کے چند دلائل:

یہ جو قادیانی دجال ہے اس نے خود کتابیں لکھی ہیں، اس پر آسمانی کتابیں اتری اور اتاری نہیں گئی ہیں، سچے اور جھوٹے نبیوں کی علامتوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ سچے نبیوں پر کتابیں آسمانوں سے اتری ہیں، سچے نبیوں پر کتابیں آئی ہیں، وحی اتری ہیں، ان پر صحیفے اترے ہیں، صحیفوں کی تعداد سو کے قریب علماء بتاتے ہیں، اور چار کتابیں ہیں، تورات، زبور، انجیل اور قرآن مجید۔ اللہ کے جتنے سچے نبی ہیں ان پر وحی آئی ہے ان پر کتابیں، صحیفے نازل ہوئے ہیں اگر نہیں اترے ہیں تو وحی تو اللہ کی طرف سے ضرور آئی ہے۔

لیکن یہ قادیانی دجال کتابیں لکھتا رہا، لیکن جتنے بھی انبیاء (علیہم السلام) آئے ہیں ان میں سے کسی ایک نے بھی کوئی کتاب نہیں لکھی، اگر کسی کے پاس ثبوت ہو تو پیش کرے۔ اور اللہ کا سچا نبی کتابوں کے لئے چندہ نہیں کرتا لیکن مرزا قادیانی نے کتابوں کے لئے چندہ کیا ہے۔ اور اللہ کا سچا نبی فراڈ نہیں کرتا، جب کہ مرزا قادیانی کہتا ہے کہ لکھوں گا پچاس اور لکھتا ہے پانچ، جب لوگوں نے مؤاخذہ کیا تو کہا کہ پانچ اور پچاس میں کیا فرق ہے، صرف نقطہ کا تو فرق ہے۔ اتنا بڑا افراڈی، مکرو فریب کرنے والا۔ اس کی ایک ایک بات میں فریب، سچے اور جھوٹے نبی کا یہی واضح فرق ہے۔

جھوٹے نبی کی ہر بات سے جھوٹ ٹپکتا ہے:

سچے نبی کی ایک ایک بات سے صداقت ٹپکتی ہے۔ اور جھوٹے نبی کی ہر ہر بات سے کذب ظاہر ہوتا ہے، اور کوئی صداقت نہیں ہوتی، سچا نبی معصوم ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ کی حفاظت کا پہرا اس پر ہوتا ہے، اور اللہ تعالیٰ گناہ کو حکم دیتے ہیں کہ میرے نبی کے قریب بھی مت جانا، ابھی آپ حضرات کے سامنے ہمارے عزیز بھائی نے سورۂ یوسف کی جو ابتدائی آیت تلاوت کی ہے اس میں آگے چل کر یہی بات آتی ہے کہ ”کذالك لنصرف عنه السوء و الفحشاء“ اللہ تعالیٰ نے یوں فرمایا کہ یہ سارا اس لئے ہوا تا کہ ”ہم بے حیائی اور برائی کو حضرت یوسف (علیہ السلام) سے ہٹادیں“، اللہ تعالیٰ نے یوں نہیں کہا کہ ہم یوسف (علیہ السلام) کو ہٹادیں وہ تو وہیں پر ”معاذ اللہ“ کہہ کر الگ ہو گئے تھے، اللہ کے پہرے میں تھے، اللہ کی حفاظت میں تھے۔ اللہ تعالیٰ برائی کو پکڑ کر کہتے ہیں کہ میرے معصوم نبی کے پاس نہ جانا، جب پیغمبر کو معصیت اور مصیبت کا سامنا ہوتا ہے تو ایک طرف تو پیغمبر کو یہ کہا جا رہا ہے کہ تم میرے مشرب پر آجاؤ!، اور دوسری طرف مصر کے حاکم کی اہلیہ کہہ رہی ہے کہ میرے جال میں آجاؤ!۔ اگر نہیں آؤ گے تو کسی نہ کسی مصیبت میں مبتلا ہو جاؤ گے!۔ اب یوسف (علیہ السلام) کے پاس دو راستے ہیں، ایک طرف تو اپنی مالکہ کے ساتھ برائی میں مبتلا ہونا، اور یہ اس کے گھر کے نوکر ہیں، اگر چہ بیٹے سے زیادہ عزیز ہیں، لیکن ہے تو اس گھر کی مالکہ، کوئی باہر کا آدمی نہیں، گھر کا اپنا مالک، شیطان اتنی زیادہ قوت کے ساتھ آتا ہے کہ شاید کسی اور کے پاس اتنی قوت سے نہ گیا ہوگا۔

وہ عورت اس بات کی دعوت دیتی ہے کہ میری خواہش جو ہے وہ تجھے پوری کرنا ہوگی، اگر ایسا نہیں کرے گا تو تجھے جیل جانا ہوگا، ایک طرف معصیت دوسری طرف مصیبت

ہے۔لیکن اللہ کا پیغمبر دوسری طرف یہ کہہ رہا ہے : کہتا ہے کہ اے اللہ! رب السجن احب الی ممایدعوننی الیه ،مصیبت کوسہنے اور قبول کرنے کو تیار ہوں لیکن میں معصیت میں مبتلا ہونے کے لئے تیار نہیں۔اور یہ معصیت میں مبتلاء نہ ہونا پیغمبر کی معصومیت ہے۔

کیا نبی ایسا بے شرم اور بے حیا ہوتا ہے؟

اور جھوٹے نبی کی معصیت کی یہ حالت ہے کہ غیر محرم عورتیں رات کو پہرہ دے رہی ہیں۔اور یہی عورتیں رات کو ٹانگیں دبا رہی ہیں،اور غیر محرم عورتیں ان کے سامنے بے تحاشا آتی جاتی رہتی ہیں۔یہ جھوٹے کی علامت ہے۔سچا وہ ہے جو عظمت خداوندی کے پہرے میں ہے۔سچا وہ ہے جو خود کتابیں نہیں لکھتا، بلکہ اللہ کی طرف سے جو وحی آتی ہے اس وحی کو بلا کسی کمی وبیشی کے لوگوں تک پہنچاتا ہے۔سچا وہ ہے جو خدا کے گھر کا طواف کرتا ہے،اور جھوٹے کو کبھی بھی زندگی بھر توفیق نہیں ہوئی کہ اللہ کے گھر کی زیارت کرے۔وہ اس خطرے میں رہ گیا کہ اگر میں نکلا تو اللہ کے نبی (ﷺ) کے سچے عاشق میری تکا بوٹی کر دیں گے۔وہ نبی تھوڑا ہے۔اس نے تو نبوت پر ڈاکہ زنی کی ہے اور ختم نبوت پر بھی۔

انبیاءؑ کے ناموں سے بھی حجت ہے:

پھر اس کا نام بھی نبی جیسا نہیں،تمام انبیاء (علیہم السلام) آدم (علیہ السلام) سے لے کر حضرت محمد (ﷺ) تک جن رسولوں اور نبیوں کے نام قرآن مجید اور سنت نبویہ میں ہیں وہ سب کے سب مفرد ہیں،آدم مفرد ہے ،نوح مفرد ہے،اسی طرح دیگر انبیاء سابقین (علیہم السلام) کے اسماء مفرد ہیں۔آپ (ﷺ) کے بہت سارے نام ہیں وہ سب کے سب مفرد ہیں۔اگر کسی کا نام مرکب ہے تو وہ مرزا غلام احمد قادیانی کا نام ہے،اس کا نام اس کے ماں باپ نے کیا رکھا،غلام احمد یعنی احمد کا غلام۔لیکن یہ ایسا پاپی بنا کہ غلامی سے انکار کر کے جناب محمد (ﷺ) کی نبوت کے ساتھ جا کے کھڑا ہو گیا۔اس کا نام نبیوں جیسا نہیں،اس کا کام نبیوں جیسا نہیں،اس کا پروگرام نبیوں جیسا نہیں۔

جھوٹے کا قرآن کیا سارا پروگرام چار سو بیس ہے:

یہ جسے قرآن کہتا ہے جس کا نام اس نے ''تذکرہ'' رکھا ہے،آپ حضرات پہلے بھی یہ

لفظ علماء کرام سے سن چکے ہیں اور یہ لطیفہ بھی سن چکے ہیں کہ اس کے صفحات کتنے ہیں۔اس کے صفحات ۸۴۰ اور ورق ۴۲۰، اور چار سوبیس کا لفظ فراڈ کے لئے آتا ہے۔اب یوں یاد کرلو اور بچوں کو بھی یاد کراؤ، اور دوسروں کو بھی یاد کراؤ کہ قادیانی مسلک چار سوبیس اور قادیانی مذہب بھی چار سو بیس۔قادیانی قرآن چار سوبیس، قادیانی نبی چار سوبیس۔اور ان کا قبلہ اور کعبہ بھی چار سوبیس۔گویا کہ ان کا سارا پروگرام چار سوبیس۔تو قادیانی کا ترجمہ چار سوبیس کرو۔جب چار سوبیس آئے گا تو ہر آدمی بچے گا۔کیونکہ یہ ایسا ناسور ہے کہ ہر آدمی اس سے بچے گا۔

قصر نبوت کی تکمیل کی ایک خوبصورت مثال:

کون ایسا آدمی ہے جو یہ نہیں سمجھ رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فرمان ’’الیوم اکملت ‘‘الخ کے بعد، اور نبی (ﷺ) کی شہادت کے بعد، اور اس کے جواب میں صحابہ کرام (رضوان اللہ علیہم) کے جواب کے بعد، اللہ تعالیٰ گویا اس بات کی گواہی دے رہے ہیں، اس پر مہر لگا رہے ہیں، اعلان فرما رہے ہیں: آج کے دن میں نے دین کو مکمل کردیا۔بخاری شریف میں روایت ہے کہ نبی (ﷺ) نے فرمایا: میری اور پہلے انبیاء (علیہ السلام) کی مثال ایسی ہے کہ ایک آدمی ایک بہت بڑا محل تیار کرے، اور وہ شاندار بنائے، لوگ دیکھ کر یہ کہیں کہ یہ بہت شاندار محل ہے۔لیکن اس میں ایک اینٹ کا فرق باقی رہ گیا ہے۔آپ (ﷺ) فرماتے ہیں: وہ آخری اینٹ میں ہوں۔جس نے قصرِ نبوت کی تکمیل کردی۔اب یہ قصر نبوت مکمل ہوگیا ہے اب اس میں کسی قسم کی اینٹ کی گنجائش نہیں۔یہ مثال دیکر قصر نبوت کی تکمیل کا اعلان کیا، اب جو کوئی اس میں داخل ہونے کی یا داخل کرنے کی کوشش کرتا ہے تو وہ تلبیس کرتا ہے یا تنقیص کرتا ہے۔وہ ڈاکہ زنی کرتا ہے اپنے لئے جگہ بناتا ہے۔تو گویا ڈاکہ زنی کرتے ہوئے، نقب لگاتے ہوئے قصر نبوت کو داغدار کرنے کی کوشش کرتا ہے۔لیکن اسے معلوم ہونا چاہئے کہ اللہ تعالی کا وعدہ ہے کہ ہم جھوٹا الزام باندھنے والے کو ایسا ذلیل کریں گے کہ وہ دنیا میں بھی ذلیل ہوگا اور آخرت میں بھی ذلیل ہوگا۔یہی وجہ ہے کہ مدعیان نبوت اپنے اپنے زمانہ میں ذلیل ہوئے اور قادیانی بھی ذلیل ہوئے اور قیامت میں جو ہوگا سو ہوگا اور وہ اس کے علاوہ ہوگا۔

دین کامل مکمل ہوگیا، اب نئے نبی کی ضرورت نہیں!

اور فرمایا: آج کے دن میں نے آپ (ﷺ) کے لئے دین کو مکمل فرمادیا، اپنی نعمتوں کو

تمام کر دیا،اورتمہارے لئے دین اسلام کو پسند کیا،بس اتنی باتوں کے بعد کوئی شبہ رہ جاتا ہے کہ ہمارا دین نامکمل تھا جس کومکمل کرنے کے لئے کوئی نبی پیدا ہوگا یا آئے۔ہمارا دین نامکمل تھا جس کی شرح کے لئے کوئی مجدد آئے،امام مہدی آئیں گے،آسمان سے عیسیٰ (علیہ السلام) اتریں گے،لیکن عیسی (علیہ السلام) نبی تھے بنی اسرائیل کے لئے،قرآن کا ارشاد ہے ورسولاً الی بنی اسرائیل ،ہم ان کو بنی اسرائیل کا نبی مانتے ہیں،ہم ان کی نبوت کے قائل ہیں،لیکن وہ امت محمدیہ کے لئے مبعوث ہوکرنہیں آئیں گے، یہاں آکر شریعت محمدیہ کی پیروی کریں گے، اسی کی تقلید کریں گے۔اوراسی کو تازہ کریں گے۔ان کی مٹی ہوئی باتوں کو زندہ کریں گے۔جہاد کریں گے اور دجال اکبر کو جو شیطنیت اور گمراہی،دجل وفریب کے لحاظ سے چوٹی کی شخصیت ہوگی۔اللہ تعالیٰ روحانیت کے لحاظ سے چوٹی کی شخصیت یعنی عیسیٰ (علیہ السلام) کو دوبارہ اتار کر اس کے ساتھ اس کا مقابلہ کرائیں گے،عیسیٰ (علیہ السلام) دجال کو اپنے ہاتھ سے قتل کریں گے۔

امت محمدیہ کے امام کا کتنا بڑا اعزاز ہے!

اور دیکھو امام مہدی علیہ الرضوان کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔اس امت محمدیہ کے امام کا اتنا بڑا اعزاز ہے،کیونکہ یہ امت تمام امتوں کی امام ہے۔یہ امت وہ ہے جس میں شمولیت کے لئے دیگر انبیاء (علیہم السلام) دعا کرتے رہے کہ یا اللہ اس امت میں ہمیں پیدا فرما اور عیسی (علیہ السلام) کوئی اپنی بات جاری نہیں کریں گے جب کہ عیسی (علیہ السلام) بنی اسرائیل کے نبی تھے۔باقی کسی کو کیا حق پہنچتا ہے کہ کسی امت میں اٹھ کر اپنی بات جاری کرے،اپنی شریعت اپنا حکم جاری کرے۔وہ تو ایک خدائی مشن پر آرہے ہیں،جہاد کو زندہ کرکے دجال کو قتل کرکے وہ یہ ثابت کریں گے کہ انبیاء (علیہم السلام) کا طریقہ تو یہ ہے۔سنت یہی ہے اس امت میں جہاد قیامت تک جاری رہے گا۔امام مہدی علیہ الرضوان ان کے ساتھ ہوں گے اور علم اسلام ان کے ساتھ ہوگا۔پھر وہ نکاح کریں گے،وہ وفات پائیں گے۔رسول اللہ (ﷺ) نے فرمایا: وہ میرے پاس دفن ہوں گے۔اور روضۂ اطہر میں آج بھی جگہ باقی ہے،اس سے سچے اور جھوٹے کا پتہ چل جائے گا۔اس جعل ساز نے بیشمار جعل سازیاں کی،کبھی کہتا ہے: میں آدم ہوں،کبھی کہتا ہے: میں نوح ہوں۔کبھی ابراہیم،کبھی مسیح موعود اپنے آپ کو کہتا ہے،کبھی مثیل مسیح

کا دعویٰ کرتا ہے اور کبھی کہتا ہے: میں مہدی ہوں اور کبھی کہتا ہے: میں محمد ﷺ ہوں (نعوذ باللہ) اور کبھی خدائی کا دعوی کرتا ہے۔

اس کی تو کوئی نسل ہی نہیں۔نبوت تو درکنار وہ تو شریف آدمی کے درجہ پر بھی بیٹھنے کے قابل نہیں۔تو مرزائیوں،قادیانیوں نے پاکستان میں مار کھانے کے بعد اور ہارنے وختم ہونے کے بعد یہاں پرانہوں نے جو پروگرامز بنائے،ان کے پروگراموں سے آگاہی کے لئے حضرات علمائے کرام تشریف لائے۔اورانہوں نے آ کر پوری تفصیل کے ساتھ پورے ملک میں امت کو بیدار کیا،اور وہ باتیں جو ابھی تک قادیانیوں کی مسلمانوں کو معلوم نہیں تھیں،ان کے بارے میں تحریری طور پر اور تقریری طور یہاں کے مسلمانوں کو بھی اور علماء کرام کو بھی بتلایا۔

اوراس کے علاوہ ”عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت “کا اعلان ہوا۔اور جس کے صدر دار العلوم ’بری‘ کے مہتمم ’’مولانا محمد یوسف متالا صاحب‘‘ ہیں۔اور آرگنائزر’’محمد اشرف صاحب‘‘ ہیں جو لندن میں مقیم ہیں۔اور انشاء اللہ آئندہ ترتیب بنتی رہے گی۔اوراس موضوع کے لئے آپ حضرات مولانا سے اور دیگر ذمہ داروں سے رابطہ قائم کر سکتے ہیں۔اسی سلسلہ میں مبلغ ختم نبوت مولانا اللہ وسایا صاحب تشریف لائے تھے جیسا کہ میں پہلے عرض کر چکا ہوں۔ان کا پروگرام باٹلی میں آٹھ دن کا تھا۔جہاں علماء کے لئے خصوصی اور عوام کے لئے عمومی مجالس مختلف مسجدوں میں ہوتی رہیں۔آج اسی سلسلہ کا یہ آخری پروگرام ہے۔باقی تفصیلات آپ حضرات کے سامنے آنے والی ہیں۔اس طرح ہمیں بیدار رہنے،آگاہ رہنے،اوراپنے دین اور ایمان کے تحفظ کے لئے جانی اور مالی قربانی کرنے کی ضرورت ہے۔اللہ تعالی توفیق عطا فرمائیں۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

مولانا عبد الرشید کے بیان کے بعد مولانا اسماعیل راجہ صاحب مدظلہ(فاضل دار العلوم بری)نے ایک نظم سنائی جو مولانا عبد الحئی سیدات صاحب المعروف بہ مولانا نادرؔ صاحب لاجپوری مدظلہ نے لکھی تھی۔اسباق اور درسوں کے ذریعہ حضرت مولانا جو متاثر ہوئے ہیں اور دل پر جو گہری چوٹ لگی ہے،ان کو حضرت مدظلہ نے قلم بند فرمایا ہے۔مولانا اسماعیل

راجہ صاحب (حال مقیم المدینة المنورة) نے نظم سنانے سے پہلے فرمایا: یہ نظم جو مولانا صاحب نے قادیانیوں کی تردید میں لکھی ہے اور اس میں جو برائیاں مذکور ہیں اس کو فرضی نہ سمجھا جائے۔ بلکہ یہ حقائق ہیں۔ واقعةً یہ برائیاں اس کم بخت میں موجود تھیں، اور اس کی برائیاں کرنا (جس طرح ہم بڑوں سے سنتے ہیں) جتنی بھی کی جائیں گی کم ہیں۔ جناب رسول اللہ (ﷺ) سے اتنا ہی قرب ہوگا۔ اللہ رب العزت ہم سب کو اس فتنہ سے محفوظ رکھے۔ اور حضور پاک (ﷺ) کا قرب نصیب فرمائے۔ آمین۔

آئندہ صفحہ پر وہ نظم پیش کی جارہی ہے۔ اس پر تبصرہ کرتے ہوئے جناب مولانا عبد الرشید ربانی صاحب نے فرمایا: حضرت مولانا جو فـــــادر کا تخلص رکھتے ہیں انہوں نے قادیانی شیطانوں کے خلاف یہ نظم تیار کی ہے۔ وہ شعراء جو اسلام کی مدح میں یا دشمنان اسلام کی مذمت میں اشعار کہے ہیں ان شعراء کی نسبت اور تعلق (ان شاء الله) حضرت حسان بن ثابت (رضی اللہ عنہ) سے ہوگا جن کا لقب شاعرِ رسول اللہ (ﷺ) ہے۔ مشرکین مکہ حضور (ﷺ) کی ہجو میں نیز اسلام اور مسلمانوں کے خلاف جو اشعار کہتے تھے، حضرت حسان بن ثابت (رضی اللہ عنہ) مسجد نبوی میں بیٹھ کر اشعار ہی میں اس کا منہ توڑ جواب دیتے تھے۔ اور رسول اللہ (ﷺ) ان کو جواب دیتے تھے۔ اللهم ايده بروح القدس کہ اے اللہ: جبرئیل امین (علیہ السلام) کے ذریعہ حضرت حسانؓ کی مدد کر!۔ اور حضرت حسان بن ثابت (رضی اللہ عنہ) عربوں کے شعراء میں مایہ ناز شاعر تھے اور انہی اشعار میں سے ان کا یہ شعر بھی ہے۔ ؎

فـــان ابـــی ووالــده وعــرضــی
لــعــرض مــحــمــد مــنــکــم وقــاء

(بخاری ج۲ ص۵۹٤)

ہم یہ سمجھتے ہیں کہ شعراء اپنے انداز سے، لکھنے والے اپنے انداز سے، نثر والے اپنے انداز سے، مقررین اپنے انداز سے، اہل قلم اپنے انداز سے اور اہل سیف اپنے انداز سے جو بھی اسلام کا دفاع کرتے ہیں تو ان کا شمار ہوتا ہے جناب رسول اللہ (ﷺ) کے عاشقین میں اور عشاق میں اور یہ حضرات عاشقین رسول اللہ (ﷺ) کی شفاعت کے مستحق ہوں گے۔

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين۔

نظم

بیاں کرتا ہوں میں ناپاک سیرت ایک انساں کی
حقیقت میں تو سوّر تھا لئے صورت انساں کی

بڑا زندیق تھا،مردود تھا ،ملعون بھی وہ تھا
بڑا ابلیس تھا بھاگا ہوا چوکھٹ سے یزداں کی

کبھی کہتا ، خدا کا باپ بھی ہوں اور بیٹا بھی
کبھی کہتا کہ میں بیوی ہوں خدا کی ،ہے قسم جاں کی

کبھی کہتا میں نطفہ ہوں خدا کا مان لو مجھ کو
ذرا گستاخیاں دیکھے تو کوئی اس بے ایماں کی

کبھی کہتا میں جے سنگھ ہوں کبھی کہتا برہمن ہوں
کبھی کہتا ہے کہ حیض آتا ہے مجھ کو مثل نسواں کی

وہ اک الہامی گرگٹ تھا،وہ اک الّو کا پٹھا تھا
کبھی کہتا کہ جائے عار و نفرت ہوں میں انساں کی

کمینہ دن میں سو سو بار وہ پیشاب کرتا تھا
وہ چشمہ تھا یا پرنالہ یا بارش زور و طوفاں کی

وہ ٹانگیں غیر محرم عورتوں سے تھا روز دبواتا
لگی رہتی تھی ہر دم چاٹ اس کو جسم عریاں کی

مُرا جسدم تھا قے آلود کرتہ اس اناڑی کا
تو پا خانے سے لت پت تھی ایزار اس جھوٹے ناداں کی

وہاں بد بو تھی ایسی پاس ٹھہرا بھی نہ جاتا تھا
نحوست آج تک ہے چار سو اس گندے داماں کی

گدھا دجال کا اور لاش تھی ابلیس کی اس پر
ہنسی ہوگی یہ منظر دیکھ کر ہر چیز دوراں کی

خدا ان کوہدایت دے یا ان سے پاک ہو دنیا
کہ یہ سور پڑے پیچھے ہیں ناموس رسولاں کی

یہ دھنس جائیں زمیں میں ان پہ برسیں آگ کے شعلے
پڑیں کیڑے زباں میں ایک اک مرزائی شیطاں کی

رہے جب تک یہ زندہ ہو ذلیل وخوار دنیا میں
جسے کتے نہ سونگھیں یہ مرے وہ موت حیواں کی

غلامان محمد مصطفیٰ ﷺ اب جاگ اٹھے ہیں
منائیں قادیانی خیر، اپنے تخت و ایواں کی

چلے ہیں باندھ کے سر سے کفن ہاتھوں میں جاں لیکر
خدایا لاج رکھ لے آج تو خون شہیداں کی

بچھاڑا باٹلی میں قادیانی شیر کو جس دم
دھری ہی رہ گئی اسکیم مرزائی پہلواں کی

ہماری آنکھ سے آنکھیں ملا سکتا نہیں کوئی
جسے ہمت ہو کرلے آزمائش زور ایماں کی

غنیمت جان لوموقع ابھی توبہ کرو ورنہ
سلاخیں منتظر ہیں خیر مقدم کرنے زنداں کی

دعاء ہے یا الٰہی کر حفاظت سارے فتنوں سے
خصوصًا فتنہ مرزائیت سے ہر مسلماں کی

یہ جھوٹے نبی قادیانی کے چیلے
ہیں برطانیہ میں نجاست کے ڈھیلے
جہاں بھی ملیں ان کو مارو بھگاؤ
کہ پھر یہ کہیں جھوٹے پاپڑ نہ بیلے

از: مولانا عبدالحئی سیدات صاحب مدظلہ المعروف بہ نادرؔ لاجپوری

حضرت مولانا مفتی موسیٰ صاحب دامت برکاتہم کے تأثرات

حضرت مولانا مفتی موسیٰ بدات صاحب (دامت برکاتہم) خلیفہ حضرت مولانا مفتی محمود صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) خطیب ٹیلر سٹریٹ مسجد، نے حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب مدظلہ کے بیانات اوردرس (جوانہوں نے باٹلی میں دیا تھا) کی تلخیص فرمائی اورسامعین کے سامنے پیش کی۔ اللہ جل جلالہ کی حمد وثنا اور رسول اللہ (ﷺ) پر صلوٰۃ وسلام کے بعد حضرت مفتی صاحب مدظلہ نے شیخ سعدیؒ کا یہ شعر پڑھا:

خلاف پیمبر کسے راہ گزید
ہرگز بمنزل نہ خواہد رسید

آخر ختم نبوت کا مسئلہ اتنا اہم کیوں ہے؟

معزز علماء کرام اور بزرگان دین: بزرگوں کا ارشاد ہوا، جس کی تعمیل میں میں کھڑا ہوگیا کہ دو چار باتیں عرض کروں۔ حضرت مولانا موصوف کا باٹلی میں جو قیام رہا اوراس قیام کے دوران حضرت مولانا موصوف سے استفادہ کرنے کا جوموقع ملا، میں اس کو اجمالاً بیان کروں۔ حضرت مولانا موصوف کی صحبت ہمیں باٹلی میں چند روز حاصل ہوئی، اس سے اتنی معلومات حاصل ہوئیں، اور الحمدللہ اتنی بیداری باٹلی کے علماء کے اندر پیدا ہوئی اس کو عرض کرنے سے پہلے دوتین باتیں عرض کرتا چلوں کہ ختم نبوت کا مسئلہ کتنا اہم ہے۔ آخر پوری دنیا کے اندر اتنا شور کیوں ہورہا ہے؟ دوسرے فرقے بھی موجود ہیں اس کے خلاف اتنا شور کیوں نہیں ہوتا؟ قادیانی فرقہ جب سے برپا ہوا اور جب سے یہ شوشہ نکلا ہے، اور یہ فتنہ جب سے شروع ہوا ہے اس وقت سے ہمارے اسلاف کی اور ہمارے اکابر کی نیند کیوں اڑ گئی؟ آخر کیا

بات ہے؟ اس کی اتنی بڑی اہمیت کیوں ہے؟

دین کے شعبوں میں سب سے اہم عقائد ہیں:

اصل بات یہ ہے کہ ختم نبوت کا جو مسئلہ ہے۔ عقائد کے ساتھ اس کا تعلق ہے۔ بلکہ پورے دین اسلام کے لئے اساسی حیثیت رکھتا ہے۔ دین کے مختلف شعبے ہیں، ان شعبوں کے اندر عقائد کو جو اہمیت حاصل ہے، وہ معمولی سوجھ بوجھ رکھنے والا مسلمان جانتا ہے، عقائد ہمارے دین اور اسلام کی بنیاد ہیں، گویا فاؤنڈیشن ہے۔ اور اس کے بعد جو اسلام ہے یعنی اعمال ہیں، وہ دوسرے نمبر پر ہے۔ تو یہ عقائد جڑ کی حیثیت رکھتے ہیں، اور اعمال وغیرہا شاخ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اگر کسی درخت کی جڑیں کھوکھلی کر دی جائیں اور پھر آپ درخت کو پانی پہنچاتے رہیں تو بھی وہ درخت زندہ نہیں رہ سکتا۔ اس لئے کہ درخت کا دارومدار جڑوں پر ہوتا ہے۔ ہاں اگر جڑیں باقی ہوں اور شاخیں کاٹ دی جائیں اور جڑوں کو پانی پہنچایا جائے تو انشاءاللہ وہ درخت پھل آور پھول آور اور تناور ہوگا۔ سرسبز ہو جائے گا۔ اگر کسی نے جڑیں کھود دیں ہوں اور صرف شاخیں باقی ہوں اوپر پانی ڈالتے رہیں کچھ بھی نہیں آئے گا۔ اور چند دنوں میں وہ درخت ختم ہو جائے گا۔

جب بھی ہمارے عقائد کو چیلنج کیا گیا، دین کے مجاہدین نے تن، من اور دھن کی بازی لگادی:

ہم سب جانتے ہیں کہ ختم نبوت کا مسئلہ عقائد کے ساتھ تعلق رکھتا ہے، عقائد جو ہیں وہ جڑیں اور بنیاد ہیں۔ چنانچہ تاریخ اسلام گواہ ہے کہ جب بھی کوئی آدمی پیدا ہوا یا جب بھی کوئی فرقہ پیدا ہوا جس نے ہمارے عقائد کو چیلنج کیا، جن سے عقائد پر ضرب پڑتی تھی تو اللہ کے دین کے مجاہد اس کے مقابلہ کے لئے نکلے۔ اور جان اور مال کی بازی لگادی۔ نبی کریم (ﷺ) کی آخر عمر تک کفار اور مشرکوں کے ساتھ اسی وجہ سے لڑائی ہوتی رہی کہ ان کے عقائد کے ساتھ سمجھوتا نہ ہوسکا اور نہ ہوا۔ کفار مکہ ایک مرتبہ کہنے لگے: چند دن ہم تمہارے معبودوں کی عبادت کرلیں تو چند دن کے لئے ہمارے معبودوں کی عبادت تم بھی کرلو۔ آپس میں صلح ہو جائے گی۔ لڑائی ختم ہو جائے گی۔

رحمۃ للعالمین (ﷺ) نے عقائد پر کسی سے مصالحت برداشت نہیں کی:

حضور (ﷺ) نے اس بات کو پسند نہیں فرمایا، اور ایک مرتبہ جوش میں آ کر فرمایا: یہ کفار قریش میرے ایک ہاتھ میں چاند اور دوسرے ہاتھ میں سورج کو رکھ دیں تو بھی میں اپنی تبلیغ اور مشن بند کرنے والا نہیں۔ بہر حال! آخر دم تک مشرکوں اور کفار کے ساتھ لڑائی ہوتی رہی مگر ان کے ساتھ عقائد کے بارے میں صلح نہ کی۔

صدیق اکبرؓ نے جب تک فتنہ مسیلمہ کذاب ختم نہیں کیا' چین نہ لیا:

آگے چلئے! حضرت صدیق اکبرؓ کے زمانے میں مسیلمہ کذاب نے نبوت کا دعویٰ کیا، گو دعویٰ پہلے سے کیا تھا، لیکن حضور (ﷺ) کی وفات کے بعد یہ فتنہ جب عروج پر آیا، اور اس کا شور ہوا، تو حضرت صدیق اکبر (رضی اللہ عنہ) میدان میں آئے، یعنی اس کے مقابلہ کے لئے لشکر روانہ کیا، اور جب تک اس فتنہ کو ختم نہیں کیا، چین نہ لیا۔ کتنے صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) نے جام شہادت نوش کیا۔ اور اس فتنہ کو ختم کر کے دم لیا۔ کیونکہ ختم نبوت کے ساتھ عقائد کے مسئلہ کا تعلق تھا۔

متحدہ ہندوستان میں وحدت ادیان کا مسئلہ اُٹھا تو مجدد الف ثانیؒ نے اس کو نیست و نابود کیا:

اور آگے چلئے! مجدد الف ثانی (رحمہ اللہ علیہ) کے دور کے اندر ہمارے ہندوستان کے اندر وحدت ادیان کا مسئلہ اٹھا اور اکبر بادشاہ نے نئے دین (دین الٰہی) کی بنیاد رکھی۔ اس وقت بھی ایک مرد مجاہد میدان میں آئے، اور مقابلہ کے لئے بادشاہ وقت ہے۔ کسی صلح اور سمجھوتے کے لئے تیار نہیں۔ اخیر دم تک بادشاہ کا مقابلہ کرتے رہے، قید کے اندر رہے۔ اور وحدت ادیان کا جو فتنہ اٹھا تھا اور دین الٰہی جو وہ لایا تھا، اس کو ختم کرنے کی محنت وجد و جہد کرتے رہے۔۔ قید میں بھی جانا پڑا، آخر وہ فتنہ جہانگیر کے دور میں جا کر ختم ہوا۔ جب جب ایسے فتنوں نے منہ دکھلایا ہے ہمارے اکابر و اسلاف میدان میں آئے ہیں۔

چنانچہ حضرت مولانا علی میاں (رحمتہ اللہ علیہ) نے عقائد کی اہمیت پر اپنی کتاب

''دستورحیات'' میں اور بہت مثالیں پیش کی ہیں۔اوراسی طرح ''تاریخ دعوت وعزیمت'' جلد چہارم کے اندر یہ لکھا ہے کہ عقائد کے بارے میں کوئی سمجھوتا نہیں کیا گیا۔

خلق قرآن کا مسئلہ آیا تو امام احمد بن حنبلؒ میدان میں آئے:

چنانچہ امام احمد بن حنبل (رحمۃ اللہ علیہ) کے دور کے اندر جب خلق قرآن کا مسئلہ اور اس کا فتنہ اٹھا،حضرت امام صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) نے کوئی سمجھوتا نہیں کیا۔اور مامون الرشید کے ساتھ اختلاف ہوا۔بادشاہِ وقت کے ہوتے ہوئے چونکہ مسئلہ' عقیدہ کا تھا اسی وجہ سے کسی بھی قربانی پر کسی سے کوئی سمجھوتا نہیں کیا،اپنے بدن پر کوڑے کھائے،قید کے اندر گئے۔مگر اخیر دم تک اپنی بات پر جمے رہے۔

قریب زمانہ میں شیعیت کا فتنہ اُٹھا تو مولانا محمد منظور نعمانی (رحمۃ اللہ علیہ) میدان میں آئے:

مزید آگے بڑھئے!ہمارے اس دور کے اندر شیعیت کا فتنہ اٹھا اور یہ عروج پر پہنچا اور خمینی نے اسلامی انقلاب کا دعویٰ کیا،یہ بھی ایک لمبی چوڑی کہانی ہے،اور اس کا تعلق عقائد کے ساتھ ہے،تو ہمارے علماء خاموش نہیں بیٹھے،چنانچہ مولانا محمد منظور نعمانی صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) نے اپنی پیرانہ سالی کے باوجود جب کہ اس وقت اسّی سال کی عمر ہو چکی تھی،انہوں ایک زبردست مدلل کتاب ''ایرانی انقلاب اور امام خمینی'' شیعیت کے مقابلہ پر لکھی۔شیعیت کے زبردست فتنہ سے امت کو آگاہ کیا۔بہرحال!جب بھی ایسے فتنوں نے سر اٹھایا،جس کے ذریعہ سے ہمارے عقائد پر زد پڑتی تھی تو اسلام کی غیرت جن کے دلوں میں تھی جن لوگوں کے اندر تھی وہ چین سے نہیں بیٹھے۔

قادیانیوں کے فتنہ کے لئے حضرت مولانا انور شاہ کشمیری (رحمۃ اللہ علیہ) اوران کے تلامذہ میدان میں آئے:

بارہا ہم سن چکے ہیں کہ ان قادیانیوں نے جب سر اٹھایا تو حضرت مولانا سید انور شاہ کشمیری (رحمۃ اللہ علیہ) کی نیند اڑ گئی،گویا ان کے سینے کے اندر بھٹی جل رہی تھی اور اس کی عملی شکل

حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری مرحوم تھے۔ عقائد بہت ہی اہم ہیں، جب ہمارے عقائد درست ہوں گے تو ہمارا دوسرا دین (اعمال) عنداللہ مقبول ہوگا۔ عقائد کے اندر اگر کوئی نقص آ گیا تو پھر ہمارا دین عنداللہ مقبول نہیں ہوسکتا۔ تو معلوم ہوا کہ ختم نبوت کے مسئلہ کا تعلق عقائد کے ساتھ ہے۔ یہ امت کا اجتماعی مسئلہ ہے۔ ''ختمِ نبوت'' نامی کتاب جو حضرت مفتی محمد شفیع (رحمۃ اللہ علیہ) نے لکھی ہے، اس کے اندر تقریباً سو آیتیں اور دوسو دس حدیثوں سے ثابت کیا ہے کہ ختم نبوت (یعنی آخری نبی حضرت محمد ﷺ) ہیں اور اس پر پوری امت کا اجماع آج تک چلا آ رہا ہے اور یہ کوئی نیا مسئلہ نہیں ہے۔ ہمارے اس ملک انگلینڈ کے اندر ہم لوگ اس فتنہ سے اتنے زیادہ آگاہ نہیں تھے، تا آنکہ یہ فتنہ عروج پر آیا، جب اس کو پاکستان سے نکالا گیا تو اس نے یہاں آ کر پناہ لی، اور اس باٹلی وڈیوز بری، کو مرکز بنانا چاہا، اللہ تعالیٰ ان بزرگان دین کو جزائے خیر عطا فرمائے کہ انہوں نے ہماری توجہ اس کی طرف مبذول کی، ہمیں اس فتنہ سے آگاہ کیا، اور ان کے گوشہ گوشہ سے واقف کیا کہ یہ قادیانی فتنہ کتنا خطرناک فتنہ ہے۔

ہر فرقۂ باطلہ نے اپنے مسلک کو قرآن وحدیث سے ثابت کرنے کی کوشش کی:

اور یہ بھی یاد رہے کہ ہمارے محدود مطالعہ سے ہمیں اتنا اندازہ ہوا کہ جو بھی فتنہ ہو یا جو بھی باطل تحریک ہو جو اسلام کے نام پر چلتی ہو، ہر باطل تحریک اور ہر فتنہ اپنے ثبوت کے لئے اور اپنے استدلال کے لئے قرآن وحدیث کو پیش کرتا ہے۔

قرآن وحدیث ایسے جامع علوم ہیں جو بھی ان کو استعمال کرنا چاہتا ہے کرسکتا ہے، اب جو سادہ لوح انسان ہیں جن کے کانوں کے اندر ایسی باتیں پڑی ہوئی نہیں، کیونکہ قرآن کی عظمت دل کے اندر ہے، جہاں قرآن وحدیث کا ٹائیٹل (عنوان) دیکھتے ہیں تو اس سے متأثر ہو جاتے ہیں۔ تو ہوتا ہے قرآن وحدیث لیکن اس سے استدلال غلط کیا جاتا ہے۔ مثلاً کوئی غلاف بہت عمدہ ہو، سونے اور چاندی کا ورق ہو، لیکن اندر نجاست بھری ہوئی ہو، تو جو آدمی اندر کی حقیقت سے واقف نہ ہوگا، تو وہ صرف ٹائٹل دیکھ کر اس کا غلاف دیکھ کر اس کی طرف مائل ہو جائے گا۔ دھوکہ

میں آجائے گا اور جولکھا پڑھا ہوگا اور جانتا ہوگا کہ اس کے اندر کیا کیا چیزیں ہیں تو وہ سمجھ جائے گا کہ اس کے اندر خطرناک چیزیں ہیں، اس کو استعمال نہیں کر سکتے۔بس اسی طرح سب باطل فرقوں نے ٹائٹل اچھا لگا رکھا ہے کہ وہ بہت عمدہ ہیں اور استدلال کے اندر قرآن وحدیث پیش کرتے ہیں۔اس سلسلہ میں کیا کیا آیتیں ہیں، کیا کیا حدیثیں ہیں۔آج تک ہم اس سے ناواقف تھے۔

جزاک اللہ کہ چشم ماراباز کردی:

خدا تعالیٰ حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب (مدظلہ) کو جزائے خیر عطا فرمائیں: انہوں نے سارے قادیانیوں کے فتنوں اور ان کے دجل وفریب کو ہمارے سامنے رکھا، کن کن آیتوں اور کن حدیثوں سے یہ استدلال کرتے ہیں اور ہمارے ثبوت کے لئے جو قرآن کی مسلمہ آیتیں ہیں اور حدیثیں ہیں جن کے اندر ذرہ برابر تحریف نہیں ہوسکتی ،ترمیم نہیں ہوسکتی،انہوں (قادیانیوں) نے کیا کیا اور کیسی کیسی تحریفیں کر رکھی ہیں،اس مضمون پر اور گفتگو پر چھ سات دن تک سلسلہ چلتا رہا۔الحمدللہ بہت سی معلومات ہم کو حاصل ہوئیں۔ساری تفصیل کا بیان کرنا یہاں مقصود نہیں ہے۔

حضرت مولانا موصوف مدظلہ کی زبان سے بھی یہ سب معلومات آپ حضرات کے سامنے آچکی ہیں ۔موٹی موٹی باتیں اختصار کے ساتھ بیان کر دیتا ہوں۔ان دنوں کے اندر حضرت مولانا موصوف کی ذات گرامی سے ہمیں استفادہ کا کیسا کیسا موقع ملا۔چنانچہ حضرت مولانا نے سب سے پہلے یہ بات بتلائی اور لکھوائی:

قادیانیوں کا مسلمانوں سے اختلاف اور اسلام کا لیبل:

قادیانیوں کا مسلمانوں سے اختلاف اور اسلام کا لیبل،کلمہ پڑھتے ہیں اسلام کا۔لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ،لیکن کلمہ پڑھ کر اور ’’محمد رسول اللہ‘‘ پڑھ کر قادیانی کیا مراد لیتے ہیں،ہم لوگ محمد رسول اللہ(ﷺ) پڑھ کر حضرت محمد (ﷺ) کی ذات گرامی مراد لیتے ہیں اور کوئی دوسری شخصیت مراد نہیں ہوتی،اور دوسری شخصیت مراد لینا کفر ہے۔جیسے توحید

میں اللہ کی ذات وصفات میں کوئی شریک نہیں اسی طریقہ سے رسالت کے اندر یعنی ختم نبوت و رسالت کے اندر بھی آپ (ﷺ) کے ساتھ کسی دوسرے کو شریک نہیں مانتے۔

لیکن قادیانی یہی کلمہ پڑھ کر کیا مراد لیتے ہیں وہ غلام احمد قادیانی کو بھی مراد لیتے ہیں۔اور کہتے ہیں: محمد رسول اللہ (ﷺ) دوسرے جنم کے اندر (جس طرح مشرکوں کا عقیدہ ہے) قادیان میں آ گئے ہیں۔نعوذ باللہ من ذالك۔

جھوٹا نبی کبھی خود کو اللہ کا بیٹا اور کبھی عورت کہتا تھا (نعوذ باللہ)

تو مسلمانوں سے ان کا اختلاف عقائد کے بارے میں رہا۔صرف ختم نبوت کے عقیدے کے بارے ان سے اختلاف نہیں رہا، ہم جس انداز میں اللہ کو مانتے ہیں اس انداز سے وہ اللہ کو نہیں مانتے، جیسا کہ نظم میں آپ حضرات نے ابھی سنا ہے، کبھی وہ اپنے آپ کو اللہ کا بیٹا سمجھتا ہے، اور کبھی ''نعوذ باللہ'' وہ اپنے آپ کو اللہ کی عورت سمجھتا ہے۔تو اللہ کے بارے میں ہمارے جو عقائد ہیں جیسا کہ ہم اللہ کو واجب الوجود اور تمام عیوب سے پاک سمجھتے ہیں اس انداز اور طریقے سے وہ (قادیانی) اللہ کو نہیں مانتے۔

آگے چلتے ہیں!، نبوت کو جس انداز سے ہم مانتے ہیں، سمجھتے ہیں، نبوت اور رسالت کے لئے ہمارا جو عقیدہ ہے، وہ عقیدہ قادیانیوں کا نبوت کے متعلق بھی نہیں۔صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم اجمعین) کی عقیدت وعظمت جو ہمارے دلوں میں ہے، وہ مقدس گروہ ہیں۔

مرزا غلام احمد قادیانی صحابہؓ کو غبی کہتا ہے:

حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی (رحمۃ اللہ علیہ) کسی جگہ لکھتے ہیں: آسمان کی چھت نے اور ادیمِ ارض نے یعنی یہ زمین نے اجتماعی طور پر کوئی ایسی جماعت دیکھی نہ ہوگی۔انفرادی طور پر تو انبیاء (علیہم السلام) آئے، لیکن اجتماعی طور پر آسمان نے کسی مقدس جماعت کو نہیں دیکھا، اسی جماعت کے کسی ایک صحابی (رضی اللہ عنہ) کے بارے میں قادیانی کہتا ہے: وہ غبی ہے (دیکھئے! اعجاز احمدی ص ۱۸، خزائن ج ۱۹ ص ۷۱۵) (نعوذ باللہ) یعنی ان پڑھ ہیں، ان کے حافظہ کا ٹھکانا

نہیں ہے،حضرت ابو ھریرہؓ جن سے کئی سوروایتیں مروی ہیں، یہ کہتا ہے کہ وہ غبی ہیں،تو صحابہ(رضی اللہ عنہم) کے بارے میں ان کا وہ عقیدہ ہے جو ہمارا نہیں ہے ۔

قرآن کے متعلق ان (قادیانی) کے یہ عقائد ہیں:

قرآن کریم اللہ کی آخری کتاب ہے،مرزا نے اپنی نام نہاد وحی کا نام ’’تذکرہ‘‘ رکھا:

قرآن کو دیکھ لیجئے!،ہم جس قرآن کو چودہ سو سال سے مانتے آئے ہیں،جن کی ایک سو چودہ سورتیں ہیں،تیس پارے ہیں، نبی (ﷺ) پر تئیس سال کے عرصہ میں اترا ہے۔وہ قادیانی ہمارے اس قرآن کو مانتے نہیں ہیں۔وہ دوسرا قرآن ساتھ میں ملاتے ہیں،اور کہتے ہیں میرے اس قرآن کا بھی وہی مرتبہ ہے،مقام ہے جو قرآن نبی (ﷺ) پر نازل ہوا تھا۔(نعوذ باللہ)

(دیکھئے!حقیقت الوحی ص ۲۱۱،خزائن ج ۲۲ ص ۲۲۰)

حدیث کے متعلق ان (قادیانی) کے یہ عقائد ہیں:

پھر آگے چل کر حدیث کو دیکھ لیجئے!،حدیث کے بارے میں یہ کہتا ہے: وہی حدیث قابل اعتبار ہے جو میرے قرآن کے مطابق ہے،اور میری وحی سے جن کا تعارض نہیں ہوتا،یعنی اس پر جو وحی نازل ہوتی تھی اس کے خلاف جو حدیث نہ پڑے گی وہ حدیث تو معتبر ہے،اس کے علاوہ جتنی حدیثیں ہیں وہ ردی کی ٹوکری کے اندر ڈالنے کے قابل ہیں۔

(دیکھئے!اعجاز احمدی ص ۳۵،خزائن ج ۱۹ ص ۱۴۰)

بزرگان دین کے متعلق ان (قادیانی) کے یہ عقائد ہیں:

آگے چل کر بزرگان دین کے متعلق کہتا ہے:بزرگان دین کا مقام وہی ہے جو یہودی علماء کا ہے۔جیسے یہودی علماء کی پیشین گوئی غلط ایسے ہی تمہارے بزرگان دین کی پیشین گوئی بھی غلط۔

تو صرف ختم نبوت کے باب میں ہمارا اختلاف ان کے ساتھ نہیں ہے بلکہ ہر ہر عقیدے میں ان کے ساتھ اختلاف ہے۔ان کا اسلام ہی جدا ہے،ان کی کتابوں سے،ان کے حوالوں سے، جو حوالجات ہم نے نوٹ کئے، ہمارا اسلام اور ہے اور ان کا اسلام اور ہے۔پھر اپنے

آپ کو مسلمان کہنا اور لوگوں کو دھوکہ دینا، یہ کتنی بڑی فریب کی باتیں ہیں۔

اجماع امت کے متعلق ان (قادیانی) کے یہ عقائد ہیں:

پھر آگے چل کر اجماع امت ہے، ہم سب سمجھتے ہیں: قرآن وحدیث کے بعد دلیل میں تیسرے نمبر پر اجماع امت ہے۔ آج تک پوری دنیا، پوری امت اور سب مسلمان مانتے آئے ہیں۔ اور مرزا قادیانی اس کا انکار کرتا ہے، ہم نہیں جانتے، نہیں مانتے کہ اجماع امت کیا ہے؟ یہ تو ہمارے عقائد کے بارے میں ان سے اختلاف تھا۔ ان باتوں کو حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب (مدظلہ) نے تفصیل سے لکھوایا ہے۔

مدار نجات کے متعلق ان (قادیانی) کے یہ عقائد ہیں

دوسرے نمبر پر، مرزا کہتا ہے کہ مدار نجات صرف مرزا کی وحی ہے۔ ہم مسلمان یہ سمجھتے ہیں کہ یہ دین، قرآن وحدیث مدار نجات ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ مدار نجات مرزا کی وحی ہے۔ گویا یہ کشتئ نوح ہے جو اس میں سوار ہو گیا وہ کامیاب ہو گیا۔ اور جو اس کشتی سے باہر رہا وہ ناکام ہو گیا۔
تیسرے نمبر پر، مرزا اور مرزائیوں کے اخلاق لکھوائے، مختلف بیانات کے اندر مرزائیوں کے اخلاق کیا تھے، سامنے آ گئے، اسی طرح ان کے ماننے والے مرزائیوں کے اخلاق وہ بھی بہت گھٹیا قسم کے، سینما دیکھنے والے، ناچ دیکھنے والے، یہ سب باتیں خود ان کی کتابوں سے ثابت ہیں۔ حتی کہ یہ مرزا قادیانی خود ان سے تنگ آ چکا تھا۔ اور ایک مرتبہ خود مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی قوم کی وجہ سے اپنا ایک جلسہ ملتوی کر دیا تھا۔

جھوٹا اپنے بلاواسطہ شاگردان سے تنگ تھا:

تو آپ حضرات نبی کے اخلاق تو سنتے رہتے ہیں کہ وہ کیسے ہوتے ہیں۔ اور پھر صحابہ (رضوان اللہ علیہم اجمعین) کی تعریف قرآن میں خود اللہ تعالیٰ نے کی ہے، اور ان کو ’’رضی اللہ عنھم‘‘ سے یاد کیا گیا، خود مرزا اپنے صف اوّل کے شاگردوں سے مرزا تنگ آ چکا تھا۔ (ببین تفاوت رہ از کجا است تا بکجا)

چوتھے نمبر پر حضرت مولانا موصوف نے نقشۂ نبوت کو ترتیب وار سمجھایا، حضرت آدم (علیہ السلام) کو نبوت ملی، اس کے بعد کون نبی آئے گا، پھر اس کے بعد کون نبی آئے گا، اخیر میں حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کے لئے قرآن نے کیا لفظ استعمال کیا ہے۔ جس میں کسی ترمیم کی گنجائش نہیں ہے، حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کے بعد ایک دوسرے نبی کے آنے کی، ساری تفصیل سمجھادی۔

جھوٹے نبی اور اس کے ہم مذہب لوگوں کے تمام دجل وفریب کو مولانا نے خوب خوب کھول کھول کر بیان کیا: جزاک اللہ:

اس کے بعد ان آیتوں پر جو اعتراضات ہوتے تھے مرزائیوں کی طرف سے وہ بھی لکھوائے۔ اور ان کے جوابات بھی لکھوائے ، پھر یہ کہ مرزائیوں نے ختم نبوت کے متعلق جو آیتیں پیش کی ہیں اور انہوں نے ان آیتوں میں جو تحریف کی ہے، اس کا جو غلط معنی بیان کیا ہے، اس معنی کو پھر اسی طرح ان اعتراضات کے جوابات لکھوائے، پھر مرزائیوں کے جو استدلال ہیں جو کہ میں نے ابھی کہا: کن قرآنی آیات سے مرزا اپنے مذہب کو ثابت کرتا ہے اور یہ کہ مرزا کن کن آیتوں سے غلط استدلال کرتا ہے، اس استدلال کا جواب ہماری طرف سے کیا ہے؟ اس کو لکھوایا، مثلاً: ومن یطع اللہ والرسول فالئك مع الذین انعم اللہ علیهم من النّبیین والصدقین والشهداء والصالحین، وحسن اولئك رفیقًا۔ اس سے غلط استدلال پھر اس کا جواب، اور اس کا شان نزول وغیرہ۔

پھر آیت خاتم النّبیین ، کا لغۃً ، معنی کیا ہے؟، اور احادیث کے ذریعہ اس کا کیا معنی ہوگا؟۔ مرزا کا الھام، اس کا نام کیا ہے؟ مرزا کا قرآن، اور پھر یہ کہ مرزا کے فرشتوں کے کیا نام ہیں؟ وہ بھی حضرت مولانا موصوف نے لکھوائے، تقریباً مرزا کے فرشتے دس بارہ ہیں، جن میں سب سے پہلا فرشتہ جس کا نام انگریز اور ایک فرشتہ کا نام ہے ’’مسٹر ٹیچی ٹیچی‘‘، ’’شیر علی‘‘، ’’مرزا غلام قادر‘‘، ’’خیراتی‘‘، ’’مٹھن لال‘‘، ’’حفیظ‘‘، ’’درشنی‘‘ وغیرہ!

مرزا کی قابلیت کیا تھی؟

وہ خود اپنے بارے میں کیا کہتا ہے؟ وہ کتنا قابل تھا؟ اس میں رذالت اور کمینگی کتنی تھی؟ اوراسی طرح سے دوسرا اس کا پہلو؟، کبروتکبر وغیرہ، الحمدللہ ساری باتیں آ گئیں۔

مرزائیوں کا مسلمانوں کے بارے میں کیا فتویٰ ہے؟، وہ ہم کو کیا سمجھتے ہیں؟، یہ جتنے بھی مرزائی ہیں، ہم سب ''اہل السنّت والجماعت'' کو کافر سمجھتے ہیں۔ اس پُر پرلطف لطیفہ بھی مولانا موصوف نے سنایا تھا: محمدی بیگم تو قادیانی عقیدہ کے مطابق جہنم میں ہوگی، اور مرزا قادیانی اپنے عقیدہ کے مطابق جنت میں ہوگا، اور مرزا قادیانی دولھا بن کر جنت سے وہ وہاں بارات لے کر جائے گا، اور پھر وہیں گھر کا داماد بن کر جہنم میں رہے گا۔ یا کم ازکم باراتیوں کو کھانا تو جہنم میں کھلایا جائے گا۔ یہ مرزائی ہم کو کافر سمجھتے ہیں (نعوذ باللہ من ذلک)۔ الحمدللہ!: بہت تھوڑے دنوں میں بہت ساری باتیں اور معلومات ہم کو حاصل ہوچکی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو سمجھنے اور عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین۔

ہم اپنے آپ کو دو ہتھیاروں (علم وذکر) سے آراستہ کریں:

اصل میں ہمارے پاس دو ہتھیار ہیں، جس کی وجہ سے ہم اس فتنہ کا مقابلہ کرسکتے ہیں۔ ہر مسلمان، ہر مؤمن، جو بھی آنے والا فتنہ ہو، اپنی حیثیت کے مطابق اس کے پاس دو ہتھیار ہوں گے تو وہ انشاءاللہ اس فتنہ کا مقابلہ کرسکے گا۔ وہ دو باتیں عرض کرکے میں اپنی بات ختم کرتا ہوں۔

ایک تو ہر ضروری علم، علم روشنی ہے، جب تک آدمی کے پاس روشنی نہ ہو، وہاں تک راستہ کی اتار چڑھاؤ کو، ڈھلوان کو، اور راستہ کے اندر جو نقصان دہ چیز ہے۔ اس کو نہیں سمجھ سکتا۔ تو علم کا ہونا ضروری ہے۔ ہر ایک آدمی ضروری ضروری معلومات اپنی اپنی حیثیت کے مطابق حاصل کرے۔

دوسرے نمبر پر ساتھ ساتھ کچھ ذکر اللہ بھی ہو، نرا (صرف) علم ان فتنوں سے اپنے آپ کو بچا نہیں سکتا۔ سب سے پہلے قادیانی فتنہ میں مبتلا ہونے والا عالم، تھا یہ سب علماء کرام جانتے ہیں۔ اور اسی وجہ سے زبردست نقصان ہوا، مرزا فارسی اور عربی کا اتنا زیادہ قابل نہیں

تھا،لیکن پوری دنیا کو اس کے خلیفہ اوّل سے بہت نقصان پہنچا ہے۔سر ظفر اللہ خان جس کا ابھی انتقال ہوا ہے وہ بھی پڑھا لکھا آدمی تھا۔اس نے مرزا کے قرآن کا ترجمہ انگلش میں کیا ہے۔اور ہزاروں لوگ اس سے گمراہ ہوئے،علم بہت تھا،تعلق مع اللہ نہیں تھا،خدا کی یاد نہیں تھی،علم نے اس کی رہنمائی نہیں کی۔علم حجابِ اکبر بن گیا۔

امام غزالی (رحمۃ اللہ علیہ) نے لکھا ہے: علم، کبھی حجاب اکبر بن جاتا ہے۔اس لئے ایک طرف تو ضروری معلومات ہوں، اور دوسری طرف اللہ کا ذکر اور اس کی یاد ہو۔علم اور ذکر (دونوں) پر دین کی بنیاد ہے۔اگر دین کے ساتھ دونوں پر لگے ہوں گے انشاءاللہ آدمی ترقی کرتا چلا جائے گا۔اور کوئی فتنہ اس کا مقابلہ نہیں کر سکے گا۔ہمارے اکابر ہمارے اسلاف جو اس کے مقابلہ کے لئے آئے ہیں سب کی زندگیاں اٹھا کر دیکھیں!

در کف جام وحدت

در کف باطن دولت عشق

ایک ہاتھ کے اندر جام وحدت تھا،ظاہری علم تھا،اور دوسرے ہاتھ کے اندر باطنی دولت تھی۔ جب جا کے اس فتنہ کا مقابلہ کیا۔تو ہر آدمی اپنی شان اور حیثیت کے مطابق علم حاصل کرے اور اللہ کی یاد اور اس کا ذکر کرتے رہیں،اس کی وجہ سے نور اور روشنی پیدا ہوتی ہے اور قلب منور ہوتا ہے اور شیطان کو وساوس اور اعتراض کا موقع نہیں ملتا۔

شیطان ابن آدم کے غافل قلب پر ڈنگ مارتا ہے:

حدیث کا مفہوم ہے کہ ”شیطان ابن آدم کے قلب کے اوپر مچھر کی طرح بیٹھا رہتا ہے، جہاں ابن آدم کے قلب کو غافل پاتا ہے تو وہیں اپنا ڈنگ لگاتا ہے۔اور جہاں اللہ کی یاد میں مشغول دیکھتا ہے وہ ہٹ جاتا ہے“۔تو ضروری معلومات ہوں گی،اور اللہ کی یاد ہوگی اور پھر دعا بھی ہوگی،رسول اللہ (ﷺ) نے دعا بھی سکھائی ہے اور ہماری تعلیم کے لئے قرآن نے بھی سکھائی ہے،” ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ هديتنا وهب لنا من لدنك رحمة،انك انت

الـوھاب۔ ہدایت کے بعد یہ ہدایت ہم سے سلب نہ ہوجائے،اس کی دعا کرتے رہنا چاہئے۔اور جودعارسول اللہ (ﷺ) نے بھی سکھلائی ہے وہ یہ ہے’’یا مقلب القلوب ثبت قلبی علیٰ دینك ۔علم کے ساتھ ذکراورذکر کے ساتھ دعااورفکر۔ان شاءاللہ،یہ فتنہ ہمارے ایمان کوزنہیں پہونچا سکے گا،اور دوسرے کے ایمان کی حفاظت کا سبب ہم بنیں گے، انشاء اللہ۔جو بات کہی گئی،اللہ تعالیٰ مجھے بھی اس پرعمل کرنے کی توفیق عطافرمائیں۔اورآپ حضرات کوبھی۔آمین۔

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین!

مشورہ مولانا عبدالرشید ربانی:

مولانا عبدالرشید ربانی نے حضرت مولانا مفتی موسیٰ صاحب کے بیان کے بعد مشورہ دیتے ہوئے فرمایا: میری رائے یہ ہے کہ حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب (مدظلہ) نے جودرس دیا ہےاورعلماء حضرات کولکھوایا ہےاورتحریری طور پرعلماء نے ان کومنضبط کیا ہے۔رابطہ علماء باٹلی نے یہ مجلس قائم کرکے بہت ہی افادہ اوراستفادہ کی شکل قائم کی ہے۔یہ حضرات ایسا کرلیں کہ ایک تو ان کی کیسٹیں جتنی زیادہ ہوسکے تیارکرلیں،لوگ اس کومعمولی قیمت پرخریدلیں۔یا کوئی صاحب خیررابطہ کو پانچ چھ ہزارکیسٹیں ہدیہ کے طور پردیدیں۔کسی اچھی ٹیپ ریکارڈرز کے ذریعہ ان کی نقل اتاریں۔ایک تو اردو میں ہواورایک تو انگریزی میں ہو۔انگلش جاننے والا جواس فن سے واقف ہو،حضرت مولانا موصوف کی تقریر کا ترجمہ کریں،لیکن وہ حوالے،لٹریچر،وہ تمام باتیں انگلش میں آجائیں،گویاان کیسٹوں کا ترجمہ انگریزی میں ہوجائے،تو یہ ہمارے نوجوان بچوں کے لئے بہت ہی مفید ہوگا۔جن کی مادری زبان اس وقت انگلش بن چکی ہے۔رات جونوجوانوں کا اجتماع تھااس سے یہ بھی اندازہ ہوا کہ بچے ہمارے پاس آتے ہیں۔پڑھتے لکھتے ہیں۔ان کی سمجھ جتنی انگلش میں ہوسکتی ہے گجراتی اوراردو میں نہیں ہوسکتی۔گجراتی گھرمیں وہ بولتے ہیں،اردو ہم ان کو پڑھاتے ہیں۔لیکن بہترین سمجھ ان کوانگریزی میں ہوتی ہے۔توان کیسٹوں کا ترجمہ ان کی کتابوں

اورحوالوں کے ساتھ ہو،قرآن و حدیث کا حوالہ ہو،تو ان بچوں کوتلاش کرنا آسان ہو جائے گا۔کیونکہ اس ملک میں جوبات مانی جاتی ہےوہ حوالوں والی مانی جاتی ہے۔ان بچوں کوکوئی قادیانی اس طرح گمراہ نہیں کر سکے گا۔یہ کیسٹیں پھیل جائیں تمام گھروں میں،تمام بچوں کے پاس ہوں،اسی طرح تمام لائبریریوں میں ہوں۔اگر کمیونٹی سنٹر میں لائبریری ہوتو وہاں رکھ دی جائیں۔ائمہ مساجد کے پاس ہوں تو کوئی حرج نہیں،چاہے مانگ کر لے جائیں یا ادھار لے جائیں۔چاہے واپس کردیں۔اگرکوئی خریدنا چاہےتو تبلیغ کے نقطہ نگاہ سے معمولی اس کا ہدیہ ہو۔رابطہ علماء اگراس کا انتظام واہتمام کریں تو انشاءاللہ تعالیٰ بڑا مفیداور کارآمد ہوگا۔میں اپنی رائے کے مطابق اس کواچھا سمجھتا ہوں۔اس تجویز کے بارے میں غورفرمائیں تو مفید ہوگا۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین!

مولانا ایوب کھلوڈیا صاحب سورتی (دامت برکاتہم) کا بیان:

مولانا عبدالرشید ربانی (مدظلہ) کے اس مشورہ کے بعد مولانا ایوب سورتی (کھولوڈیا) صاحب (مدظلہ) اسٹیج پرتشریف لاتے ہیں اورحمد وثنا وصلوٰۃ وسلام کے بعد ارشادفرماتے ہیں: حضرت مولانا موصوف صاحب نے جوتجویز پیش کی ہے انشاءاللہ اس پرضرور نظر ثانی کی جائے گی،علماءکرام کی مجلس میں تجویز پیش کروں گا۔ہماری بھی یہ تمنا ہے کہ حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب مدظلہ نے جومحنت شاقہ برداشت کی ہےاس کا فائدہ برطانیہ کی عوام کوبھی ہو۔

حضرت مفتی موسیٰ بدات صاحب نے اپنے فاضلانہ انداز میں کافی روشنی ڈالی ہے،مگر میں سطحی نظر حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب (دامت برکاتہم) نے جودرس دیا ہےان میں سے صرف چنداقتباس جولکھوائے ہیں وہی پیش کرتا ہوں۔

قرآن شریف کی توہین اوراس کا انکار:

قرآن شریف کے بارے میں غلام احمد قادیانی کہتا ہے: میں جوکچھ سنتا ہوں اللہ تعالیٰ

کی وحی سے سنتا ہوں۔خدا کی قسم!اس کو خطاؤں سے پاک اور منزہ جانتا ہوں۔ہاں!،خدا کی قسم! یہ کلام مجید ہے،(اپنے کلام کو کہتا ہے) خدا کی قسم!یہ کلام مجید ہے، جو خدا پاک وحدہ کے منہ سے نکلا ہوا ہے،قرآن خدا کی کتاب اور میرے منہ کی باتیں ہیں۔(حوالہ کے لئے دیکھو نزول مسیح،مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی ص۹۹،خزائن ج۱۸ص۴۷۷،تذکرہ یہ قادیانی کا قرآن ہے ص۶۴۱،طبع سوم)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین:(نعوذ باللہ حضرت عیسیٰؑ شرابی تھے:)

یورپ کے لوگوں کو جس طرح شراب نے نقصان پہونچایا ہے اس کا سبب تو یہ تھا کہ عیسیٰ (علیہ السلام) (نعوذ باللہ) شراب پیتے تھے۔یہ ان کی تحریر ہے، جو میں پیش کررہا ہوں۔یورپ کے لوگوں کو شراب نے جو نقصان پہنچایا ہے اس کا سبب تو یہ تھا کہ عیسیٰ (علیہ السلام) شراب پیا کرتے تھے۔(العیاذ باللہ) شاید کسی بیماری کی وجہ سے یا شراب پینے کی پرانی عادت کی وجہ سے۔یعنی یہ الزام کہ عیسیٰ (علیہ السلام) کو شراب پینے کی پرانی عادت تھی۔

(دیکھو حوالہ کشتی نوح۔از مرزا غلام احمد قادیانی ص۶۶،خزائن ج۱۹ص۷۱)

مرزا کا کردار(غلام احمد قادیانی کبھی کبھی زنا کرلیتا تھا):

روزنامہ ڈیلی:مؤرخہ ۳۱راگست ۱۹۳۸عیسوی میں کسی مرزائی کا خط،مرزا محمود کے نام کا چھپا تھا۔مرزا محمود نے جب یہ خط سنا تو کہا: قادیانی سلسلہ سے محبت کا اندازاسی سے ہوسکتا ہے کہ یہ(جس کے متعلق اس نے تسلیم کیا ہے) کہ اسی نے لکھا ہے۔اس میں یہ تحریر کیا ہے: حضرت مسیح موعود یعنی غلام احمد قادیانی ولی اللہ تھے،اور ولی اللہ بھی کبھی کبھی زنا کرلیتا ہے۔اپنے مضمون کے آخر میں لکھتا ہے،”قادیانی کا مرید“ اس نے کبھی کبھار زنا کرلیا تو کیا ہوا۔پھر لکھا: ہم نے مسیح موعود مرزا غلام احمد قادیانی پر اعتراض نہیں کیا کیونکہ وہ بھی کبھی کبھی زنا کرلیا کرتے تھے۔اور ہمیں اعتراض موجودہ خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود پر ہے کیونکہ وہ ہر وقت زنا کرتا رہتا ہے۔(ملاحظہ ہو ان کا اخبار روزنامہ دی ڈیلی پیپر الفضل قادیان ۳۱راگست ۱۹۳۸) یہ ان لوگوں کے کردار وعقائد ہیں۔اس سے آپ حضرات اندازہ لگالیں کہ یہ کیسا مذہب ہے۔اور یہ لوگ کیسے ہیں بقول حضرت مولانا:”اُلو کے پٹھے ہیں“۔

اگر ختم نبوت کا کام ہم نے نہیں کیا تو گلی کا کتا بھی ہم سے اچھا ہے:

آخر میں علامہ حضرت انور شاہ کشمیری (رحمۃ اللہ علیہ) کا ایک ملفوظ نقل کر کے ختم کرتا ہوں۔ جس وقت ریاست بہاولپور میں ایک عورت غلام عائشہ بنت الٰہی بخش نے کورٹ میں دعویٰ دائر کیا کہ میرا شوہر قادیانی ہے، کافر ہے، اسلامی قانون کی رو سے میں شادی سے آزاد ہو چکی ہوں۔ (یہ عبارت جزوی الفاظی اختلاف کے ساتھ بیس بڑے مسلمان نامی کتاب میں موجود ہے۔(تذکرہ شاہ صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) دوسری شادی کے لئے طلاق کی ضرورت نہیں ہے۔ مگر اپنی صفائی کے لئے حکومت سے طلاق چاہتی ہوں۔ تو اس مقدمہ کے لئے وہاں کے شیخ نے حضرت مولانا انور شاہ کشمیری (رحمۃ اللہ علیہ) کو تار دیا کہ مقدمہ کی پیروی کرنی ہے، حدیث و قرآن کی روشنی میں ثابت کرنا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کافر ہے۔

حضرت علامہ (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں: جامعہ اسلامیہ ڈابھیل جانے کے لئے سورت کے لئے میری ٹکٹ بن چکی تھی، اور میں روانہ ہو رہا تھا کہ مجھے برقیہ اور خط ملا۔ تو فوراً ڈابھیل کے سفر کو موقوف کرتے ہوئے بھاولپور کا رخ اختیار کیا۔

وہاں جانے کے بعد بھاولپور جامع مسجد میں آپ نے فرمایا: میں جا رہا تھا، ٹیلیگرام ملا، تو میں یہ سوچتے ہوئے کہ میرے پاس کوئی کار خیر تو نہیں، نامۂ اعمال خالی ہے۔ میں نے سمجھا کہ محمد (ﷺ) کے دین کا جانب دار بن کر اس مقدمہ میں حاضر ہوں تو شاید آخرت کے اندر میری نجات ہو جائے۔ یہ سوچتے ہوئے میں یہاں حاضر ہوا ہوں۔ حضرت مرحوم نے جب یہ فرمایا: تو وہاں جو علماء کرام بیٹھے ہوئے تھے وہ رونے لگے۔ یہ تھے زمانہ کے شیخ! حضرت گنگوہی (رحمۃ اللہ علیہ) کے خلیفہ اور جس نے زندگی بھر عورتوں کا چہرہ نہیں دیکھا۔ وہ جب یہ کہے: ہمارے پاس کچھ نہیں تو ہماری حالت آخرت میں کیا ہوگی؟

شاہ صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) نے تقریر کرتے ہوئے فرمایا: اگر ختم نبوت کا ہم تحفظ و انتظام نہ کر سکے تو گلی کا کتا بھی ہم سے اچھا ہے۔ اگر ہم نے سارے دنیا کے کام کاج چھوڑ کر،

پڑھنا پڑھانا چھوڑ کر سب سے پہلے بنیادی چیز جس کو کرنا ہے وہ ہے ختم نبوت کا مسئلہ! مسلمانوں کے ایمان کا مسئلہ ہے، اگر ایمان نہ ہوگا تو مدارس کہاں سے آئیں گے؟، مدرسے کہاں سے چلیں گے، خانقاہیں کہاں سے چلیں گی، فرمایا: سب سے بنیادی چیز یہی ہے، اگر یہ نہ ہوگا تو گلی کا کتا بھی ہم سے اچھا ہوگا۔ یہ فرماتے ہوئے انہوں نے اپنا بیان ختم کیا۔ بہرحال ہمارے اکابر کے تعلقات مسئلہ ختم نبوت کے ساتھ اس طرح کے تھے۔

حاضرین ودیگر ذمہ دار لوگوں کا شکریہ:

اب جیسا کہ مشورہ میں طے ہوا تھا: میں تمام مساجد والوں کا ''رابطہ علماء باٹلی'' کی طرف سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ بہت سی مساجد میں ظہر کی نماز کا وقت بھی ترمیم کیا گیا۔ لہٰذا تمام ذمہ دار حضرات کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اور عصر کی نماز میں تمام مساجد سے بڑھ چڑھ کر مصلی حضرات تشریف لاکر بیان میں شرکت کرتے رہے۔ اور اپنی اپنی مساجد میں پروگرام رکھے، ان سب کا ہم تہ دل سے شکر گذار ہیں۔ خصوصاً ٹیلر سٹریٹ مسجد والوں کا اور محلّہ والوں کا، اور ذمہ داروں کا بھی خصوصی طور پر شکریہ ادا کرتے ہیں۔ انہوں نے درس کے لئے پورا ہفتہ جگہ عنایت فرمائی بیٹھنے کے لئے۔ اور آنے جانے کے لئے بھی، علماء کے ساتھ اور سامعین کے ساتھ شرکت کرنے کے لئے بھی۔ لہٰذا خصوصی طور ہم ان کا شکریہ ادا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو جزاء خیر دیں۔

اور مجلس کے بعد روزانہ جناب ''الحاج محمد بھائی بھام صاحب (حفظہ اللہ)'' نے علماء کرام کی جو ناشتہ وغیرہ سے ضیافت فرمائی، مہمان نوازی کی۔ ان کا بھی ہم شکریہ ادا کرتے ہیں۔ اور عزیزم محترم جناب ابراہیم بھائی سونی صاحب! اللہ ان کو جزائے خیر عطا کریں انہوں نے ''مولانا اللہ وسایا صاحب مدظلہ'' کے استعمال کے لئے پورا ہفتہ اپنا گھر دے دیا جس طرح انہوں نے شاہ صاحب کے لئے گھر دے دیا تھا تاکہ مولانا جب تک رہیں آرام سے رہیں، جس طرح سے رہیں، حضرت مولانا اسی مکان میں قیام فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو بھی جزاء خیر عطا فرمائیں۔

اور’’انڈین مسلم ویلفیر سوسائیٹی‘‘ اور’’جمعیۃ علماء برطانیہ‘‘ کے ذمہ دار بھی ہمارے ساتھ ساتھ ہر جگہ ہر وقت رہے اور بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور ہمت افزائی کرتے رہے۔ان کا بھی ہم شکریہ ادا کرتے ہیں اور خصوصًا ہمارے علماء کے اندر’’مولانا ابراہیم نوسارکا صاحب (مدظلہ)‘‘! یہ آگے آگے نہ ہوتے تو شاید یہ بہاریں نہ ہوتیں۔(یہ سب اللہ کا فضل ہے، ہماری کیا بساط، وہ اپنے بندوں سے جس طرح چاہے کام لیتا ہے،)انہوں نے بہت جدجہد کر کے دوڑ دھوپ کر کے پروگرام بنایا۔

حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب بہت سی خوبیوں کے مالک ہیں:

اور آخر میں حضرت مولانا موصوف جو ختم نبوت کے لا فانی و بے مثال مجاہد ہیں۔ مولانا اللہ وسایا صاحب دامت برکاتہم ان کا میں کسی اعتبار سے شکریہ ادا نہیں کرسکتا، ان کی عاجزی، انکساری اور انہوں نے اپنے آپ کو اس مسئلہ ختم نبوت کے لئے بالکل وقف کر دیا ہے۔اپنائیت کو ختم کر دیا، گویا عالم کی صف میں بیٹھنے کے لئے اپنے آپ کو مناسب نہیں سمجھتے۔بالکل مظلومیت کی شکل ہے، سیرت ہے تو بالکل سادہ اور بالکل سادہ زندگی کسی قسم کا کوئی تکلف نہیں، کوئی پہچانتا بھی نہیں کہ حضرت اتنے بڑے عالم ہوں گے اپنی ذات میں۔گو ہر موتی چھپا ہوا ہے۔اللہ تعالیٰ نے عجیب کمالات سے نوازا ہے۔اور ہم نے آپ سے درس لیا، اس سے اندازہ ہوتا ہے آپ کا حافظہ، آپ کی بصیرت اور آپ کی معلومات بہت ٹھوس اور بہت اونچی ہیں۔اللہ تعالیٰ آپ کی عمر میں برکت عطا فرمائیں۔آمین۔اور زیادہ سے زیادہ پوری دنیا میں آپ کا فیض عام فرمائیں۔آمین۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَٰكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ

بیانات ختم نبوت

یعنی

مولانا اللہ وسایا صاحب

کے بیانات برائے تعارف قادیانیت

چھٹا بیان ''تحفظ ختم نبوت میں علماء دیوبند کا اعلیٰ کردار''

جوانہوں نے بروز ہفتہ مؤرخہ ۷؍ستمبر ۱۹۸۵عیسوی کو

باٹلی کی مسجد میں بعد نماز عصر فرمایا تھا

ترتیب مولانا محمد یوسف ماما اُستاذ الحدیث باٹلی

نظرثانی مولانا منوّر حسین سورتی اُستاذ تحفیظ القرآن جامع مسجد بالہم لندن

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ!

الحمدللّٰه و کفٰی و سلام علیٰ سید الرسل و خاتم الانبیاء و علیٰ اٰله و اصحابه الذین هم خلاصة العرب العرباء و خیر الخلائق بعد الانبیاء ۔ اما بعد ۔ فاعوذ باللّٰه من الشیطٰن الرجیم بسم اللّٰه الرحمٰن الرحیم ۔ لئن شکرتم لا زیدنکم ولئن کفرتم ان عذابی لشدید ۔ قال النبی (ﷺ) من لم یشکر الناس لم یشکر اللّٰه ۔ اللهم صل علی سیدنا محمد عبدك ورسولك وصل کذلك علیٰ جمیع الانبیاء والمرسلین وعلیٰ الملائکة المقربین وعلیٰ عباداللّٰه الصالحین ۔ اجمعین الیٰ یوم الدین۔

حضرات گرامی!

حضرت مولانا انور شاہ کشمیریؒ کا مقام ارفع

آج سے تقریباً چالیس پچاس سال پہلے مصر کے علماء کا وفد دارالعلوم دیوبند گیا، پہلے انہوں نے سارے ہندوستان کا مطالعاتی دورہ کیا، پھر وہ حضرات دارالعلوم دیوبند پہنچے، دارالعلوم کے کتب خانہ کو دیکھا، تو انہوں نے پوچھا: کہ آج تک دارالعلوم کے کتب خانہ کو کسی نے پڑھا بھی ہے، تو جواب میں انہیں کہا گیا کہ ایک عالم دین ہیں جنہوں نے اس کتب خانہ کو نہ صرف پڑھا ہے بلکہ ساری کی ساری کتابیں ان کو یاد بھی ہیں۔

تو وفد نے فرمایا: وہ صاحب کون ہیں؟ تو ان لوگوں کی شاہ صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) سے ملاقات کرائی گئی۔ پھر ایک تعارفی تقریب منعقد ہوئی، اس میں اس وفد کے سربراہ نے حضرت شاہ صاحبؒ کے متعلق یہ کہا کہ لو لا لقیتك لرجعت من الهند حزینًا ! اگر میں آپ سے نہ ملتا تو میں ہندوستان سے غمگین جاتا، بغیر کسی تمثیل کے دیانتداری سے عرض کرتا ہوں: اگر یہ لندن کی کانفرنس اور یہ آپ حضرات علماء کرام کی محبتوں اور شفقتوں کا سایہ ہمارے سروں پر نہ ہوتا تو یہ ہمارا سفر حزن وملال کا سفر ہوتا۔

الحمدللہ! اتنا بڑا کام ہوگیا ہے کہ اپنی زندگی میں جن کو اعمال کہہ سکتے ہیں، شاید ان کی بنیاد پر ہماری نجات ہوجائے، زندگی کے اعمال میں سے ایک عمل یہ بھی ہوگا۔ آپ حضرات علماء کرام نے بڑی شفقت فرمائی اور بڑی محبت فرمائی، اللہ رب العزت انہیں حضور سرور کائنات (ﷺ) کی عزت و ناموس کے تحفظ کے سلسلہ میں ذمہ داری پوری کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

الحمدللہ! ہمارا تبلیغی سفر کامیاب ہوگیا:

میرے دوستو! میں نے یہ بات کسی جلسہ میں نہیں کہی تھی، بسا اوقات انسان غصہ میں ہوتا ہے، بہت کچھ کہہ دیتا ہے۔ اور بسا اوقات اتنا خوش ہوتا ہے کہ دل کی بات چھپا نہیں سکتا۔ میری بھی یہی کیفیت ہے۔ آج میں آپ حضرات کی خدمت میں عرض کرتا ہوں۔ جس وقت ہم پاکستان سے روانہ ہوئے تھے، پاکستان میں جو آخری خطبہ میں نے پڑھایا وہ فیصل آباد کی جامع مسجد (ریلوے اسٹیشن جو حضرت مولانا تاج محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی جگہ ہے، میں پڑھایا اور موصوف حضرت سید عطاء اللہ صاحب بخاری (رحمۃ اللہ علیہ) کے ساتھیوں میں سے تھے وہ ہماری تحریک کے صف اول کے رہنما تھے) میں نے جمعہ پڑھاتے ہوئے عرض کی اور دوستوں سے دعا کی درخواست کی کہ اس طرح جماعت نے وہاں جانے کا پروگرام بنایا ہے۔ میرا بھی اس کے اندر نام ہے۔ آپ حضرات دعا کریں کہ اللہ نے رسول اللہ (ﷺ) کے دین کا کوئی کام لینا ہے تو وہاں جانے کی کوئی سبیل بن جائے، پیدا ہوجائے۔ اگر وہاں جا کے کوئی کام نہ لینا ہے، محض سیر و تفریح ہونی ہے تو پھر اللہ تعالیٰ اس کی رکاوٹیں پیدا کردیں کہ ہم وہاں جا نہ سکیں۔

اللہ نے فضل فرمایا اور ہمارا آنا اس طرح قبول فرمایا، بالخصوص یہاں باٹلی کی شب و روز کی مصروفیت، لندن کی کانفرنس، اور یہاں باٹلی میں قادیانیوں کا فرار۔ اور ان پر جو اوس پڑی ہے اس کو دیکھ کر الحمدللہ! اس بات کی خوشی ہے کہ یوں سمجھ میں آتا ہے کہ برطانیہ کے مسلمان بھی جاگ اٹھے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ حضرات کو مزید جاگنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین۔

مرزا طاہر کا انٹرویو:

میرے عزیز بھائیو اور بزرگو! میں نے آج کی مجلس میں ''مرزا طاہر احمد'' کے انٹرویو کے سلسلہ میں بات کرنی ہے، ان کے انٹرویو کی اصل کاپی مولانا عبدالرشید ربانی (جو آپ کے اور میرے مخدوم ہیں اور علم کی چلتی پھرتی تصویر ہیں، اللہ تعالیٰ ان کا سایہ تادیر قائم رکھیں۔ آمین!) نے دی اور جس کا ترجمہ ''(مولانا) محمد یوسف پٹیل ماما'' نے دیا ہے۔ یہ خبر در ''اصل لندن ٹائم'' میں چھپی ہے۔ جس میں ''مرزا طاہر'' نے یہ کہا کہ یہ جو صدر ضیاء الحق نے آرڈیننس دیا ہے تو جس وقت مارشل لاء گورنمنٹ جائے گی تو یہ آرڈیننس بھی ختم ہوجائے گا۔

مرزا طاہر نے اپنی جماعت کو دھوکہ دیا ہے:

محترم دوستو! جھوٹ بہرحال جھوٹ ہوا کرتا ہے۔ اور پھر وہ جھوٹ جس کے اندر کسی کو دھوکہ دینا مقصود ہو تو وہ جھوٹ نیم چڑھے کریلے کی طرح اور دو آتشہ ہو جاتا ہے، مجھے حیرت ہے اس مرزائی جماعت کے لوگوں پر کہ اس کی جماعت کا سربراہ نہ صرف جھوٹ بول رہا ہے بلکہ اپنی جماعت کے لوگوں کو دھوکہ بھی دے رہا ہے۔ صدر مملکت نے ۲۶؍اپریل ۱۹۸۴ء کو جو آرڈیننس دیا ہے، میں اللہ رب العزت کے فضل وکرم سے یہ عرض کر دینا مناسب وفرض سمجھتا ہوں کہ ساری دنیا ختم ہو جائے گی مگر یہ آرڈیننس ختم نہیں ہوگا۔

جب کہ حقیقت حال یہ ہے:

اور ہمارے جن علماء کرام نے صدر ضیاء الحق سے ملاقات کی تھی ان میں ''حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ''، اور ''مولانا مفتی احمد الرحمٰن صاحبؒ'' اور ''مولانا محمد شریف صاحب جالندھریؒ'' اور ''مولانا محمد عبداللہ صاحبؒ'' اسلام آباد والے اسی طرح دوسرے گیارہ علماء کرام کا وفد ''جنرل ضیاء الحق'' سے ملا تھا، تو ''ضیاء الحق صاحب'' سے واضح کر دیا تھا کہ آپ یہ آرڈیننس بحیثیت چیف مارشل لاء نہ نافذ کریں، اگر آپ ایسا کرتے ہیں تو جب مارشل لاء جائے گا تو آرڈیننس بھی ختم ہو جائے گا۔ یہ بحیثیت صدر مملکت کے نافذ کریں اور تعزیرات پاکستان میں ترمیم کریں، چنانچہ انہوں نے جو حکم نامہ جاری کیا وہ بحیثیت صدر مملکت نافذ کیا ہے، اور ان کو تعزیرات پاکستان میں ترمیم کرنے کا جو اختیار ہے، اسی کے مطابق کیا ہے اور تعزیرات پاکستان میں مارشل لاء ریگولیشن نہیں ہے۔ تعزیرات پاکستان کی دفعہ CB-298. میں ترمیم کی گئی ہے۔ ان شاء اللہ جب تک پاکستان باقی ہے یہ آرڈیننس (حکم نامہ) بھی باقی رہے گا۔

دوسری درخواست یہ ہے کہ قادیانی بیچاروں کو یہ غلط فہمی ہے کہ یہ قانون وحکم نامہ مارشل لاء کے ساتھ ختم ہو جائے گا۔ یہ قانون ختم نہیں ہوسکتا، میں کہتا ہوں کہ پاکستان کے مسلمان اب جاگ اٹھے ہیں، پاکستانی مسلمانوں کے ہوتے ہوئے کوئی قادیانی نواز افسر اس قانون وحکم نامہ کو بازیچۂ اطفال بنانے کی جرأت نہیں کرسکتا۔ تو یہ حکم نامہ باقی رہے گا، قادیانی مرزا طاہر نے جھوٹ بولا ہے۔ یہ خبر آج کے اخبار (جنگ) میں آئی ہے۔

مولانا انور شاہ کشمیریؒ کا ایمان افروز واقعہ:

اب میں آپ دوستوں سے آخری درخواست کرنا چاہتا ہوں، وہ یہ ہے کہ حضرت مولانا ایوب سورتی صاحب (کھولوڈیا) دامت برکاتہم ’’حضرت مولانا انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ‘‘ کے بھاولپور کے سفر کا واقعہ سنا رہے تھے۔اسی سفر میں یہ ایمان افروز واقعہ بھی رونما ہوا اور وہ یہ کہ جس وقت مولانا ملتان ریلوے اسٹیشن پر آئے، آپ کے ساتھ علماء کرام بھی تھے، ملتان سے مولانا کو بھاولپور کے لئے ٹرین تبدیل کرنی تھی، ملتان جس وقت ٹرین رکی، مولانا نے شیشہ اتار کر باہر کی طرف دیکھا اور سامنے کھڑے قلی کو بلایا اور کہا کہ: یہ کتابیں وغیرہ اٹھاؤ اور سامنے دوسری ٹرین میں رکھدو۔اپنا اس گاڑی کا سگنل ہوگیا ہے، گاڑی جانے والی ہے، گاڑی چھوٹ گئی تو ہمیں شام تک انتظار کرنا پڑے گا۔ذرا ہمت کرو، جلدی کرو، جتنے پیسے لیں گے، مل جائیں گے۔

وہ بار بار مولانا کے چہرے کو دیکھتا ہے۔مولانا نے اسے کہا کہ بھائی تم جلدی کرو!، سامان اٹھاؤ! اور پیسے کم ہیں، پہلے لینے ہے تو لے لو!۔سامان اٹھاؤ! گاڑی نکلنے والی ہے۔اس سے نہ رہا گیا آبدیدہ ہوگیا، اور کہا: مولانا آپ کو تو بھاولپور جانا ہے مجھے پہلے مدینہ والے کا کلمہ پڑھا دو! مولانا نے اسے کلمہ پڑھایا اور اس نے اپنا سامان اٹھایا اور وہاں رکھا۔مولانا نے اسے پیسے دئے اور ہدایت کی کہ ملتان میں مولانا خدا بخش صاحبؒ رہتے ہیں۔(حضرت مدنی صاحب سے بیعت کی ہوئی تھی، خلافت بھی تھی)۔آپ ان سے رجوع کریں۔دین کی باقی باتیں وہ آپ کو بتادیں گے۔

باقی سکھ حضرات وہاں پھر رہے تھے وہ اس بات کو نوٹ کر رہے تھے کہ یہ آدمی جو مولانا کے پاس گیا ہے اتنا جلدی مولانا کے ہاتھ چوم رہا ہے۔خیریت تو ہے!، وہ واپس آیا تو انہوں نے کہا: سردار صاحب کیا ہوا! مولوی صاحب نے آپ پر کیا دم کردیا؟ تو اس نے جواباً کہا: مولوی صاحب کو مجھ پر کیا دم کرنا تھا، مجھے جس وقت مولوی صاحب نے بلوایا، میں نے پلیٹ فارم پر کھڑے کھڑے ان کے چہرے کو دیکھا تو میرے دل میں کشش پیدا ہوئی، اور جب میں ڈبہ کے اندر داخل ہوا تو بغور ان کے چہرے کو دیکھا تو میرے دل نے گواہی دی کہ چودھویں صدی کا مولوی اتنا خوبصورت ہے تو ان کے نبی (ﷺ) کتنے خوبصورت ہوں گے؟۔یہ تھے ہمارے حضرت مولانا انور شاہ کشمیری (رحمۃ اللہ علیہ)!

صیاد نے تیرے اسیروں کو آخر یہ کہہ کر چھوڑ دیا
قفس میں رہ کر بھی یہ لوگ جنت کا نظارہ کرتے ہیں

میں آپ حضرات کو ان کے دروازہ پر لے چلتا ہوں: یہ کون ہے؟ انہیں ''مولانا یحییٰ علی'' کہا جاتا ہے۔ ''حضرت مولانا یحییٰ علی'' کے متعلق انگریز نے سزا تجویز کی: ''مولانا کو پھانسی پر لٹکا دیا جائے''۔ جیل کا ضابطہ یہ ہے کہ ''جس آدمی کو پھانسی لگانا ہو تو شام کو بھی اس کا وزن کرتے ہیں اور صبح کو بھی''۔ کہیں پھانسی کا آرڈر سن کر اس کا وزن گھٹ تو نہیں رہا۔

آج مولانا کا وزن کیا گیا، مولانا کو صبح پھانسی لگنا ہے۔ صبح جب ان کو وزن کیا گیا تو کئی پاؤنڈ اس کا وزن بڑھا ہوا تھا۔ انہوں نے اپنے بڑے آفیسر کو کہا: ہمارے پاس پہلا کیس ایسا آیا ہے کہ آج تک جس قیدی کو پھانسی کی سزا کا حکم ہوتا ہے تو کسی کو ہارٹ اٹیک ہو جاتا ہے۔ کسی کا وزن کم ہو جاتا ہے۔ یہ پہلا آدمی ہے جس کا مقدمہ ہمارے پاس آیا ہے، یہ پھانسی کا حکم سننے کے بعد وزن کم ہونا تو درکنار، وزن زیادہ ہو رہا ہے۔ مولانا کو بلایا گیا اور پوچھا گیا: یہ بات ہماری سمجھ میں نہیں آتی کہ یہ کیا ہوا؟

مولانا نے جواب میں ارشاد فرمایا: آپ لوگوں کو اس کی حقیقت کا علم نہیں، ہم مسلمان ہیں، ہمارے نزدیک جو آدمی ظلماً مار دیا جاتا ہے تو اس کی موت موت نہیں ہوتی بلکہ شہادت ہوتی ہے۔ اور شہادت ایک ایسی نعمت ہے جس پر ہزار زندگی قربان کی جاسکتی ہے۔ تم مجھے شہید کرنا چاہتے ہو، آج مجھے پھانسی لگنا ہے اس لئے میں نے آج روزہ رکھا ہے، شام افطار گنبد خضراء میں حضور (ﷺ) کے ساتھ ہوگی۔ انگریز نے کہا: یہ آپ کی پسندیدہ موت ہے؟ ہم آپ کو پسندیدہ موت نہیں دینا چاہتے۔ سزا تبدیل کر دی۔

صیاد نے تیرے اسیروں کو آخر یہ کہہ کر چھوڑ دیا
قفس میں رہ کر بھی یہ لوگ جنت کا نظارہ کرتے ہیں

(یہ شعر بیان کے بعد مولانا کو سنایا گیا تھا)

انگریز کا خیال تھا کہ مسلمانوں کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ حضور (ﷺ) کی سنت ہے۔ چنانچہ آپ کو بھی اور مجھے بھی اللہ تعالیٰ حضور (ﷺ) کی سنت پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین!

میری ڈاڑھی کے بال قبول کرلئے تو زندگی بھی قبول کرلے گا:

انگریز نے مولانا کی ڈاڑھی میں شراب ڈالی، استرے سے اس کو صاف کیا، وہ کہتے تھے: ہم آپ کو اذیت دینا چاہتے ہیں۔ مولانا نے ڈاڑھی کے بال اپنے ہاتھ میں لئے، ان کو دیکھا اور رونے لگے۔ پھر آسمان کی طرف دیکھ کر مسکرانے لگے۔ وہ انگریز حیران! انہوں نے مولانا صاحبؒ سے پوچھا: مولانا آپ روکیوں رہے ہیں؟ فرمایا: میں اس لئے رورہا تھا، اپنے مقدر پر رو رہا تھا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے میری ڈاڑھی کے بالوں کو تو قبول کرلیا لیکن مجھے قبول نہیں کیا۔ پوچھا: مسکرا کیوں رہے تھے؟۔ مولانا نے فرمایا: اللہ کی رحمت پر امید کرکے مسکرارہا تھا کہ جس اللہ نے میری ڈاڑھی کے بالوں کو قبول کرلیا ہے وہ اللہ تعالیٰ میری زندگی کو بھی قبول کرلے گا۔

(حضرت) حسین احمد مدنیؒ آج آپ نے (حضرت) حسینؓ کے خون کی لاج رکھ لی:

حضرات گرامی! مولانا سید حسین احمد مدنی (رحمۃ اللہ علیہ) پر کراچی میں مقدمہ چلا۔ آج بھی جناح روڈ پر ''خالد دینا ہال'' جوں کا توں موجود ہے۔ اس ہال میں مقدمہ چلا، پیشی ہوئی، مولانا محمد علی جوہرؒ ساتھ تھے، مولانا پر یہ الزام تھا کہ آپ نے انگریز کے خلاف جہاد کرنے کا ہندوستان میں کا فتویٰ دیا ہے، اور ان کی فوج میں بھرتی ہونے کو حرام قرار دیا ہے۔ انگریز جج پوچھتا ہے: مولانا آپ نے یہ کہا ہے کہ: انگریز کے خلاف جہاد کرنا ضروری ہے؟ اور ان کی فوج میں بھرتی ہونا حرام ہے؟ مولانا محمد علی جوہرؒ کہتے ہیں: میرے دل میں خیال آیا کہ آج مولانا یہ الزام تسلیم کرتے ہیں تو سوائے پھانسی کے اور کوئی سزا نہیں؟ اور اس بات کو تسلیم نہیں کرتے تو علماء کرام کی عزت پر ایسا دھبہ لگے گا کہ قیامت تک ہم اس سے چھٹکارا حاصل نہیں کرسکتے۔ دونوں طرف ہمارے لئے موت ہے۔ آج دیکھئے! مولانا کیا کرتے ہیں؟ مولانا بڑی بہادری کے ساتھ انگریز جج کی طرف متوجہ ہوئے، کہنے لگے: صاحب بہادر! میں نے یہ فتویٰ دیا تھا اور یہاں کھڑے ہوکر اس کا اقرار کرتا ہوں اور جب تک میری جان میں جان باقی ہے اس کا اقرار کرتا رہوں گا۔

مولانا محمد علی جوہرؒ بیساختہ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے قدم پر گر گئے، اٹھ کر ان کی پیشانی کو چوما۔ چوم کر کہنے لگے: حسین احمد! آج آپ نے امام حسینؓ کے خون کی لاج رکھ لی

ہے!۔جج برانگیختہ ہوا،مولانا مدنی سے کہتا ہے: مولوی صاحب کیا بیان دیتے ہو؟ سوچ سمجھ کر بتائیں؟ میں جج ہوں اور صاحب اختیار ہوں! آپ ایک باغیانہ بیان دے رہے ہیں! آپ کے اس بیان پر سزائے موت بھی ہوسکتی ہے؟

حضرت مدنیؒ (رحمۃ اللہ علیہ) نے تھیلے سے ایک کپڑا نکالا۔اسے لہرا کر جج کو دکھا کر کہا: ’’ظالم جس موت کے لئے تو ڈراتا ہے۔میں دیوبند سے چلتے وقت اپنا کفن ساتھ لے کر چلا ہوں‘‘۔

شیخ الہندؒ نے اپنے جسم کو داغدار بنایا مگر محمد (ﷺ) کے دین کے لئے چشم پوشی کو گوارا نہ کیا:

حضرت شیخ الہند (رحمۃ اللہ علیہ) مالٹا جیل میں تھے۔حضرت مولانا کا جس وقت انتقال ہوتا ہے،آپ کو غسل دیا گیا،سارے ساتھی حیران وپریشان تھے کہ آپ کے جسم پر کسی کالی چیز کا داغ ہے۔کسی کو معلوم نہیں تھا کہ یہ کس چیز کے داغ ہیں۔حضرت مدنی (رحمۃ اللہ علیہ) سفر پر تھے،جنازہ میں شریک نہ ہوسکے۔جب حضرت آئے تو علماء نے پوچھا: حضرت ہم نے حضرت کے جسم پر داغ دیکھے ہیں۔وہ داغ ہمیں سمجھ میں نہیں آ رہے؟ آپ ارشاد فرمائیں: یہ داغ کس چیز کے ہیں؟ حضرت مدنیؒ نے فرمایا: حضرت شیخ نے مجھے وصیت کی ہے کہ جب تک میں زندہ ہوں،میرا یہ راز کسی کو نہیں بتانا۔الحمد للہ! آج تک کسی کو نہیں بتایا۔اب حضرت کا انتقال ہوگیا ہے۔شرعاً مجھے بیان کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں! حضرت نے جواب میں ارشاد فرمایا: جس وقت ہم مالٹا جیل میں تھے،انگریز جیلر ظالم تھا،لوہے کی سلاخیں گرم کر کے داغتا تھا۔اہل حق بزرگوں نے اپنا جسم داغدار بنانا تو منظور کیا مگر محمد (ﷺ) کے دین سے ایک منٹ کے لئے بھی چشم پوشی کرنا گوارا نہیں کیا۔رسول اللہ (ﷺ) کے دین کو نظرانداز نہیں کیا۔

آواز آئے گی کہ مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے ماننے والے کافر ہیں:

میرے بھائیو! ذرا توجہ فرمائیں۔حضرت مولانا شاہ عطاء اللہ بخاری (رحمۃ اللہ علیہ) کو ایک مرتبہ جج نے پوچھا: سنا ہے کہ آپ مرزا غلام احمد قادیانی کو کافر کہتے ہیں۔بپھرے ہوئے شیر کی طرح جج کی طرف دیکھ کر کہا: عطاء اللہ شاہ بخاری کو چودہ سال کی جیل ہے،بپھرے ہوئے شیر کی طرح کہنے لگے: مرزا غلام احمد کو کافر کہا تھا: عدالت میں کھڑے ہو کر آپ کے سامنے کافر کہتا

ہوں۔جب تک میری جان میں جان باقی ہے کافر کہتا رہوں گا۔اگر’’عطاء اللہ شاہ‘‘ کی موت آجائے اور کوئی آدمی میری قبر پر آکر پوچھے: عطاء اللہ‘مرزا کے متعلق تیرا کیا عقیدہ ہے؟ تو شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں: میرے جذبات یہ ہیں کہ قبر کے ذرہ ذرہ سے آواز آئے گی۔مرزا غلام احمد اور اس کے ماننے والے کافر ہیں۔یہ وہ جذبہ تھا علماء کرام کا، یہ وہ جذبہ تھا اہل حق کا، یہ وہ جذبہ تھا اکابرین کا، یہ جذبہ تھا ان قدسی صفت انسانوں کا، اس جذبہ کی بدولت دین کی سپرٹ باقی ہے۔دین کی حرارت باقی ہے۔دین باقی ہے، ایمان باقی ہے، اسلام باقی ہے۔مسلمان باقی ہے۔

یہاں کے علماء کرام سے آپ حضرات کی موجودگی میں دست بدستہ درخواست کرتا ہوں: وہ اسی جذبہ کے تحت رہیں، جن اکابر کے وہ نام لیوا ہیں، جن کے وہ شاگرد ہیں۔جن سے انہیں نسبت حاصل ہے، اسی نسبت کا خیال کر کے ان حضرات کی امانت کو آگے بڑھائیں، رسول اللہ (ﷺ) کی ناموس وعزت کے تحفظ کے لئے اپنے آپ کو فرنٹ لائن پہ لے آئیں۔انشاء اللہ! اللہ رب العزت کی رحمت اور حضور (ﷺ) کی شفاعت کا سایہ ان پر ہوگا۔

جو شخص ختم نبوت کا کام کرتا ہے تو ان کی پشت پر رسول اللہ (ﷺ) کی دعائیں ہیں:

حضرت مولانا محمد علی جالندھری (رحمۃ اللہ علیہ) ہمارے بزرگ گزرے ہیں۔مولانا انور شاہ کشمیری (رحمۃ اللہ علیہ) کے شاگرد تھے۔مولانا محمد علی جالندھریؒ کہتے ہیں کہ شاہ صاحبؒ فرمایا کرتے تھے: دلائل کی دنیا میں ممکن ہے کہ کوئی آدمی مجھ سے پوچھے اور میں ان کو مطمئن نہ کرسکوں۔لیکن میرا وجدان یہ کہتا ہے کہ جو آدمی ختم نبوت کا کام کرتا ہے ان کی پشت پر رسول اللہ (ﷺ) کی دعائیں ہیں۔یہ اتنا مقدس کام ہے۔قادیانی اگر جھوٹے نبی کی جھوٹی تبلیغ کے لئے سرگرداں ہیں تو ہمیں سچے امتی کے سچے ناتے سے کچھ کام کرنا ہوگا۔

اللہ تعالیٰ آپ حضرات کے علماء کرام کو، آپ کے اور میرے بزرگوں کو جزائے خیر عطا فرمائے (خدا کی قسم! میں ان حضرات کی خدمت میں رہ کر جوتیاں سیدھی کر کے یہ سمجھتا ہوں کہ جو کام قیامت کے دن کام آئیں گے انہیں کاموں میں سے ایک کام یہ بھی ہے۔آپ حضرات ان سے فائدہ اٹھائیں) میں آپ حضرات سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ اس کام کے لئے اپنے آپ کو کماحقہ وقف کردیں۔ان حضرات کی خدمات سے فائدہ اٹھائیں۔ان کے ساتھ تعلق

رکھیں۔ جس وقت آپ حضرات کا بزرگوں کے ساتھ تعلق ہوگا، اہل اللہ کے ساتھ تعلق ہوگا دنیا کا کوئی فتنہ آپ کو گمراہ نہیں کر سکے گا۔

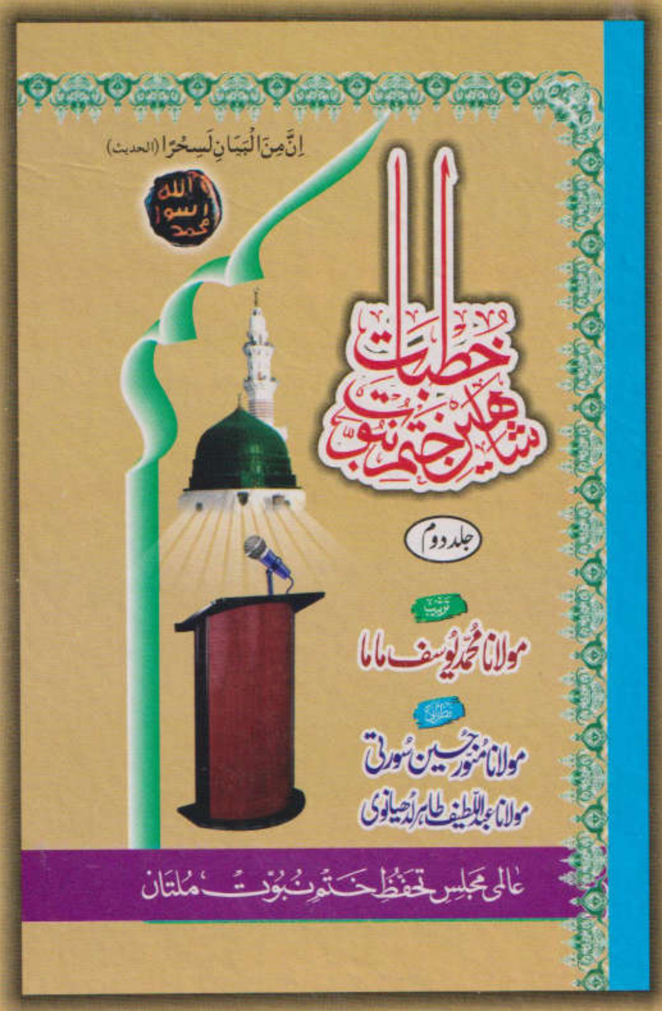
بے دین فرقے عوام کو علماء سے بدظن کرتے ہیں:

جتنے بھی بے دین فرقے ہیں ان کی سب سے پہلی بے دینی کی بنیاد یہ ہے کہ وہ عوام کو علماء سے بدظن کرتے ہیں۔ متنفر کرتے ہیں۔ اس لئے کہ جب علماء سے متنفر ہوں گے تو دین بتانے والا کوئی نہ ہوگا۔ انسان آسانی کے ساتھ گمراہ ہوجائے گا۔ تو جس طرح دین سے برگشتہ کرنے کی پہلی سیڑھی علماء سے برگشتہ کرنا ہے۔ اسی طرح دین کی پہلی سیڑھی علماء سے تعلقات ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کا، میرا، ان علماء کرام کے ساتھ تعلق وابستہ کردیں۔ ان سے فائدہ اٹھانے کی توفیق دیں۔ آمین۔ اللہ رب العزت انہیں اپنے دین کا ان کو خادم بنائیں۔ اور زیادہ سے زیادہ رسول اللہ (ﷺ) کی عزت و ناموس کے پھریرے کو دنیا کے اندر بلند کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین! بس! اتنی بات عرض کرنی تھی۔ آخر میں پھر آپ حضرات کا دل کی گہرائی سے شکرگذار ہوں۔ آپ نے ایک مسافر کی ٹوٹی پھوٹی بے تکی باتوں کو سنا۔ اللہ رب العزت آپ سب حضرات کو جزائے خیر عطا فرمائیں۔ آمین۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

نوٹ: جامع مسجد باٹلی کے خطیب ورؤف الصفت مخدومنا جناب حضرت مولانا عبدالرؤف صاحب (خلیفہ حضرت مسیح الامت مولانا مسیح اللہ صاحب نوراللہ مرقدہ) دامت فیوضھم نے آخر میں دعاء فرمائی اور جلسہ کا اختتام ہوا۔

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین، وخاتم النّبیین وعلی آلہ واصحابہ اجمعین، ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔ وتب علینا انک انت التواب الرحیم۔ وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین۔ سبحان ربک رب العزۃ عما یصفون۔ وسلام علی المرسلین والحمد للہ رب العالمین!



عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
حضوری باغ روڈ، ملتان - فون : 061-4783486